پارۂ دوم

ازتالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی جناب مولوی وحید الزمان صاحب بہ کتاب مستطاب کنوز احاسن

سنہ ۱۳۰۸ھ

تیسیر الباری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

یعنی قسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

۱۸۹۰

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور در سنہ ۱۳۰۸ ہجری بزیور طبع مزین گردید

فہرست کتاب مستطاب پارہ دوم تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح بخاری

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲	کتاب غسل کے بیان میں	۸	رطل کی تحقیق کے بیان میں	۱۹	وضو اور غسل کے بعد رومال سے پونچھنا کیسا ہے
"	کافی ہے غسل میں پانی بہانا	"	محرم عورت کے سر اور ہاتھ پاؤں کا	"	باب اس بات کے بیان میں کہ غسل میں ہاتھ
"	غسل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے		دیکھنا درست ہے۔		زمین پر رگڑا جاوے
"	کن باتوں سے غسل لازم آتا ہے	۹	پانی کا ایک صاع غسل کے لیے کافی ہے	"	باب اس بات کے بیان میں کہ جنب کو ہاتھ
۳	کن باتوں سے تیمم کرنا چاہیے	"	اگلے لوگ حدیث کے کیسے تابع اور حضرت کے		پہلے دھونے کے برتن میں ڈالنا درست نہیں
"	کیفیت تیمم کے بیان میں۔		افعال کے کیسے پیرو تھے۔	۲۰	جنب کا بدن اگر اوس پر نجاست نہو تو نجس نہیں
"	آیت ولاتقربوا الصلوة الخ کی شان نزول	"	جو شخص بسبب کم علمی کے حدیث کے خلاف جھگڑا	"	اگر جنب کے ہاتھ پر نجاست نہو تو برتن میں ڈال
	اور اسکی تفسیر میں۔		کرے اسکو سختی سے سمجھانا درست ہے		سکتا ہے۔
"	باب غسل سے پہلے وضو کرنیکے بیان میں	۱۰	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے غسل اور	۲۱	باب غسل اور وضو میں جدا جدا کرنیکے بیان میں
"	کیفیت غسل کے بیان میں		ایک مد سے وضو کرتے تھے۔	"	لگاتار اور پے در پے اعضا کا دھونا وضو اور غسل
۴	غسل سے پہلے وضو چاہیے صرف غسل کفایت نہیں کرتا	۱۱	باب غسل میں تین بار پانی ڈالنے الخ		میں واجب نہیں
"	جنابت کے وضو میں تکرار کا ثبوت	۱۲	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم غسل میں تین چلو	۲۲	باب داہنے ہاتھ سے بائیں پر غسل میں
۵	وضو اور غسل میں مل دلینا جائز ہے		بھر کر پہلے سر پر ڈالتے۔		پانی ڈالنے کے بیان میں۔
"	بی بی کو خاوند کی خدمت کرنا	"	حضرت علی نے حضرت فاطمہ کے بعد حضرت	۲۳	باب جماع کے بعد دوبارہ جماع کرنے اور ایک
"	شرمگاہ کے دھونے میں داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا		حنفیہ محمد کی والدہ کو نکاح کیا۔		ہی غسل میں سب عورتوں سے صحبت کرنیکے
"	جو شخص جنابت میں سوائے پانی لینا چاہے شرمگاہ سے پہلے دھو کر	"	باب ایک بار غسل کرنیکے بیان میں		بیان میں۔
۶	وضو اور غسل کے بعد رومال سے پونچھنے کے بیان میں	۱۳	غسل کر کے پاؤں دوسری جگہہ پر دھونا	"	دو جماعوں کے درمیان غسل کرنا مستحب ہے
"	جو پانی طہارت کرنیوالے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے	"	باب حلاب یا خوشبو غسل کے شروع کرنے میں	"	دو جماعوں کے درمیان وضو کرنیکے بیان میں
"	غسل کے بعد وضو نہ کرنیکے بیان میں	"	حلاب کی تحقیق اور اس باب کو حدیث کے ساتھ	۲۴	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں تیس مردوں کی قوت تھی
۷	بیان میں کیفیت غسل جنابت کی		مناسبت کا بیان	۲۵	تیس عورتوں سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
"	باب مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنیکے بیان	۱۵	داہنے ہاتھ سے طہارت میں شروع کرنا مستحب ہے		نکاح کیا۔
"	مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے	"	باب غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں	"	جنت میں ایک آدمی کو سو آدمیوں کی طاقت
	فرق اور صاع کی تحقیق		پانی ڈالنے کے بیان میں۔		ملیگی کھانے پینے اور جماع کرنے اور شہوت میں
"	باب صاع اور اسکے مانند برتنوں سے	۱۶	غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے	"	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود بہت قوت ہونے کے
	غسل کرنے کے بیان میں۔	۱۸	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں		بی بیوں پر قناعت کرنا۔

تمت

۴۸۵ باب [illegible]

پارۂ دوم

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب کنز الحقائق من احادیث

۱۳۰۸ھ

تسہیل القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

لیے نسخہ (؟)

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

۱۸۹۰ء

[illegible] على الله سبحانه في البداية والنهاية [illegible] وهو [illegible]

[illegible] أصح الكتب [illegible] محمد بن اسمعيل البخاري

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور در ۱۳۰۸ھ بزیور طبع مزین گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الغسل

وقول اللہ تعالی وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وقولہ جل ذکرہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ترجمہ کتاب غسل کے بیان مین

ف غسل بضم غین نہانا اور بہ فتح غین دہونا اور بکسر غین جس سے دہووین پانی کے ساتہہ ملاکر جیسے صابون اشنان وغیرہ اور کافی ہے غسل مین پانی بہانا اور مالک او رمزنی کے نزدیک بدن کا ملنا بہی واجب ہے (فتح) اور فرمایا اللہ تعالی نے ف یہان مؤلف نے دو آیتین ذکر کین پہلی سورہ مائدہ کی پہر سورہ نساء کی اور غرض اونکے لانیسے یہہ ہے کہ غسل کی فرضیت جنب کے لیے قرآن سے ثابت ہے اور مائدہ کی آیت کو مقدم کیا کیونکہ اُس مین فاطّہروا ہے اور یہہ مجمل ہے اور دوسری آیت مین اُسکی تفسیر ہے حتّٰی تغتسلوا (فتح) ت اگر تم جنب ہو (احتلام سے یا جماع سے تمکو انزال ہوا ہو یا مقدمات جماع سے انزال ہوا ہو یا دخول کیا ہو گو انزال نہ ہوا ہو) تو پاکی کرو (غسل کرو) اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی ضرر کرے) یا مسافر ہو (اور پانی نہ ملے) یا تم مین سے کوئی پائخانہ سے آوے (یعنی بول یا براز کے بعد) یا چہوؤ تم عورتون کو (بشہوت کیونکہ شافعیہ کے نزدیک عورت کے چہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک چہونے سے مراد جماع ہے اور اسکا مفصل بیان پارہ اول مین

کذرا) پھر تم پانی نہ پاؤ (یعنے پانی استعمال نہ کر سکو جیسے ابن ابی حاتم نے کہا کہ یہ آیت ایک بیمار کے حق میں اتری (جو
انصار میں سے جسکے پاس خادم نہ تھا اور وہ خود اوٹھ کر پانی نہ لے سکا نہ وضو کر سکا) تو تیمم کرو پاک مٹی پر تو مسح
کر لو اپنے موہوں اور ہاتھوں پر اوس سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے اور
اپنی نعمت تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (اور شکر کی نعمت زیادہ ہو تم پر یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے) اور فرمایا اللہ تعالے
نے (سورۂ نساء میں) اے ایمان والو مت نزدیک ہو تم نماز کے جب تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے
ہو ف یہ آیت ان صحابہ کے باب میں اتری جنہوں نے شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیا ابن عوف کے پاس
پھر اونہوں نے امامت کی اور پڑھا قُلْ یَا اَیُّہَا الْکَافِرُوْنَ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے
اور ضحاک نے کہا نشہ سے نیند کی غفلت مراد ہے نہ شراب کا نشہ ت یا جنب ہو مگر راہ چلتے (یعنے مسافر ہو تو غسل
کرنا ضرور نہیں جب پانی نہ ملے بلکہ تیمم کافی ہے اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ نماز کے مقاموں پر نہ جاؤ یعنے
مسجدوں میں نشہ اور جنابت کی حالت میں مگر جب راہ چلتے اوپر سے گذرو یعنے مسجد پر سے کہیں جانے کی راہ ہو
اور وہاں جانا چاہو تو جنابت کی حالت میں بھی مسجد پر سے گذر جانا درست ہے) یہاں تک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا
مسافر یا تم میں سے کوئی پاخانہ سے آوے یا چھوؤ تم عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی تمکو نہ ملے یا ملے پر اوس کا
استعمال نہ کر سکے جو بیماری یا مفلسی کی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی پر پھر مسح کر لو اپنے موہوں اور ہاتھوں پر بیشک اللہ
تعالی معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے (تو جب پانی نہ ہو اوسنے غسل کو معاف کر دیا اور تیمم جائز کر دیا) **بَابُ الْوُضُوْءِ
قَبْلَ الْغُسْلِ** غسل سے پہلے وضو کرنیکا بیان ف امام شافعی نے اُم میں کہا کہ اللہ تعالی نے غسل کو فرض کیا
پس جس طرح غسل کرے یعنی سارے بدن کو تر کرے کافی ہے اور بہتر یعنے مستحب اس طرح ہے کہ پہلے وضو کرے جیسے آنحضرت
میں آتا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَۃِ بَدَاَ فَغَسَلَ یَدَیْہِ ثُمَّ یَتَوَضَّاُ کَمَا یَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ یُدْخِلُ
اَصَابِعَہٗ فِی الْمَاءِ فَیُخَلِّلُ بِہَا اُصُوْلَ الشَّعْرِ ثُمَّ یَصُبُّ عَلٰی رَاْسِہٖ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِیَدَیْہِ ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی
جِلْدِہٖ کُلِّہٖ ترجمہ اُم المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل کرتے جنابت کا تو
شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ترمذی پھر اپنی شرمگاہ دھوتے مسلم) پھر وضو کرتے
جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں ف حافظ نے کہا ہاتھ دھونا پاک کرنیکے لیے تھا یا ہاتھ دھونا وہی تھا جو نیند سے
اوٹھکر چاہیے اور دلالت کرتی ہے اسپر ترمذی کی روایت اور احتمال ہے کہ غسل سے پہلے وضو ایک مستقل سنت ہو اور

اور احتمال ہے کہ وضو میں جو اعضا داخل ہوتے ہیں انکو پھر غسل میں دھویا ہو اس صورت میں اس وضو کے شروع
میں جنابت کے غسل کی نیت کرنا چاہیے اور ابن بطال نے کہا اجماع ہے اس پر کہ وضو واجب نہیں غسل کے ساتھ
اور یہ غلط ہے کیونکہ ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت کے نزدیک غسل وضو سے کافی نہیں ہوتا یعنے جو بے وضو
ہو وہ اگر غسل کر لے تو کافی نہ ہوگا بلکہ رفع حدث کے لیے پھر وضو کرنا چاہیے قسطلانی نے کہا شافعی اور مالک کا
یہ مذہب ہے کہ غسل سے پہلے پورا وضو کرے جیسے ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر غسل کے مقام
میں مستعمل پانی جمع ہوتا ہو تو صرف پانون نہ دھووے بلکہ غسل کے بعد دھووے اسیطرح ظاہر یہ ہے کہ یہ وضو بھی تین تین
بار کرے اور عیاض نے کہا کہ جنابت کے وضو میں تکرار ثابت نہیں ہوئی انتہے مختصرا ت پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈالتے
اور خلال کرتے اونسے بالون کی جڑ و ن ف مسلم کی روایت میں ہے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیون کو بالون
کی جڑون میں ڈالتے اور ترمذی اور نسائی میں یہ ہے پھر اپنے بالون کو پانی ملاتے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ پہلے
خلال کرتے اونسے سر کے داہنی جانب کا تو لیجاتے انکو بالون کی جڑون میں پھر بائیں جانب بھی ایسا کرتے اور یہ
خلال بالاتفاق واجب نہیں ہے مگر جب بال جمے ہوئے ہوں اسطرح سے کہ پانی اونکی جڑون میں نہ پہونچے تو واجب ہے (فتح)
ت پھر اپنے سر میں چلو دونو ہاتھون سے لیکر ڈالتے پھر پانی بہاتے اپنے ساری بدن پر ف حافظ نے کہا عیاض
نے جو کہا کہ جنابت کے وضو میں تکرار ثابت نہیں یہ غلط ہے امام نسائی اور بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا غسل جنابت
میں کہ پھر آپ کلی کرتے تین بار اور ناک میں پانی ڈالتے تین بار اور منہ کو دھوتے تین بار پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے
اور ساری بدن پر پانی ڈالنے سے یہ نکلتا ہے کہ جو وضو غسل سے پہلے کیا وہ ایک سنت ہے اس صورت میں اگر غسل کرنیوالے
بے وضو ہو تو اس وضو میں رفع حدث کی نیت کرے ورنہ غسل کی سنت کی اور پانون دھونے میں دیر نہ کرے بلکہ پورا وضو کر لیوے
اور یہی محفوظ ہے اسطریقہ میں البتہ مسلم نے ابو معاویہ کے طریق سے نکالا اس میں یہ ہے پھر پانی ڈالا اپنے ساری بدن پر
پھر دونوں پانون دھوئے بیہقی نے کہا یہ روایت غریب ہے اور صحیح ہے میں کہتا ہوں اسمین گفتگو ہے اور اسکا ایک
شاہد ہے ابو سلمہ کی روایت سے حضرت عائشہ رضی سے اسکو نکالا ابو داؤد طیالسی نے اور اسکے اخیر میں یہ ہے جب غسل
سے فارغ ہوئے تو دونو پانون کو دھویا انتہے ملخصًا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے
بھی نکالا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے ام المومنین عائشہ رض کی حدیث میں پانون کا دھونا غسل کے بعد مراد رکھا ہے
ورنہ ام المومنین میمونہ کی حدیث میں جسکو مولف آگے بیان کرینگے یہ آتا ہے کہ آپ نے پانی ڈالا اپنے بدن پر پھر اس جگہ سے
سرک گئے اور دونو پانون دھوئے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي

ص۱ اور دونون ہاتھون کو [illegible] بار

الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم وُضُوْءَهُ لِلصَّلوٰةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا اَصَابَهُ مِنَ الْاَذٰى ثُمَّ اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے اونہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہین صرف پانون نہین دہوئے ف حافظ نے کہا اس مین تصریح ہے کہ پاؤن کو غسل کے بعد دہویا اور یہ بظاہر مخالف ہے حضرت عائشہ رض کی روایت کو اور تطبیق یون ہوگی کہ حضرت عائشہ کی حدیث مین وضو سے اکثر افعال وضو کے مراد ہون یا کبہی ایسا کیا ہو کبہی ویسا اور جمہور کا یہ قول ہے کہ پانون دہونا غسل کے بعد مستحب ہے اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر غسل کا مقام صاف پاک ہو تو پانون دہونے مین تاخیر کرنا مستحب ہے ورنہ تقدیم مستحب ہے اور شافعیہ کے دو قول ہین افضل مین نووی نے کہا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو پورا کرے کیونکہ اکثر روایتین حضرت عائشہ اور میمونہ سے اسیطرح ہین انتہی حالانکہ کسی روایت مین غسل سے پہلے وضو پورا کرنیکی تصریح نہین بلکہ محتمل ہین تمام وضو کو اور بعض کو اور بعض روایتون مین تصریح ہے کہ غسل کے بعد پاؤن دہوئے جیسے ابو معاویہ کی روایت مین جو گذری اور میمونہ رض سے اکثر روایتین اوسکے موافق ہین اور امام احمد کی روایت مین ابو معاویہ سے اونہون نے اعمش سے یہ ہے کہ آپ جب غسل کرتے جنابت کا تو پہلے دونون ہاتہ دہوتے پہر داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ پر پانی ڈالتے پہر اپنی شرمگاه دہوتے اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک آخر مین یہ کہا پہر سرک جاتے اور دونو پانون اپنے دہوتے اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہمیشہ پانون دہونے مین تاخیر کرتے قرطبی نے کہا اسمین حکمت یہ ہے کہ شروع اور ختم غسل کا وضو کے افعال سے ہووے انتہی ملخصًا

ت اور اپنی شرمگاه کو دہویا اور جو کثافت آپکے لگی تہی (یعنے منی اور رطوبت وغیرہ) پہر اپنے بدن پر پانی ڈالا پہر اپنے پانو کو سرکایا (غسل کے مقام سے) اونکو دہویا یہ آپکا غسل تہا جنابت سے ف حافظ نے کہا اس روایت مین تقدیم اور تاخیر ہوگئی ہے کیونکہ شرمگاه کا دہونا وضو سے پہلے تہا اور یہ ابن المبارک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو آگے آویگی اوسمین پہلے ہاتہون کا دہونا مذکور ہے پہر شرمگاه کا دہونا پہر دیوار پر ہاتہ رگڑنا پہر وضو کرنا مگر پانون نہ دہونا اور اس حدیث سے امام بخاری نے بہت سے مسائل نکالے ہین اور ہر ایک باب مین ایک ایک مسئلہ کو بیان کیا ہے اور سب مین یہی حدیث بتغیر اسناد ذکر کی ہے اور اس سے کئی فائدے اور نکلتے ہین ایک تو مدد لینا جائز ہونا وضو اور غسل مین پانی لانے مین چنانچہ حفص کی روایت مین اسی حدیث مین ہے کہ مینے آپکے لیے غسل کا پانی رکہا دوسرے بی بی کو خاوند کی خدمت کرنا تیسرے شرمگاه دہونے کے لیے داہنے ہاتہ سے بائین پر پانی ڈالنا چوتہے جو شخص چلو دے

پانی لینا چاہیے اوسکو شرمگاہ سے پہلی ہاتھوں کا دھونا لیکن اگر پانی لوٹے میں ہو تو پہلے شرمگاہ کا دھونا اولی ہے اور اس حدیث سے کسی طریقہ میں سر کے مسح کا ذکر نہیں اور مالکیہ نے اسی وجہ سے کہا کہ غسل کے وضو میں سر کا مسح نہیں ہے بلکہ غسل میں جو سر دہوتی ہیں وہ مسح کی بدل کافی ہو اور ابو حمزہ کی روایت میں یہ ہے کہ پہر میں نے آپ کو ایک کپڑا دیا آپنے نہیں لیا اس سے بعضوں نے دلیل لی ہے بدن پونچہنے کی کراہت پر حالانکہ یہ دلیل لینا صحیح نہیں کیونکہ یہ ایک واقعہ ہے اور شاید پہیر دینے کی وجہ اور کچہہ ہو جیسے کپڑے کا اچہا نہ ہونا یا آپ کو جلدی ہونا مہلب نے کہا شاید کپڑا پہیر دینے کا سبب یہ ہو کہ پانی کی برکت باقی رہے یا تواضع کی راہ سے ہو یا اوس کپڑے میں ریشم ہوگا یا میل ہوگا اور احمد اور اسمعیلی کی روایت میں ابو عوانہ سے انہوں نے اعمش سے یہ ہے کہ میں نے اسکا ذکر ابراہیم نخعی سے کیا اونہوں نے کہا رومال سے پونچہنے میں کچہہ قباحت نہیں اور آپ نے اسکو پہیر دیا اس ڈر سے کہ عادت نہ ہو جائے اور تیمی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہو کہ آپ بدن کو پونچہتے تہے ورنہ رومال کیوں لائی جاتی ابن دقیق العید نے کہا آپنے پانی ہاتہہ سے جہٹکا اس سے یہ نکلتا ہے کہ پونچہنے میں کراہت نہیں نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اس میں پانچ قول ہیں صحیح یہ ہو کہ نہ پونچہنا مستحب ہے اور اس میں یہی دلیل ہے کہ جو پانی طہارت کرنیوالے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے اور بعض غلو کرنے والے حنفیوں نے اسکو نجس جانا ہے انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کئی مقاموں میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں نکالا ہے قسطلانی میں ہو کہ امام احمد نے روایت کیا جبیر بن مطعم سے کہ ہم نے ذکر کیا جنابت کے غسل کا حضرت کے پاس آپ نے فرمایا میں تو چلو بہر کر پانی لیتا ہوں اور اپنے سر پر ڈالتا ہوں پہر بعد اسکے سارے بدن پر پانی بہاتا ہوں اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ایک روایت میں امام احمد کے یوں ہو کہ میں اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں پہر پانی بہاتا ہوں تو میں پاک ہو جاتا ہوں اور نکالا پانچوں عالموں نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو بیہقی نے عمدہ سندوں سے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا موقوفا اور مرفوعا جب وہ پوچہے گئے غسل کے بعد وضو کرنے سے تو اونہوں نے کہا غسل سے زیادہ کونسا وضو ہے اور ایک شخص نے اون سے کہا میں وضو کرتا ہوں غسل کے بعد تو اونہوں نے کہا تو نے مبالغہ محنت کی اور حذیفہ سے اونہوں نے کہا کیا تم میں سے ایک کو یہ کافی نہیں کہ سر سے لیکر پاؤں تک دہو دے تاکہ وضو کرے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی ابن عربی نے کہا علما کا اختلاف نہیں اس بات میں کہ وضو داخل ہے غسل میں ابن سید الناس نے کہا کہ امام داؤد نے وضو واجب کہا ہے غسل کے اندر نہ غسل کے بعد اور ابن حزم نے کہا کہ داؤد کے نزدیک بہی وضو غسل میں

فرض نہین ہے انتہے مختصرًا اور امام نسائی نے روایت کیا ابن عمر سے کہ حضرت عمر رضؓ نے پوچھا حضرت صلعم سے جنابت کے غسل کو آپنے فرمایا شروع کرے تو اپنے داہنے ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالے پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن مین ڈالے پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈھلے اور بائین ہاتھ کو شرمگاہ پر کہیا اور جو وہان لگا ہو دہو ڈالے یہانتک کہ صاف کرے پھر بائین ہاتھ اپنا اگر چاہے تو مٹی پر رکہے پھر بائین ہاتھ پر پانی ڈالے یہانتک کہ اسکو صاف کرے پھر دونو ہاتھ دہووے تین بار اور ناک مین پانی ڈالے اور کلی کرے اور اپنے منہ اور دونو بانہون کو تین تین بار دہووے جب سر تک پہونچے تو اوسپر مسح نہ کرے اور پانی اوسپر ڈالے

باب غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنا (ایک برتن سے) حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ یُقَالُ لَہُ الْفَرَقُ ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ایک پیالے سے جسکو فرق کہتے تھے ف مالک کی روایت مین ہے کہ جنابت کا غسل کرتے صحیح مسلم مین ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے نووی نے کہا یہی جمہور کا قول ہے اور ابو عبید نے کہا اسپر اتفاق ہے تو فرق سولہ رطل ہوئے اور بعضون نے کہا فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضؓ سے نکالا کہ وہ برتن جیسے اقساط کا تہا اور قسط بالاتفاق اہل لغت نصف صاع کا ہوتا ہے حافظ نے کہا جب فرق تین صاع کا ہوا اور سولہ رطل کا تو صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوا جیسے شافعیہ کا قول ہے نہ آٹھ رطل کا جیسے حنفیہ کہتے ہین اور بعض شافعیہ نے کہا کہ غسل کے لیے آٹھ رطل کا صاع معتبر ہے اور صدقہ فطر کے لیے ۵⅓ رطل کا اور یہ قول ضعیف ہے اور داؤدی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ مرد کو اپنی عورت کی شرمگاہ اور عورت کو اپنے مرد کی دیکھنا درست ہے اور ابن حبان نے نکالا سلیمان بن موسی سے اون سے پوچھا گیا کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اونہون نے کہا مین نے عطا سے پوچھا اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا تو انہون نے یہی حدیث بیان کی انتہے مختصرًا حافظ نے کہا ابن اثیر نے نقل کیا کہ فرق بفتح قاف اوسکا سولہ رطل کا ہوتا ہے اور بسکون ایک سو بیس رطل کا اور یہ قول غریب ہے قسطلانی نے کہا جوہری نے کہا فرق ایک پیمانہ ہے مشہور مدینہ مین سولہ رطل کا اور یہ پیمانہ کانسی کا تہا جیسے حاکم کی روایت مین ہے ایک کٹرے مین کانسی کا اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے انتہے

باب الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ

صاع اور اسکی مانند برتنون سے غسل کرنا ف اوپر گذرا کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہے جو ایک سو اٹھائیس درہم اور ⁴⁄₇ درہم کا ہوتا ہے اور نووی نے اسکو ترجیح

دی اور رافعی وغیرہ نے کہا کہ رطل ایکسو تیس درم کا ہے (فتح) اور اہل عراق (کوفہ وغیرہ) نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور حجت انکی مجاہد کی روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ پاس گئے پھر ایک بڑا پیالہ لایا گیا حضرت عائشہؓ نے کہا آپ ایسے برتن سے غسل کرتے تھے مجاہد نے کہا میں نے اوسکا اندازہ کیا تو آٹھ رطل سے نو یا دس رطل تک ہوگا حالانکہ یہ روایت اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتی جو مدینہ میں مشہور اور متواتر ہوا اور جاری تھا اُنکی معاشوں اور معاملات میں اور امام مالک نے ابو یوسف کے سامنے جب وہ مدینہ میں آئے صاع کو نکالا اور کہا یہ صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو یوسف نے اُسکو پانچ رطل کا پایا تو اونہوں نے رجوع کیا امام مالک کے قول کیطرف پھر یہ سب لوگوں کی روایتیں ایک مجاہد کی خبر سے رد نہیں ہو سکتیں حافظ نے کہا اگر مجاہد کی خبر کو تسلیم کریں تب بھی اہل عراق کا استدلال تمام نہیں ہوتا کیونکہ مجاہد نے اندازہ کیا اور اندازہ ماپنے اور تولنے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسکے علاوہ مجاہد نے یہ کہاں کہا کہ وہ برتن صاع تھا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرَ صَاعٍ

ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے میں اور حضرت عائشہ کے بھائی (رضاعی جیسے مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے) ف نووی نے کہا کہ اونکا نام عبداللہ بن یزید تھا (عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف) کیونکہ صحیح مسلم میں کتاب الجنائز میں ہے عبداللہ بن یزید سے جو رضیع تھے حضرت عائشہ کے حافظ نے کہا میرے نزدیک وہ معین نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت عائشہ کے رضاعی بھائی کثیر بن عبید بھی تھے اور کثیر نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے نکالا اوسکو بخاری نے ادب مفرد میں اور ابو داؤد نے اور غلطی کی داؤدی نے جو کہا کہ مراد عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں اور اوسنے جو کہا کہ مراد طفیل بن عبداللہ ہیں کیونکہ امام مسلم اور نسائی اور ابو عوانہ کی روایتوں میں شعبہ سے رضاعی بھائی کی تصریح ہے تب حضرت عائشہ پاس گئے اونکے بھائی نے اونسے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر غسل کرتے تھے اونہوں نے ایک برتن منگوایا جو ایک صاع کے مانند ہوگا پھر غسل کیا اونہوں نے اور اپنے سر پر پانی ڈالا اور ہمارے اور انکے بیچ میں پردہ تھا ف قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ ان دونو شخصوں نے حضرت عائشہؓ کے سر اور بدن کے اوپر کیجانب کو دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے اور ابو سلمہ بھی حضرت عائشہ کے بھانجے تھے رضاعی اونکو دودھ پلایا تھا ام کلثوم حضرت عائشہ کی بہن نے ورنہ وہ اونکے سامنے کیونکر غسل کرتیں اور اس سے یہ نکلا کہ کام کر کے دکھانا عمدہ طریقہ ہے تعلیم کا (فتح)

(ترجمہ) ابوعبداللہ (امام بخاری ح) نے کہا یزید بن ہارون اور بہز (ابن اسد) اور جُدّی (عبدالملک بن ابراہیم) نے اس حدیث کو روایت کیا شعبہ سے اور کہا کہ وہ برتن ایک صاع کے اندازکا ہوگا ف حافظ نے کہا کہ یزید بن ہارون کی کے طریقہ کو ابوعوانہ اور ابونعیم نے مستخرج میں نکالا اور بہز کے طریق کو اسمٰعیلی نے اور انکی روایتیں یہ ہے کہ اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا اور ایسا ہی ہے مسلم اور نسائی کی روایت میں انتہی حدثنا عبداللہ بن محمد قال حدثنا یحیی ابن آدم قال حدثنا زهیر عن ابی اسحٰق قال حدثنا ابوجعفر انہ کان عند جابر بن عبداللہ هو وابوہ وعندہ قوم فسألوہ عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال جابر کان یکفی من هو اوفی منک شعرا وخیر منک ثم امنا فی ثوب ترجمہ امام محمد باقر (ابوجعفر) بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام سے روایت ہے کہ وہ اور اونکے باپ (امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام) جابر بن عبداللہ انصاری رضہ کے پاس تھے اور اونکے پاس اور کچھ لوگ تھے اونہوں نے جابر رضہ سے پوچھا (اسحٰق بن راہویہ کی مسند میں ہے کہ پوچھنے والے امام ابوجعفر ہی تھے اور نسائی کی روایت میں ہے ابوجعفر سے ہم نے جھگڑا کیا غسل میں جابر رضہ کے پاس) غسل کو جابر نے کہا کافی ہے تمکو ایک صاع پانی ایک شخص بولا (قوم میں سے) (اسمٰعیلی اور بعضوں نے کہا کہ وہ شخص حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب تھے) مجھے تو (اتنا پانی) کافی نہیں ہے جابر رضہ نے کہا وہ تو کافی ہوتا تھا ان شخص کو جنکے بال تم سے زیادہ تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر امامت کی جابر رضہ نے ہماری ایک کپڑے میں ف امامت کا ذکر کتاب الصلوٰۃ میں مفصل آویگا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے لوگ حدیث کے کیسے تابع تھے اور حضرت صلعم کے افعال کے کیسے پیرو تھے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کوئی حدیث کی خلاف جھگڑا کرے بے علمی سے تو اوسکو سختی سے سمجھانا درست ہے جیسے جابر رضہ نے حسن بن محمد کو سمجھایا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ پانی میں اسراف منع ہے اور اس حدیث کو امام مسلم نے نہیں نکالا اور صاحب عمدہ نے اسکو ذکر کیا حالانکہ وہ متفق علیہ روایتیں نکالتے ہیں قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اسکو نکالا حدثنا ابونعیم قال حدثنا ابن عیینۃ عن عمرو عن جابر بن زید عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و میمونۃ کانا یغتسلان من اناء واحد قال ابوعبداللہ کان ابن عیینۃ یقول اخیرا عن ابن عباس عن میمونۃ والصحیح ما رواہ ابونعیم ترجمہ عبداللہ بن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین میمونہ دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا ابن عیینہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) وہ اخیر عمر میں یوں روایت کرتے تھے اسکو ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے اور صحیح وہ ہے جو ابونعیم (فضل

یعنی کئی) نے روایت کیا ف ابن عباس سے تو حدیث ابن عباس کی مسند ہوئی میمونہ کی اور ایسا ہی صحیح کہا دارقطنی نے
اور ابو نعیم نے ابن عیینہ سے پہلے سنا ہے اور محدثین کی عادت ہے کہ وہ قدم سماع سے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اول زمانے میں
حافظہ قوی ہوتا ہے بہ نسبت اخیر عمر کے حافظ نے کہا لیکن دوسروں کی روایت کو ترجیح ہے اس وجہ سے کہ وہ بہت راوی ہیں
اور انکو سفیان کی صحبت زیادہ تھی اور اسمعیلی نے انکو ترجیح دی اس طرح سے کہ ابن عباس حضرت صلعم کے غسل پر مطلع
نہیں ہو سکتے تھے تو ضرور میمونہ سے سنا ہوگا اور میمونہ کی روایت کو نکالا شافعی اور حمیدی اور ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ
وغیرہم نے اپنی مسندوں میں سفیان سے اور مسلم اور نسائی نے اب بعض شارحین نے یہ کہا ہے کہ میمونہ کی اس حدیث کو
باب سے کچھ مناسبت نہیں ہے کیونکہ اسمیں برتن کا مقدار مذکور نہیں ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ مقدار برتن کا اس سے نکلتا
ہے کہ اس زمانے میں برتن چھوٹے تھے جیسے امام شافعی نے کہا تو داخل ہو جاویگی یہ حدیث مؤلف کی اس باب میں صاع او
اسکے مانند سے غسل کرنا یا یہ مطلق محمول ہوگا اس مقید پر جو حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ میں اور حضرت صلعم ایک برتن
سے نہاتی جو فرق کے برابر تھا کیونکہ دونو ایک ہی بیان تھیں انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا باب کی مناسبت کے لیے تین
توجیہیں کی ہیں ایک یہ کہ برتن سے مراد وہی فرق ہے جو اوپر گزرا دوسرے یہ کہ برتن عربوں میں مشہور اور معلوم تھا جسمیں
ایک صاع یا کچھ زیادہ پانی آوے تو اوسکی بیان کرنیکی احتیاج نہ ہوئی تیسرے یہ کہ یہ حدیث مختصر ہے اور اسمیں
پوری روایت میں یہ مذکور ہوگا کہ وہ برتن بقدر تین صاع یا اوسکے قریب تھا جیسے حضرت عائشہ کی حدیث میں مذکور
ہے اور تینوں توجیہیں سست ہیں اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور
ترمذی نے نکالا سفینہ سے کہ حضرت صلعم ایک صاع سے غسل کرتے تھے اور ایک مد سے وضو کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے
کہ صاع پانی آپکو نہلا دیتا تھا جنابت سے اور مد پانی آپکو وضو کرا دیتا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم
نے انس رض سے کہ حضرت صلعم صاع سے لیکر پانچ مد تک سے غسل کرتے اور مد سے وضو کرتے اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
نے انس رض سے کہ حضرت صلعم وضو کرتے ایسے برتن سے جسمیں دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے صاع سے اور بخاری اور مسلم
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے آپ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور
مکوک مد کو کہتے ہیں اور ترمذی نے انس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے وضو میں دو رطل پانی اور ابو داؤد اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی نے ام عمارہ اور عبد اللہ بن زید سے کہ حضرت صلعم نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا
جسمیں دو تہائی مد پانی تھا ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے عبد اللہ بن زید سے کہ وضو کیا آپنے دو ثلث مد کی مانند سے اور نسائی
نے موسی جہنی سے کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا میں نے اسکا اندازہ کیا وہ آٹھ رطل ہوگا اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث

بیان کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت ﷺ غسل کرتے تھے ایسے ہی برتن سے شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور احمد اور ابوداؤد
اور اثرم اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے جابر رض سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کافی ہے غسل سے ایک صاع اور وضو سے ایک مد ابن قطان
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا مد ایک رطل اور تہائی رطل بغدادی ہوتا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور
بعضوں نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا اور مد دو رطل کا ہوتا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ جمع ان دونوں میں اسطرح سے ہو کہ یہ
مختلف اوقات کا ذکر ہے اور مختلف غسلوں کا اور کافی ہے غسل کے لیے اتنا پانی جس سے سارا بدن تر ہو جاوے
خواہ صاع ہو یا کم یا زیادہ بشرطیکہ اتنا کم نہ ہو کہ اسکو غسل کہیں اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ اسراف کے درجہ کو پہونچے اور اوپر
یہ حدیث گذری کہ حضرت ﷺ نے سعد سے فرمایا وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو جاری نہر پر ہووے نکالا اسکو ابن ماجہ نے
اور اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت ﷺ پناہ مانگتے تھے
وضو کے وسوسے سے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد واہی ہے اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ وہ اور حضرت ﷺ دونو
غسل کر لیتے ایک برتن سے جسمیں تین مد پانی یا اسکے قریب آتا تو ایک صاع سے بھی کم میں دو غسل ہوئے اسیطرح روایت
کیا طبرانی اور بیہقی نے ابو امامہ سے کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا آدھے مد سے اور اسکی اسناد میں صلت بن دینار متروک
ہے اور یہ حدیث کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا تہائی مد سے تو حافظ نے کہا مجھکو نہیں ملی اور امام نسائی نے نکالا عبید
بن عمیر سے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے تئیں دیکھا میں اور حضرت ﷺ غسل کرتے اس برتن سے وہ ایک
کٹرہ تھا جو صاع کے برابر ہوگا یا اس سے کم ہوگا پھر ہم دونو ایک ساتھ شروع کرتے اسمیں میں اپنے سر پر تین بار اپنے
ہاتھ سے پانی بہاتی اور اپنے بال نہ کھولتی شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ غسل کے
لیے ایک صاع پانی واجب نہیں ہے

باب من افاض علی رأسه ثلثا غسل میں تین بار پانی سر پر ڈالنا

(اس باب میں میمونہ اور عائشہ کی حدیثیں اوپر گذریں) **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا زهير عن ابي اسحٰق
قال حدثني سليمان بن صرد قال حدثني جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم اما انا فافيض على رأسي ثلثا واشار بيديه كلتيهما ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں اور اشارہ کیا آپ نے اپنے دونو
ہاتھوں سے ف اسکے اول ابو نعیم کی مستخرج میں یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر
کیا پھر آپ نے یہی فرمایا اور صحیح مسلم میں ہے کہ لوگوں نے جھگڑا کیا غسل میں حضرت ﷺ کے پاس بعضوں نے کہا میں تو
اسطرح سے دھوتا ہوں اپنے سر کو فلاں فلاں چیز سے قسطلانی نے کہا اسکو نکالا مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے

حدثني محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن مخول بن راشد عن محمد بن علي عن جابر بن عبد الله قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يفرغ على رأسه ثلاثا ترجمہ جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے ف اسمٰعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہون جنابت کے غسل میں اور اسمین یہ بھی ہے کہ بنی ہاشم کے ایک شخص نے کہا میرے بال تو بہت ہیں جابر نے کہا حضرت ص کے بال تیرے بال سے زیادہ اور عمدہ تھے (فتح) اس حدیث کو امام نسائی نے طہارت میں نکالا (قسطلانی) حدثنا ابو نعيم قال حدثنا معمر بن يحيى بن سام قال حدثني ابو جعفر قال قال لي جابر اتاني ابن عمك يعرض بالحسن بن محمد بن الحنفية قال كيف الغسل من الجنابة فقلت كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ ثلاثة اكف ويفيضها على رأسه ثم يفيض على سائر جسده فقال لي الحسن اني رجل كثير الشعر فقلت كان النبي صلى الله عليه وسلم اكثر منك شعرا ترجمہ ابو جعفر (امام محمد باقر رض) سے روایت ہے جابر نے مجھ سے کہا تمہارے چچازاد بھائی (یہ مجاز الکہا تو اونکے باپ کے چچازاد بھائی تھے) وہ اشارہ کرتے تھے حسن بن محمد بن حنفیہ کیطرف ف حنفیہ محمد کی ماں حضرت علی رض کی بی بی تھیں بعد انتقال حضرت فاطمہ زہرا کے حضرت علی رض نے اونسے نکاح کیا اور اُنکے پیٹ سے محمد پیدا ہوئے جنکو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں تو محمد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بھائی تھے اور اُنکے بیٹے حسن بن محمد امام زین العابدین یعنے علی بن الحسین علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور امام محمد باقر کے چچا تھے نہ چچازاد بھائی تو مجازا اونکو چچا کا بیٹا کہا ت میرے پاس آئے اور کہنے لگے جنابت کا غسل کیونکر ہے میں نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تین چلو لیتے تھے اونکو اپنے سر پر ڈالتے تھے پھر اپنے ساری بدن پر پانی بہاتے تھے پھر حسن نے مجھ سے کہا میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں مینے کہا حضرت ص کے بال تجھ سے زیادہ تھے ف اور آپ تمام پرہیزگاروں کے سردار تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے باوجود اسکے آپنے کفایت کی ایک صاع پانی پر تو جابر نے اشارہ کیا کہ اس سے زیادہ پانی بہانا بے فائدہ مبالغہ ہے اور کبھی یہ امر وسوسہ کی وجہ سے ہوتا ہے تو ادھر خیال نہ کرنا چاہیے اور تین چلوؤں سے مراد یہ ہے کہ تین بار دونو ہتھیلیوں میں پانی لیکر سر پر ڈالے اور دلالت کرتی ہے اسپر اسحٰق بن راہویہ کی روایت اسمین یہ ہے کہ اپنے دونو ہاتھوں کو پھیلایا (فتح) باب الغسل مرة واحدة ایکبار غسل کرنا ف مؤلف نے جو حدیث بیان کی اوسمین ایکبار کا ذکر نہیں ہے ابن بطال نے کہا جب چلو کی قید نہیں تو محمول ہوگا ایکبار پر اور اس سے مناسبت باب بھی معلوم ہوگی (فتح) حدثنا موسى قال حدثنا عبد الواحد عن الاعمش

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَیْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ یَدَہٗ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰی شِمَالِہٖ فَغَسَلَ مَذَاکِیْرَہٗ ثُمَّ مَسَحَ یَدَہٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰی جَسَدِہٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَکَانِہٖ فَغَسَلَ قَدَمَیْہِ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا آپ نے اپنا ہاتھ دھویا دو بار یا تین بار پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا مونھہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہہ سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا

باب مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّیْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ حلاب یا خوشبو غسل کے شروع میں **ف** حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت حدیث سے مشکل ہے اور اسمیں علماء کے تین گروہ ہیں بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کو سہو ہوا وہ حلاب کے معنے خوشبو سمجھے حالانکہ غسل سے پہلے خوشبو لگانی کا کیا موقع ہے اور حلاب نام ہے ایک برتن کا جسمیں دودھ دوہتے ہیں خطابی نے کہا حلاب ایک برتن ہے جسمیں اونٹنی کا ایک بار کا دودھ سما جاتا ہے اور امام بخاری کو وہم ہوا جو وہ حلاب کو خوشبو سمجھے اور ایسا ہی کہا اسمعیلی اور ابن قرقول اور ابن جوزی نے اور بعضوں نے کہا کہ لفظ حلاب نہیں ہے بلکہ جُلّاب ہے بضم جیم اور بہ تشدید لام یعنے گلاب ایسا ہی کہا ازہری نے اور رد کیا اسکا ابن اثیر اور قرطبی نے اور کہا کہ صحیح روایت حلاب ہے حاے مہملہ سے جسکے معنے برتن کے ہیں اور جُلّاب غلط ہے اسیطرح حلاب کے معنے خوشبو لینا کیونکہ خوشبو کا لگانا غسل کے بعد مناسب ہے نہ غسل سے پہلے اور امام مسلم نے حلاب کو برتن کے معنے سمجھے اور باب کی حدیث کو ذکر کیا فرق اور صاع سے غسل کرنے کی حدیثوں کے ساتھہ اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کی مراد ترجمہ باب میں طیب سے خوشبو نہیں ہے بلکہ بدن کا پاک کرنا میل کچیل سے اور حلاب سے وہ برتن مراد ہے جس میں غسل کرتے ہیں یعنی اسمیں پانی رکھا جاتا ہے اور اَو کے معنے واو کے ہیں اور بعض روایتوں میں اَو کے بدلے واو ہی ہے اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ غسل میں پہلے غسل کا پانی طیار کریں پھر بدن کی ملنے سے شروع کریں اور حدیث میں یہی ہے کہ پہلے شروع کیا سر سے کیونکہ بالوں کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتا ہے اور بدن کر اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا اس طرف جو ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ اپنے سر کو خطمی سے دھوتے تھے اور اکتفا کرتے تھے اسپر غسل جنابت میں نکالا اسکو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت کیا ایسا ہی مگر اسکی سند ضعیف ہے تو غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ باب کی

صحیح حدیث سے صرف پانی سے غسل کرنا ثابت ہوتا ہے اور پانی کے ساتھ اور کوئی چیز جیسے بیری یا خطمی کا استعمال ثابت نہیں ہوتا اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو انکی روایت جو مشہور ہے کیونکہ اوس سے یہ نکلتا ہے کہ طیب لایا گیا سنگا ہے اور جنہون نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا وہ یہ سمجھے کہ حلاب طیب کی جنس مین سے ہے اسوجہ سے انکو اشکال ہوا اور نیز اس صورت مین حلاب سے مراد وہ پانی ہوگا جو حلاب کی اندر ہوتا ہے کرمانی نے کہا کہ حلاب سے احتمال ہے خوشبو کا برتن مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ غسل شروع کرتے اُس برتن سے منگوا کے سے اور کبھی خوشبو منگوا لیتے اور باب کی حدیث اول مطلب پر دلالت کرتی ہے نہ دوسرے پر اور کرمانی نے شاید یہ مطلب ابن بطال کی کلام سے پیدا کیا ابن بطال نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ امام بخاری حلاب کو خوشبو کی ایک قسم سمجھے پھر اگر وہ یہ سمجھے تو اونہون نے غلطی کی حلاب تو وہ برتن تھا جسمین ایک خوشبو رہتی جسکو آپ استعمال کرتے غسل کے وقت ابن بطال نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہو کہ غسل کے وقت خوشبو کا استعمال مستحب ہے کیونکہ اسمین پیروی ہو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صورت مین حدیث مین جو یہ ہو کہ اپنی ہتھیلی سے لیا اور شروع کیا سر کی داہنی جانب سے اسکا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے داہنی جانب مین سر کے خوشبو لگائے پھر بائین جانب مین اخیر تک اور یہ توجیہ ظاہر مین اچھی معلوم ہوتی ہے پس لفظ کے لحاظ سے جو امام بخاری نے نکالا اگرچہ کوئی اس حدیث کے طریقون مین غور کرے اسکو معلوم ہوگا کہ یہ غسل کی صفت ہے نہ خوشبو لگانے کی چنانچہ اسمعیلی کی روایت مین ہے کہ آپ غسل کرتے تھے ایک پیالے سے تو حلاب کی بدلے پیالہ مذکور ہے اور اسمین یہ بھی ہو کہ آپ پہلے اپنے دونو ہاتھ دھوتے پھر منہ دھوتے پھر اپنے ہاتھ سے تین چلو لیتے اخیر تک اور جوزقی کی روایت مین ہو کہ آپ نے غسل کیا تو حلاب لایا گیا آپ نے پہلے سر کا داہنا جانب دہویا ان روایتون سے صاف نکلتا ہو کہ حلاب پانی کا برتن تھا نہ خوشبو کا اور ایسا ہی نکلتا ہے ابوعوانہ اور ابن حبان اور بیہقی کی روایتون سے پس ایسی حالت مین کرمانی کی تاویل بعید ہو جاتی ہے اور مین نے بعض عالمون کا یہ قول دیکھا کہ طیب سے امام بخاری نے اشارہ کیا حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی طرف جسمین احرام کے وقت حضرت ص کو خوشبو لگانیکا ذکر ہے اور احرام مین غسل بھی سنت ہو تو گویا یہ نکلا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا اور امام بخاری نے یہ حدیث باب کی لا کر یہ بتلایا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا آپکی ہمیشہ عادت نہ تھی اور قوی کرتا ہے اس احتمال کو یہ کہ امام بخاری نے سات بابون کے بعد یہ باب رکھا ہے کہ جسنے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر بدن مین رہا اور بیان کیا حضرت عائشہ کی حدیث کو کہ مین نے آپکو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی عورتون پر پھرے یعنی اونسے صحبت کی اور صحبت مستلزم ہے غسل کو تو معلوم ہوا کہ خوشبو لگانے کے بعد آپنے غسل کیا اس صورت مین ترجمہ کا یہ مطلب ہو کہ جسنے حلاب منگوایا یعنی پانی کا برتن غسل کے لیے یا جسنے پہلے خوشبو لگائی غسل کا ارادہ کرتے وقت تو ترجمہ مین دو امر تردد کے ساتھ

مذکور ہین اور باب کی حدیث سے پہلا امر ثابت ہوا اور دوسرے امر کے لیے اشارہ کیا اس حدیث کیطرف جو سات بابون کے بعد ذکر کی اور یہ جواب میرے نزدیک سب سے اچھا ہے اور لائق ہے امام بخاری کے تصرفات کو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابن اثیر اور اسمعیلی کا یہ کہنا کہ غسل سے پہلے خوشبو لگانے کا کیا موقع ہے صحیح نہیں ہو لتنقیح مختصر قسطلانی نے کہا حلاب سے برتن مراد ہونا صحیح ہے اور امام بخاری پر کوئی اعتراض نہین ہوتا کیونکہ باب کے ترجمہ مین اونہون نے دو باتون کا ذکر کیا ایک حلاب کی مانند برتن منگوانیکا دوسرے خوشبو منگوانے کا پھر ایک مطلب حدیث سے ثابت کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور یہ انکی عادت کے موافق ہو اور احتمال ہے کہ حلاب سے خوشبو کا برتن مراد ہو واللہ اعلم **حدثنا** محمد بن المثنی قال حدثنا ابو عاصم عن حنظلۃ عن القاسم عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل من الجنابۃ دعا بشیء نحو الحلاب فاخذ بکفہ فبدأ بشق راسہ الایمن ثم الایسر فقال بہما علی راسہ **ترجمہ** حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو کچھ منگواتے حلاب کی مانند **ف** حلاب کی تحقیق اوپر گذری شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہو کہ حلاب سے مراد بعضے بیجون کا شیرہ ہے جو عرب کے لوگ بدن مین لگاتے تہے غسل سے پہلے تا پھر دونون ہتھیلیون سے لیتے (پانی کو) اور شروع کرتے اپنے سر کی داہنی جانب سے پھر بائین جانب سے پھر دونو ہتھیلیون سے پانی ڈالتے اپنے سر پر **ف** اور بعض روایتون مین ہے اپنے بیچ سر پر ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین ابو عاصم سے نکالا کہ حلاب وہ برتن ہو جو کم ہوتا ہے بالشت در بالشت سے اور ابن حبان نے نکالا ابو عاصم سے کہ اونہون نے اشارہ کیا اپنے دونون ہاتھون سے یعنے اوسکے اوپر کا دور اتنا ہوتا ہے اور بیہقی کی روایت مین ہو کہ وہ کوزے کے برابر ہوتا ہے جسمین آٹھ رطل پانی سماتا ہے مسلم کی روایت مین اشارہ ہے اور ابو عوانہ کی روایت مین یہ صاف ہے کہ دونو ہاتھون سے تین چلو لیکر اپنے سر پر ڈالتے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ داہنی طرف سے نہانا شروع کرنا مستحب ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اس حدیث کو اسی باب مین لائے ہین اور یہ بھی نکلا کہ تین چلو سر پر ڈالنا غسل مین کافی ہو اور ابن حبان نے یہی باب بنایا اس حدیث کے لیے (فتح) اور روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے (قسط) **باب** المضمضۃ والاستنشاق فی الجنابۃ غسل جنابت مین کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا **ف** واجب ہے یا نہین ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری نے اونکا واجب ہونا باب کی حدیث سے نکالا کیونکہ اس باب کے بعد جو باب ہو اسمین اسی حدیث مین یہ بیان ہو کہ پھر آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تہے اس سے یہ نکلا کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا وضو کے لیے تہا اور اسپر اجماع ہو کہ غسل جنابت مین وضو واجب نہین ہو اور جب وضو واجب نہوا تو کلی اور ناک مین پانی ڈالنا بھی واجب نہوگا کیونکہ وہ تابع ہین وضو کے اور حضرت سے جو صفت غسل کی منقول ہو وہ محمول ہوگی کمال اور فضیلت

(ترجمہ) قسطلانی نے کہا حنفیہ کہتے ہیں کہ غسل میں یہ دونو چیزیں واجب ہیں اور وضو میں واجب نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالے
نے فرمایا فاطّہروا اور یہ لفظ دلالت کرتا ہی طہارت کے مبالغہ پر تو سارے بدن کا پاک کرنا غسل میں واجب ہوا اگر جہاں پانی نہ
پہونچ سکے وہ خارج ہی اس حکم سے اور وضو میں ایسا حکم نہیں البتہ منہہ دہونیکا حکم ہی اور منہ کے اندر اور ناک کے اندر وجہ
ہے دوسرے یہ کہ مواظبت آپکی دلیل ہے وجوب کی اسلیے کہ آپ سے ان دونو کا ترک غسل میں منقول نہیں ہی اور ہماری دلیل قول
ہے حضرت صلعم کا کہ دس چیزیں اصل سنت ہیں پہر ذکر کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اون دسوں میں انتہے تیسیر القاری میں
ہے کہ اس حدیث میں فطرت کا لفظ ہے اور فطرت کے لفظ سے عدم وجوب ضرور نہیں ہوتا مترجم کہتا ہی حنفیہ کا استدلال
ضعیف ہی فاطّہروا سے مضمضہ اور استنشاق کا وجوب نہیں نکلتا اور مواظبت اگر وجوب کی دلیل ہی تو وضو میں بہی ان دونوں
چیزوں کو واجب کہنا چاہیے بوجہ مواظبت کے جیسے ہم نے کتاب الوضو میں بیان کیا پہر ایک جگہ مواظبت کو وجوب کی دلیل ٹہرانا
اور دوسری جگہہ اوسکو چہوڑ دینا بڑا لطف دکہلاتا ہے اور فطرت سے باتفاق علما سنت مراد ہی اسکا بہی بیان اوپر گذرا
امام زیلعی نے کہا کہ جو لوگ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا غسل میں سنت جانتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اسی حدیث سے کہ دس
باتیں فطرت میں سے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور نسائی کی شیخ نے
امام میں کہا کہ اس حدیث کو اگرچہ امام مسلم نے نکالا پر اوسمیں دو علتیں ہیں ایک تو مصعب بن شیبہ کا ضعف دوسرے سلیمان
تیمی کا اسکو مرسلا روایت کرنا ابن زبیر سے اور متابعت کی سلیمان کی ابوبشر نے نسائی کی کہا انکی روایت اولی ہے اور
مصعب منکر الحدیث ہی ابوحاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور امام بخاری نے انہیں علتوں کی وجہ سے اس حدیث کو نہیں نکالا
دوسری حدیث عمار کی ہی کہ فطرت میں سے ہیں مضمضہ اور استنشاق اخیر تک اسکو نکالا ابوداؤد اور ابن ماجہ اور امام احمد اور
طبرانی اور بیہقی نے اور اسکی اسناد میں علی بن زید ہے امام بیہقی نے اس باب میں اس سے سکوت کیا اور نبیذ سے وضو کرنیکے
باب میں اسکو ضعیف کیا ابن قطان نے کہا اسکو بعضوں نے ضعیف کیا بعضوں نے ثقہ کہا علاوہ اسکے سلمہ کا سماع
عمار سے ثابت نہیں اور ایک روایت میں ابوداؤد کے یہ حدیث مرسلا مروی ہے تیسری حدیث ام سلمہ کی ہی حضرت صلعم نے
اون سے فرمایا کافی ہی تجہکو اپنے سر پر تین چلو ڈالنا پہر اپنے بدن پر پانی بہانا پہر تو پاک ہوگئی اور نہیں ذکر کیا مضمضہ اور
استنشاق کا اور یہ عمدہ دلیل ہے چوتہی دلیل ابن عباس کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا
سنت ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور کہا اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دو ضعیف ہیں اور جو لوگ وضو اور غسل
دونو میں واجب جانتے ہیں اور امام احمد کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور حق یہی ہی اونکی دلیل کئی حدیثیں ہیں ایک
حضرت عائشہ کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اوس وضو میں سے ہی جسکے بغیر چارہ نہیں نکالا اوسکو

دارقطنی نے اور کہا کہ صحیح اوسکا مرسلاً مروی ہونا ہے اور عصام بن یوسف نے وہم کیا اوسمین اور مسنداً روایت کیا دوسری
ابوہریرہ کی کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا نہین مسند کیا اسکو
حماد سے مگر ہدبہ بن خالد نے اور اوروں نے اسکو مرسلاً روایت کیا تیسری ابن عباس کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مضمضہ اور
استنشاق اوس وضو مین سے ہین جو تمام نہین ہوتا بغیر اونکے نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد مین جابر جعفی ہے اور
وہ کذاب ہے اور تعجب ہے کہ ابن جوزی نے تحقیق مین اس سے سکوت کیا مترجم کہتا ہے یہ سب روایتین ضعیف ہین اور اگر
ثابت بھی ہون تو اُن سے وضو مین وجوب نکلتا ہے نہ غسل مین مگر یہ کہ جب وضو مین اونکا وجوب ثابت ہوا تو
غسل مین جہان تکمیل طہارت منظور ہے بطریق اولی وجوب نکلے گا اور امام احمد اور اصحاب حدیث کی قوی دلیل اس
باب مین یہ ہے کہ مواظبت کی حضرت ﷺ نے مضمضہ اور استنشاق پر وضو اور غسل دونو مین اور کسی روایت مین یہ منقول نہین
کہ آپ نے وضو یا غسل مین اونکو ترک کیا ہو پس یہ مواظبت دلیل ہے وجوب کی کہا امام زیلعی نے کہا جو لوگ کہ وضو مین
سنت کہتے ہین اور غسل مین واجب جانتے ہین وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے نقل کی کہ مضمضہ اور
استنشاق دونو جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین اور اس حدیث کا کہین پتہ نہین ملتا البتہ دارقطنی اور
بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہین جنب کے لیے اور اسکی
اسناد مین برکہ بن محمد حلبی ہے حاکم نے کہا اوسکی حدیثین یوسف بن اسباط سے موضوع ہین اور دارقطنی نے کہا
حدیث باطل ہے کسی نے نہین روایت کی سوا برکہ کے اور وہ حدیث کو بناتا تھا بیہقی نے معرفہ مین کہا یہ حدیث وہم ہے
البتہ ابن سیرین سے مروی ہے اونہون نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جنابت مین تین بار ناک مین پانی ڈالنا سنت کیا مگر
روایت کیا اسکو بسند صحیح ابن سیرین سے اور ابن عدی نے کامل مین برکہ بن محمد کی حدیث کو نکالا اور کہا اوسکی سب
حدیثین باطل ہین اور عبدان اہوازی نے کہا مین نے برکہ کو حلب مین دیکھا لیکن اسکی حدیثین نہین لکھی کیونکہ وہ جھوٹ
بناتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین لکھا اور کہا شاید برکہ نے اوسکو بنایا پھر امام نے کہا یہ حدیث
سوا برکہ کے دوسرے طریق سے موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو خطیب نے دارقطنی کے طریق سے ابوہریرہ سے کہ فرمایا
حضرت ﷺ نے مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہین جنب کے لیے دارقطنی نے کہا یہ غریب ہے منفرد ہوا ساتھ اسکے سلیمان
بن ربیع ہمام سے زیلعی نے کہا اسی سند سے اسکو ذکر کیا ابن جوزی نے موضوعات مین اور نسبت دی اسکی وضع کی ہمام کی طرف
اور ضعف نقل کیا اوسکے باب مین دارقطنی اور ابن حبان سے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین ہمام کے ترجمہ مین
اور علت نکالی اس مین ہمام سے اور کہا وہ چراتا تھا حدیثون کو اور یہ امر ثابت ہوا اوسکی روایت مین اوجہ سے باطل ہے اس سے حجت لینا

امام سیوطی نے لآلی مین کہا دارقطنی نے کہا اسحدیث کو برکہ نے بنایا یا اوسکے لیے بنائی گئی اور یوسف بن اسباط کی متابعت
نہین کی کسی نے اور اُس نے حدیثین بیان کین اپنی یاد سے اپنی کتابین گاڑ دینے کے بعد اور ہمام حدیث کو چرایا تہا
اور ثقات سے وہ روایتین کرتا تہا جو انہون نے نہین کین اور شاید یہ حدیث ہمام نے یوسف سے چرائی ہو اور سلیمان بن
الربیع جو راوی ہے ہمام سے وہ بہی ضعیف ہے اور میزان مین ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور مرسلاً بہی منقول ہے انتہیٰ شیخ نے
امام مین کہا کبہی دلیل لیجاتی ہے اس مطلب پر ابوہریرہ کی حدیث سے کہ تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا
اسکو ترمذی نے اور حضرت علی کی حدیث سے کہ حضرت نے فرمایا جسنے ایک بال اپنے بدن کا چہوڑ دیا اور اسکو نہ دہویا تو
اسکو ایسا ایسا عذاب ہوگا دوزخ کا حضرت علی نے کہا اسیوجہ سے مین دشمن ہوگیا اپنے بالون کا اور وہ بالون کو کترتے
تہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابوذر رض کی حدیث سے کہ جب تو پانی پاے تو اپنی کہال کو لگا یا بدن پر روایت کیا اسکو صحاح
ستہ نے سوا ابن ماجہ کے انتہیٰ امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا امام شافعی نے کہا بعض لوگون نے اسمین دلیل لی
ایک اثر سے ابن عباس سے پہر بیہقی نے نکالا دارقطنی کی سند سے امام ابوحنیفہ سے اونہون نے عثمان بن راشد سے
اونہون نے عائشہ بنت عجرد سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جو کوئی کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا بہول جاوے
وہ اعادہ نکرے مگر جب جنب ہو وہ لوگ کہتے ہین کہ یہ اثر ثابت ہے اور قیاس ترک کیا جاوے گا اس اثر سے اور ہم پر عیب کرتے
ہین پہر کہ حدیث سے دلیل لینے سے سن کر مین حالانکہ عثمان بن راشد اور عائشہ بنت عجرد دونو اپنے شہر مین مشہور نہین
ہین پس کیونکر جائز ہوگا ایک ضعیف مجہول کی روایت ثابت کرنا اور ایک قوی مشہور کی روایت ترک کرنا تمام ہوا کلام بیہقی
کا مترجم کہتا ہے امام ابوحنیفہ کا حال یہان سے معلوم ہوسکتا ہے کسقدر پیرو تہے حدیث کے اونہون نے قیاس کو ترک
کیا ایک صحابی کے موقوف اثر سے حالانکہ اوسکے راوی چندان معروف اور مشہور نہ تہے پہر اگر اونکو صحیح اور مرفوع حدیث
ملجاتی تو وہ قیاس کو کیونکر ترک نکرتے اور ہمارا یہی اعتقاد ہے امام ابوحنیفہ رح کی نسبت کہ وہ حدیث اور قرآن کے تابع
تہے اور حدیث کے خلاف کسی حالت مین قیاس کو جائز نہ رکہتے تہے مگر خدا اون حنفیون سے سمجہے جو امام ابوحنیفہ کے طریقہ کے
خلاف چلکر اپنے امام کو بدنام کرتے ہین اور احادیث صحیحہ کے خلاف قیاس اور راے پر جمے رہتے ہین اور اسکا بیان کئی
بار اوپر گذر چکا **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي
سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُونَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا
فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا
ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ

فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا ترجمہ ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی ڈالا آپ نے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر پھیرا اور مٹی سے رگڑا پھر ہاتھ کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا اور اپنے سر پر پانی ڈالا پھر اس جگہ سے سرک گئے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر ایک تولیا آپ کے پاس لائی گئی (بدن پونچھنے کو) آپ نے بدن نہیں پونچھا اس سے ف قسطلانی نے کہا مندیل (تولیا) سے بدن پونچھنے میں کئی اقوال ہیں بعضے مستحب کہتے ہیں بعضے پونچھنا مستحب کہتے ہیں بعضے پونچھنا مکروہ کہتے ہیں وضو اور غسل دونوں میں ابن عمر کا یہی قول ہے ابن عباس نے کہا وضو میں مکروہ ہے غسل میں نہیں بعضوں نے کہا پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں امام نووی نے کہا ہمارے نزدیک یہی مختار ہے بعضوں نے کہا گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ نہیں اور اختلاف اس حالت میں ہے جب پونچھنے کی ضرورت نہ ہو ورنہ سب کے نزدیک جائز ہے بلا کراہت انتہی مختصراً

باب مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُونَ أَنْقَى غسل میں ہاتھ زمین پر رگڑنا کہ خوب صاف ہو جاوے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے حضرت صلعم نے جنابت کا غسل کیا تو اپنی شرمگاہ دھوئی اپنے ہاتھ سے پھر دیوار پر ہاتھ کو رگڑا پھر اسکو دھویا پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے جب غسل سے فارغ ہوئے تو دونوں پاؤں اپنے دھوئے ف یہ مضمون یعنے ہاتھ کا زمین پر رگڑنا پہلی روایت سے بھی نکلتا تھا مگر مؤلف کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کو مختلف بابوں میں لاتے ہیں مگر مختلف اسنادوں اور لفظوں سے تاکہ تکرار بے فائدہ نہ ہو ایسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ پہلی روایت عمر بن حفص بن غیاث کے طریق سے ہے اور دوسری حمیدی کے طریق سے حافظ نے کہا دوسری روایت میں ثم کا لفظ ہے جو دلالت کرتا ہے ترتیب پر اور پہلی روایت میں نہیں ہے

باب هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ جنبی اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیوے اسکو دھونے سے پہلے جب اسکے ہاتھ پر اور کوئی پلیدی نہ ہو سوا جنابت کے تو اسکا کیا حکم ہے ف مہلب نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ اگر جنب کا ہاتھ پاک ہو تو دھونے سے پہلے برتن میں ڈالنا درست ہے کیونکہ جنابت حکمی نجاست ہے نہ حقیقی وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ اور عبد اللہ بن عمر اور براء بن عازب نے اپنا ہاتھ غسل کے پانی میں ڈالا اور اسکو دھویا نہیں پھر وضو کیا اس پانی سے ف ابن عمر کے اثر کو

سعید بن منصور نے روایت کیا اور عبد الرزاق نے اُن سے روایت کیا کہ وہ اپنا ہاتھ طہارت سے پہلے دھوتے اور شاید یہ دو حالتوں کا ذکر ہو تو جب پلیدی کا گمان ہوتا تو ہاتھ دہو ڈالتے اور جب یقین ہوتا کہ ہاتھ پاک ہے تو نہ دھوتے یا دھونا مستحب ہے تو ترک کیا اسکو بیان جواز کے لیے اور براء کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ اونہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا طہارت کے برتن میں دھونے سے پہلے اور شعبی سے نکالا کہ حضرت کے اصحاب اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے دھونے سے پہلے اور جب جنب ہوتے وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ اور ابن عمر اور ابن عباس نے کوئی قباحت نہیں دیکھی اُس پانی میں جو جنابت کے غسل سے اوڑے (اور پانی کے برتن میں پڑے) ف حافظ نے کہا ابن عمر کے اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اور ابن عباس کے اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے اور اس اثر سے مؤلف نے استدلال کیا کہ جنب کا بدن اگر اوس پر نجاست نہ ہو تو نجس نہیں ہے کیونکہ اگر نجس ہوتا تو جو پانی اوسکے بدن پر سے اوڑکر برتن میں پڑتا وہ بھی نجس ہوتا اور برتن کا پانی بھی نجس ہوجاتا اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری کا اثر روایت کیا اونہوں نے کہا پانی کے اوڑنے کو کون روک سکتا ہے اور ہم اللہ کی رحمت سے امید کرتے ہیں اُسکی جو اس سے زیادہ وسیع ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے میں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ہم دونو کے ہاتھ اوسمیں پڑتے ایک کے بعد دوسرے کے ف اور یہ جنابت کا غسل ہوتا جیسے مسلم کی روایت میں ہے اور ابو عوانہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ہم دونوں کے ہاتھ کبھی لگجاتے یعنی کبھی ساتھ پڑتے اس حدیث سے یہی نکلا کہ جنب قلیل پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے اور اُس پانی سے طہارت درست ہے اسیطرح جو بچ رہے جنب کی طہارت سے اُس پانی سے اور وہ جو ٹہرے پانی میں جنب کو ڈوبنے کی ممانعت آئی ہے وہ تنزیہا ہے نہ اس وجہ سے کہ پانی نجس ہوجاتا ہے کیونکہ اگر نجس ہوجاتا تو یہاں بھی ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہوجاتا اسلیے کہ ہاتھ کا حکم وہی ہوگا جو کل بدن کا ہے اب اس حدیث سے ترجمہ باب یوں نکلتا ہے کہ جنب کو جنابت کے رفع ہونے سے پہلے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ دہونے کا حکم برتن میں ڈالنے سے پہلے اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ جنب ہے بلکہ اس خیال سے کہ کہیں اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو اور اسی سے یہ نکلا کہ اگر اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو وہ برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے گو اوسکو نہ دھوئے اور یہی ترجمہ باب ہے (فتح ملخصا) قسطلانی نے کہا امام مسلم نے بھی اس حدیث کو نکالا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو اپنا ہاتھ دھوتے ف مہلب نے کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ جب ہاتھ پر کچھ نجاست کا گمان ہو تو اس حدیث کے موافق پہلے ہاتھ دھولے پھر برتن میں ڈالے اور جب نجاست کا گمان نہ ہو تو بغیر دھوئے بھی ڈال سکتا ہے مگر ہر حالت میں پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے جنابت کا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ ترجمہ اور شعبہ نے عبد الرحمن بن قاسم سے روایت کی اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے ایسے ہی جیسے اوپر گذری ف تو شعبہ نے اس حدیث کو دو اسنادوں سے روایت کیا ایک ابوبکر بن حفص سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے دوسرے عبد الرحمان سے اونہوں نے اپنے باپ قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَائِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک عورت آپکی بی بیوں میں سے دونوں غسل کرتے ایک برتن سے مسلم (بن ابراہیم) کی روایت میں اور وہب بن جریر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غسل کرتے جنابت کا ف حافظ نے کہا اسمعیلی نے وہب کی روایت کو نکالا اس میں یہ زیادت نہیں ہے قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت بعضوں نے کہا کہ نہیں ملی اور یہ تعلیق نہیں ہے کیونکہ مسلم تو امام بخاری کے شیخ ہیں اور وہب نے جب وفات پائی تو مولف کا سن بارہ برس کا تھا تو شاید اونسے سنا ہو واللہ اعلم

باب تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ غسل اور وضو میں جدا جدا کرنا ف مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ موالاۃ یعنے لگاتار اور پے درپے اعضا کا دھونا وضو اور غسل میں واجب نہیں ہے اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا بھی جدید قول یہی ہے اور حجت انکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اعضا کا دھونا فرض کیا ہے جو کوئی اون کو دھولیوے اوسنے فرض ادا کیا خواہ پے درپے دھوئے یا الگ الگ اور دلیل لی امام بخاری نے ابن عمر کے فعل سے اور ایسا ہی کہا ابن المسیب اور عطا اور ایک جماعت نے اور ربیعہ اور مالک نے کہا کہ جو کوئی عمداً موالاۃ کو ترک کرے وہ اعادہ کرے اور جو بھولجاوے اوسپر اعادہ نہیں ہے اور قتادہ اور اوزاعی نے کہا کہ اعادہ نہ کرے مگر

جس صورت میں کہ اعضا خشک ہو گئے ہوں اور نخعی نے کہا کہ غسل میں موالاۃ کا ترک کرنا جائز ہے اور وضو میں نہیں (فتح مختصراً) وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوْءُهُ اور نقل کیا جاتا ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ انہوں نے دھوئے پاؤں اپنے وضو خشک ہو جانے کے بعد **ف** حافظ نے کہا یہ اثر امام شافعی نے ام میں نکالا مالک سے اونہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ اونہوں نے وضو کیا بازار میں اور منہ دھویا اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا اپنے سر پر پھر ایک جنازے کے لیے بلائے گئے تو مسجد میں گئے اور پھر نماز پڑھنے کو پھر اونہوں نے مسح کیا اپنے موزوں پر پھر نماز پڑھی اوسپر اور اسکا اسناد صحیح ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا غسل کرنیکو آپنے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا پھر اونکو دھویا دو بار یا تین بار پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین میں رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا تین بار پھر اپنے بدن پر ڈالا پھر اپنی جگہ سے سرک گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا غسل میں **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا **ترجمہ** ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا اور ڈھانپ لیا آپکو (ایک کپڑے سے) آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اسکو دھویا ایک بار یا دو بار سلیمان بن مہران اعمش نے کہا (جو حدیث کا راوی ہے) میں نہیں جانتا سالم بن ابی الجعد نے

تیسری بار دھونے کا ذکر کیا یا نہیں مگر ابو عوانہ کی روایت میں اعمش سے تین بار دونو ہاتھ دھونے کا ذکر ہے
تو شاید پہلے انکو شک ہوگی پھر یاد آگیا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ دھوئی پھر اپنا ہاتھ زمین سے
رگڑا یا دیوار سے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منھہ دھویا اور دونو ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا پھر اپنے
بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے سرک گئے پھر اپنے دونو پاؤن دھوئے بعد اسکے میں نے ایک کپڑے کا ٹکڑا آپکو
دیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح کیا یعنی یہ اشارہ کیا کہ میں کپڑا نہیں چاہتا اور نہیں ارادہ کیا اسکا ف امام
احمد کی روایت میں ہے کہ میں نہیں چاہتا اسکو اور ابو حمزہ کی روایت میں آگے آویگا کہ میں نے آپکو ایک کپڑا دیا آپ نے نہیں لیا
رفتح) **باب اذا جامع ثم عاد ومن دار على نسائه فى غسل واحد** جماع کے بعد دوبارہ جماع کرے اور
جو کوئی اپنی سب عورتوں سے صحبت کرے ایک ہی غسل میں **ف** تو اسکا کیا حکم ہے حافظ نے کہا علما نے
اجماع کیا اسپر کہ دونوں جماعوں کے درمیان غسل واجب نہیں ہے البتہ اسکے استحباب پر وہ حدیث دلالت کرتی
جو ابو داؤد اور نسائی نے نکالی ابو رافع سے کہ حضرتؐ ایک دن اپنی بی بیوں پر پھرے اسکی پاس غسل کرتے تھے پھر اسکے
پاس غسل کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک ہی غسل اسکے بعد کیوں نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا یہ
عمدہ ہے اور نفیس ہے اور اس میں زیادہ طہارت ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے دو جماعوں کے درمیان وضو کرنے
میں ابو یوسف نے کہا مستحب نہیں ہے اور جمہور نے کہا مستحب ہے اور ابن حبیب مالکی اور اہل ظاہر نے کہا کہ واجب ہے اور دلیل
انکی ابو سعید کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے
تو دونو کے بیچ میں وضو کر لیوے نکالا اسکو مسلم نے اور ابن خزیمہ نے کہا بعضوں نے کہا اس وضو سے لغوی وضو مراد
ہے یعنی شرمگاہ کا دھونا پھر اسکو رد کیا کہ اس حدیث کی دوسرے طریق میں یوں ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شاید مراد
انکی بعضوں سے اسحاق بن راہویہ ہیں ابن منذر نے انسے نقل کیا کہ جب دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو شرمگاہ دھونا ضرور
ہے پھر ابن خزیمہ نے دلیل لی اسپر کہ وضو کا حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اس حدیث کی دوسرے طریق سے جسمیں یہ ہے کہ ایسا
کرنے سے دوبارہ صحبت میں زیادہ خوشی ہوتی ہے اور ایک دلیل وہ بھی ہے جو امام طحاوی نے نکالا اسود سے
اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرتؐ جماع کرتے تھے پھر دوبارہ کرتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کذا فی الفتح **حدثنا**
محمد بن بشار قال حدثنا ابن ابى عدى ويحيى بن سعيد عن شعبة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه قال
۲۶۷ ۱۴۷ ذكرته لعائشة فقالت يرحم الله ابا عبد الرحمن كنت اطيب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيطوف على
نسائه ثم يصبح محرما ينضخ طيبا ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر کا قول رجوا حدیث

میں آگے مذکور ہوگا کہ میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے ہوئے خوشبو جھاڑتا ہوں مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن عمر نے یہ بھی کہا کہ اگر میں اونٹوں کو لگانے کا روغن بدن سے لگالوں تو بہتر ہے ایسا کرنے سے یعنی احرام کے پہلے خوشبو لگانے سے حضرت عائشہ سے بیان کیا انہوں نے کہا اللہ رحم کرے ابو عبد الرحمان پر یہ ابن عمر کی کنیت ہے میں خوشبو لگاتی تھی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر آپ دورہ کرتے تھے اپنی عورتوں کا پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو آپ کے بدن سے جھڑتی رہتی ف حافظ نے کہا باب کا ترجمہ اس سے نکلتا ہے کہ آپ دورہ کرتے تھے اپنی عورتوں کا قسطلانی نے کہا مراد یہ ہے کہ ایک غسل سے سب کا دورہ کرتے اور دورہ کرنے سے مراد صحبت کرنا ہے اور یہی نکلتا ہے دوسری حدیث سے کہ آپ میں تیس مردوں کی قوت تھی اور یہ خوشبو لگانے کا مسئلہ کتاب الحج میں انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا اور اس حدیث کو امام مسلم نے نکاح میں اور نسائی نے طہارت میں نکالا حدثنا

مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں پر دورہ کر لیتے (یعنی سب کے پاس ہو آتے) ایک گھڑی میں رات اور دن میں اور آپکی عورتیں گیارہ تھیں ف گھڑی سے مراد ایک معین وقت ہے نہ وہ گھڑی جو نجومیوں اور ساعت والوں کی اصطلاح میں ہے ابن خزیمہ نے کہا گیارہ عورتیں صرف معاذ نے نقل کیں اور سعید وغیرہ نے قتادہ سے اسکو روایت کیا اور نو ہی بیان کیں اور ابن حبان نے دونوں روایتوں کو نقل کیا اور کہا کہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے تو نو بیبیاں تھیں اور بعد کو گیارہ ہو گئیں اور یہ غلط ہے کیونکہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے اسوقت ایک ہی بی بی سودہ تھیں پھر مدینہ میں آکر حضرت عائشہ سے صحبت کی پھر ام سلمہ اور حفصہ اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا تیسرے یا چوتھے سال میں پھر پانچویں میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا اور چھٹے سال میں جویریہ سے پھر ساتویں سال میں صفیہ اور ام حبیبہ اور میمونہ سے اور ان سب عورتوں سے ہجرت کے بعد دخول ہوا ہے اور ریحانہ میں اختلاف ہے وہ بنی قریظہ کے قیدیوں میں تھیں ابن اسحاق نے کہا آپ نے ریحانہ سے کہا کہ میں تجھ سے نکاح کر لوں تم پردے میں رہو انہوں نے آپ کی ملک میں رہنا اختیار کیا اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی وفات سے پہلے مر گئیں سنہ دس ہجری میں اسیطرح زینب بنت خزیمہ بھی دو مہینے یا تین مہینے آپ پاس رہ کر مر گئیں تو نو بی بیوں سے زیادہ کبھی آپ پاس عورتیں اکٹھا نہیں ہوئیں اس صورت میں معانی

کی روایت پر محمول ہوگی کہ انہوں نے ماریہ اور ریحانہ کو آپ کی بی بیوں میں شریک کرلیا اور دمیاطی نے سیرۃ میں آپکی کل عورتوں کا شمار کیا ہے جن سے آپنے نکاح کیا یا دخول کیا تو تیس عورتوں تک پہونچا اور مختارہ میں انس سے دوسرے طریق سے مروی ہے کہ آپنے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا انمیں گیارہ سے دخول کیا اور جب آپنے وفات پائی تو نو بیبیاں چھوڑیں کذا فی الفتح مختصراً قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے کہ گیارہ بی بیوں سے ایک ساعت میں صحبت کرتے انس نے کہا ہم صحابہ یوں کہتے تھے کہ حضرت صلعم کو تیس مردوں کی طاقت ملی تھی ف اسمعیلی کی روایت میں چالیس مردوں کی ہے اور یہ شاذ ہے مگر طاؤس سے مرسلاً ایسا ہی مروی ہے اور ابو نعیم نے صفۃ الجنۃ میں مجاہد کے طریق سے ایسا ہی نکالا اور زیادہ کیا کہ جنت کے مردوں کی اور عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا مرفوعاً کہ مجھے چالیس مردونکی قوت ملی پکڑنے اور جماع کرنے میں اور امام احمد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے زید بن ارقم سے کہ جنت کے ایک آدمی کو سو آدمیونکی طاقت ملیگی کھانے اور پینے اور جماع کرنے میں اور شہوت میں اس صورت میں ہمارے پیغمبر کی قوت چار ہزار مردوں کی ہوگی (فتح) مترجم کہتا ہے نصاریٰ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب آپ میں اتنی قوت تھی تو عورتیں آپ کا تحمل کب کرتی تھیں اور یہ انکی بیوقوفی ہے کیونکہ قوت کیسے ہو یہ لازم نہیں آتا کہ عورت مرد کا تحمل نہ کرسکے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ مرد اپنی پوری قوت ایسی عورت پر صرف نہ کریگا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ حضرت صلعم اپنی پوری طاقت ان ضعیف عورتوں پر صرف کرتے بلکہ یہ حدیث دلیل ہے اسکی کہ جب آپکو کئی بار جماع منظور ہوتا تو سب عورتوں کا دورہ کرتے کیونکہ ایک عورت اتنی بار کا تحمل کیونکر کرسکتی اور ایک اعتراض اور کرتے ہیں کہ معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو شہوت رانی کا بہت خیال تھا جب تو اتنی بیبیاں کیں ورنہ انسان کو دنیا میں ایک بی بی کافی ہے اور یہ اعتراض بھی حماقت کا ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے چار ہزار مردوں کی طاقت رکھکر نو بی بیوں پر قناعت کی اس سے زیادہ کون اپنی شہوت کو روک سکتا ہے اور اگر ہمارے حضرت صلعم کو یہ منظور ہوتا تو برسوں تک صرف حضرت خدیجہ پر جو معمر عورت تھیں کیوں قناعت کرتے حالانکہ آپنے جب حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تھا اسوقت آپکی عمر ۲۵ سال کی تھی اور یہ عین شباب کا زمانہ ہے پس معلوم ہوا کہ آپنے جو متعدد عورتوں سے نکاح کیا اسمیں اور دینی اور دنیاوی فوائد تھے جنکو اگر ہم اسجگہ بیان کریں تو کتاب میں طول ہوجاویگا اور مختصر یہ ہے کہ اس زمانے میں متعدد بی بیاں کرنا عزت اور عظمت کا تمغہ تھا علاوہ اسکے بہت سی عورتوں کو آپ کی زوجیت کا شرف اللہ تعالیٰ کو دینا منظور ہوا

سوا انکے بہت شخصون کا دل ملانا اور تالیف کرنا اوس نکاح کی وجہ سے مطلوب تہا اور بہت سی بیبیون سے یہ
بہی غرض تہی کہ عورتون کے متعلق مسئلے ایک بی بی تمام عورتون کو نہین بیان کرسکتی تہی اور اگر ہم ان سب وجوہ
سے قطع نظر کرین تب بہی جواب الزامی یون دیسکتے ہین کہ داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تو اس سے زیادہ
بی بیان کین تہین حالانکہ نصاریٰ انکو سچا پیغمبر جانتے ہین پہر جو جواب انکی طرف سے دینگے وہی ہم حضرتؐ کی طرف سے
دینگے **ت** اور سعید نے قتادہ سے روایت کیا کہ انس رضؓ اونسے نو بی بیان کہین **ف** سعید کی روایت کو
مؤلف نے آگے خود وصل کیا ہے اور بعض نسخون مین سعید کے بدل شعبہ ہے اور شعبہ کی روایت کو امام احمد نے نکالا
ابن منیر نے یہ اعتراض کیا کہ تمام عورتون کا دورہ کرنے سے باب کا مطلب ثابت نہین ہوتا احتمال ہے کہ آپنے ہر عورت سے
صحبت کرنیکے بعد غسل کیا ہو اور یہ احتمال زیادہ تر انس کی روایت مین ہوتا ہے جسمین ساعت کے بدل رات ہے مین کہتا ہون
ان کا ذکر حضرت عائشہؓ کی حدیث مین صراحتاً نہین ہے اور انس کی جس روایت مین رات کا ذکر ہے وہان اسکی تصریح ہے
کہ آپنے ایک ہی غسل سے دورہ کیا ایسا ہی نکالا نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور بعض روایتون مین ایک
غسل کا ذکر ہے لیکن ایک رات کا ذکر نہین نکالا ان کو ان لوگون نے اور امام مسلم نے اور جہان انس کی روایت مین ایک
ساعت کا ذکر ہے وہان ایک غسل کی قید لگانے کی ضرورت نہین کیونکہ ایک ساعت مین تین بار غسل اور جماع دشوار اور
خلاف قیاس ہے اور اس سے معلوم ہوگئی باب کی مناسبت اس حدیث سے کیونکہ مؤلف نے اشارہ کیا یہ حدیث لاکر اس طریقے
کیطرف جسمین ایک غسل کا ذکر ہے گو اس طریقہ مین جسکو مؤلف لایا ایک غسل کا ذکر نہین اور یہ عادت ہے مؤلف کی اور کتاب
النکاح مین مؤلف نے اس حدیث سے دلیل لی بہت بی بیان کرنیکے استحباب پر اور یہ بہی اشارہ کیا کہ آپ پر قسم رباری باری
عورتون کے پاس رہنا واجب تہا اور یہ قول ہے ایک طائفہ علما کا اور اکثر کے نزدیک آپ پر واجب نہ تہا وہ یہ کہتے ہین کہ آپ
نے یہ انکی رضامندی سے کیا ہوگا جسکی باری تہی جیسے عورتون کی رضا سے آپنے بیماری کے دن حضرت عائشہؓ کے گہر مین کاٹے
اور احتمال ہے کہ یہ امر باری پوری ہوجانیکے بعد کیا ہو پہر اوسکے بعد نئی باری شروع کی ہو اور احتمال ہے کہ سفر سے لوٹ
کر ایسا کیا ہو اور احتمال ہے کہ یہ قصہ قسم کے وجوب سے پہلے کا ہو اور ابن عربی نے ایک دوسرا بات لکہی انہون نے کہا اللہ
تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خاص کیا کئی باتون سے اون مین سے ایک بات یہ بہی تہی کہ ہر روز ایک ساعت مین آپکو اختیار دیا تہا کہ
اپنی تمام عورتون کے پاس جاوین اور خواہش پوری کرین پہر جسکی باری ہو اوسکے پاس رہ جاوین اور یہ ساعت بعد عصر
کے تہی یا اگر کام ہوجاوے تو بعد مغرب کے اور یہ جو ابن عربی نے لکہا اسکا ثبوت دینا چاہیے (اسکا ثبوت کچہ نہین)
قسطلانی نے کہا کہ مسلم نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ ساعت عصر کے بعد تہی اور اس حدیث سے اور بہی فائدے نکلے ایک یہ کہ

ایسی قوت نہین ہوتی مگر اوس شخص مین جس کی صحت عمدہ ہو اور جو بڑا مرد ہو اور آپ کی جو بہت بی بیان ہوئین اونمین یہ حکمت تھی کہ جو احکام میان بی بی مین پوشیدہ ہوتے ہین اونکو نقل کرین اور ایسے بہت احکام حضرت عائشہؓ سے منقول ہین اسیواسطے بعضون نے اونکو فضیلت دی ہے اور عورتون پر اور ابن تین نے اس سے یہ دلیل لی کہ لونڈیون سے ظہار ہو جاتا ہے اور ابن منیر نے یہ دلیل لی کہ آزاد عورت سے جماع کرنا درست ہے لونڈی سے جماع کرنیکے بعد گو غسل نہ کرے اور ان دونو استدلالون مین گفتگو ہے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اسحدیث کو عشرۃ النساء مین نکالا شوکانی نے کہا جماعت نے نکالا اسکو بخاری کی انس سے کہ حضرت ﷺ اپنی عورتون کا دورہ کرتے تھے ایک غسل سے احمد اور نسائی کی روایت مین ہے کہ ایک رات مین ایک غسل سے آور ابورافع کیحدیث اس باب مین اوپر گذری حافظ نے کہا ابورافع کیحدیث مین ابوداؤد نے طعن کیا اور کہا انس کیحدیث اوس سے زیادہ صحیح ہے اور یہ در حقیقت طعن نہین ہی کیونکہ ابوداؤد نے یہ نہین کہا ابورافع کی حدیث صحیح نہین ہے امام نسائی نے کہا انس اور ابورافع کیحدیث مین اختلاف نہین ہے بلکہ کبھی آپ ایسا کرتے کبھی ایسا اور نووی نے کہا کہ ہر جماع کے بعد غسل کرنا مستحب ہے باجماع انتہے مختصراً ابن ماجہ نے انس رضؓ سے نکالا کہ مین نے حضرت ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا آپنے اپنی سب عورتون سے فراغت پاکر ایک رات مین ایک غسل کیا

باب غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ

مذی کا دھونا اور مذی کے نکلنے سے وضو کرنا ف مذیکا بیان کتاب الوضوء مین تفصیل سے گذر چکا حافظ نے کہا مذی ایک سفید رقیق لزج پانی ہے جو عورت سے ساس کرتے وقت نکلتا ہے یا جماع کا خیال کرتے وقت یا جماع کے ارادیکے وقت اور کبھی اسکا نکلنا معلوم نہین ہوتا حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ اَبِيْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا يَّسْاَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَسَاَلَ فَقَالَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ترجمہ حضرت علی رضؓ سے روایت ہے مین ایک شخص تھا بہت مذی والا تو مینے حکم کیا ایک شخص کو (مقداد بن الاسود کو) حضرت ﷺ سے پوچھو اس مسئلہ کو کہ مذی نکلنے سے کیا لازم آتا ہے وضو یا غسل) کیونکہ میرے پاس آپ کی صاحبزادی تھین اسوجہ سے مین خود آپ سے نہ پوچھہ سکا پھر اس شخص نے پوچھا (آپ سے) آپ نے فرمایا وضو کرے اور دھو ڈالے اپنے ذکر کو ف اسحدیث کو مولف نے علم اور طہارت مین نکالا او مسلم اور نسائی نے طہارت مین اور نسائی نے علم مین بھی (قسط) حافظ نے کہا نسائی کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت علی رضؓ نے کہا مین نے ایک شخص سے کہا جو میرے پاس بیٹھا تھا کہ تو پوچھہ حضرت ﷺ سے اوس نے پوچھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی سوال کے وقت حاضر تھے اور اسی لحاظ سے

محدثین نے اس حدیث کو حضرت علی رض کے مسند مین ذکر کیا ہے اور جو وہ حاضر نہ ہوتے تو مقداد کے مسند مین ذکر کرتے اور مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ اپنا ذکر دہو ڈالے اور وضو کر لیوے اور ایک روایت مین مسلم اور موطا کے یہ ہو کہ پوچھا اوسنے مذی ہی جو آدمی سے نکلتی ہے اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت مین ہے حضرت علی سے مین بہت مذی والا آدمی تہا تو مین نہانے لگا مذی نکلنے سے جاڑون مین یہانتک کہ میری پیٹہ پہٹ گئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ایسا مت کر اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے سہل بن حنیف سے نکالا کہ اونہون نے بہی حضرت صلعم سے ایسا ہی سوال کیا اور نسائی کی روایت مین ہے کہ حضرت علی رض نے کہا مین نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ابن حبان اور اسمعیلی کی روایت مین یون ہے کہ علی رض نے کہا مین نے خود پوچھا اور ابن حبان نے اس اختلاف کی مطابقت یون کی کہ پہلے حضرت علی رض نے عمار کو حکم دیا پوچھنے کا پہر مقداد کو حکم دیا پہر خود پوچھا مگر خود پوچھنے کی توجیہ بعید ہے کیونکہ اس روایت مین صاف ہے کہ اونہون نے شرم کی پوچھنے مین بوجہ آپ کی صاحبزادی کے تو شاید بعض راویون نے مجازا پوچھنے کی نسبت دی حضرت علی رض کی طرف کیونکہ اونکے حکم سے دوسرے نے پوچھا تو گویا اونہون نے خود پوچھا طحاوی کی روایت مین رافع بن خدیج سے ہے کہ حضرت علی رض نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ایک روایت مین طحاوی کے یہ ہے حضرت علی سے کہ مین بہت مذی والا تہا اور جب میری مذی نکلتی تو مین غسل کرتا پہر مین نے حضرت صلعم سے پوچھا اور ترمذی کی روایت مین ہے اونسے کہ مین نے حضرت صلعم سے پوچھا مذی کو اور عبد الرزاق نے عائش بن انس سے نکالا کہ حضرت علی رض اور مقداد اور عمار نے مذی کا ذکر کیا حضرت علی رض نے کہا مین بہت مذی والا آدمی ہون تو تم دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھو پہر آپ سے پوچھا دو مین سے ایک نے اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی رض نے عمار اور مقداد دونو کو پوچھنے کا حکم کیا تہا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے سے غسل واجب نہین ہوتا اور اسپر اجماع ہے اور اسکا حکم مثل پیشاب کے ہے اور امام طحاوی نے ایک جماعت سے یہ نقل کیا ہے کہ مذی کے نکلتے ہی اوسوقت وضو واجب ہے پہر رد کیا اونہون نے اس روایت سے کہ حضرت علی رض نے کہا حضرت صلعم پوچھے گئے مذی سے آپ نے فرمایا اوسمین وضو ہے اور منی مین غسل ہے اس سے یہ نکلا کہ مذی کا حکم وہی ہے جو اور نواقض وضو کا ہے اور یہ لازم نہین کہ مذی نکلتے ہی اوسوقت وضو کرے اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الطہارت اور کتاب العلم مین گذری اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ خبر واحد مقبول ہے اور مظنون خبر پر اعتماد کرسکتے ہین گو مقطوع پر قدرت ہو اور ان دونو مسئلون پر یہ اعتراض ہے کہ سوال حضرت علی کے سامنے تہا تو نہ خبر واحد ہوئی نہ مظنون انتہی مختصرا

باب مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ جس شخص نے خوشبو لگائی پہر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہا

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه قال

سألت عائشة فذكرت قول ابن عمر ما احب ان اصبح محرما انضخ طيبا فقالت عائشة انا طيبت
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم طاف في نسائه ثم اصبح محرما ۔ ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت
ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو ان سے بیان کیا ابن عمر کا یہ قول میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے
ہوئے اور خوشبو جھاڑ رہا ہوں حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی
پھر آپ نے دورہ کیا اپنی عورتوں میں پھر صبح کو احرام باندھا ف یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور مؤلف نے باب کا
مطلب اس حدیث سے اس طرح نکالا کہ جب آپ نے دورہ کیا اپنی عورتوں کا یعنے اون سے جماع کیا خوشبو لگانے کے
بعد تو لامحالہ جماع کے بعد غسل بھی کیا ہوگا تو خوشبو لگانے کے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپ کے جسم میں
باقی رہتا تھا احرام کے بعد بھی ورنہ ابن عمر کے قول کا رد کیونکر ہوتا بس یہی ثابت ہوا کہ غسل کے بعد خوشبو کا
اثر رہا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ مرد اور عورت دونوں کو جماع سے پہلے اور احرام سے
پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے قسطلانی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ جماع سے پہلے خوشبو لگاتے تاکہ سرور زیادہ
ہو انتہی حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم عن ابراهيم عن الاسود
عن عائشة قالت كانى انظر الى وبيص الطيب فى مفرق النبى صلى الله عليه و
سلم وهو محرم ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا میں خوشبو کی چمک حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
سلم کے مانگ میں دیکھتی تھی اور آپ احرام باندھے ہوتے ف حافظ صاحب نے کہا باب کا مطلب
اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اسی حدیث کا جو اوپر گذری تو قصہ ایک ہے یا اس طرح
کہ حضرتؐ نے احرام کا غسل ضرور کیا ہوگا تو ثابت ہوا خوشبو کے بعد غسل کرنا مگر یہ کہتا ہے دوسری
توجیہ پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ شاید حضرتؐ نے غسل کے بعد خوشبو لگائی ہو احرام کے پہلے اس صورت
میں باب کا مطلب کیسے ثابت ہوگا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو لباس میں نکالا اور مسلم اور نسائی
نے حج میں باب تخليل الشعر حتى اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه غسل میں بالوں کا
خلال کرنا یہاں تک کہ جب معلوم ہو کہ بدن بالوں کے اندر بھیگ گیا تو پھر پانی بہانا حدثنا عبدان قال اخبرنا
عبد الله قال اخبرنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا اغتسل من الجنابة غسل يديه وتوضأ وضوءه للصلوة ثم اغتسل ثم يخلل بيده شعره حتى
اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه الماء ثلاث مرات ثم غسل سائر جسده وقالت كنت

اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْہُ جَمِیْعًا **تر جمہ** ام المومنین
عائشہ رضہ سے روایت ہی جناب سولخدا صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھہ دہوتے اور وضو کرتے
اسطرح جسطرح نماز کے لیے کرتے تھے پہر غسل شروع کرتے پہر خلال کرتے اپنے ہاتھہ سے بالون کا جب جانتے کہ آپ
نے تر کر لیا اپنے جسم کو (جو بالون کے نیچے ہے) تو پانی بہاتے اپنے بالو نپر تین بار پہر دہوتے اپنے باقی بدن کو اور
حضرت عائشہ رضہ نے کہا مین اور جناب سولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو غسل کرتے ایک برتن سے دونوا وسمین سے
چلو لیتے جاتے **ف** حافظ صاحب نے کہا اسحدیث کی بحث اوپر گذر چکی باب تَخْلِیْلِ الشَّعْرِ حَتّٰی یُجِیْدَہٗ فِی الطُّہُوْرِ مین
قسطلانی کہا غسل مین بالون کا خلال کرنا واجب ہے مالکیہ کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہی قاضی عیاض
نے کہا بعضون نے داڑہی کے بالون کو قیاس کیا ہے سر کے بالو نپر اور داڑہی کا خلال بہی غسل مین ضرور رکہا ہے
قسطلانی نے کہا مالکیہ نے دلیل لی اسحدیث سے کہ خلال کرو بالون کا کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے شوکانی نے
نیل مین کہا کہ احمد اور ابوداؤد نے حضرت علی رضہ سے روایت کی مین نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تہی جو شخص جنابت
مین ایک بال کے برابر جگہہ چہوڑ دیوے وہان پانی نہ پہونچے تو اللہ تعالی اوسکے ساتہہ ایسا ایسا کریگا آگ سے حضرت علی رضہ
نے کہا اسی وجہ سے مین دشمن ہو گیا اپنے بالون کا ابوداؤد نے زیادہ کیا کہ حضرت علی رضہ اپنے بال کترتے تہی حافظ
نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے کیونکہ عطاء بن السائب سے حماد بن سلمہ نے اختلاط سے پہلے سنا ہے لیکن بعضون نے کہا کہ
اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور عبدالحق نے کہا اکثر علما اوسکو موقوف کہتے ہین اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف
ہے عطا اختلاط سے پہلے بہی ضعیف کیا گیا ہے اور حماد کے کئی وہم ہین اور اسکی اسناد مین زاذان بہی ہے اسمین اختلاف ہے
اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعًا کہ تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدنکو
اوسکی اسناد مین حارث بن وجیہ بہت ضعیف ہے ابوداؤد نے کہا یہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ ضعیف ہے ترمذی
نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہین پہچانتے مگر حارث کے طریق سے اور وہ کچہہ قوی نہین اور دارقطنی نے علل مین
کہا کہ یہ حدیث مالک بن دینار سے ہے جنہون نے حسن سے مرسلاً مروی ہی اور سعید بن منصور نے اسکو مرسلاً روایت کیا حسن
سے اور ابان عطار نے اسکو روایت کیا حسن سے اونہون نے ابوہریرہ سے موقوفًا اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت
نہین ہے اور بیہقی نے کہا کہ علما حدیث جیسے بخاری اور ابوداؤد نے اسکو منکر کہا اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غسل
مین بالون کا خلال کرنا پانی سے مشروع ہے اور مین اسمین کسیکا خلاف نہین جانتا انتہے مترجم کہتا ہے ابوہریرہ
کی پوری حدیث یون ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر بال کے تلے جنابت ہی تو بالون کو دہوؤ اور بدن کو صاف کرو

روایت کیا اوسکو ابوداؤد و ترمذی نے اور جو لفظ قسطلانی نے نقل کیا وہ مجھکو نہیں ملا **باب** مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرَى جسنے جنابت کی غسل میں وضو کیا پھر باقی بدن دہو لیا اور وضو میں جسقدر اعضا دہل گئے تھے اونکو دوبارہ غسل میں نہ دہویا تو کیا حکم ہے حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَ الْجَنَابَةِ فَكَفَأَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ بِيَدِهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا پانی رکھا (حموی اور مستملی کی روایت میں یون ہے کہ آپکے لیے جنابت کا پانی رکھا گیا) آپ نے اپنے داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالا پہر اپنی شرمگاہ دہوئی پہر اپنا ہاتہ رگڑا زمین پر یا دیوار پر دو بار یا تین بار پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دونون باہین دہوئین پہر اپنے سر پر پانی ڈالا پہر اپنا بدن دہویا پہر وہان سے سرک گئے تو دہویا اپنے دونو پاؤن کو حضرت میمونہ رض نے کہا پہر مین ایک ٹکڑا کپڑے کا آپکے پاس لائی (بدن پونچھنے کو) آپ نے اسکو نہین چاہا اور پانی جھٹکنے لگے اپنے ہاتہ سے **ف** اس حدیث سے باب کا مطلب نکلنا بہت مشکل ہے ابن بطال نے کہا اگر مولف اس باب مین حضرت عائشہ کی حدیث جو اگلے باب مین گذری لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا کیونکہ اوسمین یہ ہے پہر باقی بدن دہویا اور اسکا مطلب صاف یہ ہے کہ جو بدن وضو مین دہل گیا تہا اوسکو نہین دہویا اور باب کا یہی مطلب ہے اور اس حدیث مین جو اس باب مین مذکور ہے اتنا ہی مذکور ہے کہ پہر اپنا بدن دہویا اور ممکن ہے کہ وضو مین جو اعضا دہل گئے تہے وہ بہی اوسمین داخل ہون اور اونکو بہی پہر دہویا ہو ابن منیر نے یہ جواب دیا کہ حدیث مین پہلے وضو کے اعضا دہونیکا ذکر ہے اسکے بعد بدن کے دہونیکا اور اسکا ظاہری مطلب یہ ہے کہ سوا اعضاے وضو کے جو بدن باقی رہا تہا اسکو دہویا حافظ صاحب نے کہا اس جواب مین تکلف ہے اور ابن تین نے یہ جواب دیا کہ مقصود امام بخاری کا اس حدیث کو اس باب مین لانے سے یہ ہے کہ اوسمین بدن کے دہونے سے باقی بدن کا دہونا مراد ہے بدلیل دوسری روایت کے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری روایت اس واقعہ سے متعلق نہین بلکہ اسکا واقعہ جداگانہ ہے جیسے اوپر ہم بیان کر چکے اور کرمانی نے کہا کہ یہان بدن کا لفظ شامل ہے بدن کے تمام اعضا کو تو سیاق کی حدیث بہی اسپر محمول ہوگی یا اوسمین باقی بدن سے سوا سر کے باقی بدن مراد ہوگا نہ سوا اعضاے وضو کے

میں کہتا ہوں اس تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور جو مجھے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے
اس حدیث میں بدن کے دھونے سے مجازی معنے یعنے باقی بدن دھونا مراد رکھا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آگے
آگے پانوں کا دھونا مذکور ہے پس اگر بدن سے سارا بدن مراد ہوتا تو دوبارہ پانوں دھونے کی کیا ضرورت تھی اور امام
بخاری کی عادت سے یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مطلب کیطرف ظاہر مطلب سے زیادہ مراد رکھتے ہیں اور ابن بطال
نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جمعہ کا غسل جنابت کے غسل سے کافی ہے اسیطرح جسنے تازہ وضو کی نیت کی اور وضو کیا
اور نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ تازہ وضو کرنیکے وقت وہ بے وضو تھا اور نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ وضو غسل جنابت کے اندر
سنت ہے حالانکہ یہہ سنت کافی ہوگئی فرض سے یعنے وضو میں جو اعضا دھلتے ہیں انکا پھر دھونا غسل میں ضرور نہ ہوا
اور یہ استنباط ابن بطال کا مردود ہے کیونکہ وضو اسوقت کافی ہوگا جب اعضا کو بہ نیت غسل دھویا ہو اور اعضای وضو کو
مقدم کیا ہو صرف فضیلت کے لیے اس صورت میں ان اعضا کا دھونا غسل کا ایک جز ہوا نہ وضو جیسے ابن بطال نے سمجھا
مترجم کہتا ہے کہ باب کی تطبیق حدیث سے ایک اور طرح بھی ہو سکتی ہے اور اسمیں اتنی تکلف کی حاجت نہیں پڑتی جو
ابن منیر نے کیا وہ یہ کہ امام بخاری کا شاید یہ مذہب ہے کہ وضو میں جو اعضا دھلے ہیں انکو غسل میں پھر دھونا نہ چاہیے
اور ظاہر حدیث کا یہی مفہوم ہے کیونکہ بدن سے متبادر سارا بدن ہے اور حافظ صاحب نے جو کہا کہ اس صورت
میں پاؤں دھونیکا ذکر آگے کیوں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ شاید وہاں مستعمل پانی جمع ہوتا ہوگا یا وہ جگہ نجس
یا میلی کچیلی ہوگی تو پانوں کو دوسری جگہ ہٹ کر دھویا صفائی کے لیے نہ اسوجہ سے کہ سارے بدن کے ساتھ پانوں نہیں
دھلے تھے واللہ اعلم بمراد عبادہ **باب** اذا ذكر في المسجد انه جنب يخرج كما هو ولا يتيمم جب
مسجد میں یاد آوے کہ میں جنب ہوں تو اسی طرح نکل جاوے اور تیمم نہ کرے **ف** بعضوں نے کہا تیمم واجب ہے
ثوری اور اسحق سے ایسا ہی منقول ہے اور ایسا ہی کہا بعض مالکیہ نے کہ جو شخص مسجد میں سووے پھر اسکو احتلام ہووے
تو باہر نکلنے سے پیشتر تیمم کر لیوے (فتح) قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر جنب مسافر ہو پھر مسجد کے اندر
پانی کا چشمہ پاوے تو تیمم کرکے اندر جاوے اور پانی پیوے اور غسل کے لیے پانی مسجد کے باہر لاوے **حدثنا**
عبد الله بن محمد قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنا يونس عن الزهري عن ابي سلمة عن
ابي هريرة قال اقيمت الصلوة وعدلت الصفوف قياما فخرج الينا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما قام في مصلاه ذكر انه جنب فقال لنا مكانكم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الينا
ورأسه يقطر فكبر فصلينا معه تابعه عبد الاعلى عن معمر عن الزهري ورواه

الاَوزَاعِیُّ عَنِ الزُّھرِیِّ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے نماز کھڑی ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں لوگ کھڑے
تھے پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے ہمارے پاس جب نماز پڑہنے کی جگہ میں کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ میں جنب
ہوں پس ہمسے فرمایا تم اپنی جگہہ رہو پھر آپ لوٹے اور غسل کیا پھر نکلے ہماری طرف اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا
پھر آپنے تکبیر کہی ہمنے نماز پڑہی آپکے ساتھ **ف** اور یہ امر کہ آپ کو خیال آیا کہ میں جنب ہوں ابوہریرہ نے
قرائن سے معلوم کیا نہ یہ کہ حضرتؐ نے زبان سے فرمایا اور آپ جو پہلے اسکو بھول گئے اوس میں یہ حکمت تہی کہ امت کو
یہ مسئلہ معلوم ہو جیسے دوسری حدیث میں ہے میں اسلیے بھلایا جاتا ہوں کہ سنت جاری کروں **متابعت**
کی اس حدیث کے روایت کرنے میں عثمان بن عمر کی عبد الاعلے بن عبد الاعلے نے اونہوں نے روایت کی معمر سے انہوں
نے زہری سے نکالا اسکو امام احمد نے اور روایت کیا اس حدیث کو اوزاعی نے زہری سے **ف** تو یہ دوسری متابعت
ہوئی اور اسکو مؤلف نے نکالا باب الاذان میں حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ تکبیر میں اور نماز شروع کرنے میں
فاصلہ کثیر جائز ہے اور اسکی بحث خارج ہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے صلاۃ
میں اور ابوداؤد نے طہارت اور صلوۃ میں اور نسائی نے طہارت میں نکالا **باب** نَفْضِ الْیَدَیْنِ مِنَ الْغُسْلِ
عَنِ الْجَنَابَۃِ جنابت کا غسل کرکے دونوں ہاتہوں سے پانی کو جہٹکنا **حدثنا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَمْزَۃَ
قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَیْمُوْنَۃُ وَضَعْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُہٗ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰی یَدَیْہِ فَغَسَلَھُمَا ثُمَّ صَبَّ بِیَمِیْنِہٖ عَلٰی شِمَالِہٖ فَغَسَلَ
فَرْجَہٗ فَضَرَبَ بِیَدِہِ الْاَرْضَ فَمَسَحَھَا ثُمَّ غَسَلَھَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْھَہٗ وَذِرَاعَیْہِ
ثُمَّ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ وَاَفَاضَ عَلٰی جَسَدِہٖ ثُمَّ تَنَحّٰی فَغَسَلَ قَدَمَیْہِ فَنَاوَلْتُہٗ ثَوْبًا فَلَمْ یَاْخُذْہُ فَانْطَلَقَ
وَھُوَ یَنْفُضُ یَدَیْہِ **ترجمہ** ام المؤمنین میمونہؓ نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی رکہا غسل کا
پہر میں نے اسکو ڈھانپا ایک کپڑے سے آپنے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتہوں پر اونکو دہویا پہر داہنے ہاتہ سے بائیں
پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا پہر اپنا ہاتہ زمین پر مارا اوسکو رگڑا پہر دہویا پہر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور
منہ کو دہویا اور دونوں ہاتہوں کو پہر اپنے سر پر پانی بہایا اور اپنے بدن پر بہایا پہر کہسک گئے اور دونوں پاؤں اپنے
دہوئے پہر میں نے اونکو ایک کپڑا دیا آپنے اوسکو نہیں لیا اور چلے دونوں ہاتہوں سے پانی جہٹکتے ہوئے **ف** اس حدیث
سے یہ نکلا کہ وضو اور غسل کا پانی ہاتہوں سے جہٹکنا درست ہے اور یہ مسئلہ تفصیل سے کتاب الوضو میں گذر چکا
قسطلانی نے کہا پانی کا جہٹکنا اولے کے خلاف ہے اور اسی کو ترجیح دیا تحقیق میں اور منہاج میں اور بعضوں نے

کہا مکروہ ہے اور صحیح کہا اسکو رافعی نے مترجم کہتا ہے کہ جب حضرت سے غسل کا پانی جھٹکنا ثابت ہے تو نہ وہ اولیٰ کے خلاف ہو سکتا ہے نہ مکروہ اور یہ دو قول غلط ہیں گو شافعیہ کی فقہ کی کتابوں میں اسکو مکروہ یا اولیٰ کے خلاف لکھا ہو اور فقہ کی کتابیں خواہ شافعیہ کی ہوں یا حنفیہ کی یا مالکیہ کی اون میں جو بات قرآن یا صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ محض لغو اور بیہودہ ہے اور مومن کے نزدیک اوسکی کوئی وقعت نہیں ہے مومن کو حدیث اور قرآن کی پیروی لازم ہے اور جو اوسکے خلاف ہو وہ کالائے بد ہے اسکو ریش خاوند پینکنا چاہیے **باب** مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ جسنے غسل میں پہلے سر کے داہنی طرف سے شروع کیا **حدثنا** خلاد بن یحییٰ قال حدثنا ابراهيم بن نافع عن الحسن بن مسلم عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت كنا اذا اصابت احدانا جنابة اخذت بيديها ثلثا فوق رأسها ثم تأخذ بيدها على شقها الايمن وبيدها الاخرى على شقها الايسر **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کو جب جنابت ہوتی تو اپنے دونوں ہاتھوں کر پانی لیتی تین بار اپنے سر پر پانی ڈالتی پہر اپنے ہاتھ پانی لیتی اور داہنی جانب پر اپنے سر کے ڈالتی اور دوسرے ہاتھ پانی لیتی اور بائیں جانب پر اپنے سر کے ڈالتی **ف** تو داہنے اور بائیں جانب سے سر کا داہنا اور بایاں جانب مراد ہے نہ بدن کا اس صورت میں حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے قسطلانی نے کہا اسی حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا مترجم کہتا ہے اگر بدن کا داہنا اور بایاں جانب مراد ہو تب بھی مطابقت ہو سکتی ہے کیونکہ داہنے جانب میں سر سے لیکر قدم تک داخل ہے اسیطرح سے بائیں جانب میں کرمانی نے کہا اور حافظ صاحب نے کہا کہ امام بخاری نے سر پر تین بار پانی کا یہی مطلب رکہا کہ ایک ہاتھ سے سر کے داہنے جانب پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے بائیں جانب پر اسیطرح تین بار کیا واللہ اعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم ابوذر کے نسخہ میں ہے اور اور نسخوں میں بسم اللہ نہیں ہے **باب** مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ تنہائی کی جگہ میں ننگے نہانا اور جو ستر ڈہانپ کر نہاوے تو افضل ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ تنہائی میں ننگے بھی نہانا درست ہے گو افضل نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک جائز نہیں اونہوں نے شاید یعلیٰ بن امیہ کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے نہاوے تو عورت کو چھپالے یہ آپنے اوس شخص سے فرمایا جو تنہائی میں ننگا نہا رہا تھا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور بزار نے ایسا ہی روایت کیا ابن عباس سے طول کے ساتھ (فتح) اور ابوداؤد نے مراسیل میں نکالا کہ مت غسل کرو جنگل میں جب تم چھپنے کی جگہ نہ پاؤ پہر اگر چھپنے کی جگہ نہ پاؤ تو لکیر کر لے ایک تم میں سے دائرہ کیطرح اور اللہ کا نام لیوے اور غسل

کرے اوسکے امام اور شافعیہ نے بھی پانی میں ننگا اوترنا منع رکہا ہے کیونکہ حدیث میں ہے مت گھسو تم پانی میں مگر تہبند باندہکر کیونکہ پانی میں آبادی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور جمہور علما رکا یہ قول ہے کہ احتیاج سے وقت عورت کہولنا درست ہو اور غسل بھی ایک احتیاج ہے البتہ بغیر احتیاج کے حرام ہے اور شافعیہ کا زیادہ صحیح قول یہی ہے (قسطلانی) وَقَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ اور بہز بن حکیم نے روایت کی اپنے باپ سے (حکیم سے) اونہوں نے بہز کے دادا (معاویہ بن حیدہ بن معاویہ قشیری سے جو صحابی تھے خراسان میں مرے اس کتاب میں انسے تعلیقاً مروی ہے) اونہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالی زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کیجاوے بنسبت لوگونکی

ف اور سرخسی کے نسخہ میں یون ہے کہ اوس سے پردہ کیا جاوے اس حدیث کو اصحاب سنن وغیرہم (جیسے امام احمد) نے نکالا بہز سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہارون نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بہز بن حکیم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے انکے دادا سے انہوں نے کہا اے نبی اللہ کے ہم کن شرمگاہوں پر تصرف کریں اور کن کو چھوڑ دیں آپ نے فرمایا بچا اپنی شرمگاہ کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں سے کوئی اکیلا ہو آپ نے فرمایا اللہ زیادہ حق رکہتا ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے بہ نسبت لوگوں کے حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کا اسناد بہز تک صحیح ہے اور اسی واسطے امام بخاری نے بہز کا قول بصیغہ جزم بیان کیا البتہ بہز اور انکا باپ دونوں امام بخاری کی شرط کے موافق نہیں ہیں اور اسی لیے مؤلف نے کتاب النکاح میں معاویہ بن حیدہ کی حدیث کو جو بہز کا دادا تھا صیغہ جزم بیان نہیں کیا اور اس سے یہ بھی نکلا کہ تعلیق پر جزم کرنے سے اسناد کا صحیح ہونا لازم نہیں مگر جہاں تک تعلیق ہو وہاں تک اسناد صحیح ہوگا اور اس حدیث سے نکلا کہ بی بی کو اپنے مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور اسپر قیاس کیا کہ مرد کو بی بی کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور اسکے سوا مرد کو مرد کی یا عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنا درست نہیں ہے اور اسباب میں ایک حدیث ہے صحیح مسلم میں پہر بہز کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خلوت میں بھی ننگا ہونا درست نہیں لیکن مؤلف نے اوسکے جواز پر دلیل لی حضرت موسے اور حضرت ایوب علیہما السلام کے قصے سے اور اگلے پیغمبرونکی پیروی کا ہمکو حکم ہوا دوسرے یہ کہ حضرت م نے اونکے قصوں کو نقل کیا اور اونپر اعتراض نہیں کیا اس صورت میں بہز کی حدیث محمول ہوگی اسپر کہ افضل یہی ہے کہ خلوت میں بھی ننگا نہ ہو (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا عورت کو اپنے مرد کی عورت دیکھنا درست ہے اسیطرح مرد کو اپنی بی بی کی عورت دیکھنا سوا دبر کے حلقہ کے جیسے دارمی نے کہا ہے

اصحاب میں سے تخیرم کہتا ہے تخصیص دارمی کی بے دلیل ہے اور حدیث کے مفہوم سے صاف نکلتا ہے کہ مرد کی
شرمگاہ کو عورت کو دیکھنا درست ہے ذکر ہو یا دبر کیونکہ عورت کا لفظ دونو کو شامل ہے اسیطرح عورت کی ذکر ہو خواہ فرج
ہو یا دبر اور یہ قیاس سے نکلتا ہے **حَدَّثَنَا** إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ
عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى أَنْ يَغْتَسِلَ
مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَجَمَحَ مُوْسٰى
فِيْ إِثْرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللهِ
مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ
أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ
ننگے نہاتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا (شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہوگا ورنہ حضرت موسی ع اس سے منع کرتے
اور حضرت موسی ع اکیلے غسل کرتے تھے کیونکہ یہ افضل ہوگا انکی شریعت کے رو سے) تو بنی اسرائیل نے کہا قسم خدا کی
موسے ع جو ہمارے ساتھ نہانے سے باز رہتے ہیں وہ اسوجہ سے ہے کہ انکو فتق کی بیماری ہے پھر ایکبار حضرت موسےٰ
نہانے کو تشریف لیگئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر (بحکم الہی) انکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسی
اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر یہانتک کہ بنی اسرائیل نے حضرت
موسے ع کو دیکھ لیا اور کہا قسم خدا کی موسےٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوا یا علاج یا
اور کوئی ضرورت سے ستر کا دیکھنا درست ہے اور ابن جوزی نے ایک احتمال نکالا کہ اسوقت حضرت موسے پر ایک تہ
بند تھا جو تر ہونے کیوجہ سے ستر ڈھانپ سکا اور اس احتمال کو انہوں نے اچھا کہا اور نقل کیا اپنے مشائخ سے
حالانکہ یہ احتمال غلط ہے کیونکہ حدیث میں صاف موجود ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسی خلوت
میں نہاتے تھے پس اگر تہ بند باندہ کر نہاتے تو خلوت کی کیا ضرورت تھی دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ
پتھر کپڑے لیکے ہی بھاگا اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ غسل سے پہلے بھاگا اور حضرت موسےٰ اسکے پیچھے دوڑے اس صورت
میں تہ بند تر کیونکر ہوگا قسطلانی نے کہا اس سے رد ہوتا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ ستر عورت واجب تھا بنی اسرائیل
پر کیونکہ اگر واجب ہوتا تو حضرت موسے بنی اسرائیل کو اپنا ستر نہ دیکھنے دیتے نہ اس مقام پر جاتے جہاں بنی اسرائیل
جمع تھے آپ اونکا خلوت میں غسل کرنا تو وہ فضیلت کے طور پر تھا اور دلیل اسکی کہ اگلے زمانے میں کشف

عورت جائز تھا یہ ہے کہ جب تعمیر کعبہ کے لیے پتھر ڈہوتے تھے تو حضرت عباسؓ کے کہا رسے حضرت صلعم کا تہبند مونڈھے پر ڈالدیا تہا تاکہ آپکو پتھر لانے میں آسانی ہو پہر آپ بیہوش ہوکر گر پڑے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کی شان کے لائق یہ امر نہ تہا گو مباح ہو لیکن مقتدٰی امت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے (کیونکہ وہ پتھر بنی اسرائیل میں جاکر تھم گیا) اور پتھر کو مارنا شروع کیا (جب پتھر کپڑے لیکر بہاگا تو وہ مثل ایک عاقل جاندار کے ہوا اسی لیے حضرت موسیٰ نے اسکو پکارا اور مارا اور بعضوں نے کہا اسمیں بھی ایک معجزہ دکھانا منظور تہا) ابوہریرہؓ نے کہا (یہ ہمام نے نقل کیا تو یہ قول معلق نہیں ہے) قسم خدا کی پتھر میں چھے نشان پڑگئے یا سات حضرت موسیٰ کی مارون کے ف حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی باقی بحث احادیث الانبیاء میں آویگی قسطلانی نے کہا مسلم نے اسکو احادیث الانبیاء میں نکالا اور ایک اور مقام میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى وَعِزَّتِكَ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہارہے تھے اونپر ٹیڑی گری سونے کی (جاندار یا بےجان) حضرت ایوب اسکو پکڑنے اور رکھنے لگے اپنے کپڑے میں تب پکارا اونکو اونکے مالک یعنی پروردگار عالم (جل شانہ) نے اے ایوب کیا میں نے تجھکو بےپرواہ نہیں کیا اوس سے جو تو دیکھتا ہے (یعنی سونیکی ٹڈی سے) اونہوں نے عرض کیا بیشک تو نے مجھکو بےپرواہ کیا (مالدار کر کے) قسم تیری عزت کی لیکن میں بےپرواہ نہیں ہوں تیری برکت سے ف یعنی تیرے احسان اور عطا اور بخشش سے اس حدیث سے مالداری کی فضیلت نکلی کیونکہ اسکو برکت کہا اور محال ہے کہ حضرت ایوبؑ نے دنیا کی محبت سے اوسکو لیا ہو بلکہ اس جہت سے لیا کہ وہ مالک کے پاس سے ابھی اُتری تھی حافظ صاحب نے کہا ابن بطال نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ننگے نہانیکی جواز پر کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اونپر عتاب کیا ٹیڑیان اکٹھا کرنے پر اور نہیں عتاب کیا ننگے نہانے پر تو معلوم ہوا کہ وہ جائز ہے اور یہ حدیث مولف نے اسی اسناد سے روایت کی جس اسناد سے حضرت موسیٰؑ کی حدیث کو روایت کیا اور کرمانی نے غلطی کی جو کہا کہ یہ تعلیق ہے کیونکہ دونو حدیثیں ہمام کے نسخہ میں اسی اسناد سے موجود ہیں اور امام بخاری نے اسی دوسری حدیث کو احادیث الانبیاء میں عبدالرزاق کے طریق سے نکالا اسی سند سے اس صورت میں کرمانی نے جو کہا کہ یہ صیغہ تمریض کا ہے تو دوسری

غلطی ہے اگر اونکا خیال ساری صحیح بخاری پر حافظ ابن حجر کیطرح ہوتا تو اس قسم کی غلطیاں نہ کرتے اور باقی بحث اس حدیث کی خارج ہے تو کتاب الانبیا میں آویگی **ت** اور روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم (بن طہمان) نے موسیٰ بن عقبہ سے اونہوں نے صفوان سے انہوں نے عطار بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے حضرت صلعم سے (اس اسناد کو نسائی اور اسمٰعیلی نے وصل کیا) **ف** نیل میں ہے کہ ابوداود اور نسائی نے یعلےٰ بن امیہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کھلے میدان میں نہاتے ہوئے تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی تعریف اور صفت بیان کی پھر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ شرم والا ہے پردے والا دوست کہتا ہے حیا اور پردے کو پھر جب کوئی تم میں سے غسل کرے تو پردہ کرے اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور نسائی نے ابو السمح سے نکالا کہ میں خدمت کرتا تہا حضرت صلعم کی پھر جب آپ غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے پیٹھ موڑ لے میں پیٹھ موڑ لیتا اور آپ کی آڑ کر لیتا اپنی پیٹھ سے اور مسلم نے نکالا ام ہانی سے میں حضرت صلعم پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا میں نے آپکو غسل کرتے پایا حضرت فاطمہ آپکی آڑ کیے تہیں ایک کپڑے سے انتہی ملتقطاً مترجم کہتا ہے ام ہانی کی حدیث امام بخاری نے بہی نکالی اور وہ آگے آتی ہے

باب التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ لوگوں کے سامنے غسل میں آڑ کرنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ **ترجمہ** ام ہانی بنت ابیطالب سے (جو حضرت صلعم کی چچازاد بہن تہیں اونکا نام فاختہ یا فاطمہ یا ہند تہا اس کتاب میں انسے دو حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتی تہیں میں حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا میں نے آپکو پایا غسل کرتے ہوئے اور حضرت فاطمہ آپکو چھپائے تہیں (ایک کپڑے سے) آپنے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام ہانی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ پردہ غلیظ تہا جب تو آپ ام ہانی کو پہچان نہ سکے لیکن آپکو معلوم ہو گیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد ایسے مقام پر نہیں جا سکتا قسطلانی نے کہا مکہ رمضان ۸ہجری میں فتح ہوا اور اس حدیث کو مولف نے ادب اور صلاۃ اور جزیہ میں اور مسلم نے طہارت اور صلاۃ میں اور ترمذی نے استیذان اور سیر میں اور نسائی نے طہارت اور سیر میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں نکالا حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الجہاد میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ جہاں مولف اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ

بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ اَوِ الْاَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِى السَّتْرِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین نے آڑ کی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ غسل کر رہے تھے جنابت سے تو آپنے اپنی دہنے ہاتھ دہو کر پھر دہنے ہاتھ سے بائین پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا اور جو اسمین لگ گیا تھا (فرج کی رطوبت یا پیشاب وغیرہ) پھر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر پھیرا پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے مگر پاؤن نہین دہوئے پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤن دہوئے متابعت کی سفیان کی ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے (یہ متابعت مولف کی روایت سے اوپر گذر چکی) اور محمد ابن فضیل نے (اسکو ابوعوانہ اسفرائنی نے نکالا اپنی صحیح مین) پردہ کو نقل کرنے مین حافظ صاحب نے کہا کہ پردہ کو ابوحمزہ نے نقل کیا مولف کی روایت سے اور زائدہ نے اسمعیلی کی روایت سے اور یہ حدیث کی بحث غسل کے شروع مین گذر چکی

باب اِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْاَةُ عورت کو احتلام ہونیکا بیان **ف** احتلام مرد اور عورت دونو کو ہوتا ہے مگر مولف نے یہان عورت کی تخصیص کی کیونکہ بعضون نے اسکا انکار کیا ہے جیسے ابن منذر نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اور نووی نے شرح مہذب مین اسکی صحت کو بعید سمجھا حالانکہ ابن ابی شیبہ نے باسناد جید ابراہیم سے ایسا ہی نقل کیا ہے (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ امْرَاَةُ اَبِيْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے ام سلیم (سہلہ یا رمیلہ یا رمیثہ بنت ملحان حضرت انس کی ماں ہن کتابین اون سے دو حدیثین مروی ہین) ابوطلحہ کی بی بی (ابوطلحہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری ہے وہ بدری تھے) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل جلالہ نہین شرم کرتا سچی بات سے کیا عورت پر غسل لازم ہے جب اسکو احتلام ہو آپنے فرمایا ہان لازم ہے جب پانی دیکھے **ف** یعنے جاگنے کے بعد منی کا اثر دیکھے مطلب یہ ہے کہ اگر انزال نہ ہو تو صرف خواب دیکھنے سے غسل واجب نہ ہوگا اور مرد کا بھی یہی حکم ہے حافظ صاحب نے کہا حدیث باب الحیا فی العلم مین گذر چکی اور مسلم کی ایک روایت مین حضرت عائشہ سے یہ حدیث منقول ہے اور اس مین یہ ہے کہ انکار حضرت عائشہ اور ام سلمہ مین ہوئی اور قاضی عیاض نے اہل حدیث سے نقل کیا کہ صحیح ام سلمہ سے یہ قصہ ہے نہ عائشہ سے

نووی نے کہا شاید حضرت عائشہ اور ام سلمہ دونوں نے ام سلیم پر اعتراض کیا ہو اور انس اور عائشہ اور ام سلمہ سب اس
قصے کے وقت حاضر تھے لیکن یہ ہے ظاہر ہوا کہ انس اُس وقت حاضر نہ تھے بلکہ اونہوں نے اپنی ماں ام سلیم سے سنا اور امام مسلم
نے یہ قصہ انس سے اور امام احمد نے ابن عمر سے بھی روایت کیا ہے اور ابن عمر نے شاید ام سلیم یا اور کسی سے سنا ہو اور
یہ سوال خولہ بنت حکیم نے بھی حضرت سے کیا اوسکو امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ
جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب خواب میں ایسا دیکھے اور انزال نہ ہو اور سہلہ بنت سہیل نے بھی اسکو طبرانی نے نکالا
اور بسرہ بنت صفوان نے اُسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور شرم سے اس حدیث میں لغوی شرم مراد ہے کیونکہ شرعی
شرم تو سراسر بہتر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی حکم نہیں کرتا شرم کرنیکا سچی بات کہنے سے یا منع نہیں کرتا حق بات
کہنے سے (یہ تاویل فاسد ہے جیسے کتاب العلم میں گذرا حیا ایک صفت الٰہی ہے مثل دوسرے صفات کے اُس کی
کیفیت معلوم نہیں ہے) اور حمیدی کی روایت میں ہے جب تم سے کوئی پانی دیکھے تو غسل کرے اور ایک روایت
میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں میں مٹی لگے پھر بچہ کیوں عورت
کی صورت پر ہوتا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہاں مرد کا پانی غلیظ ہے سفید اور عورت
کا پانی پتلا ہے زرد پھر جو پہلے ہو جاتا ہے یا اوپر بچہ اوسیکی مشابہ ہوتا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے جب عورت
کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مرد مشابہ ہوتا ہے اپنے ننہیال کے اور جب مرد کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مشابہ ہوتا ہے
اپنے ددھیال کے (چچاؤں کے) اور ایک روایت میں ہے کہ اونہوں نے اپنا مُنہہ ڈھانپ لیا اور ایک روایت
ہے کہ وہ ہنسیں اور ایک میں ہے کہ اسے ام سلیم تو نے فضیحت کیا عورتوں کو نکالا اسکو مسلم نے ابن بطال نے کہا
حدیث سے نکلا کہ سب عورتوں کو احتلام ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے نکلا کہ بعض عورتوں کو احتلام نہیں ہوتا
امام احمد کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کا بھی پانی نکلتا ہے آپ نے فرمایا عورتیں تو مردوں کا
جوڑ ہیں اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی پانی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے اور امام احمد نے خولہ
سے نکالا اوس میں یہ ہے کہ اسپر غسل نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد کو ہوتا ہے اور اس سے رد ہوا اُس شخص کا جو
کہتا ہے عورت کا پانی باہر نہیں نکلتا (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو چھ عالموں نے نکالا انتہے

باب عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ جنب کے پسینے کا بیان اور مسلمان کے نجس نہ ہونیکا

شاید مؤلف نے اشارہ کیا اس طرف کہ کافر کے پسینے میں اختلاف ہے بعض لوگوں نے اسکو نجس کہا ہے کیونکہ کافر
خود نجس ہے تو مطلب یہ ہے کہ جنب کے پسینے کا بیان اور اس بات کا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا اور جب مسلمان نجس نہ ہوا

تو اس کا پسینہ بھی نجس نہ ہوگا اوسکا مفہوم یہ ہے کہ کافر نجس ہے تو اسکا پسینہ بھی نجس ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ وَاَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسے ملے مدینہ کے ایک راستے مین اور وہ (یعنے ابوہریرہ) جنب تہے (اونہون نے کہا) مین پیچہے سرکا آپ سے (یعنے چھپ کر نکل گیا اور بعض نسخون مین فانتجست ہے یعنے مین نے اپنے مین نجس جانا) پہر وہ (یعنے ابوہریرہ) گئے اور غسل کیا پہر آئے آپنے فرمایا تو کہان تہا اے ابوہریرہ اونہون نے عرض کیا مین جنب تہا تو مینے برا جانا کہ آپ پاس بیٹھون بغیر طہارت کے آپنے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے) مومن نجس نہین ہوتا **ف** اگرچہ جنب ہو زندگی مین نہ مرنیکے بعد البتہ اگر کوئی نجاست اوسکے بدن سے لگ جاوے تو وہ نجس ہوگا پہر جب وہ نجاست دور ہوجاوے تو پاک ہے حافظ صاحب نے کہا بعض اہل ظاہر نے اس حدیث کے مفہوم سے دلیل لی اور کہا کہ کافر نجس العین ہے اور قوی کیا اس قول کو اس آیت سے کہ مشرک نجس ہین اور جمہور علماء نے حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مومن کے اعضاء پاک ہین کیونکہ وہ نجاست سے بچتا ہے اور مشرک مین یہ بات نہین وہ نجاست سے نہین بچتا اور آیت کا یہ مطلب کہا ہے کہ مراد اعتقاد کی نجاست ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتون سے نکاح کرنا درست کہا ہے اور جب اونسے نکاح ہوگا تو اونکے پسینے سے محفوظ رہنا غیر ممکن ہے جو اونکے ساتھ لیٹے اوسکو ضرور انکا پسینہ لگے گا تو معلوم ہوا کہ زندہ آدمی نجس العین نہین ہے کیونکہ عورت اور مرد مین فرق نہین ہے اور قرطبی نے شرح مسلم مین ایک نادر بات لکھی اور کہا کہ شافعی کے نزدیک کافر نجس ہے (اور حنفیہ نے بھی اپنی کتابون مین یہ غلطی کی ہے) اور اس مسئلہ کی گفتگو خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگی اور اس حدیث سے نکلا کہ بڑے کاموں کیلئے باطہارت ہونا بہتر ہے جیسے صحبت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بھی نکلا کہ بزرگون کی عظمت اور توقیر کرنا چاہیے اور انکی صحبت مین عمدہ شکل سے جانا چاہیے (اور بزرگون کا احترام حالت موت اور حیات دونو مین برابر ہے جب حضرت ص کی قبر شریف یا اور کسی ولی یا پیغمبر کی مزار کی زیارت کیجاوے تو طہارت کے ساتھ عمدہ لباس اور ادب سے جانا بہتر ہے) اور ابوہریرہ کی چلدینے کا باعث یہ ہوا کہ حضرت ص کی عادت تہی جب اپنے اصحاب سے ملتے تو اونپر ہاتھ پہیرتے انکے لیے دعا کرتے ایسا ہی روایت کیا نسائی اور ابن حبان نے حذیفہ سے تو ابوہریرہ یہ سمجہے کہ جنب نجس ہے اور ڈرے

آنحضرت صلعم اونکو چھوڑ لین اسلیے چلے گئے اور غسل کیا اور حضرت نے تعجب اونکے عقیدے پر انکار فرمایا اس سے یہ نکلا کہ خادم کو مخدوم سے اجازت لیکر جانا بہتر ہے اور مخدوم کو شایستہ بات خادم سے کہدینا چاہیے اور غسل میں تاخیر کرنا درست ہے اور ابن حبان نے اس حدیث سے رد کیا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ جنب اگر کنوے مین گر سے اور غسل کی نیت کرلے تو کنوین کا پانی نجس ہوجاویگا کیونکہ جنب خود نجس نہین ہے پہر کنوے کا پانی کیون نجس ہوگا (علاوہ اسکے پانی کبھی نجس نہین ہوتا جبتک اوسکا وصف نہ بدلے جیسے دوسری حدیثون میں ہے) اور امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جنب کا پسینہ پاک ہے کیونکہ جب اوسکا بدن جنابت سے نجس نہ ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی نجس نہ ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو غسل سے پہلے اپنے ضروری کام کرنا درست ہے (فتح) اور اس حدیث کو امام مسلم نے طہارت میں اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ میں نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے کافر کی نجاست کی بحث اوپر کتاب الوضوء میں گذر چکی ہے **بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ** جنب گہر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل سکتا ہے **ف** جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور عائشہ اور ابن عمر اور عمر اور شداد بن اوس اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور ابن سیرین اور زہری اور محمد بن علی اور نخعی سے اور بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور عطاء اور حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ جنب ہوتے تھے تو نہ نکلتے تھے اور نہ کہاتے تھے جبتک وضو نہ کر لیتے (قسط) اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری وغیرہ سے روایت کیا اونھون نے کہا وضو مستحب ہے جنب کے لیے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ اور عطاء نے کہا پچھنے لگاوے جنب اور ناخون تراشے اور سر منڈاوے اگرچہ وضو نہ کرے (اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا ابن جریج سے اونھون نے عطاء سے اور زیادہ کیا کہ نورہ لگاوے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون کا دورہ کر لیتے ایک رات میں اور آپ کی ان دنون نو بی بیان تہین **ف** یہ حدیث اوپر گذری اور ترجمہ باب اس سے یون نکلتا ہے کہ آپکی بی بیون کے حجرے قریب قریب تہے تو ضرور آپ ایک حجرے سے دوسرے حجرے کو جاتی ہونگے غسل سے پہلے پس ثابت ہوا کہ جنب کو غسل سے پہلے نکلنا درست ہے اور یہی ترجمہ باب ہے اور جب نکلنا جائز ہوا تو بازار میں بھی چلنا درست ہوگا اور ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری وہ بھی اس مطلب

دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت نے ابو ہریرہ کے نکلنے پر جنابت کی حالت میں اعتراض کیا اسیواسطے مؤلف اسکو دربارہ آثار میں لائے حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو ملے اور میں جنب تھا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپکے ساتھ چلا یہانتک کہ آپ بیٹھے تب میں چھپکر نکل گیا اور اپنے ٹھکانے آیا اور غسل کیا پھر آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تو کہاں تھا اے ابو ہریرہ میں نے بیان کیا (کہ میں جنب تھا اور نہانے کو گیا تھا) آپ نے فرمایا سبحان اللہ اے ابو ہریرہ مومن نجس نہیں ہوتا ف اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ میں آپکے ساتھ چلا اور یہ چلنا بازار یا راہ میں ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ عالم اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑسکتا ہے اور ٹھہر سکتا ویکر اور اُسکے ساتھ چل سکتا ہے (قسطلانی) بَابُ

كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ جنب کا مکان میں رہنا جب وضو کرلیوے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابو سلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے روایت ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے تھے جنب رہکر اونہوں نے کہا ہاں اور آپ وضو کر لیتے تھے ف غسل سے پہلے یہ ابو الوقت اور کریمہ کی روایت میں زیادہ ہے بعضوں نے کہا مؤلف اس روایت کو اسلیے لائے کہ وہ حدیث ضعیف ہے جو حضرت علی رضہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جسمیں کتا ہو یا مورت یا جنب نکالا اوسکو ابو داؤد نے اسکی اسناد میں نجی حضرمی مجہول ہے لیکن ثقہ کہا اسکو عجلی نے اور صحیح کہا اوسکی حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے تو احتمال ہے کہ جنب سے مراد اس حدیث میں وہ شخص ہو جو غسل میں سستی کرے یا غسل نہ کرنیکی عادت کرلیوے نہ وہ جو غسل کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اُس میں دیر کرے اور قرینہ اسکا یہ ہے کہ کتا اگر شکاری ہو یا جسکی اجازت ہے تو وہ اسمیں داخل نہیں ہے اسیطرح وہ صورت جو بے جان کی ہو یا جنب سے مراد وہ شخص ہو جو وضو بھی نہ کرے اس صورت میں یہ حدیث باب کی حدیث کے خلاف نہ ہوگی اور باب کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وضو کرلیتے تھے پھر سوتے تھے اور مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ آپ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کرلیتے نماز کے وضو کیطرح اور اس سے رد ہوتا ہے اُسکا جسنے

وضو سے متعلق پاک کرنا یعنی ذکر اور ہاتھ دہونا مراد رکہا ہے حدثنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن
نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایرقد احدنا وھو
جنب قال نعم اذا توضأ احدکم فلیرقد وھو جنب ترجمہ حضرت عمر رض نے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم میں سے کوئی سو جاوے جنب رہکر آپ نے فرمایا ہاں جب کوئی تم میں سے وضو کر لیوے
تو سو رہے جنب رہکر ف اور جب سونا جنابت کی حالت میں جائز ہوا تو گہر میں رہنا بہی جائز ہوگا اور یہی ترجمہ باب
ہے باب الجنب یتوضأ ثم ینام جنب وضو کر کے سووے حدثنا یحیی بن بکیر قال
حدثنا اللیث عن عبید اللہ بن ابی جعفر عن محمد بن عبد الرحمن عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان ینام وھو جنب غسل فرجہ وتوضأ للصلوۃ ترجمہ ام
المؤمنین عائشہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا قصد کرتے اور آپ جنب ہوتے تو اپنی شرمگاہ
کو دہو لیتے اور وضو کر لیتے نماز کا سا وضو حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا جویریۃ عن
نافع عن عبد اللہ قال استفتی عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وھو جنب
قال نعم اذا توضأ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے اونہوں نے کہا حضرت عمر رض نے سوال کیا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کر لیوے
حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن
عمر انہ قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ
من اللیل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ واغسل ذکرک ثم نم ترجمہ عبد اللہ
بن عمر رض نے کہا حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجہکو (یعنی عبد اللہ کو) رات کو جنابت ہوتی ہے
آپ نے فرمایا وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دہو ڈال پہر سو رہ ف نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ ابن عمر کو جنابت
ہوئی حضرت عمر کے پاس آئے اونسے بیان کیا وہ حضرت صلعم پاس آئے آپ سے اسکا حکم پوچھا آپ نے فرمایا
وضو کر لے اور سو رہے اس صورت میں تصیبہ میں مفعول کی ضمیر ابن عمر کیطرف پہرتی ہے نہ عمر کیطرف اور وضو
کر لے یہ خطاب بہی ابن عمر کیطرف ہے شاید وہ اوس وقت حاضر ہونگے اور ابو نوح کی روایت میں مالک سے یوں
ہے کہ اپنی ذکر دہو ڈال پہر وضو کر لے اور اس سے رد ہوتا ہے اوس شخص کا جسنے باب کی حدیث سے وضو کے
بعد ذکر کا دہونا جائز کہا ہے اس خیال سے کہ یہ وضو رفع حدث کے لیے نہیں اور احتمال ہے کہ جائز ہو جس صورت

ہین ذکر کا مس نہ کرے جس شخص سکے مذہب پر جو ذکر کے چہونے سے وضو ٹوٹ جانیکا قائل ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ اسحدیث مین وضو کرنیکا حکم ہے اور یہ دلیل ہے اونکی جو اسکے وجوب کا قائل ہے اور ابن عبد البر نے کہا جمہور علما کا یہ قول ہے کہ یہ حکم استحبابا ہے اور اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہین اور یہ مذہب شاذ ہے اور ابن عربی نے کہا مالک اور شافعی نے کہا کہ جنب کو جائز نہین سونا وضو کرنیسے پہلے اور بعض متاخرین نے اس نقل کا انکار کیا اور کہا کہ امام شافعی وضو کے وجوب کے قائل نہین ہین اور شافعیہ اسکو نہین پہچانتے اور یہ صحیح ہے مگر شاید ابن عربی کا یہ مطلب ہو کہ وضو سے پہلے سو جانا مباح نہین ہے اور جب وضو کرنا مسنون بہی ہو تو نہ کرنا مباح نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اونہون نے اسکے مقابل ابن حبیب مالکی کا قول بیان کیا ہے کہ اونکے نزدیک وضو واجب ہے اور ابن عربی نے ابن حبیب کے قول کو قوی کیا ہے اور ابو عوانہ نے اپنے صحیح مین اسحدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ وضو کا واجب ہونا جب جنب وہ سونیکا ارادہ کرے پہر اونہون نے اور ابن خزیمہ نے دونون نے دلیل لی اوسکے واجب نہونے پر ابن عباس کی مرفوع حدیث سے کہ مجہے حکم ہوا وضو کرنیکا جب نماز کے لیے اوٹہون اور طحاوی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ یہ وضو مستحب بہی نہین ہے اور دلیل اون کی وہ ہے جو ابو اسحق نے روایت کیا اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرت جنب ہوتے پہر سو رہتے اور پانی کو نہ چہوتے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حدیث کے حافظون نے کہا کہ غلطی کی اوسمین ابو اسحق نے اور اگر یہ حدیث صحیح بہی ہو تو محمول ہے بیان جواز پر تا کہ کوئی اسکو واجب نہ سمجہ لیوے یا پانی کے نہ چہونے سے یہ مراد ہے کہ غسل نہ کرتے اور امام طحاوی نے ابو اسحق سے وہ نکالا جو اسپر دلالت کرتا ہے پہر وہ مائل ہوئے اسطرف کہ وضو کرنے سے مراد یہان پاکی کرنا ہے دہلینے نجاست اور ذکر اور ہاتہونکا دہونا) اور دلیل لی اونہون نے اس مطلب پر اس سے کہ ابن عمر جو وضو کی حدیث کے راوی ہین وہ وضو کرتے تہے جنابت مین اور پانون نہ دہوتے تہے جیسے روایت کیا مالک نے موطا مین نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اسحدیث مین ابن عمر اور حضرت عائشہ کی روایت سے یہ قید ثابت ہے کہ نماز کا سا وضو کرتے تہے اور ابن عمر نے جو کبہی پانون نہ دہوئے تو یہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا اور جمہور علما یہی کہتے ہین کہ وضو سے یہان وضو شرعی مراد ہے اور حکمت اوسکے کرنیمین یہ ہے کہ حدث مین تخفیف ہوتی ہے خاص کر جو لوگ غسل مین جدائی جائز سمجہتے ہین اونکے مذہب پر تو ان اعضا سے بالکل حدث اوٹہ جاویگا بشرطیکہ غسل کی نیت سے یہ وضو کرے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور اوسکے راوی ثقہ ہین شداد بن اوس صحابی سے اونہون نے کہا جب کوئی تم مین سے رات کو جنب ہو پہر سونیکا قصد کرے تو وضو کر لیوے کیونکہ وہ آدہا غسل ہے اور بعضون نے کہا کہ حکمت وضو

کرنے مین یہ ہے کہ وہ ایک ہی دو طہارتون مین سے اس صورت مین تیمم بھی اُسکا قائممقام ہوگا اور امام بیہقی نے
بسند حسن حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ حضرت ؐ کو جب جنابت ہوتی پھر آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے یا تیمم کرلیتے
اور احتمال ہے کہ تیمم اُسوقت ہو جب پانی ملنا دشوار ہو اور بعضون نے کہا حکمت اسمین یہ ہے کہ وضو کر لینے سے
دوبارہ جماع مین یا غسل مین لذت زیادہ ہوتی ہے ابن دقیق العید نے کہا امام شافعی نے کہا کہ یہ وضو حائضہ پر
نہین ہے کیونکہ وہ اگر غسل کرے جب بھی اُسکا حدث نہ جاویگا بر خلاف جنب کے البتہ اگر حائضہ کا خون بند
ہو جاوے تو غسل سے پہلے یہ وضو کر لینا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فوراً واجب
نہین ہے بلکہ اوسمین تاخیر کرسکتا ہی نماز کے لیے اوٹھنے تک اور یہ نکلا کہ سوتے وقت طہارت اور پاکیزگی مستحب
ہے ابن جوزی نے کہا اسمین حکمت یہ ہے کہ فرشتے دور رہتے ہین میل کچیل اور بدبو سے اور شیاطین نزدیک ہوتے
ہین اوسکے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت ؐ جب جنب ہوتے پھر
چاہتے کہ کہانا کہاوین یا سورہین تو وضو کر لیتے اور بخاری اور مسلم کی روایتون مین وضو کا حکم بصیغہ امر منقول
ہے اور ظاہریہ اور ابن حبیب مالکی اور امام داؤد قائل ہین وجوب کے اور جمہور نے جواز اسکے عدم وجوب پر دلیل لی
حضرت عائشہ کی حدیث سے جو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالی کہ آپ سوتے جنب رہکر اور پانی نہ چہوتے تو یہ حدیث
صحیح نہین ہے ایسا ہی کہا امام احمد نے اور ابوداود نے کہا یہ وہم ہے اور یزید بن ہارون نے کہا یہ خطا ہے اور احمد بن
صالح نے کہا اس حدیث کا روایت کرنا حلال نہین ہے اور اثرم نے علل مین کہا کہ اگر اس حدیث مین صرف ابراہیم
ابو اسحاق کا خلاف کرتے تو کافی تہا ابن منصور نے کہا اجماع کیا اہلحدیث نے کہ یہ حدیث غلطی ہے ابو اسحاق کی
حافظ نے کہا اس اجماع کے نقل پر اعتراض ہوتا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور کہا کہ ابو اسحاق نے اپنا سماع
اسود سے ظاہر کیا ہے زہیر کی روایت مین ابن عربی نے شرح ترمذی مین کہا ابی اسحاق نے اس حدیث کو مختصر کیا
ایک لمبی حدیث سے اور غلطی کی اوسکے اختصار مین اور وہ لمبی حدیث ابو غسان نے روایت کی زہیر سے انہون
نے ابو اسحاق سے اونہون نے کہا مین اسود بن یزید پاس آیا وہ میرے بہائی اور دوست تہے مینے کہا اے ابو عمر
مجہسے وہ حدیث بیان کرو جو حضرت ام المومنین عائشہ نے تم سے حضرت ؐ کی نماز کے باب مین بیان کی ہو اونہون نے
کہا حضرت عائشہ رضی نے کہا آپ سو رہتے تہے شروع رات مین اور جاگتے تہے اخیر رات مین پہر اگر آپ کو حاجت ہوتی (یعنی
جماع کی) تو آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے پہر سو رہتے پانی چہونے سے پہلے جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو آپ
اوٹہتے اور کبہی یون کہا کہ اپنے اوپر پانی بہاتے اور یہ نہین کہا کہ غسل کرتے اور مین انکا مطلب جانتا ہون

اور اگر حالت جنابت کی حالت میں سو جاتے تو نماز کا سا وضو کر لیتے ہیں اس لئیے حدیث میں صاف بیان ہے کہ جب
جنب ہو کر سوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور یہ جو کہا کہ آپ حاجت سے فارغ ہو کر سو رہتے اور پانی نہ چھوتے اسکے دو
مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حاجت سے پائخانہ یا پیشاب مراد ہو اور آپ ڈھیلے سے استنجا کر کے سو جاتے ہوں دوسرے
یہ کہ جماع مراد ہو اس صورت میں پانی نہ چھونے سے غسل مراد ہوگا اور جو یہ مطلب کہو تو شروع حدیث آخر حدیث کے
مخالف ہو جاتی ہے ابو اسحق کو وہم ہو گیا وہ حاجت سے جماع سمجھے اور حدیث کو پورا نہ بیان کیا امام شوکانی
نے کہا اگر ابو اسحق کی حدیث ثابت بھی ہو تو وہ عام ہوگی اور وضو کرنیکی حدیث خاص ہے اور عام محمول ہوتا ہے
خاص پر پھر ابو اسحاق کی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ سوا وضو کے اور کسی پانی کو نہ چھوتے اور ابن سریج اور بیہقی نے تصریح
کی کہ پانی سے مراد غسل کا پانی ہے اور امام احمد نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آپکو جنابت ہوتی رات میں پھر آپ وضو
کرتے نماز کا سا وضو اور پانی کو نہ چھوتے اور یہاں تو ضرور ہے کہ پانی نہ چھونے سے غسل نہ کرنا مراد ہو اور
یہ بھی احتمال ہے کہ پانی نہ چھونا آپ کا خاصہ ہو اور ایک دلیل جمہور علماء کی وہ بھی ہے جو ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے نکالی اپنے صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں
اور وضو کر لے اگر چاہے منتقی میں ہے کہ وضو کرنا آپ کا اظہار فضیلت کے لیے تھا اور نہ کرنا بیان جواز کے لیے
اس صورت میں دونوں حدیثوں میں تناقض نہیں ہے اور امام احمد اور ترمذی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا
کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی جنب کو جب وہ کھانے پینے یا سونیکا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے نماز کا سا وضو ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی ایک روایت میں بھی پینے کا ذکر ہے اور کھانیکا ذکر جابر کی حدیث
میں ہے نکالا اسکو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اور ام سلمہ اور ابو ہریرہ کی حدیث میں نکالا اسکو طبرانی نے اوسط میں
اور علماء کا اختلاف ہے جنب جب سونیکا ارادہ کرے لیکن کھانے اور پینے میں تو علماء کا اتفاق ہے کہ وضو
واجب نہیں ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں ابن عمر سے اسکا وجوب نقل کیا ہے اور جماعت نے روایت
کیا سوائے بخاری کے ابو سعید سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا
چاہے تو وضو کر لیوے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور زیادہ کیا کہ یہ زیادہ خوشی کرنے
والا ہے دوبارہ جماع کرنے میں اور بیہقی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شافعی نے کہا کہ
یہ حدیث ثابت نہیں ہے بیہقی نے کہا شاید امام شافعی کو ابو سعید کی اسناد کی خبر نہیں ہوئی اور عمر اور ابن عمر سے
حدیث باسناد ضعیف منقول ہے اور امام احمد اور نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ جب ارادہ کرتے کھانے یا پینے

کا اور جنب ہوتے تو اپنے دونو ہاتھ دہوتے پہر کہاتے اور پیتے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا اسکے شروع مین
یہ ہے کہ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور سکوت کیا اس حدیث سے حافظ نے
تلخیص مین اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اور راوی اسکے ثقہ ہین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین حضرت
عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلعم جب کہانیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو اپنا ہاتھ دہوتے پہر کہانا کہاتے اور سعید بن
المسیب سے منقول ہے کہ جنب کہانا کہانا چاہے تو اپنے دونو ہاتھ دہووے اور منہہ مین کلی کرے اور مجاہد سے کہ جنب
جب کہانیکا ارادہ کرے تو دونو ہاتھ دہووے اور کہاوے اور زہری سے ایسا ہی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے
لیکن وہ کہتے ہین وضو کا حکم اوسوقت ہے جب سونیکا ارادہ کرے اور کہانے اور پینے کیلیے صرف ہاتھ دہونا کافی
ہے اور جمہور کہتے ہین کہ دونو مقامون مین نماز کا سا وضو کرنا چاہیے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو صحیحین مین ہے کہ
آپ جب کہانے یا سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو نماز کا سا وضو کرتے اور جہان روایتون مین اسطور سے ہے کہ کہانے
یا پینے کیلیے آپ کبہی پورا وضو کرتے اور کبہی صرف ہاتھ دہونے پر اکتفا کرتے لیکن سونے اور دوبارہ جماع کرنیکے
لیے تو نماز کا سا وضو کرتے اوسمین صرف ہاتھ دہونا منقول نہین ہے واللہ اعلم تمام ہوا کلام شوکانی کا مختصراً
امام طحاوی نے اپنی سند سے نکالا ابو اسحق سے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرت صلعم
سوتے تھے جنب ہوکر اور پانی نہ چہوتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت صلعم جب مسجد سے لوٹتے نماز پڑہتے جتنی
اللہ چاہتا پہر اپنے بچہونے پر جاتے اور اپنی بی بی کے پاس پہر اگر آپ کو حاجت ہوتی تو پورا کرتے پہر سو رہتے اسی
حالت سے اور پانی کو نہ چہوتے تیسری روایت مین ہے کہ حضرت صلعم جنب ہوتے پہر سو رہتے اور پانی نہ چہوتے یہان
تک کہ اوٹہتے بعد اسکے پہر غسل کرتے پہر کہا کہ بعض لوگ اسیطرف گئے ہین اون مین سے ابو یوسف ہین اونہون نے
کہا کچہہ قباحت نہین کہ جنب بغیر وضو کے سو رہے کیونکہ وضو سے جنابت رفع نہین ہوتی اور طہارت نہین ہوتی اور
بعضون نے اسکا خلاف کیا اونہون نے کہا سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے وہ کہتے ہین یہ حدیث غلط ہے
ابو اسحاق نے اوسکے اختصار مین غلطی کی پہر نکالا اپنی سند سے ابو اسحق سے ایک لمبی حدیث کو ابو غسان
کی روایت سے جیسے اوپر گذری اور کہا کہ ابو اسحق کے سوا اور لوگون نے بہی یہ بات بیان کی کہ پانی نہ چہونے سے
غسل نہ کرنا مراد ہے اور نکالا اپنی سند سے ابراہیم سے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرت صلعم جب سونیکا ارادہ کرتے یا
کہانیکا اور جنب ہوتے تو وضو کرتے پہر اسود سے روایت کیا اونکا قول اسیطرح کہ جب آدمی جنب ہو اور سونیکا ارادہ کرے تو وضو کرے
اور کہا کہ محال ہے کہ حضرت عائشہ کی حضرت صلعم سے یہ روایت کیا ہو کہ آپ سو رہتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے اور باوجود اسکے لوگون کو حکم کرتین

وضو کرنیکا تو صحیح وہی ہی جو ابراہیم نے روایت کیا پہر نکالا اپنی سند سے ابن شہاب سے اونہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے اونہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ حضرت صلعم جب سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو وضو کرتے نماز کا سا وضو اور یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اور زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے اور محمد بن عمرو سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے اونہوں نے ابو عمرو سے اونہوں نے عائشہ سے مانند اسکے اور روایت کیا اپنی سند سے اور اسکے راوی ثقہ ہیں امام مالک کے طریق سے اونہوں نے ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عائشہ سے وہ کہتی تہیں جب تم میں سے کوئی عورت سے صحبت کرے پہر سونیکا ارادہ کرے تو نہ سووے جب تک وضو نہ کر لیوے نماز کے وضو کیطرح اور محمد بن سعید سے اونہوں نے ہشام سے مانند اسکے اوسمین زیادہ ہے کہ وہ نہیں جانتا شاید سوتے میں مرجاوے پہر کہا کہ محال ہے کہ حضرت عائشہ حدیث کی خلاف فتوے دیتیں اور ثابت ہوا کہ ابو اسحٰق کی روایت اسود سے فاسد ہے اور ابراہیم کی روایت اسود سے صحیح ہے اور متابعت کی ابراہیم کی بہتوں نے اور احتمال ہے کہ پانی نہ چہونے سے ابو اسحٰق کی مراد غسل نہ کرنا ہو اور ایسا ہی روایت کیا ابو حنیفہ نے پہر نکالا اپنی سند سے ابو حنیفہ اور موسےٰ بن عقبہ سے اونہوں نے ابو اسحٰق سے اونہوں نے ابو الاسود سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلعم جماع کرتے پہر دوبارہ کرتے اور وضو کر لیتے اور سو رہتے اور غسل نہ کرتے اور روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں ابو حنیفہ سے اونہوں نے ابو اسحٰق سے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ رض سے اور نکالا ابن عمر سے عمر کی حدیث کو جو اوپر گذری اور عمار بن یاسر کی حدیث کو وہ بہی گذری اور نکالا ابو سعید سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے جماع کیا اپنی بی بی سے اور میں سونا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا وضو کرے اور سو رہ امام طحاوی نے کہا تو حدیثیں متواتر ہیں حضرت صلعم سے جنابت کے بعد وضو کرنے میں جب سونیکا ارادہ کرے پہر نکالا زید بن ثابت سے اونہوں نے کہا جنب وضو کرے سونے سے پہلے تو وہ سویا پاک ہوکر تو زید نے وضو کو غسل کی مثل قرار دیا تو اب میں پہر روایت کیا حکم سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کر لیتے اور کہا کہ ابو سعید سے بہی ایسا ہی مروی ہوا بعضوں نے کہا کہ جنب کو کہانا نہ چاہیے جب تک وضو نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہانے میں کچہ قباحت نہیں گو وضو نہ کرے اور انکی دلیل اپنی سند سے نکالی عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا قصد کرتے جنب ہوکر تو اپنے پہونچوں کو دہو لیتے پہر کہا کہ حضرت عائشہ رض سے یہ بہی مروی ہے اور نماز کا سا وضو کرنا بہی منقول ہے تو ہمارے نزدیک کہانے کے لئے وضو کی حدیث منسوخ ہے اور ہاتہ دہونا کافی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلعم پاخانے سے نکلے ہیں لوگوں نے کہا آپ وضو نہیں کرتے

آپ نے فرمایا مین نماز پڑہنا چاہتا ہون کہ وضو کرتا ہون اس سے بہی جنب کے لیے وضو کرنا نکلتا ہے پہر نکالا ابن خزیمہ کو طرق
سے ابن عمر سے اونہون نے کہا جب آدمی کو جنابت ہو اور کہانا یا پینا یا سونا چاہے تو اپنے دونو ہاتہ پہونچے تک دہووے اور کلی کرے
اور ناک مین پانی ڈالے اور منہ اور ہاتہ دہووے اور شرمگاہ دہووے اور پانوٗ نہ دہووے تو یہ پورا وضو نہین ہے اور حضرت
سے پورا وضو منقول ہے تو ضرور ابن عمر کو اسکا نسخ پہونچا ہوگا تمام ہوا کلام طحاوی کا مترجم کہتا ہے شاید حافظ
ابن حجر نے ابن عمر کی اس روایت پر غور نہین کیا کیونکہ یہ اونکا قول ہے اور اونہون نے تاویل کی اونکے فعل کی کہ وہ عذر
سے ہوگا اور یہان یہ تاویل چل نہین سکتی اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر ابن عمر رض
نے ایسا کہا بہی ہو تو صرف اونکی رائے سے احادیث صحیحہ کا نسخ نہین ہوسکتا جنکو متعدد صحابہ نے روایت کیا اور جنبی سوتے وقت
نماز کا سا وضو ثابت ہے پس حق یہی ہے کہ اگر جنب غسل سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو شرمگاہ دہو ڈالے اور
پورا وضو کرلیوے اور کہانے یا پینے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کرنا افضل ہے اور صرف ہاتہ دہو ڈالنا بہی کافی ہے اسی
طرح اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو بہی وضو کرلینا بہتر ہے جیسے ابو سعید نے روایت کیا اور ہر جماع کے بعد غسل کرنا
افضل ہے جیسے ابو رافع نے روایت کیا اور کئی جماعون کے بعد ایک غسل بہی کافی ہے جیسے انس نے روایت کیا
مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جنب کو بغیر غسل کے رہنے کی ممانعت مین ایک حضرت علی کی حدیث نقل کی
اور اس باب مین دو حدیثین بہی ہین ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تین شخصون سے
فرشتے نزدیک نہین ہوتے کافر کے مردے سے اور جو شخص خوشبو ستہرے اور جنب سے مگر جب وضو کرلیوے منذری نے
کہا یہ مرسل ہے حسن بن ابی الحسن نے عمار سے نہین سنا اور نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور اور دو نے عطا خراسانی سے اونہون
نے یحیی بن یعمر سے اونہون نے عمار سے کہ مین اپنی بی بی پاس رات کو آیا اور میرے ہاتہ پہٹ گئے تہے اونہون
نے زعفران لتہیڑ دی صبح کو مین حضرت صلعم کے پاس گیا مینے آپکو سلام کیا آپنے سلام کا جواب نہ دیا نہ مرحبا کہا اور
فرمایا جا یہ خوشبو دہو کر آ مین گیا اور دہو یا پہر آیا اور سلام کیا آپنے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ فرشتے حاضر
نہین ہوتے کافر کے جنازے پر بہتری کے ساتہ اور نہ اوس شخص پر جو زعفران لتہیڑے ہو اور نہ جنب پر اور رخصت دی آپنے
جنب کو جب سووے یا کہاوے یا پیوے وضو کرلینے کی منذری نے کہا مراد وہ فرشتے ہین جو رحمت اور برکت لیکر اترتے ہین نہ
محافظین فرشتے وہ تو جدا نہین ہوتے کسی حال مین پہر کہا گیا کہ یہ اوس شخص کے باب مین ہے جو بغیر عذر کے غسل مین
تاخیر کرے یا عذر سے لیکن وضو پر قدرت ہو تو وضو نہ کرے اور بعضون نے کہا مراد وہ ہے جو غسل مین سستی سے دیر لگا دے اور اسکی
عادت کرلیوے اور بزار نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کیا اونہون نے کہا تین شخصون کے فرشتے نزدیک نہین ہو

جب درست اور خوشبو لتھیڑنے والے **باب** اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ جب عورت اور مرد کے ختنے ملجاویں
(یعنے دخول ہوجاوے) **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ
هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا
جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُوسَى
حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے پھر زور لگاوے اوسپر (یعنے جماع کرے اوس
سے) تو غسل واجب ہوگیا **ف** گو انزال نہو ابن منذر کی روایت میں ہے ابوہریرہ سے جب مرد اپنی عورت کو دبالیوے
اوسکے چاروں کونوں میں بیٹھ جاوے اخیر تک چاروں کونوں سے مراد یہاں اسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ہیں اور بعضوں
نے کہا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں رانیں اور دو کنارے شرمگاہ کے اور بعضوں
نے کہا دونوں رانیں اور دونوں سرین اور بعضوں نے کہا شرمگاہ کے چاروں کونے اور قاضی عیاض نے اخیر معنے کو ترجیح دی
ہے اور ابن دقیق العید نے پہلا معنے اختیار کیا ہے اور یہ کنایہ ہے جماع اور دخول سے ابوداؤد کی روایت میں ہے اور ملاوے
ختنہ کو ختنہ سے اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہوگیا اور یہ مطابق ہے ترجمہ باب
کے تو گویا مصنف نے اشارہ کیا اس روایت کیطرف اور اسی لفظ سے روایت کیا اسکو امام شافعی نے سعید بن المسیب سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے اسکی اسناد میں علی بن زید ضعیف ہے اور ابن ماجہ نے قاسم بن محمد سے اونہوں نے عائشہ سے
اور اوسکے راوی ثقہ ہیں کہ فرمایا حضرتؐ نے جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہوگیا اور میں نے اور حضرتؐ نے ایسا
کیا پھر ہمنے غسل کیا اور نکالا اسکو نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن القطان نے اور علت نکالی اسمیں امام بخاری
نے کہ اوزاعی نے غلطی کی اسمیں اوروں نے اسکو عبدالرحمان بن قاسم سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور ابن ابی
شیبہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا مرفوعاً کہ جب دونوں ختنے ملجاویں اور حشفہ چھپ جاوے تو غسل واجب
ہوگیا اور مسلم نے نکالا ابوموسی اشعری سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے اوسمیں یہ ہے کہ ختنہ ختنہ سے چھو جاوے اور ترمذی
کی روایت میں ہے اِذَا جَاوَزَ یعنے گذر جاوے ختنہ ختنہ سے اور چھو جانے سے مراد دخول ہے نہ ظاہری معنے کیونکہ بغیر
دخول کے صرف چھو جانے سے بالاجماع غسل واجب نہیں ہے مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہو اور ابن ابی خیثمہ نے
تاریخ میں قتادہ کے طریق سے نکالا اوسکے آخر میں یہ ہے انزال ہو یا نہو اور ایسا ہی روایت کیا دارقطنی نے اور
صحیح کہا علی بن سہل سے اونہوں نے عفان سے اونہوں نے ہمام اور ابان سے اونہوں نے قتادہ سے اور ایسا ہی ذکر کیا ابوداؤد

طیالسی نے حماد بن سلمہ سے اونہوں نے قتادہ سے اور روایت کیا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی صحبت کرے اپنی بی بی سے پھر بغیر انزال کے نکال لیوے اوس وقت حضرت عائشہ بیٹھی
ہوئی تہیں آپنے فرمایا میں اور یہ ایسا کرتے ہیں پھر ہم غسل کرتے ہیں اور روایت کیا امام احمد نے رافع بن خدیج سے کہا
پکارا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں اپنی عورت کے پیٹ پر تہا تو میں اوٹھا مجھے انزال نہیں ہوا میں نے غسل
کیا اور نکلا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تیرے اوپر کچھ نہیں تہا پانی پانی سے ہی یعنے غسل انزال سے لازم آتا ہے
رافع نے کہا پھر حضرت نے ہمکو حکم دیا اسکے بعد غسل کرنیکا اس حدیث کو حازمی نے حسن کہا حالانکہ اسکی سند میں رشدین
ضعیف ہی اور ایک مجہول بھی ہی تو یہ حدیث ضعیف ہی زیلعی نے کہا رشدین بن سعد کو اکثر لوگوں نے ضعیف کہا ہے اور مجہول
رافع کی بعض اولاد ہے اور حدیث میں ایک ضعیف اور ایک مجہول ہو تو وہ حسن کیونکر ہو سکتی ہے شیخ تقی الدین نے کہا میں نے حافظ
سلفی کے سماع میں رافع کی بعض اولاد کا نام معلوم کیا پھر شیخ نے اپنی سند بیان کی رشدین بن سعد تک اونہوں نے موسی
بن ایوب سے اونہوں نے سہل بن رافع بن خدیج سے اونہوں نے رافع بن خدیج سے اور روایت کیا امام ابو محمد عبد اللہ بن وہب نے
اپنے سند میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے آپ نے فرمایا جب
دونوں ختنے مل جاویں اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہوا انزال ہو یا نہ ہو اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے احکام
میں اور کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا شاید اونہوں نے اشارہ کیا حارث بن نبہان کیطرف اسکی اسناد
میں وہ ضعیف ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابو حنیفہ سے اونہوں نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے باپ سے انہوں نے دادا سے
کہ ایک پوچھنے والے نے حضرت صلعم سے پوچھا کیا نہیں واجب کرتا پانی کو مگر پانی آپ نے فرمایا جب دونوں ختنے ملجاویں
اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا انزال ہو یا نہ ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یونس سے
اونہوں نے زہری سے اونہوں نے سہل بن سعد سے اونہوں نے ابی بن کعب سے اونہوں نے کہا پانی پانی سے ہی یہ رخصت
اسلام کے شروع میں تھی پھر اس سے ممانعت ہوئی دوسری روایت میں ابو داؤد اور امام احمد اور ابن حبان کی یہ ہے
کہ ابی بن کعب نے کہا یہ فتوے جسکو لوگ کہتے تھے پانی پانی سے ہی ایک رخصت تہا جو حضرت صلعم نے دی تھی اسلام کے
شروع میں پھر حکم ہوا ہمکو غسل کرنیکا اوسکے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے شیخ تقی الدین نے امام
میں کہا کہ اس حدیث میں یہ علت نکالی گئی ہے کہ وہ منقطع ہے زہری نے سہل سے نہیں سنا دلالت کرتی ہی اسپر ابن
ماجہ کی روایت کہ زہری نے کہا سہل بن سعد ساعدی نے کہا اور یہ نہیں ہے کہ میں نے سہل سے سنا اور ابو داؤد کی سند میں
یہ ہی کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجھسے اوس نے جسکو میں پسند کرتا ہوں کہ سہل بن سعد نے اس سے کہا اور اس سے یہ نکلتا ہے

کہ زہری نے اس حدیث کو سہل سے نہین سنا اور یقین کیا اسکا موسی بن ہارون اور دارقطنی اور بیہقی نے بیہقی نے کہا اسحاق
کو زہری نے سہل سے نہین سنا بلکہ اوسکے بعض اصحاب سے سنا اونہون نے سہل سے ابن خزیمہ نے کہا یہ شخص جسکا نام عمرو
بن حارث ہی (جو راوی ہی ابن شہاب سے) نہین لیا گمان غالب ہے کہ ابو حازم ہو کیونکہ مبشر بن اسمعیل نے اس حدیث کو روایت
کیا محمد بن مطرف سے اوس نے ابو حازم سے اوسنے سہل بن سعد سے اوسنے ابی بن کعب سے شیخ نے کہا اور ایسا ہی اوسکو نکالا ابو
داؤد اور ابن حبان نے اور اوسکی عبارت یہ ہے اِنَّ الْفُتْیَا الَّتِیْ کَانُوْا یُفْتُوْنَ اَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ کَانَتْ رُخْصَۃً رَخَّصَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَ بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدُ اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابو داؤد کے طریق سے اور کہا کہ روایت
کیا ہمنے اوسکو دوسرے صحیح اور موصول اسناد سے پھر بیان کیا اسی اسناد کو ابن ابی حاتم نے کہا مینے اپنے باپ سے ان حدیثون
کو پوچھا کہ پانی پانی سے ہی اور انہون نے کہا یہ سب حدیثین منسوخ ہین سہل بن سعد کی حدیث سے اور انہون نے ابی بن کعب سے شیخ
نے کہا ایک روایت مین ابو موسی کے محمد بن جعفر سے اوسنے معمر سے اوس نے زہری سے یہ ہی کہ اونہون نے کہا خبر دی مجھکو
سہل بن سعد نے اور یہ مخالف ہے عمرو بن حارث کی روایت کے تو غور کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابن خزیمہ نے بھی زہری
سے روایت کیا اور اسمین یہ ہے کہ خبر دی مجھکو سہل نے حافظ نے کہا اس سے وہ قول رد ہو جاتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث
سہل سے نہین سنی مگر ابن خزیمہ نے کہا مین ڈرتا ہون کہین یہ لفظ محمد بن جعفر کی غلطی نہ ہو حافظ نے کہا بصرہ والون
کی حدیثین معمر سے اون مین وہم ہوتا ہے لیکن ابن شاہین کی کتاب مین یہ حدیث معلی بن منصور سے مروی ہی اوسنے
ابن مبارک سے اونسے یونس سے اوسنے زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سہل نے اور ایسا ہی نکالا
اسکو بقی بن مخلد نے اپنی مسند مین ابو کریب سے اوسنے ابن مبارک سے اور ابن حبان نے کہا احتمال ہے کہ زہری نے
پہلے اس حدیث کو ایک شخص کے واسطے سے سہل سے سنا ہو پھر سہل سے خود ملکر بلا واسطہ سنا ہو یا پہلے سہل سے سنا ہو
پھر مضبوطی کیلیے ابو حازم سے سنا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے شعبہ کے طریق سے اونہون نے سیف بن
وہب سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے اونہون نے عمیر بن یثربی سے اونہون نے ابی بن کعب سے مانند
اوسکے جو گذرا اور روایت کیا امام طحاوی نے اس حدیث کو ابن مبارک کے طریق سے اونہون نے یونس سے انہون
نے زہری سے اونہون نے سہل بن سعد سے اونہون نے ابی بن کعب سے اسکی اسناد مین خرابی ہی پھر نکالا اسکو عمرو
بن حارث کے طریق سے کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجھسے اوسنے جسکو مین پسند کرتا ہون اوس نے سنا
سہل بن سعد ساعدی سے اور پھر نکالا لیث کے طریق سے اوسنے عقیل سے اوسنے ابن شہاب سے اونہون نے کہا سہل نے کہا
اخیر تک آوے امام مسلم نے اپنی کتاب مین ابو ہریرہ کی حدیث بیان کرنیسے پہلے ابو العلا بن الشخیر سے نکالا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسری کو منسوخ کرتی ہیں جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری کو منسوخ کرتی ہے اور امام مسلم نے روایت
کیا ابو موسیٰ سے کہ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا انصار نے کہا غسل واجب نہیں ہوتا مگر منی
کو د کر نکلنے سے یا منی نکلنے سے اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے لگ جاوے تو غسل واجب ہو گیا ابو موسیٰ نے کہا میں تمہاری تشفی کرتا
ہوں اس کے بعد میں کھڑا ہوا اور میں نے اجازت مانگی حضرت عائشہ سے انہوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں میں تم سے
ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھ کو شرم آتی ہے تم سے انہوں نے کہا شرم مت کر اگر تو مجھ سے وہ بات پوچھ جو اپنی سگی
ماں سے جس نے تجھ کو جنا ہے پوچھ سکتا ہے کیونکہ میں تیری ماں ہوں میں نے کہا غسل کا ہے سے واجب ہوتا ہے انہوں نے کہا تو
اس سے پوچھا جو اس بات کو خوب جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اوسکے چاروں کونوں میں بیٹھے
اور ختنہ ختنے سے چھو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا حسین بن عمران سے انہوں نے زہری سے
انہوں نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا اوس شخص کو جو جماع کرے لیکن انزال نہ ہو انہوں نے کہا لوگوں پر لازم ہے کہ
حضرت کے اخیر اخیر قول کو لیویں مجھ سے حدیث بیان کی حضرت عائشہؓ نے کہ حضرتؐ ایسا کرتے تھے اور غسل
نہیں کرتے تھے مکہ کی فتح سے پہلے پھر اوسکے بعد غسل کرنے لگے اور حکم کیا لوگوں کو غسل کا اور نکالا اس حدیث کو حازمی نے
اپنی کتاب میں ابن حبان کے طریق سے اور کہا اسکو صحیح کہا ابن حبان نے لیکن حسین بن عمران زہری سے منکر حدیثیں
بہت روایت کرتا ہے اور ضعیف کیا اوسکو بہت محدثین نے زیلعی نے کہا تو یہ حدیث ضعیف ہے اس لفظ سے مگر تائید
کے لیے اچھی ہے اور شیخ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو عقیلی کی کتاب الضعفاء میں پایا انہوں نے اس حدیث کو نکالا ہے
اوس میں علت کی حسین بن عمران سے اور کہا نہیں متابعت کیجاتی اوسکی حدیث پر اور یہ حدیث اس لفظ سے حضرت عائشہؓ
سے معلوم نہیں ہوتی مگر حسین کے طریق سے اور عقیلی نے آدم بن موسیٰ سے نقل کیا انہوں نے کہا میں نے بخاری سے
سنا وہ کہتے تھے حسین بن عمران جہنی نہیں متابعت کیا جاتا اپنی حدیث پر اور ایسا ہی ذکر کیا ابو العرب قروی نے
ابو بشر سے اور میں نے اس سے زیادہ حسین بن عمران کے بارے میں نہیں سنا اور یہ ہلکا ہے حازمی کے قول سے کہ ضعیف کیا
اوسکو بہت محدثین نے بلکہ اگر کہا جاوے کہ حسین کے ضعف کا یقین نہیں تو بعید نہ ہو گا اور روایت کیا مالک نے یحییٰ
بن سعید سے انہوں نے عبد اللہ بن کعب سے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے کہ محمود بن لبید انصاری نے زید بن ثابت سے
پوچھا اوس شخص کو جو اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر انزال سے پہلے نکال لیوے اور انزال نہ کرے زید نے کہا وہ غسل
کرے محمود نے ان سے کہا ابی بن کعب تو اس میں غسل نہیں سمجھتے تھے زید نے کہا ابی بن کعب اس سے پھر گئے مرنے سے
پہلے شافعی نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ ابی نے اپنا مذہب کبھی چھوڑا ہو بغیر اسکے کہ انکو حضرتؐ سے اسکا منسوخ ہونا ثابت ہوا

ہو اور بیہقی نے کہا ابی بن کعب رض کا یہ کہنا کہ پانی سے پانی ہے پھر اس قول سے پھر جانا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اونکو
ثابت ہوگیا کہ حضرت صلعم نے اسکے بعد وہ فرمایا جس سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کا امام مالک اور طحاوی نے نکالا سعید بن
المسیب سے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان اور ام المومنین حضرت عائشہ رض کہتے تہی جب ختنہ ختنہ سے چھو جاوے تو غسل
واجب ہوا اور روایت کیا طحاوی نے حبیب بن شہاب سے اونہون نے اپنے باپ سے سنا ابوہریرہ رض سے پوچھا غسل کس سے
واجب ہوتا ہی اونہون نے کہا جب حشفہ غائب ہو جاوے اور سعید بن المسیب سے کہ انصار کے آدمی فتوے دیتے تہی کہ مرد جب
جماع کرے عورت سے اور انزال نہ ہو تو اسپر غسل نہین ہے اور مہاجرین اونکی پیروی نہین کرتے تہے اس فتوی مین اور سعید
بن رفاعہ انصاری سے ہم ایک مجلس مین تہے جسمین زید بن ثابت بہی تہے تو ہم نے ذکر کیا انزال سے غسل کا زید نے کہا
تم مین سے ایک پر کچہہ قباحت نہین جب وہ جماع کرے پہر اسکو انزال نہ ہو تو اپنی شرمگاہ دہولیوے اور نماز کا سا وضو
کرلیوے پہر مجلس والون مین سے ایک شخص کہڑا ہوا اور حضرت عمر رض پاس آیا اونکو خبر کی حضرت عمر نے اوس سے کہا تو خود جا
اور زید کو میرے پاس لیکر آ تا کہ تو گواہ ہو پہر وہ گیا اور زید کو لیکر آیا اوسوقت حضرت عمر کے پاس کئی صحابی تہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ان مین سے حضرت علی اور معاذ بن جبل بہی تہے حضرت عمر نے زید سے کہا تم دشمن ہو اپنی جان کے
لوگونکو فتوے دیتے ہو یہ بات کا زید نے کہا قسم خدا کی مین نے یہ فتوے خود نہین نکالا بلکہ مینے اسکو سنا اپنے چچاؤن
رفاعہ بن رافع اور ابو ایوب انصاری رض سے حضرت عمر نے ان صحابہ سے پوچھا جو اونکے پاس بیٹہے تہے تم کیا کہتے ہو اونہون
نے اختلاف کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اے اللہ کے بندو اب مین تمہارے بعد کس سے پوچہون تم تو بدر والے بہتر ہو حضرت علی رض
نے اونسے فرمایا تم بہیجو کسیکو حضرت صلعم کی بی بیون کے پاس اگر یہ بات ہوئی ہوگی تو تمکو معلوم ہو جاوے گا اونہون نے
ام المومنین حفصہ رض پاس بہیجا اور انسے پوچہا اونہون نے کہا مین نہین پہچانتی اس مسئلہ کو پہر حضرت عائشہ رض پاس بہیجا اونہون
نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے (یعنے دخول ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا حضرت عمر رض نے کہا اوسوقت اب مین اگر دیکہون
گا کوئی ایسا کرے (یعنے دخول) اور غسل نہ کرے تو مین اسکو سزا دونگا اور رفاعہ سے مین حضرت عمر رض کے پاس بیٹہا تہا
اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین یہ زید بن ثابت ہین جو لوگون کو غسل جنابت مین اپنی رای سے
فتوی دیتے ہین حضرت عمر نے کہا اونکو جلدی میرے پاس لاؤ پہر زید آئے تب حضرت عمر نے کہا مجہے خبر پہونچی کہ تم غسل
جنابت مین اپنی رای سے فتوے دیتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین زید نے کہا قسم خدا کی اے امیر المومنین
مینے اپنی رای سے فتوی نہین دیا لیکن مینے اپنے چچاؤن سے سنا کچہ سنا تو کہا اونہون نے کہا کون سے چچاؤن سے زید نے کہا ابی بن کعب اور ابو ایوب
اور رفاعہ بن رافع سے تب حضرت عمر نے میری طرف دیکہا اور کہا یہ جوان کیا کہتا ہے مینے کہا ہم ایسا کرتے تہے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھر غسل نہیں کرتے تھے حضرت عمر رضنے کہا کیا تم نے حضرت ﷺ سے پوچھا تھا اسکو میں نے کہا نہیں
حضرت عمر نے کہا لوگوں کو بلا دو میرے پاس پھر سب لوگوں نے اتفاق کیا اسپر کہ پانی (غسل) نہیں ہوتا مگر پانی (انزال) سے
سو حضرت علی اور معاذ بن جبل رضکے ان دونوں نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا پھر حضرت علی نے کہا اے
امیر المومنین میں نہیں جانتا کہ اس باب میں جو حضرت ﷺ کرتے تھے اسکو کوئی زیادہ جانتا ہو حضرت ﷺ کی بی بیوں سے تب حضرت عمر رض
نے حفصہ رض کے پاس بھیجا اونہوں نے کہا مجھکو اسکا علم نہیں پھر حضرت عائشہ پاس بھیجا اونہوں نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز
کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا یہ سنکر حضرت عمر غصے ہوئے اور فرمایا اب اگر مجھکو خبر ہوگی کہ کسی نے ایسا کیا اور غسل نہیں کرتا
تو میں اسکو سخت عذاب دونگا اور عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے اونہوں نے کہا حضرت ﷺ کے اصحاب نے حضرت عمر رض کے سامنے
جنابت کے غسل کا ذکر کیا تو بعضوں نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور بعضوں نے کہا پانی پانی
سے ہے حضرت عمر نے کہا تم نے اختلاف کیا مجھپر اور تم بدر والے بہتر ہو (سب سے) تو پھر تمہارے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا حضرت
علی مرتضی رضنے فرمایا اے امیر المومنین اگر تم چاہتے ہو اسکو جاننا تو حضرت ﷺ کی بی بیوں پاس کسیکو بھیجو ان سے پوچھو حضرت عمر رض
نے حضرت عائشہ پاس بھیجا اونہوں نے کہا جب ختنہ تجاوز کر جاوے ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اُسوقت حضرت
عمر رضنے کہا اب میں کسیکو نہ سنونگا یہ کہتے ہوئے کہ پانی پانی سے ہے مگر اوسکو سزا دونگا اور امام محمد بن علی باقر سے اونہوں نے
کہا جمع ہوئے مہاجرین اسپر کہ جس امر سے زنا کی حد لازم ہو جاتی ہے کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا اوس سے غسل بھی واجب ہو جاتا
ہے ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن مسعود سے اونہوں نے کہا اوس شخص میں جو جماع کرے پھر اسکو انزال نہ
ہو جب تو ایسا کرے تو غسل کرے اور ابن عمر سے کہ جب ختنہ ختنہ سے ملجاوے تو غسل واجب ہو گیا اور عبید اللہ بن الاسود سے میرے
باپ مجھکو حضرت عائشہ رض کے پاس بھیجا کرتے احتلام سے پہلے جب مجھے احتلام ہونے لگا تو میں آیا اور میں نے آواز دی غسل کاہے
سے واجب ہوتا ہے اونہوں نے کہا جب ختنے ملجاویں اور ابو سلمہ سے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا غسل کاہے سے واجب ہوتا ہے انہوں
نے کہا جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اور عائشہ رض سے اونہوں نے کہا جب دو نو ختنے ملجاویں تو
غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن مسعود سے جب ایک ختنہ دوسرے ختنے کے پیچھے ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور حضرت
علی سے ایسا ہی اور حضرت عمر سے وہ خطبہ پڑھتے تھے اونہوں نے کہا انصار کی عورتیں یہ فتوے دیتی ہیں کہ آدمی جب جماع
کرے اوسکو انزال نہ ہو تو عورت پر غسل ہے اور مرد پر نہیں اور ایسا نہیں ہے جیسا اونہوں نے فتوے دیا اور جب ختنہ ختنے
سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا امام مالک نے موطا میں ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے کہ اونہوں نے
حضرت عائشہ سے پوچھا کاہے سے غسل واجب ہوتا ہے اونہوں نے کہا کیا تو جانتا ہے اے ابو سلمہ تیری مثال کیا ہے مرغ

کے چوزے کی مثال ہے وہ مرغ کو آواز کرتے سنتا ہے تو اوسکے ساتھ آواز کرنے لگتا ہے جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے
تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے اور عبد الرزاق نے ابو بکر صدیق رض سے ایسا ہی اور
ابن عبد البر نے نعمان بن بشیر اور سہل بن سعد اور اکثر صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی نقل کیا ہے **ت** متابعت کی ہشام
کی اس حدیث کی روایت کرنے میں عمرو بن مرزوق نے وصل کیا اسکو عثمان بن احمد سماک نے اپنے فوائد میں) شعبہ
سے مثل اوسکے اور موسیٰ ابن اسمعیل (امام بخاری کی شیخ ہے) نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابان نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حسن بصری رح نے مثل اوسکی **ف** اس سند کے لانے سے مؤلف
کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہہ نہ ہو کیونکہ اوسمین تصریح ہے حسن سے سننے کی

باب غسل مَا يُصِيبُ مِنْ رُطُوبَةِ فَرْجِ الْمَرْأَةِ عورت کی فرج کی رطوبت جو لگ جاوے اسکو دہونا **ف** اس باب میں
مؤلف نے اگلے باب کے خلاف حدیثین بیان کین جنسے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی جماع کرے اور انزال ہو تو صرف رطوبت
وغیرہ کو جو ذکر مین لگجاتی ہے دہو ڈالے اور وضو کر لیوے غسل کرنا ضرور نہین ہے **حدثنا** ابو معمر قال
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ
زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ
فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ
ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذٰلِكَ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** زید
بن خالد جہنی رض سے روایت ہے اونہوں نے پوچھا حضرت عثمان رض سے تو کہا تم کیا کہتے ہو جب جماع کرے مرد اپنی
عورت سے پھر منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وضو کر لیوے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور دہو ڈالے اپنے ذکر کو حضرت عثمان
نے کہا یہ مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے زید بن خالد نے کہا پھر مینے یہ مسئلہ حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن
عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اونہوں نے ایسا ہی حکم دیا **ف** یعنے جیسے حضرت عثمان رض
نے کہا تہا لیکن حضرت عثمان نے فتوے بہی دیا اور حضرت ص سے حدیث بہی نقل کی اور انہوں نے صرف فتوی دیا یہ کرمانی
نے کہا حافظ صاحب نے کہا یہ کہان سے معلوم ہوا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ انہون نے بہی حضرت ص سے حدیث نقل کی اور اسمعیلی نے ایک روایت
مین اسکی تصریح کی کہ پہر انہون نے ایسا ہی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ نہین کہا یہ مگر یحیی حمانی نے اور وہ

امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے ت یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور خبر دی مجھکو ابوسلمہ نے کہ عروہ بن الزبیر نے خبر دی انکو کہ ابو ایوب انصاری رض نے خبر دی انکو اونہوں نے ایسا ہی سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف دارقطنی نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابو ایوب نے اسکو حضرت صلعم سے نہیں سنا بلکہ ابی بن کعب سے جیسے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کیا حافظ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ ابو ایوب نے حضرت صلعم سے بلا واسطہ بھی سنا اور ابی بن کعب کے واسطے سے بھی اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابی بن کعب سے جو اونہوں نے روایت کی اسمین ایک قصہ ہے جو حضرت صلعم کی روایت مین نہین اور ابوسلمہ قدر اور سن اور علم مین ہشام سے زیادہ ہین اور انکی روایت عروہ سے برابر والون سے روایت ہے کیونکہ دونو تابعی اور فقیہ ایک طبقہ کے جیسے ابو ایوب کی ابی بن کعب سے کیونکہ وہ دونو صحابی ہین فقیہ ہین ایک طبقے کے اور یہ حدیث ابو ایوب کی انہوں نے حضرت صلعم سے دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہے نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اسمین یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے پانی پانی سے ہے اور اثرم نے امام احمد سے نقل کیا کہ زید بن خالد کی حدیث جو اس باب مین بخاری لائے معلول ہے کیونکہ ان پانچون شخصون سے (عثمان اور علی اور زبیر اور طلحہ اور ابی) اسکے خلاف فتوے دینا ثابت ہوا ہے اور یعقوب بن ابی شیبہ نے علی بن المدینی سے نقل کیا کہ یہ حدیث شاذ ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث ثابت ہے اسکی سند متصل ہے اوسکے راوی ثقہ حافظ ہین اور ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے اونہوں نے عطا بن یسار سے ایسا ہی روایت کیا ہے جیسے ابوسلمہ نے عطا سے روایت کیا نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے تو ابوسلمہ متفرد نہین ہے اس روایت مین اور ان صحابہ کا فتوے دینا خلاف مین حدیث کی صحت مین خلل نہین ڈالتا کیونکہ احتمال ہے کہ ان کو اسکا ناسخ ملگیا ہو اور اونہون نے بعد مین اسپر فتوے دیا ہو اور کتنی حدیثین منسوخ ہین لیکن صحیح ہین اور جمہور کا یہی قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ابوہریرہ اور عائشہ کی حدیثون سے جو اوپر گذرین اور نسخ کی دلیل ابی بن کعب کی حدیث ہے کہ یہ فتوے شروع اسلام کی رخصت تھی اخیر تک جیسے اوپر گذرا صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور اسمعیلی نے کہا وہ صحیح ہے امام بخاری کی شرط پر ہے گویا انکو اسکی علت کی خبر نہ ہوئی حالانکہ علت اسمین یہ ہے کہ اختلاف کیا علما نے زہری کی سماع مین سہل سے البتہ ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اوسکو نکالا ابوحازم سے اونہون نے سہل سے اور اس اسناد مین ایک علت ہے جسکو بیان کیا ابن ابی حاتم نے غرض یہ اسناد صالح ہے اور حجت لینے کے لائق ہے اور اسمین تصریح ہے نسخ کی اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ اونہون نے الماء من الماء کی حدیث کو محمول کیا ایک خاص حالت یعنے خواب مین احتلام کی حالت پر اور یہ تاویل ایسی ہے کہ دونو طرف کی حدیثون مین اس سے جمع ہو جاتا ہے اور تعارض نہین رہتا اور امام شافعی نے کہا کہ جنابت عرب مین جماع کو کہتے ہین اگرچہ اسمین انزال نہ ہو اسیطرح زنا ثابت ہو جاتی ہے جماع سے گو انزال نہ ہو اور ابن عربی نے کہا کہ غسل کا دخول سے واجب ہونا نظیر ہے وضو واجب ہونے کی مس فرج سے

رفتہ معہ زیادہ) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اَیُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ اَنَّهٗ قَالَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَلَمْ یُنْزِلْ قَالَ یَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْاَةَ مِنْهُ ثُمَّ یَتَوَضَّاُ وَ
یُصَلِّیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْغُسْلُ اَحْوَطُ وَذَاکَ الْاٰخِرُ اِنَّمَا بَیَّنَّا لِاخْتِلَافِهِمْ **ترجمہ** ابی بن کعب
نے کہا یارسول اللہ جب مرد عورت سے جماع کرے پہر انزال نہو آپنے فرمایا مرد اُس عضو کو دہوڈالے جو عورت سے چہوا ہے پہر
وضو کرے اور نماز پڑہے ابو عبد اللہ یعنے امام بخاری نے کہا غسل کرنے مین زیادہ احتیاط ہے اور یہ اخیر ہمنے اسلیے
بیان کیا کہ صحابہ کا اختلاف ہے اس باب مین **ف** تو ہم ان دونو حدیثون کو اسلیے لائے کہ اس دوسرے قول کا بہی ثبوت
احادیث سے ہو یعنے غسل اس صورت مین لازم نہونیکا اور صرف وضو کافی ہونیکا اور ابن عربی نے امام بخاری کے کلام کو
مشکل کہا ہے اور کہا کہ غسل کا واجب ہونا اسپر اتفاق کیا صحابہ و من بعدہم نے اور نہین خلاف کیا اسمین مگر داؤد نے اور
اونکے خلاف کا اعتبار نہین لیکن امام بخاری کا خلاف بہت سخت ہے اور اونکا مذہب ہے کہ اس صورت مین غسل کرنا مستحب
ہے اور امام بخاری دین کی بڑے اماموں مین سے ہین اور مسلمانونکے بڑے عالمونمین سے ہین پہر ابن عربی نے اس باب کی حدیث کو ضعیف کیا اسوجہ سے جو قبول کے
لائق نہین اور اوپر ہم نے اسکا جواب دیا پہر ابن عربی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کی یہ غرض ہو کہ غسل مین زیادہ احتیاط
ہے دین مین اور یہ باب مشہور ہے اصول مین اور یہی مناسب ہے امام بخاری کی امامت اور علم کے مین کہتا ہون ظاہر یہی
ہے امام بخاری کی تحریر سے کیونکہ اونہونے باب کا ترجمہ یہ قائم نہین کیا کہ غسل کے ترک کا جواز اور ابن عربی نے جو کہا کہ
صحابہ نے غسل کے واجب ہونے پر اتفاق کیا یہ غلط ہے ایک جماعت صحابہ سے غسل لازم نہ ہونا بہی ثابت ہے اور ابن القصار
نے کہا کہ تابعین کے زمانے مین اتفاق ہوگیا یہ بہی غلط ہے کیونکہ خطابی نے کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین جیسے اعمش
غسل لازم نہ ہونے کے قائل ہین اور متابعت کی انکی قاضی عیاض نے اور کہا کہ بعد صحابہ کے سوا اعمش کے اسکا کوئی قائل نہین
ہوا اور یہ بہی غلط ہے کیونکہ ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے باسناد صحیح سنن ابوداؤد مین ایسا ہی ثابت ہے اور ہشام بن عروہ سے
عبد الرزاق نے باسناد صحیح روایت کیا اور عبد الرزاق نے نکالا ابن جریج سے اونہونے عطا سے انہون نے کہا میرا
نفس خوش نہین ہوتا جب مجہے انزال نہو (اور جماع کرون) یہانتک کہ غسل کرلون کیونکہ لوگون نے اسمین اختلاف کیا
اور شافعی نے اختلاف الحدیث مین کہا کہ الماء من الماء کی حدیث ثابت ہے لیکن وہ منسوخ ہے پہر کہا کہ خلاف کیا ہمارا
بعض حجاز والون نے اور کہا کہ غسل واجب نہین ہے جب تک انزال نہو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف
دونون مین مشہور تہا البتہ جمہور کا یہ قول ہے کہ غسل واجب ہے اس صورت مین اور یہی ٹہیک ہے

مین ذَذَاکَرَ الآخِر ہے اور بعضون مین ذَذَاکَ الآخَر ہے بکسر خا یا بفتح خا جیسے ابن تین نے کہا اور بعض نسخون مین انما بینا اختلافہم ہے اور صغانی کے نسخہ مین انما بینا الحدیث الآخر لاختلافہم والماء انقے ہے یعنی ہم نے بیان کیا دوسری حدیث کو جس سے غسل کا واجب ہونا نکلتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا اور پانی زیادہ صاف اور پاک کرنیوالا ہے تمام ہوا کلام خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا مترجم کہتا ہے کہ ابن عربی کا کلام غلط ہے اور جس نے اس مسئلہ مین اجماع سمجھا ہے غسل کے وجوب پر اوسنے غلطی کی ہو اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور ائمہ کا یہ قول ہے کہ اس صورت مین صرف وضو کافی ہے اور ہم اس مذہب کے دلائل اور زیادہ لکھتے ہین دو حدیثین تو امام بخاری نے اس باب مین بیان کین تیسری حدیث ابو سعید خدری کی حدیث ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد نے اور وہ کتاب الوضو مین گذر چکی کہ حضرت ؐ نے ایک انصاری کو بلا بھیجا وہ آیا اوسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپنے فرمایا ہمنے شاید تجھکو جلدی مین ڈالا وہ بولا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب تو جلدی مین پڑے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تیرے اوپر غسل نہین ہے اور تجھپر وضو ہو اور یہ حدیث نص ہے مطلوب مین اس صورت مین امام شوکانی کا یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ انما الماء من الماء کی حدیث عائشہ اور ابو ہریرہ کی حدیث کی معارض نہ ہوگی کیونکہ وہ مفہوم ہے اور یہ دونو حدیثین منطوق اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے اس باب مین ابو سعید کی حدیث کا ذکر نہین کیا حالانکہ وہ سب سے عمدہ اور صاف اور قوی دلیل ہے امام داؤد ظاہری علیہ الرحمۃ کی چوتھی حدیث امام مسلم کی ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت ؐ نے پانی پانی سے ہو اور یہ صاف ہے کیونکہ کلمہ انما کا حصر ہے اہل عرب کے نزدیک پس مطلب یہ ہوگا کہ غسل اوسی صورت مین ہے جب انزال ہو اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ جب انزال نہ ہو تو غسل نہین ہے پانچوین حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے ابو ایوب سے نکالی مرفوعًا الماء من الماء چھٹی حدیث ابی بن کعب کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت ؐ نے فرمایا صرف داخل کرنے مین نہین ہو مگر وضو ساتوین حدیث ابو ہریرہ کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت ؐ نے ایک انصاری کو بلا بھیجا اوسنے دیر لگائی آپنے فرمایا تو کیون رک گیا تھا وہ بولا مین صحبت کیا تھا اپنی بی بی سے پھر جب آپ کا بلانیوالا آیا تو مین نے غسل کیا اور کوئی کام نہین کیا آپنے فرمایا پانی پانی سے ہو اور غسل اوسپر ہے جسکو انزال ہو اور روایت کیا امام مسلم نے ابو سعید سے کہ مین حضرت ؐ کے ساتھ نکلا پیر کے روز قبا کی طرف جب ہم بنی سالم مین پہونچے تو حضرت ؐ عتبان کے دروازے پر کہڑے ہوئے اور اسکو پکارا پھر وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپنے فرمایا ہمنے جلدی مین ڈالا اس شخص کو عتبان نے کہا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ مرد جلدی مین پڑ جاوے اپنی عورت سے اور منی نہ نکلے تو اوسپر کیا ہے حضرت ؐ نے فرمایا کہ پانی پانی سے ہے لیکن پس یہ سب حدیثین

جو باسانید صحیحہ مروی ہین حجت ہین انکی جو کہتا ہے کہ دخول سے غسل واجب نہین ہوتا جب تک انزال نہ ہو اور یہی قول ہے امام داؤد ظاہری اور ظاہریہ اصحاب حدیث کا اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اور امام داؤد ظاہری اہلسنت کے بڑے اماموں مین سے ہین اور ابن عربی نے جو اونکے اختلاف کا اعتبار نہ رکھا یہ انکی ہٹ دھرمی اور نا انصافی ہے اور امام بخاری تو ظاہر ہے کہ تمام ائمہ اور محدثین کے پیشوا ہین اور میرے نزدیک تو یہی مذہب قوی ہے گو جمہور کے خلاف ہو کیونکہ جمہور سے ہمین کام نہین البتہ اسمین شک نہین کہ غسل کر لینا بہتر ہے کیونکہ اسمین زیادہ احتیاط ہے اور اس مذہب کے قوی ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی احادیث صحت اور جودت اسناد مین دوسرے مذہب کی حدیثون سے زیادہ ہین جیسے اوپر ہماری کلام سے معلوم ہوا کیونکہ ابی بن کعب کی حدیث مین جسکو نسخ کے لیے عمدہ ثبوت سمجھتے ہین علماء نے بہت گفتگو کی ہے اور بعضون نے جزم کیا ہے کہ وہ مرسل ہے اب رہین ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثین تو وہ نسخ مین صریح نہین علاوہ اسکے ابو ہریرہ کی حدیث کے معارض ہے امام طحاوی کی روایت ابو ہریرہ سے جو ابھی ہم نے بیان کی اور ممکن ہے کہ ثم جہدہا سے اس مین انزال مراد ہو اور حضرت عائشہ کی حدیث مین اضطراب ہے بعض لفظون مین مس الختان الختان ہے یعنے ختنہ ختنہ سے چھو جاوے بعضون مین التقا بعضون مین الزق ہے اور اسپر دوسرے مذہب والے بھی عمل نہین کرتے کیونکہ صرف چھو جانے یا محاذی ہونے سے انکے نزدیک بھی غسل واجب نہین ہوتا اور ان دونو حدیثون کے سوا اور جتنی حدیثین مرفوع ہین وہ سب ضعیف ہین جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اب دوسرے مذہب والے جو اعتراضات اس مذہب پر کرتے ہین اُن کے جوابات ہم دیتے ہین پہلے یہ کہ حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی مفہوم ہے اور ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثین منطوق اور منطوق مقدم ہے مفہوم پر اور جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کے سوا دوسری حدیثین جیسے ابو سعید اور ابو ہریرہ کی موجود ہین اور وہ منطوق ہین دوسرے یہ کہ ابن عباس نے اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ احتلام مین ہے روایت کیا اسکو ترمذی اور طحاوی اور طبرانی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل رائے ہے ایک صحابی کی اور صحابی کی لئے حجت نہین ہے علاوہ اسکے یہ تاویل غلط ہوتی ہے امام مسلم کی روایت سے جسمین عتبان کا قصہ ہے کیونکہ وہ واقعہ بیداری کا تھا اور ابو ہریرہ اور ابو سعید کی حدیثون سے جو اوپر گذرین سوا اسکے اس روایت کی اسناد ضعیف ہے حافظ نے کہا اسکی اسناد مین ضعف ہے کیونکہ روایت کیا اسکو شریک نے ابو الحجاف سے ترمذی نے نقل کیا اپنی سند سے دیکھو سے کہ ہم نے یہ حدیث نہین پائی مگر شریک کے پاس اور ثوری نے کہا کہ اسکی اسناد مین ابو الحجاف داؤد بن ابی عوف مرجئہ مین سے تھا اور شریک کثیر الغلط ہے تیسرے یہ کہ اجلائے صحابہ جیسے حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم اس مذہب کے خلاف ہین پس معلوم ہوا کہ یہ مذہب اونکے نزدیک مرجوح یا منسوخ تھا اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوے

غلط ہے امام بخاری نے اپنی سند سے حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب سے اور اور ون نے ابو سعید خدری اور زید بن خالد اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور رافع بن خدیج سے یہی مذہب نقل کیا ہی اور تابعین مین سے عمر بن عبد العزیز اور اعمش اور ابو سلمہ اور ہشام بن عروہ اور عطار سے ایسا ہی منقول ہے پہر کیا یہ لوگ اجلائے صحابہ اور تابعین مین سے نہین ہین اور امام طحاوی نے زید بن خالد سے نکالا اونہون نے کہا مین نے حضرت عثمان سے پوچھا اُس شخص کو جو جماع کرے اپنی بی بی سے پہر دخول کرے اور انزال سے پہلے نکال لیوے اونہون نے کہا اوسپر غسل نہین ہے پہر مین زبیر بن عوام اور ابی بن کعب پاس آیا اونہون نے بہی ایسا ہی نقل کیا جناب رسول خدا صلعم سے اسکے راوی ثقہ ہین سوا حمانی کے اور اوسپر بہی حمانی کی حدیث قبول کے لائق ہے اور اسمعیلی نے صحیح مین اس سے روایت کی ہی اور امام طحاوی نے ابو سعید خدری سے نکالا کہ مین نے اپنی بہائی انصاریون سے کہا تم جو کہتے ہو ویسا ہی ہے کہ پانی پانی سے ہے لیکن اگر مین غسل کرون تو کیسا ہی اونہون نے کہا نہین بقسم خدا کی یہانتک کہ تیرے دل مین اندیشہ نہ ہو اُس امر سے جسکا حکم دیا اللہ نے اور اوسکے رسول نے اور اس سے باطل ہوگیا اُس شخص کا قول جسنے کہا کہ عشرہ مبشرہ اس مذہب کے خلاف ہین یا اجماع کیا صحابہ یا تابعین نے پہلے مذہب پر **پانچوین** یہ کہ حدیث انما الماء من الماء منسوخ ہے اور یہا امام شافعی اور طحاوی اور بغوی اور بہتون نے کہا ہی اور جواب یہ ہی کہ نسخ کا دعوے بیدلیل ہے جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ غسل لازم نہ آنے کی حدیثین پہلے کی ہین اور لازم آنے کی بعد کی اور بڑی قوی دلیل نسخ کی ابی کی حدیث ہتی اور اوپر گذرا کہ اُسمین کلام ہے اسیطرح حضرت عائشہ کی حدیث جس سے نسخ کا ثبوت ہوتا ہے ضعیف ہے اُسکی اسناد مین حسین بن عمران ہی اسیطرح رافع بن خدیج کی حدیث اور یہ سب حدیثین اوپر گذرین اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین چند آثار ذکر کیے ہین جو دلالت کرتے ہین نسخ پر واللہ اعلم **چہٹی** یہ کہ ائمہ اربعہ اس مذہب کے خلاف ہین اور جواب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع نہین ہے اور نہ وہ کوئی شرعی حجت ہی اور امام داؤد ظاہری کی خلاف کے ساتہ قیامت تک اجماع ثابت نہین ہوسکتا **ساتوین** طحاوی نے یہ قیاس لگایا کہ دخول سے تمام احکام ثابت ہو جاتے ہین جیسے روزہ کا ٹوٹنا حج کا فاسد ہونا قضا اور کفارہ کا لازم ہونا زنا کی حد لازم آنا مہر واجب ہوجانا عدت کا واجب ہوجانا حلالہ ہوجانا پہلے خاوند کے لیے اور ان حکمون کے لیے کسی مین قید نہین ہے کہ انزال ہو جاوے پہر ایسا ہی غسل کے لیے بہی قید نہ ہوگی اور جواب یہ ہے کہ یہ کوئی دلیل عقلی نہین ہے اور نہ اس قسم کے قیاسات شرع مین کوئی حجت ہین بلکہ اس قسم کے قیاسات اگرچہ مدد دین تو اوسوقت مدد دے سکتے ہین جب نص نہ ہو اور یہان تو نصوص صریحہ موجود ہین واللہ اعلم امام شوکانی نے کہا کہ خلفائے اربعہ اور عترت اور فقہا اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ اس صورت مین غسل لازم آتا ہے اور ابن عبد البر نے بعضون سے نقل کیا

ہے کہ اوس پر صحابہ کا اجماع ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے لیکن مخالف مذہب ضعیف ہے اور جمہور علماء
جو حجت ہیں سلف اور خلف میں سو اونکا اجماع ہو چکا ہے غسل کے وجوب پر انتہی اور جواب یہ ہے کہ خلفاء اربعہ میں سے
حضرت علی و عثمان رضی سے عدم وجوب غسل بھی منقول ہے جیسے اوپر گذرا اور حضرت علی کے اختلاف کے ساتھ عترت
کا اتفاق نہیں ہو سکتا البتہ جمہور کے اتفاق کے تو ہم خود قائل ہیں پر وہ کوئی حجت نہیں ہے اور امام شوکانی نے دو سرے
مقام میں لکھا ہے کہ اجماع کا دعوے انکی عادتوں میں سو ہے جن سے حق کی طلب گار کو کچھ ڈر نہیں ہے اور نہ اجماع کسی
مطلب کا مدار ہو سکتا ہے اور اس سب تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اگر امام بخاری نے اس مسئلہ میں اختلاف قائم
رکھا یا دوسرے مذہب کو اختیار کیا تو اون پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا اور ہمارا یہی مدعا ہے ومن اللہ التوفیق وہو حسبی
خاتمہ کتاب الغسل میں امام بخاری نے ۶۳ حدیثیں مرفوع بیان کیں ان میں مکررات ۳۵ حدیثیں ہیں اور موصول ۲۸
ہیں اور باقی تعالیق اور متابعات ہیں اور خالص ۲۸ حدیثیں ہیں ایک ان میں سے معلق ہے بہز کی حدیث عن ابیہ
عن جدہ اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا بہز کی اور جابر کی حدیث کہ ایک صاع سے غسل کے باب میں اور بشر
کی حدیث کہ سب بیبیوں کا دورہ کرتے ہیں اور عورت کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرتے ہیں اور حضرت عائشہ کی حدیث صفت
غسل میں اور صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار اس کتاب میں ۱۰ ہیں ان میں سے سات معلق ہیں اور تین موصول ہیں
وہ زید بن خالد کی روایتیں حضرت علی اور طلحہ اور زبیر سے جو اخیر میں مذکور ہیں پھر اگر اونکی روایتیں بھی مرفوع
ہوں تو مرفوع حدیثوں میں تین اور بڑھ جاوینگی اور یہ بھی امام مسلم نے نہیں نکالیں تمام ہوا کلام حافظ رحمہ اللہ کا

وہ حدیثیں کتاب الغسل کی جو امام بخاری نے نہیں نکالیں

اون میں سے بہت حدیثیں اوپر کے ابواب میں اپنی اپنی جگہہ گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (۱) حضرت علی کی حدیث کتاب الوضوء
میں گذری کہ مجھے مذی بہت آتی تھی میں نے حضرت صلعم سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے روایت
کیا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے اور امام طحاوی کی روایت
میں ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی ہو تو اس میں غسل ہے اور جب مذی ہو تو اس میں وضو
ہے اور امام احمد کی روایت میں ہے جب تو منی کو پھینکے تو جنابت سے غسل کر اور جب نہ پھینکے تو مت غسل کر منتقی میں
ہے اس سے یہ نکلا کہ غسل اوسی صورت میں ہے جب منی شہوت سے نکلے اور جو بیماری یا سردی وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو
اس سے غسل واجب ہوگا انتہی (۲) امام احمد نے خولہ بنت حکیم سے نکالا انہوں نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ عورت خواب میں وہ دیکھے
جو مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب تک اسکو انزال نہ ہوا اور

نسائی نے اور ساتھ مختصر روایت کیا اوسکو یہ ہے کہ اونسے حضرت صلعم سے پوچھا عورت کو احتلام ہو خواب میں آپ نے فرمایا جب
پانی دیکھے تو غسل کرے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے اوس سے جو تری پاوے
اور احتلام یاد نہ ہو آپ نے فرمایا غسل کرے اور اوس سے جسکو احتلام یاد ہو لیکن تری نہ پاوے آپ نے فرمایا اوسپر غسل نہیں
تب ام سلیم نے کہا عورت یہ دیکھے تو اوسپر غسل ہے آپ نے فرمایا ہاں عورتیں تو جوڑے ہیں مردوں کے اسکی اسناد میں
عبداللہ بن عمر عمری ضعیف ہی لیکن احمد اور ابن معین نے اسکو اچھا کہا اور وہ منفرد ہے شوکانی نے کہا تو حدیث حسن
کے درجہ تک نہ پہونچیگی (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے قیس بن عاصم
سے وہ مسلمان ہوئے تو حضرت صلعم نے انکو حکم دیا پانی اور بیری سے غسل کرنیکا صحیح کہا اوسکو ابن سکن نے اور امام احمد
اور عبدالرزاق بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابوہریرہ سے کہ ثمامہ بن اثال مسلمان ہوا تو حضرت صلعم نے فرمایا
اوسکو فلان کے باغ میں لیجاؤ اور حکم دو اسکو کہ غسل کرے شوکانی نے کہا امام احمد کہتے ہیں کافر جب مسلمان ہو تو غسل
کرنا واجب ہے اور شافعی کہتے ہیں مستحب ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں اگر اسکو جنابت ہوئی تھی کفر میں اور اوسنے غسل نہ
کیا تھا تو واجب ہے اور جو غسل کر چکا تھا تو مستحب ہے اور جو واجب کہتا ہے اوسنے دلیل لی ان دونو حدیثوں سے
اور اس سے کہ حضرت صلعم نے واثلہ اور قتادہ رہاوی کو حکم دیا غسل کا جب وے مسلمان ہوئے نکالا اوسکو طبرانی نے اور عقیل
بن ابیطالب کو نکالا اوسکو حاکم نے تاریخ نیساپور میں حافظ نے کہا ان تینوں کی سندیں ضعیف ہیں اور ظاہر یہی ہے
کہ یہ غسل واجب ہے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے (۴) حضرت علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاجت ادا کرتے باہر نکلتے اور قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کہاتے اور آپ کو نہ روکتی قرآن پڑھنے سے
کوئی چیز سوا جنابت کے نکالا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن
حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن سکن اور عبدالحق اور بغوی اور
ابن خزیمہ اور شیخ نے اور شافعی نے کہا کہ اہل حدیث اوسے ثابت نہیں کرتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی
اسناد میں عبداللہ بن سلمہ ہے وہ بوڑہا ہوکر اوسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اور یہ حدیث بوڑہے ہونیکے بعد روایت کی
حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم نے اوسے نہیں نکالا کیونکہ اونہوں نے حجت نہیں لی عبداللہ بن
سلمہ سے ترمذی نے اسکو مختصر طور سے نکالا کہ آپ ہمکو قرآن پڑہاتے ہر حال میں جب تک جنب نہ ہوتے اور کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے امام احمد اس حدیث کو ضعیف کرتے تہے اور نووی نے کہا کہ ترمذی نے اکثر علماء کا خلاف کیا اونہوں نے ضعیف کیا

کافر مسلمان ہو تو غسل کرے

جنب کو قرآن پڑھنا

اس حدیث کو ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث میری تہائی پونجی ہے اور شعبہ نے کہا میں نے اس سے اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور بخاری نے عمرو بن مرہ سے نقل کیا جو روایت کرتا ہے اسکو عبد اللہ بن سلمہ سے کہ وہ ہم سے حدیث بیان کرتا تھا بعضی حدیث ہم پہچانتے اور بعضی نہ پہچانتے اور روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے اونہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جنب اور حائض نہ پڑھیں کچھ قرآن میں سے بیہقی نے کہا امام بخاری نے کہا اسکو روایت کیا اسمٰعیل بن عیاش نے اور وہ منکر الحدیث ہے اہل حجاز اور اہل عراق سے اور روایت کیا اسکو اور نے بھی موسےٰ بن عقبہ سے وہ بھی صحیح نہیں ہے اور کتاب المعرفہ میں کہا کہ منفرد ہے ساتھ اسکے اسمٰعیل بن عیاش اور اسکی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے حجت نہیں لیجاویگی اس سے یہ احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین وغیرہ حافظوں نے کہا اور یہ حدیث اور سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے سنا اونہوں نے اسمٰعیل بن عیاش کی اس حدیث کو بیان کیا اور کہا یہ خطا ہے یہ ابن عمر کا قول ہے اور دارقطنی نے اسکو روایت کیا دوسرے طریقوں سے ایک مغیرہ بن عبد الرحمان سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے دوسرے محمد بن اسمٰعیل حسانی سے اونہوں نے ایک شخص سے اوس نے ابو معشر سے اونہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے لیکن پہلا طریقہ تو صحیح کہا اسکو ابن سید الناس نے حافظ نے کہا انہوں نے غلطی کی اوس سند میں عبد الملک بن مسلمہ ضعیف ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اسناد صحیح ہوتا اور ابن جوزی نے اسکو ضعیف کیا مغیرہ بن عبد الرحمان کیوجہ سے اور غلطی کی کیونکہ مغیرہ ثقہ ہے اور دوسرا طریقہ اوسمیں تو ایک شخص مجہول ہے سوا اوسکے ابو معشر ضعیف ہے زیلعی نے کہا مگر اسکی متابعت کی اسمٰعیل وغیرہ نے امام احمد نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور انکار کیا اسمٰعیل بن عیاش پر شوکانی نے کہا یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں اور روایت کیا دارقطنی نے محمد بن فضل سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے طاؤس سے اونہوں نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہ پڑھے حائض اور نفاس والی قرآن میں سے کچھ اور نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی محمد بن فضیل سے اور سخت ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور احمد اور ابن معین نے شوکانی نے کہا محمد بن فضل متروک ہے اور منسوب ہے حدیث بنانے کیطرف اور یہ حدیث موقوفاً بھی مروی ہے اوسکی اسناد میں یحییٰ بن ابی انیسہ کذاب ہے بیہقی نے کہا یہ اثر قوی نہیں ہے اور صحیح ہوا حضرت عمر رض سے کہ وہ مکروہ کہتے تھے قرآن پڑھنے کو جنابت کیحالت میں روایت کیا اسکو بیہقی نے خلافیات میں بسند صحیح اور روایت کیا امام احمد نے مسند میں ابو الغریف ہمدانی سے کہ حضرت علی رض پاس وضو کا پانی لایا گیا اونہوں نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دھویا تین بار اور دونوں ہاتھوں کو دھویا تین بار اور دونوں کہنیوں تک پھر مسح کیا اپنے سر کا اور دھویا دونوں پاؤں کو پھر فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے اسیطرح وضو

کیا پھر کچھ قرآن پڑھا بعد اوسکے فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کو ایک آیت بھی نہین نہین پڑھنا چاہیے اور
دارقطنی نے اسکو سنن مین موقوفاً حضرت علی پر روایت کیا ابو الغریف ہمدانی سے کہ ہم حضرت علی رض کے ساتھ تھے
رحبہ مین وہ اسکے کونے مین گئے مین نہین جانتا پیشاب کیا یا پائخانہ پھر ایک کوزہ پانی کا منگوایا اور دونو ہاتھ دھوے
پھر انکو بند کر لیا پھر کچھ شروع قرآن مین سے پڑھا بعد اوسکے فرمایا پڑھو تم قرآن کو جب تک تم کو جنابت نہ ہو پھر اگر جنابت
ہو تو نہین نہین ایک حرف بھی دارقطنی نے کہا یہ صحیح ہے حضرت علی سے شوکانی نے جو کہا کہ یہ حدیث مرفوع نہین
ہے موقوف ہے تو مراد وہی روایت ہے جسمین ایک حرف کی بھی ممانعت ہے ورنہ ایک آیت کی روایت تو امام احمد کے
مسند مین مرفوعاً موجود ہے شوکانی نے کہا قاسم اور ہادی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جنب کو قرآن پڑھنا مطلقاً حرام ہے
خواہ ایک ہی آیت ہو یا اوس سے کم ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت سے کم درست ہے اور مؤید باللہ اور بعض احناف
کا یہ قول ہے کہ بہ قصد تلاوت حرام ہے اول مذہب والون نے حضرت علی اور ابن عمر کی حدیثون سے دلیل لی اور جواب یہ ہے کہ حضرت
علی کی حدیث مین (جو سب سے پہلے گذری) حرمت کی دلیل نہین اور نہ پڑھنے سے کراہت بھی لازم نہین آتی تو حرمت
کجا اور ابن عمر کی حدیث مین گفتگو ہے اور حضرت علی کی موقوف حدیث حجت نہین ہے البتہ ابو یعلی نے حضرت علی سے روایت
کیا مین نے حضرت ص کو دیکھا آپ نے وضو کیا پھر کچھ قرآن پڑھا پھر فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کے لیے ایک آیت
نہین نہین ہیثمی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین پس اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حرمت کی دلیل ہو سکتی ہے اور بخاری نے ابن عباس سے
نکالا کہ اونہون نے جنب کو قرآن پڑھنے مین کوئی قباحت نہین دیکھی یہ امام بخاری نے تعلیقاً نکالا اور رزین نے اوسے
اپنی سند سے روایت کیا اور حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ حضرت ص اللہ کو یاد کرتے ہر وقت یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنب
کو قرآن پڑھنا درست ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین روایت کیا مہاجر بن قنفذ سے کہ اونہون نے سلام کیا حضرت ص
کو آپ وضو کرتے تھے آپ نے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجھے نہ روکا جواب دینے سے مگر اس بات نے کہ مین نے
برا جانا اللہ کا نام لینے کو بغیر طہارت کی اور نکالا ابن عمر کی حدیث اور ابو الجہیم کی حدیث کو جو کتاب الوضو مین گذرین اور نکالا حضرت
علی کی حدیث کو عبد اللہ بن سلمہ سے کہ مین حضرت علی پاس گیا اور ایک شخص ہم مین سے ایک بنی اسد مین سے اور اونہون
نے اون دونو کو کسی طرف بھیجا پھر کہا تم دونو قوی ہو تو اپنے دین کا کام قوت سے کرو پھر پائخانہ گئے پھر نکلے تو
ایک لپ پانی کا لیا اوس سے مسح کیا اور قرآن پڑھنے لگے ہمکو دیکھا گویا ہم نے انکار کیا اس بات کا اسپر اونہون نے
کہا حضرت ص پائخانہ سے نکلتے پھر ہمکو قرآن پڑھاتے ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور کوئی چیز آپ کو نہ روکتی اس سے
سوا جنابت کے دوسرے طریق مین ہے کہ آپ حاجت ادا کرتے پھر قرآن پڑھتے تیسرے طریق مین ہے کہ آپ قرآن کو پڑھتے

ہر حال مین سوا جنابت کی جو تہی طریق مین ہے کہ آپ ہمکو قرآن سکہلاتے ہر حال مین سوا جنابت کے اور سب طریقون مین عبد اللہ بن سلمہ موجود ہے طحاوی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی یاد بغیر وضو کے اسیطرح قرآن پڑہنا درست ہے البتہ جنب کو درست نہین پہر روایت کیا عمرو بن علیسہ کی حدیث کو کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو مسلمان با وضو سووے اللہ کی یاد پر پہر آنکہ کو چونکے اور اللہ سے کچہہ مانگے دنیا یا آخرت کے کامون مین سے تو اللہ اُسکو عنایت فرماویگا اور معاذ سے ایسا ہی اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم اللہ کی یاد کرتے تہے اپنے تمام وقتون مین اور کہا کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جنابت کیحالت مین بہی اللہ کی یاد درست ہو لیکن قرآن پڑہنے کا ذکر نہین اور روایت کیا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جنب اور حائض قرآن نہ پڑہے اسکی اسناد مین اسمٰعیل بن عیاش ہے اور روایت کیا باسناد ضعیف مالک بن عبادہ غافقی سے کہ حضرت صلعم نے کہا تا کہا یا جنبا رہکر مینے یہ عمر بن خطاب سے ذکر کیا وہ مجہکو کہینچکر لائے حضرت صلعم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ سنئے یہ کہتا ہے کہ آپ نے جنابت کیحالت مین کہایا آپ نے فرمایا ہان جب مین وضو کر لیتا ہون تو کہاتا اور پیتا ہون البتہ نماز اور قرآن نہین پڑہتا جب تک غسل نہ کرون اور روایت کیا علقمہ بن فغوار سے کہ حضرت صلعم جب پانی بہاتے (یعنی پیشاب کرتے) ہم آپ سے بات کرتے لیکن آپ بات کرتے اور ہم سلام کرتے آپ جواب دیتے یہانتک کہ یہ آیت اُتری اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اُٹہو اور روایت کیا سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس اور ابن عمر دونو قرآن کو بے وضو پڑہتے تہے اور ابن عباس سے کہ وہ اپنا حزب پڑہتے بے وضو رہکر اور ابان سے مینے ابن عمر سے کہا جب پانی بہاؤن تو اللہ کی یاد کرون اونہون نے کہا پانی بہانے سے کیا اور مینے کہا پیشاب کرون اونہون نے کہا ہان اللہ کی یاد کر اور ابراہیم سے کہ عبد اللہ بن مسعود ایک شخص کو قرآن پڑہا رہے تہے جب فرات کے کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو گیا عبد اللہ نے کہا تجہے کیا ہوا وہ بولا مجہے حدث ہو گیا عبد اللہ نے کہا پڑہ پہر وہ پڑہنے لگا اور عبد اللہ اُسکو بتانے لگے اور سلمان سے کہ اونکو حدث ہوا وہ قرآن پڑہنے لگے لوگون نے کہا تم قرآن پڑہتے ہو اونہون نے کہا ہان مین جنب نہین ہون اور شعبہ سے مینے قتادہ سے پوچہا ایک شخص قرآن پڑہے بے وضو ہو کر اونہون نے کہا مینے سعید بن المسیب سے سنا وہ کہتے تہے ابو ہریرہ کبہی ساری سورت پڑہ لیتے تہے بے وضو رہ کر اور حضرت عمر سے باسناد صحیح کہ وہ مکروہ رکہتے تہے قرآن کا پڑہنا حالت جنابت مین اور ابن عباس سے کہ حضرت پائخانہ سے نکلے پہر کہانا کہایا لوگون نے کہا آپ وضو نہین کرتے فرمایا مین نماز پڑہنا نہین چاہتا کہ وضو کرون اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم جب پائخانہ تشریف لیگئے تو وہان سے نکلکر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے انتہی مختصراً (۵) امام مسلم اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہکو خمرہ یعنے سجدہ گاہ اوٹہا دے مسجد سے مینے کہا مین حائض ہون آپ نے

فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ذکر کیا اوسکو مسلم نے اپنی صحیح میں اور دارقطنی نے کہا کہ اوسمین اختلاف ہے اعمش پر لیکن یہ اختلاف صحت کا مانع نہیں کیونکہ اونہوں نے کہا صحیح روایت ہی ثابت کی قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے مگر منفرد ہوا اوسکے ساتھ ثابت بن عبید اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس مرتبہ میں نہیں کہ اوسکی حدیث تفرد کے ساتھ حجت ہو اور اسکا ایک دوسرا طریق نکالا دارقطنی نے محمد بن فضیل سے اونہوں نے اعمش سے اونہوں نے سائب سے اونہوں نے محمد بن ابی یزید سے اونہوں نے عائشہ سے اور ایک تیسرا طریق عبد الوارث بن سعید کے اور عبد الرحمان محاربی سے ان دونوں نے لیث بن ابی سلیم سے اونہوں نے قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے اور ایک چوتھا ابو عمر حوضی سے اونہوں نے شعبہ سے اونہوں نے سلیمان شیبانی سے اونہوں نے قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے اور یہ سب طریق اگرچہ ضعیف ہیں پر انسے قوت ہوتی ہے ثابت کی طریق کو اور سجدہ گاہ سے حدیث میں سجادہ مراد ہے وہ ہی جسپر آدمی اپنا منہ رکھتا ہے سجدہ میں بوریے یا خمری کی چھال کا گرمی سے بچنے کو اور خطابی نے کہا کہ سجادہ منہ رکھنے کے برابر ہوتا ہے یا اوس سے بڑا تیسیر الوصول میں ہے کہ خمرہ یعنے سجدہ گاہ جو ہتھیلی کے برابر ہوتا ہے بید وغیرہ کا اور وہ وہی ہے جسکو اس زمانے میں شیعہ رکھتے ہیں سجدہ کے لیے اور جب حائض کو کام کے لیے مسجد سے گذرنا درست ہوا تو جنب کو بطریق اولی درست ہوگا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے البتہ جنب اور حائض کو مسجد میں رہنا اور ٹھیرنا درست نہیں اور بعضوں کے نزدیک گذرنا بھی درست نہیں امام شوکانی نے کہا کہ حائض مسجد میں جا سکتی ہے مالک اور شافعی اور احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک اور سفیان اور اصحاب الرای نے اسکو ناجائز رکھا ہے اور یہی مشہور مذہب ہے مالک کا اور امام احمد اور نسائی نے نکالا ام المومنین میمونہ رض سے کہ حضرت صلعم ہم میں سے ایک کے پاس آتے وہ حائضہ ہوتی آپ اپنا سر اوسکی گود میں رکھتے اور قرآن پڑھتے اور وہ حائضہ ہوتی پھر ہم میں سے ایک آپ کی سجدہ گاہ لیکر اوٹھتی اور اوسکو مسجد میں رکھ آتی اور وہ حائضہ ہوتی اوسکی اسناد میں محمد بن منصور ہے وہ ثقہ ہے اور منبوذ ہے اوسکو ثقہ کہا ابن معین نے اور ایسا ہی نکالا میمونہ رض سے عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ضیا نے مختارہ میں اور امام مالک نے نکالا موطا میں ابن عمر سے کہ اونکی لونڈیاں اونکے پانوں دہوتیں اور اونکو سجدہ گاہ دیتیں اور وہ حائضہ ہوتیں اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا جابر رض سے کہ ہم میں سے ایک مسجد میں سے گذرتا جنابت میں اوس پار جانے کو اور ابن منذر نے زید بن اسلم سے کہ حضرت صلعم کے اصحاب مسجد میں چلتے اور وہ جنب ہوتے شوکانی نے کہا ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ جنب کو مسجد سے عبور (گذر جانا) درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا الا عابری سبیل اور یہ عام ہے شامل ہے مسافر اور غیر مسافر کو اور ابن جریر نے نکالا یزید بن ابی حبیب سے کہ کچھ لوگ انصار کے

اونکے دروازی مسجد کیطرف تھے پہر اونکو جنابت ہوتی اور پانی نہ پاتے نزدیک راستہ مگر مسجد میں سے ہو کر تب اللہ نے اتارا تا آری ولا جنبا الا عابری سبیل اور یہ عمدہ دلیل ہے اور جن لوگوں نے عبور کو جائز نہ رکہا یعنے عترت اور مالک اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے اونہوں نے دلیل لی حدیث سے افلت کے اونہوں نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہوں نے ام المومنین عائشہ رض سے اونہوں نے کہا حضرت تشریف لائے اور آپکے اصحاب کے گہر نکے منہ مسجد کیطرف تھے آپنے فرمایا ان گہر نکے منہ مسجد کیطرف سے دو پہر آپ اندر تشریف لیگئے اور لوگوں نے کچہ نہ کیا اس خیال سے کہ شاید اون سے کے باب مین اجازت اترے پہر آپ برآمد ہوئے اور فرمایا ان گہر نکے منہ مسجد کیطرف سے پہیر دو کیونکہ مین حلال نہین کرتا مسجد کو حائض اور جنب کے لیے نکالا اوسکو ابو داؤد نے زیلعی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا عبد الحق نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین اسکی اسناد کیطرف سے اور نہین بیان کیا اسکا ضعف اور مین یہ نہین کہتا کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ مین کہتا ہون کہ وہ حسن ہے کیونکہ روایت کیا اسکو عبد الواحد بن زیاد نے افلت بن خلیفہ سے اونہوں نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہوں نے عائشہ سے اور عبد الواحد ثقہ ہے خود عبد الحق نے اوس سے حجت لی اپنی کتاب کے کئی مقامون مین اور افلت یا فلیت بن خلیفہ عامری امام احمد نے کہا مین اوسمین کوئی قباحت نہین پاتا ابو حاتم نے کہا وہ ایک شیخ ہے اور جسرہ بنت دجاجہ تابعیہ ہے اور بخاری نے جو تاریخ کبیر مین کہا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثین ہین اوس سے وہ ساقط نہین ہوتی روایت کیا اوس سے افلت اور قدامہ بن عبد اللہ بن عبدہ عامری نے اور ابن حبان نے جسرہ کو کتاب الثقات مین لکہا اور کہا روایت کیا اس سے افلت ابو حسان اور قدامہ عامری نے اور خطابی نے کہا کہ علما نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ افلت اوسکا راوی مجہول الحال ہے اوسکی حدیث سے حجت لینا صحیح نہین منذری نے کہا اسپر یہ اعتراض ہے کہ افلت بن خلیفہ یا فلیت عامری یا ذہلی اونکی کنیت ابو حسان ہے اوسکی حدیث کوفہ والون مین ہے اس سے روایت کی سفیان ثوری اور عبد الواحد بن زیاد نے اور احمد بن حنبل نے کہا مین اس مین کوئی قباحت نہین پاتا ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے اور بخاری نے کہا کہ جسرہ کے پاس عجائب ہین شیخ نے امام مین کہا ابن القطان سے کتاب الوہم والایہام مین نے دیکھا جسرہ کا حال دیکھا ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ افلت مجہول ہے شوکانی نے کہا یہ درست نہین کاشف مین ہے کہ وہ سچا ہے اور بدر منیر مین ہے کہ وہ مشہور ہے ثقہ ابن القطان نے کہا امام بخاری کا یہ کہنا کہ جسرہ کے پاس عجائب ہین اوسکی حدیثین رد کرنیکے لیے کافی نہین اور عجلی نے کہا وہ تابعیہ ثقہ ہے اور ابن القطان نے جسرہ کی اس حدیث کو حسن کہا اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ابن سید الناس نے کہا کم سے کم وہ حسن ہے کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہین اور اوسکے شاہد ہین اور ابن حزم نے جو اسکو رد کیا اوسکی کوئی معقول وجہ نہین اور یہ حدیث کافی ہے اونکو رد کرنے

کے لیے حافظ نے کہا ابن قدامہ نے جو کہا کہ اللت متروک ہے غلط ہے کسی حدیث کا امام نے ایسا نہین کہا اور دلیل لی
ام سلمہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ اس مسجد کے صحن مین داخل ہوئے پہر پکارا بلند آواز سے کہ مسجد درست نہین جنب اور
حائض کے لیے نکالا اسکو ابن ماجہ نے ابو الخطاب ہجری سے اوس نے محدوج ذہلی سے اوس نے جسرہ سے اوس نے ام سلمہ سے
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنے معجم مین ابن ابی حاتم نے علل مین کہا مین نے ابوزرعہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حدیث
کا اونہون نے کہا لوگ کہتے ہین جسرہ سے اونہون نے ام سلمہ سے اور صحیح جسرہ سے اونہون نے عائشہ سے ہے شوکانی نے کہا
ان دونو حدیثون سے جنب اور حائض کو مسجد مین بیٹھنے اور ٹہیرنے کی ممانعت نکلتی ہے عبور اور مرور کی اور اکثر
کا یہی قول ہے اونہون نے دلیل لی ہے اور متفق علیہ حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا ام المومنین عائشہ کو خانہ کعبہ کا
طواف کرنے سے جب وہ حائضہ تہین اور داؤد اور مزنی نے کہا کہ جنب اور حائض کو مسجد مین جانا اور ٹہیرنا مطلقا درست
ہے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ جنب کے لیے درست ہے جب وضو کر لیوے اور حائضہ کو درست نہین اور دلیل انکی وہ
ہے جو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین نکالا عطاء بن یسار سے کہ مین نے کئی اصحاب کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد مین بیٹھتے اور وہ جنب ہوتے جب وضو کر لیتے نماز کا سا وضو اور حنبل بن اسحق نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم
اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن سعد نے اونہون نے زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ
مسجد مین باتین کرتے اور وہ بے وضو ہوتے اور ایک آدمی جنب ہوتا پہر وضو کرتا پہر مسجد مین جاتا اور باتین کرتا اور
دونو اسنادون مین ہشام بن سعد ہے ابو حاتم نے کہا اوس کی حجت نہ لیجاویگی اور ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور احمد
اور نسائی نے اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ زید بن اسلم سے روایت کرنے مین سب سے زیادہ ثابت ہے علاوہ اسکے صحابہ کا
فعل حجت نہین ہے خاصکر جب مرفوع حدیث کے خلاف ہو مگر جب اجماع ہو صحابہ کا پس حق یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مسجد
مین رہنا اور ٹہیرنا درست نہین البتہ گذر جانا مسجد سے درست ہے یا کوئی چیز اوٹہا لینا جیسے حضرت عائشہ نے سجدہ گاہ
اوٹہائی واللہ اعلم (۶) مستحب ہے غسل جمعہ کے لیے اور عیدین کے لیے اور اہل ظاہر اور امام مالک سے ایک روایت مین اور
حسن بصری اور ابو ہریرہ اور عمار اور عمر اور ابن خزیمہ سے یہ منقول ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے جو لوگ واجب کہتے ہین وہ دلیل
لیتے ہین ابن عمر کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے جو کوئی تم مین سے جمعہ مین آوے وہ غسل کرے روایت کیا اسکو چہون محدثون نے
اور امام احمد نے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے جب تم مین سے کوئی جمعہ مین آنیکا ارادہ کرے تو غسل کرے بیہقی کی روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ جو جمعہ مین نہ آوے اسپر غسل نہین ہے طحاوی کی روایت مین ہے کہ حکم کیا ہمکو حضرت ﷺ نے جمعہ کے دن غسل
کا نووی نے خلاصہ مین کہا اسکی سند صحیح ہے شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث کی بہت طریقے مین اور اسکو بہت لوگون نے روایت

جمعہ کے غسل کا بیان ... مستحب غسل

کیا ہی اور ابن مندہ نے شمار کیا اُن لوگون کا جنہون نے اسکو روایت کیا نافع سے تو تین سو آدمیون سے زیادہ ہوئے اور سوا ابن عمر کے اس حدیث کو چوبیس صحابہ نے روایت کیا ہی حافظ نے کہا مین نے اوسکے طریقے نافع سے جمع کیے تو ایک سو بیس آدمی ہوئے اور ابو سعید خدری کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر (بالغ پر) اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا جو پاوے روایت کیا اسکو چہون عالمون نے سوا ترمذی کے اور ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر کہ غسل کرے سات دن مین ایک دن جس دن دہووے اپنا سر اور بدن نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے بزار اور طحاوی نے زیادہ کیا کہ وہ دن جمعہ کا دن ہے اور امام مالک نے مؤطا مین موقوفاً نکالا ابو ہریرہ سے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر مانند غسل جنابت کے اور جابر کی حدیث ہے کہ ہر مسلمان پر سات دن مین ایک دن کا غسل ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے ایسا ہی ہے تیسیر مین اور زیلعی نے کہا کہ نکالا اوسکو صرف نسائی نے اور نقل کیا نووی سے خلاصہ مین کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور ایسا ہی کہا امام شوکانی نے اور بزار کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے حق ہی ہر مسلمانون پر کہ غسل کرین جمعہ کے دن اور چاہیے کہ چہووے ایک سا تم مین سے اپنے گہر والون کی خوشبو کو پہر اگر خوشبو نہ پاوے تو پانی اوسکے لیے خوشبو ہے نکالا اسکو ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن السباق کی حدیث ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ایک جمعہ مین جمعون مین سے اے گروہ مسلمانون کے یہ دن ہے جسکو اللہ تعالی نے عید بنایا ہے تو غسل کرو اور جسکے پاس خوشبو ہے اسکو نقصان نہین کرتا خوشبو لگانا اور لازم کر لو اپنے اوپر مسواک کو نکالا اسکو مالک نے اور ابن عمر کی حدیث ہے کہ حضرت عمر خطبہ سنا رہے تہے لوگون کو جمعہ کے دن اتنے مین حضرت عثمان آئے حضرت عمر نے اونکو آواز دی یہ کونسا وقت ہی (آنیکا) اونہون نے کہا مین ایک کام مین آج پہنس گیا تہا تو گہر مین نہین گیا یہانتک کہ اذان سنی تو مین نے کوئی کام زیادہ نہین کیا وضو سے حضرت عمر نے کہا اور تم نے وضو ہی کیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم کرتے تہے نکالا اوسکو چہون عالمون نے سوا نسائی کے اور ابو ہریرہ سے بہی ایسا ہی نقل کیا اونکی روایت مین یہ ہی کہ حضرت عمر نے کہا کیا تم نے نہین سنا حضرت صلعم فرماتے تہے جب کوئی تم مین سے جمعہ مین آوے تو غسل کرے اور عائشہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلعم حکم کرتے تہے غسل کا جمعہ کے دن نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے صحیح مین اور طحاوی نے اور طاوس کی حدیث ہے مین نے ابن عباس رضہ سے کہا لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اور دہوؤ اپنے سرون کو اگرچہ تم جنبی نہ ہو اور خوشبو لگاؤ اونہون نے کہا غسل تو مین نے سنا ہے لیکن خوشبو مین نہین جانتا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور طحاوی نے اور حفصہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر احتلام والے پر ہے جمعہ کے لیے جانا اور جو مسجد کیطرف جاوے اوسپر غسل کرنا نکالا اسکو ابوداؤد اور طحاوی نے باسناد حسن اور ایک شخص سے حضرت صلعم کے اصحاب مین سے انصار مین سے کہ آپ نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا اگر اسکے

پاس ہو نکالا اوسکو طحاوی نے شوکانی نے کہا اس باب مین اور روایتین ہین انس سے اوسکو نکالا ابن عدی نے کامل
مین کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اگرچہ ایک پیالہ پانی کا ایک اشرفی کو ملے اسکی اسناد مین حفص
بن عمر ایلی ضعیف ہے اور شوکانی نے اسکو ذکر کیا موضوعات مین اور کہا کہ اسکی اسناد مین وہب بن وہب بختری وضاع ہے
اور بریدہ سے اسکو نکالا بزار نے اور ثوبان سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور سہل بن حنیف سے اوسکو طبرانی نے نکالا اور
عبد اللہ بن زبیر سے اسکو بھی طبرانی نے نکالا اور ابن مسعود سے اوسکو بزار نے نکالا اور ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے
یہ دن عید ہے اللہ تعالی نے اسکو مسلمانون کے لیے عید کیا ہے پھر جو کوئی جمعہ کو آوے وہ غسل کرے اگر اسکے پاس خوشبو ہو
تو لگا دے اور لازم ہے تم پر مسواک نکالا اوسکو ابن ماجہ نے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور عبد اللہ بن عمر سے ایک دوسری حدیث نکالا اسکو طبرانی نے
اور یہ سب جیسے شین جو اوپر گذرین اُن لوگون کی دلیلین ہین جو غسل کو واجب کہتے ہین کیونکہ بعضون مین حکم ہے غسل کا
اور بعضون مین حق کا لفظ ہے بعضون مین واجب کا آور امام طحاوی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اونہون نے کہا حق ہے اسکے
لیے واجب ہے ہر مسلمان پر ہر ہفتہ مین غسل کرنا اور اپنے ہر عضو کو دھونا اور خوشبو لگانا اگر اوسکے گھر والون کے پاس ہو اور
عبد اللہ بن حارث سے ہے مین سعد پاس بیٹھا تھا اونہون نے جمعہ کے غسل کا ذکر کیا اونکے بیٹے نے کہا مین نے غسل نہین کیا
سعد نے کہا مین نہین سمجھتا کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو چھوڑیگا آور زاذان سے ہے مینے حضرت علی رض سے غسل کو پوچھا
اونہون نے کہا جب تیرا جی چاہے غسل کر مین نے کہا مین اُس غسل کو پوچھتا ہون جو غسل ہے (یعنے ضرور ہے) اونہون
نے کہا جمعہ اور عرفہ اور یوم الفطر اور یوم الضحی کا غسل آور ابو قتادہ سے ہے اونہون نے اپنے بیٹے ثابت سے کہا جمعہ کے لیے غسل
کرو وہ بولا مین نے تو جنابت کا غسل کیا اسیطرح نکالا اوسکو طحاوی نے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط مین اور اسکا ترجمہ
یہ ہے کہ ابو قتادہ کے بیٹے عبد اللہ نے کہا میرے باپ میرے پاس آئے اور مین غسل کر رہا تھا جمعہ کے دن انہون نے کہا تیرا غسل جنابت کا ہے یا جمعہ کا مینے کہا جنابت کا انہون نے
کہا ایک غسل اور کر کیونکہ مینے حضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن وہ طہارت مین رہیگا دوسرے
جمعہ تک منذری نے کہا اسکا اسناد حسن کے قریب ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور کہا یہ حدیث غریب ہے
نہین روایت کیا اسکو کسی نے سوا ہارون بن مسلم صاحب الحنا کے اور نکالا اسکو حاکم نے طبرانی کے لفظ سے اور کہا
صحیح ہے بخاری و مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح مین اسمین یہ ہے جو کوئی غسل کریگا جمعہ کے دن
وہ پاک رہیگا دوسرے جمعہ تک شوکانی نے کہا جو لوگ واجب نہین کہتے وہ دلیل لیتے ہین ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے پھر اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کو آوے اور خطبہ سنے اور چپ رہے تو اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے
جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے نکالا اوسکو مسلم نے منذری نے کہا نکالا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ

ہے یہی اور سمرہ بن جندب کی حدیث سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص وضو کرے جمعہ کے لیے تو اوسنے عمل کیا سنت پر اور اچھی سنت ہے اور جو غسل کرے تو وہ افضل ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے حسن سے اونہون نے حضرت صلعم سے مرسلاً اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین شیخ نے امام مین کہا کہ جو حسن کی روایت سمرہ سے متصل سمجھتا ہے وہ اس حدیث کو صحیح جانتا ہے اور یہی مذہب ہے علی المدینی کا جیسے نقل کیا اونسے بخاری اور ترمذی اور حاکم وغیرہم نے زیلعی نے کہا حسن کی سماع مین سمرہ سے تین مذہب ہین ایک یہ کہ اونسے سنا ہے مطلقاً اور یہی قول ہے ابن المدینی کا نقل کیا اونسے بخاری نے تاریخ اوسط کے شروع مین حدیث بیان کی ہمسے حمیدی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہون نے اسرائیل سے اونہون نے کہا مینے حسن سے سنا وہ کہتے تہے مین پیدا ہوا اوسوقت جب دو برس حضرت عمر کی خلافت کو باقی تہے علی نے کہا کہ سماع حسن کا سمرہ سے صحیح ہے اور ترمذی نے اپنی کتاب مین باب الصلوٰۃ الوسطی مین کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی بن المدینی نے کہا حسن کا سماع سمرہ سے صحیح ہے اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے اچھا نہین کیا جو دوسرے کی تقلید سے کہا کہ ترمذی نے کہا کہ حسن کا سننا سمرہ سے میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ترمذی نے ایسا نہین کہا بلکہ نقل کیا بخاری سے اونہون نے ابن المدینی سے البتہ ترمذی کی اس حدیث کو اور دوسری حدیثون کو جو حسن نے سمرہ سے روایت کین صحیح کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ اونہون نے اس قول کو اختیار کیا اور حاکم نے مستدرک مین بہی یہی اختیار کیا اونہون نے دو سکتون کی حدیث حسن کی سمرہ سے بروایت کی پہر کہا یہ وہم نہ کیا جاوے کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا بلکہ سنا ہے اون سے اور اپنی کتاب مین کئی حدیثین نکالین حسن کی سمرہ سے اور بعضون مین کہا یہ بخاری کی شرط پر ہین اور کتاب البیوع مین کہا کہ بخاری نے حجت لی حسن کی روایت سے سمرہ سے دوسرے یہ کہ کچہہ نہین سنا اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اسی کو اختیار کیا اور یہی دو سکتون کی حدیث کو نقل کیا اور کہا حسن نے سمرہ سے نہین سنا اور صاحب تنقیح نے کہا ابن معین نے کہا کہ حسن نے سمرہ سے ملاقات نہین کی اور شعبہ نے کہا کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا اور بردیجی نے کہا حسن کی حدیثین سمرہ سے کتاب سے ہین اور کوئی حدیث ایسی ثابت نہین جس مین حسن نے یہ کہا ہو کہ مینے سمرہ سے سنا تیسرے یہ کہ صرف عقیقہ کی حدیث سنی یہ نسائی نے کہا اور دارقطنی سنن مین اسیطرف مائل ہوئے تو دو سکتون کی حدیث کے بعد کہا کہ حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور نہین سُنی اونہون نے سمرہ سے مگر عقیقہ کی حدیث جیسے قریش بن انس نے کہا اور عبد الحق نے احکام مین اسی کو اختیار کیا تو اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ حسن نے سمرہ سے نہین سنا مگر عقیقہ کی حدیث کو اور بزار نے مسند مین اسکو اختیار کیا اور کہا کہ حسن نے سمرہ سے عقیقہ کی حدیث سنی پہر رغبت نہ کی اونسے سننے مین اور جب اونکو لڑکے

کے پاس لوٹ کر گئے تو اونہوں نے ایک کتاب نکالی جسکو سنا تہا اپنے باپ سے تو حسن اوسی کتاب سے روایت کرتے تہے اور اپنے سماع
کی تصریح نہیں کرتے تہے کیونکہ اونہوں نے سمرہ سے نہیں سنا تہا اور بخاری نے تاریخ میں روایت کیا ابن سیرین نے کہا حسن سے
پوچھا گیا تم نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی اونہوں نے کہا مینے سمرہ سے سنی اور نقل کیا یہ ترمذی نے بخاری سے اور نسائی نے کہا
کہ یہ نقل صرف قریش بن انس نے کی حبیب ابن الشہید سے اور اور لوگوں نے مسکوت کیا اور کہا کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح نہیں ہے
اور بزار نے مسند میں کہا کہ حسن نے ایک جماعت صحابہ سے سنا ہے اور ایک جماعت سے روایت کی لیکن اونکو نہیں پایا اور حسن سچے
تہے وہ یوں کہتے تہے ہمسے حدیث بیان کی ہم کو خطبہ سنایا اور مراد یہ رکہتے تہے کہ ہماری قوم سے حدیث بیان کی اور اونکو خطبہ
سنایا اون روایتوں میں جنکو نہیں سنا تہا پہر جن صحابہ سے سنا ہے وہ یہ ہیں انس بن مالک معقل بن یسار عبد اللہ بن مغفل
عائذ بن عمرو ابو برزہ عبد الرحمن بن سمرہ عمران بن حصین ابو بکرہ سوار بن عمرو بن ثعلب سعد مولی ابی بکرہ کے عثمان بن ابی العاص
اور محمد بن مسلمہ انسے بہی سننا بعید نہیں اور یہ جو حسن نے کہا کہ ہم کو خطبہ سنایا ابن عباس نے بصرے میں تو لوگوں نے اسکا
انکار کیا کسلیے کہ ابن عباس ایام جمل میں بصرے میں تہے اور حسن صفین کے دنوں میں بصرے میں آئے تو ابن عباس کو نہیں
پایا اور بعضوں نے تاویل کی اس قول کی کہ مراد یہ ہے کہ خطبہ سنایا ہماری قوم کو اور ایسا ہی اونہوں نے کہا حدیث بیان کی اسود بن سریع نے
حالانکہ اسود یوم الجمل کو آئے تہے تو اونکو بہی نہیں دیکہا اور یہاں بہی وہی تاویل کرنا ہوگی ایسا ہی علی بن مدینی نے حسن سے
نقل کیا کہ سراقہ بن مالک نے اُن لوگوں سے حدیث بیان کی اور یہ نہیں کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے اور روایت
کیا حسن نے ابو موسے اشعری سے اور ابو موسے بصرے میں حضرت عمر کی خلافت میں تہے تو میں نہیں سمجہتا کہ اونہوں نے ابو موسے
سے سنا ہو اور حسن نے دیکہا ہے ایک جلیل جماعت کو نہیں سے ہیں عثمان بن عفان اور اونہوں نے حدیث بیان کی اسید بن المتشمس
سے اونہوں نے ابو موسے سے اور قیس بن عباد اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ اُن دونوں سے
سنا ہو اور حدیث بیان کی جندب بن عبد اللہ بجلی سے اونہوں نے حضرت عمر سے اور جندب سے اونہوں نے حذیفہ سے
اور حدیث بیان کی نعمان بن بشیر سے اور میں نہیں سمجہتا کہ اونسے سنا ہو کیونکہ نعمان کو ہم نہیں جانتے کہ وہ بصرے میں گئے ہوں
کوفہ میں تہے اور کبہی حسن نے ایک کے واسطے سے اونسے روایت کی اور حدیث بیان کی عقبہ بن عامر سے شک کے ساتہہ
تو کہا سمرہ سے یا عقبہ سے اور یونس نے کہا عن الحسن عن عقبۃ بغیر شک کے اور میں نہیں سمجہتا کہ اون سے سنا ہو اور حدیث
بیان کی عبادہ بن صامت سے اور نہیں سنا اونسے اور اُن کے درمیان خطاب بن عبد اللہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی
سلمہ بن المحبق سے اور نہیں سنا اونسے اور اُن کے درمیان حول بن قتادہ اور قبیصہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی صعصعہ
بن معاویہ سے اور حدیث بیان کی عتبہ بن غزوان سے اور نہیں سنا اونسے کیونکہ عتبہ حضرت عمر رض کے زمانے میں بصرے کے امیر ہو گئے

تھے پھر مدینے لوٹ آئے اور مر گئے تو اُن سے نہیں سنا اور عتبہ سے حضرت عمرؓ سے ایک ہی حدیث روایت کی ہے اور روایت کیا حسن نے حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سے کئی حدیثوں کو لیکن نہیں سنا اُنسے اور اونکے درمیان واسطہ ہے قیس بن عباد اور ابن الکرّاد کا ترمذی نے کہا ابو زرعہ نے کہا حسن نے حضرت علیؓ سے کچھ نہیں سنا مترجم کہتا ہے جب حسن نے حضرت علی سے نہ سنا ہو تو اب وہ سلسلے مشائخ کے جن میں حسن ہیں حضرت علی سے کیونکر متصل ہو سکتی ہیں اور ایسا ہی کہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اور تعجب ہے اون جہال سے جنہوں نے اسبات پر شاہ صاحب پر اعتراض کیا ہے حالانکہ بزار جو محدث جلیل الشان ہیں اونہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ترمذی اور ابو زرعہ اور ایک جماعت محدثین نے اونکے ساتھ اتفاق کیا ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے اپنے اسانید سے سماع حسن کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے مگر اہل حدیث کے طریق پر ثابت نہیں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حنفیہ امام ابو حنیفہ رح کا سماع ایک جماعت صحابہ سے نقل کرتے ہیں پر اہلحدیث کے نزدیک یہ صحیح نہیں پھر بزار نے کہا کہ حسن نے انس رضؓ سے چند مراسیل نقل کیے ہیں جن میں سے کوئی ثابت نہیں مگر جن میں واسطہ ہی کسی کا جیسے ابو سفیان کا یا یزید رقاشی کا اور روایتکیں ابو ہریرہ سے کئی حدیثیں اور نہیں سنا اُنسے اور ثوبان سے ایک حدیث روایت کی اور اُنسے نہیں سنا اور اسامہ بن زید سے دو حدیثیں روایتکیں اور اُنسے نہیں سنا اور جابر بن عبد اللہ سے کئی حدیثیں روایتکیں اور اُنسے نہیں سنا اور عباس بن عبد المطلب سے روایت کیا اور اُنسے نہیں سنا اونکے درمیان واسطہ ہی احنف بن قیس کا اور حسن کا سماع کسی بدری صحابی سے ثابت نہیں ہوا اور ان سے ایک ہی حدیث سنی اور حسن نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے طلحہ اور زبیر کو مدینہ کے بعض باغوں میں دیکھا تمام ہوا کلام بزار کا اور ترمذی نے اپنی کتاب میں کہا کہ حسن نے عتبہ بن غزوان سے نہیں سنا وہ حضرت عمر کی خلافت میں بصرے میں آگئے تھے اور حسن جب پیدا ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت کے دو سال باقی تھے اسیطرح نقل کیا ایوب سختیانی اور یونس بن عبید اور علی بن مدینی سے کہ حسن نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا تمام ہوا کلام زیلعی کا حافظ نے کہا یہ حدیث حسن سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے نکالا اسکو بزار نے اور وہ وہم ہے اور قتادہ کے طریق سے مروی ہے حسن سے اونہوں نے جابر سے اور ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے انس سے حافظ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا کیونکہ اختلاف کرنیوالے ضعیف ہیں اور صحیح یہی ہے جو دارقطنی نے کہا قتادہ سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے سمرہ سے اور ایسا ہی کہا عقیلی نے جو لوگ واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے بھی کہ حضرتؐ نے فرمایا جسنے وضو کیا جمعہ کے دن تو اُسنے سنت پر عمل کیا اور اچھی ہے یہ سنت اُس سے فرض ادا ہو جاویگا اور جسنے غسل کیا تو غسل افضل ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سنن میں زیلعی نے کہا یہ سند ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا

اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور بزار نے مسند میں اور اسکی سند اور زیادہ ضعیف ہی ضحاک بن حمزہ ضعیف ہے اگرچہ ابن عدی نے اُنکی حدیثوں کو حسن اور غریب کہا اور اوسکو چلایا اور حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور ابراہیم بن مہاجر بھی ضعیف ہے اور حسن نے انس سے نہیں سنا جیسے بزار نے کہا اور ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں شوکانی نے کہا اوسکا اسناد ابن ماجہ کی اسناد سے بہتر ہے اور نکالا اوسکو امام محمد نے موطا میں اور کتاب الحجج میں ربیع بن صبیح سے اونہوں نے یزید رقاشی سے اونہوں نے انس بن مالک اور حسن بصری سے اور اسکی اسناد میں ربیع بن صبیح اور یزید رقاشی دونو ضعیف ہیں اور دلیل لیتے ہیں ابو سعید خدری کی حدیث سے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن میں اور بزار نے مسند میں اسکی اسناد میں اسید بن زید ہے ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے اور ساجی نے کہا اُسکی منکر حدیثیں ہیں اور ابن حبان نے کہا ثقات سے منکرات روایت کرتا ہے اور امام بخاری پر عیب کیا گیا اوس سے روایت کرنے میں بزار نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو عوف سے مگر شریک نے اور شریک سے مگر اسید بن زید نے اور وہ کوفی ہے اور اُنکی حدیث لی گئی ہے گو اُسمیں سخت تشیع تھا اور دلیل لیتے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث سے اوسکو بزار نے نکالا مسند میں اور ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی اوسمیں ابو بکر ہذلی سے جسکا نام سلمی بن عبد اللہ ہے اور دلیل لیتے ہیں جابر کی حدیث سے نکالا اوسکو عبد بن حمید نے مسند میں اور عبد الرزاق نے مصنف میں اور عبد بن حمید کے اسناد میں ابان ضعیف ہے اور عبد الرزاق کی اسناد میں ایک شخص مبہم ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شوکانی نے کہا اوسکی اسناد میں انقطاع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے انکی اسناد میں ضعف ہے اور ابن عبد البر نے تمہید میں اونکی اسناد میں ہیم بن بدر ضعیف ہے زیلعی نے کہا نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اُنکی اسناد میں عبید بن اسحاق ضعیف ہے اور دلیل لیتے ہیں عبد الرحمن بن سمرہ کی حدیث سے اسکو طبرانی نے نکالا معجم اوسط میں اور عقیلی نے کتاب الضعفاء میں اُسکی اسناد میں مسلم بن سلیمان ضعیف ہے عقیلی نے کہا کہ اس حدیث کو ولید بن مسلم نے سعید بن بشیر سے اونے قتادہ سے اونے حسن سے اونے جابر سے روایت کیا اور محمد بن حرب زبیدی نے ضحاک بن حمزہ سے اونے حجاج بن ارطاۃ سے اونے ابراہیم بن مہاجر سے اونے حسن سے اونے انس سے اور اسباط بن محمد قرشی نے ابو بکر ہذلی سے اونے حسن اور محمد بن سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور شعبہ اور ہمام اور ابو عوانہ نے قتادہ سے اونے حسن سے اُسنے سمرہ سے روایت کیا اور اخیر روایت صواب ہے انتہی اور دلیل لیتے ہیں ابن عباس کی حدیث سے اوسکو بیہقی نے سنن میں نکالا اور کہا یہ غریب ہے اس طریق سے اور مشہور حسن عن سمرہ کے طریق سے ہے بیہقی نے کہا جب ضعیف حدیثیں ملائی جاتی ہیں تو ایک قوت پیدا کرتی ہیں اس حکم میں جو اون سب سے ثابت ہوتا ہے زیلعی نے کہا یہ لوگ وجوب کی حدیثوں کے دو جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ امر اون میں استحباب کا ہے اسلیے کہ غسل کا حکم ایک وجہ سے

سبب سے ہوا تہا جب وہ سبب اوٹہہ گیا تو حکم بہی جاتا رہیگا جیسے نکالا بخاری اور مسلم نے یحیی بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے پوچہا جمعہ کے غسل کو اونہون نے کہا لوگ اپنے گہرون کے کام آپ کرتے تہے پہر جب جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت مین جاتے تو اونسے کہا گیا کاش تم نہا لیا کرو اور بخاری اور مسلم نے عروہ سے نکالا اونہون نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا لوگ جمعہ کے لیے باری باری آتے تہے اپنے گہرون سے اور عوالی سے (جو گاؤن ہین مدینہ کے گرد چار میل پر) تو کمل اوڑہ کرلیتے اونکو غبار لگتا اور پسینہ آتا تو ان مین سے بری بو نکلتی پہر ایک شخص ان مین سے حضرتؐ کے پاس آیا آپ میرے پاس تہے آپ نے فرمایا کاش تم اسدن کے لیے غسل کیا کرو اور ابوداود نے نکالا عکرمہ سے کہ کچہ لوگ عراق کے آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس کیا تم جمعہ کے غسل کو واجب جانتے ہو اونہون نے کہا وہ زیادہ پاک کرنیوالا ہے اور بہتر ہے اسکے لیے جو غسل کرے اور جو غسل نہ کرے تو اوس پر واجب نہین ہے اور مین تم سے بیان کرونگا کیونکر غسل شروع ہوا لوگ محتاج تہے بال پہنتے تہے اور اپنی پیٹہون پر بوجہ اوٹہاتے تہے اور مسجد تنگ تہی اوسکی چہت نیچی تہی وہ تو کہجور کی شاخون سے بنی ہوئی تہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک گرم دن مین اور لوگون کو بالون مین پسینہ آیا یہانتک کہ اون مین سے بوئین پہوٹین اور ایک نے دوسرے کو اسوجہ سے ایذا دی جب حضرتؐ نے یہ بو پائی تو فرمایا اے لوگو جب یہ دن ہو تو غسل کرو اور تم مین سے ایک عمدہ تیل اور خوشبو جو مل سکے لگا دے ابن عباسؓ نے کہا پہر اللہ تعالی نے مال عنایت فرمایا اور لوگون نے بالون کے سوا کپڑے پہنے اور محنت کرنے سے بچ گئے (لونڈی غلام ہوگئے) اور مسجد اونکی کشادہ ہوگئی اور پسینہ وہ جاتا رہا جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو ایذا دیتا تہا یعنے پسینہ وہ نہی کم ہوگیا اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت جو اوپر گذری کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ پر انکار نہ کیا جب وہ بغیر غسل کے جمعہ کو آئے تہے صرف وضو کرکے اور یہ امر بہت سے صحابہ کے حضور مین ہوا البتہ انکار کیا اونکے دیر مین آنے پر اور یہ جو کہا کہ غسل واجب ہے تو خطابی نے کہا یعنے اسکا استحباب قوی ہے جیسے کہتے ہین تمہارا حق مجہپر واجب ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ غسل کے ساتہہ اور باتون کا بہی ذکر کیا جیسے مسلم کی روایت مین ابوسعید خدری سے مسواک اور خوشبو لگانا بہی مذکور ہے اس صورت مین امام مالک نے جو اخیر مین روایت کیا کہ جو کوئی جمعہ کو آوے وہ غسل کرے محمول ہوگا استحباب پر یا منسوخ ہوگا اور ایک دلیل نسخ کی وہ بہی ہے جو ابن عدی نے کامل مین نکالا فضل بن مختار سے اونسے ابان بن ابی عیاش سے اونسے انسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی تم مین سے جمعہ کو آوے وہ غسل کرے جب جاڑے کے دن ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ہمکو جمعہ کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور جاڑا آگیا ہمکو سردی لگتی ہے آپنے فرمایا جو غسل کرے تو اوسنے سنت پر عمل کیا اور اچہی سنت ہے اور جو غسل نہ کرے تو کچہہ حرج نہین ہے مگر اسکی سند ضعیف ہے (ابان بن ابی عیاش واہی ہے) البتہ دوسری روایتون سے اسکی تائید

ہوتی ہے اور امام محمد نے موطا میں روایت کیا حماد سے میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا جمعہ کے غسل اور عیدین کے غسل اور حجامت
اور پچھنے لگانے کے غسل کو انہوں نے کہا اگر تو غسل کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو تجھ پر واجب نہیں ہے میں نے اونسے
کہا کیا حضرت نے نہیں فرمایا جو جمعہ کو جاوے وہ غسل کرے تو انہوں نے کہا ہاں فرمایا ہے لیکن یہ غسل واجب نہیں ہے اور اسکی
نظیر اللہ تعالی کا قول ہے جب بیچو تو گواہ کر لو پھر اگر گواہ کر لے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو اوسپر واجب نہیں ہے اور جیسے اللہ تعالی
نے فرمایا جب نماز ہو جاوے تو زمین میں پھیل جاؤ پھر جو چلا جاوے نماز کے بعد تو قباحت نہیں اور جو بیٹھا رہے تو بھی قباحت
نہیں حماد نے کہا میں نے ابراہیم نخعی کو دیکھا وہ عیدین میں آتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے اوسکی اسناد میں محمد بن ابان بن
صالح ہے بخاری اور ابوداؤد اور ابن معین اور نسائی سبنے اوسکو ضعیف کہا اور روایت کیا امام محمد نے عطا بن ابی رباح سے
کہ ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے تو جمعہ کی نماز کا وقت آیا اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اونکے بعض
اصحاب نے کہا تم غسل نہیں کرتے اونہوں نے کہا آج ٹھنڈا دن ہے پھر وضو کیا اسکی اسناد میں بھی محمد بن ابان ضعیف ہے اور روایت
کیا امام محمد نے ابراہیم سے کہ علقمہ بن قیس جب سفر کرتے تو چاشت کی نماز نہ پڑھتے نہ جمعہ کا غسل کرتے اسکا اسناد صحیح ہے
دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ وجوب کی حدیثیں منسوخ ہیں اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے تو اوسنے لیا سنت کو اور اچھی سنت ہے اور
جو غسل کرے تو وہ افضل ہے ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ نسخ کا دعوی بعید ہے کیونکہ تاریخ کسی کے پاس نہیں دوسرے
کہ وجوب کی حدیثیں زیادہ صحیح ہیں اور زیادہ قوی ہیں اور ضعیف قوی کو منسوخ نہیں کر سکتا شوکانی نے نیل میں ایک لمبی تقریر
کی اس باب میں اور مختصر اوس کا یہ ہے کہ وجوب کا مذہب قوی ہے اور مخالفین نے جو دلیل لی اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے
پھر اچھی طرح وضو کرے تو یہ سب میں قوی ہے ان کی دلیلوں میں لیکن اسکی سند بھی وجوب کی حدیثوں کی سند کا مقابلہ نہیں
کر سکتی علاوہ اسکے اسمیں غسل کی نفی نہیں ہے اور دوسرے طریق میں غسل کا ذکر موجود ہے تو احتمال ہے کہ وضو سے
مراد یہ ہو کہ غسل اوسنے پہلے کر لیا ہو لیکن حدث کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے ایسا ہی کہا حافظ نے اور حضرت عمر کی حدیث
جسمیں حضرت عثمان پر انکار مذکور ہے وجوب والوں کی دلیل ہے نہ مخالفین کی کیونکہ ایسے بڑے صحابی پر جیسے حضرت عثمان
تھے صحابہ کے مجمع میں بر سر منبر انکار کرنا وجوب کی بڑی دلیل ہے اور جو غسل سنت ہوتا تو اس انکار کی کیا ضرورت تھی
اب مخالفین جو کہتے ہیں کہ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عمر منبر سے اوترتے اور حضرت عثمان کو غسل کرنیکے لیے لیجاتے
صحیح نہیں ہے اسلیے کہ جو واجب مختلف فیہ ہو اسمیں اتنی تکلف کی ضرورت نہیں صرف انکار کافی ہے جیسے حضرت
عمر نے کیا علاوہ اسکے احتمال ہے کہ حضرت عثمان صبح کو غسل کر چکے ہوں جیسے صحیح مسلم میں حمران سے منقول ہے کہ حضرت عثمان
پر کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ وہ اس روز اپنے اوپر پانی نہ بہاتے ہوں اور ابن منذر نے اسحق بن راھویہ سے نقل کیا کہ حضرت عمر

اور عثمان کا قصہ غسل کے وجوب نہونیکی دلیل ہے کیونکہ حضرت عمر نے خطبہ چھوڑا اور حضرت عثمان پر عتاب کیا لوگون کے سامنے اور اون کو
ڈانٹا اور جو غسل کرنا مباح ہوتا تو ان باتون کی کیا ضرورت تھی اور ابو سعید کی حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہین کیونکہ جو چیز
واجب نہو اوسکو وجوب کے ساتھ بیان کر سکتے ہین اور اوس بن اوس ثقفی کی یہ حدیث کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جو غسل کرے اور اپنا
سارا بدن دھووے یا اپنی بی بی کو غسل کراوے اور اول وقت چلے اور خطبہ کا شروع پاوے اور پیدل چلے سوار نہو اور امام سے
نزدیک ہو اور خطبہ سنے اور لغو نہ بکے تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کے عمل کا ثواب ملیگا اوسکے روزے اور قیام کا نکالا اوسکو امام
احمد اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد اور منذری نے اسپر سکوت کیا شوکانی نے کہا اختلاف ہوا
اوسمین ابو الاشعث اور عبد الرحمن بن یزید اور عبد اللہ بن مبارک پر اور طبرانی نے اسکو نکالا اوس سے عراقی نے کہا اوسکا
اسناد حسن ہے اور امام احمد نے مسند مین عبد اللہ بن عمر سے حجت نہین اسمین بھی وجوب کو غیر واجب کے ساتھ بیان کیا ہے اور
حضرت عائشہ کی حدیث سے جو ثابت ہے کہ جب علت دور ہو جاوے تو حکم کا دور ہو جانا ضرور نہین اور اسکی نظیرین بہت ہین مثلاً
سعی اور رمل مشرکون کو غصہ دلانے کے لیے ہوئی تھی اور اب بھی جاری ہے اسیطرح رمی شیطان کی ظاہر ہے جنکی وجہ سے
مشروع ہوئی تھی اب بھی باقی ہے حافظ نے کہا اسکے سوا حضرت عائشہ کی حدیث مین وجوب کی نفی نہین ہے اور وہ وجوب کے
حکم سے پہلے کی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علمائنے جو دلیلین عدم وجوب کی لی ہین وہ کافی نہین اور اُن مین اور وجوب
کی حدیثون مین جمع نہین ہو سکتا کیونکہ بعضی حدیثون مین واجب کا لفظ صراحۃً موجود ہے پس وجوب کی حدیثین اصح ہین
اور عدم وجوب مین صاف ایک سمرہ کی حدیث ہے اوسمین بھی کلام ہے اور باقی حدیثین یا ضعیف ہین یا اون سے عدم
وجوب نہین نکلتا اب اختلاف ہے اسمین کہ غسل کس وقت کرنا چاہیے امام مالک کے نزدیک جب جمعہ کے لیے چلے اور جمہور
کے نزدیک اوس سے پہلے بھی درست ہے اور امام محمد نے باسناد صحیح مجاہد سے نقل کیا کہ جو شخص جمعہ کے دن صبح صادق طلوع
ہونیکے بعد غسل کر لیوے اسکو کافی ہو جاوے گا جمعہ کے غسل سے اور نماز کے بعد کافی نہین اور مستحب ہے دیر کرنا غسل
مین یہانتک کہ جمعہ کے لیے چلے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی درست ہے بلکہ اگر غروب سے پہلے غسل کر لیگا تو کافی
ہو جاویگا امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور ابن جریر نے اسکی مدد کی اور ابن دقیق العید نے اسکو بعید کہا اور کہا وہ قریب
باطل کے اور ابن عبد البر نے اجماع کا دعوے کیا اسپر کہ جو نماز کے بعد غسل کرے تو اسکا اعتبار جمعہ کے لیے نہ ہوگا
اور ظاہر مذہب امام مالک کا یہی ہے لیکن مترجم کہتا ہے جمہور کے مذہب کی تائید کرتا ہے وہ جو امام طحاوی نے نکالا سعید بن
عبد الرحمن بن ابزی سے کہ اونکے باپ کو حدث ہوتا جمعہ کے دن غسل کے بعد تو وضو کرتے اور دوبارہ غسل نہ کرتے مترجم
کہتا ہے جمعہ کے غسل کی فضیلت مین اور حدیثین آئی ہین اُن مین سے بعض کو امام بخاری کتاب الجمعہ مین ذکر کرینگے اور

ہم ان حدیثون کو یہان مین لکھے دیتے ہین جنکو امام بخاری نے نہین نکالا ابو داؤد نے ابو سعید اور ابو ہریرہ سے دونون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے دن اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو پھر جمعہ مین آوے تو لوگون کی گردنین نہ پھاندے پھر نماز پڑھے جتنی اللہ نے لکھی اوسکے واسطے پھر چپ رہے جب امام اوسکا نکلے یہان تک کہ فارغ ہو اپنی نماز سے تو اوسکے لیے کفارہ ہو جاویگا اون گناہون کا جو اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے بیچ مین ہونگے امام احمد اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو ایوب انصاری رضہ سے مین نے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے دن اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو اور اپنے اچھے کپڑے پہنے پھر نکلے یہانتک کہ مسجد مین آوے پھر جتنی اوسکو مناسب معلوم ہون اتنی رکعتین پڑھے اور کسیکو ایذا نہ دیوے پھر چپ رہے نماز سے فارغ ہونے تک تو اوسکے لیے کفارہ ہو جاویگا اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہون کا منذری نے کہا امام احمد کے راوی ثقہ ہین امام احمد اور طبرانی نے ابو الدرداء سے حضرت صلعم نے فرمایا جو غسل کرے جمعہ کے دن پھر اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو پھر جمعہ کے لیے چلے اور لازم ہے اوسپر اطمینان سے چلنا اور کسیکو نہ پھاندے نہ ایذا دیوے پھر جتنی اوسکی تقدیر مین ہین اتنی رکعتین پڑھے پھر ٹھیرا رہے یہانتک کہ امام فارغ ہو جاوے تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوینگے جو دونون جمعون کے بیچ مین ہونگے منذری نے کہا یہ منقطع ہے حرب نے ابو الدرداء سے نہین سنا امام احمد نے نبیشہ ہذلی سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان جب غسل کرے جمعہ کے دن پھر مسجد کیطرف آوے کسیکو ایذا نہ دے پھر اگر امام کو پاوے نہ نکلا ہوا تو نماز پڑھے جتنی اوسکے دل مین آوے اور جو امام نکل چکا ہو تو بیٹھ جاوے پھر خطبہ سنے اور چپکا رہے یہانتک کہ امام جمعہ سے فارغ ہو اور اپنے کلام سے تو اگر نہ بخشدیے جاوینگے اوسکے اس جمعہ کے سب گناہ تو کفارہ ہوگا اس جمعہ کے گناہون کا جو اوسکے بعد ہے امام نسائی نے سلمان سے حضرت صلعم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہین جو جمعہ کے دن طہارت کرے جیسے حکم ہے پھر نکلے اپنے گھر سے یہان تک کہ جمعہ کو آوے اور چپ رہے نماز ہونے تک مگر کفارہ ہو جاویگا اوس سے پہلے ایک جمعے کے گناہون کا طبرانی نے کبیر مین یہ نکالا کہ کفارہ ہوگا اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کے گناہون کا جب تک خون سے بچے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے طبرانی نے کبیر اور اوسط مین ابو بکر صدیق اور عمران بن حصین رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص غسل کرے جمعے کے دن اوسکے گناہ اور خطائین معاف ہو جاوینگی پھر جب چلنے لگے تو ہر قدم پر بیس نیکیان لکھی جاوینگی پھر جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو دو سو برس کا عمل اوسکو ملیگا ایک طبرانی کے اوسط مین یہ ہے کہ ہر قدم پر بیس برس کا عمل ملیگا امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص اپنا سر دہووے اور سارا بدن دہووے یا نہاوے اور نہلادے (اپنی عورت کو) اور نزدیک ہو (امام کے) اور سویرے جاوے (خطبہ کے شروع مین) اور قریب بیٹھے اور سنے

تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کے روزہ اور رات کی عبادت کا ثواب ملیگا منذری نے کہا اسکے راوی صحیح کے راوی ہین
طبرانی نے کبیر مین ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا غسل جمعہ کا بالون کی جڑون سے گناہونکو کھینچ لیتا ہے منذری
نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین ابن خزیمہ نے صحیح مین ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہو اور آدمی غسل کرے اور
اپنا سر دہووے پہر خوشبو لگاوے اپنی عمدہ خوشبو مین سے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے پہر نماز کو نکلے اور دو مین جدائی نہ
کرے (یعنی دو آدمیون کو جو ملے بیٹھے ہون اونکے بیچ مین نہ گھسے اونکو تکلیف نہ دیوے) پہر امام کا خطبہ سنے تو اس جمعہ
سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ اسکے معاف ہوجاوینگے بلکہ تین دن اور زیادہ کے مترجم کہتا ہے صحیح مسلم مین یہ حدیث
دوسرے لفظون سے مروی ہے جو اوپر گذری (۲) عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن ماجہ اور بزار اور بغوی اور ابن قانع نے
فاکہ بن سعد سے جو صحابی ہین روایت کیا کہ آنحضرت صلعم غسل کرتے تہے جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید الفطر کے دن اور یوم النحر کے دن اور فاکہ
بن سعد اپنے گھر والون کو ان دنون مین غسل کرنیکے لیے حکم کرتے زیلعی نے کہا اسکو روایت کیا طبرانی نے معجم مین اور ابن ماجہ
کی روایت مین جمعہ کا دن نہین ہے بزار نے کہا فاکہ بن سعد کی اور کوئی حدیث معلوم نہین ہوتی اور وہ مشہور صحابی ہے اور یہ
حدیث امام احمد کے مسند مین بزار کے لفظ سے لیکن وہ امام احمد کی روایت سے نہین ہے بلکہ عبد اللہ بن احمد کی اونہون نے کہا
نصر بن علی کی اس حدیث مین علت یہ ہے کہ اسکی اسناد مین یوسف بن خالد سمتی ہے امام مین ہے کہ لوگون نے اس مین کلام کیا
بہت سخت حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے شوکانی نے کہا یوسف بن خالد سمتی متروک ہے ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو
جہوٹا کہا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلعم غسل کرتے تہے عید الفطر اور عید الضحی کے روز ابن القطان نے کہا یہ حدیث
معلول ہے جبارہ بن مغلس کی وجہ سے وہ ضعیف ہے گو ابن عدی نے اسکو چلایا اور کہا اس مین کوئی قباحت نہین اور
حجاج بھی ضعیف ہے ابن جوزی نے کہا حجاج بن تمیم کی حدیثین میمون سے مستقیم نہین ہین حافظ نے کہا اسکی بھی سند ضعیف ہے
بزار نے مسند مین ابو رافع سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا عیدین کے لیے ذکر کیا اسکو عبد الحق نے احکام مین بزار کی روایت
سے اور کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن القطان نے کہا اسکی علت یہ ہے کہ اسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ ہے ابن معین نے کہا وہ کچھ
نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف الحدیث واہی ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور مندل بن علی اس سے اچھا ہے لیکن وہ
بھی ضعیف ہے شوکانی نے کہا عیدین کا غسل امام شافعی نے حضرت علی سے موقوفاً نقل کیا ہے مترجم کہتا ہے امام شافعی نے
ام مین روایت کیا امام مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ غسل کرتے تہے عید الفطر کے دن عیدگاہ کو
جانے سے پہلے اور نکالا اسکو امام مالک نے موطا مین اور بیہقی نے اور امام شافعی نے روایت کیا اپنی سند سے سلمہ بن الاکوع سے کہ وہ غسل
کرتے تہے عید کے دن اور روایت کیا امام محمد باقر سے کہ حضرت علی غسل کرتے تہے عیدین اور جمعہ اور عرفہ کو اور جب احرام باندہتا

فائدہ غسل عیدین

چاہتے تھے کہ یہ روایت منقطع ہے امام محمد باقر نے حضرت علی کو نہین پایا اور روایت کیا بیہقی نے عروہ بن الزبیر رض سے کہ انھون نے غسل کیا عید کے دن پھر کہا کہ یہ سنت ہے اور بزار نے کہا کہ عید کے غسل مین کوئی صحیح حدیث مجھے یاد نہین اور بدر منیر مین ہے کہ عیدین کے غسل کی حدیثین ضعیف ہین اور اسمین آثار ہین صحابہ کے صحیح اور اُنسے یہ نکلتا ہے کہ عید کا غسل بہتر ہے لیکن کوئی حدیث ایسی نہین جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ غسل مسنون ہے شوکانی نے کہا یہ شرط کہ عید کے غسل سے عید کی نماز پڑھے اسکی کوئی دلیل مین نہین جانتا اور ہمارے امامون کی کتابون مین جیسے مجموعہ ہے زید بن علی رض کا اور اصول الاحکام اور شفا اُن مین مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلعم نے غسل کا جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید کے دن اور فرمایا یہ واجب نہین ہے اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے غسل کا سنت ہونا ثابت ہو سکتا ہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی رح پہلے زیدیہ مذہب رکھتے تھے بعد اسکے حدیث شریف کی کتابون کے دیکھنے سے اللہ تعالی نے انکو اہلسنت اور جماعت کر دیا بلکہ اہلسنت اور جماعت کے پیشوا بن گئے رضی اللہ تعالی عنہ (۸) مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داود نے حضرت عائشہ رض سے نکالا کہ اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کا شجرہ مین حضرت صلعم نے ابوبکر رض کو حکم کیا کہ وہ اسماء کو حکم کرین غسل کرنیکا اور احرام باندھنے کا اور ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا زید بن ثابت سے انہون نے حضرت صلعم کو دیکھا آپ نے کپڑے اوتارے احرام کے لیے اور غسل کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے زیلعی نے کہا اسکا بیان انشاء اللہ تعالی پورا کتاب الحج مین ہوگا شوکانی نے کہا کہ زید بن ثابت کی حدیث کو دار قطنی اور بیہقی اور طبرانی نے نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور عقیلی نے اسکو ضعیف کہا کیونکہ اسکی سند مین عبد اللہ بن یعقوب مدنی ہے اور حدیث سے اس غسل کا استحباب نکلتا ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ناصر نے کہا وہ واجب ہے اور حاکم اور بیہقی نے نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا پھر اپنے کپڑے پہنے جب ذو الحلیفہ مین آئے تو دو رکعتین پڑھین پھر اپنے اونٹ پر بیٹھے جب بیدا مین پہنچے تو حج کا احرام باندھا اسکی اسناد مین یعقوب بن عطا ضعیف ہے امام احمد اور بزار اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت جب ارادہ کرتے احرام باندھنے کا تو اپنا سر دھوتے خطمی اور اشنان سے اور تیل ڈالتے زیتون کا لیکن بہت نہین اسکا اسناد حسن ہے اور مسلم نے جابر کی طویل حدیث مین نکالا کہ ہم نکلے یہانتک کہ ذو الحلیفہ مین آئے وہان اسماء بنت عمیس جنین محمد بن ابی بکر کو انہون نے حضرت صلعم پاس بھیجا مین کیونکر کرون آپ نے فرمایا غسل کرے اور لنگوٹ کسے ایک کپڑے کا اور احرام باندھے اور مسلم اور بخاری نے نکالا ابن عمر سے کہ وہ مکہ مین نہ آتے مگر ذی طوی مین رات کو رہتے صبح کو غسل کرتے پھر مکہ مین دن کو آتے اور کہتے کہ حضرت صلعم ایسا ہی کرتے تھے اور موطا مین نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر غسل کرتے تھے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور مکہ مین داخل ہونیکے لیے اور عرفہ کے دن تیسرے پہر کو وقوف کے لیے (۹) امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے ابوہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی میت کو غسل دیوے وہ غسل کر لے اور

غسل احرام

غسل از غسل میت

جو کوئی میت کو اوٹھاوے وہ وضو کرے ابن ماجہ کی روایت مین وضو کا ذکر نہین ہی ابو داؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہی کہ جو کوئی جنازہ اوٹھانیکا اور اوسکے ساتھ جانے کا ارادہ کرے وہ وضو کر لیوے اوس پر نماز پڑھنے کے واسطے شوکانی نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی نکالا اور اس کے اسناد مین صالح ہے مولیٰ توام کا وہ ضعیف ہی اور بزار نے اسکو تین طریقون سے ابوہریرہ سے روایت کیا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے بھی بیہقی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور بخاری نے کہا شبہ اسکا موقوف ہونا ہی اور علی بن المدینی اور احمد بن حنبل نے کہا اس باب مین کچھ صحیح نہین اور حاکم نے تاریخ مین کہا غسل میت سے غسل کرنے مین کوئی حدیث صحیح نہین ہی اور ذہلی نے کہا مین اس باب مین کوئی حدیث نہین جانتا جو ثابت ہو اور اگر ثابت ہو تو ہمکو لازم ہوگا اوسپر عمل کرنا اور ابن منذر نے کہا اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین اور ابن ابی حاتم نے علل مین کہا کہ اونکے باپ نے کہا اس حدیث کو ثقہ مرفوع نہین کرتے یہ موقوف ہے اور رافعی نے کہا کہ علماء حدیث نے اس باب مین کسی مرفوع حدیث کو صحیح نہین کہا حافظ نے کہا ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح کہا اور دارقطنی نے اسکو نکالا اپنی سند سے اوسکے راوی ثقہ ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس باب مین حضرت علی سے مروی ہے نکالا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلیٰ اور بزار اور بیہقی نے ناجیہ بن کعب سے کہ جب ابوطالب مر گئے تو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپنے فرمایا جا اور اپنے باپ کو چھپا کر آ پھر کسی سے کچھ بات نہ کر جب تک میرے پاس نہ آوے مین اونکو چھپا کر آیا (زمین مین) پھر آپنے مجھکو حکم کیا مینے غسل کیا پھر آپنے دعا کی میرے لیے زیلعی نے کہا اس حدیث مین غسل اور کفن کا ذکر نہین ہے مگر یہ کہ وہ نکالا جاوے اس لفظ سے کہ مین نے غسل کیا کیونکہ غسل مشروع ہے میت کو غسل دینے سے نہ اوسکے دفن سے اور بیہقی وغیرہ شافعیہ نے اس سے دلیل لی ہے غسل کی غسل میت سے اور ابن سعد نے طبقات مین نکالا کہ حبیب بن ابی ثابت نے حضرت ص کو ابوطالب کی موت کی خبر کی آپ روئے پھر فرمایا جا اور اونکو غسل دے اور کفن دے اور گاڑ دے مینے ایسا ہی کیا پھر مین آپ پاس آیا آپنے فرمایا جا اور غسل کر اور حضرت ص نے اونکے لیے استغفار کرنا شروع کیا کئی دن تک اور اپنے گھر سے نہ نکلے یہانتک حضرت جبرئیل یہ آیت لیکر آئے نبی کو لائق نہین کہ استغفار کرے مشرکون کے لیے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین نکالا اوس مین یہ ہے کہ آپ کا چچا بوڑھا کافر مر گیا اب آپ کیا فرماتے ہین اوسکے باب مین آپنے فرمایا مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ تو اوسکو غسل دیوے اور چھپاوے اور حکم کیا آپنے حضرت علی رض کو غسل کا اور ابو یعلی موصلی نے نکالا حضرت علی سے سند مین جب ابوطالب مر گئے تو مین حضرت ص پاس آیا اور عرض کیا آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپنے فرمایا جا اور اسکو چھپا کر

اور کسی سے بات مت کرنا جب تک میرے پاس نہ آنا اونہون نے کہا مین نے اونکو گاڑا پہر آپکے پاس آیا آپ نے فرمایا جا غسل
کر مین نے غسل کیا پہر آیا آپنے میرے لیے دعا کی اور ایسی دعائین کین کہ اونکے بدل مجہو لال اونٹ یا کالی اونٹ ملنا پسند نہین
ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا حضرت علی رض جب کسی میت کو غسل دیتے تو غسل کرتے اور روایت کیا شافعی اور ابو داؤد طیالسی
اور ابن راہویہ نے اپنی مسندون مین شعبہ سے اونہون نے ابو اسحق سے اصحاب سنن کی مانند اور شافعی کی روایت مین یہ زیادہ ہے
مین نے کہا یا رسول اللہ وہ مشرک ہو کر مرا ہے آپنے فرمایا جا اور چھپا اسکو اور امام شافعی کے طریق سے اسکو نکالا بیہقی نے
سنن وسطی مین پہر کہا کہ ناجیہ بن کعب سے معلوم نہین ہوتا کسی نے روایت کی ہو سوا ابو اسحق کے ابن المدینی وغیرہ حافظون
نے ایسا ہی کہا اور بیہقی نے سنن مین حضرت علی کی اس حدیث کو روایت کیا کئی طریقون سے اور کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی
سندین ضعیف ہین اور بعض منکر ہین اور یہ حدیث ابو ہریرہ کی جو مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اسکو جمہور نے ضعیف کہا اور
ترمذی نے حسن کہا اور امام بیہقی نے اسکے طریقون مین طول کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہو شوکانی نے کہا
یہ حدیث سفیان سے ہو اونہون نے سہیل سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اسحق مولی زائدہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے
مروی ہو ابن حجر نے کہا اسحق مولی زائدہ کا اوس سے امام مسلم نے نکالا تو حدیث صحیح ہونا چاہیے اور محمد بن عمرو کی
روایت ابو سلمہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اسکا اسناد حسن ہے مگر کئی حفاظ نے محمد بن عمرو کے اصحاب مین سے اسکو موقوفاً
روایت کیا ہے اونسے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث جیسے حافظ نے کہا اوسکا ادنے درجہ یہ ہے کہ حسن ہو گی بوجہ کثرت
طرق کے اس صورت مین نووی کی ترمذی پر انکار کیا اس حدیث کو حسن کہنے مین وہ اعتراض کے قابل ہو ذہبی نے کہا یہ
حدیث زیادہ قوی ہے اُن کئی حدیثون سے جنسے فقہا نے حجت لی ہو اور اس باب مین مروی ہے حذیفہ سے ابن
ابی حاتم اور دارقطنی نے کہا ثابت نہین حافظ نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور امام احمد
اور دارقطنی اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم غسل کرتے تھے چار سے جمعہ سے اور جنابت سے
اور پچھنے لگانے سے اور مردے کو غسل دینے سے منتقی مین ہے کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے لیکن دارقطنی نے کہا کہ
مصعب بن شیبہ اسکی اسناد مین قوی اور حافظ نہین ہے اور زیلعی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے کہا کہ
اس حدیث کو امام بیہقی نے نکالا اور مصعب کو ضعیف کیا ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ
نے اور حجامت یعنی پچھنے لگانے کے بعد بہی غسل سنت ہے ہادویہ کے نزدیک اسی حدیث سے اور اوس سے جو مروی ہو حضرت
علی علیہ السلام سے اونہون نے کہا غسل پچھنے لگانے سے سنت ہو اور اگر تو وضو کرے تب بہی کافی ہے تجھکو اور دارقطنی نے
نکالا کہ حضرت صلعم نے پچھنے لگائے اور نہین زیادہ کیا پچھنے کے مقام کو دہونے پر اور اسکی اسناد مین صالح بن مقاتل ہے وہ قوی

نہیں ہو امام شوکانی نے کہا لوگون نے اس امر مین اختلاف کیا ہے تو حضرت علی اور ابو ہریرہ اور ناصر اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور یہ غسل اوسپر واجب ہے اور اکثر عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو بیہقی نے نکالا کہ تمہارا مردہ پاک مرتا ہے تو کافی ہے تمکو ہاتھ دہونا ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث ہم غسل دیتے تھے مُردے کو تو بعضے ہم مین غسل کرتے اور بعضے نہ کرتے نکالا اوسکو خطیب نے عمر رضہ سے ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ایک حدیث اسما بنت عمیس کی جو بی بی تہین ابوبکر صدیق رضہ کی کہ اونہون نے غسل دیا ابوبکر رضہ کو جب اونکی وفات ہوئی پہر نکلین اور جو مہاجرین موجود تہے اونسے پوچہا کہ اس دن سردی بہت ہے اور مین روزہ سے ہون تو کیا مجہپر غسل لازم ہے اونہون نے کہا نہین یہ ایسا کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور بیہقی نے اسکو نکالا واقدی کی طریق سے حضرت عائشہ رضہ سے کہ ابوبکر رضہ نے وصیت کی کہ غسل دیوین انکو اسما بنت عمیس وہ ناطاقت ہوگئین تو مدد لی اونہون نے عبد الرحمن بن ابی بکر رضہ سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہین ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے عطا سے اونہون نے سعد بن ابراہیم سے اور سب مرسل ہین اور لیث اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے کہا کہ یہ غسل نہ واجب ہے نہ مستحب کیونکہ حدیث مین ہے کہ تمپر غسل نہین ہے مردیکو غسل دینے سے نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے مرفوعًا ابن عباس سے اور بیہقی نے کہا کہ اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور مرفوع ہونا صحیح نہین اور ابن عطا نے کہا مت نجس بناؤ اپنے مردون کو کیونکہ مومن نجس نہین ہے زندگی مین اور نہ مرنیکے بعد اسکا اسناد صحیح ہے اور یہ مرفوعًا بہی مروی ہے نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے اور ابن عباس سے مرفوعًا مروی ہے کہ مت نجس بناؤ اپنے مردون کو یعنے یون نہ کہو کہ وہ نجس ہین اور یہ حدیث اوپر گذری کہ مومن نجس نہین ہوتا شوکانی نے کہا کہ حق یہ ہے کہ غسل مستحب ہے اور واجب نہین ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلون مین انتہے مختصرًا امام بخاری نے ترجمہ باب مین اور امام مالک نے موطا مین نکالا کہ ابن عمر نے سعید بن زید کے بیٹے کو حنوط لگائی (مردے کو خوشبو) اور اونکو اوٹہایا پہر جنازہ کیسات مسجد مین گئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا لیکن ابن عباس کا یہ قول کیا وضو کرین ہم سوکہی لکڑیون کے اوٹہانے سے تو مجہکو نہین ملا البتہ حنفیون کی اصول کی کتابون مین مذکور ہے (۱۲) امام مالک نے موطا مین نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر غسل کرتے احرام کے لیے احرام سے پہلے اور مکہ مین داخل ہونیکے لیے اور وقوف کے لیے عرفہ کی شام کو بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ابن عمر جب حرم کے قریب پہنچتے تو لبیک موقوف کر دیتے پہر رات کو ذی طوی مین رہتے پہر صبح کی نماز پڑہتے اور غسل کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے اور نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکہ مین داخل ہونیکے لیے غسل کرنا مستحب ہے ابن منذر نے کہا تمام علما کے نزدیک اور جو کوئی اسکو ترک کرے اوسپر فدیہ

نہیں ہے اور اکثر نے کہا کہ وضو بھی کافی ہے (۱۱) صحیحین میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے آپنے فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا نہیں آپ کا انتظار کرتے ہیں یا رسول اللہ آپنے فرمایا میرے لیے پانی رکھو کونڈے میں حضرت عائشہ نے کہا ہمنے رکھا آپ نے غسل کیا پھر آپ چلے اوٹھنے کو تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہمنے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں یا رسول اللہ آپنے فرمایا میرے لیے پانی رکھو کونڈے میں ہم نے پانی رکھا آپ نے غسل کیا پھر چاہا کہ اوٹھیں آپ بیہوش ہو گئے اخیر حدیث تک حدیث اصل کتاب میں پوری طرح سے آگے مذکور ہوگی۔ ابن تیمیہ حنبلی نے اس سے دلیل لی کہ بیہوش کو جب ہوش آوے تو غسل کرنا مستحب ہے اور آپنے تین بار ایسا کیا بیماری کی شدت میں تو معلوم ہوا کہ استحباب مؤکد ہے واللہ اعلم (۱۲) جماعت نے روایت کیا سوا امام بخاری کے ام سلمہ رضہ سے میں نے کہا یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں جو اپنے سر کی چوٹی مضبوط باندھتی ہوں کیا میں اسکو توڑوں جنابت کے غسل کے لیے آپنے فرمایا نہیں کافی ہے تجھکو کہ اپنے سر پر تین چلو ڈال لے پھر اپنے بدن پر پانی بہا لے تو پاک ہو جاویگی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مسلم اور احمد نے عبید بن عمیر سے حضرت عائشہ کو خبر پہونچی کہ عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو جنابت کا غسل کریں سر کھولنے کا تو انہوں نے کہا تعجب ہے ابن عمرو عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں یہ کیوں نہیں حکم کرتے کہ اپنے سر منڈا ڈالیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے اور میں اس سے زیادہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین لپ پانی کے ڈال لیتی اور ابو داؤد نے ثوبان رضہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسکو آپنے فرمایا لیکن مرد تو اپنا سر کھولے اور دھووے یہانتک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک . . . . . . پہونچ جاوے اور عورت کو ضرور نہیں بالوں کا توڑنا بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیوے اوسکو کافی ہو جاویگا اوسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے اور اسکا بیٹا اور دونوں میں گفتگو ہے شوکانی نے کہا یہ روایت اسمعیل کی اہل شام سے ہے اور وہ قوی ہے اون میں تو قبول کیجاویگی اور روایت کیا دارقطنی نے افراد میں اور بیہقی نے سنن کبرے میں انس رضہ سے کہ حضرت صنے فرمایا جب عورت غسل کرے حیض سے تو اپنے بال کھولے اور اونکو دھووے خطمی اور اشنان سے پھر جب غسل کرے جنابت سے تو اپنے سر پر پانی ڈالے اور نچوڑ ڈالے (بالوں کو) متفرد ہوا ساتھ اسکے سلم بن صبیح حماد سے اونہوں نے ثابت سے اونہوں نے انس سے منتقے میں ہے کہ اسمیں دلیل ہے اسکی جسنے ہاتھ سے ملنا ضرور نہیں جانا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت آئی ام سلمہ رض کے پاس اسی حدیث میں اونہوں نے اسکی لیے حضرت صسے پوچھا اخیر تک اسمیں ہے کہ آپنے فرمایا دباوے اپنی چوٹیوں کو ہر لپ ڈالنے کے بعد اور یہ دلیل ہے اسکی کہ لٹکے ہوئے بالوں کے اندر تری پہونچانا درست ہے

اور امام بخاری نے اپنی صحیح مین نکالا حضرت عائشہؓ کی حدیث کو حجۃ الوداع مین اوسمین یہ ہے کہ توڑ ڈال اپنا سر یعنے بال کھول ڈال اور کنگھی کر لے اور عمرے سے باز رہ (یہ حیض کے غسل مین فرمایا) امام شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل رح نے ان حدیثون کے موافق یہ حکم دیا کہ عورت کو جنابت کے غسل مین چوٹی کا کھولنا ضرور نہین لیکن حیض کے غسل مین ضرور ہے اور جمہور نے یہ کہا کہ دونون مین ضرور نہین مگر جب کہ بال ایسے چپکے ہون کہ پانی بغیر کھولے جڑون مین نہ پہونچے تو دونون مین کھولنا ضرور ہے ایسا ہی کہا ابن العربی نے اور موید بابلہ اور ابو طالب اور امام یحییٰ اور قاسم اور نخعی سے منقول ہے کہ دونون مین کھولنا ضرور ہے اور حسن بصری اور طاؤس اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ مرد اور عورت کسی کو چوٹی کھولنا واجب نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ حق امام احمد کا مذہب ہے اور غسل جنابت اور غسل حیض مین فرق ظاہر ہے کیونکہ حیض کا غسل ہر ماہ مین ایک بار ہوتا ہے اور اوس مین زیادہ پاکی منظور ہے تو چوٹی کھولنے مین حرج نہوا برخلاف جنابت کے وہ کبھی روز ہوتی ہے اور کبھی ہر روز چوٹی کھولنا دشوار ہے مترجم کہتا ہے حضرت علی کی حدیث کہ جسنے ایک بال کی برابر جنابت کے غسل مین چھوڑ دیا اوپر گذر چکی (۱۴۳) حیض اور نفاس اور استحاضہ کے غسل کی حدیثین خدا چاہے تو کتاب الحیض مین مذکور ہونگی (۱۴۴) امام احمد نے علی بن زید سے اونھون نے انس بن مالک سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حضرت موسےٰ بن عمران علےٰ نبینا وعلیہ السلام جب نہایا کرتے پانی کے اندر گھسنے کا تو اپنا کپڑا نہ اوتارتے جب تک ستر کو پانی کے اندر نہ چھپا لیتے مجمع الزوائد مین ہے کہ اوسکے راوی سب ثقہ ہین مگر علی بن زید مین اختلاف ہے اُس سے حجت لینے مین ابن تیمیہ نے کہا امام احمد نے کہا کہ پانی مین بغیر تہبند کے گھسنا مکروہ ہے اور اسحاق نے کہا کہ تہبند باندھ کر افضل ہے اور جو ننگا گھسے تو امید ہے کہ گنہگار نہ ہوگا اور حجت لی اونھون نے اسی حدیث سے حضرت موسیٰ کی اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پانی مین گھسے اونپر چادرین تھین اونسے کہا گیا تو فرمایا کہ پانی مین ایک شیطان ہے (۱۵) ابو ہریرہ رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کے مردون مین سے وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہبند کے ساتھ اور جو عورت ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کی عورتون مین سے تو وہ حمام مین نہ جاوے روایت کیا اسکو امام احمد نے اسکے اسناد مین ابو خیرہ ہے ذہبی نے کہا اوسکا حال معلوم نہین اور حمام کی حدیثون مین سے کسی حدیث کی صحت پر اتفاق نہین ہوا منذری نے کہا حمام کی کل حدیثین معلول ہین البتہ صحابہ سے اسباب مین ثابت ہین اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے جابر رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لایا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام مین نہ گھسے بغیر تہبند کے اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام مین نہ بھیجے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے اور نکالا اوسکو امام احمد نے دوسرے

طریق سے ابن لہیعہ سے ابو الزبیر سے جابر سے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے
حضرت نے فرمایا فتح ہوگی تمپر عجم کی زمین وہاں تم کچھ گھر پاؤ گے جنکو حمام کہتے ہیں تو مرد اونکے اندر نہ جاویں بغیر
تہبند کے اور عورتوں کو روکو اونکے اندر جانے سے مگر جو بیمار ہو یا نفاس والی ہو تو وہ علاج کے لیے ضرورت سے نہا سکتی
ہے اسکی اسناد میں عبد الرحمان بن زیاد بن انعم افریقی ہے اوسپر کلام کیا کئی لوگوں نے اور عبد الرحمان بن رافع تنوخی
سے ازلیقیہ کا قاضی طعن کیا اوسپر بخاری اور ابن ابی حاتم نے ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ رضی سے کہ حضرت نے
منع کیا حماموں میں جانے سے پہر اجازت دی مردوں کو اون میں جانے کی تہبند باندھ کر منذری نے کہا ابو داؤد نے اس سے
سکوت کیا اور نکالا اسکو ترمذی نے اسمیں یہ ہے کہ منع کیا مردوں اور عورتوں کو ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ نہیں
رخصت دی عورتوں کو منذری نے کہا اسکو سب نے روایت کیا ابو عذرہ سے اونے عائشہ سے ابو زرعہ سے اوسکا نام پوچھا
گیا اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا کسی نے اوسکا نام لیا ہو ابو بکر حازمی نے کہا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر اسی طریق
سے اور ابو عذرہ مشہور نہیں ہے اور ترمذی نے کہا اسکا اسناد قائم نہیں ہے حاکم نے حضرت عائشہ سے میں نے سنا حضرت
سے آپ فرماتے تھے حمام حرام ہے میری امت کی عورتوں پر حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ایوب
انصاری رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ عزت کرے اپنی ہمسایگی کی اور جو ایمان
رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں داخل نہ ہو مگر تہبند باندھ کر اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیک بات
کہے یا چپ رہے اور جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر تمہاری عورتوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے پھر عمر بن عبد
العزیز کو راوی نے کہا بیشک یہ حدیث لکھ بھیجی اونکی خلافت میں اونہوں نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ محمد
بن ثابت سے پوچھو اونہوں نے پوچھا پہر محمد کو لکھا اونہوں نے منع کر دیا عورتوں کو حمام میں جانے سے منذری نے کہا اسکو
نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے اسناد اس کا اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں عبد اللہ بن صالح کی
روایت سے جو کاتب تھے لیث کے اوسمیں عمر بن عبد العزیز کا ذکر نہیں ہے بزار نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت
نے بچو اس گہر سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میل کو صاف کرتا ہے آپ نے فرمایا تو اپنی
عورت کو چہپاؤ بزار نے کہا اسکو لوگوں نے طاؤس سے مرسلاً روایت کیا ہے منذری نے کہا اوسکے راوی سب وہ
ہیں جنسے صحیح میں حجت لی ہو اور نکالا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور حاکم کا لفظ یہ ہے بچو اس گہر
سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس سے تو میل دور ہوتا ہے اور بیمار کو نفع ہوتا ہے آپ نے فرمایا
تو جو کوئی اسمیں جاوے وہ اپنا ستر چہپاوے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اسی لفظ کی مانند اسکی شرط پر

یہ ہے کہ بری سب گہرون مین حمام مین یا ون مین آوازین بلند ہوتی ہین اور عورتین کہلتی ہین امام احمد نے قاص الاجناد سے
قسطنطنیہ مین اوسنے کہا کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے لوگو مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص
ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اوس دسترخوان پر نہ بیٹہے جس پر شراب کا دور ہوتا ہو اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر
ایمان رکہتا ہو وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہ بند سے اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر ایمان رکہتا ہو وہ اپنی بی بی کو حمام مین نہ
لیجاوے منذری نے کہا قاص الاجناد کو (لشکر کا واعظ) مین نہین پہچانتا اور اس حدیث کا آخر ابو ہریرہ سے روایت کیا
اوسمین ابو خیرہ ہے اوسکو بہی مین نہین پہچانتا ترمذی اور ابو داؤد نے ابو الملیح ہذلی سے کہ کچہہ عورتین حمص کی یا شام
کی حضرت عائشہ پاس گئین اونہون نے کہا تم وہی ہو جو اپنی عورتون کو حمام مین لیجاتی ہو یا تم اوسی ملک کی ہو جہان
کی عورتین حمام مین جاتی ہین مینے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اپنے خاوند کے گہر کے سوا دوسری
جگہہ اوتارے تو اوسنے وہ پردہ چاک کر ڈالا جو اوسکے اور اوسکے پروردگار کے بیچ مین تہا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نکالا
اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہین امام
احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور حاکم نے دراج ابو السمح سے اوسنے سائب سے کہ کچہہ عورتین ام سلمہؓ پاس گئین اونہون نے اونسے
پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا حمص (ایک شہر ہے شام مین) والیان ام سلمہؓ نے کہا حمام والیان اونہون نے کہا
حمام مین کچہہ قباحت ہے اونہون نے کہا مین نے سنا حضرتؐ سے فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اوتارے اپنے گہر کے
سوا دوسری جگہہ اوسنے اپنا پردہ پہاڑ ڈالا طبرانی نے اوسط مین ابو سعید خدریؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی ایمان
رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہ بند سے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو
حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ جمعہ کے لیے جاوے اور جو جمعہ چہوڑ دے کسی کہیل یا تجارت
مین رہکر اللہ تعالے اوس سے بے پرواہی کریگا اور اللہ غنی ہے نیک آدمی نکالا اوسکو بزار نے اوسمین جمعہ کا ذکر نہین ہے اوسکی
اسناد مین علی بن یزید الہانی ہے اور طبرانی نے اوسط مین نکالا حضرت عائشہؓ سے اونہون نے حضرتؐ سے پوچہا
حمام کو آپنے فرمایا میرے بعد حمام ہونگے اور عورتون کے لیے حمامین بہلائی نہین ہے اونہون نے کہا یا رسول اگر تہ بند
باندہ کر جاوے آپنے فرمایا نہین گو تہ بند باندہ کر جاوے اور کرتہ اور اوڑہنی اوڑہے اور جو عورت اپنی اوڑہنی اوتارے اپنے خاوند کے سوا دوسرے کے گہر مین اوسنے
اپنے اور خدا کے بیچ مین جو پردہ تہا اوسکو پہاڑ ڈالا اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن لہیعہ ضعیف ہے طبرانی نے کبیر مین
ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ
اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ شراب نہ پیے اور جو ایمان

رکھتا ہو اللہ اور پچھلے دن پر وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جسپر شراب پیا جاتا ہو اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ اور پچھلے دن پر وہ اس عورت سے تنہائی نہ کرے جو اسکی محرم نہین ہر اسکی اسناد مین یحیی بن ابی سلیمان مدنی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا مضطرب الحدیث اور اسکی حدیث لکھی جاویگی وہ جھوٹا نہین اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا طبرانی نے مقدام بن معدیکرب سے حضرت نے فرمایا تم ایک ملک فتح کروگے وہان کچھ گھر ہونگے جنکو حمام کہتے ہون گے میری امت پر حرام ہے ان مین جانا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ حمام سے تو میل دور ہوتا ہے اور میل صاف ہوتا ہے آپنے فرمایا وہ حلال ہین میری امت کے مردون کے لیے تہ بند باندھ کر اور حرام ہین میری امت کی عورتون پر سکوت کیا اوس سے منذری نے شوکانی نے کہا جامع مین نسائی سے جابر کی حدیث مین یہ بڑھایا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ یعنے عذر سے اپنی بی بی کو حمام مین لیجانا درست ہے حالانکہ یہ لفظ ترمذی کی روایت مین نہین اور نسائی مین تو یہ حدیث ہی نہین ہے شاید بعض نسخون مین ہو علامہ محمد بن ابراہیم وزیر نے کہا یہ غلط ہے شریف ابو المحاسن نے اس لفظ کو اپنی کتاب مین جو حمام کے بیان مین ہے نہین نقل کیا اور جابر کی حدیث مین یہ استثنا نہین لکھا اسکی نسبت دی نسائی کیطرف اور اس حدیث کی کسی طریق مین یہ لفظ نہین ہے آخر ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ حمام مین تہ بند باندھ کر مرد کو جانا درست ہے اور عورت کو مطلقًا حرام ہے انتہے مختصرًا مین کہتا ہون جابر کی حدیث کی نسبت دی منذری نے نسائی کیطرف البتہ اوسمین یہ لفظ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ نہین ہے اور یہ لفظ مجھے حمام کی کسی حدیث مین نہین ملا نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف طریق سے واللہ اعلم (۱۵) امام مالک نے موطا مین نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے اسکو دہوتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے اور کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے اور منہ دہوتے اور آنکھون کے اندر پانی چہڑکتے پہر داہنا ہاتھ دہوتے پہر بایان پہر سر دہوتے پہر نہاتے اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی پر ہے مگر آنکھون کے اندر پانی چہڑکنا واجب نہین ہے جنابت مین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک بن انس اور اکثر فقہا کا اور ایک موطا مین ہے کہ امام مالک پوچھے گئے ابن عمر کی آنکھون کے اندر پانی ڈالنے سے اونہون نے کہا ہمارے نزدیک اسپر عمل نہین ہے ابن عبد البر نے استذکار مین کہا کہ ابن عمر رض کی مزاج مین تشدد تہا طہارت مین بسبب غایت ورع اور پرہیزگاری کی (۱۶) اصحاب سنن نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت غسل کرتے تہے اور دو رکعتین پڑہتے تہے اور صبح کی نماز پڑہتے تہے اور مین نہ دیکہتی آپکو کہ نیا وضو کرتے ہون غسل کے بعد (۱۷) نسائی نے ابن عباس سے کہ حضرت نے غسل کیا پہر ایک رومال لائی گئی آپ نے اوسکو نہین چہوا اور پانی کو اسطرح سوتنے لگے (۱۸) ابو داؤد نے ابن عمر سے

[illegible]

کر نمازین پچاس تہین اور جنابت سے غسل سات بار تہا اور پیشاب سے کپڑا دہونا سات بار تہا پہر حضرتؐ
ہمیشہ اللہ سے سوال کرتے رہے (تخفیف کا) یہانتک کہ نمازین پانچ ہو گئین اور جنابت کا غسل ایک بار ہو گیا اور کپڑے
کا دہونا پیشاب سے ایک بار ہو گیا (۱۹) ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ کبھی حضرتؐ جنابت کا غسل کر کے
میرے پاس آتے اور مجہہ سے گرمی چاہتے تو مین آپ کو لپٹا لیتی لینے سے اور مین نے غسل نہ کیا ہوتا (۲۰) ابوداؤد
نے انہی سے کہ حضرتؐ اپنا سر دہوتے تہے خطمی سے پہر اوسی پر اکتفا کرتے اور خالص پانی نہ بہاتے اوس پر (۲۱)
ابوداؤد نے انہی سے ہم غسل کرتے اور ہمارے اوپر ضماد ہوتا اور ہم حضرتؐ کے ساتہہ ہوتے بغیر احرام کے اور احرام سے (۲۲) امام
مسلم نے عبد اللہ بن ابی قیس سے مینے حضرت عائشہ سے حضرتؐ کے وتر کو پوچہا اخیر تک اوس مین یہ ہے کہ مین نے کہا آپ
جنابت مین کیونکر کرتے تہے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے یا سو رہتے غسل سے پہلے اونہون نے کہا سب طرح کرتے تہے
کبھی غسل کر لیتے پہر سوتے کبھی وضو کر لیتے پہر سو رہتے مین نے کہا شکر خدا کا کہ اوسنے دین مین کشادگی رکہی اور ابوداؤد
کی روایت مین ہے غضیف بن الحارث سے مینے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا تم نے دیکہا حضرتؐ کو آپ غسل کرتے تہے
جنابت کا شروع رات مین یا اخیر رات مین اونہون نے کہا آپ غسل کرتے اول رات مین اور کبھی غسل کرتے اخیر رات
مین مینے کہا اللہ اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی مینے کہا کیا آپ وتر پڑہتے اول رات مین یا اخیر رات
مین اونہون نے کہا کبھی وتر پڑہتے اول رات مین کبھی اخیر رات مین مینے کہا اللہ اکبر شکر خدا کا جسنے دین مین کشادگی
رکہی مینے کہا کیا آپ قرآن کو پکار کر پڑہتے یا آہستہ اونہون نے کہا کبھی پکار کر پڑہتے کبھی آہستہ مین نے کہا اللہ
اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی (۲۳) امام مالک نے موطا مین نافع سے کہ ابن عمرؓ جب ارادہ
کرتے سو رہنے کا یا کہانے کا اور وہ جنب ہوتے تو اپنا موہنہ دہوتے اور دونو ہاتہہ کہنیون تک اور مسح کرتے سر پر
پہر کہاتے یا سو رہتے (۲۴) امام مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حذیفہؓ سے کہ حضرتؐ اونسے ملے وہ جنب تہے تو
سرک گئے آپ کے پاس سے پہر غسل کیا پہر آئے اور کہا مین جنب تہا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا اور نسائی کی ایک روایت
مین ہے کہ حضرتؐ جب کسی مرد سے ملتے اپنے اصحاب مین سے تو ہاتہہ پہیرتے اوسپر اور اوسکے لیے دعا کرتے تو مینے
ایکدن صبح کو آپکو دیکہا مین آپ سے الگ ہو گیا پہر آیا جب دن چڑہ گیا تہا آپ نے فرمایا مین نے تجہے دیکہا تہا تو الگ ہو گیا
مینے عرض کیا مین جنب تہا تو ڈرا کہین آپ مجہے چہو نہ لین آپ نے فرمایا بیشک مومن نجس نہین ہوتا (۲۵) ابوداؤد
نے ابوبکرہؓ سے حضرتؐ فجر کی نماز مین داخل ہوئے پہر اشارہ کیا ہاتہہ سے اپنی جگہہ رہو بعد اوسکے آئے اور آپ کے سر سے
پانی ٹپک رہا تہا پہر نماز پڑہائی اور ایک روایت مین ہے جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا مین آدمی ہون اور مین جنب تہا۔

(۲۶) امام مالکؒ نے سلیمان بن یسار سے حضرت عمر رضؓ نے فجر کی نماز پڑہائی پہر اپنی زمین کو گئے جو جرف میں تہی وہان اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو کہا ہمنے جب سے چربی کہائی تو رگین نرم ہو گیئن پہر اونہون نے غسل کیا اور احتلام کو دہو یا اپنے کپڑے سے اور نماز کو لوٹایا اور ایک روایت مین یون ہے اونہون نے کہا جب سے مجہکو لوگون کی حکومت ہوئی تو مین احتلام مین مبتلا ہو گیا پہر اونہون نے غسل کیا اور دہو یا جو انکے کپڑے مین احتلام کا اثر تہا پہر نماز پڑہی جب دن چڑہ گیا تہا اچہی طرح اطمینان سے اور ایک روایت مین یون ہے کہ قسم خدا کی مین دیکہتا ہون اپنے کو مگر مجہے احتلام ہو گیا اور خبر نہین ہوئی اور مین نے غسل نہ کیا پہر غسل کیا پہر دہو یا جو دیکہا اپنے کپڑے مین اور جو نہ دیکہا اوسپر پانی چہڑک دیا اور اذان دی اور تکبیر کہی اخیر تک (۲۷) امام مالکؒ نے یحیی ابن سعید رضؓ سے اونکو پہونچا کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا مشکل ہے تم مین سے ایک پر کہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا لی سوا اون کپڑون کے جنکو پہن کر کام کاج کرتا ہے (۲۸) امام مالکؒ نے ابن عمر سے وہ نہ جاتے جمعہ کو مگر تیل اور خوشبو لگا کر (۲۹) غسل جنازہ کا بیان کتاب جنائز مین ہوگا اور وہین اس غسل کی حدیثین بیان کیجاوینگی انشاء اللہ تعالی (۳۰) ابن ماجہ نے ابو ایوب انصاری سے حضرتؐ نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ اور امانت کا ادا کرنا کفارہ ہین ان گناہون کا جو ان کے بیچ مین ہون مینے کہا امانت کا ادا کرنا کیا ہے آپ نے فرمایا جنابت کا غسل کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے (۳۱) ہتیمو پانی سے غسل نہ کرنیکی حدیثین کتاب الوضو مین گذر چکین (۳۲) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے حضرتؐ نے فرمایا کوئی تم مین سے کہلے میدان مین غسل نہ کرے اور نہ جیت کی اور پر اگر وہ کسی کو نہین دیکہتا تو اور لوگ اسکو دیکہتے ہین اوسکی اسناد مین حمانی اور حسن بن عمارہ دونو ضعیف ہین (۳۳) ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرتؐ نے جنابت کا غسل کیا پہر ایک ٹکڑا بدن کا دیکہا جسکو پانی نہ پہونچا تہا آپ نے اپنے بالون کو اوسپر نچوڑ دیا اور حضرت علی سے کہ ایک شخص آیا حضرتؐ کے پاس اور بولا مین نے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑہ لی پہر صبح ہوئی تو مینے ناخون برابر ایک مقام دیکہا جہان پانی نہ پہونچا تہا آپ نے فرمایا اگر تو اپنا ہاتہ اوسپر پہیر لیتا تو کافی ہو جاتا (۳۴) ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرتؐ کی بعضی بی بیون نے ایک کُنڈے سے غسل کیا پہر حضرتؐ نے ارادہ کیا وضو کرنیکا اوسی سے (یعنے جو پانی اوسمین بچ رہا تہا اوس سے) وہ بولین یا رسول اللہ مین جنب تہی آپ نے فرمایا پانی جنب نہین ہوتا (۳۵) امام احمد نے ام سلمہ رضؓ سے آپ جنب ہوتے پہر سو رہتے پہر جاگتے پہر سو رہتے (۳۶) ابو داؤد نے شعبہ سے جو دینار کے بیٹے ہین اور مولی ہین ابن عباس کے کہ ابن عباس جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ پر سات بار پانی ڈالتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے ایک بار بہول گئے کتنی

بار بائیں ڈالا جب پوچھا میں نے کہا میں نہیں جانتا تھا انہوں نے کہا تیری ماں نہیں تو نے کیوں نہ جانا پھر وضو کرتے تھے نماز کا سا پھر لیتے پیر پر پانی بہاتے اور کہتے حضرت صلعم ایسا ہی غسل کرتے تھے (۳۳۷) امام احمد نے حمید حمیری سے میں ایک صحابی سے ملا جو حضرت صلعم کی صحبت میں چار برس رہا تھا جیسے ابو ہریرہؓ رہے تھے اوس نے کہا منع کیا حضرت صلعم نے عورت کو غسل کرنے سے مرد کے بچے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے اور منع کیا آپ نے ہر روز کنگھی کرنے سے یا نہانے کی جگہ میں پیشاب کرنے سے نکالا اوسکو ابوداؤد اور نسائی نے اوس میں کنگھی اور پیشاب کا ذکر نہیں ہے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے اور یہ حدیث کتاب الوضو میں گذر چکی (۳۳۸) امام مالک نے حضرت عائشہ سے اون سے پوچھا گیا عورت جنابت کا غسل کیونکر کرے اونہوں نے کہا اپنے سر پر تین چلو ڈالے اور ملے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے (۳۳۹) امام مالک نے عبداللہ بن عمرؓ کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے پھر اوسی کپڑے میں نماز پڑھتے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب حیض کے بیان میں

ف حیض کے معنے بہنا اور عرف میں حیض کہتے ہیں عورت کی خون بہنے کو مقام مخصوص سے اوقات مخصوص میں حیض کے نو نام ہیں عربی زبان میں طمث ضحک اکبار اعصار دراس عراک فراک طمس نفاس اور شرع میں حیض کہتے ہیں اوس خون کو جو رحم کی قعر سے نکلتا ہے عورت کی جوان ہونے کے بعد مخصوص اوقات میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت نکلے اور نفاس وہ خون ہے جو جننے کی بعد نکلتا ہے اردو زبان میں حیض کے کئی کنائے ہیں ایام آنا دنوں سے ہونا کپڑوں سے ہونا ٹوپی اترنا میلی ہونا حیض آنیکو دکن کی زبان میں کہتے ہیں ق

قول اللہ تعالیٰ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقر میں) اور پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کو تو کہہ وہ پلیدی ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض میں اور مت نزدیک ہو اونکے یہاں تک کہ پاک ہو جاویں پھر جب پاک ہو جاویں تو آؤ اونکے پاس (یعنے جماع کرو اونسے) اوس مقام میں جہاں تمکو اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو ف گناہوں سے اور پلیدی سے جیسے حیض میں جماع کرنے سے طیبی نے کہا حیض کو پلید کہا بوجہ اسکی بدبو اور ناپاکی کے اور خطابی نے کہا اذی وہ چیز ہے جو ناگوار ہو لیکن سخت نہ ہو جیسے لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے انس رضہ سے نکالا کہ یہود میں جب عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ اوس کو جمع کرتے گھروں میں تو حضرت صلعم کے اصحاب نے حضرت صلعم سے پوچھا تب

اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری وَیَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ اخیر تک پہر آپ نے فرمایا کہ سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہونچی اونہون نے کہا یہ شخص نہین چاہتا کہ ہمارے کامون مین سے کوئی کام چھوڑے جس مین ہمارا خلاف نہ کرے پہر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونو آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین کیا ہم انکو (اپنے گہرون مین) جمع نکرین یہ سنکر آپکے چہرے کا رنگ بدل گیا یہانتک کہ ہم سمجھے آپ کو غصہ آیا اون دونون پر پہر وہ دونو نکلے اوسکے بعد حضرت کے پاس دودہ کا حصہ آیا آپ نے اونکے پیچھے کسیکو بہیجا پہر اُن دونو کو دودہ پلایا اوسوقت انکو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ اُنپر نہ تہا اور طبری نے روایت کیا سدی سے کہ اول جس نے حیض کو پوچہا آپ سے وہ ابو الدحداح تہا (فتح مع زیادۃ)

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ حیض کیونکر شروع ہوا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ

اور فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ وہ چیز ہے (یعنے حیض) جسکو لکہدیا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے بیٹیون پر **ف** یعنے اونکی تقدیر مین لکہدیا تو اسکا علاج نہین ہو سکتا اور کوئی عورت حیض سے چہٹ نہین سکتی اس حدیث کو اس لفظ سے مؤلف نے خود وصل کیا چند بابون کے بعد جیسے آگے آویگی اور اس باب مین جو حدیث نکالی اوسمین شئے کے بدلے امر ہے ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے اور برماوی نے انپر اعتراض کیا کہ چند بابون کے بعد مؤلف نے اسی حدیث کو بیان کیا ہے جو اس باب مین بیان کی پہر یہ کہنا کہ اسکو وصل کیا دوسرے مقام مین بیمحل ہے البتہ دوسرے مقام مین امر کا لفظ شئے کے بدلے شئے کی روایت کیلئے یا یہ لفظ بہی کسی روایت مین ہوگا انتہے مین کہتا ہون کہ برماوی کا اعتراض حافظ صاحب پر مضحکۂ اطفال ہے جو حافظ صاحب نے کہا وہی صحیح ہے اس باب مین جو حدیث مؤلف نے نکالی اوسمین اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ ہے اور مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ شئے کے لفظ سے اسکو مؤلف نے دوسری جگہہ وصل کیا اور یہ صحیح ہے چنانچہ بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ مین جو آگے آتا ہے مؤلف نے اوسکو اس لفظ سے نکالا اِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ اور برماوی نے معلوم نہین کس حالت مین یہ اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ خود نہ دیکہا مؤلف نے شئے کا لفظ صاف آگے روایت کیا اور وہ کہتے ہین کہ شئے کی روایت بالمعنے ہے اور جسنے دیکہ کر غور کرکے صحیح لکہا آونپر ہے اوسکے حافظے اور علم پر اوسپر بجائے تحسین کے اعتراض جمایا یہی حال ہوتا ہے اُن لوگون کا جو اہل سنت پر بغیر سمجہے بوجہے اعتراض کر بیٹہتے ہین وہ خود ہنسے جاتے ہین وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِي اِسْرَائِيلَ اور بعضون نے کہا (عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ نے) سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل کی عورتون پر بہیجا گیا **ف** مراد مؤلف کی اس سے وہ روایت ہے جو عبد الرزاق نے نکالی باسناد صحیح ابن مسعود سے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتین ایک جگہہ نماز پڑہتے تہے پہر عورت مرد کو دیکہتی تب اللہ تعالی نے عورتون پر حیض کو بہیجا اور اونکو

منع کر دیا مسجد سے اور عبدالرزاق نے حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی نکالا قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِیْثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس سے زیادہ ہر شیء کیونکہ وہ شامل ہے تمام عورتوں کو اور انمین صرف بنی اسرائیل کا ذکر ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ حدیث زیادہ ہے از روی قوت کے ان اقوال سے کرمانی اور عینی کے بعض نسخون مین اکبر ہے یعنی حضرت ﷺ کی حدیث بڑی ہی یعنے اسکی پیروی مقدم ہے صحابہ کے اقوال پر اور جب حدیث صحابہ کے اقوال پر مقدم ہے تو اور مجتہدوں کے اقوال حدیث کی خلاف کس شمار مین ہین اور داودی نے کہا دونو مین مخالفت نہین کیونکہ بنی اسرائیل کی عورتین بھی آدم کی بیٹیان تہین تو احتمال ہی کہ آدم کے بیٹیون سے بنی اسرائیل کی عورتین مراد ہون قسطلانی نے کہا مخالفت ظاہر ہے کیونکہ اس قول سے لازم آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے سوا اور عورتون کو حیض نہ آتا ہوگا اور حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ حیض تمام عورتون کے لیے ہے خواہ اسرائیلی ہون یا نہ ہون حافظ ابن حجر نے کہا ممکن ہے تطبیق اسطرح سے کہ عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ کے قول مین حیض سے اسکی کثرت مراد ہو اور یہ عذاب ہوا ونپر اور قرینہ اوسکا یہ ہے کہ ان اقوال مین یہ ہے کہ اونکو روک دیا مسجد سے پس معلوم ہوا کہ اونکو دائمی حیض ہوگیا تہا یعنے ہمیشہ آتا تہا بند نہ ہوتا تہا ورنہ حیض سے پاک ہونے پر مسجد مین آسکتی تہین پہر مسجد سے روکنا کیونکر صحیح ہوگا) اور عینی نے حافظ صاحب پر یہہ اعتراض کیا کہ ان اقوال مین یہ ہی کہ سب سے پہلے حیض اونپر بہیجا گیا پہر اگر حیض پہلے سے تہا تو سب سے پہلے اونپر بہیجا جانا کیونکر درست ہوگا اور یہ کہان سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل مین حیض کو طول ہوگیا تہا اور کسنے اسکو نقل کیا پہر اپنی طرف سے یہ جواب دیا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی عورتون کا حیض بند کر دیا ہو عذاب کی راہ سے اور ایک مدت اسیطرح گذری ہو بعد اوسکے اللہ نے اونپر رحم کیا ہو اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا ہو نسل باقی رکہنے کے لیے پس جب دوبارہ حیض آیا تو وہ اول ہوا بنسبت اُس مدت کی جب بند ہوگیا تہا اور اس لحاظ سے اول کہا اور یہ تقریر عینی کی ظاہر الفساد ہے اور تعجب ہے عینی سے کہ وہ اس قسم کے اعتراض حافظ صاحب پر کرتے ہین جنکا منشا نری نفسانیت ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ حافظ صاحب نے یون فرمایا ہے کہ ممکن ہے اسطور سے جمع کرنا اور امکان کے لیے وقوع کی سند لانا ضرور نہین اور جہان نصوص مین مخالفت ہو وہان ہمیشہ ایسے ہی احتمالات سے تطبیق کرتے ہین البتہ یہ ضرور ہے کہ اُس احتمال کے خلاف ثبوت نہ ہو چکا ہو اور یہان یہ ثابت نہین ہوا کہ طول حیض کا عذاب اونپر نہین ہوا تہا بلکہ قرآن مین جو آیا ہے کہ ہم نے اونپر خون بہیجا یہ زیادہ مناسب ہے اس احتمال کے کیونکہ حیض بہی ایک خون ہے اور کثرت اور طول حیض عذاب ہی اور اگر ہم عینی کی تقریر کو مان بہی

لیوین اور حافظ صاحب کی توجیہ کو صحیح نہ سمجھیں تب بھی جو توجیہ عینی نے کی ہے وہ تو حافظ صاحب کی توجیہ سے زیادہ قابل ہٹیرتی ہے کس لیے کہ ان اقوال سے صاف نکلتا ہے کہ حیض کا بھیجنا اونپر عذاب تھا کیونکہ اونکی عورتین مردون کو گھورتی تھین اور عینی کی تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ حیض بند ہوگیا تھا اس صورت مین اسکا دوبارہ بھیجنا رحمت ہوگا نہ عذاب اور لطف یہ ہے کہ خود عینی لکھتے ہین کہ اللہ نے اونپر رحم کیا اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا اور جو عذاب تھا اسکو رحمت کیے دیتے ہین علاوہ اسکے جیسے اسکا ثبوت نہین ہے کہ اونکو طول حیض کا عذاب ہوا تھا ویسے ہی اسکا بھی ثبوت نہین ہے کہ پہلے اونکے حیض بالکل بند ہو گئے تھے اور ایک مدت تک ایسا ہی رہا بعد اوسکے پھر حیض بھیجی گئی بلکہ اس اخیر توجیہ مین دو خلاف عادت امر کا قائل ہونا ضرور ہی ایک تو عورتون سے بالکل حیض کا موقوف ہو جانا دوسرے پھر اونکے ایکبارگی حیض کی بارش ہونا سب عورتون پر اور حافظ صاحب نے جو توجیہ کی اسمین کوئی امر عادت کے خلاف نہین اکثر عورتون کو استحاضہ کی بیماری ہو جاتی ہے پس احتمال ہے کہ یہی بطور عذاب کے بنی اسرائیل کی سب عورتون کو ہو گیا ہو اس صورت مین عینی کا یہ کہنا کہ یہ کیونکر درست ہوگا کہ حیض سب سے اول اونپر بھیجا گیا محض نافہمی ہے کسلیے کہ حیض سے مراد وہی حیض ہے جو عذاب کے طور پر بھیجا جا دے یعنے دائمی حیض اور شاید وہ سب سے اول بنی اسرائیل کی عورتون پر بھیجا گیا ہو اسمین کونسا فساد لازم آتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو توجیہ حافظ صاحب نے کی وہی عمدہ ہے پھر حافظ صاحب نے فرمایا کہ طبری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اس آیت مین وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی عورت کھڑی تھین وہ ہنس دین یہان ہنس دینے سے مراد حیض آنا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم بنی اسرائیل سے پہلے تھے اور حاکم اور ابن منذر نے باسناد صحیح ابن عباس سے نکالا کہ شروع حیض حضرت حوا علیہا السلام کو آیا تھا جب وہ جنت سے اوتاری گئین تو آدم کی بیٹیون سے اونہی کی بیٹیان مراد ہونگی نہ بنی اسرائیل کی عورتین جیسے داؤدی نے کہا قسطلانی نے کہا بعضا نے اس مین یہ جواب دیا ہے کہ حیض کے بھیجنے سے اسکا حکم بھیجنا مراد ہے یعنے حیض مسجد مین آنیکا مانع ہونا اور نماز کا مانع ہونا یہ حکم سب سے پہلے بنی اسرائیل کی عورتون کو دیا گیا اور حدیث مین حیض سے مراد اسکا ظاہری معنے ہے یعنے وجود حیض کا پس حدیث مین اور ان اقوال مین تخالف نہ ہوگا قسطلانی نے کہا کہ جانورون مین جنکو حیض آتا ہے وہ یہ ہین عورت اور بجو کی مادہ اور چمگادڑ اور خرگوش کی مادہ اور بعضون نے کہا کتیا کو بھی آتا ہے اور ابو داؤد نے سنن مین عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعاً روایت کیا کہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور بعضون نے کہا اونٹنی اور چھپکلی کو بھی حیض آتا ہے

باب الْأَمْرِ بِالنُّفَسَاءِ إِذَا نُفِسْنَ جب حائضہ عورتون کو حیض آوے تو کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ

خرجنا لا نرى الا الحج فلما كنا بسرف حضت فدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا ابكي فقال ما لك انفست قلت نعم قال ان هذا امر كتبه الله على بنات آدم فاقضي ما يقضي الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت وضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نسائه بالبقر **ترجمہ** حضرت عائشہ رض نے کہا ہم نکلے ہمارا قصد نہیں تھا مگر حج کا جب ہم سرف (ایک مقام ہے دس یا نو یا سات یا چھ میل پر مکہ سے) میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا پھر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیا ہوا تجھکو کیا حیض آ گیا میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ امر تو وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر تو کر وہ کام جو حاجی کرتا ہے (یعنے حج کے تمام ارکان ادا کر) فقط بیت اللہ کا طواف مت کر (جب تک پاک نہ ہو) حضرت عائشہ نے کہا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کی اپنی بی بیوں کیطرف سے گاوی **ف** یعنے سات بی بیوں کیطرف سے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ایک گائے کی قربانی کئی عورتوں کیطرف سے درست ہے حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی پوری بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو اضاحی میں بھی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے حج میں اور نسائی نے حج اور طہارت میں

باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھووے اور اوسمیں کنگھی کرے **حدثنا** عبد الله بن يوسف قال حدثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كنت ارجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا حائض **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض نے کہا میں کنگھی کرتی تھی جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں اور میں حائضہ ہوتی **ف** حدیث میں صرف کنگھی کا ذکر ہے اور باب میں سر دھونا بھی مذکور ہے تو مؤلف نے دھونے کو قیاس کیا کنگھی پر یا اشارہ کیا دوسرے طریق کیطرف جو آگے آویگا اوسمیں سر کا دھونا صراحۃً مذکور ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو لباس میں بھی اور نسائی نے طہارت میں اور اعتکاف میں نکالا **حدثنا** ابراهيم بن موسى قال حدثنا هشام بن يوسف ان ابن جريج اخبرهم قال اخبرني هشام بن عروة عن عروة انه سئل اتخدمني الحائض او تدنو مني المرأة وهي جنب فقال عروة كل ذلك علي هين وكل ذلك تخدمني وليس على احد في ذلك بأس اخبرتني عائشة انها كانت ترجل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي حائض ورسول الله صلى الله عليه وسلم حينئذ مجاور في المسجد يدني لها رأسه وهي في حجرتها فترجله وهي حائض **ترجمہ** عروہ سے پوچھا گیا کیا خدمت کرے میری حائضہ یا نزدیک ہو مجھسے عورت اور وہ جنبی ہو عروہ نے کہا یہ سب آسان اور سہل ہے (یعنے جنبا

اور حائضہ دونوں کا میری خدمت کرنا میرے پاس آنا) اور دونوں میری خدمت کرتی ہیں اور کسی پر اس بات میں کچھ حرج نہیں عروہ نے
سے خبر دی مجھکو عائشہ اُم المومنین رضنے کہ وہ کنگھی کرتی تہیں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور وہ حائضہ
ہوتیں اور جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت اعتکاف میں تہے مسجد میں آپ اپنا سر نزدیک کر دیتے اونکے اور وہ حجرے
مین رہتین (حجرہ مسجد کے پاس تہا) وہ آپکی کنگھی کر دیتین اور وہ حائضہ ہوتین ف حافظ نے کہا حضرت
عائشہ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تہا اور عروہ نے جنابت کو حیض پر قیاس کیا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے اور کنگھی
پر اور خدمت کا بہی قیاس کیا اور حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ کا بدن اور پسینہ پاک ہی اور اعتکاف مین جو مباشرت
ممنوع ہے وہ جماع ہے یا مقدمات جماع (جیسے بوس و کنار وغیرہ) اور حائضہ کو مسجد مین نہ جانا چاہیے ابن بطال نے
کہا حدیث حجت ہی شافعی پر جنہوں نے کہا کہ مطلق عورت کا چہونا وضو کو توڑتا ہی حالانکہ یہ حدیث ان پر حجت نہیں کیونکہ اعتکاف مین وضو شرط نہیں
اور حدیث مین اسکا ذکر نہیں کہ آپنے کنگھی کرا کر پہر نماز پڑہی اسکے سوا بالون کے چہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا قسطلانی
نے کہا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اعتکاف مین اپنے بدن کا ایک جزو مسجد سے باہر کرنا درست ہے اور اس سے اعتکاف باطل نہیں
ہوتا اور حائضہ کی مباشرت درست ہے اور آیت مین جو ہے کہ اُن سے مباشرت مت کرو اعتکاف مین تو مراد اُس سے جماع یا دواعی جماع ہین وہ اعتکاف مین درست
نہین ہین انتہی مختصرا

بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ مرد کا اپنی عورت کی گود مین قرآن پڑہنا اور وہ حیض سے ہو

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ اور ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی مشہور) اپنی لونڈی کو بہیجتے ابو رزین (مسعود بن مالک اسدی تابعی)
پاس وہ مصحف لیکر آتی تو اُسکو پکڑتی فیتہ سے ف یعنے وہ فیتہ پکڑ کر اوٹہا لاتی جو جزدان کے اوپر رہتا ہے حافظ
نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح ابو وائل سے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو وائل اور ابو رزین کا یہ قول
تہا کہ حائضہ مصحف کو اسکا فیتہ پکڑ کے اٹہا سکتی ہی لیکن مصحف کو ہاتہ لگانا درست نہین اور مناسبت اس اثر کی
باب کی حدیث سے یہ ہے کہ اثر مین حائضہ کا مصحف کو اوٹہانا مذکور ہے اور حدیث مین حائضہ کا اُس شخص کے اوٹہانا
مذکور ہے جسمین قرآن ہے اور ابو حنیفہ رح کا قول یہی ہے اور جمہور اسکے خلاف مین ہین اور قسطلانی نے کہا کہ مولف
کی غرض اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مصحف کا اٹہانا درست ہے جب اوسکو ہاتہ نہ لگے کیونکہ حضرت نے فرمایا
مومن نجس نہین ہوتا اور آپنے ہرقل کو کتاب لکہی اوس مین قرآن کی آیت تہی اور آپ جانتے تہے کہ وہ اُسکو چہوئینگے
حالانکہ وہ نجس تہے اور جمہور کی دلیل اللہ تعالی کا قول ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ البتہ اگر مصحف کے ساتہ اور اسباب بہی ہو
یا تفسیر ہی تو اسکا اوٹہانا درست ہے بشرطیکہ قرآن کا قصد نہ ہو اور جو قرآن کا قصد ہو یا قرآن تفسیر سے زیادہ ہو تو حرام

ہے مترجم کہتا ہے ہم اس مسئلے کو تفصیل سے کتاب الوضو میں بیان کر چکے ہیں حَدَّثَنَا ابو نُعَیم الفَضل
ابنُ دُکَین سَمِعَ زُهَیرًا عَن مَنصُورِ بنِ صَفِیَّةَ اَنَّ اُمَّهٗ حَدَّثَتهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَّکِئُ فِی حِجرِی وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ یَقرَأُ القُراٰنَ ترجمہ ام المومنین عائشہ نے بیان
کیا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میری گود پر تکیہ لگاتے اور میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن پڑھتے ف
مصنف نے توجیہ میں نکالا کہ آپ قرآن پڑھتے اور آپ کا سر میری گود میں ہوتا اور میں حائضہ ہوتی تو تکیہ لگانے سے
مراد گود میں سر رکھنا ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کے قریب میں قرآن پڑھنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو بیمار
ہو وہ حائضہ عورت پر ٹیکا دیکر نماز پڑھ سکتا ہے جب اوسکے کپڑے پاک ہوں قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور
نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت میں **باب** مَن سَمَّی النِّفَاسَ حَیضًا نفاس کو حیض کہنا ف اسمیں
اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے حیض کو نفاس کہنا نکلتا ہے نہ نفاس کو حیض کہنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ مطلب مولف کا یہ ہے کہ نفاس
اور حیض کا حکم ایک ہے اور چونکہ نفاس میں کوئی حدیث مولف کی شرط پر نہ تھی اسلیے اس حدیث کو لائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ نفاس کا اطلاق حیض پر ہوتا ہے تو دونوں کا حکم بھی ایک ہوگا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اطلاق ہونے سے حکم میں اتحاد
ہونا ضرور نہیں ہے بعض کہتے ہیں سمّی اطلق کے معنوں میں ہے تو مطلب صاف ہے یعنے جسنے نفاس کا اطلاق کیا
حیض پر اور یہ حدیث کے موافق ہے بعض کہتے ہیں عبارت میں قلب ہے اور اصل عبارت یوں ہے سَمَّی الحَیضَ نِفَاسًا
واللہ اعلم حَدَّثَنَا المَکِّیُّ بنُ اِبرَاهِیمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَن یَحیَی بنِ اَبِی کَثِیرٍ عَن اَبِی سَلَمَةَ
اَنَّ زَینَبَ بِنتَ اُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتهَا قَالَت بَینَا اَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ
وَسَلَّمَ مُضطَجِعَةً فِی خَمِیصَةٍ اِذ حِضتُ فَانسَلَلتُ فَاَخَذتُ ثِیَابَ حِیضَتِی فَقَالَ اَنُفِستِ قُلتُ
نَعَم فَدَعَانِی فَاضطَجَعتُ مَعَهٗ فِی الخَمِیلَةِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ایکبار میں جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں لیٹنے میں مجھکو حیض آیا میں چپکے سے کھسک گئی اور اپنے حیض
کے کپڑے لیے آپ نے فرمایا کیا تجھے نفاس ہوا (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے آپ نے حیض کو نفاس فرمایا) پھر آپ نے
مجھکو بلایا میں آپکے ساتھ لیٹی چادر میں ف خمیلہ کہتے ہیں چادر کو جسکا حاشیہ ہوتا ہے اور خمیصہ سیاہ کملی اون کی
حافظ نے کہا میں نے کسی طریقہ میں سوا اس طریقہ کے خمیصہ نہیں پایا اسنے خمیلہ کہا اور دونوں میں تخالف نہیں کیونکہ
مراد وہ کملی ہے جسکو حاشیہ ہو یعنے سرا اوسکو خمیلہ بھی کہہ سکتے ہیں اور ام سلمہ جو جلدی سے نکلکر ہٹ گئیں اسکی وجہ یہ تھی
کہ وہ ڈریں کہیں آپ کی مبارک جسم میں خون نہ لگ جاوے یا اپنے تئیں پلید سمجھیں اور حضرت صلعم کے ساتھ ایسی حالت میں

لیٹنا مناسب نہ جانا یا ڈرین کہین آپ اُنسے نفرت نہ کرین (لپٹانی وغیرہ سے) تو وہ کہتین اسکی طیاری کرنے (اگر آپ
اوپر کپڑا لپیٹ لین) اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے ساتھ اوسکے کپڑون مین سو سکتے ہین اور ایک چادر مین
لیٹ سکتے ہین لیکن یہ مختصر اور اسکو مؤلف نے صوم مین نکالا اور طہارت مین اور مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) **باب**
مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **ف** یعنے بدن سے بدن لگانا بوس وکنار کرنا یہ سب درست
ہے صرف جماع درست نہین ہے **حَدَّثَنَا** قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ
الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا
جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ
وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** اُم المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے مین اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
دونون جنب ہوتے اور ایک برتن سے غسل کرتے اور آپ مجھکو حکم کرتے مین ازار باندہ لیتی پھر آپ مجھسے مباشرت کرتے
اور مین حائضہ ہوتی اور آپ اپنا سر میری طرف نکالدیتے اعتکاف مین مین اُسکو دھو دیتی اور مین حائضہ ہوتی **ف**
اس حدیث کو مؤلف نے صوم مین بھی نکالا اور مسلم نے طہارت مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
(قسطلانی) **حَدَّثَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ
الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ
حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا
ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ
خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ **ترجمہ** اُم المومنین عائشہ رض نے کہا ہم مین سے کوئی جب حائضہ ہوتی اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اُسکو حکم کرتے تہبند باندہنے کا جب حیض کا
جوش ہوتا (یعنے شروع زمانہ مین) پھر مباشرت کرتے اوس سے حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی شہوت
کو ایسا روک سکتا ہے جیسے آپ روک سکتے تہے **ف** تو آپ مباشرت فرماتے اور آپ سے یہ ڈر نہ تہا کہ جماع کرینگے
برخلاف اور لوگون کے اون کو مباشرت مین احتیاط لازم ہے بلکہ اگر شہوت زیادہ ہو تو مباشرت سے بھی پرہیز
کرنا لازم ہے ایسا نہو کہ جماع کر بیٹھین اور گنہگار ہون حافظ قسطلانی نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپکو اپنی شہوت پر اختیار تہا پھر بھی
آپ ازار کے اوپر مباشرت کرتے یعنی ناف سے گھٹنے تک مباشرت ہی نہ کرتے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ حائضہ سے
ناف سے لیکر گھٹنے تک سے مباشرت کرنا حرام ہے اور وطی تو حرام ہی ہے اور یہ مالکیہ کے قاعدے کے موافق ہے کہ جو ذریعہ ہو برے

کام کا اسکو روکنا چاہیے اور اکثر سلف اور ثوری اور احمد اور اسحق کا یہ قول ہے کہ حائضہ سے صرف وطی یعنی دخول کرنا شرمگاہ میں حرام ہے اور حنفیہ میں سے امام محمد کا یہی قول ہے اور طحاوی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور مالکیہ میں سے اصبغ نے اسکو اختیار کیا ہے اور شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے اور ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے اور نووی نے کہا دلیل کے رو سے بھی اسی کو ترجیح ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہر کام کرو سوا جماع کے اور انہوں نے باب کی حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی مستحب یہ ہے کہ ناف کے نیچے مباشرت نہ کرے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں ابن دقیق العید نے کہا باب کی حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ازار کے نیچے مباشرت منع ہے کیونکہ اسمیں صرف ایک فعل مذکور ہے انتہے اور اسکے جواز پر یہ دلیل ہے جو ابو داؤد نے باسناد قوی نکالا عکرمہ سے اونہوں نے حضرت کی بعض بی بیوں سے کہ آپ جب حائضہ عورت سے کچھ ارادہ کرتے تو اوسکی شرمگاہ پر ایک کپڑا ڈال دیتے اور طحاوی نے اسکے جواز پر یہ دلیل لی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت کرنے سے شرمگاہ کو چھوڑکر نہ حد لازم آتی ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے پس مشابہ ہوئی یہ مباشرت ازار کے اوپر مباشرت سے اور بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے تئین روک سکتا ہو جماع سے اور قادر ہو ضبط پر تو اسکو ازار کے نیچے مباشرت جائز ہے ورنہ جائز نہیں اور نووی نے اس قول کو اچھا کہا ہے اور احتمال ہے کہ حیض کے شروع میں جب خون کا جوش ہوتا ہے ازار کے نیچے مباشرت جائز نہ ہو اور اسکے بعد جائز ہو اور حدیث میں جو قید ہے کہ جب حیض کا جوش ہوتا یہ تائید کرتی ہے اس احتمال کی اور سند ہے اسکی وہ جو ابن ماجہ نے نکالا باسناد حسن ام المومنین ام سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کے جوش سے تین دن تک پرہیز کرتے تھے پھر اسکے بعد مباشرت کرتے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا کہ جمہور نے دلیل لی ہے اس حدیث سے جو ترمذی نے نکالی اور کہا کہ حسن ہے کہ آپ پوچھے گئے حائضہ سے کیا درست ہے آپ نے فرمایا ازار کے پرے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت میں ت متابعت کی علی بن مسہر کی اس حدیث کی روایت کرنے میں خالد بن عبد اللہ واسطی اور جریر بن عبد الحمید نے شیبانی سے **ف** پھر شیبانی کے بعد یہی اسناد ہے جو اوپر بیان ہوا حافظ نے کہا شیبانی نے اس حدیث کو اور ایک اسناد سے روایت کیا اسکا ذکر آگے آتا ہے اور خالد کی متابعت کو وصل کیا ابو القاسم تنوخی نے اپنے فوائد میں دا بن بقیہ سے اونہوں نے خالد سے اور جریر کی متابعت کو وصل کیا ابو داؤد اور اسمعیلی اور حاکم نے مستدرک میں اور حاکم نے وہم کیا اس حدیث کی نکالنے میں کیونکہ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے شیبانی کی طریق سے اور روایت کیا اسکو شیبانی سے اسی سند سے منصور بن ابی الاسود نے انکی روایت کو ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں نکالا انتہے **حدثنا** ابو النعمان قال

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض کہتی تہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے اپنی بی بیون مین سے کسی سے مباشرت کرنیکا تو اسکو حکم کرتے وہ تہبند باندہ لیتی اور وہ حائضہ ہوتی روایت کیا اس حدیث کو سفیان ثوری نے شیبانی سے (یعنے اس سند سے اسکو نکالا امام احمد نے مسند مین اور روایت کیا شیبانی سے خالد بن عبد اللہ نے اسی سند سے اسکو نکالا مسلم نے اور جریر بن عبد الحمید نے اسکو نکالا اسمعیلی نے حافظ نے کہا یہ اضطراب نہیں بلکہ شیبانی کبہی اس حدیث کو پہلی سند سے حضرت عائشہ رضی سے نقل کرتے اور کبہی دوسری سند سے حضرت میمونہ رض سے تو جریر اور خالد نے اونسے دونو اسنادون کو سنا اور اوروں نے ایک ایک اسناد کو اور نکالا اسکو ابوداؤد نے حفص بن غیاث سے اونہون نے شیبانی سے میمونہ سے اور ابو معاویہ سے اونہون نے شیبانی سے میمونہ سے اسمعیلی نے اور اسباط بن محمد سے اونہون نے شیبانی سے میمونہ سے ابو عوانہ نے اپنے صحیح مین) ف سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا وفور علم ان اختلاف روایات کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی نظر حدیث کی کتابون پر کیسی وسیع تہی اور اس امر مین جتنے بخاری کے شراح ہین سب نے حافظ ابن حجر کے علم سے فائدہ اوٹہایا ہے قسطلانی نے کہا بعضون نے کہا مراد اس سفیان سے سفیان بن عیینہ ہین اور یہ ابہام مضر نہین کیونکہ دونو ثقہ ہین اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے جزم کیا کہ مراد سفیان ثوری ہین انتہے شوکانی نے کہا حیض کی حالت مین جماع کرنا یعنے فرج مین دخول کرنا تو باجماع اہل اسلام اور بنص قرآن حرام ہے اور اسکو حلال کہنے والا کافر ہے اور جو حلال نہ کہے لیکن بہول سے یا جہالت سے ایسا کر بیٹہے تو اوسپر گناہ نہ ہوگا نہ کفارہ اور جو عمداً ایسا کرے یہ جانکر کہ عورت حائضہ ہے اور حیض مین جماع حرام ہے تو اوس نے کبیرہ گناہ کیا امام شافعی نے تصریح کی کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور اسکو توبہ کرنا واجب ہے اور کفارہ کے وجوب مین اختلاف ہے اوسکا بیان آگے آویگا اب فرج کے سوا اور مقامون مین مباشرت کرنا اسکی دو قسمین ہین ایک تو ناف کے اوپر اور گہٹنے کے نیچے مباشرت کرنا ذکر سے یا بوسے سے خواہ معانقہ سے یا مساس یا لمس سے یہ تو بالاجماع حلال ہے اور ایک جماعت نے اسکے جواز پر اجماع نقل کیا ہے اور عبیدہ سلمانی سے یہ منقول ہے کہ بالکل مباشرت نہ کرے حائضہ سے اور نووی نے کہا کہ یہ قول مشہور اور مقبول نہین ہے اور اگر عبیدہ سے یہ قول صحیح ہو تو مردود ہے احادیث صحیحہ اور اجماع سے دوسری قسم یہ ہے کہ ناف کے نیچے اور گہٹنے کے اوپر مباشرت کرے سوا قبل اور دبر کے اسمین شافعیہ کے تین قول ہین مشہور قول یہ ہے کہ حرام ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حرام نہین مکروہ ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر قادر ہو اپنے نفس پر فرج مین جماع کرنے سے روکنے پر بسبب شدت ورع یا ضعف کے تو جائز ہے

ورنہ جائز نہیں اور یہی قول کو اختیار کیا ہے مالک اور ابو حنیفہ نے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اون میں سے ہیں سعید بن المسیب اور
شریح اور طاؤس اور عطاء اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور جو لوگ جواز کی طرف گئے ہیں اون میں سے ہیں عکرمہ اور مجاہد
اور شعبی اور نخعی اور حاکم اور ثوری اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور محمد بن حسن اور اصبغ اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور
ابن منذر اور داؤد ظاہری رضی اللہ عنہم **اس باب میں** جو احادیث آئی ہیں وہ یہ ہیں ایک تو عکرمہ کی حدیث حضرت
کی بعض بی بیوں سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابو داؤد نے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور صحیح میں اونسے
حجت لی ہے اور سکوت کیا اوس سے ابو داؤد اور منذری نے اور ابن الصلاح اور نووی نے کہا کہ ابو داؤد جس حدیث سے سکوت
کریں اوس سے حجت لینا جائز ہے اور ابو داؤد نے خود تصریح کی کہ وہ اوسی حدیث سے سکوت کرتے ہیں جو حجت لینے کے
لائق ہوتی ہے دوسری مسروق بن اجدع کی حدیث اونہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا مرد کو اپنی عورت سے
جب وہ حائضہ ہو کیا درست ہے اونہوں نے کہا سب چیزیں سوا شرمگاہ کے نکالا اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے
تیسری حرام بن حکیم کی حدیث اپنے چچا سے اونہوں نے حضرت صلعم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے میری عورت سے جب وہ حائضہ ہو
آپ نے فرمایا تیری بیوی سے ہے جو ازار کے اوپر ہے نکالا اسکو ابو داؤد نے اور حرام کے چچا کا نام عبد اللہ بن سعد ہے شوکانی
نے کہا اس حدیث کو حافظ نے تلخیص میں ذکر کیا اور کلام نہیں کیا میں کہتا ہوں اسکی اسناد میں دو شخص سچے ہیں اور باقی ثقہ
ہیں چوتھی معاذ بن جبل کی حدیث میں انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا حلال ہے مجھکو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا
ازار کے اوپر اور اس سے بچنا افضل ہے نکالا اسکو رزین نے امام محی السنۃ بغوی نے کہا اسکا اسناد قوی نہیں میں کہتا ہوں
نکالا اسکو ابو داؤد نے اور کہا وہ قوی نہیں اور اوسکے اسناد میں بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے سعید بن عبد اللہ اغطش
سے اور نکالا اسکو طبرانی نے اسمٰعیل بن عیاش کی روایت سے اونہوں نے سعید بن عبد اللہ خزاعی سے شوکانی نے کہا اگر
یہ سعید وہی اغطش ہے تو بقیہ کی متابعت ہوئی لیکن سعید مجہول ہے حافظ نے کہا ہم نہیں جانتے کسی نے اسکو ثقہ
کہا ہو اور عبد الرحمان بن عائذ جو اسکو روایت کرتا ہے معاذ سے ابو حاتم نے کہا اسکی روایت حضرت علیؓ سے منقطع
ہے تو معاذ سے بطریق اولی منقطع ہوگی انتہی پانچویں امام مالک اور دارمی کی حدیث زید بن اسلم سے مرسلا کہ ایک
شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا اپنی ازار
مضبوط باندھ لے پھر تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اوسکے اوپر چھٹی نسائی کی روایت جمیع بن عمیر سے اونہوں نے کہا
میں حضرت عائشہؓ پاس گیا اپنی ماں اور خالہ کے ساتھ ان دونوں نے اونسے پوچھا حضرت صلعم کیونکر کرتے تھے جب تم میں
سے کسی کو حیض آتا اونہوں نے کہا آپ ہم کو حکم کرتے جب ہم میں کسیکو حیض آتا ایک کشادہ ازار باندھنے کا پھر آپ

چمٹاتے اور اسکے سینے اور چھاتیوں کو ساتوین امام مالک کی روایت کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے امام محمد کی روایت
مین ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضہ نے حضرت عائشہ رضہ پاس کسیکو بھیجا اونسے پوچھنے کو کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ
ہو اونہون نے کہا اپنے نیچے کے بدن پر ازار باندہ لیوے پھر اوس سے مباشرت کرے اگر چاہے اور ابو داؤد اور نسائی کی ایک
روایت مین ہی کہ حضرت صہ مباشرت کرتے تہے اپنی عورتون سے جب وہ حائضہ ہوتین جب اونپر ازار ہوتی رانون اور
گھٹنون کے نصف تک جو ڈھکی رہتی اونکے حیض کے جوش کو آٹھوین عمارہ بن غراب کی روایت اونہون نے اپنی پھوپھی سے
سنا اونہون نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا اونہون نے کہا ہم مین سے ایک کو حیض آتا اور اسکی اور اسکے خاوند پاس بچھونا
نہین ہوتا سوا ایک بچھونے کے تو کیا کرے حضرت عائشہ رضہ نے کہا مین تجھسے بیان کرتی ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کیا ایک بار آپ رات کو آئے مین حائضہ تہی آپ مسجد مین گئے یعنے گھر کی مسجد مین پھر نہین لوٹے یہانتک کہ میری آنکھون
مین نیند بھر گئی آپنے فرمایا میرے پاس آ مین نے کہا مین حائضہ ہون آپنے فرمایا اپنے دونون رانین کھولدے مین نے
اپنی ران کھولدی آپنے اپنا رخسارہ اور سینہ میری ران پر رکھا اور مین آپ پر جھک گئی یہانتک کہ آپ گرم ہو گئے پھر
سو رہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے نوین ام صبیہ کی حدیث معاذ نے کہا مین نے انسے پوچھا تم کیا کرتی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتہہ حیض مین اونہون نے کہا ہم مین سے جب کسی کو حیض شروع ہوتا تو جوش کے وقت مین اپنے
اوپر ازار باندہ لیتی نصف رانون تک پھر لیٹتی حضرت صہ کے ساتہہ دسوین نکالا عبد الرزاق اور ابن جریر اور بیہقی
نے حضرت عائشہ رضہ سے اونسے پوچھا گیا مرد کو عورت سے کیا درست ہے جب وہ حائضہ ہو اونہون نے کہا سب چیزین
سوا اوسکی فرج کے اور ان سب روایتون مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد کا مذہب حق ہی یعنے حائضہ سے سوا
شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت کرنا درست ہے کیونکہ اسکی ممانعت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہین ہی اور حرام بن
حکیم کی حدیث صحیح مسلم کی حدیث کے معارض نہین ہو سکتی جس مین یہ ہے کہ سب کام کرو سوا جماع کے اور معاذ کی حدیث ضعیف
ہے اور زید بن اسلم کی روایت مرسل ہے اور باقی حدیثین حضرت عائشہ کی فعلی ہین اونسے ممانعت نہین نکلتی ازار کے
نیچے مباشرت کرنے کی اور خود حضرت عائشہ رضہ سے بسند صحیح ثابت ہی کہ اونہون نے سوا شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت
کی اجازت دی لیکن افضل یہی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت نہ کرے واللہ اعلم **باب** تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ

حائضہ کا روزہ نہ رکھنا **ف** حائضہ کو نماز نہ پڑھنا تو ظاہر تہا کیونکہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے اسوجہ سے
امام بخاری نے اوسکو بیان نہین کیا اور روزہ نہ رکھنے کی ظاہر مین کوئی وجہ نہ تہی کیونکہ روزے کے لیے طہارت شرط نہین
ہے اسلیے اوسکو بیان کیا ایسا ہی کہا ابن رشید وغیرہ نے (فتح) **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکِ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِهَا

ترجمہ ابوسعید خدری رض سے روایت ہے اونہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے (اپنے گہر سے یا مسجد سے) عید الضحی کے دن یا عید الفطر کے دن (راوی کو شک ہے) عیدگاہ کو (تو وعظ اور نصیحت کی لوگون کو) پہر گذرے عورتون پر اور فرمایا اے عورتو صدقہ دو مین دکہلایا گیا (معراج کی رات کو یا کسوف کے دن جیسے ابن عباس کی حدیث سے اوپر گذرا) تم زیادہ تہین دوزخ مین (بہ نسبت مردون کے) انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ کس وجہ سے (عورتین دوزخ مین زیادہ جاوینگی) آپنے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو **ف** اور لعنت کرنا جائز نہین اس شخص پر جسکے خاتمہ کا حال معلوم نہو البتہ جسکا کفر پر مرنا شرع سے ثابت ہو جیسے ابوجہل اوسپر لعنت کرنا درست ہے اسیطرح درست ہے لعنت کرنا بلا تعین جیسے ظالمون اور کافرون پر (قسطلانی) **ت** اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو مین نے عقل اور دین مین ناقص اور سنجیدہ شخص کے عقل کو کہونے والا تم سے زیادہ نہین دیکہا **ف** یعنے تم اچہی دانا اور مستقل شخص کی عقل بگاڑ دیتی ہو تو ایسے ویسے تمہارے ہاتہہ سے کیا بچ سکتے ہین **ت** اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل مین کیا نقصان ہے آپنے فرمایا کیا تم مین سے ایک عورت کی گواہی مرد کی آدہی گواہی کے برابر نہین ہے اونہون نے عرض کیا ہے آپنے فرمایا پس یہی عقل کا نقصان ہے عورت کی کیا تم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہین پڑہتی ہے اور روزہ نہین رکہتی ہے اونہون نے عرض کیا بیشک نماز نہین پڑہتی روزہ نہین رکہتی آپ نے فرمایا یہ اوسکے دین کا نقصان ہے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے بہت فائدے نکلتے ہین عید کی نماز کے لیے عیدگاہ کو جانا امام کا حکم کرنا لوگون کو صدقہ دینے کے لیے اور بعض صوفیہ نے اس سے یہ نکالا کہ مالدارون سے مال طلب کرنا درست ہے فقیرون کو دینے کے لیے اور اسکی کئی شرطین ہین عورتون کا عیدگاہ مین آنا لیکن مردون سے علیحدہ رہنا فتنہ کے ڈر سے عورتون کو الگ وعظ کہنے کا جواز ناشکری حرام ہونا قبیح باتین جیسے لعنت اور گالی بہت کرنا حرام ہونا نووی نے اس سے دلیل لی

وہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ جہنم کا وعدہ ہوا اُن پر لعنت کی نذمت سختی کے ساتھ نصیحت کرنیکا جواز صدقہ کا
عذاب کو رفع کرنا اور صدقہ کا حقوق العباد کو مٹینا عقل زیادہ کم ہونا ایسا ہی ایمان جیسے اوپر گذرا حائضہ کا حیض
کی حالت میں نماز اور روزہ نہ کرنے سے گنہگار نہ ہونا شاگرد کا اوستاد سے پوچھنا جو سمجھ میں نہ آوے آپ کے خلاق
اور حسن وعظ اور نصیحت کا حال قربان آپ کی مبارک صورت اور سیرت کے یا رب صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا علی

نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم (فتح)

بَابٌ تَقْضِی الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ کُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ

حائضہ عورت حج کے سارے ارکان ادا کرے صرف طواف نہ کرے بیت اللہ کا (جب تک پاک نہ ہو) **ف** حافظ نے کہا
بعضوں نے کہا امام بخاری اس باب میں جو حدیثیں لائے ہیں اُن سے غرض یہ ہے کہ حیض اور اسیطرح جو اوسکے شل ہے جیسے
جنابت یہ تمام عبادات کے منافی نہیں تو حیض اور جنابت کے ساتھ بعض عبادات بدنیہ درست ہیں جیسے اذکار
وغیرہ اور حج کے ارکان بھی اسی قسم میں سے ہیں مگر طواف کی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حج کے ارکان کا حالت حیض
میں درست ہونا نص سے ثابت ہوا ہے تو اوس پر دلیل لانیکی کیا حاجت ہے اور عمدہ وہی جواب ابن رشید نے کہا
ابن بطال کی متابعت سے کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جنب کے لیے قرآن پڑھنے کا جواز ثابت کریں حضرت عائشہؓ
کی حدیث سے اسلیے کہ جب حضرت صلعم نے سوا طواف کے اور سب ارکان اونکے لیے درست رکھے تو ارکان حج مشتمل ہیں
لبیک اور ذکر اور دعا پر پس یہ سب حائضہ کے لیے درست ہونگے اور جب حائضہ کے لیے درست ہوئی تو جنب کے لیے بطریق
اولی درست ہونگی کیونکہ حائضہ کا حدث جنب سے زیادہ سخت ہے اور جنب کو جو قرآن پڑھنا بعضوں نے منع رکھا ہے تو اگر
وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن ذکر الٰہی ہے تو حج کے اذکار بھی ذکر الٰہی ہیں اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو اوسکی دلیل بیان
کرنا ضرور ہے اور امام بخاری کے نزدیک وہ حدیثیں صحیح نہیں ہوئیں جن سے لوگوں نے اسکی ممانعت پر دلیل لی
ہے اور ہم نے ان حدیثوں کو کتاب الغسل میں بیان کیا) اگرچہ ان سب کو ملانے سے حجت قائم ہو جاتی ہے
پر اون میں سے اکثر حدیثیں تاویل کے قابل ہیں جیسے ہم اوسطرف اشارہ کرینگے اسیواسطے اونھوں نے اور طبری اور ابن
منذر اور امام داؤد ظاہری نے جو لوگ قرآن کی تلاوت جنب کے لیے درست رکھتے ہیں دلیل لی اس حدیث کی عموم سے
کہ حضرت صلعم اللہ کی یاد کرتے تھے سب وقتوں میں کیونکہ اللہ کی یاد عام ہے شامل ہے قرآن کو اور اوراد اذکار کو اور اس حدیث
کو امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور مصنف نے ابراہیم نخعی کا اثر بیان کیا اسلیے کہ حائضہ کو قرآن
پڑھنا بالاجماع منع نہیں ہے اور دارمی نے اسکو وصل کیا اس لفظ سے کہ چار آدمی قرآن نہیں پڑھتے جنب اور
حائض اور پائخانہ میں اور حمام میں اور امام مالک سے بھی ابراہیم کے قول کی طرح مروی ہے اور ایک روایت میں ان سے

یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور ایک روایت یہ ہی کہ حائض کو درست ہے اور جنب کو درست نہین اور بعضون نے کہا شافعی کا قول قدیم یہی تہا پہر ابن عباس کے اثر کو لائے اوسکو ابن منذر نے وصل کیا اس لفظ سے کہ ابن عباس اپنا ورد پڑہتے اور وہ جنب ہوتے اور ام عطیہ کی حدیث کو خود مولف نے وصل کیا عیدین مین پہر مصنف ابو سفیان کی حدیث کا ایک ٹکڑا لائے (جو اوپر گذری بدء الوحی مین) اوس سے یہ نکالا کہ حضرت نے روم کے کافرون کو کتاب لکہی اور کفار جنب ہوتے ہین اور جس کتاب مین دو آیتین تہین پس جب کفار کو اوس کتاب کا چہونا جائز ہوا اور وہ جنب تہے تو گویا جنب کو چہونا جائز ہوا اور پڑہنا چہونے کی مثل ہے بلکہ چہونے سے کم ہے یہ ابن رشید نے توجیہ کی اور عمدہ توجیہ یون ہو سکتی ہے کہ آپ نے اونکو ایسی کتاب لکہی تہی کہ وہ پڑہین پس حدیث سے صاف نکلتا ہی کہ جنب کو قرآن پڑہنا درست ہی جو لوگ جائز نہین کہتے وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ اس کتاب مین آیات قرآنی کے سوا اور مضمون بہی تہے تو وہ کتاب مشابہ ہوئی تفسیر اور فقہ کی کتابون کے اور اونکا چہونا اور پڑہنا جنب کو درست ہے کیونکہ اوس سے قرآن کی تلاوت کا قصد نہین ہوتا اور امام احمد نے کہا کہ کافرون کو ضرورت کیوجہ سے ایسی کتاب لکہنا درست ہے اور ایسا ہی اکثر شافعیہ نے کہا اور بعضون نے کہا کہ ایک یا دو آیتین جنب کو پڑہنا درست ہین ثوری نے کہا ہین کچہ قباحت نہین کہ مسلمان نصرانی کو قرآن کا حرف سکہلاوے شاید اللہ تعالی اوسکو ہدایت کرے اور ایک آیت سکہلانا مکروہ ہے کیونکہ وہ مثل جنب کے ہے اور امام احمد رح سے منقول ہی کہ مکروہ ہے قرآن کا رکہنا بے موقع اور ایک روایت یہ ہی کہ اگر ہدایت کی امید ہو تو سکہلانا درست ہے ورنہ درست نہین اور بعضون نے ابو سفیان کی حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ جنب کو قرآن کا پڑہنا بقصد تلاوت ناجائز ہے یعنے قرآن سمجہہ کر پڑہے لیکن اگر اوسنے کتاب کا ایک ورق پڑہا اور اوس مین قرآن کی آیت تہی اور وہ نہین جانتا تہا کہ یہ قرآن ہے تو جائز ہے اور کافر کا یہی حال ہے وہ بقصد تلاوت کہان پڑہتا ہے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین آویگا (فتح) وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ اَنْ تَقْرَأَ الْاٰيَةَ اور ابراہیم نخعی نے کہا کچہ قباحت نہین اگر حائضہ عورت ایک آیت پڑہے قرآن کی وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا اور عبد اللہ بن عباس نے جنب کو قرآن پڑہنے مین کچہ حرج نہ دیکہا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد کرتے تہے اپنے سب وقتون مین ف قسطلانی نے کہا ابن منذر نے ابن عباس سے باسناد روایت کیا کہ وہ اپنا ورد پڑہتے تہے قرآن کا جنب ہو کر کسی نے اونسے کہا اس باب مین تو اونہون نے کہا میرے پیٹ مین اس سے زیادہ ہے (یعنے میرے پیٹ مین تو سارا قرآن رکہا ہوا ہے یا میرے پیٹ مین جنابت سے زیادہ نجاست ہے) اور ہمارا مذہب حنفیہ اور حنابلہ کیطرح یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت

ہیں جنب اور حائض کو پڑہنا نادرست ہی حرام ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا کہ جنب اور حائض کچہہ قرآن نہ
پڑہیں اور یہ حجت ہی مالکیہ پر جو کہتے ہیں کہ حائضہ کو قرآن پڑہنا درست ہی اور جنب کو درست نہیں اور مالکیہ اوسکی علت
یہ بیان کرتے ہیں کہ حیض کی مدت دراز ہوتی ہے تو قرآن نہ پڑہنے سے بہول جانیکا خیال ہے اور جنابت میں
یہ خیال نہیں اور حجت ہے ابراہیم نخعی پر اور طحاوی پر جنہوں نے ایک آیت سے کم پڑہنا جائز رکہا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف
ہے اوسکے تمام طریقون سے البتہ سورۂ فاتحہ کی قرارت درست ہی اوسکے لیے جسکو پانی نہ ملے نہ مٹی نماز میں بلکہ
واجب ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا کیونکہ یہ نادر ہے اور رافعی نے اسکو حرام کہا کیونکہ وہ شرع کے رو سے عاجز ہے اسی
طرح وہ اذکار درست ہیں جو بقصد تلاوت نہیں ہوتی جیسے سوار ہوتے وقت سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ
پڑہنا ہے وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ اور ام
عطیہ نے کہا ہم کو حکم ہوتا تہا (عیدین میں) حائضہ عورتوں کو نکالنیکا عیدگاہ میں وہ تکبیر کہتی تہیں لوگوں کی تکبیر کیساتہ اور دعا کرتی تہیں
ذکر الٰہی ہے پس معلوم ہوا کہ حائضہ کو قرآن پڑہنا بہی درست ہے) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ
هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ
الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ الْآيَةَ اور ابن عباس نے کہا مجہہ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ)
نے حضرتؐ کا خط منگوایا اوسکو پڑہا اوسمیں یہ تہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ اخیر آیت
تک وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا
تُصَلِّي اور عطاء (بن ابی رباح) نے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا (اسکو مولف نے وصل کیا کتاب الاحکام
میں) کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کو حیض آیا اونہوں نے حج کے سارے کام ادا کیے صرف بیت اللہ کا طواف
نہیں کیا اور نماز نہیں پڑہتی تہیں وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا
مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اور حکم ابن عتیبہ کوفی نے کہا میں جانور کو ذبح کرتا ہوں جنابت کی حالت میں (اسکو
بغوی نے جعدیات میں وصل کیا) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مت کہاؤ اوس جانور میں سے جسپر اللہ کا نام نہ لیا جاوے
(پس ضرور ہے کہ حکم اللہ کا نام لیکر کاٹتے ہونگے تو ثابت ہوا کہ جنابت میں ذکر الٰہی درست ہی اور جب ذکر درست
ہوا تو قرآن پڑہنا بہی درست ہوگا) ف حافظ نے کہا امام بخاری کی ان سب دلیلوں میں نزاع ہو سکتا ہے اور
اسکا بیان کرنا طول ہے اور جمہور نے حضرت علی کی حدیث سے حجت لی (جو اوپر گذری کتاب الغسل میں) صحیح کہا
اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور ضعیف کیا بعضوں نے اوسکے بعض راویوں کو اور حق یہ ہے کہ وہ حسن ہے

حجت لینے کے لائق ہو لیکن اس سے دلیل لینے میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آپ کا فعل ہے اس سے اوسکے خلاف کی حرمت کہان نکلتی ہو اور طبری نے اسکا جواب یہ دیا کہ حضرت نے افضل پر عمل کیا اور نص میں ہی ہے کہ جنابت کی حالت مین قرآن نہ پڑہے گو جائز ہے اور ابن عمر کی حدیث کہ جنب اور حائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑہین اوسکی تمام طریقے ضعیف ہین انتہے مترجم کہتا ہے امام بخاری کا مذہب اس باب میں ضعیف نہین جیسا بعضون نے خیال کیا ہی بلکہ انکے دلائل قوی ہین اور موافق ہین اونکے امام داؤد ظاہری اور طبری اور ابن منذر رحمہم اللہ تعالی گو احتیاط جمہور کے مذہب میں ہے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمۃ عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن محمد عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نذکر الا الحج فلما جئنا سرف طمثت فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقال ما یبکیک قلت لوددت واللہ انی لم احج العام قال لعلک نفست قلت نعم قال فان ذلک شیء کتبہ اللہ علی بنات ادم فافعلی ما یفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت حتی تطہری **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے نہین ذکر کرتے تھے مگر حج کا جب سرف میں پہونچے تو مجھکو حیض آگیا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا تو کیون روتی ہے میں نے کہا مجھے آرزو ہو گئی کاش مین اس سال حج نہ کرتی آپنے فرمایا شاید تجھے نفاس (حیض) آگیا میں نے کہا ہان آپنے فرمایا پھر یہ تو وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالی نے لکھدیا آدم ع کی بیٹیون پر تو کر جیسے حاجی کرتا ہے صرف بیت اللہ کا طواف مت کر یہانتک کہ پاک ہو جاوے **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی شروع کتاب الحیض میں قسطلانی نے کہا پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ حیض بند ہو جاوے اور غسل کرلے کیونکہ حدیث میں ہے طواف کرنا بیت اللہ کا نماز ہے تو شرط ہی طواف کیلیے جو نماز کے لیے شرط ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک حیض جب بند ہو جاوے تو طواف صحیح ہوتا ہے لیکن بغیر غسل کے طواف کرنے سے اونکے نزدیک بدنہ واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی حکم ہے نفاس والی اور جنب کا جیسے ابن عباس سے منقول ہے انتہے

باب الاستحاضۃ

استحاضے کا بیان **ف** استحاضہ وہ خون ہے جو عورتکی شرمگاہ سے بے وقت جاری ہووے یہ ایک رگ سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین (فتح) قسطلانی نے کہا استحاضہ یہ ہے کہ خون حیض کی اکثر مدت سے بڑھ جاوے اور ہمیشہ آتا رہے اور اسکی چار قسمین ہین ایک یہ کہ شروع اس حال سے ہو دوسرے یہ کہ پہلے حیض اور طہر آچکا ہو اول کو مبتداہ کہتے ہین اور دوسری کو معتادہ پھر ہر ایک کی دو قسمین ہین ممیزہ اور غیر ممیزہ ممیزہ وہ جسکا خون دو طرح کا ہو ایک قوی خوب سرخ رنگ دوسرا پھیکا ضعیف غیر ممیزہ وہ جسکا خون یکسان ہو پھر

اگر ممیزہ ہو تو قوی خون حیض ہوگا بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو جو حیض کی اقل مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے نزدیک تین دن تین رات اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو جو حیض کی اکثر مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے نزدیک دس دن دس رات ہیں اور غیر ممیزہ اگر مبتداہ ہو اور ابتدا کے خون کے وقت کو پہچانتی ہو تو کم مدت حیض میں محسوب ہوگی اور باقی مشکوک اور جو معتادہ ہو تو اپنی عادت کے موافق سمجھ لیوے اور جو عادت یاد نہ رکھے وہ متحیرہ ہے اس طرح مبتداہ غیر ممیزہ الخ حیض ایک دن رات محسوب ہوگا اور باقی سارا مہینہ طہر میں انتہی مختصر الخ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش (بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشیہ اسدیہ) نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی (یعنی خون بند نہیں ہوتا جیسے دوسری روایت میں ہے کہ مجھ کو استحاضہ ہے تو وہ سمجھیں کہ پاکی جب ہی ہوتی ہے جب خون بند ہو وے) کیا میں نماز چھوڑ دوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نماز مت چھوڑ) یہ ایک رگ کا خون ہے (عاذل کا) اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے جب اوتنے دن گذر جاویں (جتنے دن اس بیماری سے پہلے حیض کی عادت تھی) تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ **ف** غسل کے بعد جیسے دوسری روایت میں اسکی تصریح ہے کہ غسل کر پھر نماز پڑھ اس میں خون کے دھونیکا ذکر نہیں ہے اور یہ اختلاف ہشام کے اصحاب نے کیا بعضوں نے خون کا دھونا بیان کیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے غسل کا ذکر کیا اور خون کا دھونا بیان نہیں کیا اور سب اصحاب ثقہ ہیں اور انکی روایتیں صحیحین میں ہیں تو محمول ہوگا اسپر کہ ہر فریق نے جو بات ظاہر تھی اوسکو چھوڑ دیا اور بیان ایک تیسرا اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض راویوں نے یہ زیادہ کیا ہے پھر وضو کر ہر نماز کے لیے اور جسنے کہا کہ یہ جملہ مدرج ہے اسکا قول غلط ہے کیونکہ ابو معاویہ منفرد نہیں ہوا اس سے اوسکے بلکہ نسائی نے اسکو نکالا حماد بن زید سے اونہوں نے ہشام سے اور کہا کہ حماد متفرد ہوا اوس سے اور امام مسلم نے بھی اسطرف اشارہ کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دارمی نے اسکو نکالا حماد بن سلمہ کے طریق سے اور سراج نے یحیی بن سلیم کے طریق سے دونے ہشام سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت کو جب حیض کے خون کی تمیز ہو استحاضہ سے تو حیض کا خون آنا ہی

سمجھ لیوے جب یہ میعاد گذر جاوے تو غسل کرے اب استحاضہ کا خون مثل حدث کے ہوگا تو وضو کرے ہر نماز کے لیے لیکن اس وضو
سے ایک ہی فرض پڑھے ادا ہو یا قضا اور جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک مراد حدیث کی یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت
پر وضو کرنا ایک وضو سے جس نماز کا وقت ہو وہ نماز پڑھے اور قضائیں جتنی چاہے پڑھے جب تک اُس نماز کا وقت نہ گذرے
اس صورت میں توضئی لکل صلوٰۃ میں وقت کا لفظ محذوف ہوگا ای لوقت کل صلوٰۃ یہ محتاج ہے دلیل کا اور مالکیہ کے
نزدیک ہر نماز کے لیے وضو مستحب ہے اور جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور احمد اور اسحاق نے کہا
کہ ہر فرض کے لیے اگر غسل کرے تو زیادہ احتیاط ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو خود مسئلہ پوچھنا درست ہے اور مرد
سے روایت بیان کرنا جو عورتوں سے متعلق ہیں اور عورت کی آواز سننا درست ہے حاجت کے وقت اور اور باتیں بھی
نکلتی ہیں اور رازی حنفی نے اس سے یہ نکالا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور زیادہ دس دن کیونکہ ایک روایت میں یہ
ہے کہ چھوڑ دے نماز کو ان ایام میں جن میں تجھے حیض آتا تھا اور ایام کا اقل تین ہے اور اکثر دس کیونکہ تین سے
کم کو یومان یا یوم بولتے ہیں اور دس سے زیادہ احد عشر یوما بولتے ہیں اور اس استدلال میں اعتراض ہے انتہی
ما فی فتح الباری اور امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ ترمذی نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہاں تک
کہ وہی وقت آوے (یعنے حیض کا وقت تو پھر نماز چھوڑ دے) اور امام بخاری نے ایک روایت میں نکالا لیکن چھوڑ
دے نماز کو ان ایام تک جنمیں تجھکو حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ پر کسی نماز
کے لیے غسل کرنا واجب نہیں ہے اور نہ کسی وقت میں اوقات میں سے بلکہ ایک بار غسل کافی ہے جس وقت حیض ختم ہووے
نووی نے کہا سلف اور خلف میں سے اکثر کا یہی قول ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس
اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ابو سلمہ بن عبد الرحمان اور مالک اور ابو حنیفہ اور امام
احمد رحمہم اللہ کا اور دلیل جمہور کی یہ ہے کہ غسل کا وجوب ہونا کسی دلیل سے چاہیے اور کوئی دلیل ایسی نہیں اور ایک جماعت
کا یہ مذہب ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا چاہیے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عمر اور ابن الزبیر اور عطاء بن ابی رباح
اور حضرت علی اور ابن عباس سے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مستحاضہ ہر روز ایک غسل کرے اور ابن مسیب
اور حسن سے منقول ہے کہ ہر ظہر کی نماز پر ایک غسل کرے دوسرے ظہر تک کے لیے اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں ہر ایک
قول کی دلیلیں بیان کیں الگ الگ بابوں میں نووی نے کہا حضرت سے یہ صحیح نہیں ہوا کہ آپ نے مستحاضہ کو غسل
کا حکم دیا ہو مگر ایک بار حیض موقوف ہونے پر چنانچہ فرمایا آپ نے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے
تو غسل کرے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بار بار غسل کرے اور جو حدیثیں سنن ابو داؤد اور سنن بیہقی میں تکرار غسل کی آئی ہیں انتہی

سے کوئی ثابت نہیں ہے اور امام بیہقی اور اُن سے آگے اماموں نے اونکا ضعف بیان کیا ہے اور صحیح اُن میں ایک روایت ہے
وہ جو بخاری اور مسلم نے نکالی کہ اُم حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا پھر غسل کر
پھر نماز پڑھ تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے امام شافعی نے کہا کہ حضرت صلعم نے اونکو غسل کرنیکا اور نماز پڑھنے کا حکم دیا
تہا اور حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور مین سمجہتا ہون کہ اونکا غسل بطور نفل کے
تہا اور ایسا ہی کہا سفیان بن عیینہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے اور حق جمہور ہی کا مذہب ہے کہ غسل اوسی وقت واجب ہے
جب حیض ختم ہو کیونکہ کوئی دلیل صحیح ایسی قائم نہیں ہوئی جس سے ایسی سخت تکلیف کا ضعیف عورتون کو جو ناقص العقل
ہین حکم دیا جاوے یعنی ہر نماز کے لیے غسل کرنا ایسا مشکل ہے کہ خاص خاص عابد اور زاہد لوگ بہی اسکو نہین کرسکتے تو عورتین
بیچاری کیونکر اسکی متحمل ہونگی اور دوسری حدیثین اسکے خلاف مین موجود ہین کہ دین اسلام آسان ہے اور منع کیا آپ نے
نفرت دلانے والی اور مشکل مین ڈالنے والی باتون سے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنیکی حدیثین گو
ہر ایک اون مین سے ضعیف ہون مگر سب ملکر اونسے حجت قائم ہوجاتی ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ حجت اسوقت قائم
ہوتی کہ اونکے معارض دوسری حدیثین نہ ہوتین اور یہان تو اونکے معارض دوسری حدیثین موجود ہین جن سے ایک
ہی بار حیض ختم ہوتے وقت غسل کرنا نکلتا ہے اور ہم انشاء اللہ دونو قسم کی حدیثون کو مع تنقید کے ترتیب سے بیان کرتے ہین اور
بعضون نے ان دونو حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے واللہ اعلم جو لوگ ہر نماز کے
لیے یا ہر روز مستحاضہ کے لیے غسل کرنا واجب جانتے ہین اونکی دلیل یہ حدیثین ہین پہلی حدیث ابوداود نے نکالی
اُم المومنین عائشہ رضہ سے اونہون نے کہا زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اونکو غسل کرو ہر نماز کے لیے امام شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین محمد بن اسحق ہے اور منذری نے اوسکے بعض طریقون کو
حسن کہا دوسری حدیث امام احمد اور ابوداود نے نکالی اُم المومنین عائشہ رض سے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو کو
استحاضہ ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور آپ سے پوچہا اسکو آپ نے اونکو حکم دیا ہر نماز پر غسل کرنیکا جب اونپر
شاق ہوا تو آپ نے اونکو حکم دیا کہ جمع کرین ظہر اور عصر مین ایک غسل سے اور مغرب اور عشا مین ایک غسل سے اور فجر
کی نماز پڑہین ایک غسل سے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے عبدالرحمن بن القاسم سے اونہون نے اپنے
باپ سے اونہون نے عائشہ رض سے اور محمد بن اسحاق حجت نہین خاص کر جب عنعن روایت کرے اور عبدالرحمن نے اپنے باپ سے
نہین سنا ایسا ہی کہا گیا حافظ نے کہا بعضون نے کہا کہ محمد بن اسحق نے وہم کیا اس حدیث مین تیسری حدیث
ابوداود نے نکالی عروہ بن الزبیر سے اونہون نے اسما بنت عمیس سے اونہون نے کہا مین نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت ابی حبیش

کو استحاضہ ہوا اتنے اتنے دنون ہو اوسنے نماز نہین پڑہی آپ نے فرمایا یہ شیطان کیطرف سے ہو اوسکو چاہیے ایک ناندے مین بیٹہے پہر جب پانی کے اوپر زردی دیکہے تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشا کیلیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور انکے بیچ بین وضو کرتی رہے (دوسری حدیثون سے) شوکانی نے کہا اوسکی اسناد مین سہیل بن ابی صالح ہے اور اس سے حجت لینے مین اختلاف ہے **چوتہی** حدیث ابو داؤد اور شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم نے نکالی حمنہ بنت جحش سے اونہون نے کہا مجہہ استحاضہ ہوتا تہا میری بہن زینب بنت جحش کے گہر مین مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجہہ کو بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے تو آپ کیا سمجہتے ہین اوسکے باب مین اوسنے مجہکو روک دیا ہے نماز اور روزے سے آپ نے فرمایا مین تیرے لیے بہایہ رکہنا مناسب جانتا ہون اوس سے خون جاتا رہتا ہے حمنہ نے کہا وہ اس سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا تو ایک کپڑا بنالی حمنہ نے کہا وہ اس سے زیادہ ہے بہر خون تو بہتا ہے بہتا ہے آپ نے فرمایا مین تجہکو حکم کرتا ہون دو باتون کا اون مین سے جو تو کرے وہ کافی ہوگی تجہکو دوسری بات سے اور جو تو دونو کر سکے تو تو خوب جانتی ہے آپنے فرمایا کہ یہ ایک لات ہے شیطان کی ہار دن مین سے تو حیض کر لے اپنا چہہ دن یا سات دن تک اللہ کے علم مین پہر غسل کر لے جب تو دیکہے کہ مین پاک اور صاف ہوگئی تو ۲۳ راتون تک یا ۲۴ راتون تک نماز پڑہ اور اونکے دنون مین روزہ رکہہ یہ تجہکو کافی ہوگا اور ایسا ہی کر ہر مہینے مین جسطرح سے کہ عورتون کو حیض آتا ہے اور جیسے وہ پاک ہوا کرتی ہین ملا اپنے حیض اور طہر کی میعاد مین اور جو تو یہ کر سکے کہ ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو نمازون ظہر اور عصر کو جمع کرے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو نمازون کو جمع کر تو ایسا کر اور ایک غسل فجر کے وقت کر اور روزہ رکہہ اگر تو یہ کر سکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر مجہے دونو امرون مین زیادہ پسند ہے اور بعض راویون نے کہا کہ حمنہ نے کہا یہ امر مجہکو دونون امرون مین زیادہ پسند ہے اور حضرت صلعم کا قول بیان نہین کیا اوسکو ترمذی کی روایت مین ہے لنگوٹ کس لے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے اسمین اختلاف ہے لوگون کا کہ اوس سے حجت لی جاوے گی یا نہ لیجاویگی اور ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی طریق سے صحیح نہین ہے **پانچوین** حدیث امام مسلم نے نکالی حضرت عائشہ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف کی نکاح مین تہین اونہون نے شکایت کی حضرت صلعم سے خون کی آپنے فرمایا ٹہیری رہ اوتنے دنون جتنے دنون تک تجہکو حیض روکتا تہا پہر غسل کرے تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے اور روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی نے اور انکی روایت مین یون ہے کہ انتظار کرے اپنے حیضون کی موافق جو اسکو آتے تہے (اس بیماری سے پہلے) اوتنے دنون تک نماز چہوڑ دے پہر اوسکے بعد دیکہے اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے تیسیر مین ہے کہ امام بخاری نے بہی

اسکو نکالا اس لفظ سے کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ کو استحاضہ رہا سات برس تک اونہون نے حضرتؐ سے پوچھا آپ نے اونکو حکم دیا
غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے اور امام مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حضرت
عائشہؓ نے کہا ام حبیبہؓ ایک ناند مین غسل کرتی تہین اپنی بہن زینب بنت جحشؓ کے گہر مین یہانتک کے خون کی سرخی
پانی پر آجاتی اور نسائی کی روایت مین یون ہے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا وہ پاک نہ ہوتی تہین تو اونکے حال کا ذکر ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک ضرب ہے رحم کی وہ انتظار کرے اپنے اون حیضون کے برابر جب سے آتے
تہے اوتنے دنون نماز چہوڑ دے پہر دیکہے اوسکے بعد تو غسل کرے ہر نماز کے لیے اور ایک روایت مین نسائی کی یہ ہے کہ
آپ نے اونکو حکم کیا نماز کے چہوڑ دینے کا اپنے حیضون کے موافق اور غسل کرنیکا اور نماز پڑہنے کا تو وہ غسل کرتی تہین ہر
نماز کے لیے مترجم کہتا ہے پس روایت سے باطل ہوتا ہے شافعی اور سفیان اور لیث کا یہ کہنا کہ آپ نے انکو حکم دیا غسل کرنیکا
اور نماز پڑہنے کا اور یہ حکم نہ دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے کیونکہ ایک طریقہ مین امام احمد اور نسائی کے صاف یون ہے
فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتُصَلِّي اور یہ امر ہے اور طحاوی نے نکالا اس حدیث کو کئی طریقون سے ایک طریقہ مین یہ ہے کہ حضرتؐ
نے حکم دیا اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ نے فرمایا یہ رگ ہے جسکو چیر دیا ابلیس نے چہٹی حدیث
طحاوی اور امام نسائی نے نکالی قاسم سے اونہون نے زینب بنت جحشؓ سے اونہون نے کہا حضرتؐ سے کہ مین مستحاضہ ہون
آپ نے فرمایا اپنے حیض کے دنون تک بیٹہی رہ پہر غسل کر اور ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے اور غسل کر اور
نماز پڑہے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے اور غسل کر اور دونو نمازین پڑہ لیوے اور غسل کرے فجر کے
لیے شوکانی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین مترجم کہتا ہے اسمین ایک ذرا سا شبہ ہے کہ بعضون نے کہا عبد الرحمان بن
قاسم نے اپنے باپ قاسم سے نہین سنا ورنہ یہ حدیث صحیح ہوتی اور باطل ہو جاتا قول نووی کا کہ غسل کے باب مین کوئی حدیث ثابت
نہین ہوئی ساتوین روایت کی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے ام سلمہؓ سے اونہون نے پوچہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے باب مین جو خون بہاتی تہی (یعنے استحاضے مین مبتلا تہی) آپ نے فرمایا اون دنون
اور راتون کو شمار کر دیکہو مہینے مین جتنے اوسے حیض آتا تہا اس بیماری سے پہلے پہر اوتنے دنون اور راتون مین نماز
چہوڑ دے جب وہ دن گذر جاوین تو غسل کرے اور لنگوٹ کس لیوے ایک کپڑے سے پہر نماز پڑہے شوکانی نے کہا اس حدیث
کو امام شافعی نے بہی روایت کیا نووی نے کہا اسکا اسناد بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور بیہقی نے کہا یہ حدیث مشہور ہے
مگر سلیمان بن یسار نے ام سلمہؓ سے نہین سنا اور ابو داؤد کی روایت مین سلیمان سے یہ ہے کہ ایک شخص نے اونکو خبر دی
ام سلمہؓ سے منذری نے کہا سلیمان نے اسکو ام سلمہؓ سے نہین سنا اور روایت کیا اسکو موسی بن عقبہ نے نافع سے اونہون نے

سلیمان سے اونہوں نے مرجانہ سے اُم سلمہ رضی سے اور نکالا اسکو دار قطنی نے اور ابن المنذر نے صخر بن جویریہ سے اونہوں
نے نافع سے اونہوں نے سلیمان سے اونہوں نے حدیث بیان کی ایک شخص نے ام سلمہ رضی سے مترجم کہتا ہے یہ حدیث مرسل ہونگی
سو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ آپ نے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے حکم دیا غسل کا ایک ہی بار جب
حیض کے دن گذر جاویں آٹھوین حدیث ابو داؤد نے نکالی سمی سے جو مولی تھے ابو بکر بن عبد الرحمان کے کہ قعقاع
اور زید بن اسلم نے اونکو بھیجا سعید بن المسیب کے پاس پوچھنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہوں نے کہا ایک ظہر سے لیکر
دوسری ظہر تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے پھر اگر خون غالب ہو تو ایک کپڑے کا لنگوٹ کس لیوے نکالا اسکو
ابو داؤد نے اور کہا ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور انس سے اور یہی قول ہے سالم بن عبد اللہ اور حسن اور عطار کا اور مالک نے
کہا کہ ابن مسیب کی حدیث مین ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک وہم ہے صحیح ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک ہے
(یعنی ہر روز غسل کرے ظہر کی نماز کے وقت) لیکن راوی کو وہم ہو گیا اوسمین اور روایت کیا اسکو مسور بن عبد الملک نے اور
کہا ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک پھر لوگون نے اسکو پلٹ دیا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک اور قاضی عیاض
نے کہا کہ صحیح یہی ہے ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک نوین ابو داؤد نے نکالا حضرت علی رض سے اونہوں نے
کہا مستحاضہ کا جب حیض گذر جاوے تو وہ ہر روز غسل کرے اور ایک ٹکڑا اون کا رکھ لیوے (شرمگاہ مین) اسمین
گھی ہو یا تیل زیتون کا دسوین روایت کیا امام طحاوی نے باسناد صحیح سعید بن جبیر سے کہ ایک عورت آئی ابن
عباس رض پاس ایک خط لیکر جب انکی آنکھ جاتی رہی تھی تو وہ خط اونکے بیٹے کو دیا وہ اوسکے پڑھنے مین عاجز
ہوئے تو مجھکو دیا مین نے اوسکو پڑھا ابن عباس رض نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے اسکو اسطرح فر فر کیون نہین پڑھا جیسے اس مصری
لڑکے نے پڑھا خیر اوسمین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عورت کی طرف سے جو مسلمانون مین سے ہے معلوم ہو کہ اسکو استحاضہ
ہوا اوسنے حضرت علی رض سے فتوی لیا اونہون نے حکم دیا کہ غسل کرے اور نماز پڑھے ابن عباس نے یہ سنکر کہا یا اللہ مین
نہین جانتا اس باب مین کچھ کہنا سوا اوسکے جو حضرت علی رض نے کہا تین بار یہ کہا قتادہ نے کہا مجھکو خبر دی عزرہ
نے سعید سے اوسنے کہا گیا کہ کوفہ سردی کا ملک ہے اور ہر نماز کے لیے غسل کرنا شاق ہوتا ہے اوسپر اونہون نے کہا اگر اللہ
تعالی چاہتا تو اس سے سخت تمکو آزماتا گیارہوین امام طحاوی نے نکالا سعید بن جبیر سے کہ کوفہ والون مین سے
ایک عورت کو استحاضہ ہوا اُسنے لکھا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر کو اور انکو قسم دی اللہ کی
اور لکھا کہ مین مسلمان عورت ہون اور بلا مین پڑ گئی اور دو برس سے مجھے استحاضہ ہو گیا تو تمہاری رائے کیا ہے اس باب
مین تو سب سے پہلے یہ خط عبد اللہ بن زبیر کو پہونچا اونہون نے کہا مین نہین جانتا اوسکے لیے مگر یہ کہ چھوڑ دیوے اپنے حیض کو

(یعنی جتنے دنون حیض آیا کرتا تہا اوتنے دنون نماز نہ پڑہے) اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے پہر سب نے اتفاق
کیا اسپر دوسری روایت مین ابن عباس سے ایسا ہی نکالا اوسمین یہ ہے کہ اپنے حیض کے دنون مین نماز چہوڑ دے اور تیسری
روایت مین باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ اونکے پاس ایک استحاضہ والی عورت آئی مسئلہ پوچہنے کو اونہون نے
جواب نہ دیا اور کہا اور کسی سے پوچہہ وہ عبد اللہ بن عمر رضہ کے پاس گئی اونسے پوچہا اونہون نے کہا تو نماز مت پڑہ
جب تک خون بہی پہر وہ لوٹ کر آئی ابن عباس رضہ کے پاس اور اُنسے بیان کیا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی رحم کرے
ابن عمر پر اونہون نے تو کافر ہونیکے قریب تجہکو کر دیا تہا (نماز چہڑا کر) اوس عورت نے کہا پہر مین نے حضرت علی بن
ابیطالب سے پوچہا اونہون نے کہا یہ شیطان کی لات ہے یا زخم ہے رحم مین تو غسل کیا کر ہر دو نمازون کے لیے ایکبار اور نماز
پڑہا کر پہر اوس عورت نے کہا مین ابن عباس سے ملی اونسے پوچہا اونہون نے کہا مین تیرے لیے نہین پاتا مگر جو علی رضہ نے
کہا اور چوتہی روایت مین باسناد حسن ابن عباس سے نکالا اونسے کہا گیا کہ ہمارا ملک سرد ہے اونہون نے کہا ظہر مین دیر
کرے اور عصر مین جلدی کرے اور دونو نمازون کے لیے ایک غسل کر لیوے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے
اور دونو کے لیے ایک غسل کر لیوے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے امام طحاوی نے کہا جو لوگ کہتے ہین کہ ہر نماز کے لیے غسل
کرے یا دو نمازون کو جمع کرکے دو کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک اونہون نے ان احادیث اور آثار سے
حجت لی ہے اور دوسرے قول والے یہ کہتے ہین کہ ہر نماز کے لیے غسل کا حکم منسوخ ہے سہلہ بنت سہیل کی حدیث سے جو اوپر
گذری امام شوکانی نے کہا سب حدیثون مین قوی حمنہ بنت جحش کی حدیث ہے اور اسمین بہی نقص ہے کہ اوسکے اسناد مین عبد اللہ
بن عقیل ہے بیہقی نے کہا وہ متفرد ہوا اس حدیث کے ساتہہ اور اُس سے حجت لینے مین اختلاف ہے ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
طریق سے صحیح نہین کیونکہ محدثین نے اجماع کیا ابن عقیل کی حدیث کی ترک پر اور پیچہا کیا اونکا ابن دقیق العید نے اور کہا
یہ دعوے غلط ہے محدثین نے اجماع نہین کیا اسکی حدیث کے ترک پر بلکہ امام احمد اور اسحق اور حمیدی حجت لیتے تہے اُس سے
اور خاص اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا اور امام احمد نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شاید ابن مندہ
کی یہ مراد ہو کہ جن لوگون نے صحیح کو نکالا اونہون نے اجماع کیا اوسکے ترک پر اور یہ تو صحیح ہے ابن ابی حاتم نے کہا مین نے
اپنے باپ سے پوچہا اس حدیث کو حمنہ کی اونہون نے ضعیف کیا اور اسکی اسناد کو قوی نہین کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہا
اونہون نے امام بخاری سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے کہا یہ حدیث حسن ہے مگر مین نہین جانتا کہ ابن عقیل نے ابراہیم بن
محمد بن طلحہ سے سنا ہے یا نہین اور یہ دوسری علت نکلی اس حدیث مین اور امام بخاری کے اس شک کا جواب یون ہو سکتا
ہے کہ ابن عقیل نے عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ربیعہ بنت معوذ سے سنا ہے اور یہ قدم مین زیادہ

ابراہیم بن محمد سے جو اس سلسلہ میں تو ابن عقیل کے سماع میں ابراہیم سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے خطابی نے کہا علماء نے
اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور ابن حزم نے اس حدیث کو رد کیا کئی وجہوں سے اور ابن عقیل کی علت نہیں کی بلکہ کہا کہ وہ
منقطع ہے ابن جریج اور ابن عقیل کے بیچ میں اور کہا کہ ابن جریج نے اسکو ابن عقیل سے نہیں سنا اور انکے درمیان نعمان بن
راشد کا واسطہ ہے وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عقیل سے شریک اور زہیر بن محمد نے وہ دونو ضعیف ہیں اور کہا
کہ عمر بن طلحہ کوئی شخص نہ تھا جس سے روایت کیا اسکو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کیونکہ طلحہ کا کوئی بیٹا عمر نام کا معلوم نہیں
ہوا ابن سید الناس نے ابن حزم کا جواب دیا اور کہا کہ ابن عقیل سے اسکو روایت کیا ابن جریج کے سوا زہیر بن محمد نے
اور ابن حزم کا زہیر کو ضعیف کرنا غلط ہے اوس سے روایت کی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیح میں اور احمد نے کہا وہ مستقیم
الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور اسکے حافظے میں کچھ نقص تھا اور اسکی حدیث شام کے ملک میں زیادہ منکر ہے
عراق کے ملک میں حدیث سے اور بخاری نے تاریخ صغیر میں کہا کہ اہل شام نے اس سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور
اہل بصرہ نے جو اوس سے روایتیں کیں وہ صحیح ہیں اور عثمان دارمی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا اوس سے غلطیاں ہوئی ہیں
اور یحیی نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اہل شام نے جو روایتیں اوس سے کیں وہ خطا ہیں اور یہ حدیث حمنہ
کی ابو عامر نے اوس سے روایت کی اور وہ بصری ہیں عراق والا اور عمر بن طلحہ ابن جریج کی روایت میں ہے اور اوروں کی روایت
میں عمران بن طلحہ ہے اور ترمذی نے کہا کہ عمر بن طلحہ اسناد میں کچھ بھی نہیں کہا اسکو ابن جریج نے اور عمران بن طلحہ کہتے ہیں اور یہی ٹھیک
ہے اور شریک جسکو ابن حزم نے ضعیف کیا تو ابن ماجہ نے اس حدیث کو شریک کے طریق سے نکالا اور شریک سے
صحیح میں روایت کی گئی ہے اور اس حدیث کی ایک علت اور یہ ہے جو ابوداؤد نے امام احمد سے نکالا اونہوں نے کہا
اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ایک تیسری جس سے دل میں کچھ شبہ ہے پھر ابوداؤد نے کہا کہ تیسری حدیث سے
انکی مراد حمنہ کی حدیث ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اولی ہے
ابوداؤد کی روایت سے اور ممکن ہے کہ پہلے اونکے دل میں کچھ شبہ ہو پھر شبہ جاتا رہا ہو انتہے قال الشوکانی **ان
لوگوں کی دلیلیں** جو مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے واسطے وضو کو کافی سمجھتے ہیں پہلی حدیث عدی بن ثابت
کی انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس
عورت کو استحاضہ ہو وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز پر اور روزہ رکھے
اور نماز پڑھے نکالا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے زیلعی نے کہا ابوداؤد کی حدیث میں یہ عبارت ہے اور وضو ہر
نماز کے نزدیک اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور اس حدیث کے کئی شاہد ہیں ایک وہ

جو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا وکیع سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے عروہ سے انہوں
نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش حضرت صلعم کے پاس آئیں اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا پھر غسل کر پھر وضو کر ہر نماز کے
لیے اور نماز پڑھ یہ ابوداؤد کا لفظ ہے اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ اگرچہ خون بوریے پر ٹپکے شوکانی نے کہا عدی بن
ثابت کی حدیث کو ترمذی نے حسن نہیں کہا جیسے ابن تیمیہ نے منتقے میں نقل کیا بلکہ اس سے سکوت کیا ابن سید الناس نے اپنی شرح میں کہا کہ ترمذی نے
سے سکوت کیا اور کچھ نہیں حکم لگایا اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بھی نہیں ہے کیونکہ عدی بن ثابت سے اسکو روایت
کیا ابو الیقظان نے اور اسکا نام عثمان بن عمیر بن قیس کوفی ہے اسکو عثمان بن حمید بھی کہتے ہیں اور عثمان بن ابی زرعہ بھی کہتے
ابن معین نے کہا اسکی حدیث کوئی چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا کہ ابن مہدی نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور منکر الحدیث
شعبہ اسکو پسند نہیں کرتے تھے اور ابو احمد حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک اور یحییٰ بن سعید نے اسکو پسند
نہیں کیا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اوسکی عقل جاتی رہی
تھی یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا تھا کیا کہتا ہے اوس سے حجت لینا جائز نہیں ترمذی نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری
سے اس حدیث کو پوچھا اور کہا عدی بن ثابت کے دادا کا کیا نام ہے اونہوں نے اوسکا نام نہ پہچانا اور میں نے اونسے بیان کیا کہ یحییٰ
بن معین کہتے تھے اوسکا نام دینار ہے تو اونہوں نے اعتبار نہ کیا اوسکا اور دمیاطی نے کہا عدی ابان بن ثابت بن
قیس بن حطیم انصاری کا بیٹا ہے اور وہم کیا اونسے جسنے کہا اوسکے دادا کا نام دینار ہے اور عدی ثقات میں سے ہے
اوس سے روایت ہے صحیح میں ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل نے اور ابو حاتم نے کہا سچا ہے اور ابوداؤد نے سنن میں کہا کہ عدی بن
ثابت اور اعمش کی حدیث حبیب سے اور ایوب ابو العلا کی ان میں سے کوئی صحیح نہیں اور باب کے اخیر میں اشارہ کیا اسطرف کہ
قمیر کی حدیث حضرت عائشہ رضہ سے صحیح ہے اور اسکا مدار ایوب بن مسکین پر ہے اوسمیں اختلاف ہے اور اس حدیث میں اضطراب
بھی ہے کیونکہ ایوب نے اسکو ابن شبرمہ سے مرفوعاً نکالا اور حجاج سے موقوفاً اور اسیطرح روایت کیا اسکو ثوری نے فراس سے انہوں نے شعبی
اونہوں نے قمیر سے موقوفاً ذکر کیا اسکو مزی نے اطراف میں تمام ہوا کلام شوکانی کا منذری نے کہا کہ عدی کا دادا مراد لیا
ہے بلکہ نانا عبد اللہ بن یزید خطمی زیلعی نے کہا دارقطنی نے کہا اسمیں سے کوئی قول صحیح نہیں ہے اور اماموں کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ اوسکے دادا کا نام معلوم نہیں ہوا اور علاوہ اسکے اوسکے اسناد میں شریک بن عبد اللہ نخعی ہے قاضی کوفہ کا
اوسمیں کلام کیا ہے بہت لوگوں نے اسکا دادا قاتل تھا جناب امام حسین علیہ السلام کا اور ابو الیقظان اوسکا نام عثمان
بن عمیر کوفی ہے وہ بھی حجت لینے کے قابل نہیں تھے **دوسری** حدیث حضرت عائشہ کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا میں ایک عورت ہوں استحاضہ والی پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں

آپ نے فرمایا نہین بلکہ پرہیز کر تو نماز سے اپنے حیض کے دنون پہر غسل کر لے اور وضو کر ہر نماز کے لیے پہر نماز پڑہ اگرچہ خون ٹپک آوے بوریے پر نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے شوکانی نے کہا کہ نکالا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور نکالا اسکو مسلم نے صحیح مین لیکن اوسمین یہ نہین ہی کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اوسکے اخیر مین ایک جملہ تہا جسکو ہم نے چہوڑ دیا بیہقی نے کہا وہ جملہ یہی ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور امام مسلم نے اسکو چہوڑ دیا کیونکہ یہ جملہ غیر محفوظ ہے اور اس جملہ کو نکالا دارمی اور طحاوی نے بہی اور بخاری نے اس حدیث کو نکالا اور اس مین یہ علت کی کہ حبیب نے عروہ سے نہین سنا یعنی عروہ بن الزبیر سے بلکہ عروہ مزنی سے سنا ہی پہر اگر یہ عروہ جس سے یہ حدیث مذکور ہے عروہ بن زبیر ہین جیسے ابن ماجہ کی روایت مین مذکور ہے تو اسناد منقطع ہی کیونکہ حبیب بن ابی ثابت نے اونسے نہین سنا اور وہ تدلیس بہی کرتے ہین اور اگر عروہ مزنی ہین تو وہ مجہول ہین زیلعی نے کہا ابوداؤد نے اسکی اسناد مین یہ بیان نہین کیا کہ یہ عروہ کون سے ہین اور اطراف والون نے اس حدیث کو عروہ بن الزبیر کے ترجمہ مین بیان نہین کیا بلکہ عروہ مزنی کے اور انہون نے اعتماد کیا ابن المدینی کے قول پر کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا اور روایت کیا اسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ اور بزار نے اپنی مسندون مین اور عروہ کی نسبت نہین کی لیکن ابن راہویہ اور بزار نے اسکو نکالا عروہ بن الزبیر کے ترجمہ مین اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت مین اسی اسناد سے یہ ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا نماز پڑہے مستحاضہ اگرچہ خون ٹپک آوے بوریے پر اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور بعض روایتون مین عروہ بن الزبیر کہا لیکن اونہون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا پہر ابوداؤد سے نقل کیا کہ اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کیا کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ حفص بن غیاث نے اوسکو روایت کیا اعمش سے تو موقوف کیا اوسکو حضرت عائشہ رض پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکا اور موقوف کیا اسکو اسباط بن محمد نے اعمش سے حضرت عائشہ رض پر دوسرے یہ کہ اعمش نے اس حدیث کے شروع کو روایت کیا مرفوعًا لیکن انکار کیا اس مین یہ جملہ ہونے سے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے تیسرے یہ کہ زہری نے اسکو روایت کیا عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اسمین یہ ہے کہ پہر وہ غسل کرتین ہر نماز کے لیے اور صاحب تنقیح نے کہا کہ نکالا اوسکو اسمٰعیلی نے اور اوسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور ترمذی نے جامع مین کہا کتاب الحج مین مین نے محمد بن اسمٰعیل سے سنا وہ کہتے تہے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا اور نسائی نے اپنی سنن مین باب ترک الوضوء من القبلۃ مین کہا یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے دو حدیثین روایت کین وہ تو کچہہ چیز نہین ایک تو یہ کہ حضرت صلعم بوسہ لیتے اپنی بعضی بیبیون کو پہر نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے دوسری یہ حدیث کہ مستحاضہ نماز پڑہے اگرچہ خون بوریے پر ٹپک آوے اور ایسا ہی بعینہٖ نقل کیا دارقطنی نے یحیی بن معین سے اور

اور بیہقی رح نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ حبیب بن ابی ثابت کی حدیث یہ ضعیف ہے ضعیف کہا اسکو یحییٰ بن سعید قطان
اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین نے اور سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا
کچہہ اور روایت کیا اسکو حفص بن غیاث نے اعمش سے تو وقف کیا حضرت عائشہ رض پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکو
اور موقوف کیا اوسکو اسباط نے اعمش سے اور روایت کیا اسکو ایوب ابو العلاء نے حجاج بن ارطاۃ سے اونے ام کلثوم
سے اونہون نے حضرت عائشہ رض سے اور یہ بہی ضعیف ہے صحیح نہین ہے (حجاج بن ارطاۃ بالاتفاق ضعیف ہین) اور
روایت کیا اسکو عمار بن مطر نے ابو یوسف سے اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے قمیر سے
جو بی بی تہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً دارقطنی نے کہا متفرد ہوا اسا تہ اوسکے عمار بن مطر
ابو یوسف سے اور عمار ضعیف ہے اور اسمعیل سے اور ون نے اسحدیث کو اسی اسناد سے موقوفاً روایت کیا ہے زیلعی نے کہا
اسحدیث کا اور ایک طریق ہے نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین محمد بن علی بن حسن بن شقیق سے اونہون نے کہا مین نے
اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تہے حدیث بیان کی ہمسے ابو حمزہ نے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور بولین یا رسول اللہ مجہکو
استحاضہ ہوتا ہے ایک یا دو مہینہ تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تو جب حیض آوے تو نماز
چہوڑ دے اور اتنے دنون کا شمار کرکے جتنے دنون تجہے حیض آیا کرتا تہا (اس عادت سے پہلے) پہر جب حیض چلا جاوے
تو غسل کر اور وضو کر ہر نماز کے لیے اور یہ لفظ یعنے وضو کر ہر نماز کے لیے معلق ہے امام بخاری کی صحیح مین عروہ سے
اور ترمذی نے اسکو متصلاً نکالا ابو معاویہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے عروہ سے اور اخیر مین یہ ہے کہ ابو معاویہ نے
حدیث مین کہا اور فرمایا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہی وقت پہر آوے (یعنے حیض کا وقت) ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن صحیح ہے انتہی ما قال الزیلعی امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین نکالا اعمش سے اونہون نے حبیب بن ابی
ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور
عرض کیا یا رسول اللہ مجہے استحاضہ ہے تو میرا خون بند نہین ہوتا آپ نے اونکو حکم دیا حیض کے دنون مین نماز چہوڑ دینے کا
پہر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے اگرچہ خون بوریے پر ٹپک آوے اور نکالا امام ابو حنیفہ رح سے اونہون
نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین
اور عرض کیا مجہے حیض آتا ہے ایک مہینہ اور دو مہینے تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تیرے خون کی پہر جب حیض
آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اپنی پاکی کے لیے پہر وضو کر ہر نماز کے لیے پہر امام طحاوی نے نکالا عدی بن ثابت

حدیث کو جو اوپر گذری اونکے باپ سے اونہون نے دادا سے اور نکالا علی بن ثابت سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے ایسا ہی اور کہا کہ معارضہ کیا ان حدیثون کا معارضہ کرنیوالے نے اور کہا کہ امام ابو حنیفہ نے جو حدیث ہشام سے روایت کی وہ خطا ہے اسواسطے کہ حافظون نے اوسکو ہشام سے اور طرح روایت کیا پھر نکالا اعمش اور سعید بن عبد الرحمن اور مالک اور لیث سے ان سبھون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اونکو استحاضہ تھا اونہون نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مین پاک نہین ہوتی کیا نماز چھوڑ دون ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہین ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض کے دن چلے جاوین تو خون دھو ڈال اپنے سے پھر نماز پڑھ تو حافظون نے اس حدیث کو اسطرح سے روایت کیا اور ایسا ہی نکالا عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اونہون نے اپنے باپ اور ہشام سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اسطرح جیسے امام ابو حنیفہ رح نے روایت کیا اور اس معارضے کا جواب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا اور اس مین ایک لفظ ایسا بڑھایا جو موافق ہے ابو حنیفہ کے پھر نکالا حماد بن سلمہ کی روایت کو مالک اور لیث کیطرح اور اتنا بڑھایا کہ جب حیض کے دن اندازے سے چلے جاوین تو خون دھو اپنے سے اور وضو کر اور نماز پڑھ اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم نے فاطمہ کو وضو کا بھی حکم دیا غسل کے ساتھ تو یہ وہی وضو ہے جو ہر نماز کے لیے ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے ابو حنیفہ کی حدیث کا اور حماد بن سلمہ ہشام کی روایتون مین مالک اور لیث اور عمرو بن حارث سے کم نہین ہے اہل حدیث کے نزدیک انتہی زیلعی نے کہا کہ طبرانی نے معجم صغیر مین یزید بن ہارون سے اونسے ابو ابو العلاء سے اونسے عبد اللہ بن شبرمہ قاضی سے اونسے قمیر سے جو بی بی تھین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مستحاضہ کے باب مین چھوڑ دیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پھر غسل کرے ایک بار پھر وضو کرتی رہے حیض کے دنون تک اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالا ابو عوانہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلعم مستحاضہ سے آپ نے فرمایا چھوڑ دے نماز اپنے حیض کے دنون مین پھر ایک غسل کرے پھر وضو کرے ہر نماز کے نزدیک **تیسری حدیث** ابو یعلے موصلی نے نکالی اپنے مسند مین کہ بشر بن ولید کندی پر پڑھا گیا اور مین حاضر تھا اونسے کہا گیا تم سے حدیث بیان کی ابو یوسف قاضی نے انہون نے عبد اللہ بن علی ابی ایوب افریقی سے انہون نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے اونہون نے جابر رض سے کہ حضرت صلعم نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا شوکانی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اس حدیث کو کتاب المعرفہ مین نکالا ابو یعلے موصلی کے طریق سے اور بیہقی نے کہا کہ ابو یوسف قاضی (یعنے امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد) ثقہ ہین جب

ثقہ سے روایت کرین مگر فریقین سے حجت نہین لی بخاری اور مسلم نے اور ابن عقیل سے حجت لینے مین اختلاف ہے
مترجم کہتا ہے یہ حدیث بہی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند مین دو شخص ضعیف ہین چوتہی حدیث حضرت علی رض کی مانند اُس
حدیث کی جو اس باب مین پہلے گذری عدی بن ثابت سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے نکالا اسکو امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین اسکی اسناد مین ابو الیقظان ضعیف ہے اور شریک ہی جو اکثر غلطی کرتا ہے اور شاید اوسی نے غلطی کی
ہو عن ابیہ عن جدہ کی بدلے یون کہدیا عن ابیہ عن علی اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ روایت جو حضرت علی سے باسناد
جید اوپر گذری کہ اُنہون نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر روز یا ہر دو نمازون کے لیے ایکبار غسل کرنیکا پانچوین حدیث ابن ابی
شیبہ نے اپنے مسند مین نکالی یزید بن ہارون سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے نافع سے اونہون نے سلیمان بن یسار سے
اونہون نے کہا ایک عورت آئی ام سلمہ رض پاس کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کا حکم پوچہین اوسکے لیے آپ نے
فرمایا چہوڑدے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر غسل کرے اور لنگوٹ باندہ لے ایک کپڑے کا اور وضو کرے ہر نماز کے لیے
اور نماز پڑہے یہ حدیث منقطع ہے سلیمان بن یسار نے ام سلمہ سے نہین سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد وغیرہ نے
جیسے اوپر گذرا اوسمین یہ نہین ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نکالا اسکو دارقطنی نے معلی بن اسد کے طریق سے سلیمان
بن یسار سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوا اونہون نے ام سلمہ سے کہا کہ حضرت صہ سے پوچہین آپ نے فرمایا اپنے
حیض کے دنون مین نماز چہوڑدیوے پہر غسل کرے اور کپڑے سے لنگوٹ کسے اور نماز پڑہے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی
ثقہ ہین چہٹی حدیث امام طحاوی نے نکالی شعبہ سے اونہون نے عبدالملک بن میسرہ سے اور مجالد بن سعید سے اور بیان
سے اون تینون نے عامر شعبی سے اونہون نے قمیر سے جو عورت ہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا مستحاضہ
مین کہ چہوڑدیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر ایک غسل کر لیوے اور وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور نکالا سفیان
سے اونہون نے فراس اور بیان سے اونہون نے شعبی سے ایسا ہی یہ حدیث موقوف ہے اور اوپر مرفوعا گذر چکی اور
اوسمین کلام ہے ساتوین طبرانی نے نکالا معجم اوسط مین سودہ بنت زمعہ سے کہ فرمایا حضرت نے مستحاضہ نماز چہوڑدیوے
اپنے حیض کے دنون مین جنمین بیٹہتی تہی پہر ایک غسل کرے پہر وضو کرے ہر نماز کے لیے سکوت کیا اس سے زیلعی نے اور
شوکانی نے اور اسکی اسناد مین علاء بن سیب ہے ثقہ کہا اوسکو یحیی نے اور ازدی نے کہا اوسکی بعض حدیثون مین اعتراض
ہے ذہبی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا ہے تو یہ اسناد حسن ہے امام شوکانی نے کہا پس ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ
نماز کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور ایسا ہی منقول ہے عروہ بن الزبیر اور سفیان ثوری اور احمد اور ابوثور
سے اور عترت اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ہر نماز کے وقت پر ایک وضو کرے اور جب تک وقت رہے اوسی وضو سے جتنی فرض

چاہے ادا کرے اور عترت نے کہتے ہیں کہ اگر چاہے تو دو فرضوں کو ایک وضو سے جمع کر لیوے اور بحر میں انکی دلیل یہ لکھی ہے کہ حضرت ص نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا اور وضو کر ہر نماز کے وقت کے لیے حالانکہ حدیث میں وقت کا لفظ نہیں بلکہ یوں ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے نہ ہر وقت کے لیے نماز کے جیسے ابو حنیفہ نے کہا کیونکہ اسکی کوئی دلیل حدیث سے نہیں ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو ابو حنیفہ کے لیے دلیل لی اس حدیث سے کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے تو یہ حدیث غریب ہے اسکا پتہ نہیں طحاوی نے کہا ہم نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ علما نے اجماع کیا کہ جب مستحاضہ نے ایک نماز کے وقت میں وضو کیا پھر نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت نکل گیا اب اُس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی جب تک تازہ وضو نہ کرے پس معلوم ہوا کہ وضو ٹوٹنے کی علت وقت کا نکلنا ہے دوسرے یہ کہ اگر مستحاضہ نے نماز کے وقت میں وضو کیا پھر کبھی قضا نمازیں اُس وضو سے پڑھیں تو جائز ہے اور ہم نے دیکھا کہ بعض طہارتیں حدث سے ٹوٹتی ہیں اور بعض اوقات کی گذر جانے سے جیسے موزوں کا مسح تو طہارت کو توڑنے والی دو ہی چیزیں ہوئیں حدث یا وقت کا نکل جانا پس مستحاضہ میں بھی طہارت یا حدث سے ٹوٹے گی یا وقت کے گذر جانے سے اور نماز سے فارغ ہونا کسی مقام میں حدث نہیں ہے اور اس سے ہمارا مذہب ثابت ہوتا ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصرا صاحب حدیث نے کہا کہ یہ تقریر سب کی سب فاسد ہے علما نے اس پر اجماع نہیں کیا کہ مستحاضہ کو ایک وضو سے کبھی قضا نمازیں پڑھنا درست ہے بلکہ ایک وضو سے ایک فرض کے سوا دوسرے کوئی فرض نہیں پڑھ سکتی ادا ہو یا قضا جیسے اوپر ہم نے فتح الباری سے نقل کیا اب یہ کہنا کہ حدث دو ہی ہیں یا خروج نجاست کا یا انقضاء وقت یہ بھی مسلم نہیں اس واسطے کہ ہم یہ کہیں گے حدث تین ہیں اور تیسرا فراغت ہوگا نماز فرض سے مستحاضہ کے لیے علاوہ اسکے جو قیاس حدیث کے خلاف ہو وہ حجت نہیں حنفیہ کو لازم تھا کہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت کریں کہ یہاں وقت کا لفظ محذوف اور مراد ہے اور بغیر اسکے یہ باتیں کام نہیں آتیں شوکانی نے کہا استحاضہ کے احکام فقہ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اسکو خون کی حالت کو دیکھنا چاہیے جیسے فاطمہ کی حدیث میں ہے جسکو نکالا ابو داؤد اور نسائی نے عروہ سے اونہوں نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے کہ اونکو استحاضہ ہوتا تھا تو حضرت ص نے اون سے فرمایا جب حیض کا خون ہو تو وہ کالا ہوتا ہے پہچانا جاتا ہے تو نماز سے باز رہ پھر جب دوسری طرح کا خون آوے تو وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ ایک رگ کا خون ہے اور نکالا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور کہا وہ صحیح ہے اور نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے اور اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ یہ ایک بیماری ہے یا شیطان کی لات ہے یا کوئی رگ ہے جو کٹ گئی اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ عدی بن ثابت نے اسکو روایت کیا عن ابیہ عن جدہ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خون کی صفت دیکھنا

چاہیے اور اسپر عمل کرنا چاہیے تو جب خون سیاہ ہو وہ حیض کا ہے ورنہ استحاضہ ہے اور شافعی اور ناصر نے مبتداہ کے حق مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے دوسری جو دیکھنا چاہیے وہ عادت ہے جیسے اور کچھ حدیثون سے نکلتا ہے اور ممکن ہے کہ حدیث مین حیض کے آنے سے وہی مراد ہو جسکا رنگ کالا ہو یا حیض آنا معتادہ کے حق مین ہو اور غیر معتادہ کے لیے خون کی صفت کا اعتبار ہو اور حاصل یہ ہے کہ مستحاضہ کو حیض پہچاننے کی دو ہی صورتین ہین یا صفت سے یا عادت سے اور کبھی دونون سے معرفت ہوتی ہے اور حمنہ بنت جحش کی حدیث مین ہو یہ ہے حیض کر سے چھ یا سات روز اس سے یہ نکلتا ہے کہ اکثر عورتون مین حیض کی مقدار یہی ہوتی ہے اور بعض علما نے مستحاضہ کے باب مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مستحاضہ کا حیض اتنے دنون تک کہا جاویگا جو اکثر اوس ملک کی عورتون کی عادت ہو مگر یہ حدیث قابل حجت لینے کے نہین کیونکہ اوسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہم اور دوسری حدیثون مین جمع اسطرح ہو سکتا تہا کہ اس حدیث مین وہ عورت مراد ہے جسکو حیض کی تمیز نہ خون کے رنگ سے ہو سکے نہ عادت سے اور متاخرین نے استحاضہ کے مسائل مین وہ طول کیا ہے کہ معاذ اللہ اور فقہ کی کتابین ان پیچیدہ مسائل سے بہری ہوئی ہین اور انہون نے آپس مین وہ اختلاف کیا ہے کہ اوسکا سمجہنا اچھے ذکی طالب العلم کو دشوار ہے تو بہلا ناقص العقل اور ناقص الدین اونکو کیونکر سمجہین گی اور یہانتک انہون نے اس باب مین دشواری کی ہے کہ متحیرہ کا مسئلہ نکالا ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متحیرہ کا وجود ہی نہین کیونکہ اون مین حیض کی پہچان بیان کر دی گئی ہے کہ وہ کالا ہوتا ہے اور عورتین اسکو پہچان لیتی ہین اس صورت مین متحیرہ کا مسئلہ بڑے اور گیا اور یہی ثابت ہوا کہ استحاضہ کے باب مین کچھ اشکال نہین انتہے ما قال الشوکانی باختصار مترجم کہتا ہے اوپر کی سب تقریرون سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ مین کئی مختلف مذاہب ہین پہلے یہ کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے دوسرے یہ کہ دو نمازون کے لیے غسل کرے اور فجر کے لیے ایک تو دن رات مین تین غسل ہونگے تیسرے یہ کہ دن رات مین ایک غسل کرے ہر ظہر کے وقت اور باقی نمازون کے لیے وضو کر لیوے چوتہے یہ کہ حیض سے پاک ہوتے وقت غسل کرے جب تک حیض کے دن آوین ہر نماز کے لیے وضو کر لیوے پانچوین یہ کہ وضو کی بہی ہر نماز کے لیے ضرورت نہین اور استحاضہ کا خون جاری رہنے سے وہ حدث نہین رہتا تو جب تک اور کوئی حدث نہ ہو ایک ہی وضو سے کئی نمازین پڑہ سکتی ہے ابو داود نے سنن مین ربیعہ سے روایت کیا وہ کہتے تہے مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو نہ کرے مگر جب اسکو اور کوئی حدث ہو جاوے سوا استحاضہ کے تو وضو کرے ابو داود نے کہا مالک بن انس کا یہی قول ہے اور پہلا قول سب سے زیادہ مشکل ہے اور پانچوان قول سب سے زیادہ آسان ہے اور تیسرا قول شاذ ہے اور چوتہا قول اکثر علما کا مختار ہے اور امام احمد بن حنبل

اور شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہؒ نے اوسکو اختیار کیا ہے پر اگر سچ پوچھو تو دلیل کے لحاظ سے چوتھا مذہب کمزور اور ضعیف ہے اور پہلا اور دوسرا قول دلیل کی رو سے قوی ہے واللہ اعلم **بَابُ** غَسْلِ دَمِ الْمَحِيضِ حیض کا خون دہونیکا بیان **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے جو کتاب الوضوء مین باب بیان کیا خون دہونیکا وہ عام ہے اور یہ خاص ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ **ترجمہ** اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین ہم مین سے کسیکے کپڑے کو حیض کا خون لگجاوے تو کیسا کرے آپ نے فرمایا جب تم مین سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگجاوے تو اوسکو مل ڈالے (چٹکیون سے) پہر دہو ڈالے اوسکو پانی سے پہر نماز پڑہے اوس کپڑے مین **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب الوضوء مین گذر چکی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو شرم کی بات مرد سے پوچھنا درست ہے بوجہ ضرورت کی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حیض کا خون اور خونون کیطرح ہے دہونیکے وجوب مین اور سوکھی نجاست کا مل ڈالنا مستحب ہے تاکہ دہونے مین آسانی ہو **حَدَّثَنَا** أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ نے کہا ہم مین سے کسیکو حیض آتا پہر مل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے جب پاک ہوتی پہر دہو ڈالتی اوسکو اور پانی چہڑک دیتی باقی کپڑے پر (وسوسے کو دور کرنے کے لیے) پہر نماز پڑہتی اوسمین **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجس کپڑے مین نماز پڑہنا درست نہین اور مستملی اور حموی کی روایت مین عند طہرہ ہے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جب کپڑے کے پاک کرنیکا قصد کرتین تو ایسا کرتین اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کو پاک کرنیکی حاجت نہ پڑے تو اوسکو نجس رہنے دینا درست ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابن ماجہ نے طہارت مین نکالا **بَابُ** اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ مستحاضہ کو اعتکاف کرنا کیسا ہے **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ عِكْرِمَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ

فقالت کان ھذا شئ کانت فلانۃ تجدہ ٭ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا آپکی ایک بی بی نے اور وہ مستحاضہ تہین ف ابن جوزی نے کہا ہم نہین جانتے
آپکی بی بیون سے کون مستحاضہ تہین اور ظاہر یہ ہے کہ من نسائہ سے آپکی متعلق عورتین مراد ہین اُن مین ام حبیبہ بنت
جحش بہی تہین جو بہن تہین ام المومنین زینب بنت جحش کی اور اونکو استحاضہ تہا مین کہتا ہون رد کرتا ہے اس
تاویل کو وہ لفظ جو دوسری روایت مین ہے اور وہ اسکے بعد مذکور ہے امرأۃ من ازواجہ اور معلوم نہین کہ ابن جوزی کو
اس روایت سے کیونکر غفلت ہوئی اور تیسری روایت مین یہ ہے بعض امہات المومنین اور قیاس سے بعید ہے یہ بات کہ
آپکے ساتھ غیر عورت اعتکاف کرتی اگرچہ اسکو آپسے تعلق ہوتا اور ابن عبد البر نے نقل کیا کہ جحش کی تینون بیٹیان
مستحاضہ تہین زینب ام المومنین اور حمنہ طلحہ کی بی بی اور ام حبیبہ عبد الرحمن بن عوف کی بی بی اور وہ مشہور ہین
ان تینون مین استحاضہ کے ساتھ اور انکی حدیث آگے آویگی اور ابوداؤد نے سلیمان بن کثیر کے طریق سے نکالا انہون
نے زہری سے اونہون عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو فرمایا اونسے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے غسل کو ہر نماز کے لیے اور ایسا ہی موطا مین ہے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا اور ابن عبد البر
نے کہا کہ یہ خطا ہے کیونکہ اس روایت مین یہ مذکور ہے کہ وہ عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تہین اور انکی نکاح مین
ام حبیبہ تہین زینب کی بہن اور ہمارے شیخ امام بلقینی نے کہا کہ شاید زینب بنت جحش کو بہی ایکبار استحاضہ ہوا ہوگا
اور اُن کی بہن ام حبیبہ کو تو ہمیشہ ہوتا تہا مین کہتا ہون اسی پر محمول ہوگی وہ روایت جو مین اسکو ذکر کرونگا سودہ اور
ام سلمہ کے حق مین اور بعض نے مغلطائی کے خط کو پڑہا اوس مین اُن عورتون کا شمار جنکو حضرت صلعم کے زمانے مین
استحاضہ ہوا تہا مذکور ہے اُن مین ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بہی ذکر ہے اور کہا روایت کیا اسکو علا بن مسیب
نے حکم سے اونہون نے ابو جعفر یعنے امام محمد باقر بن علی بن حسین علیہم السلام سے تو شاید اسی حدیث مین وہی مراد ہون
اور اسی حدیث کو ابوداؤد نے اسی طریقہ سے تعلیقاً نقل کیا ہے اور بیہقی نے کہا کہ ابن خزیمہ نے اسکو موصولاً نکالا
مین کہتا ہون نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اسی اسناد سے مگر اس مین یہ نہین ہے کہ سودہ کو استحاضہ ہوا جیسے
اوپر گذرا اور یہ روایت مرسل ہے اسلیے کہ ابو جعفر تابعی ہین اور معلوم نہین کہ اونہون نے یہ حدیث کس سے سنی اور سعید
بن منصور کی سنن مین ہے پڑہا حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
خالد حذا نے اونہون نے روایت کی عکرمہ سے کہ حضرت صلعم کی بی بیون مین سے ایک عورت اعتکاف مین تہین
اور انکو استحاضہ تہا اور کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے خالد نے دوسری بار عکرمہ سے کہ ام المومنین ام سلمہ اعتکاف مین

تہین اور انکو استحاضہ تہا کبہی وہ طشت تلے اپنے رکہہ لیتین مین کہتا ہون اسحدیث مین ام سلمہ کا مراد لینا اولی ہے کیونکہ یہ حدیث بہی عکرمہ ہی سے منقول ہے اور اسمعیل بن علیہ نے اسکو مرسلاً عکرمہ سے نقل کیا اور وصل کیا اسکو خالد طحان اور یزید بن زریع وغیرہ نے عکرمہ سے اونہون نے عائشہؓ سے اور امام بخاری نے موصول روایت کو ترجیح دی تو اسکو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے اسمعیل بن علیہ سے اسحدیث کو نکالا جیسے سعید بن منصور نے نکالا مگر ام سلمہ کا نام نہین لیا تمام ہوا کلام امام ہمام حافظ اسلام مولانا و مقتدانا علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ والغفران کا مترجم کہتا ہے بلکہ تعجب ہے ابن جوزی رحمہ اللہ سے کہ باوصف اس تبحر کے اونہون صحیح بخاری کی دوسری روایات پر خیال نہین کیا حالانکہ وہ اسکے بعد ہی مذکور ہین اور سوا ان روایتون کے جو حافظ ابن حجر نے نقل کین ایک وہ بہی روایت ہے جسکو نکالا طحاوی اور نسائی نے قاسم سے اونہون نے زینب بنت جحش سے کہ اونہون نے حضرت صلعم سے کہا مین مستحاضہ ہون اور یہ روایت اوپر گذری اور باطل ہوتا ہے اس سے قول اسکا جو کہتا ہے کہ زینب کو استحاضہ نہین ہوا تہا واللہ اعلم بہ خون دیکہتی تہین تو کبہی طشت رکہہ لیتین اپنے تلے خون کے سبب سے (یعنے خون کی کثرت کی وجہ سے) اور عکرمہ نے کہا ام المومنین عائشہ رضؓ نے کسم کا پانی دیکہا تو کہا کہ یہ ایسا ہے جیسے فلانی عورت پاتی تہی (اپنے استحاضہ کے زمانے مین یعنے اونکی خون کا بہی رنگ ایسا ہی تہا) مترجم حافظ نے کہا کہ فلانی عورت سے وہی بی بی مراد ہین جنکا پہلے ذکر کیا کہ حضرت صلعم کے ساتہہ اعتکاف مین تہین اور مینے ایک صحیح نسخہ کے حاشیہ مین دیکہا کہ وہ رملہ ہین ام حبیبہ بنت ابی سفیان تو اگر یہ ثابت ہو تو تیسرا قول ہو گا مبہم عورت کی تفسیر مین اور ابن جوزی نے جو گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون مین سے کوئی مستحاضہ نہ تہی اس گمان کو اگر مان لیا جاوے تو کہینگے کہ یہ عورت زینب تہین ام سلمہ کی بیٹی اونکو استحاضہ ہوا تہا نکالا اوسکو بیہقی اور اسمعیلی نے یحیی بن ابی کثیر کے طریق سے لیکن سنن ابو داؤد مین یہ مروی ہے کہ زینب نے اسکو نقل کیا دوسری عورت سے اور یہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ زینب بنت ام سلمہ حضرت صلعم کے زمانے مین کمسن تہین اور آپ نے انکی مان ام سلمہ کے ساتہہ جب دخول کیا سنہ ۴ ہجری مین اوسوقت زینب دودہ پیتی تہین یا یون کہین کہ یہ عورت اسماء بنت عمیس تہین نقل کیا اسکو دارقطنی نے سہیل بن ابی صالح سے انہون نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اور ابو داؤد نے شک کے ساتہہ نقل کیا کہ وہ اسماء تہین یا فاطمہ بنت ابی حبیش اور ان دونو کو حضرت صلعم سے تعلق تہا کیونکہ زینب انکی ربیبہ تہین اور اسماء آپ کی بی بی میمونہ کی اخیافی بہن تہین اور اسیطرح حمنہ اور ام حبیبہ کو بہی آپ سے تعلق تہا اونکی حدیث سنن ابو داؤد مین ہے تو یہ سات عورتین ہوئین اور ممکن ہے کہ مبہم کی تفسیر مین ان مین سے کوئی عورت مراد لیجاوے اور جن عورتون کو آپ کی زمانے مین استحاضہ ہوا صحابیات مین سے ان کے سوا وہ یہ ہین سہلہ بنت سہیل ذکر کیا اونکو ابو داؤد

نے اور اسماء بنت مرثد ذکر کیا اونکو بیہقی نے اور بادیہ بنت غیلان ذکر کیا اونکو ابن مندہ نے اور فاطمہ بنت ابی جبیش اور
قصہ اونکا عائشہ سے صحیحین میں منقول ہو اور سنن ابو داؤد میں فاطمہ بنت قیس ہے تو بعضے یہ سمجھے کہ وہ فاطمہ قرشی ہیں
فہری اور صحیح یہ ہے کہ وہ ابو جبیش کی بیٹی ہیں اور ابو جبیش کا نام قیس تھا تو یہ چار عورتیں اور ہوئیں اور اگر زینب بنت
ابی سلمہ کو نکال ڈالو تو سب عورتیں جنکو استحاضہ ہوا دس ہوتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں
رہ سکتی ہے اور اوسکا اعتکاف اور اوسکی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر نہ ہو
اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جسکے زخم سے خون جاری ہو لینتھے ما قال الحافظ وقسطلانی
نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے صوم میں بھی نکالا اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے اعتکاف میں انتہے حدثنا
قتیبۃ قال حدثنا یزید بن زریع عن خالد عن عکرمۃ عن عائشۃ قالت اعتکفت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم امرأۃ من ازواجہ فکانت تری الدم والصفرۃ والطست تحتہا وھی تصلی ترجمہ
ام المومنین محبوبہ حبیب اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
ایک عورت نے اعتکاف کیا آپکی بی بیوں میں سے پھر وہ خون دیکھتی تھیں (سرخ) اور زردی (یعنے استحاضہ کا خون)
اور اوسکے نیچے طشت تھا وہ نماز پڑھتی تھیں **حدثنا** مسدد قال حدثنا معتمر عن خالد عن
عکرمۃ عن عائشۃ ان بعض امہات المومنین اعتکفت وھی مستحاضۃ ترجمہ حضرت عائشہ نے
کہا مسلمانوں کی ماؤں میں سے ایک نے اعتکاف کیا اور وہ مستحاضہ تھیں

باب ھل تصلی المرأۃ فی ثوب حاضت فیہ

کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھے جسمیں اسکو حیض آتا ہے **حدثنا** ابو نعیم قال
حدثنا ابراھیم بن نافع عن ابن ابی نجیح عن مجاھد قالت عائشۃ ما کان لاحدانا الا ثوب واحد
تحیض فیہ فاذا اصابہ شیء من دم قالت بریقہا فمصعتہ بظفرہا ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا
ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا اوسی میں اسکو حیض آتا پھر جب اسمیں کچھ خون لگ جاتا اسکو
تر کر لیتی اپنی تھوک سے پھر چھیل ڈالتی اسکو اپنے ناخون سے **ف** حافظ نے کہا باب کا ترجمہ حدیث سے اسطرح نکلتا
ہے کہ جب ایک ہی کپڑا ہوا اوسی میں حیض آیا تو ضرور ہے کہ حیض سے پاک ہونیکے بعد اوسی کپڑے میں نماز پڑھتی
ہونگی اور ام سلمہ کی حدیث جو اوپر گذری کہ اون کے حیض کے کپڑے الگ تھے تو وہ محمول ہے اس زمانے کے بعد پر جب خدا نے
وسعت دی اور تنگی دور کی اور احتمال ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ حیض کے لیے ایک ہی کپڑا تھا اور ہوسکتا ہے
کہ پاکی کی حالت میں دوسرا کپڑا ہو اس صورت میں حدیث ام سلمہ کی اسکے خلاف نہ ہوگی لیکن باب کا ترجمہ بدوں اسکے ثابت نہوگا

کیونکہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ ادسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس صورت میں یہ حدیث اوسکی دلیل نہ ہوگی جسنے نجاست کا دور کرنا پانی کے سوا اور چیزوں سے بھی جائز رکہا ہے کیونکہ تھوک لگانا پاک کرنیکے لیے نہیں تہا بلکہ اوسکا اثر دور کرنیکے لیے اور ایک حدیث میں اوپر گذر چکا کہ ملنے کے بعد اوسکو دہونا چاہیے اور اسحدیث میں لوگوں نے دو طعن کیے ہیں ایک یہ کہ وہ منقطع ہے ابو حاتم نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہؓ سے نہیں سنا اور یہ غلط ہے مجاہد کی سماع کی تصریح ہے دوسری اسناد میں امام بخاری کی اور علی بن المدینی نے اسکو ثابت کیا ہے اور ثبوت مقدم ہے نفی پر دوسرے یہ کہ وہ مضطرب ہے ابو داؤد نے ابن ابی نجیح کے بدل حسن بن مسلم کہا ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس سے اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم بن نافع نے دونوں سے اسحدیث کو سنا ہو اور اسکے علاوہ ابو نعیم امام بخاری کے شیخ ابو داؤد کے شیخ سے زیادہ حافظ ہیں اور ابو نعیم کی متابعت کی خلاد بن یحیی اور ابو حذیفہ اور نعمان بن عبد السلام نے تو اونکی روایت راجح ہے انتہے

باب الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ عورت جب حیض کا غسل کرے تو خوشبو لگانا

ف غرض یہ ہے کہ حیض سے غسل کرنیکے بعد خوشبو لگانیکی تاکید ہے یہانتک کہ سوگ والی عورت کو بھی آپنے اجازت دی مقام مخصوص میں تہوڑی خوشبو لگانیکی (فتح) قسطلانی نے کہا شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندہے ہو اور نفاس کا غسل بھی مثل حیض کے غسل کے ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ جگہ صاف اور معطر ہو جاوے اور اسکا ترک بلا عذر مکروہ ہے انتہے مختصراً

حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ وَرَوَى هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ام عطیہ بنت حارث جو بیماروں کی خبرگیری کرتی تہیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تہیں اور مُردوں کو غسل دیتی تہیں اس کتاب میں اونسے پانچ حدیثیں مروی ہیں اُسے روایت ہے اونہوں نے کہا ہمکو ممانعت کیجاتی تہی (یعنے حضرتؐ نے منع کیا تہا) کسی مُردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے (سوگ کہتے ہیں زینت اور بناؤ کو چہوڑ دینے کو) مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرنیکا حکم تہا اور ہمکو حکم تہا سوگ میں سرمہ نہ لگانیکا اور خوشبو نہ لگانیکا اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہننے کا مگر یمنی چادر جسکا سوت رنگا جاتا ہے پہر بُنی جاتی ہے اوسکے پہننے کی اجازت تہی اور ہمکو رخصت دی گئی تہی جب حیض سے پاک ہو اور غسل کرے کوئی ہم میں سے حیض کا تہوڑی کست اظفار کی **ف** ایسا ہی ہے اس روایت میں ابن تین نے کہا صواب قسط اظفار ہے

یعنے ظفار کے قسط کی قسط ایک خوشبودار دوا ہے جو ظفار سے آتی ہے ظفار ایک شہر تھا مشہور یمن کے بندرون میں
اور مسلم کی روایت میں ہے قسط سے یا اظفار میں سے اور اظفار ایک قسم کا عطر ہے غرض یہ ہے کہ حائضہ کو جب حیض سے
پاک ہو آپنے عود کی دھونی لینے کی اجازت دی تھی گو وہ سوگ میں ہوت اور سنہ کی جاتی تہین ہم جنازون کے ساتھ
جانے سے امام بخاری نے کہا اس حدیث کو ہشام بن حسان نے روایت کیا حفصہ سے اونھونے ام عطیہ سے اونھونے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف اور ہشام کی روایت خود مصنف نے کتاب الطلاق میں نکالی اور
یہان اسکے بیان کرنیسے یہ غرض ہے کہ ام عطیہ کیحدیث مرفوع ہے اور اسحدیث کو امام مسلم اور ابوداود اور نسائی اور
ابن ماجہ نے نکالا (قسط) **بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ**
وَتَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اپنا بدن ملے اور غسل کیونکر کرے
اور ایک ٹکڑا روئی یا کپڑے کا لیوے جسمین مشک لگی ہو پہر اوسکو پہیرے اس مقام پر جہان خون لگا ہو **حَدَّثَنَا**
يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ
فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَبَذْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ
الدَّمِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ایک عورت نے (اسکا نام اسماء بنت شکل تھا جیسے مسلم کی روایت میں
ہے یا اسماء بنت یزید بن السکن جیسے خطیب نے مبہمات میں نقل کیا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
حیض کے غسل کو آپنے اسکو حکم دیا جسطرح غسل کرے (اوسکی تفصیل مسلم کی روایت میں ہے جو آگے مذکور ہوگی) آپ
نے فرمایا ایک ٹکڑا لے (اون یا روئی یا چمڑے کا) مشک لگا ہوا پہر پاکی کر اوس سے وہ بولی کیونکر پاکی کرون اوس سے
آپنے فرمایا (شرم اور حیا سے) سبحان اللہ پاکی کر حضرت عائشہ نے کہا پہر مینے اوسکو کہینچ لیا اپنی طرف اور کہا لگا اوسکو خون کے
نشان پر ف یعنے فرج پر اوس ٹکڑے کو مل تاکہ حیض کی بدبو بالکل دور ہو جاوے اور بعضون نے کہا ایسا کرنیسے
حمل جلدی ہوتا ہے اگر مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو سہی اور یہ مستحب ہے اوسکے لیے جو حیض یا نفاس کا غسل کرے اور
مکروہ ہے اوسکا ترک اوسکے لیے جسکو مقدرت ہو پہر اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو مٹی لگاوے ورنہ پانی کافی ہے اور جسکو سوگ
ہو وہ عود کی دہونی لیوے اور محاملی نے کہا فرج کی خصوصیت نہیں بلکہ بدن میں جہان خون لگا ہو وہان اوس
ٹکڑے کو پہیرے اور اسمعیلی کی روایت کہ لگا اوسکو خون کے مقامون پر اسکی تائید کرتی ہے اور بعض روایتون میں قرصہ
ہے بفتح قاف یعنے تہوڑا دو انگلیون کی نوک سے مشک لے اور بعضون نے قرصہ ضاد معجمہ سے نقل کیا ہے اور

تطہری بہا قالت کیف قال

مسک بفتح میم چمڑے کا ٹکڑا وہ کہتے ہین یہی صحیح ہے کیونکہ مشک اسقدر گران ہے کہ ہر عورت کو اسکا ملنا دشوار ہے اور نووی نے مسک بکسر میم کو صحیح کہا یعنے مشک (جو ایک خوشبو ہے ہرن کا خون) اور کہا دوسری روایت مین فرصۃ ممسکۃ ہے اور مشک کے سوا اور معنے نہین بنتے اور احتمال ہے کہ ممسکہ کے معنے یہ ہون کہ ہاتھ سے پکڑا ہو پر اس صورت مین عبارت رکیک ہو جاتی ہے اور کرمانی نے کہا امام بخاری کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے مسک کو بفتح میم ترجیح دی اس دلیل سے کہ خوشبو لگانے کے لیے اونہون نے جدا باب مقرر کیا اور تائید کرتی ہے مسک بکسر میم کی عبدالرزاق کی روایت اوس مین من ذریرۃ ہے اور ذریرہ عطر کو کہتے ہین اور مشک کی گرانی سے کچھ نہین ہوتا کیونکہ اہل حجاز خوشبو بہت استعمال کرتے ہین اور احتمال ہے کہ یہ عورت اتنی مقدرت رکھتی ہو آب اس مقام مین ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ترجمہ باب حدیث سے نہین نکلتا کیونکہ حدیث مین غسل کی کیفیت مذکور نہین ہے نہ ملنے کا ذکر ہے اور کرمانی نے اورون کی متابعت مین سے یہ جواب دیا کہ مشک لگا ہوا ٹکڑا ملنا اسمین ملنے کا ذکر ہے اور غسل کی کیفیت سے وہ کیفیت مراد ہے جو حیض کے غسل سے خاص ہے وہ خوشبو لگانا ہے نہ نہانا دہونا وہ تو سب غسلون مین ہے اور یہ توجیہ اچھی ہے پر اوسمین تکلف ہو اور اس سے اچھی توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ ترجمہ باب مین وہ باتین بھی بیان کرتے ہین جو حدیث کی بعض طریقون مین مذکور ہون اگرچہ وہ باتین اُس طریقہ مین نہ ہون جسکو امام بخاری لائے ہون اور اس حدیث کی دوسرے طریق مین جسکو امام مسلم نے نکالا غسل کی کیفیت مذکور ہے اوسمین یون ہے تم مین سے ایک پانی اور بیری لے پہر نہا دے اچھی طرح پہر اپنے سر پر پانی بہاوے اور خوب ملے خوب ورسے یہانتک کہ پانی سر کی جڑون مین پہونچ جاوے پہر اپنے اوپر پانی ڈالے پہر ایک ٹکڑا لے اخیر تک اور امام بخاری نے اس طریق کیطرف اشارہ کیا ترجمہ باب مین اور نہین نکالا اسکو کیونکہ اوس کی اسناد مین ابراہیم بن مہاجر ہے صفیہ سے اور وہ انکی شرط پر نہین ہے (فتح ملخصاً) اور مولف نے اس حدیث کو طہارت اور اعتصام مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتون سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے مین کہنا عورت کا سوال کرنا مرد سے ضروری بات کا اور حضرت عائشہ ؓ نے کہا انصار کی عورتون نے دین مین سمجھ حاصل کرنے مین شرم نہین کی نکالا اسکو مسلم نے سمجھانے کے لیے دوبارہ بات کو کہنا عالم کی کلام کی تفسیر کرنا اوسکے سامنے کم درجہ والے سے علم کی بات لینا بڑے درجے والے کے ہوتے ہوئے شاگرد کے ساتھ نرمی کرنا اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت مین یہ اصل ہونا آپ کا حسن خلق اور حیا اور شرم صلے اللہ علیہ وسلم وبارک الی یوم القیام لفتح مختصر

باب غسل المحیض حیض کے غسل کا بیان

حدثنا مسلم قال حدثنا وہیب قال حدثنا منصور عن امہ عن عائشۃ ان امرأۃ من الانصار

قالت للنبي صلى الله عليه وسلم كيف اغتسل من المحيض قال خذي فرصة ممسكة وتوضئي ثلاثا ثم ان النبي صلى الله عليه وسلم استحيى فاعرض بوجهه او قال توضئي بها فاخذتها فاخبرتها بما يريد النبي صلى الله عليه وسلم **ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی ایک عورت نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا میں حیض کا غسل کیونکر کروں آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا لے مشک لگا ہوا اور تین بار فرمایا پاک کر (یعنی نہانیکے بعد) پھر آپ نے شرم کی تو اپنا منہ پھیر لیا (دوسرے صحابی کہتے ہیں کہ آپ کو کنواری لڑکی سے زیادہ شرم تھی جو پردے میں رہتی ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عائشہؓ نے شک کی اور کہا یا حضرت نے یوں فرمایا پاکی کر اوس ٹکڑے سے پھر میں نے اوس عورت کو پکڑا اور کھینچ لیا اوسکو اور میں نے اوس سے بیان کر دیا جو آپ کا مطلب تھا

باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحيض حیض کا غسل کرتے وقت بالوں میں کنگھی کرنا

حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا ابراهيم قال حدثنا ابن شهاب عن عروة ان عائشة قالت اهللت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فكنت ممن تمتع ولم يسق الهدي فزعمت انها حاضت ولم تطهر حتى دخلت ليلة عرفة فقالت يا رسول الله هذه ليلة عرفة وانما كنت تمتعت بعمرة فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم انقضي راسك وامتشطي وامسكي عن عمرتك ففعلت فلما قضيت الحج امر عبد الرحمن ليلة الحصبة فاعمرني من التنعيم مكان عمرتي التي نسكت **ترجمہ** حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا میں نے احرام باندھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو میں اون لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کیا اور ہدی اپنے ساتھ نہ ہانکی (یعنی قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی) پھر انہوں نے کہا مجھکو حیض آ گیا اور حیض سے پاک نہ ہوئی یہانتک کہ عرفہ کی رات آ گئی انہوں نے (یعنی حضرت عائشہؓ نے) کہا یا رسول اللہ یہ عرفہ کی رات ہے اور میں نے تو تمتع کیا تھا عمرے کا احرام باندھ کر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے سے باز رہ (یعنی عمرے کے ارکان کو موقوف رکھ) میں نے ایسا ہی کیا جب حج ادا کر چکی تو آپ نے عبدالرحمان (بن ابی بکر) کو حکم کیا محصب کی رات کو (یعنی اوس رات کو جب منا سے لوٹ کر محصب میں رہتے ہیں حج سے فارغ ہو کر اور محصب ایک مقام ہے مکہ اور منا کے درمیان) انہوں نے مجھکو عمرہ کرایا تنعیم سے (تنعیم وہ مقام ہے جو مکہ سے تین میل پر ہے جہاں سے اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھتے ہیں) اوس عمرے کے بدل جسکا احرام میں نے (پہلے) باندھا تھا **ف** حافظ نے کہا یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کنگھی کرنیکا حکم حیض کے غسل کے لیے نہ تھا بلکہ احرام باندھنے کے لیے تو حدیث کو ترجمہ باب سے نہیں نکلا اور جواب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنا مقتضی

ہے غسل کو کیونکہ غسل سنت ہے احرام کی اور جب سنت غسل کے لیے کنگھی کرنا جائز ہوا تو حیض کے غسل کے لیے جو فرض ہے ضرور جائز ہوگا اور مسلم کی روایت میں غسل کی تصریح ہے ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے اوس میں یہ ہے کہ غسل کر پھر حج کا احرام باندھ تو شاید امام بخاری نے اپنی عادت کی موافق اسطرف اشارہ کیا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں حیض آیا تھا اور عرفات میں پاک ہوئیں اس حدیث کی باقی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی۔ باب

نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ حیض کے غسل میں عورت کو بال کھولنا واجب ہے یا نہیں۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّيْ لَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ أَخِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِيْ قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَوْمٌ وَّلَا صَدَقَةٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اونہوں نے کہا ہم نکلے ذی الحجہ کے چاند کے قریب (۲۵ ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا جی چاہے عمرے کا احرام باندہے تو وہ عمرے کا احرام باندہ لیوے کیونکہ میں اگر ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا تو میں عمرہ کر کے حرام کھول ڈالتا خیر بعضوں نے احرام باندہا عمرہ کا اور بعضوں نے احرام باندہا حج کا اور میں اُن لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندہا تھا تو عرفہ کا دن آگیا اور میں حیض سے تھی میں نے شکایت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال اور کنگھی کر لے اور احرام باندہ لے حج کا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی تو آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبد الرحمان بن ابی بکر کو بھیجا میں تنعیم کو گئی اور عمرے کا احرام باندہا اوس عمرے کے بدل (جو توڑ ڈالا تھا) ہشام نے کہا اور ان سب باتوں میں کوئی ہدی لازم آئی نہ روزہ نہ صدقہ۔ ف۔ حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا اور امام احمد کا اور ایک جماعت حنابلہ نے کہا کہ حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے ابن قدامہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ وجوب کا کوئی قائل ہوا ہو دونوں غسلوں میں مگر عبد اللہ بن عمرو اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اون پر انکار کیا اس بات کا مگر اوس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ اسکو واجب کہتے تھے اور نووی نے کہا ہمارے صحابہ نے

نخعی سے وجوب نقل کیا ہے اور جمہور نے عدم وجوب پر دلیل لی ہے ام سلمہؓ کی حدیث سے جو اوپر گذری اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کیا میں چوٹی کو توڑوں حیض اور جنابت کے لیے اور باب کی حدیث کو انہوں نے استحباب پر محمول کیا ہے اور باقی بحث اس حدیث کی خاص جو ہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی کذا فی الفتح شوکانی نے کہا امام احمد اور ان کے موافقین نے حیض اور جنابت کے غسل میں فرق کیا ہے انہوں نے کہا کہ حیض کے غسل میں عورت کو سر کھولنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں ضرور نہیں اور دلیل انکی وہ ہے جو ابن ماجہ کی روایت میں ہے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے کہ حضرتؐ نے اونسے فرمایا وہ حائضہ تھیں کھول ڈال بال اپنے اور غسل کر اور اسکی تفصیل کتاب الغسل میں گذر چکی

باب مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ قرآن میں جو مخلقہ اور غیر مخلقہ آیا ہے اسکی تفسیر

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ جل جلالہ نے رحم (بچہ دان عورت کا) پر ایک فرشتے کو مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے ای پروردگار اب نطفہ پڑا رحم میں (حالانکہ پروردگار خوب جانتا ہے مگر وہ فرشتہ اپنی خدمت ادا کرتا ہے) ای پروردگار اب خون کی پھٹکی ہو گئی ای پروردگار اب گوشت کا ایک لوتھڑا ہو گیا پھر جب مالک چاہتا ہے اپنے بنائے ہوئے کو پورا کرنا تو فرشتہ کہتا ہے مرد ہے یا عورت نیک بخت ہے یا بدبخت پھر اسکی روزی کتنی ہے اور اسکی عمر کتنی ہے پھر یہ سب لکھا جاتا اوسکی ماں کے پیٹ میں

ف حافظ نے کہا ہم اس حدیث کی بحث کتاب القدر میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث سے اس آیت قرآن کی تفسیر معلوم ہوتی ہے قسطلانی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے جب مالک اپنے پیدا کیے کو پورا کرنا چاہتا ہے اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اسکا پورا کرنا نہیں چاہتا تو وہ غیر مخلقہ ہے اور جو پورا کرنا چاہتا ہے تو وہ مخلقہ ہوا پس قرآن میں جو آیا ہے مِنْ نُّطْفَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اسکا یہی مطلب ہے حافظ نے کہا اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو طبری نے نکالی داؤد بن ابی ہند سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے ابن مسعود سے انہوں نے کہا جب نطفہ رحم میں پڑتا ہے تو اللہ جل جلالہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ کہتا ہے ای مالک مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ اگر فرمایا غیر مخلقہ تو رحم اسکو پھینک ڈالتا ہے (اوگل دیتا ہے) خون کر کے اور جو فرمایا مخلقہ تو فرشتہ عرض کرتا ہے اسکی صفت کیا ہے پھر بیان کیا اسی طرح اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور یہ لفظاً موقوف ہے پر حکماً مرفوع ہے اور طبری نے اسباب میں مفسرین کے کئی قول بیان کیے ہیں اور کہا صحیح یہ ہے کہ مخلقہ وہ نطفہ ہے جسکے تمام اعضا بن جاویں اور

غیر مخلقہ وہ جو تمام ہونے سے پہلے گر جاوے اور مجاہد اور شعبی کا یہی قول ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض اس حدیث کو کتاب الحیض میں لانے سے یہ ہے کہ اس شخص کا مذہب قوی ہو جو کہتا ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا اور اہل کوفہ اور امام احمد اور ابو ثور اور ابن منذر اور ایک طائفہ علما کا یہی قول ہے اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول ان کا یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے اور اسحاق سے ایسا ہی منقول ہے اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں حافظ نے کہا اس مسئلہ میں اس حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہیں اور ابن منیر نے اس سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ کے رحم پر ایک فرشتہ معین ہوتا ہے اور فرشتہ اس جگہ نہیں جاتا جہاں نجاست ہو اور یہ استدلال بھی ضعیف ہے کیونکہ فرشتے کے مقرر ہونے میں یہ ضرور نہیں کہ فرشتہ رحم کے اندر گھس جاوے اور اگر ہم مان بھی لیں تو یہ قباحت دونوں مذہبوں پر لازم آتی ہے کیونکہ خون ہر طرح کا نجس ہے لیکن مختصراً قسطلانی نے کہا یہ جو ابن شاہین نے روایت کیا حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حیض کو اٹھا لیا اور خون کو بچہ کی غذا بنایا تو حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے خلق آدم اور قدر میں نکالا اور مسلم نے قدر میں ۱۲

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام باندھ سکتی ہے حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی نے کہا ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع (سنہ ۱۰ ہجری میں) ہم میں سے بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا پھر ہم مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی نہ لایا ہو وہ احرام کھول ڈالے (عمرہ کرکے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو وہ احرام نہ کھولے جب تک ہدی کو نحر کر کے حلال نہ ہو اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہ نے کہا پھر مجھ کو حیض آگیا (سرف میں) اور میں برابر حائضہ رہی یہاں تک کہ عرفے کا دن ہوا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا مگر عمرے کا تو حضرت رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا اپنا سر کھول ڈالنے کا اور کنگھی کرنیکا اور حج کا احرام باندھنے کا اور عمرے کو چھوڑ دینے کا میں نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ میں نے حج ادا کیا پھر آپ نے میرے ساتھ عبد الرحمان بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھکو حکم کیا کہ عمرہ کروں اپنے عمرے کے بدل (جسکو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا تھا) تنعیم سے ف قسطلانی نے کہا مسلم نے اس حدیث کو مناسک میں نکالا حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی

بَابُ اِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَاِدْبَارِهٖ

حیض کے آخیر اور شروع کا بیان ف حافظ نے کہا حیض کا شروع دفعةً خون نکلنے سے معلوم ہوتا ہے اس وقت میں جب حیض آنا ممکن ہو اور اسکا خاتمہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرسف (وہ پھایا روئی کا جو حائضہ عورت اپنی شرمگاہ میں رکھتی ہے) صاف نکلے سو کہا اور بعضوں نے کہا یہانتک کہ سفید پانی نکلے چونے کیطرح اور مصنف کا میلان اسی طرف ہے انتہی وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ اور عورتیں حضرت عائشہ رض کے پاس ڈبے (یا کپڑا) بھیجتیں اسمیں کرسف ہوتا اور کرسف میں زردی ہوتی (حیض کے خون کی) تو وہ کہتیں مت جلدی کرو یہانتک کہ چونے کیطرح سفید دیکھو (یعنی کرسف صاف نکلے اسپر دھبہ نہ ہو یا سفید پانی نکلے جو حیض کے آخیر میں نکلتا ہے) ف حافظ نے کہا قصہ بفتح قاف اور تشدید صاد مہملہ چونے کو کہتے ہیں اور مطلب یہ کہ روئی سفید اور صاف نکلے اسمیں زردی کا اثر نہ ہو اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ زردی اور خاکی حیض کے دنوں میں حیض ہے اور غیر حیض میں نہ اسکا ذکر آویگا اور یہی نکلا کہ سفید روئی نکلنا علامت ہے حیض ختم ہونے کی اور طہر شروع ہونے کی اور جسنے یہ کہا کہ روئی کے خشک نکلنے سے حیض کا ختم ہونا معلوم ہوتا ہے اوسپر اعتراض ہوتا ہے کہ کبھی حیض کے درمیان بھی روئی خشک نکلتی ہے تو اس سے حیض کا ختم ہونا ثابت نہ ہوگا برخلاف قصہ کے اور قصہ ایک سفید پانی ہے جسکو رحم نکالتا ہے حیض کے بند ہونے پر امام مالک نے کہا میں نے عورتوں سے پوچھا تو یہ بات اونکو معلوم تھی اور وہ پاکی کے وقت پر اوسکو پہچان لیتیں انتہی مختصراً انتہی کہ حیض سے پاک ہو جاو ف حافظ نے کہا حضرت عائشہ کے اس اثر کو امام مالک نے روایت کیا موطا میں علقمہ بن ابی علقمہ مدنی سے اونہوں نے اپنی ماں (مرجانہ) سے (جو مولاة تھیں حضرت عائشہ کی) وَبَلَغَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ اور زید بن ثابت کی بیٹی (ام کلثوم سالم عبد اللہ بن عمر کی بی بی) کو خبر پہونچی کہ بعضی عورتیں بیچ رات کو چراغ منگواتی ہیں اور پاکی کو دیکھتی ہیں تو اونہوں نے کہا عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں اور عیب کیا انپر

ف حافظ نے کہا اس روایت مین زید بن ثابت کے بیٹے کا نام مذکور نہین ہے اور موطا مین بہی ایسا ہی مبہم ہے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اونہون نے اپنی پہوپہی سے اونہون نے زید بن ثابت کی بیٹی سے اور زید کی بیٹیان حسنہ اور عمرہ اور ام کلثوم وغیرہ بیان کی ہین اور کسی سے روایت مین نے نہین پائی سوا ام کلثوم کے وہ بی بی تہین سالم بن عبد اللہ بن عمر کی تو شاید وہی مراد ہون اور بعضون نے کہا ام سعد مراد ہین کیونکہ ابن عبد البر نے اونکو ذکر کیا صحابہ مین اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ اس قصے مین وہی مراد ہین اور ابن عبد البر نے ایسا نہین کہا بلکہ اونکا ذکر نہ اونہون نے کیا نہ اور کسی نے صرف اونکا ذکر عنبسہ بن عبد الرحمان کے طریق سے ہوا ہے اور اسکو لوگون نے جہوٹا کہا ہے اور وہ مضطرب بہی ہے اس مین کبہی زید کی بیٹی کہتا ہے کبہی اونکی جورو اور کسی نسب جاننے والے عالم نے زید کی اولاد مین ام سعد کا ذکر نہین کیا اور عبد اللہ بن ابی بکر کی پہوپہی ابن حذاء نے کہا کہ عمرہ بنت حزم ہے جو اونکے دادا کی پہوپہی تہین مجازاً اونکی پہوپہی کہا البتہ عمرہ صحابیہ قدیمہ ہین اونسے روایت کیا جابر بن عبد اللہ صحابی نے اس صورت مین زید بن ثابت کی بیٹی سے اونکی روایت بعید معلوم ہوتی ہے اور عبد اللہ کی روایت اونسے منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ نے اونکو نہین پایا اور احتمال ہے کہ عبد اللہ کی حقیقی پہوپہی مراد ہون ام عمرو یا ام کلثوم اور یہ جو کہا کہ عورتین ایسا نہین کرتی تہین تو مراد صحابہ کی عورتین ہین اور عیب کرنے کی یہ وجہ تہی کہ رات کے وقت ایسی تکلیف اوٹہانا حرج ہے بے فائدہ ہے اور تنطع اور وہ مذموم ہے یہ ابن بطال نے کہا اور بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ رات کا بیچ نماز کا وقت نہین اور احتمال ہے اور مقام کہ عشا کی نماز کا وقت ہو اور احتمال ہے کہ عیب کرنا اسوجہ سے ہو کہ رات کو سفیدی کا امتیاز اور رنگ سے اچہی طرح نہین ہوتا پس احتمال ہے کہ پاک نہ ہوئی ہون اور پاکی سے پہلے نماز پڑہ لین انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوتا تہا اونہون نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا آپنے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہین ہے پہر جب حیض آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اور نماز پڑہ **باب** لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑہے **ف** حافظ نے کہا ابن منذر وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اہل علم کا اور عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہون نے زہری سے پوچہا اسکو تو اونہون نے کہا اجماع کیا لوگون نے اسپر اور ابن عبد البر نے ایک گروہ سے خوارج کے نقل کیا کہ اونہون نے واجب کیا نماز کی قضا کو

حائضہ پر اور سمرہ بن جندب سے روایت کیا کہ وہ حکم کرتے تھے قضا کا تو ام سلمہ نے اونپر اعتراض کیا بعد اوسکے اجماع ہو گیا اسپر کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہین ہے انتہے وَقَالَ جَابِرٌ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اور جابر اور ابو سعید نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حائضہ نماز چھوڑ دیوے ف حافظ نے کہا امام بخاری نے ان دونو حدیثون کو بالمعنے نکالا تو جابر کیحدیث انہون نے کتاب الاحکام مین نکالی اوس مین یہ ہے کہ حضرت نے حج کے قصے مین حضرت عائشہ کے لیے فرمایا صرف وہ طواف کرے اور نماز نہ پڑھے اور ایسا ہی نکالا مسلم نے اور ابو سعید کیحدیث اوپر گذری جس مین یہ ہے کیا یہ نہین ہے جب اوسکو حیض آتا ہی تو وہ نماز نہین پڑہتی اور روزہ نہین رکھتی انتہے مختصرا حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ اِحْدٰنَا صَلٰوتُهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهٗ ترجمہ معاذہ (بنت عبد اللہ عدویہ) سے روایت ہی ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا کیا قضا کرے ہم مین سے ایک اپنی نماز جب پاک ہو (یا یون کہا کافی ہے ہم مین سے ایک کو وہ نماز جو طہارت کی حالت مین ہوتی ہے اور حیض کی نماز کی قضا کرنیکی ضرورت نہین) اونہون نے کہا تو کیا حروریہ ہے ف حروریہ نسبت ہی حرورا کیطرف جو ایک مقام ہے کوفہ سے دو میل پر سب سے پہلے خارجی مردود وہین اکٹھا ہوئے تھے پھر جو کوئی خارجیون کا سا اعتقاد رکہے اوسکو حروری کہتے ہین اور خارجیون کے کئی فرقے ہین لیکن جو بات سب فرقون مین ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پر عمل کرتے ہین اور حدیثین جو زیادہ آیا اوسکو رد کرتے ہین مسلم کی روایت مین ہے معاذہ نے کہا نہین مین حروریہ نہین ہون لیکن پوچھتی ہون یعنے علم حاصل کرنیکے لیے نہ جھگڑے کے لیے اور علما نے نماز اور روزے مین جو وجہ فرق کی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز دن مین کئی بار ہوتی ہے تو اوسکے قضا کرنے مین حرج ہے برخلاف روزے کے کذا فی الفتح مترجم کہتا ہے اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو حائضہ کو نماز کا قضا کرنا ہی لازم ہوتا کیونکہ نماز مثل ہے روزے کے بلکہ روزے سے زیادہ نماز کی تاکید ہے حافظ صاحب کی تقریر سے یہی نکلا کہ جو کوئی صرف قرآن شریف کو مانے اور حدیث شریف کی پیروی نہ کرے وہ خارجی مردود ہے خدا اوسکی صحبت سے بچاوے مینے اپنی آنکھ سے بعض شیاطین ایسے دیکھے ہین جو بخاری اور مسلم اور موطا کی صحیح حدیثون کو موضوع کہدیتے ہین اور خدا اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین شرماتے ہمکو قرآن اور حدیث دونو حضرت ہی سے پہونچے پہر اگر ہمکو آپ کی امت مین رہنا ہے تو قرآن کی طرح حدیث کو بھی ماننا چاہیے بلکہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور جو حدیث کو نہ دیکھے وہ قرآن کو بھی اچھی طرح سمجھ نہین سکتا بس دین کے علم یہی دو ہین قرآن اور حدیث اور جب بچون کو عقل آوے تو قرآن اور صحیح بخاری

پڑہانا چاہیے پہر صحیح بخاری کے بعد اگر خدا زیادہ توفیق دیوے تو حدیث کی اور کتابین پڑہے ان کے سوا دوسرے علمون کی کتابین پڑہنا اور ان مین توغل رکہنا جیسے منطق فقہ کلام اصول اور حدیث اور قرآن سے غافل ہونا بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے یا اللہ تو ہمکو اور ہماری اولاد کو زندگی بہر قرآن اور حدیث کی خدمت مین مصروف کہہ اور مارہم کو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور جلا ہمکو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا قرآن اور حدیث والون کے ساتھہ یا اللہ ہمکو محبت عنایت فرما اپنی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کی اور حشر کر ہمارا اہل بیت علیہم السلام کے غلامون اور خادمون مین یا اللہ محبت عنایت فرما ہمکو امام حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی اور ان دونون صاحبزادون کی کفش برداری ہمارے لیے سعادت کرے دنیا اور آخرت میں آمین یارب العالمین **ت** ہمکو تحصیص آتا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ پہر آپ ہمکو حکم نہ کرتے نماز کے قضا کرنے کا یا یون کہا کہ ہم نماز کی قضا نہ کرتے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہم نے نکالا شوکانی نے کہا اسمعیلی کی روایت مین یون ہی پہر ہم قضا نہ کرتے تھے نماز کی اور سعید بن منصور اور اثرم نے نکالا ابن عباس سے وہ کہتے تھے جب حائضہ عصر کے بعد پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب عشا کے بعد پاک ہو تو مغرب اور عشا دونون پڑہے اور عبدالرحمان بن عوف سے وہ کہتے تہے جب حائضہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب فجر ہونے سے پہلے پاک ہو تو مغرب اور عشا دونو پڑہے اور امام احمد نے کہا کہ اکثر تابعین کا یہی قول ہے صرف حسن بصری نے اکیلے اسکے خلاف کہا ہے انتہے

باب النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا حائضہ عورت کو ساتہہ سونا اور اسکے حیض کے کپڑون مین **حدثنا** سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رضہ نے کہا مین حائضہ ہوئی اور مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ لیٹی تہی چادر مین تو مین جلدی سے سرک گئی پہر نکلی چادر مین سے اور مینے اپنے حیض کے کپڑے لیے اور ان کو پہنا تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہسے فرمایا کیا تجھکو حیض آیا مینے کہا ہان پہر آپنے مجہکو بلایا اور چادر کے اندر اپنے ساتہہ کرلیا اور زینب بنت ابوسلمہ نے کہا

مجھسے حدیث بیان کی ام سلمہ رض نے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام انکو بوسہ دیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور میں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے جنابت کا **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الغسل میں گذر چکی

باب مَنِ اتَّخَذَ ثِیَابَ الْحَیْضِ سِوٰی ثِیَابِ الطُّھْرِ حیض کے کپڑے طہارت کے کپڑوں سے علیحدہ رکھنا **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ بَیْنَا اَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَۃٌ فِیْ خَمِیْلَۃٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِیَابَ حِیْضَتِیْ فَقَالَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِیْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَہٗ فِی الْخَمِیْلَۃِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہو ایکبار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹی تھی چادر میں مجھکو حیض آگیا تو میں کھسک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے آپ نے فرمایا کیا تجھکو حیض آگیا میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھکو بلایا اور میں آپکے ساتھ لیٹی چادر میں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث باب من سمی النفاس حیضا میں گذر چکی

باب شُھُوْدِ الْحَائِضِ الْعِیْدَیْنِ وَدَعْوَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰی حائضہ عورت کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہنا درست ہے لیکن عیدگاہ کے باہر رہیں **ف** قسطلانی نے کہا حائضہ کا عیدگاہ کے اندر جانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ مسجد نہیں ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ عیدگاہ کے اندر جانے کی انکو ضرورت نہیں وہ نماز نہیں پڑھتیں پس بے فائدہ مردوں سے خلط کرنا کیا ضرور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حَفْصَۃَ قَالَتْ کُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ یَّخْرُجْنَ فِی الْعِیْدَیْنِ فَقَدِمَتِ امْرَاَۃٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِیْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ اُخْتِھَا وَکَانَ زَوْجُ اُخْتِھَا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ وَکَانَتْ اُخْتِیْ مَعَہٗ فِیْ سِتٍّ قَالَتْ کُنَّا نُدَاوِی الْکَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی فَسَاَلَتْ اُخْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّھَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا وَلْتَشْھَدِ الْخَیْرَ وَدَعْوَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِیَّۃَ سَاَلْتُھَا اَسَمِعْتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَبِیْ نَعَمْ وَکَانَتْ لَا تَذْکُرُہٗ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضُ وَلْیَشْھَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ الْمُصَلّٰی قَالَتْ حَفْصَۃُ فَقُلْتُ الْحُیَّضُ فَقَالَتْ اَلَیْسَ تَشْھَدُ عَرَفَۃَ وَکَذَا وَکَذَا **ترجمہ** حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے ہم اپنی عورتوں کو جو جوانی کے قریب ہوتیں یا جوان

ہوتین یا جو شادی کے لائق ہوتین یا اپنے گہر والون مین عزت والی ہوتین یا جو کام کاج سے آزاد ہوتین یہ سب عواتق کے معنے ہین) عیدین مین نکلنے سے منع کرتین **ف** حافظ نے کہا منع کی وجہ یہ ہوگی کہ اُس زمانہ مین فساد پہیل گیا ہوگا اور صحابہ نے اوسکا خیال نہین کیا اونہون نے وہی قاعدہ جاری رکہا جو حضرت صلعم کو زمانے مین رائج تہا مترجم کہتا ہے حضرت صلعم کے زمانے مین مرد اور عورت سب عیدگاہ کو جاتے یہانتک کہ حائضہ اور جوان پردہ دار عورتین بہی عیدین مین نکلتین اور عیدگاہ مین جاکر مسلمانون کے اجتماع مین اور دعا مین شریک ہوتین اس سے یہ نکلتا ہے کہ عید کی نماز عیدگاہ مین پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ سارے شہر کے مسلمانون کو ایک ہی جگہہ عید کی نماز پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ عورتون کو عیدگاہ مین جانا چاہیے گو وہ جوان ہون یا حائضہ ہون اور جو شخص ان کے جانے کو برا جانے وہ مردود ازلی ہی اور جو اسکی خلاف کرے وہ بدعتی ہے اب اس زمانہ کی مسلمان جو صرف نام کے مسلمان ہین وہ عیدین مین بہی ایک جگہہ جمع نہین ہوتے اور ہر ایک محلہ والے اپنی دو ہنیٹ کی مسجد مین جدا جدا عیدین کی نماز پڑہتے ہین یہ فعل بالکل خلاف سنت ہے اور قیامت کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے اور مسلمانون کے ادبار اور تباہی کی وجہون مین سے ایک قوی وجہ ہے **ت** پہر ایک عورت (اسکا نام معلوم نہین ہوا) آئی اور بنی خلف کے محل مین اوتری یہ محل بصرے مین تہا طلحہ بن عبد اللہ بن خلف خزاعی کا جسکو طلحۃ الطلحات بہی کہتے ہین وہ امیر تہا سیستان کا اُس نے اپنی بہن سے حدیث بیان کی اوسکی بہنوئی نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بارہ جہاد کیے تہے اور اسکی بہن اپنے خاوند کے یا حضرت صلعم کے ساتہ تہی چہہ جہادون مین تو اوسکی بہن کہتی تہی ہم زخمیون کی دوا کرتی تہین اور بیمارون کی خبرگیری کرتی تہین تو اوس نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کیا ہم مین کسی کیلیے کچہ قباحت ہے جب اوسکے پاس اوڑہنی (یا دوپٹہ یا چادر یا ازار یا قمیص یہ سب جلباب کے معنے ہین) نہ ہو تو وہ نہ نکلے (عیدگاہ کو جانے کے لیے) آپ نے فرمایا اوسکی ساتہہ والی (دوست ملاقاتی) اپنی اوڑہنی اوسکو اوڑہا دیوے (یعنے اگر اوسکے پاس کپڑا نہ ہو تو کسی سے مانگ لیوے اور عیدگاہ کو چلا جاوے) اور اسکو چاہیے کہ نیکی مین (جیسے حدیث شریف کے سننے کی مجلس یا علم کی یا بیمار پرسی اور کوئی نیک کام) اور مسلمانون کی دعا مین شریک ہووے (حفصہ نے کہا) پہر جب ام عطیہ (نسیبہ بنت حارث یا بنت کعب صحابیہ مشہورہ) آئین تو مین نے اُن سے پوچہا کیا تم نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہی اونہون نے کہا میرا باپ صدقے (آپ پر) ہان (مینے سنی ہی اور ام عطیہ حضرت صلعم کا ذکر نہ کرتین مگر یہ کہتین میرا باپ آپ پر صدقے (قربان طبرانی کی روایت مین یون ہی کہ میرے باپ اور مان آپ پر سے قربان یعنے ام عطیہ جب حضرت صلعم کا نام لیتین تو یون کہتین میرا باپ آپ پر سے صدقے سبحان اللہ صحابہ کو حضرت صلعم سے کیسی سچی محبت تہی امین نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جوان عورتیں (پردے والیان) اور پردے والیان یا یون فرمایا جوان
عورتیں پردے والیان اور حائضہ نکلیں اور نیکی اور مسلمانون کی دعا میں شریک ہون اور جو حائضہ ہون وہ عیدگاہ
سے جدا رہیں حفصہ نے کہا میں نے کہا کیا حائضہ بھی نکلیں (تعجب سے) ام عطیہ نے کہا کیا حائضہ عورتیں (حج میں)
عرفات میں نہیں جاتیں اور یہ نہیں کرتیں وہ نہیں کرتیں **ف** یعنے منا نہیں جاتیں مزدلفہ نہیں جاتیں حافظ
نے کہا اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت اللہ کی یاد ترک نہ کرے اسیطرح نیک مجلسون میں جیسے وعظ یا علم کی مجلس میں جانا
البتہ مسجد کے اندر نہ جاوے اور یہ بھی نکلا کہ عورت کو بغیر اوڑھنی کے نکلنا منع ہے اور پورا بیان اس حدیث کا کتاب العیدین
میں آویگا قسطلانی نے کہا ہمارے اصحاب نے اس حدیث میں سے حسین اور جمیل عورتون کو نکال لیا ہے اونکو نکلنے
سے منع کیا جاویگا کیونکہ حضرت م کے زمانے میں مفسدہ نہ تہا اور اب طرح طرح کے فساد رائج ہین اور دوسری صحیح روایت
مین حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ اگر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتون نے آپ کے بعد نکالا
تو آپ اونکو روک دیتے مسجدون میں جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں اور مالک اور ابو یوسف کا یہی قول
ہے انتہے مترجم کہتا ہے یہ حضرت عائشہ رض کا ایک قیاس ہے اور ایسا قیاس کسی صحابی کا کوئی شرعی حجت نہیں ہے دوسرے اس
قیاس کے موافق اور صحابہ نے عمل نہیں کیا اور مسلمانون کی عورتون کو مسجد میں جانے سے نہیں روکا پس صحیح یہی ہے
کہ عورتون کو مطلقاً عیدین میں نکلنا چاہیے اور جو لوگ مفسدہ کریں اونکو امام اور حاکم سزا سخت دیوے تاکہ بار دیگر ایسی
خراب بات کا ارتکاب نہ کریں اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت م کے مبارک زمانے میں سب کے نفس پاک تہے اور اب شریر
بہت ہین اونکا جواب یہ ہے کہ بیشک یہ بات تو صحیح ہے کہ حضرت م کے زمانے میں اخیار زیادہ تہے اور شریر کم تہے اور یہ بات
غلط ہے کہ اوسوقت شریر نہ تہے صدہا کافر اور منافق اور فاسق اوسوقت میں بھی تہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالے
نے قرآن شریف میں حضرت م کی بی بیون کو یہ حکم دیا کہ نرمی سے بات مت کرو ایسا نہ ہو جسکے دل میں بیماری ہے وہ کچھ طمع
کرے پس معلوم ہوا کہ دل کی بیماری والے لوگ اوسوقت بھی موجود تہے غرض یہ ہے کہ اگر عیدین میں عورتیں نماز کے لیے نکلیں اور
دعا میں شریک ہون تو یہ فعل حضرت کی سنت ہے اور سنت کے کرنے میں اگر کسی ایسے فساد کا ڈر ہو جس سے حرام تک کی نوبت
پہنچے تو اوس سنت سے بنظر مصلحت باز رہ سکتے ہین لیکن جب یہ ڈر جاتا رہے اوسوقت سنت پر عمل کرنا لازم ہے دوسرے
یہ کہ سنت کو سنت سمجہنا ضرور ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ کسی امام یا مجتہد یا صحابی کی مخالفت سے ہم سنت کو منع سمجہیں
بلکہ حدیث کی خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو عیدین اور حج میں نکالا
اور مسلم نے عیدین میں اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوٰۃ میں **باب** اذا حاضت فی شہر

ثلاث حیض اگر کسی عورت کو ایک ماہ میں تین حیض آجاویں وما یصدق النساء فی الحیض والحمل فیما

یمکن من الحیض لقول اللہ تعالیٰ ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن اور بیان اُسکا جسمیں عورتوں کا قول سچ مانا جاتا ہے حیض میں اور حمل میں جہانتک ممکن ہے حیض کا ہونا پھر اگر امکان کے خلاف کہیں تو اونکا قول نہ مانا جاویگا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ بقر میں) اور نہیں حلال ہے عورتوں کو اُسکا چھپانا جو اللہ نے پیدا کیا اونکی رحموں میں ف اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر حافظ نے کہا طبری نے باسناد صحیح زہری سے نقل کیا اونہوں نے کہا ہمکو یہ پہونچا کہ اس آیت میں اُنکی رحموں میں جو پیدا کیا اوس سے مراد حیض اور حمل ہے تو اونکو حلال نہیں اُسکا چھپانا تاکہ عدت گذر جاوے اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے اور روایت کیا طبری نے باسناد حسن ابن عمر سے اونہوں نے کہا عورت کو حلال نہیں اگر وہ حائضہ ہو کہ اپنا حیض چھپاوے اور اگر حاملہ ہو تو حمل چھپاوے اور مجاہد سے اونہوں نے کہا عورت یوں نہ کہے میں حائضہ ہوں اور حائضہ نہ ہو اور یوں نہ کہے میں حائضہ نہیں ہوں جب حائضہ ہو اور ایسا ہی حمل میں اور آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو حیض اور حمل میں اپنا حال ظاہر کر دینا لازم ہے پس یہ ثابت ہوا کہ اوسکا قول اُن دونوں باتوں میں مقبول ہے ورنہ ظاہر کر دینے سے فائدہ ہی کیا ہے (فتح) ویذکر عن علی وشریح ان جاءت ببینۃ من بطانۃ اھلھا ممن یرضی

دینہ انھا حاضت فی شھر ثلثا صدقت اور حضرت علی ابن ابی طالب) اور شریح ابن حارث کوفہ کے قاضی حضرت عمر کے کیے ہوئے سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اگر عورت اپنے خاص گھر والوں میں سے گواہ لاوے اور وہ دیندار امانتدار ہوں (یعنی گواہ معتبر ہوں سچے) اس بات پر کہ اسکو ایک مہینے میں تین بار حیض آیا تو اسکی بات سچی جانی جاویگی ف اور حکم دیدیا جاویگا اُس کی عدت گذر جانیکا اور دوسرا نکاح اس مدت کے بعد صحیح ہوئیگا حافظ نے کہا اس اثر کو دارمی نے نکالا عامر شعبی سے اونہوں نے کہا ایک عورت آئی حضرت علی رض کے پاس جو لڑتی تھی اپنے خاوند سے جسنے اسکو طلاق دیا تھا تو عورت نے کہا مجھے ایک مہینے میں تین حیض آئے حضرت علی رض نے شریح سے کہا تم انکا فیصلہ کرو شریح نے کہا آپ امیر المومنین (وامام المسلمین خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپکے تشریف رکھتے ہوئے میں فیصلہ کروں) آپنے فرمایا فیصلہ کرو شریح نے کہا اگر خاص اپنے گھر والوں میں سے جو دیندار ہوں اور امانتدار گواہ لاوے اور وہ یہ کہیں کہ اسکو تین حیض آ چکے ہیں اور ہر ایک طہر پر وہ طہارت کرتی تھی اور نماز پڑھتی تھی تو اُسکا قول قبول ہوگا ورنہ نہیں یہ سنکر حضرت علی مرتضی رض نے فرمایا قالون (قالون ایک لفظ ہے اسکے معنے یہ ہیں تم نے اچھا کیا) اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ عورتوں کو جو گواہ ہوں یہ گواہی دینا چاہیے کہ اسکو ایک ماہ میں تین حیض آئے ہیں نہ جیسا اسمعیل قاضی نے کہا کہ عورتوں کو یہ گواہی

دیکہنا چاہیے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہوا ہے انکی عورتون مین اور مؤلف نے اس روایت کو بصیغہ جزم بیان نہین کیا اسلیے کہ عامر شعبی کا سماع حضرت علی سے مشکوک ہے اور عامر نے یہ نہین کہا کہ مینے اسکو شریح سے سنا تاکہ روایت موصول ہوتی انتہی ما فی الفتح وَقَالَ عَطَاءٌ اَقْرَاءُهَا مَا كَانَتْ اور عطار بن ابی رباح نے کہا عورت کے حیض اُسی حساب سے رہینگے جیسے اُسکی عادت ہتی طلاق سے پہلے **ف** پس اگر عورت نے یہ کہا کہ میرے تین حیض طلاق کے بعد ایک ماہ مین ہو گئے اور اُسکی عادت طلاق سے پہلے ایسی ہی ہتی یعنے تین حیض ایک ماہ مین اسکو آیا کرتے ہتے تو اُسکا قول قبول ہوگا ورنہ قبول نہ ہوگا اس اثر کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے عطار سے روایت کیا وَبِهٖ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ اور ایسا ہی کہا ابراہیم نخعی نے **ف** اسکو عبدالرزاق نے نکالا ابو معشر سے اونہون نے ابراہیم سے اور دارمی نے باسناد صحیح ابراہیم سے روایت کیا جب عورت کو ایک ماہ مین یا چالیس دن مین تین حیض آجاوین پہر بیان کیا شریح کے اثر کے مثل تو شاید ابراہیم کے اس مسئلہ مین دو قول ہون یا بہٖ کی ضمیر شریح کے اثر کیطرف پہرتی ہو (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ اِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ اور عطار بن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن سے لیکر پندرہ دن تک ہوتا ہے **ف** اسکو روایت کیا اسکو دارمی نے باسناد صحیح عطار سے اونہون نے کہا انتہا حیض کی پندرہ دن ہین اور کم مدت ایک دن ہے اور نکالا اسکو دارقطنی نے کہ ادنےٰ وقت حیض کا ایک دن ہے اور اکثر پندرہ دن ہین وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ سَاَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ اَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ اور معتمر بن سلیمان علیہ نے نقل کیا اپنے باپ سے اونہون نے کہا مینے محمد بن سیرین سے پوچہا اُس عورت کو جو پاک ہونیکے بعد پانچ دن گذرنے پر پہر خون دیکہے (تو وہ حیض ہے یا نہین) اونہون نے کہا عورتین اسکو خوب جانتی ہین (روایت کیا اسکو دارمی نے معتمر سے اونہون نے اپنے باپ سلیمان تیمی سے) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلٰوةَ قَدْرَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ فِيْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تو کہا مین ایک عورت ہون استحاضہ والی پاک نہین ہوتی کیا مین نماز چہوڑ دون آپ نے فرمایا نہین یہ ایک رگ ہے البتہ چہوڑ دے نماز اوتنے دنون تک جتنے دنون تجہے حیض آیا کرتا تہا اس بیماری سے پہلے پہر غسل کر اور نماز پڑہ **ف** یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ حضرت نے حیض کا شمار اوسی کی رائ اور عادت پر چہوڑا اور یہ امر مختلف ہوتا ہے باختلاف عادات اور مطلب مؤلف کا یہی کہ حیض

اور طہر کی مدت معین نہیں ہے بلکہ ہر ایک ملک میں ہر ایک عورت کی عادت اسمیں مختلف ہوتی ہے حافظ نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے حیض اور طہر کی کم مدت میں اور داؤدی نے نقل کیا کہ علماء نے اجماع کیا کہ حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہیں اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حیض اور طہر دونوں کی کم مدت ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں تو عدت گذرنے کے لیے کم سے کم اونکے نزدیک ساٹھ دن چاہییں اور صاحبین نے اونکے کہا کہ عدت انتالیس دن میں گذر سکتی ہے کیونکہ حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور طہر کی کم مدت پندرہ دن اور قرء سے حیض مراد ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعی نے کہا کہ قرء طہر کو کہتے ہیں اور کم سے کم مدت حیض کی ایک دن ہے اور ایک رات تو اونکے نزدیک عدت بتیس دن میں گذر سکتی ہے اور دو لحظوں میں اور یہ موافق ہے حضرت علی اور شریح کے قصے کی کیونکہ ایک مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور دو دن زیادہ کا اعتبار نہیں کیا اور دوسری روایت میں یوں ہی ہے کہ ایک ماہ میں تین حیض ہوئے یا ۳۵ دن میں تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ حیض اور طہر دونو کی کم مدت مقرر نہیں اور اوسمیں عورتیں جو بیان کریں وہی معتبر ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے دلیل لی ابو حنیفہ کے مذہب پر اس حدیث سے کہ کم مدت حیض کی بکر اور ثیب کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں اور یہ حدیث ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور معاذ بن جبل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو ابو امامہ کی حدیث کو طبرانی نے نکالا معجم میں اور دارقطنی نے سنن میں حسان بن ابراہیم بن عبد الملک سے اونہوں نے علاء بن کثیر سے اونہوں نے مکحول سے اونہوں نے ابو امامہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کم مدت حیض کی بکر اور ثیب عورت کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ جو ہوتا ہے تو دس دن تک ہے اس سے زیادہ ہو تو وہ مستحاضہ ہے دارقطنی نے کہا عبد الملک مجہول ہے اور علاء بن کثیر ضعیف ہے اور مکحول نے ابو امامہ سے نہیں سنا اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور ضعیف کیا حسان بن ابراہیم کو اور کہا وہ عمداً جھوٹ نہیں باندھتا لیکن وہ وہم کرتا ہے اور میرے نزدیک اسمیں کچھ برائی نہیں اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں سلیمان بن عمرو ابو داؤد نخعی سے اوسنے یزید بن جابر سے اوسنے مکحول سے اور علت نکالی اسمیں ابو داؤد نخعی سے اور کہا وہ بناتا ہے حدیث کو اور علاء بن کثیر سے کہا وہ روایت کرتا ہے موضوعات کو ثقہ لوگوں سے اور اس سے حجت لینا درست نہیں جب ثقات کی موافقت ہو تو تفرد کی حالت میں کیونکر درست ہوگا اور کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے گمان کیا کہ یہ علاء بن حارث ہے حالانکہ ایسا نہیں علاء بن حارث حضرمی ہے اور سچا اور یہ علاء بن کثیر بنی امیہ کے موالی میں سے ہے اور کچھ چیز نہیں اور واثلہ کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا فرمایا حضرت ﷺ نے حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں حماد بن منہال مجہول ہے اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسکی اسناد میں محمد بن راشد ہے اور وہ

اتنیں بہت منکر ہوئیں تو وہ متروک ہونے کے لائق ہے اور معاذ کی حدیث کو ابن عدی نے کامل میں نکالا محمد بن سعید
شامی کے طریق سے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے حیض تین دن سے کم نہیں ہے اور دس دن سے زیادہ نہیں ہے پھر جو زیادہ ہو اس سے
تو وہ مستحاضہ ہے وضو کرے ہر نماز کے لیے مگر اپنے حیض کے دنوں اور دو ہفتوں سے کم نفاس نہیں ہے اور اگر نفاس
والی چالیس دن سے کم میں پاکی دیکھے تو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خاوند اس سے صحبت نہ کرے مگر چالیس دن کے بعد
ابن عدی نے کہا ضعیف کہا محمد بن سعید شامی کو بخاری اور ابن معین اور سفیان ثوری نے اور کہا کہ وہ حدیث بناتا ہے
اور نکالا اسکو عقیلی نے ضعفا میں اور اسکی اسناد میں محمد بن حسن صدفی ہے عقیلی نے کہا وہ مجہول ہے اور اسکی حدیث
محفوظ نہیں ہے اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن سے کم حیض نہیں ہے اور دس سے زیادہ نہیں ہے اور ابو سعید
خدری کی حدیث کو ابن جوزی نے نکالا علل متناہیہ میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور اکثر
دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کی مدت ہوتی ہے ابن جوزی نے کہا ابن حبان نے کہا اسکی
اسناد میں ابو داؤد نخعی ہے سلیمان وہ حدیث بناتا تھا اور احمد نے کہا وہ کذاب تھا اور بخاری نے کہا وہ مشہور ہے
کذب کے ساتھ اور یزید بن ہارون نے کہا اوس سے روایت کرنا جائز نہیں کسیکو اور انس کی حدیث کو ابن عدی نے نکالا کامل
میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا حیض تین دن ہے اور چار دن اور پانچ دن اور چھ دن اور سات دن اور آٹھ دن اور نو
دن اور دس دن پھر جب دس دن سے زیادہ عورت کو آوے تو وہ مستحاضہ ہے اور علت کی حسن بن دینار سے اور
کہا کہ سب نے اتفاق کیا اوسکے ضعیف پر اور عائشہؓ کی حدیث کو میں نے موصولاً نہیں پایا لیکن ابن جوزی نے علل
متناہیہ اور تحقیق میں کہا کہ حسین بن علوان نے روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے
عائشہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں اور کم مدت تین دن اور کہا کہ حسین بن علوان
کو ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تھا اوسکی حدیث لکھنا جائز نہیں اور جھوٹا کہا اسکو احمد اور یحیی اور ابن معین
نے اور ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ایسا ہی ذکر کیا لیکن اپنی سند سے اسکو وصل نہیں کیا حسین بن علوان تک
زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ ہمارے اصحاب اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ کے اصحاب نے دلیل لی اثبات پر
کہ حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں اس حدیث سے کہ تم میں سے ایک اپنی آدھی عمر تک ٹھہری رہتی ہے
نماز نہیں پڑھتی لیکن یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی اور صاحب تنقیح نے بھی ایسا ہی کہا انتہی اور سخاوی نے
مقاصد میں کہا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے ان لفظوں سے یعنی تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ شَطْرَ دَهْرِهَا لَا تُصَلِّي اور نووی نے کہا
یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں اور علامہ ابو الطیب نے بدور الاہلہ میں کہا کہ حیض کی مدت معین ہونے کے باب میں

اور جو عالمگیری میں ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نفاس نہیں ہے

کوئی دلیل قابل حجت لینے کے نہیں اور جو کچھہ اس باب میں روایت کیا گیا ہے یا موضوع ہے یا بالکل ضعیف ہو اور حضرت صلعم سے جو ... ثابت ہو وہ یہی ہے کہ چند راتیں نماز موقوف رکھو اور عدد صرف حمنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ چھہ دن یا سات دن حیض کرے تو اللہ کے علم میں جیسی عورتیں حیض کرتی ہیں اور احادیث کی رو سے اگر اکثر مدت حیض کی سات دن کہیں تو ہو سکتا ہی انتہے مترجم کہتا ہے حق اس باب میں یہ ہے کہ حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ یہ امر مفوض ہے حائضہ کی رائے پر اور اسکی عادت پر واللہ اعلم

بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ حیض کے سوا اور دنوں میں زردی پن یا خاکی پن دیکھنا **ف** حافظ نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جو اوپر گذری کہ اونہوں نے سب رنگوں کو حیض میں داخل کیا سوا ایک سفیدی کے اور ام عطیہ کی حدیث میں جو اس باب میں ہو کہ ہم زردی اور خاکی کو کچھہ نہیں گنتی تھیں بظاہر تعارض ہے لیکن درحقیقت تعارض نہیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی حدیث اوس صورت پر محمول ہو جب حیض کے دنوں میں زردی اور خاکی دیکھے اور ام عطیہ کی حدیث اُس صورت پر جب حیض کے سوا اور دنوں میں ایسا دیکھے انتہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہو اونہوں نے کہا ہم نہیں گنتی تھیں خاکی اور زردی کو کچھہ **ف** یعنے یہ رنگ حیض میں شمار نہ کرتی تھیں ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بَعْدَ الطُّهْرِ یعنے پاک ہونیکے بعد اور اس سے امام بخاری کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے یا ایسا کہتے تھے حضرت صلعم کے زمانے میں رفع ہے حدیث کا اور امام بخاری کا یہ قول ہے کہ اگر صحابی حضرت صلعم کے زمانے کا ذکر نہ کرے تب بھی ایسا کہنا مثل مرفوع حدیث کے ہے اور حاکم وغیرہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے لیکن خطیب نے اسمیں خلاف کیا ہے مترجم کہتا ہے جب تک یہ بات ثابت نہ ہو کہ حضرت صلعم نے ایسا کہتے سنا یا ایسا کرتے دیکھا اور سکوت فرمایا تب تک اوسکے مرفوع ہونے میں شبہہ ہے گو محدثین ایسے لفظ کو رفع کا حکم دیتے ہیں واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نکالا فاطمہ بنت منذر سے اونہوں نے اسما بنت ابی بکر سے اونہوں نے کہا ہم اونکی پرورش میں تھے اونکے بھتیجوں کے ساتھہ پھر ہم میں سے کوئی پاک ہوتی اور نماز پڑھتی پھر تھوڑی زردی دیکھتی اور اونسے پوچھتی وہ کہتیں کہ جدا رہو نماز سے جب تک تم یہ دیکھو یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھو اور نکالا عمرہ سے وہ عورتوں سے کہتی تھیں جب تم میں سے کوئی کرسف اندر ڈالے پھر اوسکا رنگ بدلجاوے نکالنے کے بعد تو نماز نہ پڑھے جب تک کوئی چیز نہ دیکھے (یعنے جب تک کوئی رنگ باقی رہے) شوکانی نے نیل میں کہا ام عطیہ کی احادیث کو حاکم نے نکالا اور روایت کیا اسمعیلی نے مستخرج میں اس لفظ سے کہ ہم تیرگی اور زردی کو کچھہ نہیں سمجھتی تھیں یعنے حیض میں داخل نہیں جانتی تھیں اور دارمی کی روایت میں ہے

کہ غسل کے بعد ہم تیرگی اور زردی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں حافظ نے کہا اور نہایہ اور وسیط میں یہ زیادہ کیا کہ عادت کے بعد اور یہ زیادتی باطل ہے اور یہ جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہم زردی اور تیرگی کو حیض سمجھتی تھیں تو نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ اس لفظ سے یہ حدیث مجھکو نہیں ملی اور ام عطیہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ طہر کے بعد زردی اور خاکی رنگ اگر دیکھے تو وہ حیض نہیں ہے البتہ حیض کے وقت میں یہ رنگ بھی حیض ہیں اور بحر میں ہے کہ یہی قول ہے زید بن علی اور ہادی اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور ابو حنیفہ اور محمد اور مالک اور لیث اور عنبری کا اور قاسم اور ناصر اور شافعی سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے ان لوگوں کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ رنگ بھی نجاست ہو اور اللہ نے فرمایا حتّٰی یَطْهُرْنَ اور حضرت نے حمنہ سے فرمایا جب تو دیکھے کہ پاک ہو گئی تو اور صاف ہو جاوے تو نماز پڑھ اور قاسم سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ رنگ حیض نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے جب تو کالا خون دیکھے تو نماز سے باز رہ یہاں تک کہ زردی آوے اسوقت وضو کر اور نماز پڑھ اور ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ زردی اور خاکی کو ہم حیض نہیں گنتی تھیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت نے ام المومنین عائشہ رض سے فرمایا مت نماز پڑھ یہاں تک کہ چونا سفید دیکھے اور ام عطیہ کی حدیث میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ طہر کے بعد ان رنگون کو حیض نہیں گنتی تھیں علاوہ اسکے حضرت عائشہ نے کہا ہم تیرگی اور زردی کو ایام حیض میں حیض سمجھتی تھیں اور ناصر اور شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ دونوں رنگ خون کے بعد حیض میں داخل ہیں نہ خون سے پہلے اور ایک روایت شافعی سے یہ ہے کہ عادت کے دنوں میں حیض میں داخل ہیں اور احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اس عورت کو جو طہر کے بعد وہ دیکھے جو اوسکو شک میں ڈالے (کہ حیض ہے یا اور کچھ) یہ ایک رگ ہے یا رگیں ہیں (اور حیض نہیں ہے) اسکی اسناد میں ام بکر مجہول ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہیں اور منذری نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اس حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ زرد اور خاکی رنگ اگر حیض کے دنوں میں دیکھے تو وہ حیض ہے اور جو طہر کے بعد دیکھے تو حیض نہیں ہے اور امام بخاری رح نے اسکو اختیار کیا اور اس مذہب پر سب دلیلوں میں توافق ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا **بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ** استحاضہ کی رگ کا بیان حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَسَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ام المومنین حضرت صدیقہ رض سے روایت ہے کہ ام حبیبہ کو جو بہن تھیں ام المومنین زینب بنت جحش کی

اور بلی ابی تہین عبد الرحمن بن عوف کی اور موطا مین اونکا نام زینب کہا ہے اور یہ سہو ہے یا اونکا بہی نام زینب ہوگا اور
کنیت ام حبیبہ اور ابو داؤد طیالسی کی روایت مین یون ہے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ آیا سات برس تک پہر اونہون نے جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا اسکو آپنے حکم دیا اونکو غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے (یعنے یہ خون حیض کا نہین بلکہ ایک
رگ سے آتا ہے) پہر وہ غسل کرتین ہر نماز کے واسطے (فت) حافظ نے کہا حضرت نے بار بار غسل کرنیکا حکم نہین دیا
تہا لیکن ام حبیبہ یہی سمجہین تو ہر نماز کے لیے غسل کرنے لگین اور شافعی نے کہا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا تطوع
تہا (یعنے نفل) اور لیث نے کہا مسلم کی روایت مین کہ ابن شہاب نے اس حدیث مین یہ ذکر نہین کیا کہ آپ نے ام حبیبہ
کو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا بلکہ ام حبیبہ نے یہ کام خود کیا اور جمہور کا یہی قول ہے وہ کہتے ہین مستحاضہ کو ہر نماز
کے لیے غسل کرنا واجب نہین بلکہ وضو واجب ہے البتہ متحیرہ کو غسل کرنا چاہیے ہر نماز کے لیے اور مؤید ہے اسکو وہ جو روایت کیا
ابو داؤد نے عکرمہ سے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا تو حضرت نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنون تک انتظار کرنیکا پہر غسل کرے
اور نماز پڑہے اگر خون دیکہے تو وضو کرے اور نماز پڑہے اور مہلبی نے کہا غسل نہ واجب ہونے کے لیے دلیل یہ امر ہے کہ یہ ایک رگ
ہے کیونکہ رگ کا خون نکلنے سے غسل لازم نہین ہوتا اور وہ جو ابو داؤد کی روایت مین ہے سلیمان بن کثیر اور ابن اسحاق کے
طریق سے زہری کی اسی حدیث مین کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے تو حدیث کے حافظون نے اوس مین طعن
کیا ہے اور کہا ہے کہ زہری سے ثقہ لوگون نے یہ لفظ نقل نہین کیا اور لیث نے کہا کہ ابن شہاب نے اسکو ذکر نہین کیا جیسے
ابہی گذرا صحیح مسلم سے البتہ ابو داؤد نے نکالا یحیی بن ابی کثیر سے اونہون نے ابو سلمہ سے اونہون نے زینب بنت ابی سلمہ سے
اسی قصہ کو اوس مین یہ ہے کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے اور یہ اسناد صحیح ہے اس صورت مین یہ کہا جائیگا
کہ یہ حکم استحباباً تہا اور خطابی نے کہا شاید ام حبیبہ متحیرہ ہونگی اور یہ تاویل غلط ہے کیونکہ عکرمہ کی روایت مین ہے کہ آپ
نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنون تک ٹہیرنیکا اور مسلم کی روایت مین ہے عراک بن مالک کے طریق سے عروہ سے اسی
قصے مین کہ آپنے فرمایا اون سے کہ ٹہیری رہ اس قدر جتنی مدت تجہکو روکتا تہا حیض تیرا آخر اور ابو داؤد نے اوزاعی اور ابن عیینہ
کے طریق سے بہی ایسا ہی نکالا زہری سے اور منکر کہا اس نے یادت کو اور بعضون نے یہ تاویل کی کہ تغتسل لکل صلوٰۃ
کا معنے یہ ہے کہ دہو ڈالے خون کو ہر نماز کے لیے کیونکہ خون نجس ہے اور اسکا دہونا نماز کی صحت کی شرط ہے اور طحاوی نے
کہا کہ ام حبیبہ کی حدیث منسوخ ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے اور استحباب کی تاویل اسکی بہتر ہے (فتح) مترجم کہتا ہے
اس مسئلہ کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا **باب فی المرأۃ تحیض بعد الافاضۃ** جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد
خون آوے (فت) تو اوسکو طواف الوداع تک انتظار کرنا ضرور ہے یا طواف الوداع کو ترک کر کے اپنے گہر کو روانہ ہو سکتی ہے

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ان صفیۃ بنت حیی قد حاضت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہا تحبسنا الم تکن طافت معکن فقالوا بلی قال فاخرجی ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو (جو بی بی تہیں آپکی) حیض آگیا آپنے فرمایا شاید وہ ہمکو روکتی ہے (مکہ سے نکلنے اور مدینہ کو روانہ ہونے سے) کیا اوسنے طواف (الافاضہ جسکو طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور وہ حج کا رکن ہے) نہین کیا تمہارے ساتھ عورتون نے عرض کیا کیون نہین (طواف الافاضہ تو وہ کرچکی ہین) آپنے فرمایا تو نکل ف یہ صفیہ سے فرمایا یا عائشہ سے حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا اسکو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا حدثنا معلی بن اسد قال حدثنا وہیب عن عبد اللہ بن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رخص للحائض ان تنفر اذا حاضت وکان ابن عمر یقول فی اول امرہ انہا لا تنفر ثم سمعتہ یقول تنفر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص لہن ترجمہ عبد اللہ بن طاؤس نے اپنے باپ طاؤس سے روایت کی اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا حائضہ عورت کو اجازت دی گئی چلے جانے کی جب اسکو حیض آجاوے (طواف الوداع کرنے سے پہلے) اور ابن عمر کہتے تہے (طاؤس کا مقولہ ہے ابن عباس کا) شروع مین کہ حائضہ عورت روانہ نہو (اپنے گہر کو جبتک طواف الوداع نہ کرے تو ٹہیری رہے حیض سے پاک ہونے تک جب پاک ہو اوس وقت طواف کرے پہر کوچ کرے) پہر مین نے اونسے سنا وہ کہتے تہے حائضہ (تو ہو جاوے طواف الوداع سے پہلے) بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی حائضہ عورتون کو اسکی ف لینے طواف الوداع چہوڑ دینے کی اور چلے جانے کی معلوم ہوا کہ ابن عمر رض کو پہلے یہ حدیث صفیہ رض کی جو اوپر گذری نہین پہونچی تہی پس وہ یہ فتوے دیتے تہے کہ حائضہ عورت کو ٹہیرنا اور پاک ہوکر طواف الوداع کرکے جانا ضرور ہے پہر اونکو حدیث پہونچ گئی تو اپنے فتوے سے پہر گئے اور حدیث کے موافق حکم دیا اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا جائز نہین

باب اذا رأت المستحاضۃ الطہر جب مستحاضہ حیض سے پاک ہو ف گو مستحاضہ کا خون آ رہا ہے لیکن حیض کا خون بند ہو جاوے اور مستحاضہ کو اسکی تمیز ہوسکتی ہے اوس علامت سے جسکا ذکر اوپر گذرا اور بعضون نے کہا طہر سے مراد بالکل خون بند ہونا ہے قال ابن عباس تغتسل وتصلی ولو ساعۃ ابن عباس نے کہا غسل کرے مستحاضہ اور نماز پڑہے اگرچہ ایک ہی ساعت پاک ہو ف داؤدی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک ساعت پاکی دیکہے پہر خون آنے لگے

تو غسل کرکے نماز پڑہے اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارمی نے وصل کیا انس بن سیرین سے انہون نے ابن عباس سے
کہ اونسے پوچھا استحاضے کو اونہون نے کہا جب بحرانی خون دیکھے (یعنے حیض کا) تو نماز نہ پڑہے اور جب پاکی دیکہو
اگرچہ ایک ساعت ہو تو غسل کرے اور نماز پڑہے (فتح) وَیَأتِیهَا زَوجُهَا اِذَا صَلَّتْ اَلصَّلٰوةُ اَعظَمُ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ
مستحاضہ سے اوسکا خاوند جماع کرے ف اس اثر کو عبد الرزاق وغیرہ نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے ابن عباس سے
کہ اونہون نے کہا مستحاضہ سے اگر اوسکا خاوند صحبت کرے تو کچہہ قباحت نہین اور ابو داؤد نے دوسرے طریق سے عکرمہ
سے نکالا کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوتا تہا اور اونکے خاوند اونسے جماع کرتے تہے اور یہ حدیث صحیح ہے اگر عکرمہ نے ام حبیبہ سے سنا ہو
(فتح) نیل مین ہے کہ ابو داؤد نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے حمنہ بنت جحش سے کہ اونکو استحاضہ ہوتا تہا اور اونکے خاوند
اونسے جماع کرتے تہے پہر کہا کہ حمنہ کی حدیث کو بیہقیؒ نے نکالا اور نوویؒ نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور ام حبیبہ کی حدیث کی اسناد
مین معلے ہے وہ ثقہ تہا اور امام احمد اس سے روایت نہین کرتے تہے کیونکہ وہ رائے کی پیروی کرتا تہا اور عکرمہ کی سماع میں
ام حبیبہ اور حمنہ سے اعتراض ہے منذری نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے اگرچہ
خون بہہ رہا ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور نقل کیا ابن منذر نے یہ ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور عطا
اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور حماد بن ابی سلیمان اور بکر بن عبد اللہ مزنی اور اوزاعی اور ثوری اور مالک اور اسحاق اور شافعی
اور ابو ثور سے اور دلیل لی ان لوگون نے انہی حدیثون سے اور نخعی اور حکم نے کہا کہ مستحاضہ سے اسکا خاوند صحبت
نہ کرے اور ابن سیرین نے کہا کہ صحبت کرنا اوس سے مکروہ ہے اور امام احمد سے ایک روایت مین منع ہے اور جو لوگ جائز کہتے ہین
وہ یہہ قید لگاتے ہین کہ عورت کو علامتون اور عادت کی رو سے یہ معلوم ہو کہ وہ خون حیض کا خون ہے اور عکرمہ کی روایتون
سے جو دلیل لی اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ فعل ہے ایک صحابی کا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی اجازت
دینا منقول نہین ہوئی مگر اوسکا جواب یون ہو سکتا ہے کہ حضرت صلعم سے اسکی حرمت بہی ثابت نہین ہوئی اور ام حبیبہ
کے خاوند عبد الرحمن بن عوف تہے اور حمنہ کی طلحہ بن عبید اللہ اور یہ دونون اجلاے صحابہ اور عشرہ مبشرہ سے ہین اونکی شان
سے بعید ہے اگر یہ امر حرام ہوتا اور یہ دونو صحابی اوسکو کرتے اور جو لوگ منع کرتے ہین وہ دلیل لیتے ہین اوس سے جو خلال
نے روایت کیا اپنی اسناد سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا مستحاضہ کو اوسکا خاوند نہ ڈہانپے یعنی اوس سے صحبت نہ کرے اور اللہ
تعالی نے حائضہ سے صحبت کرنیکو منع کیا اس وجہ سے کہ حیض پلیدی ہے اور استحاضہ بہی پلیدی ہے پس اس مین بہی جماع
منع ہوگا المنتقی مع زیادۃ ت جب نماز پڑہے مستحاضہ (تو غسل کرے اور نماز پڑہے) نماز بڑی ہے ف جماع سے
اور جب استحاضہ کی حالت مین نماز جائز ہوئی تو جماع بطریق اولی جائز ہوگا یہ امام بخاریؒ نے ایک دلیل بیان کی اون

لوگوں کے لیے جو مستحاضہ سے جماع کرنا درست جانتے ہیں اور رد کیا اُن لوگوں پر جو اسکو منع کرتے ہیں اور ابن منذر نے ممانعت ابراہیم نخعی اور حکم اور زہری وغیرہم سے نقل کی اور بعض شارحین نے یہ گمان کیا کہ (نماز بڑی ہی) یہ ابن عباس کا قول ہو اور اسی اثر میں داخل ہے جو ابن عباس سے اوپر نقل کیا اور کہا کہ ابن ابی شیبہ نے اسکو نکالا حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں یہ نہیں ہے البتہ عبد الرزاق اور دارمی نے سالم افطس کے طریق سے نکالا کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا مستحاضہ سے جماع کیا جاوے انہوں نے کہا نماز بڑی ہے جماع سے (فتح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (یہ مختصر ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے جو اوپر گذری) جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو خون دہو ڈال اپنے سے نماز پڑہ ف اس حدیث کو ابو نعیم نے مستخرج میں اسی اسناد سے یعنی زہیر کے طریق سے پورا روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسکو مختصر بیان کیا جتنا اس باب میں ضرور تہا اور حدیث سے مستحاضہ کو نماز پڑہنے کی اجازت نکلتی ہے اور جب نماز جائز ہوئی تو جماع بہی اس سے جائز ہوگا اور مخالفین نے جو کہا کہ مستحاضہ پلیدی ہے یہ صحیح ہے مگر پلیدی میں جماع کا منع ہونا ضرور نہیں اور حیض میں جماع کی ممانعت قرآن سے ثابت ہے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور اسی سے یہ نکلتا ہے کہ جب حیض سے پاک ہو جاویں تو اُنسے جماع کرو اور ظاہر ہے کہ مستحاضہ حیض سے پاک ہو جاتی ہے جب حیض کے دن گذر جاویں اور حمنہ کی حدیث میں صاف یہ موجود ہے حَتّٰى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے جو جمہور کا قول ہے اور امام بخاری نے اسکو اختیار کیا

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا نفاس والی پر نماز پڑہنا اور اسکا طریقہ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسَطَهَا ترجمہ سمرہ بن جندب نے کہا ایک عورت مر گئی (اسکا نام ام کعب تہا اور ابو نعیم نے کہا وہ انصاری تہی) زچگی میں ف یہ ترجمہ ہے فی بطن کا اور مولف نے اس روایت کو کتاب الجنائز میں نکالا جس میں صاف ماتت فی نفاسہا ہے اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت میں ہے اور بعضوں نے جو کہا کہ امام بخاری نے وہم کیا فی البطن کے معنے سمجھنے میں اور اسکا معنے یہ ہے کہ پیٹ کی عارضہ سے مری یعنی دستوں سے تو انہوں نے خود وہم کیا اور امام بخاری نے جو معنے سمجھے وہی صحیح ہے ف تو نماز پڑہی اُسپر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کہڑے ہوئے اُس عورت کی بیچ میں ف یعنی اُسکی کمر کے مقابل حافظ نے کہا اسکا بیان

خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا ابن بطال نے کہا شاید امام بخاری کی غرض اس باب سے یہہ ہو کہ نفاس والی کو نماز نہین پڑہتی لیکن اسکا حکم اور پاک عورتون کا سا ہے طاہر ہونے مین کیونکہ حضرت صنے نماز پڑہی اوسپر اور آمین دیے اسکا جسنے گمان کیا کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے کیونکہ جب نفاس والی نجس نہوئی تو اور میت جسپر نجاست نہو کیون نجس ہوگا ابن منیر نے کہا امام بخاری کا یہ مقصود نہین بلکہ اونکا مطلب یہ ہے کہ نفاس والی عورت شہید کا حکم رکہتی ہے پر اوسپر نماز پڑہی جاویگی غیر شہید کیطرح ابن رشید نے اسپر اعتراض کیا کہ حیض کے باب سے اس مطلب کو کوئی تعلق نہین پس ضرور ہے یہ مطلب بیان کرنا کہ غرض امام بخاری کی یہہ ہے کہ حائضہ اور نفسا کا جسم اور عین پاک ہے کیونکہ جب نفاس والی پر نماز پڑہی تو معلوم ہوا کہ وہ طاہر ہے اور اسی مطلب کے لیے ام المومنین میمونہ کی حدیث کو لائے جو آگے آتی ہے اسی باب مین ابوذر کی روایت مین اسکے اول صرف باب کا لفظ زیادہ ہے اور ترجمہ مذکور نہین جس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ مثل ایک فصل کے ہے اگلے باب کی اور ام المومنین میمونہ کی حدیث سے یہ مطلب اسطرح نکلتا ہے کہ آپ کا کپڑا اونسے لگتا نماز مین اور وہ حائضہ ہوتین پس معلوم ہوا کہ حائضہ کا جسم پاک ہے انتہے قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** حدثنا الحسن بن مدرك قال حدثنا يحيى بن حماد قال اخبرنا ابو عوانة من كتابه قال اخبرنا سليمان الشيباني عن عبد الله بن شداد قال سمعت خالتي ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها كانت تكون حائضا لا تصلي وهي مفترشة بحذاء مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصلي على خمرته اذا سجد اصابني بعض ثوبه **ترجمہ** عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین نے سنا اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضہ سے جو بی بی تہین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونہون نے کہا مین حیض سے ہوتی نماز نہ پڑہتی اور لیٹی ہوتی اوس مقام کے پاس جہان پر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور نماز پڑہتے اپنے سجدہ گاہ پر جب سجدہ کرتے تو میرے بدن سے آپکا کچہہ کپڑا لگ جاتا **ف** حافظ نے کہا سجدہ گاہ وہ چہوٹا مصلے ہے جو بنایا جاتا تہا کہجور کی شاخون سے اور وہ بچاتا تہا منہ اور ہتہیلیون کو نماز کی گرمی سے اور سردی سے زمین کی نہایہ مین ہے کہ خمرہ اتنا ہی بڑا ہوتا ہے اور خطابی نے کہا سجدہ گاہ سے وہ سجادہ مراد ہے جسپر نمازی سجدہ کرتا ہے اور اسپر نماز پڑہنے کا بیان خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ مین آویگا انتہے مختصرا قسطلانی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلا کہ حائض نجس نہین ہے اور حضرت صلعم کا تواضع کہ آپ بوریے کی ٹکڑے پر نماز پڑہتے برخلاف متکبرین کے کہ وہ قیمتی اور رنگین سجادون پر نماز پڑہتے ہین اور اسحدیث کو مولف نے صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے انتہے ولله الحمد **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الحیض مین ۴۷ حدیثین ہین انمین سے مکرر ۲۲ حدیثین ہین اُن مین سے موصول دس حدیثین ہین

ہیں معلق اور متابع اور خالص بلا تکرار وہ حدیثیں ہیں ان میں سے ایک معلق ہے کہ آپ ذکر کرتے اللہ کا اپنے سب وقتون
میں اور باقی موصول ہیں اور امام مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا حضرت عائشہ کی حدیث کے کہ ہم میں سے ایک کو حیض
آتا پھر وہ خون نکالتی اور مستحاضہ کے اعتکاف کی حدیث کی اور یہ حدیث کہ ہم میں سے ایک کے پاس نہ تھا مگر ایک ہی کپڑا اور ام عطیہ
کی حدیث کہ ہم زردی کو نہ گنتی تھیں اور ابن عمر کی حدیث کی کہ انہوں نے رخصت دی حائضہ کو کوچ کرنے کی اور کتاب الحیض
میں موقوف آثار صحابہ اور تابعین کے دس ہیں اور سب معلق ہیں انتہیٰ کتاب الحیض کی وہ حدیثیں جو امام بخاری
نے نہیں نکالیں ان میں سے بہت حدیثیں اگلے ابواب میں گذر چکی ہیں اور باقی یہ ہیں (۱) ترمذی اور
ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور دارقطنی اور ابن الجارود نے ابن عباس سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی
شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے حیض کی حالت میں تو نصف دینار صدقہ دیوے ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ ایک
دینار یا نصف دینار صدقہ دیوے ابوداؤد نے کہا یہی صحیح روایت ہے شوکانی نے کہا اسکی راوی سب صحیح کے راوی ہیں
مگر مقسم جو ابن عباسؓ سے راوی ہے اوس سے امام بخاری نے صرف ایک حدیث روایت کی اور اس حدیث کو صحیح کہا
حاکم اور ابن قطان اور ابن دقیق العید نے اور امام احمد نے کہا عبدالحمید کی حدیث مقسم سے اونہوں نے ابن عباس سے کیا
اچھی حدیث ہے لوگوں نے کہا تم اسپر عمل کرتے ہو اونہوں نے کہا ہاں اور ابوداؤد نے کہا یہی روایت صحیح ہے اور
کبھی شعبہ نے اسکو رفع نہیں کیا اور قاسم بن اصبغ نے کہا غندر نے اسکو رفع کیا اور حافظ نے کہا کہ اس حدیث کی سند اور
متن دونوں میں بہت اضطراب ہے اور ابن القطان نے اوس کا جواب دیا اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس حدیث کو
صحیح کہتے ہیں اونہوں نے کہا کہ اضطراب کی علت اسمیں نکالنا خطا ہے اور صواب یہ ہے کہ ہر ایک طریق کو دیکھیں اور جسکا طریق
صحیح ہو وہ قبول کیا جاوے اب اگر کوئی ضعیف طریق اوسکے خلاف ہو تو وہ ضرر نہیں کرتا اور اس حدیث کی ایک طریق میں
دینار مذکور ہے اور ایک میں نصف دینار اور کسی طریق میں خون کی صفت مذکور ہے کسی میں نہیں کسی میں حیض کے
اول اور آخر کا ذکر ہے کسی میں نہیں کسی میں دینار کے دو خمس مذکور ہیں کسی میں بردے کا آزاد کرنا ذکر ہے پر ان سب طریقوں
میں عبدالحمید کا طریق صحیح ہے اور اکثر علمائے گمان کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا موقوف ہے ابن عباس پر
خطابی نے کہا اصح یہ ہے کہ یہ حدیث متصل اور مرفوع ہے اور رفع میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور محمد
بن جعفر اور ابن ابی عدی نے اسکو رفع کیا شعبہ سے اور ایسا ہی وہب بن جریر اور سعید بن عامر اور نضر بن شمیل اور
عبدالوہاب بن عطا خفاف نے ابن سید الناس نے کہا جن لوگوں نے اسکو رفع کیا شعبہ سے وہ بڑے ہیں اور بہت
ہیں اور زیادہ حافظ ہیں ان سے جنہوں نے وقف کیا اور یہ جو شعبہ نے کہا کہ حکم نے ایک بار اس حدیث کو مجھ سے مسند کیا

مسئلہ جو کوئی حیض کی حالت میں جماع کرے

اور ایک بار موقوف تو اونہون نے بیان کردیا کہ مرفوعًا اور موقوفًا دونو طرح یہ حدیث اونکے پاس ہے پہر اگر رفع کرنیوالے موقوف کرنیوالون کے برابر ہوتے جب بہی کچہہ قدح نہ ہو سکتا تہا ابو بکر خطیب نے کہا رفع اور وقف مین اختلاف ہونے سے حدیث مین ضعف نہین آتا اور یہی مذہب ہے اہل اصول کا اور رفع ایک زیادت ہے اسکا قبول کرنا واجب ہے حافظ نے کہا ابن القطان نے باریکی کی اسحدیث کو صحیح کہنے مین اور طعن کے جوابات دینے مین اور ابن دقیق العید نے ابن القطان کے تصحیح کو قائم رکہا ہے اور امام مین اوسکو قوت دے اور وہی صواب ہے اور فقہا نے تو اختلافی مسائل مین اون حدیثون سے حجت لی جن مین اس سے زیادہ اختلاف ہے جیسے بیر بضاعہ کی حدیث قلتین کی حدیث اور اس سے رد ہو گیا جو نووی نے کہا شرح مہذب اور تنقیح اور خلاصہ مین کہ سب اماموں نے مخالفت کی حاکم کی اسحدیث کی صحیح کہنے مین اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بالاتفاق اور شافعیت کی نووی کی ابن الصلاح نے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا ہے اسحدیث کا صحیح ہونا ٹہیک ہے اور رفع اور وقف کا اختلاف ضرر نہین کرتا کیونکہ رفع کرنے والے ثقہ اور حافظ ہین اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اسکی تائید مین دوسری روایتین بہی ہین ترمذی اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی اور ابو یعلے اور دارمی نے نکالا ابن عباس سے اوس مین یہ مضمون ہے کہ جب لال خون ہو تو ایک دینار صدقہ دیوے اور اگر زرد خون ہو تو نصف دینار صدقہ دیوے شوکانی نے کہا اس روایت کو بعضون نے سفیان کے طریق سے نکالا اونہون نے خصیف اور علی بن بذیمہ اور عبد الکریم سے اون تینون نے مقسم سے اور بعضون نے ابو جعفر رازی کے طریق سے اونے عبد الکریم سے اونے مقسم سے اور خصیف مین گفتگو ہے اور عبد الکریم مین اختلاف ہے اور امام احمد اور بیہقی نے نکالا ابن جریج سے اونہون نے عطاء سے اونہون نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا حائضہ کے باب مین جب اوس سے جماع کیا جاوے کہ ایک دینار صدقہ دینا چاہیے پہر اگر جماع کیا اوس سے جب خون موقوف ہو گیا لیکن غسل نہین کیا تو آدہا دینار صدقہ دینا چاہیے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص جماع کرے حائضہ سے یا کسی عورت سے اوسکی دبر مین یا کسی نجومی کے پاس جاوے تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد پر اوترا ایک روایت مین یہ ہے کہ نجومی کے پاس جاوے پہر جو وہ کہے اسکو سچ جانے تو وہ کافر ہو گیا ترمذی نے کہا ہم نہین پہچانتے اسحدیث کو مگر حکیم اثرم کی روایت سے اونہون نے ابو تمیمہ سے اُنہون نے ابو ہریرہ رض سے تیسیر الوصول مین ہے کہ ایک روایت مین ابن عباس کی یون ہے کہ جب جماع کرے حائضہ سے شروع حیض مین اور خون سرخ ہو تو ایک دینار تصدق کرے اور جو جماع کرے اوس سے جب خون بند ہوتا ہو اور زرد ہو تو آدہا دینار صدقہ کرے شوکانی نے کہا ابن عباس کی حدیث سے

یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں اسپر کفارہ واجب ہے اور اسی طرف گئے ہیں ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور شافعی ایک قول میں اب انہوں نے اختلاف کیا بابت کفارے میں حسن اور سعید نے کہا کہ ایک بردہ آزاد کرے اور باقی علماء نے کہا کہ ایک دینار یا آدہا دینار صدقہ کرے اور عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ایوب سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی سے ایک روایت میں اور جمہور سلف سے یہ منقول ہے کہ اوسپر کفارہ نہیں بلکہ اسکو استغفار اور توبہ کرنا چاہیے شوکانی نے کہا کفارہ کی حدیث ثابت ہے اور اوسپر عمل کرنا ضرور ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ اگر حیض کی شدت کیوقت جب خون لال ہو جماع کرے تو ایک دینار صدقہ کرے اور جو اخیر میں جماع کرے جب خون زرد ہو جاوے تو آدہا دینار صدقہ دیوے جیسے حدیث سے ثابت ہے اور حنفیہ نے بہت سے مسائل میں مرسل اور ضعیف حدیثوں سے قیاس کو ترک کیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ اس صحیح اور ثابت حدیث ترک کیجاوے اور قیاس پر عمل کیا جاوے (۲) امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے ام المومنین عائشہ رض سے میں پانی پیتی تھی اور میں حائضہ ہوتی پہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا تھا اور پانی پیتے اور میں ہڈی چوستی اور حائضہ ہوتی پہر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہہ رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن سعد سے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھہ کھلانیکو آپ نے فرمایا کھلا اسکو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اسوجہ سے کہ متفرد ہوا اوسکے ساتھہ علاء بن حارث حکیم بن حزام سے اور حکیم بن حزام اپنے چچا عبد اللہ بن سعد سے ابن سید الناس اور محمد بن جریر طبری نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا حائضہ کو ساتھہ کھلانیکے جواز پر اور ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اونہوں نے ہمیں کوئی قباحت نہیں دیکھی (۴) ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے میں جب حائضہ ہوتی تو بچھونے سے اوتر کر بوریے پر چلی آتی پہر ہم نزدیک نہ ہوتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قریب نہ ہوتیں آپ سے یہانتک کہ ہم پاک ہو جاتیں (۵) مسلم نے میمونہ رض سے حضرت م نماز پڑہتے تہے ایک کملی میں اوس میں سے کچھ میرے اوپر ہوتی کچھہ آپ پر اور میں حائضہ ہوتی (۶) نسائی نے میمونہ رض سے اونہوں نے کہا حضرت م ہم میں سے ایک کی گود میں سر رکہتے پہر قرآن پڑہتے اور ہم میں سے ایک آپ کا خمرہ (مصلے یا سجدہ گاہ) لیکر مسجد کو جاتی اور بچہاتی اور وہ حائضہ ہوتی (۷) نسائی نے شریح بن ہانی سے اونہوں نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا عورت حائضہ ہو کر

اپنے خاوند کے ساتھ کہا ری اونہون نے کہا ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بلاتے ہین آپکے ساتھ کہاتی اور حائضہ
ہوتی پھر آپ ہڈی لیتے تو اوسمین مجھکو حصہ دیتے ہین اُس ہڈی کو لیتی اور اسکو چھوڑتی پھر آپ اپنا منھہ اوس ہڈی پر
لگاتے اُسی جگہہ جہان مین نے لگایا تہا اور آپ پانی منگاتے اوسمین بہی میرا حصہ لگاتے اپنے پینے سے پہلے تو مین برتن کو
لیتی اور اسمین سے پیتی پھر رکھہ دیتی پھر آپ اوسکو لیتے اور اسمین سے پیتے تو اپنا منھہ اُسی جگہہ رکہتے جہان مین نے
رکھا تہا پیالہ مین سے (۸) امام مالک نے موطا مین حضرت عائشہ سے معلقاً اونہون نے کہا اگر حاملہ عورت خون
دیکہے تو وہ نماز چھوڑ دیوے (۹) امام مالک نے عبداللہ بن سفیان سے اونہون نے کہا ایک عورت نے ابن عمرؓ سے
پوچھا تو کہا مین آئی طواف کرنیکے ارادے سے جب مین مسجد کے دروازے پر پہونچی تو میرے خون بہنے لگا مین لوٹی
جب خون بند ہو گیا تو مین نے غسل کیا پھر جب مسجد کے دروازے پر پہونچی تو خون بہنے لگا پھر جب مسجد پر آئی تو ایسا
ہی ہوا ابن عمر نے کہا یہ ایک مار ہے شیطان کیطرف سے تو غسل کرے پھر لنگوٹ کس لے ایک کپڑے کا پھر طواف کرے
(۱۰) امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے علی بن عبدالاعلے سے اوس نے
ابوسہل کثیر بن ابی زیاد سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مسہ ازدیہ نے اوسنے ام المومنین ام سلمہؓ سے اونہون نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھتی تہی اور ایک روایت مین
ہے چالیس دن یا چالیس رات اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے اصحاب مین سے عورت نفاس مین بیٹھتی تہی اور ایک روایت
مین ہے کہ آپکی عورتون مین سے ایک عورت بیٹھتی تہی نفاس مین چالیس دن یا چالیس رات اور ہم اپنے مونہوں پر ورس لگاتی
تہین چھائیون کی وجہ سے ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرتؐ اسکو نفاس کی نماز قضا کرنیکا حکم نہ دیتے
ترمذی نے کہا ہم اسحدیث کو نہین پہچانتے مگر ابوسہل کی روایت سے وہ روایت کرتا ہے مسہ ازدیہ سے وہ ام سلمہ سے
اور ابوسہل کا نام کثیر بن زیاد ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی بن عبدالاعلے ثقہ ہے اور ابوسہل بہی ثقہ ہے اور نہین
پہچانا اونہون نے اسحدیث کو مگر ابوسہل کی روایت سے انتہے زیلعی نے کہا حاکم نے اسکو مستدرک مین نکالا اوس زیادت
کے ساتھہ جو ابوداؤد نے نکالی اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور نکالا اسکو دارقطنی
نے اسی طریق سے اور حکم بن عیینہ کے طریق سے اونہون نے مسہ سے اور ابن تیمیہ نے منتقے مین کہا حدیث کا مطلب
یہ ہے نفاس والی عورت کو چالیس دن بیٹھنے کا حکم کیا جاتا کیونکہ یہ ممکن نہین کہ تمام عورتون کی عادت نفاس اور حیض
مین یکسان ہووے اور عبدالحق نے احکام مین کہا اس باب مین جتنی حدیثین آئی ہین وہ معلول ہین اور سب مین اچھی مسہ ازدیہ
کیحدیث ہے ابن القطان نے کہا مسہ کیحدیث بہی معلول ہے اسلیے کہ مسہ کا حال معلوم نہین نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کون

ف: [illegible]

ف: نفاس کی اکثر مدت کا بیان [illegible]

ہوتی اور سوا اس حدیث کے اور کسی حدیث میں اسکا ذکر نہیں دوسرے یہ کہ حضرتؐ کی بی بیوں کو نفاس آتا ہی نہیں کیونکہ حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا سے اولاد ہوئی انکا نکاح ہجرت سے پہلے تھا اس صورت میں اس روایت کا مطلب نہیں بنتا کہ آپکی عورتوں میں ایک عورت
نفاس میں بیٹھتی مگر یہ کہ عورتوں سے بی بیوں کے سوا اور عورتیں مراد لی جاویں جیسے بیٹیاں کنیزیں والیاں یا حرم ماریہ قبطیہ
اور ابن حبان نے اس حدیث میں یہ علت نکالی کہ اسکی سند میں کثیر بن زیاد ہے وہ الٹی پلٹی روایتیں نقل کرتا ہے تو جس
روایت سے وہ متفرد ہو وہ پرہیز کرنے کے لائق ہے انتہی شوکانی نے کہا ابو سہل کو بخاری اور ابن معین نے ثقہ کہا اور ابن
حبان نے اوسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا ابن حبان کا قول صواب نہیں ہے اور مسّہ ازدیہ مجہول الحال ہے نووی نے کہا اگلی
جماعت فقہا نے جو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو انکا قول مردود ہے اسکی کئی شاہد ہیں زیلعی نے کہا اس باب میں اور کئی
حدیثیں وارد ہیں **ایک** وہ جو ابن ماجہ نے نکالی سلام بن سلیم سے اونسے حمید سے اونسے انس رض سے کہ آنحضرت صلعم نے
نفاس والی کے لیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب اس سے پہلے پاکی دیکھے (تو چالیس سے کم میں بھی پاک ہو جاویگی) اور روایت
کیا اسکو دارقطنی نے سنن میں پھر کہا کہ نہیں روایت کیا اوسکو حمید سے کسی نے سوا سلام کے اور وہ ضعیف ہے صاحب
تنقیح نے کہا ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں سلام بن سلیم سے حدیث کے سوا اور کوئی حدیث روایت نہیں کی شوکانی نے کہا ابن معین
وغیرہ اماموں نے سلام کو جھوٹا کہا اور عبد الرزاق نے اسکو دوسرے طریق سے انس سے موقوفاً نکالا **دوسری** جو حاکم
نے نکالی مستدرک میں ابو بلال اشعری سے اونہوں نے ابو شہاب سے اونہوں نے ہشام بن حسان سے اونہوں نے حسن
سے اونہوں نے عثمان بن ابی العاص سے اونہوں نے کہا حضرتؐ نے عورتوں کے لیے نفاس میں چالیس دن مقرر کیے
حاکم نے کہا اگر یہ سند ابو بلال سے سالم ہوتی تو مرسل صحیح ہوتی کیونکہ حسن نے عثمان بن ابی العاص سے نہیں سنا اور نکالا اسکو
دارقطنی نے سنن میں اور کہا کہ ابو بلال اشعری ضعیف ہے حافظ نے کہا ابو بلال ضعیف ہے اور حسن کی روایت عثمان سے
منقطع ہے اور مشہور اسکا موقوف ہونا ہے عثمان پر **تیسری** وہ جو حاکم نے نکالی مستدرک میں عمرو بن حصین سے اونسے محمد
عبد اللہ بن علاثہ سے اونسے عبدہ بن ابی لبابہ سے اونسے عبد اللہ بن بابا سے اونسے عبد اللہ بن عمرو رض سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے نفاس والی عورت چالیس راتیں تک انتظار کرے پھر اگر اوس سے پہلے پاکی دیکھے تو وہ
پاک ہے اور اگر چالیس دن گذر جاویں اور پاک نہ ہو تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے پھر اگر خون غلبہ کرے تو تیمم
کرے ہر نماز کے لیے حاکم نے کہا عمرو بن الحصین اور محمد بن علاثہ دونوں بخاری مسلم کی شرط پر نہیں ہیں لیکن میں نے اس حدیث
کو استشہاداً ذکر کیا اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنے سنن میں اور کہا کہ عمرو بن الحصین اور ابن علاثہ دونوں متروک ضعیف
ہیں **چوتھی** حدیث دارقطنی نے نکالی ابو بلال اشعری سے اونسے حبان سے اونسے عطا سے اونسے عبد اللہ بن ابی ملیکہ

اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے نفاس میں چالیس دن مقرر کیے اور ابو بلال ضعیف کا
اوپر بیان ہو چکا اور نکالا اسکو ابن حبان نے ذیل الضعفا میں حسین بن علوان سے اوس نے ہشام بن عروہ سے اوس نے
اپنے باپ سے اوس نے عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والیوں کیلیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب
وہ پاکی دیکھے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور اوسکا خاوند اوس سے صحبت نکرے چالیس دن کے اندر پھر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں
ہے اور حسین بن علوان حدیث بنایا تھا اور یہ عطار عطا ابن عجلان ہے ایسا ہی بیان کیا طبرانی نے عطا کی حدیثوں میں
اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے نہیں مروی ہے مگر عطا ابن عجلان کے طریق سے اور وہ کوفی ہے ضعیف متفرد ہوا
کئی حدیثوں میں اون میں سے یہ حدیث بھی ہے اور نہیں روایت کیا اسکو ابن ابی ملیکہ سے کسی نے سوا عطار کے انتہے
پانچویں حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط میں احمد بن جلید سے اوسنے عبید بن صاد سے اوس نے سلیمان بن حیان
ابو خالد احمر سے اوسنے اشعث بن سوار سے اوسنے ابو الزبیر سے اوس نے جابر رضہ سے اونہوں نے کہا نفاس والیوں کیلیے
چالیس دن مقرر ہوئے چھٹی حدیث ابن عدی نے نکالی کامل میں علار بن کثیر دمشقی سے اونہوں نے مکحول سے اونہوں
نے ابو الدردا اور ابو ہریرہ سے اون دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاس والی انتظار کرے چالیس دن
مگر یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکھے پھر اگر چالیس دن ہو جاویں اور پاکی نہ دیکھے تو غسل کرے
وہ مثل مستحاضہ کے ہے ابن عدی نے علار ابن کثیر کی تضعیف نقل کی بخاری اور نسائی اور ابن مدینی اور ابن معین اور انکے
سوا نقین سے شوکانی نے کہا علار ابن کثیر بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں اس حدیث کیطرف
اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہ سے روایت کی حضرت صہ نے فرمایا جب چالیس دن گذر جاویں تو وہ مستحاضہ کیطرح
غسل کرے اور نماز پڑھے پھر کہا کہ میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا اور صاحب تنقیح یعنی ابن جوزی کا یہی قول ذکر کیا اور
اوسپر سکوت کیا حالانکہ اس حدیث کو ابن عدی نے نکالا اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعاً گذر چکا اوسکو نکالا حاکم اور
دارقطنی نے کہ اگر نفاس والی چالیس سے بڑھ جاوے تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے انتہے شوکانی نے
کہا خطابی نے کہا کہ امام بخاری نے اس باب میں ام سلمہ کی حدیث کی تعریف کی اور اختلاف کیا علما نے نفاس کی
اکثر مدت میں تو حضرت علی علیہ السلام اور عمر اور عثمان اور عائشہ اور ام سلمہ اور عطار اور ثوری اور شعبی اور مزنی اور
احمد بن حنبل اور مالک اور ہادی اور قاسم اور ناصر اور موید باللہ اور ابو طالب کا یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس
دن ہیں اور انہوں نے دلیل لی انہی حدیثوں سے اور امام شافعی کا ایک قول اور اسمعیل اور موسے علیہما السلام
کا جو امام جعفر صادق عم کے بیٹے ہیں یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت ستر دن ہیں اور شافعی کا ایک قول اور مالک

سے ایک روایت یہ ہے کہ ساٹھ دن ہین اور حسن بصری نے کہا پچاس دن اور اماسیہ نے کہا کہ بیس پر کئی دن اور حدیث اونکا رد کرتی ہے وہ کہتے ہین کہ حدیث ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو منکر المتن کہا علل ہین اور میٹنے اس مسئلہ کے لیے ایک مستقل رسالہ لکھا ہو اسیطرح علما نے اختلاف کیا ہے نفاس کی کم مدت مین تو عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ کم کی کوئی حد نہین اور زید بن علی نے کہا اوسکی عادت سے تین حیض کے برابر مثلاً اوسکو پانچ دن حیض آتا تھا تو نفاس کے پندرہ دن کم سے کم ہونگے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک گیارہ دن اور ثوری کے نزدیک تین دن اور سوا پہلے قول کے سب اقوال محض گمانی ہین اور بلا سند ہین مترجم کہتا ہے حق اسبابین یہ ہے کہ نفاس کی کم مدت کی کوئی حد مقرر نہین اور زیادہ کی چالیس دن مقرر ہین اور ہمارے پیشوا امام احمد بن حنبل اور حضرت صلعم کے اہل بیت علیہم السلام نے اسی کو اختیار کیا خدا تعالے ہمکو اونکے طریق پر ثابت قدم رکہے اور ہمارا حشر اونکے تابعدارون کے زمرہ مین کرے آمین (۱۱) ابو داؤد نے ام سلمہ سے نکالا کہ ایک عورت حضرت صلعم کی عورتون مین سے نفاس مین بیٹھتی چالیس رات تک اور آپ اوسکو حکم نکرتے نفاس کی نمازون کی قضا پڑہنے کا اسحدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بہی نکالا اور ام سلمہ کا ذکر اوپر گذر چکا یہ اسی سند سے مروی ہو علی بن الاعلے سے اونسے ابو سہیل کثیر بن زیاد سے اونسے مُسّہ سے اونسے ام سلمہ سے شوکانی نے کہا بحر مین ہے کہ علما نے اجماع کیا کہ نفاس مثل حیض کے ہو سب باتون کی حلت اور حرمت اور کراہت اور استحباب مین اور علما نے اجماع کیا کہ حائضہ پر نماز کی قضا نہین ہے اور یہ اوپر گذر چکا انتہے مختصراً (۱۲) ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اونکے پاس گئے اونکی ایک لونڈی تھی وہ چہپ گئی آپ نے فرمایا کیا اسکو حیض آیا اونہون نے کہا ہان پہر آپ نے اپنے عمامہ مین سے ایک ٹکڑا جدا کیا اور فرمایا اسکی اوڑہنی کرلے (۱۳) ابن ماجہ نے معاذہ سے ایک عورت نے حضرت عائشہ رض سے پوچہا کیا حائضہ خضاب کرے (یعنے ہاتہ یا پانون یا بالون کو رنگے) اونہون نے کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہین اور خضاب کرتی تہین پہر آپ ہم کو منع نہین کرتے تہے اس سے فقہانے یہ نکالا کہ حائضہ عورت غسل سے پہلے مہندی وغیرہ لگا سکتی ہے (۱۴) امیہ بنت ابی صلت سے ابو داؤد نے نکالا اونہون نے ایک عورت سے سنا بنی غفار کی وہ کہتی تہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہے اپنے پیچہے اونٹ پر چڑہا لیا پالان کے حقیبے پر (حقیبہ وہ جو اونٹ کے پیچہے پالان کے اخیر مین باندہ دیا جاتا ہے) پہر قسم خدا کی آپ اوترے صبح کے وقت جب اونٹ آپ نے بٹہایا اور مین حقیبے پر سے اوتری تو اوس مین خون کا نشان پایا اور یہ میرا پہلا حیض تہا تو مین اونٹ سے لگ گئی اور شرم کرنے لگی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا اور خون بہی دیکھا تو فرمایا شاید تجہے حیض آگیا مینے کہا ہان آپ نے فرمایا اپنے تئین درست کرلے

ف نفاس والی پر نماز کی قضا نہین

ف کتاب الحیض کی [illegible]

یعنے لچہ یا ناڑہ ہے کہ خون باہر نکلے پہر ایک برتن پانی کا لیکر اوسمین نمک ملا اور حقیبہ جو خون لگ گیا ہے اوسکو دہو ڈال پہر اپنی جگہہ سوار ہو جا اوس عورت نے کہا جب آپنے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو بہی ایک حصہ دیا مال غنیمت مین سے پہر وہ عورت جب حیض سے طہارت کیا کرتی تو پانی مین نمک ڈالا کرتی اور جب مرنے لگی تو وصیت کرگئی کہ غسل کے پانی مین نمک ڈالنا (۱۵) امام مالک نے موطا مین سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار پوچہے گئے کہ حائضہ جب پاک ہو جاوے تو اوسکا خاوند اوس سے جماع کر سکتا ہے غسل سے پہلے اونہون نے کہا نہین جب تک غسل نہ کرے (۱۶) امام مالک نے موطا مین ابن شہاب سے پوچہا گیا حاملہ عورت خون دیکہے اونہون نے کہا نماز سے باز رہے (کیونکہ حاملہ کو بہی کبہی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن المسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا یہ مذہب ہے کہ وہ حیض نہین ہے) (۱۷) امام مالک نے سمے مولا ابی بکر سے کہ قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے اونکو بہیجا سعید بن المسیب پاس اونسے پوچہنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہون نے کہا غسل کرے ایک طہر سے دوسری طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے پہر اگر خون غلبہ کرے تو لنگوٹ کس لے (۱۸) امام مالک نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے کہا مستحاضہ پر نہین ہے مگر ایک غسل کرنا پہر وضو کرے اسکے بعد ہر نماز کے لیے تتمہ جناب سید علامہ ابو الطیب ادام اللہ برکاتہ بدور الاہلہ مین لکہتے ہین کہ حیض کا نو سال سے پہلے ممکن نہ ہونا اور ساٹہہ سال کے بعد ممکن نہ ہونا اسپر کوئی دلیل کتاب و سنت سے نہین ہے بلکہ صرف استقرا ہے اور حمل کیحالت مین حیض آنا مختلف فیہ ہے اور بعض عورتین حمل مین حائضہ ہوتی ہین اور حیض کے باب مین جو حدیثین آئی ہین اونسے تین باتین نکلتی ہین ایک یہ کہ عادت کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور عورتون کے دوسرے یہ کہ اپنی خاص عادت کیطرف تیسرے یہ کہ خون کی صفت کو دیکہنا چاہیے اور ان تینون مین یون جمع ہو سکتا ہے کہ معتادہ یا ناسیہ صفت کو دیکہے اور جو صفت حضرت صلعم نے حیض کی بیان فرمائی اگر وہ ضعیف ہو تو حیض ہے ورنہ نہین ہے اور اگر صفات مختلف ہون یا ملتبس اور تمیز نہ ہو سکے تو اپنی قریب عورتون کی عادت کو دیکہے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کما تحیض النساء اور ظاہر ہے کہ قرابت کی عورتین غیر عورتون سے مقدم ہین اگر عورتون کی عادت مین اختلاف ہو تو اکثر کی جو عادت ہو اوسکا اعتبار ہو گا اور جو اکثر کوئی نہ ہو تو چہہ یا سات روز حیض کے ٹہیرا لے جیسے حدیث مین ہے اور معتادہ اپنی عادت کیطرف رجوع کرے اور خون کی صفت کیطرف اگر عادت اور صفت مشتبہ ہو جاوے تو اپنی قرابت دار عورتون کی عادت کیطرف رجوع کرے اگر اون مین اختلاف ہو تو ویسا ہی کرے جیسے مبتدأہ کے لیے بیان ہوا اور اس تقریر سے سارا اشکال رفع ہو گیا اور اُس قیل و قال کی احتیاج نہ رہی جو متاخرین فقہا نے اس باب مین کیا ہے عرف الجادی مین ہے کہ اہل فروع نے جو اس باب مین طویل

رسالے لکھے ہیں اور صریح وظ کیے ہیں محض خرافات ہیں لنتہے تمام ہوئی کتاب حیض اور نفاس کی اب شروع ہوتی ہے کتاب تیمم کی اللہ جل جلالہ کے فضل اور عنایت پر بہروسا کرکے ہو الموفق فقط بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ف کریمہ کی روایت میں بسم اللہ اسی مقام پر ہے اور ابوذر کی روایت میں کتاب التیمم کے بعد ہے

کتاب التیمم کتاب تیمم کے بیان میں ف تیمم کے معنے لغت میں قصد کرنا اور شرع میں پاک کسی کو بطور قصد کرنا منہ اور دونوں ہاتہوں پر مسح کرنیکے لیے نماز درست ہونیکی نیت سے یا اوس کی مانند اور کسی کام کی نیت سے پھر تیمم کے معنے یہ ہوگئے کہ منہ اور ہاتہوں کا مسح مٹی سے اب اختلاف ہے کہ تیمم عزیمت ہے یا رخصت بعضوں نے کہا جب پانی نہ ملے تو عزیمت ہے اور عذر کے لیے رخصت ہے (فتح) شرع میں تیمم کے معنے منہ اور ہاتہوں کا مسح مٹی سے اگرچہ حدث اکبر ہو اور یہ خصوصیات میں سے ہے اس امت کے جو فرض ہوا سنہ ۵ یا سنہ ۶ ہجری میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ یہ آیت سورہ نساء میں اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا یعنے اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا تم میں سے کوئی پائخانے سے آوے یا چھوؤ تم عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی پر قدرت نہ ہو بوجہ بیماری کے یا پانی نہ ہونے کے یا قیمت نہ ہونیکے یا اور کسی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی کا تو پھیر لو اپنے مونہوں اور ہاتہوں پر بیشک اللہ تعالے معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور سورہ مائدہ میں اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ تو سورہ مائدہ میں منہ کا لفظ زیادہ ہے اور مؤلف نے جو متن میں آیت بیان کی اسمیں بھی منہ موجود ہے اور ایسے ہی روایت ہے کریمہ اور نسفی کی اور ابوذر کی روایت میں منہ نہیں ہے حافظ نے کہا اکثر نسخوں میں فلم تجدوا ہے اور ایسا ہی قرآن میں اور نسفی اور عبدوس اور مستملی اور حموی کی روایتوں میں فان لم تجدوا ہے ابوذر نے کہا ہماری روایت میں بھی ایسا ہی ہے لیکن قرآن میں فلم تجدوا ہے اسکی توجیہ حافظ صاحب نے یہ کی ہے کہ غرض امام بخاری کی فان لم تجدوا نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث میں جس آیت کا ذکر ہے اوس سے سورہ مائدہ کی آیت مراد ہے کیونکہ حماد بن سلمہ کی روایت میں ہشام سے

انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہؓ سے یہ مذکور ہے اسی قصہ میں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا اخیر حدیث تک توامام بخاری نے فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا کہہ کراس روایت کیطرف اشارہ کیا اب اس روایت میں فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا شاید ایک شاذ قرات ہو حماد بن سلمہ کی یا کسی اور کی یا وہم ہو صاحب کشاف نے کہا کہ سورۂ مائدہ میں جو منہ کا لفظ ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ تیمم صاف پتھر پر جس پر مٹی نہ ہو درست نہیں ہے اور شافعیہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ من تبعیضیہ ہے اسکا یہ مضمون ہے کہ مٹی میں سے کچھ ہاتھ میں لگ جاوے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ایسے پتھر پر تیمم درست ہے اسلیے کہ صعید کہتے ہیں روئے زمین کو گو پتھر ہو وہ منہ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ من ابتدائے غایت کیلیے ہے حالانکہ یہ تاویل پوچ ہے کیونکہ عرب کے لوگ جب یہ کہتے ہیں مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنَ الدُّهْنِ یا مِنَ الْمَاءِ یا مِنَ التُّرَابِ توسب جگہ تبعیض کا معنے مراد رکھتے ہیں اور ابتدائے غایت کے معنے کوئی عرب نہیں سمجھتا اور یہی حق ہے اور حق کو اختیار کرنا ناحق جھگڑا کرنے سے بہتر ہے لنتھے حافظ نے کہا امام بخاری یہی سمجھے کہ باب کی حدیث میں آیت سے سورۂ مائدہ کی آیت مراد ہے اور انہوں نے اسحدیث کو سورۂ مائدہ کی تفسیر میں نکالا اور مدد دی اس مطلب کی عمرو بن حارث کی روایت سے عبدالرحمان بن قاسم سے اسحدیث کو اوس میں یہ ہے پھر یہ آیت اوتری یاایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ تشکرون تک جو سورۂ مائدہ میں ہے لنتھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ

الّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے اونہون نے کہا ہم نکلے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعض سفرون مین آپکے (غزوہ بنی مصطلق مین) جب ہم بیدا مین پہونچے یا ذات
الجیش مین (یہ دونو مقام مدینہ کے قریب ہین ذوالحلیفہ کے پاس مکہ کی راہ مین) تو میرا ہار گلے کا گر گیا پھر حضرت صلعم اوسکے
ڈھونڈہنے کو لیے ٹھیر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے اور وہان پانی نہ تھا لوگ ابو بکر صدیق رضہ کے پاس گئے
اور کہنے لگے تم نہین دیکھتے جو عائشہ رضہ نے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھیرا دیا اور لوگون کو اور وہان پانی نہین
ہے نہ اونکے ساتھ پانی ہے یہ سنکر ابو بکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھکر سو گئے تھے اونہون
نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگون کو روک دیا نہ وہان پانی ہے نہ اونکے پاس پانی ہے حضرت عائشہ رضہ
نے کہا تو ابو بکر رضہ نے مجھپر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تھا وہ کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ مین کونچا دینے لگے
مین جو نہ ہلی تو صرف اسی وجہ سے کہ آنحضرت کا سر میری ران پر تھا پھر جب صبح ہوگئی تو آپ اوٹھے اور وہان پانی
نہ تھا تب اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اوتاری لوگون نے تیمم کیا اسید بن حضیر (انصاری) نے کہا یہ تمہاری پہلی
برکت نہین ہے ای ابو بکر کی آل (اس سے پہلے اور بھی کئی برکتین تمہاری وجہ سے ہوئین ہین) حضرت عائشہ نے
کہا پھر ہم نے اوس اونٹ کو اوٹھایا جسپر مین سوار تھی تو ہار اوسکے تلے سے ملا ف حافظ نے کہا یہی مصطلق
غزوہ وہی غزوہ مریسیع ہے اور وہین حضرت عائشہ کی تہمت کا قصہ ہوا اور تہمت کا سبب بھی یہی ہار گرنا تھا پھر اگر یہ
ثابت ہو تو شاید اس سفر مین دو بار ہار گرا ہوگا اور بعضون نے اسمین اشکال کیا اور کہا کہ مریسیع تو مکہ کے ایک
کونے مین ہے قدید اور ساحل کے درمیان اور یہ قصہ خیبر کیطرف کا ہے کیونکہ بیدا اور ذات الجیش مدینہ اور
اور خیبر کے بیچ مین ہین جیسے نووی نے کہا مین کہتا ہون یہ خلاف ہے اوسکے جو ابن التین نے کہا انہون نے
کہا بیدا وہی ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ کے قریب مین ہے مکہ کی راہ پر اور ذات الجیش ذوالحلیفہ کے ورے ہے ابو عبید
بکری نے معجم مین کہا بیدا مکہ سے قریب ہے بہ نسبت ذوالحلیفہ کے پھر بیان کی یہی حدیث حضرت عائشہ رضہ
کی اوسکے بعد ابن عمر کی حدیث بیان کی کہ بیدا تمہارا یہ ہے جس مین تم جھوٹ بولتے ہو اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احرام نہین باندھا مگر مسجد کے پاس سے اونہون نے کہا بیدا وہ ٹیکرہ ہے جو ذوالحلیفہ کے آگے
ہے مکہ کی راہ مین اور ذات الجیش مدینہ سے ایک برید پر ہے اوس مین اور عقیق مین سات میل کا
فاصلہ ہے اور عقیق مکہ کی راہ مین ہے نہ خیبر کی راہ مین تو ابن تین کا کہنا صحیح ہوا اور مؤید ہے اوسکے وہ
جو نکالا حمیدی نے مسند مین اسی حدیث مین کہ ہار گر پڑا ابوا کی رات مین اور ابوا مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ہے

اور نوویالی نے کتاب الطہارۃ میں علی بن مسہر سے نکالا کہ اسکا نام صلصل تھا اور ایسا ہی نکالا ابن عبد البر نے
اور صلصل بکری نے کہا ایک پہاڑ ہے ذوالحلیفہ کے پاس اور مغلطائی نے وہم کیا اور ضلضل ضاد معجمہ سے کہا
اور بعضون نے کہا سفر سعد در تھے جیسے طبرانی کی ایک روایت مین اسکی تصریح ہے اور مؤلف نے تفسیر مین اسکو
نکالا عمرو بن حارث کی روایت سے اوسمین یہ ہے کہ میرا ایک ہار بیدار مین گر پڑا اور ہم مدینہ مین داخل ہونے
والے تھے تو آپ نے اونٹ بٹھا دیا اور اتر پڑے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کے قریب مین ہوا اور
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس مقام مین پانی نہ ہو وہان ٹھیرنا درست ہے اسیطرح وہ راہ چلنا جسمین پانی نہ ہو اور اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مدینہ اونسے قریب تھا اور انکا ارادہ مدینہ مین داخل ہونے کا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ قافلہ کے ساتھ پانی نہین ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ اس مقام مین پانی نہین
ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ امام کو مسلمانون کے حقوق کی حفاظت کی فکر کرنا چاہیے اگرچہ وہ حقوق خفیف ہون کیونکہ
ابن بطال نے نقل کیا کہ اس ہار کی قیمت بارہ درم تھی اور اسکے حکم مین ہے ٹھیرنا کسی رہ گئے کے ملجانے کے لیے
یا مردے کو دفن کے لیے یا اور کسی مصلحت کے لیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مال کا تلف کرنا منع ہے اور عورت کی
شکایت خاوند سے ہوتے ہوئے اوسکے باپ سے کرنا درست ہو اور شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت آرام مین تھے اور
صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہین کرتے تھے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ باپ بیٹی کے پاس جا سکتا ہے گو وہ اپنے
خاوند کے پاس ہو بشرطیکہ خاوند اس سے ناراض نہ ہوتا ہو اور مباشرت کی حالت نہ ہو اور طبرانی کی روایت مین
ہے کہ ابوبکر نے عائشہ سے کہا تو ہر بار تکلیف دیتی ہے اور عمرو بن حارث کی روایت مین ہے تو نے لوگون کو
روک رکھا ایک ہار کے لیے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کو ادب سکھانے کے لیے مار بھی سکتا
ہے اگرچہ وہ بڑی ہو اسکی شادی ہو گئی ہو اور بیٹی کے حکم مین ہے وہ جسکی تادیب اس سے متعلق ہے گو امام
اجازت نہ دیوے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکی حرکت سے کسی شخص کو جو سوتا ہو تکلیف پہونچے تو وہ حرکت نہ کرے
اور صبر کرے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ وضو صحابہ پر اس آیت کے اترنے سے پہلے واجب تھا اور اسی سبب سے انہون نے
ایسے مقام پر اوترنا برا سمجھا جہان پانی نہ تھا اور ابوبکر نے حضرت عائشہ پر غصہ کیا ابن عبد البر نے کہا تمام اہل مغازی
نے اتفاق کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے نماز فرض ہوئی وضو ہی سے نماز پڑھی اور اسکا انکار
وہی کریگا جو جاہل ہے یا معاند ہے اور اس واقعہ سے لوگون کو تیمم کا مسئلہ نیا معلوم ہوا نہ وضو کا اور وضو کا ذکر جو
اس آیت مین کیا اوس مین یہ حکمت تھی کہ وضو کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو جاوے اور بعضون نے کہا احتمال

ہے کہ اس آیت میں جنبا وضو کا ذکر ہے وہ ٹکڑا پہلے اتر چکا ہو اس قصے کے وقت تیمم کا ٹکڑا اترا ہو اور دونوں کو
مجازاً تیمم کی آیت کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مؤلف نے تفسیر میں جو روایت نکالی اوس سے ساری آیت
کا اترنا اس قصے کے وقت معلوم ہوتا ہے ابن عربی نے کہا یہ حدیث میں ہے کہ پہر اللہ تعالی نے تیمم کی آیت
اتاری یہ ایک مشکل ہے جسکی دوا نہیں کیونکہ معلوم نہیں ہوتا کون سی آیت مراد ہے ابن بطال نے کہا نساء
کی آیت مراد ہے یا مائدہ کی قرطبی نے کہا نساء کی آیت مراد ہے کیونکہ مائدہ کی آیت کو آیت وضو کہتے ہیں
پس آیت تیمم نساء کی آیت ہوگی اور واحدی نے اسباب النزول میں آیت نساء کے ساتہ اس قصے کو ذکر کیا ہے اور ان
سب لوگوں پر یہ بات پوشیدہ رہی جو امام بخاری کو معلوم ہوگئی کہ مراد آیت مائدہ ہے بلا تردد کیونکہ عمرو بن حارث
کی روایت میں اسکی تصریح ہے یہہ آیت اتری یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اخیر تک اور آیت
میں جو فَتَیَمَّمُوْا کا لفظ ہے اس سے یہ نکالا ہے کہ تیمم میں نیت فرض ہے کیونکہ تَیَمَّمُوْا کا معنے اُقْصُدُوْا ہو یعنے قصد کرو
اور تمام فقہا کا یہی قول ہے صرف اوزاعی کا اس میں خلاف ہے اور یہ نکالا ہے کہ تیمم جائز نہ ہوگا اگر ہوا چلے اور
ہاتہوں اور موہنہ پر خاک پڑ جائے اور وضو جائز ہو جاوے گا اگر پانی برسے اور نیت وضو کی کرے اور اظہر
یہ ہے کہ تیمم بہی جائز ہو جاوے جو شخص چلتی ہوا میں مٹی کا قصد کرے البتہ اگر قصد نہ ہو تو جائز نہ ہوگا
شیخ ابو حامد نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہہ بہی نکالا کہ پاک صعید معین ہے تیمم کے لیے اور اس کے معنے
آگے مذکور ہوں گے اور یہہ بہی نکالا کہ ہر فرض نماز کے لیے تیمم ضرور ہے اور اس حدیث کی کسی طریق میں تیمم
کی کیفیت مذکور نہیں ہے البتہ عمار بن یاسر نے اس قصے کو نقل کر کے تیمم کی کیفیت بیان کی ہے اوسکا بیان
آگے آویگا اور ابوبکر کی آل سے خود وہ اور اونکے گہر والے اور اتباع مراد ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی اور اون کے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی
اور انکی برکتیں بار بار ظاہر ہونے کی اور عمرو بن حارث کی روایت میں ہے اللہ نے برکت دی لوگوں کے
لیے تمہاری وجہ سے اور اسحاق بستی کی تفسیر میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صدیقہ
سے فرمایا کتنی بڑی برکت والا تیرا ہار تہا اور ایک روایت میں ہے قسم خدا کی تمپر جب کوئی ایسا واقعہ
ہوا جسکو تمنے برا جانا تو اللہ تعالے نے اوس میں مسلمانوں کی بہلائی کر دی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے اوس سے نکلنے کا تمہارے لیے ایک راستہ کر دیا اور مسلمانوں کو اوس میں برکت کر دی اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تہمت کے بعد ہوا اور قوی ہوتا ہے اوسکا قول جو کہتا ہے ہار کئی بار گمان اور

محمد بن حبیب اخباری نے ایسا ہی کہا کہ حضرت عائشہ رض کا ہار غزوہ ذات الرقاع میں گرا اور غزوہ بنی المصطلق میں اور اہل مغازی نے اختلاف کیا ہے کہ ان دونوں میں کونسا غزوہ پہلے تہا واقدی نے کہا تیمم کا قصہ غزوہ فتح میں ہوا پہر اُس میں تردد کیا اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب تیمم کی آیت اُتری تو میں نہیں جانتا تہا کیسا کروں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوہ بنی المصطلق کے بعد اتری کیونکہ ابوہریرہ ۷ھ میں اسلام لائے اور مغازی میں یہ دیکہا کہ امام بخاری نے یہ سمجہا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع ابوموسے کے آنیکے بعد ہوا اور ابوموسے اُسی زمانے میں آئے جب ابوہریرہ اسلام لائے تہے اور اس امر کی دلیل کہ یہ قصہ تہمت کے بعد کا ہے وہ ہے جو طبرانی نے نکالی عباد بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے عائشہ سے کہ جب میرے ہار کا یہ حال ہوا اور تہمت والوں نے جو کہا وہ کہا تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ نکلی دوسری لڑائی میں وہاں بہی میرا ہار گر پڑا یہانتک کہ لوگ رک گئے اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے ابوبکر نے کہا اے بیٹا تو ہر سفر میں ایک تکلیف ہوتی ہے اور بلا ہوتی ہے لوگوں پر تب اللہ تعالی نے تیمم کی رخصت اتاری پہر ابوبکر نے کہا اے بیٹا تو مبارک ہے تین بار یہی کہا اسکی اسناد میں محمد بن حمید رازی ہے اسمیں گفتگو ہے۔ اس روایت میں ابوبکر نے جو غصہ میں کہا اوسکا بیان ہے اور اسکا بیان ہے کہ ہار دو بار گرا تہا اور اوس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ پہلے ہار ڈہونڈہنے گئے تہے اونکو ہار نہیں ملا اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپنے ایک شخص کو بہیجا اوسنے ہار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے اپنے اصحاب میں سے کئی لوگوں کو اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے بہیجا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اُسید بن حضیر اور کئی آدمیوں کو اونکے ساتہہ بہیجا اور جمع ان روایتوں میں اس طور سے ہے کہ اُسید تو اُن سب لوگوں کے سردار تہے جو ہار ڈہونڈہنے کے لیے بہیجے گئے اور دوسری روایت میں ایک شخص سے وہی مراد ہیں پہر پہلے ان لوگوں کو ہار نہ ملا جب لوٹ آئے اور تیمم کی آیت اتر چکی اور کوچ کا ارادہ ہوا اور اونٹ کو اوٹہایا تو اُسید نے اوسکو اونٹ کے تلے سے پایا اس صورت میں تخالف جاتا رہیگا اور قاضی اسمعیل نے جو وہم کی نسبت دی بعض راویوں کی طرف اُسکی ضرورت نہ رہیگی اور بیان ایک اور اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ میرا ہار ٹوٹ گیا تہا یا گر گیا تہا اور عروہ کی روایت میں ہے جو آگے آویگی کہ حضرت عائشہ نے اسماء سے یعنے اپنی بہن سے ایک ہار مانگ لیا تہا وہ گم ہوگیا اور جمع اس طور سے ہے کہ حضرت عائشہ نے اوسکو اپنا ہار کہا اس خیال سے کہ اونکے قبضے میں تہا اور اسماء کا کہا اس اعتبار سے کہ اون کی ملک تہا اور یہ تاویل اُسوقت ہوگی جب دونوں روایتوں کا قصہ ایک ہے

اور جو قصہ متعدد ہو جیسے امام بخاری کا میلان اوسی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونہوں نے ایک روایت کو مائدہ کی تفسیر میں ذکر کیا اور دوسری کو نسا کی تفسیر میں تو تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ مائدہ کا قصہ حضرت عائشہ کے ہار میں ہوا اور نسا کا اسماء کے ہار میں اور ابو داؤد نے عمار سے نکالا کہ یہ ہار جزع ظفار کا تہا اور جزع یمنی نگ ہے اور ظفار ایک شہر مشہور ہے جیسے اوپر کتاب الحیض میں گذرا اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ سفر میں عورت کو ساتھ رکھ سکتے ہیں اور عورت زیور پہن سکتی ہے اپنے خاوند کی نگاہ میں اچھی معلوم ہونیکے لیے اور عاریت کی چیز سفر میں لیجا سکتے ہیں بشرطیکہ مالک کی رضا ہو تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو نکاح اور تفسیر اور محاربین میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت میں لنتہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوہ تبوک میں جو سب سے اخیر غزوہ تہا) مجہے پانچ چیزیں ملیں جو مجہہ سے پہلے کسی کو نہیں ملی تہیں ف لینے پیغمبروں میں سے ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ میں اونکو فخر کی راہ سے نہیں کہتا اس سے معلوم ہوا کہ اور باتیں ان پانچ کے سوا آپ سے خاص نہ تہیں لیکن مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ مجہے اور پیغمبروں پر چہہ باتوں سے فضیلت ملی تو چار ان پانچ باتوں میں سے بیان کیں اور دو باتیں اور جیسے آگے مذکور ہونگی اور دونوں میں جمع اس طور سے ہے کہ شاید آپ کو پہلے اون سب باتوں کی خبر نہ ہوئی جو آپ سے خاص تہیں کچہہ باتیں پہلے معلوم ہوئیں پہر بعد اور باتیں معلوم ہوئیں اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان پانچوں میں سے کوئی بات کسی اگلے پیغمبر میں نہ تہی اگر کوئی اعتراض کرے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ساری دنیا کی طرف بہیجے گئے تہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ طوفان کے بعد وہی لوگ دنیا میں بچے تہے جو حضرت نوح کے ساتہہ کشتی میں اور انکی طرف تو حضرت نوح بہیجے ہی گئے تہے مگر اصل بعثت اون کی تمام دنیا کیطرف نہ تہی پر طوفان کی وجہ سے ساری دنیا میں وہی لوگ باقی رہے جو اون کے ساتہہ تہے پس اس آفت کی وجہ سے

گویا وہ ساری دنیا کیطرف بہیجے گئے برخلاف ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی بعثت اول ہی سے عام تہی تو یہ امر آپ ہی سے خاص ہوا اب قیامت کے دن جو محشر والے حضرت نوحؑ سے کہیں گے کہ تم پہلے رسول ہو زمین والون کیطرف تو اس سے اونکی بعثت کا عام ہونا مقصود نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ رسالت اونکی اول تہی اور قرآن کی آیتون سے نکلتا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنی قوم کیطرف بہیجے گئے تہے اور بعضون نے انکی بعثت عام ہونے پر یہ دلیل لی ہے کہ اونہون نے ساری دنیا کے کافرون کے لیے بددعا کی اور وہ سب ڈوب گئے پس اگر وہ تمام دنیا کی طرف نہین بہیجے گئے تہے تو اونکی بددعا سے ساری دنیا کے لوگ ہلاک کیون ہوئے اور فرمایا اللہ تعالے نے ہم نہین عذاب کرتے جب تک رسول نہ بہیجین اور پہلے رسول وہی ہین پس ثابت ہوا کہ اون کی رسالت عام تہی اسکا جواب یون دیا ہے کہ شاید اور کوئی پیغمبر بہی حضرت نوحؑ کے سوا اونکی طرف بہیجا گیا ہو اور حضرت نوحؑ کو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہین لائے پس بد دعا کی اونہون نے اون سب پر جو ایمان نہین لائے اونکی قوم کے ہون یا اور قومونکی اور یہ جواب اچہا ہے مگر ثابت نہین ہوا کہ حضرت نوحؑ کے زمانے مین اونکے سوا اور کوئی نبی بہیجا گیا تہا اور یہ بہی جواب ہو سکتا ہے کہ شاید توحید کی دعوت اونکی قوم کے ذریعہ سے تمام دنیا والون کو پہونچ گئی ہو اور اونہون نے نہ مانا ہو اور شرک پر قائم رہتے ہون اسوجہ سے سب کو عذاب ہوا ہو اور داؤدی نے غلطی کی جو کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ پانچون باتین آپ کے سوا اور کسی پیغمبر مین نہ تہین کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت بہی عام تہی اسلیے کہ حدیث کی اخیر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ بعثت کا عام ہونا بہی آپ سے خاص تہا (فتح مختصرًا) **ت** مدد دیا گیا مین رعب سے ایک ماہ کی راہ سے (یعنے ایک مہینہ کی راہ سے میرا رعب میرے دشمنون کے دل مین پڑتا ہے ابو امامہ کی روایت مین ہے کہ اللہ تعالے اسکو ڈالتا ہے میرے دشمنون کے دل مین نکالا اوسکو احمد نے) اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی **ف** مسجد سے مراد سجدے کی جگہہ یعنے سجدے کے لیے زمین کے کسی مقام کی خصوصیت نہین بلکہ ہر ایک جگہہ نماز پڑہنا جائز ہے ابن تیمی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری زمین کا مسجد ہونا اور ساری زمین کا پاک کرنیوالی ہونا یہ دونو باتین مجہسے خاص ہین کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دنیا مین سیاحت کرتے تہے اور جہان نماز کا وقت آتا وہان نماز پڑہ لیتے اور ایسا ہی کہا داؤدی نے اور بعضون نے کہا اگلی امتون مین نماز زمین مین اسجگہہ جائز ہوتی جسکی طہارت کا یقین ہوتا اور ہمارے دین مین ہر جگہہ جائز ہوئی جسکی نجاست کا یقین نہ ہو اور ظاہر وہ ہے جو خطابی نے کہا کہ اگلی امتون کے لیے نماز مخصوص مقامون مین جائز تہی

جیسے گرجا کنیسہ چرچ وغیرہ اور مویدہے اسکے عمرو بن شعیب کی روایت اوس میں یہ ہے کہ مجھ سے پہلے لوگ اپنے گرجا اور
ٹھاکر دوارے میں نماز پڑہتے تھے اور یہ نص ہے موضع نزاع میں تو اس سے خصوصیت ثابت ہوئی اور مویدہے اسکے وہ جو بزار نے نکالا
ابن عباس رضی سے مثل حدیث باب کے اوس میں یہ ہے کہ کوئی پیغمبر نماز نہیں پڑہتا تہا یہانتک کہ اپنے محراب میں
پہونچتا اور ابن منذر اور ابن جارود نے باسناد صحیح نکالا انس سے مرفوعًا کہ میرے لیے ہر ایک پاک زمین مسجد اور طہور
بنائی گئی یعنے پاک کرنے والی کیونکہ اگر طہور کے معنے طاہر ہوں تو طیب کے معنے بہی یہی ہیں اس صورت میں تکرار
بے فائدہ لازم ہوگی اور اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تیمم حدث کو رفع کرتا ہے پانی کیطرح اور تیمم جائز ہے زمین کے
تمام اجزا سے اور ابو امامہ کی روایت میں یہ ہے کہ میرے لیے ساری زمین اور میری امت کے لیے مسجد اور طہور بنائی گئی
اور اسکی بحث آگے آوے گی (فتح مختصرًا) ت تو میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑہ لے
ف اگرچہ پانی نہ ملے یا مسجد نہ ملے حافظ نے کہا یہ عموم کا صیغہ ہے اوسکے تحت میں وہ داخل ہے جو پانی نہ پاوے
مٹی اور زمین کے اجزا میں سے کوئی چیز پالیوے تو وہ اوس سے تیمم کرلیوے اور ابو امامہ کی روایت میں بیہقی کے
پاس یہ ہے کہ جو شخص میری امت میں سے نماز کو پاوے اور پانی نہ پاوے تو وہ پاوے گا زمین کو پاک کرنیوالی
اور مسجد اور امام احمد کی روایت میں ہے اوسکے پاس اوس کا پاک کرنے والا ہے اور مسجد ہے اور عمرو بن شعیب کی
روایت میں ہے مجھے جہاں نماز کا وقت آجاوے میں مسح کرلونگا اور نماز پڑہ لونگا اور جس نے تیمم کو مٹی سے خاص
کیا ہے اوس نے حجت لی حذیفہ کی حدیث سے جو مسلم نے نکالی اوس میں یہ ہے کہ ساری زمین ہمارے لیے مسجد کی
گئی اور اوسکی مٹی ہمارے لیے پاک کرنیوالی کی گئی جب ہم پانی نہ پاویں اور یہ خاص ہے تو عام اوس پر محمول ہوگا
(فتح مختصرًا) ت اور حلال کی گئیں میرے لیے لوٹیں (یعنے غنیمتیں کافروں کے مال جو جہاد میں ملتی ہیں)
اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ ہوئیں (کیونکہ اگلے پیمبروں میں بعضوں کو جہاد کا حکم نہ تہا بعضوں کو تہا لیکن لوٹ
کا مال درست نہ تہا ایک آگ آتی وہ سب لوٹ کے مال کو جلا کر چلی جاتی) اور مجھے شفاعت ملی ف یعنے شفاعت
عظمے اور وہ اُسوقت ہوگی جب لوگ حشر کے عذاب اور ہول میں مبتلا ہوں گے اور اس شفاعت کے وقوع میں
کسی کا خلاف نہیں ایسا ہی کہا نووی نے اور بعضوں نے کہا جو شفاعت آپ سے خاص ہے وہ یہ ہے کہ آپ جو
مانگیں گے ملیگا اور کوئی درخواست رد نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا جسکے دل میں رتی برابر ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکالنے کے لیے اور اوروں کی شفاعت انکے لیے اثر کرے گی جنکے دلوں میں اس سے زیادہ ایمان ہو اور شفاعت
کا بیان کتاب الرقاق میں خدا چاہے تو آوے گا بیہقی نے بعث میں کہا احتمال ہے کہ جو شفاعت آپ سے خاص

ہو وہ یہ ہے کہ آپ اہل کبائر اور صغائر دونون کی شفاعت کرینگے اور لوگ صرف اہل صغائر کی کرینگے اور قاضی عیاض نے نقل کیا کہ شفاعت مختصہ وہ شفاعت ہے جو رد نہ ہو اور ابن عباس کی حدیث مین ہے مین دیا گیا شفاعت تو مین نے اوسکو اوٹھا رکھا اپنی امت کے لیے پھر وہ اُس کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور عمرو بن شعیب کی روایت مین ہو کہ وہ شفاعت تمہارے لیے ہے اور اُس شخص کے لیے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیوے تو ظاہر یہ ہے کہ شفاعت مختصہ یہی ہے یعنی اوس کا جہنم سے نکالنا جسکے پاس بجز توحید کے اور کوئی نیک عمل نہ ہو اور یہ شفاعت ثابت ہے حسن کی روایت مین انس سے جو کتاب التوحید مین آویگی پھر مین لوٹونگا اپنے مالک کے پاس چوتھی بار اور کہونگا اے رب اجازت دے مجھکو اوس کے نکالنے کی جسنے لا الہ الا اللہ کہا پروردگار فرمادیگا قسم میری عزت اور بزرگی کی مین نکالونگا جہنم سے اوسکو جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکو رد نہین کرتا وہ جو مسلم کی روایت مین ہے کہ قسم میری عزت کی یہ تمہارا کام نہین کیونکہ مراد اس سے یہ ہو کہ ایسے شخصون کو حضرتؐ خود نہین نکالینگے (بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ایسے لوگون کو نکالیگا صرف اپنے فضل اور کرم اور شفقت اور رحم سے) اور یہ مراد نہین کہ حضرتؐ کی شفاعت ان کے نکالنے کا باعث نہ ہوگی (فتح) ؎ اور اگلے زمانے مین ایسے سوا ہر ایک پیغمبر خاص اپنی قوم کیطرف بھیجا جاتا اور مین عام سب لوگون کیطرف بھیجا گیا خواہ عرب ہون یا عجم روم ہون یا شام یورپین ہون یا ایشیائی یا افریقی یا امریکانی میری دعوت تمام زمین والون کیطرف ہے کیونکہ مین خاتم الانبیا ہون مسلم کی روایت مین ہے مین بھیجا گیا ہر ایک سرخ رنگ اور سیاہ رنگ کیطرف بعضون نے کہا سرخ رنگ سے عجم مراد ہین اور سیاہ سے عرب اور بعضون نے کہا سرخ آدمی ہین اور سیاہ جن ابو ہریرہ کی روایت مین ہے جو مسلم نے نکالی کہ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی مین تمام مخلوقات کیطرف بھیجا گیا اور اس حدیث مین ابو ہریرہ کے یہ ہے کہ مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چھ باتون سے پھر ذکر کیا ان پانچ باتون کو سوا شفاعت کے اور زیادہ کیا دو خصلتون کو ایک تو یہ کہ مین دیا گیا جوامع الکلم یعنے وہ باتین جن کے لفظ تھوڑے ہین اور معنے بہت دوسرے پیغمبرون کا خاتمہ ہوا مجھپر تو سب ملکر سات باتین ہوئین اور مسلم نے حذیفہ سے نکالا ہم فضیلت دیے گئے لوگون پر تین باتون سے ایک تو یہ کہ ہماری صفین فرشتون کی صفون کیطرح کی گئین دوسری زمین کا وہی حال جو گذرا تیسری خصلت بیان نہین کی ابن خزیمہ اور نسائی نے اسکو بیان کیا کہ مجھے یہ آیتین ملین سورۂ بقر کی ایک خزانے سے جو عرش کے تلے ہے یعنے وہ آیتین جنمین اس امت کے بوجھ اوٹھا دینے کا ذکر ہے اور طاقت سے زیادہ کام نہ لینے کا اور بھول اور چوک معاف کرنیکا تو سب نو خصلتین ہوئین اور امام احمد نے حضرت علی سے نکالا مجھکو

چار چیزیں ملیں جو کسی پیغمبر کو نہیں ملیں میں دیا گیا: کنجیاں زمین کی اور میرا نام احمد ہوا اور میری امت سب امتوں سے بہتر ہوئی اور سی کا وہی حال بیان کیا جو گذرا تو سب بارہ خصلتیں ہوئیں اور بزار نے دوسرے طریقہ سے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعًا کہ مجھ فضیلت دی گئی پیغمبروں پر چھ باتوں سے اللہ نے میرے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے اور میری امت سب امتوں میں بہتر ہوئی اور مجھے کوثر ملا اور تمہارا صاحب (یعنی آپؐ اپنے تئیں فرمایا) قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کو اوٹھا دیگا اوس کے نیچے آدم ہونگے اور آدم کے سوا اور لوگ اور دو باتیں اگلی باتوں میں سے ذکر کیں اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعًا نکالا مجھے پیغمبروں پر فضیلت دی گئی دو باتوں سے میرا شیطان (ساتھی) کافر تھا اللہ نے اوس پر میری مدد کی وہ مسلمان ہو گیا راوی نے کہا دوسری بات میں بھول گیا تو سب تیرہ خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے کہ تلاش کرنے سے اور باتیں بھی ملیں اور ان روایتوں میں تعارض نہیں جیسے اوپر گذرا اور ابوسعد نیساپوری نے کتاب شرف المصطفٰی میں کہا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو باتیں خاص رکھی گئیں یعنے اور پیغمبروں کو نہیں ملیں وہ ساٹھ باتیں ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعمتیں شمار کرنا درست ہے اور سوال سے پہلے علم کی بات بیان کرنا اور زمین میں طہارت اصل ہونا اور نماز کی صحت کے لیے مسجد ضرور نہ ہونا اور وہ جو دوسری حدیث ہے کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں ضعیف ہے اوسکو دارقطنی نے نکالا جابرؓ سے اور مبسوط والے نے جو حنفی ہیں اس سے دلیل لی آدمی کی کرامت اور عزت پر کیونکہ آدمی پانی اور مٹی سے پیدا ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ دو نو چیزیں پاک کرنے والی ہیں واللہ اعلم (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بھی نکالا انتہے **باب** اذا لم یجد ماء ولا ترابًا جب پانی اور مٹی دونو نہ ملیں **ف** مثلاً انسان کشتی میں ہو اور پانی تک نہ پہونچ سکے یا قید ہو ایسے مقام میں کہ وہاں کی زمین اور دیواریں سب نجس ہوں تو نماز پڑھے یا نہیں (قسط) **حدثنا** زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ انھا استعارت من اسماء قلادۃ فھلکت فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا فادرکتھم الصلوۃ ولیس معھم ماء فصلوا فشکوا ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ایۃ التیمم فقال اسید بن حضیر لعائشۃ جزاک اللہ خیرًا فواللہ ما نزل بک امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذلک لک وللمسلمین فیہ خیرا

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے اونہون نے اسما (اپنی بہن) سے ایک ہار مانگا وہ کہو گیا تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بہیجا (اونکا نام اسید بن حضیر تہا) اونہون نے وہ ہار پایا پہر لوگون پر نماز کا وقت آگیا اور اُن کے پاس پانی نہ تہا اونہون نے نماز پڑہ لی ف بغیر وضو کے جیسے اسمعیلی اور ابونعیم اور جوزقی اور مسلم اور مولف نے نکالا التفسیر اور مناقب مین حافظ نے کہا حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ اونکے پاس مٹی بہی نہ تہی پس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یون ہوگی کہ اُس زمانے تک تیمم شروع نہین ہوا تہا اور اونکے پاس پانی نہ تہا تو اونہون نے نماز پڑہی بغیر تیمم اور وضو کے اور جس شخص کے پاس پانی اور مٹی نہو وہ بہی اسیطرح نماز پڑہ سکتا ہے تو مولف نے تیمم کا مشروع نہ ہونا ایسا قرار دیا جیسے مٹی کا نہ ملنا تیمم کے لیے کیونکہ دونو کا نتیجہ ایک ہے یعنے تیمم کا نہ کرنا تو حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونو ملین وہ نماز پڑہ لیوے کیونکہ صحابہ نے اس موقع مین وضو نہ کیا تہا اور نماز پڑہ لی پس معلوم ہوا کہ وہ ایسی حالت مین نماز کے وجوب کے قائل تہے اور جو ایسی حالت مین نماز پڑہنا منع ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر انکار کرتے نماز پڑہ لینے پر اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور محدثین اور اکثر مالکیہ کا کہ فاقد الطہورین نماز پڑہ لیوے لیکن اختلاف کیا اونہون نے کہ جب پانی یا مٹی ملجاوے تو نماز کا لوٹانا واجب ہے یا نہیں شافعی سے یہ مروی ہے کہ لوٹانا واجب ہے اور اکثر شافعیہ نے اسی قول کو صحیح کہا ہے کیونکہ ایسا اتفاق شاذ نادر ہوتا ہے تو اعادہ ساقط نہ ہوگا اور امام احمد کا مشہور قول اور مزنی اور سحنون اور ابن منذر کا یہ ہے کہ اعادہ واجب نہین ہے اور انہون نے دلیل لی باب کی حدیث سے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لوٹانا فوراً واجب نہین ہے مگر جب بہی اعادہ کے وجوب پر کوئی دلیل چاہیے یا مالک اور ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑہے لیکن ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کہتے ہین کہ اوسپر قضا واجب ہے اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا اور مالک یہہ کہتے ہین کہ اوسپر قضا بہی واجب نہین ہے بس یہی چار قول اس مسئلہ مین مشہور ہین اور نووی نے شرح مہذب مین ایک قول اور نقل کیا ہے کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے تو سب پانچ قول ہوئے انتہے کلام الحافظ رحمہ اللہ تعالے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے اور باقی مذہب بے دلیل اور ضعیف ہین

باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلوٰۃ جب انسان حضر مین ہو اور پانی نہ ملے اور نماز قضا ہوجانے کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے وبہ قال عطاءؒ اور یہی قول ہے عطا بن ابی رباح کا

ف: حافظ نے کہا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے نکالا اور عطاء سے یہ منقول نہیں ہے کہ پھر اُس نماز کو لوٹا دے۔ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ اور حسن بصری رح نے کہا اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اوس کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اوسکو پانی دیوے (اور بیماری کی وجہ سے بیمار خود اُس پانی کو نہ لے سکے) تو وہ تیمم کرے (اس روایت کو قاضی اسمٰعیل نے احکام مین وصل کیا بسند صحیح اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے حسن اور ابن سیرین سے نکالا کہ وہ تیمم نہ کرے جب تک اوسکو یہ امید ہو کہ وقت کے اندر پانی مل جاویگا اور اس سے بھی وہی نکلتا ہے جو مؤلف نے نقل کیا (فتح)۔ وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمِرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ اور عبد اللہ بن عمر رض اپنی زمین سے آئے جو جرف (ایک مقام ہے مدینے سے تین میل پر یا) مین تھی پھر عصر کی نماز کا وقت آگیا مربد النعم مین (جو مدینہ سے ایک میل پر ہے) اونہون نے نماز پڑھی۔ ف: تیمم سے جیسے شافعی نے نکالا ابن عیینہ سے اونہون نے ابن عجلان سے اونہون نے نافع سے اُنہون نے ابن عمر سے کہ وہ جرف سے آئے جب مربد مین پہونچے تو تیمم کیا پھر مسح کیا اپنے موہنہ اور دونو ہاتھونپر اور عصر کی نماز پڑھی اخیر تک جیسے مؤلف نے بیان کیا اور معلوم نہین ہوتا کہ مؤلف نے تیمم کا ذکر کیون نکال ڈالا حالانکہ وہی مقصود ہے اور نکالا اوسکو امام مالک نے مؤطا مین اختصار کے ساتھ اوس مین یہ ہے کہ اونہون نے تیمم کیا تو مسح کیا اپنے موہنہ اور دونو ہاتھون کا دونو کہنیون تک اور نکالا اسکو دارقطنی اور حاکم نے دوسرے طریق سے نافع سے مرفوعاً لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) ت: پھر مدینہ مین داخل ہوئے اسوقت سورج بلند تھا (اور عصر کی نماز کا اچھا وقت باقی تھا) لیکن اونہون نے نماز کا اعادہ نہ کیا۔ ف: اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عمر حضر مین تیمم کرنا جائز سمجھتے تھے کیونکہ تین میل شہر سے جانیکو سفر نہین کہتے پس مطابق ہو گیا یہ اثر ترجمہ باب کے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ابن عمر کے نزدیک تیمم جائز ہونے کے لیے یہ شرط نہین کہ نماز کے قضا ہو جانے کا ڈر ہو کیونکہ وہ جب مدینہ مین داخل ہوگئے تو عصر کا اچھی طرح وقت موجود تھا مگر احتمال ہے کہ تیمم کرتے وقت اُن کو یہ گمان ہو کہ شہر جب پہونچین گے تو وقت گذر جاوے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابن عمر نے رفع حدث کے لیے تیمم نہ کیا ہو بلکہ وہ باوضو ہون اور وہ ہر نماز کے لیے استحباباً وضو کرتے تھے تو جب وضو ممکن نہ ہوا تو اُنہون نے اوسکے بدل تیمم کر لیا اس صورت مین یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہ ہوگا مگر صرف اتنی بات مین کہ حضر مین اُنہون نے تیمم کیا اور اِن دونون احتمالون کے ساتھ جو ہم نے بیان کیے اوسکی دلیل باقی نہین رہتی جو اعادے کو ساقط کرتا ہے

اور سلف نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے مالک کا یہ قول ہے کہ پہر اعادہ واجب نہین جو حضر مین تیمم کرے اور ابن بطال
نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ تیمم مسافر اور مریض کے لیے وارد ہوا اب جو حضر مین ہو اور اسکو پانی نہ ملے تو
اسکا حکم بہی انہی لوگون کا ہے اور شافعی نے کہا کہ اوسپر اعادہ واجب ہے کیونکہ ایسا واقعہ شاذ اور نادر ہوتا ہے اور ابو یوسف
اور زفر سے یہ منقول ہے کہ جبتک پانی نہ ملے اوسوقت تک نماز نہ پڑہے گو نماز کا وقت فوت ہو جاوے (فتح) شوکانی
نے نیل مین کہا نسائی اور ابوداؤد نے نکالا عطا ابن یسار سے اونہون نے ابو سعید خدری رض سے اونہون
نے کہا دو شخص نکلے سفر مین پہر نماز کا وقت آگیا اون کے پاس پانی نہ تہا اون دونون نے پاک مٹی پر تیمم
کیا اور نماز پڑہ لی پہر دونون کو پانی ملا اور وقت باقی تہا ایک نے اعادہ کیا وضو اور نماز کا اور دوسرے نے اعادہ
نہین کیا پہر دونو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا اوس سے
جسنے اعادہ نہین کیا تہا تو سنت کو پہونچا اور تیری نماز کافی ہوگئی اور فرمایا اوس سے جسنے اعادہ کیا تہا کہ تجہے
دوہرا ثواب ہے اور نکالا اسکو نسائی اور ابوداؤد نے عطا ابن یسار سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے مرسلاً اور نکالا اوسکو دارمی اور حاکم اور دارقطنی نے موصولاً پہر کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتہ
اوسکے عبداللہ بن نافع لیث سے اوسنے بکر بن سوادہ سے اوسنے عطا سے اوسنے ابو سعید خدری سے
موصولاً اور مخالفت کی عبداللہ بن مبارک نے اوسکی تو روایت کیا اوسکو مرسلاً اور طبرانی نے معجم اوسط
مین کہا کہ نہیں متصل کیا اوسکو مگر عبداللہ بن نافع نے اور موسے بن ہارون نے کہا اوسکا رفع کرنا وہم ہے
ابن نافع کا اور ابوداؤد نے کہا سوا ابن نافع کے اورون نے اوسکو لیث سے اونہون نے عمیرہ سے اونہون
نے بکر سے اونہون نے عطا سے مرسلاً روایت کیا اور ابو سعید خدری کا اوس مین ذکر کرنا محفوظ نہین
ہے اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اپنے صحیح مین موصولاً ابو الولید طیالسی کے طریق سے اوسنے لیث سے
اوسنے عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناجیہ سے اون دونون نے بکر سے اونہون نے عطا سے انہون
نے ابو سعید خدری سے موصولاً اور روایت کیا اسکو ابن لہیعہ نے بکر سے تو عطا اور ابو سعید کے درمیان
ایک واسطہ کیا ابو عبداللہ مولی اسمعیل بن عبیداللہ کا اور ابن لہیعہ ضعیف ہے اوسکی زیادت کا اعتبار
نہین اور علت نہین ہوگی اوسکی وجہ سے عمرو بن حارث کی روایت مین جسکے ساتہ عمیرہ بن ابی ناجیہ
بہی ہے اور ثقہ کہا اوسکو نسائی اور یحیے بن بکیر اور ابن حبان نے اور تعریف کی اسکی احمد بن صالح
اور ابن یونس اور احمد بن سعید بن ابی مریم نے انتہے زیلعی نے کہا حاکم نے اوسکو مستدرک مین نکالا

اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ بعضوں نے اسناد میں سے لیث اور بکر کے درمیان میں سے عمیرہ کو نکال ڈالا تو یہ اسناد منقطع ہو گا اور جس نے عمیرہ کو ذکر کیا اوسکی روایت میں یہ خلل ہے کہ عمیرہ مجہول الحال ہے البتہ ابن السکن کا اسناد جید ہے کیونکہ لیث اور بکر میں عمرو بن حارث کا واسطہ ہے وہ ثقہ ہے اور انکی ساتھ عمیرہ بھی ہے اور یہ اسناد مسند بھی ہے اوسمین ابو سعید کا ذکر ہے انتہے شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک شاہد ہے ابن عباس سے اسکو نکالا اسحق بن راہویہ نے اپنے سند میں کہ حضرت صلعم نے پیشاب کیا پھر تیمم کیا تو آپ سے کہا گیا کہ پانی آپ کے نزدیک ہے آپ نے فرمایا شاید میں پانی تک نہ پہونچوں مترجم کہتا ہے اسکی اسناد میں حنش ہے جو روایت کرتا ہے ابن عباس سے اس حدیث کو اور وہ ضعیف ہے اہلحدیث کے نزدیک اور تعجب ہے کہ اسکو کہا اوس سے زیلعی اور شوکانی نے پھر شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس نے تیمم سے نماز پڑہی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پایا تو اوسپر اعادہ واجب نہیں ہے اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد اور امام یحییٰ کا اور ہادی اور ناصر اور موید باللہ اور ابو طالب اور اوزاعی اور عطاء اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ واجب ہے اور جو لوگ اعادے کو واجب نہیں کہتے اونکی موید ہے یہ حدیث کہ ایک دن میں کوئی نماز دوبارہ پڑہو نکالا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اوسکو ابن السکن نے اور مخالفین یہ جواب دے سکتے ہیں کہ جب پانی مل گیا تو پہلی نماز فاسد ہو گئی پس درحقیقت ایک ہی نماز پہر اور جو تیمم کیا لیکن ابھی نماز نہیں پڑہی کہ پانی ملگیا تو واجب ہے وضو کر لینا عترت اور فقہا کے نزدیک اور داؤد اور سلمہ کے نزدیک واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا باطل کرو اپنے عملوں کو اور جو نماز کے اندر یعنے نماز پڑہتے میں پانی ملا تو واجب ہے نماز سے باہر آنا اور وضو کر کے دوبارہ پڑہنا یہی قول ہے ہادی اور ناصر اور موید باللہ اور ابو طالب اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور مزنی اور ابن شریح کا اور مالک اور داؤد کے نزدیک نماز سے باہر آنا واجب نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور اسکی نماز تیمم سے صحیح ہے اور ابن تیمیہ رح نے منتقے میں دلیل لی نماز کے اندر پانی ملنے سے تیمم باطل ہونے پر اس حدیث سے کہ پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنیوالی ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پاوے پھر جب پاوے تو لگاوے اسکو اپنے بدن سے کیونکہ وہ بہتر ہے اور اس حدیث کا ذکر آگے آوے گا انتہے مختصراً حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن جعفر بن ربیعۃ

عن الأعرج قال سمعت عميرا مولى ابن عباس قال أقبلت أنا وعبد الله بن يسار مولى ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على أبي جهيم بن الحارث بن الصمة الأنصاري فقال أبو الجهيم أقبل النبي صلى الله عليه وسلم من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم حتى أقبل على الجدار فمسح بوجهه ويديه ثم رد عليه السلام

ترجمہ عمیر سے روایت ہے (جو عبداللہ ہلالی کے بیٹے تھے) جو مولے تھے ابن عباس رضہ کے اونہوں نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار (عطاء بن یسار کے بھائی) جو مولے تھے ام المومنین میمونہ رضہ کے گئے یہانتک کہ ابوجہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری) پاس گئے تو ابوجہیم نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر جمل (ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) کیطرف سے تشریف لائے آپ سے ایک شخص ملا (وہ خود ابوجہیم ہی تھے جیسے شافعی کی روایت میں ہے) اوسنے آپ کو سلام کیا آپ نے اسکو جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار پر آئے ف دارقطنی کی روایت میں ہے یہانتک کہ آپ نے اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور شافعی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے اسکو کہرچ ڈالا لکڑی سے اور شاید وہ دیوار مباح ہوگی یا جس کے ملک ہوگی اسکی رضامندی انکو معلوم ہوگی ت پھر مسح کیا اپنے منہ پر اور دونوں ہاتھوں پر ف دارقطنی کی روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنے منہہ اور دونوں ہاتھوں پر اور ایسا ہی نکالا شافعی نے لیکن دارقطنی کی اسناد میں ابوصالح اور شافعی کی اسناد میں ابوالحویرث ضعیف ہے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر کی روایت سے نکالا اوسکو ابوداؤد نے تو صحیح روایت یہ ہی ہے جیسے امام بخاری نے نکالا اور ذراعین کی روایت شاذ ہے (فتح) ت پھر جواب دیا اوسکے سلام کا ف تو معلوم ہوا کہ حضر میں تیمم جائز ہے اور اسی مطلب کو ثابت کرنے کیلیے امام بخاری یہ حدیث لائے اور یہ حدیث متعلقات کی کتاب الوضو میں گذرچکی ہے حافظ نے کہا بعضوں نے یہاں یہ اعتراض کیا کہ یہ تیمم نماز درست ہونیکے لیے نہ تہا بلکہ سلام کا جواب دینے کیلیے جو ذکر اللہ میں داخل ہے پس باب کا مضمون یعنی حضر میں جب پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہو تو تیمم کر لیوے اس سے کیونکر ثابت ہوگا نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ تیمم کے وقت آپکے پاس پانی نہ تہا حافظ نے کہا اس اعتراض کا جواب یہ پایا کہ جب آپ نے سلام کا جواب دینے کے لیے حضر میں تیمم کیا حالانکہ سلام کا جواب دینا وضو کے بغیر بھی درست ہے تو جس شخص کو حضر میں نماز فوت ہوجانیکا ڈر ہو اوسکو بطریق اولی تیمم کرنا جائز ہوگا کیونکہ نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی اور ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ تیمم کے لیے مٹی ہونا شرط نہیں اور یہ صحیح نہیں کیونکہ

احتمال ہے کہ اوسپر مٹی ہو اور شافعی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس پر مٹی نہتی اور اسی لیے آپنے اسکو لکڑی سے
کہرچا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط مین یہ بڑہایا کہ حضرت ؐ نے فرمایا مین نے تجہکو سلام کا جواب نہ دیا صرف
اس سبب سے کہ مین باطہارت نہ تہا تو آپنے مکروہ رکہا اللہ کا نام لینا بغیر طہارت کے ابن جوزی نے کہا سلام
اللہ کے نامون مین سے ایک نام ہے لیکن یہ حدیث منسوخ ہے وضو کی آیت سے یا حضرت عائشہ کیحدیث سے
کہ آپ اللہ کی یاد کرتے ہر وقت مین اور بعضون نے اسحدیث سے یہ دلیل لی کہ پتہر پر تیمم درست ہے کیونکہ مدینہ کی
دیوارین پتہر سے بنی ہوتی ہین یعنے کالے پتہرون سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ شاید اس دیوار پر گرد ہو اور اسحدیث
کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین لنبے مختصر **بَابُ الْمُتَيَمِّمِ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا** تیمم کرنیوالا
ہاتھون کا پہونکنا (یعنے مٹی پر ہاتہ مارنے کے بعد) **ف** حافظ نے کہا احتمال ہے کہ آپ نے ہاتھون کو اسوجہ سے
پہونکا ہو کہ ہاتہ مین کوئی چیز لگ گئی ہوگی اور آپ ڈرے کہین منہ مین نہ لگ جاوے یا بہت کثرت سے مٹی
لگ گئی ہوگی تو آپ نے پہونکا اوسکو کم کرنے لیے اور احتمال ہے کہ تیمم مین یہ امر مشروع ہو اور جسنے بغیر مٹی کے تیمم
جائز کہا اوسنے باب کیحدیث سے دلیل لی کیونکہ پہونک دینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غبار ضرور نہین صرف ہاتہ
مارنا تیمم کیواسطے کافی ہے مترجم کہتا ہے فیہما کی ضمیر ہاتھون کیطرف پہرتی ہے اور کرمانی نے کہا بعض نسخون مین
یون ہے بَابٌ هَلْ يَنْفُخُ فِي يَدَيْهِ بَعْدَ مَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيدَ لِلتَّيَمُّمِ **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ
ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا فَ
ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ
ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص (اوسکا نام معلوم نہین ہوا طبرانی کی روایت مین ہے
جنگل والون مین سے) حضرت عمر بن خطاب رض پاس آیا اور کہنے لگا مین جنب ہوا تہا لیکن مینے نہین پایا پانی
کو **ف** یہ روایت مختصر ہے اسمین حضرت عمر کا جواب مذکور نہین مسلم اور نسائی نے اسکو نکالا کہ حضرت عمر رض
نے کہا نماز مت پڑہ مسرج نے اتنا زیادہ کیا جب تک پانی نہ پاوے اور نسائی نے ایسا ہی نقل کیا اور
یہ مذہب حضرت عمر رض کا مشہور ہے اور موافق ہوئے اونکے عبداللہ بن مسعود اور اسمین مناظرہ ہوا ابوموسی

اور ابن مسعود مین اسکا ذکر آگے آویگا اور بعضون نے کہا کہ ابن مسعود نے اوس سے رجوع کیا اور ہم آگے اوسکا ذکر کرینگے
انتہے مافی الفہم مختصراً مترجم کہتا ہے حضرت عمر نے اوسکو منع کیا نماز پڑہنے سے جب تک پانی نہ پاوے
اسلیے کہ اونکے نزدیک جنب کو تیمم جائز نہ تہا حنفیہ اس قول سے حجت لا سکتے ہین اس بابین کہ فاقد الطہورین
نماز نہ پڑہے کیونکہ حضرت عمر نے اوسکو اجازت نہین دی بغیر غسل کے نماز پڑہ لینے کی مگر حنفیہ نے خود اس قول
کو ترک کیا ہے جنب کے تیمم مین اور جمہور علماء کے موافق جنب کیلیے تیمم جائز رکہا ہے یہان سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ مجتہد اور عالم کو سب حدیثین پہونچنا ضرور نہین حضرت عمر اور ابن مسعود دونو بڑے شان والے صحابی ہین اور
باوجود اسکے یہ مسئلہ اونپر پوشیدہ رہا **ف** یہ سنکر عمار نے کہا حضرت عمر سے تم کو یاد نہین ہم اور تم ایک سفر
مین تہے (مسلم کی روایت مین ہے ایک لشکر مین تہے اور زیادہ ہے کہ ہم جنب ہوگئے) تو تم نے تو نماز نہین پڑہی
اور مین تو مٹی مین لوٹا (یہ سمجہکر کہ غسل مین سارا بدن دہویا جاتا ہے تو جو تیمم غسل کے عوض ہوگا اوسمین سارے
بدن پر مٹی لگانا ضرور ہوگا) اور نماز پڑہ لی پہر مین نے اس کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آپ نے فرمایا تجہے تو یہ کافی تہا اور حضرت نے اپنی دونو ہتھیلیان زمین پر ماربن اور اونکو پہونکا پہر
اونکو اپنے منہہ اور دونو پہونچون پر **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بہی صحابہ اجتہاد کرتے تہے اور مجتہد پر ملامت نہین اگر وہ طاقت کے موافق غور اور فکر کر لیوے
گو اوس سے خطا ہو جاوے اور جب اپنے اجتہاد پر عمل کرے تو اوس پر اعادہ واجب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جب
ہاتہون مین بہت غبار لگ جاوے تو اونکو پہونک دینا چاہیے اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین ایک بار مسح کرنا
کافی ہے اور تکرار مستحب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جو کوئی وضو مین مسح کے بدل اپنا سر دہو لیوے تو کافی ہو جاویگا
اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین دو ماردن سے زیادہ مارنا درست ہے اور ترتیب واجب نہین جنابت کا تیمم کرنے تہے
مافی الفتح قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب**

التیمم للوجہ والکفین تیمم مین صرف منہہ اور دونو پہونچون کا مسح کرنا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری
نے تیمم کی صفت مین اسی کو اختیار کیا کہ صرف منہہ اور دونو پہونچون پر مسح کرے کیونکہ اسی مذہب کی دلیل
قوی ہے اور جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہوئین ان مین سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی سوا ابو
جہیم کی حدیث کے جو اوپر گذری اور عمار کی حدیث کے اور انکے سوا جتنی حدیثین ہین وہ ضعیف ہین یا انکی
مرفوع اور موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور راجح عدم رفع ہے تو ابو جہیم کی حدیث مجمل ہے اوسمین ہاتہون کا

ذکر ہے اور عمار کی حدیث مین پہونچون کا ذکر ہے صحیحین کی روایت مین اور کہنیون کا ذکر ہے اصحاب سنن کی روایتا مین اور ایک روایت مین آدہی ہاتہہ تک مذکور ہے اور ایک روایت مین بغلون تک لیکن کہنیون اور آدہی ہاتہہ کی روایتین اون مین گفتگو ہے اور بغلون کی روایت کو شافعی نے کہا اگر وہ بامر نبوی ہے تو منسوخ ہے اور روایات سے اور جو بلا امر نبوی ہے تو حجت نہین اور صحیحین مین جو پہونچون کی روایت ہے اوسکو قوی کرتا ہے عمار کا فتوے دینا حضرت صلعم کے بعد اوسی کے موافق اور راوی حدیث کا زیادہ پہچاننے والا ہے اوسکا اور جسنے خاص کر جب راوی ایک مجتہد صحابی ہو اور اسکا ذکر آگے آویگا انتہیٰ و قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ شوکانی نے نیل مین کہا عطا اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اصحاب حدیث اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ ہاتہونکا مسح تیمم مین صرف پہونچون تک چاہیے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سفیان ثوری اور مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرای کا یہ قول ہے کہ دونو کہنیون تک مسح کرنا واجب ہے اور بحر مین ہے کہ ہادی اور قاسم اور موید باللہ اور ابو طالب کا بھی یہی قول ہے اور زہری نے کہا کہ دونون بغلون تک مسح کرنا چاہیے خطابی نے کہا علما نے اختلاف نہین کیا اس مین کہ کہنیون سے آگے مسح کرنا لازم نہین ہے اور دلائل دونو فرقون کے آگے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ اور اول فرقہ کی دلیل ایک یہی حدیث ہے عمار کی جو اس باب مین مذکور ہے اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا تیمم کو وضو پر اور یہ قیاس فاسد ہے اور زہری کے دلیل لی اوس سے جو ابو داؤد کی ایک روایت مین بغلون تک مذکور ہے تو حق پہلا مذہب ہے اور دوسرے مذہب کی حدیثین اگر صحیح ہوتین تو اونکا قبول کرنا ادب ہوتا کیونکہ اون مین زیادت ہے لیکن وہ حجت ہونے کے لائق نہین ہین انتہے مختصرا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ عمار سے ویسی ہی روایت جیسی اگلے باب مین گذری حجاج نے کہا اور شعبہ نے اپنے دونون ہاتہہ زمین پر مارے پہر اونکو نزدیک کیا اپنے سونہہ سے اپنے پہونکا اونکو پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر اور دونو پہونچون پر نضر بن شمیل نے کہا

رسالت نے اوسکو وصل کیا خبر دی ہمکو شعبہ نے اونہوں نے روایت کی حکم ابن عتیبہ سے اونہوں نے کہا ذر نے ذر سے شاہد روایت کرتے تھے سعید بن عبد الرحمن بن ابزی سے حکم نے کہا اور مین نے اسحدیث کو خود سعید سے بھی سنا اونہوں نے اپنے باپ عبد الرحمان سے۔ اونہوں نے کہا عمار رض نے کہا (پاک مٹی) وضو ہے مسلمان کا کافی ہے اوسکو پانی سے ف حافظ ابن حجر نے کہا شافعی نے کہا صعید اوس مٹی کو کہتے ہین جسمین غبار ہو اور ریت بھی اسی کی مثل ہے اگر اوس مین سے غبار اوٹھے تو تیمم اوس سے جائز ہے جب وہ عضو سے لگ جاوے اور جس مین غبار نہو یا غبار ہو لیکن عضو سے لگ جاوے تو اوس سے تیمم جائز نہین (قسطلانی) حافظ نے کہا امام بخاری نے جو نضر بن شمیل کی تعلیق بیان کی اوسکو ابو نعیم اور مسلم نے نکالا اور اوسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ حکم نے اسحدیث کو ذر کے ذریعہ سے سعید سے سنا اور بلا ذریعہ بھی سعید سے سنا اگر ذر کے توسط سے جو روایت ہے وہ عمدہ ہے اور اکثر طریقون مین اسیطرح ہے انتہے ملخصاً

حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن الحكم سمعت ذرا عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه انه شهد عمر وقال له عمار كنا في سرية فاجنبنا وقال تفل فيهما

ترجمہ عبد الرحمان بن ابزی حاضر ہوئے حضرت عمر رض پاس عمار نے اون سے کہا ہم ایک لشکر مین تھے پھر ہم جنب ہوئے (اور بیان کیا وہی قصہ جو اوپر گزرا) اوس مین یون ہے (کہ دونو ہاتھ زمین پر مارے) پھر تھوکا اون پر (یعنے آہستہ سے پھونکا جس مین کچھ خفیف تھوک بھی اوڑتا ہے) ف حافظ نے کہا البخاری اس روایت کو اسلیے لائے کہ اوس سے حضرت عمر کا جنب ہونا بھی نکلتا ہے اور اسی لیے انکا اجتہاد عمار کے جتہاد کے خلاف ہوا حدثنا محمد بن كثير قال اخبرنا شعبة عن الحكم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال قال عمار لعمر تمعكت فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال يكفيك الوجه والكفان ترجمہ عمار نے کہا حضرت عمر رض سے مین لوٹا مٹی مین تو مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا کافی ہے تجھکو مونہہ اور دونو پہونچے ف نسہہ ت تو پہونچون سے زیادہ مسح کرنا فرض نہین اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور ابو الجہم نے مالک سے اور خطابی نے اصحاب الحدیث سے ایسا ہی نقل کیا ہے نووی نے کہا ابو ثور نے امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور ماوردی نے اسکا انکار کیا اور یہ انکار مردود ہے کیونکہ ابو ثور امام ہین ثقہ ہین اور یہ قول اگرچہ مرجوح ہے مگر دلیل کے لحاظ سے قوی ہے انتہے (فتح)

حدثنا مسلم عن شعبۃ عن الحکم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزی عن عبد الرحمن
قال شہدت عمر قال لہ عمار و ساق الحدیث ترجمہ وہی جو اوپر گذر چکا حدثنا محمد بن بشار
قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ عن الحکم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ
قال قال عمار فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الارض فمسح وجہہ وکفیہ ترجمہ
عمار نے کہا پھر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور مسح کیا اپنے مونہہ اور دونوں پہونچوں
کا ف حافظ نے کہا امام احمد اور ابن خزیمہ نے محمد بن بشار کے طریق کو نکالا اور اس میں قصہ ہے حضرت
عمر کا اور پہونچنے کا ذکر ہے باب الصعید الطیب وضوء المسلم یکفیہ عن الماء پاک مٹی وضو ہے
مسلمان کا اور وہ کافی ہے اسکو پانی کے بدل ف حافظ نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث ہے جسکو بزار نے نکالا
ہشام بن حسان سے اونے محمد بن سیرین سے اوس نے ابوہریرہ سے مرفوعاً اور صحیح کہا اوسکو ابن قطان نے
لیکن دارقطنی نے کہا صواب اوسکا مرسل ہونا ہے اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے
عمرو بن بجدان سے اونہوں نے ابوذر سے مانند اسکے اوس میں یہ ہے کہ پاک مٹی پاک کرنیوالی ہے مسلمان
کی اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان اور دارقطنی نے (فتح) زیلعی نے
کہا ابوذر کی حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک مٹی
وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اپنے بدن سے لگاوے کیونکہ
یہ بہتر ہے طول کیا اسمیں ابوداؤد نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے
صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے شیخین نے اوسکو نہیں نکالا کیونکہ عمرو بن بجدان سے
کسی نے روایت نہیں کیا سوا ابو قلابہ کے اور دارقطنی نے اسکو سنن میں نکالا تین طریقوں سے ابو قلابہ
سے ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلاشک کیونکہ عمرو بن بجدان
ہر طریقہ میں موجود ہے اور اسکا حال معلوم نہیں اوس سے صرف ابو قلابہ نے روایت کیا اور ابو قلابہ پر اس
حدیث میں اختلاف ہے خالد حذاء نے تو ابو قلابہ سے روایت کیا اونے عمرو بن بجدان سے اور خالد پر
اختلاف نہیں ہوا اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اونپر اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں عن ابی قلابۃ
عن رجل من بنی عامر بعض کہتے ہیں عن ابی قلابۃ عن رجل بعض کہتے ہیں عن ابی قلابۃ عن
عمرو بن بجدان بعض کہتے ہیں عن ابی قلابۃ عن ابی المہلب بعض کہتے ہیں عن ابی قلابۃ عن ابی

اور کوئی واسطہ بیان نہین کرتے ابو قلابہ اور ابو ذر مین اور بعض کہتے ہین عن ابی قلابۃ ان رجلا من بنی قشیر
قال یا نبی اللہ یہ سب اختلاف ایوب پر ہے اور ان سب طریقون کو دار قطنی نے نکالا سنن اور علل مین شیخ
تقی الدین نے امام مین کہا تعجب ہے کہ ابن القطان نے ترمذی کے صحیح کہنے پر اکتفا نہ کی عمرو بن بجدان کی معرفت
مین حالانکہ ترمذی کا کلام اونہون نے نقل کیا کہ اونہون نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کیا فرق ہے کسی کو
ثقہ کہنے مین یا اوسکی حدیث کو صحیح کہنے مین جب وہ منفرد ہو اوسکے ساتھ اور اگر ابن القطان نے اس توقف
کیا ہو جسے کہ عمرو بن بجدان سے کسی نے روایت نہین کی سوا ابو قلابہ کے تو یہ ابن القطان کے مذہب پر کچھ قدح
نہین کیونکہ اونکے نزدیک کثرت رواۃ سے جہالت رفع نہین ہوتی تو انفراد سے جہالت لازم نہ ہوگی جس صورت
مین راوی کی تعدیل ہو اور وہ بیان موجود ہے یعنے ترمذی کا اوسکی حدیث کو صحیح کہنا اور جو اختلاف اونہون نے
بیان کیا اوس مین غور کرنا چاہیے اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ عن رجل کی روایات عمرو بن بجدان کی روایت کے
خلاف نہین کیونکہ رجل سے وہی مراد ہو سکتے ہین اور جس روایت مین یہ واسطہ نہین ہے وہ ناقص ہے اور زیادتی
جس مین ہے وہ قبول کیجاوے گی اور ابو المہلب اگر عمرو کی کنیت ہو تو اختلاف نہین ہے اور جو کوئی اور ہے تو
ایک ہی روایت وہ بھی احتمالاً خلاف ہوئی اب رہی یہ روایت کہ بنی قشیر کے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ تو یہ
بیشک مخالف ہو لیکن دیکھنا چاہیے کہ اوسکا اسناد ابن القطان کے طریق پر ثابت ہے یا نہین اگر ثابت نہ
ہو تو اوس سے کوئی علت نہ پیدا ہوگی تمام ہوا کلام ابن دقیق العید کا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے جو کہا کہ
ابن القطان نے اس حدیث کو صحیح کہا حالانکہ ابن القطان تو اوسکو بلا شک ضعیف کہتے ہین تو مراد اونکی ابو ہریرہ
کی حدیث ہے نہ ابو ذر کی حدیث شوکانی نے نیل مین کہا کہ احمد اور ابو داؤد اور اثرم نے ابو ذر سے نکالا اونہون نے کہا
مجھے مدینہ کی ہوا ناموافق ہوئی تو حضرت نے میرے لیے چند اونٹون کا حکم دیا مین اون مین تھا ایک بار مین رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ ابو ذر ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے کہا مجھے جنابت
ہوتی تھی اور میرے نزدیک پانی نہ تھا آپ نے فرمایا پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اوسکی جو دس برس تک پانی نہ
پاوے شوکانی نے کہا ابو حاتم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور عمرو بن بجدان کو عجلی نے ثقہ کہا حافظ نے کہا ابن القطان
سے غفلت ہوئی اونہون نے کہا وہ مجہول ہے انتہے زیلعی نے کہا ابو ہریرہ کی حدیث کو بزار نے نکالا اس لفظ سے کہ
مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اللہ سے ڈرے اور اپنے بدن پر
لگاوے بزار نے کہا ہم نہین جانتے یہ حدیث ابو ہریرہ سے مگر اسی طریق سے اور ہم نے نہین سنا اوسکو مگر مقدم

ہے اور وہ ثقہ تھا اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں ابوہریرہ سے کہ ابوذر بکریوں میں تھے مدینہ میں جب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر وہ خاموش ہو رہے آپنے پھر پکارا پھر وہ خاموش ہو رہے آپنے فرمایا اے ابوذر
تیری ماں تجھپر روئے اونہوں نے عرض کیا میں جنب ہوں آپنے اونکے لیے لونڈی کو بلوایا پانی لیکر وہ پانی لائی ابوذر
نے آڑ کی اپنے اونٹ کی پھر غسل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھکو کافی ہے مٹی اگرچہ تو
بیس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب تو پانی پاوے تو چاہیے اسکو اپنی کھال سے مترجم کہتا ہے اس حدیث کو ابوداود نے
سنن میں نکالا اوس میں یہ ہے کہ حضرت کے پاس کچھ بکریاں جمع ہوگئیں آپ نے فرمایا اے ابوذر جنگل میں ان کو
لیجا میں جنگل کو گیا ربذہ کیطرف وہاں مجھے نہانے کی حاجت ہوا کرتی اور میں پانچ پانچ چھ روز یونہی رہا کرتا پھر
بیان کیا اسی قصہ کو اوس میں یہ ہے کہ ایک کالی لونڈی کو بلایا وہ ایک پیالہ میں پانی لیکر آئی اور بیس برس
کے بدل دس برس ہیں اور یہ ہے کہ ابوذر نے کہا میں نہایا گویا پہاڑ میرے پر سے اوترگیا طبرانی نے کہا نہیں روایت کیا
اسکو ابن سیرین سے مگر ہشام نے اور ہشام سے مگر قاسم نے متفرد ہوا اس سے مقدم ابن القطان نے اپنی کتاب میں
بزار کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا اوس کا اسناد صحیح ہے اور یہ غریب ہے ابوہریرہ کی حدیث سے اور اس میں ایک
علت ہے اور مشہور ابوذر کی حدیث ہے جسکو صحیح کہا ترمذی وغیرہ نے انتہی ما قال الزیلعی مختصرا ترمذی نے کہا اس
باب میں روایت ہے ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو اور عمران بن حصین سے سراج نے شرح ترمذی میں کہا کہ احمد اور
ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے ابوذر سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین سے
اور دارقطنی نے حضرت علی سے اور عبدالرزاق نے عمرو بن عاص سے اور احمد نے ابن عباس سے اور عبدالرزاق
نے ابن عمر اور ابوسعید سے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور قاضی اسمٰعیل نے احکام میں اور طحاوی اور دارقطنی
اور طبرانی اور ابونعیم نے اسلع بن شریک سے اور حسن بن سفیان سے اور بغوی اور باوردی اور طبرانی اور ابن مردویہ
اور بیہقی اور سعید بن منصور نے ابوذر سے اس باب میں روایت کیا ہے اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابوذر
سے ان عبارت سے روایت کی ہے الصعید الطیب وضوء المسلم ولو الی عشر حجج انتہی مختصرا وقال الحسن یجزیہ
التیمم ما لم یحدث اور حسن بصری نے کہا کہ کافی ہے اسکو تیمم جب تک حدث نہ ہو یعنی پھر جب
حدث ہو تو تیمم ٹوٹ جاویگا جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے وصل کیا اس اثر کو عبدالرزاق نے اور اسکی عبارت
یہ ہے ایک تیمم کافی ہے جب تک حدث نہ ہو اور ابن ابی شیبہ نے اسکی عبارت یہ ہے نہیں توڑتا تیمم کو مگر حدث اور
سعید بن منصور نے اسکی عبارت یہ ہے تیمم مثل وضو کے ہے جب تو وضو کرے تو پھر او وضو رہیگا جب تک حدث

نہ ہو اور یہ زیادہ صاف ہے باب کے مقصود مین اور اسیطرح وہ جو حماد بن سلمہ نے اپنے مصنف مین نکالا یونس بن
عبید سے اونہون نے حسن سے اونہون نے کہا تو سب نمازون کو ایک تیمم سے پڑہ سکتا ہے وضو کیطرح جب تک
تجہے حدث نہ ہو (فتح) وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّھُوَ مُتَیَمِّمٌ اور امامت کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے
اور اونہون نے تیمم کیا تہا ف وصل کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی وغیرہما نے اور اس کا اسناد صحیح ہے اور آگے
عمرو بن عاص سے بہی ایسا ہی منقول ہوگا اور دارقطنی نے حسن بن عمارہ سے اونہون نے حکم سے اونہون نے
مجاہد سے اونہون نے ابن عباس سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ ایک تیمم سے ایک نماز سے زیادہ نہ پڑہے اور
حسن بن عمارہ مین لوگون نے کلام کیا ہے بعضون نے کہا وہ متروک ہے مسلم نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین اسکو
ذکر کیا اون لوگون مین جن مین کلام ہوا ہے اور بیہقی نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے نکالا اونہون نے
کہا تیمم کرے ہر نماز کے لیے اگرچہ حدث نہ ہو بیہقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسیم سے اونہون نے حجاج سے
اونہون نے ابی اسحق سے اونہون نے حارث سے اونہون نے حضرت علی رضہ سے اونہون نے کہا تیمم کر
ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسناد اسکا ضعیف ہے اور نکالا عبد الرزاق سے اونہون نے معمر سے اُنہون نے قتادہ
سے کہ عمرو بن عاص ہر نماز کے لیے نیا تیمم کرتے معمر نے کہا قتادہ اسی پر عمل کرتے تہے بیہقی نے کہا یہ روایت
مرسل ہے (کیونکہ قتادہ نے عمرو بن عاص کو نہین پایا) اور ہمارے اصحاب کی دلیل یہ حدیث ہے کہ تیمم وضو ہے
مسلمان کا جب تک پانی نہ پاوے حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ تیمم وضو کے قائممقام
ہے اگرچہ اوس سے طہارت ضعیف ہو کیونکہ ابن عباس نے امامت کی اُن لوگون کی جنہون نے وضو کیا تہا
تیمم سے اور اس مسئلہ مین امام بخاری موافق ہوئے اہل کوفہ اور جمہور علماء کے اور بعض تابعین کا مذہب اسکے
خلاف ہے یعنے وہ کہتے ہین کہ ہر ایک نماز کے لیے نیا تیمم کرنا چاہیے گو حدث نہ ہو اونکی دلیل یہ ہے کہ تیمم
ایک ضرورت کی طہارت ہے نماز درست ہونیکے لیے وقت گذر جانے سے پہلے اور اسیواسطے حضرت نے
اُس جنب کو جسنے نماز نہین پڑہی تہی پانی کا برتن دیا غسل کرنیکے لیے حالانکہ پہلے آپ نے اُس سے فرما
دیا تہا تو لازم کر لے مٹی کو وہ کافی ہے تجہکو اور اسکی وجہ یہ تہی کہ جب پانی مل گیا تو اُسکا تیمم باطل ہو گیا
اور اس حدیث سے یہ مطلب نہین نکلتا کہ ایک تیمم سے ایک فرض سے زیادہ پڑہنا درست نہین اور اکثر
کے نزدیک ایک تیمم سے ایک فرض اور کئی نفل فرض کے ساتھ پڑہ سکتے ہین مگر امام مالک نے یہ شرط لگائی
کہ پہلے فرض پڑہے اور شریک قاضی نے کہا کہ ایک تیمم سے ایک ہی نماز درست ہے فرض ہو یا نفل اور ایک سے

زیادہ کوئی نماز درست نہیں نہ فرض نہ نفل ابن منذر نے کہا جب کئی نفل ایک تیمم سے درست ہوئے تو کئی فرض بھی درست ہونگی کیونکہ جو باتین فرض کے لیے شرط ہین وہی نفل کے لیے بھی شرط ہین اور بیہقی نے اقرار کیا کہ طرفین مین کسی کے پاس اس مسئلہ مین کوئی صحیح حدیث نہین ہے البتہ ابن عمر سے یہ صحیح ہوا کہ ہر فرض کے لیے ایک علیحدہ تیمم واجب ہے اور صحابہ مین سے اونکے مخالف کوئی معلوم نہین ہوتا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ ہر فرض کے لیے نیا تیمم کرنا واجب نہین ہے اور مصنف نے عدم وجوب پر دلیل لی کہ باب کی حدیث مین فَاِنَّهٗ یَکْفِیْکَ ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک پانی نہ ملے یا حدث نہ ہو تو تیمم کافی ہے اور جمہور علما یہ کہتے ہین کہ مراد اس سے وہ فرض ہے جسکے لیے تیمم کیا اب اسی تیمم سے نفل بھی جتنے چاہے پڑھ سکتا ہے پھر جب دوسرے فرض کا وقت آوے تو پانی کا ڈھونڈھنا واجب ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیوے انتہیٰ ما فی الفتح مترجم کہتا ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم جائز ہونے کے لیے نماز کا وقت آجانا شرط ہے اور صاحب منتقی نے اسپر دلیل لی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے نکالا اوسکو امام احمد نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی جہان مجھے نماز پالیوے (یعنے اسکا وقت آجاوے) تو مین مسح کرونگا اور نماز پڑھ لونگا اور امام احمد نے مسند مین ابو امامہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ساری زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی تو میری امت مین سے جس شخص کو جہان نماز پالیوے تو اوسکے پاس اسکی مسجد اور اوسکے پاس ہے اسکی پاک کرنیوالی شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین سب ثقہ ہین سوا سیار اموی کے وہ بھی سچا ہے اور اس باب مین حضرت علی سے روایت ہے اسکو نکالا بزار نے اور ابو ہریرہ سے مسلم اور ترمذی نے اور جابر سے بخاری اور مسلم اور نسائی نے اور ابن عباس سے امام احمد نے اور حذیفہ سے مسلم اور نسائی نے اور انس سے اشارہ کیا اسطرف ترمذی نے اور نکالا اوسکو سراج نے اپنے مسند مین عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا اسکو خطابی نے معالم السنن مین اور ابو امامہ سے احمد اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح اور ابو ذر سے ابو داؤد نے اور ابو موسیٰ سے امام احمد نے اور طبرانی نے باسناد جید اور ابن عمر سے بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد مین ابراہیم بن اسمعیل بن یحیےٰ بن سلمہ بن کہیل ضعیف ہے اور سائب بن یزید سے طبرانی نے اور ابو سعید سے طبرانی نے اور عترت اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد کا یہی قول ہے کہ نماز کا وقت آجانا شرط ہے تیمم کی صحت کے لیے اور ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ تیمم ہر وقت درست ہے وضو کیطرح اور ظاہر یہی ہے جو ابو حنیفہ رح نے کہا اور کوئی

دلیل اسکی نہین ہے کہ وقت سے پہلے تیمم جائز نہین انتہے مختصراً وَقَالَ یَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ

عَلَى السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا اور یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کچھ قباحت نہیں کھاری شور زمین نمکین جہاں کچھ اوگتا نہیں) زمین پر نماز پڑھنے میں اور اس سے تیمم کرنے میں ف ابن خزیمہ نے اس پر دلیل لی حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا شور زمین ہے کھجور کے درخت والی مراد مدینہ ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ آپ نے مدینہ کا نام طیبہ رکھا پس معلوم ہوا کہ شور زمین طیب ہے اور بعضوں نے خلاف کیا ہے (یعنی شور زمین سے تیمم جائز ہونے میں) مگر اسحق بن راہویہ نے (فتح مختصراً) شوکانی نے کہا جائز ہے تیمم زمین کی کل اجزا سے کیونکہ حدیث میں زمین کا لفظ عام ہے اور جس نے مٹی کو خاص کیا ہے اوس نے دلیل لی اس سے جو مسلم نے نکالا حذیفہ سے اوس میں ہے کہ زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی کی گئی اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا لفظ ہے اور احمد اور بیہقی کی روایت میں باسناد حسن یوں ہے وَجُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا اور صعید جو قرآن میں وارد ہے وہ بھی مٹی کو کہتے ہیں لیکن قاموس اور مصباح میں ہے کہ صعید مٹی ہے یا سطح زمین ازہری نے کہا اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ صعید سے مٹی مراد ہے اور عترت اور شافعی اور احمد اور داؤد نے تیمم کو خاص کیا ہے مٹی سے اور مالک اور ابوحنیفہ اور عطا اور اوزاعی اور ثوری نے زمین کے کل اجزا سے عام رکھا ہے انتہی مختصراً حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلُوا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ

او سطیحتین من ماء علی بعیر لها فقالا لها این الماء قالت عهدی بالماء امس هذه الساعة
ونفرنا خلوفا قالا لها انطلقی اذا قالت الی این قالا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت
الذی یقال له الصابی قالا هو الذی تعنین فانطلقی فجاءا بها الی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وحدثاه الحدیث قال فاستنزلوها عن بعیرها ودعا النبی صلی الله علیه وسلم
باناء ففرغ فیه من افواه المزادتین او السطیحتین واوکا افواههما واطلق العزالی ونودی
فی الناس اسقوا واستقوا فسقی من سقی واستقی من شاء وکان اخر ذلك ان اعطی الذی
اصابته الجنابة اناء من ماء قال اذهب فافرغه علیك وهی قائمة تنظر الی ما یفعل
بمائها وایم الله لقد اقلع عنها وانه لیخیل الینا انها اشد ملأة منها حین ابتدأ فیها فقال
النبی صلی الله علیه وسلم اجمعوا لها فجمعوا لها من بین عجوة ودقیقة وسویقة حتی جمعوا
لها طعاما فجعلوه فی ثوب وحملوها علی بعیرها ووضعوا الثوب بین یدیها قال لها تعلمین
ما رزئنا من مائك شیئا ولکن الله هو الذی اسقانا فاتت اهلها وقد احتبست عنهم
فقالوا ما حبسك یا فلانة قالت العجب لقینی رجلان فذهبا بی الی هذا الذی یقال
له الصابی ففعل کذا وکذا فوالله انه لاسحر الناس من بین هذه وهذه وقالت باصبعیها
الوسطی والسبابة فرفعتهما الی السماء تعنی السماء والارض او انه لرسول الله حقا
فکان المسلمون بعد ذلك یغیرون علی من حولها من المشرکین ولا یصیبون الصرم الذی
هی منه فقالت یوما لقومها ما اری هؤلاء القوم قد یدعونکم عمدا فهل لکم فی الاسلام
فاطاعوها فدخلوا فی الاسلام قال ابو عبد الله صبا خرج من دین الی غیره وقال ابو
العالیة الصابئین فرقة من اهل الکتاب یقرؤن الزبور ترجمہ عمران بن حصین جو بصرے کے
قاضی تھے ابو عمر نے کہا کہ یہ فضلا اور فقہاء صحابہ میں سے تھے انتقال کیا انہوں نے سنہ ۵۲ ہجری میں اس
کتاب میں ان سے بارہ حدیثیں مروی ہیں) نے کہا ہم سفر میں تھے ف اختلاف ہے اس سفر کی تعیین میں
صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ یہ قصہ خیبر سے لوٹتے وقت واقع ہوا اور ابوداؤد نے ابن مسعود سے
نکالا کہ حضرت ﷺ حدیبیہ سے رات کو آئے تو اترے اور فرمایا کون ہماری نگہبانی کرے گا بلال نے کہا میں اخیر حدیث
تک اور مؤطا میں زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ رات کو اترے مکہ کی راہ میں اور بلال کو مقرر کیا

رجگانے کے لیے) اور عبدالرزاق نے مصنف میں نکالا عطا ابن یسار سے مرسلاً کہ یہ واقعہ تبوک کے رستہ میں ہوا اور بیہقی نے دلائل میں ایسا ہی روایت کیا عقبہ بن عامر سے اور مسلم نے ابو قتادہ سے طول کے ساتھ اور امام بخاری نے اختصار کے ساتھ صلاۃ میں نکالا کہ ایک بار صحابہ صبح کی نماز سے سو گئے سفر میں پر یہ نہیں بیان کیا کہ کونسا سفر تھا اور ابوداود کی ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ جیش الامرا میں ہوا اور ابن عبدالبر نے اوسپر اعتراض کیا کہ غزوہ جیش الامرا غزوہ موتہ کو کہتے ہیں اوسمیں حضرت تشریف نہیں لے گئے تھے اور یہ اعتراض صحیح ہے لیکن احتمال ہے کہ غزوہ جیش الامرا سے کوئی اور غزوہ سوا غزوہ موتہ کے مراد ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ یہ واقعہ یعنے سو جانا اور صبح کی نماز قضا ہو جانا ایک بار ہوا یا کئی بار اصیلی نے کہا ایک ہی بار ہوا اور قاضی عیاض نے اوسپر اعتراض کیا اور کہا کہ ابو قتادہ کا قصہ مغائر ہے عمران بن حصین کے قصے کے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابو قتادہ کے قصے میں یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے جب آپ سو گئے تھے اور عمران کے قصے میں اونکا ساتھ ہونا مذکور ہے دوسرے یہ کہ عمران کے قصے میں یہ ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر جاگے اور حضرت نہ جاگے یہانتک کہ عمرؓ نے آپ کو بیدار کیا تکبیر سے اور ابو قتادہ کے قصے میں یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت جاگے اسکے اور بہی وجہیں مغائرت کی ہیں پران سب باتوں کے ساتھ دونوں میں جمع کرنا ممکن ہے خاصکر اوس روایت کی وجہ سے جو صحیح مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن رباح نے جنہوں نے یہ حدیث ابو قتادہ سے روایت کی یہ کہا کہ عمران بن حصین نے اونکو یہ حدیث بیان کرتے سنا تو اونہوں نے کہا دیکہو تم کیونکر بیان کرتے ہو میں بہی اس قصے کے وقت موجود تہا پہر عمران نے اونکی کسی بات کا انکار نہیں کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصہ ایک ہے مگر جو کوئی تعدد کہتا ہے وہ یوں جواب دیسکتا ہے کہ شاید عمران بن حصین دونوں قصوں میں حاضر ہوں پہر ایک قصہ اونہوں نے بیان کیا خود اور ایک قصے کی تصدیق کی جب عبداللہ بن رباح نے اوسکو ابو قتادہ سے نقل کیا اور تعدد قصہ کی ایک دلیل یہ بہی ہے کہ مقامات میں اختلاف ہے جیسے اوپر گذرا اور ابن عبدالبر نے یوں جمع کرنا چاہا کہ خیبر سے لوٹنے کا زمانہ قریب تہا حدیبیہ سے لوٹنے کے اور مکہ کی راہ دونوں پر صادق ہے اور اسمیں جو تکلف ہے وہ پوشیدہ نہیں علاوہ اسکے عبدالرزاق کی روایت میں غزوہ تبوک کی تعیین ہے اور یہ رد کرتی ہے ابن عبدالبر کا اور طبرانی نے عمرو بن امیہ سے عمران کے قصے کے مشابہ نکالا اوس میں یہ ہے کہ جس شخص نے صبح کی نگہبانی کی اون لوگوں کے لیے وہ ذومخبر تہا پہر نکالا اسکو ذی مخبر کے طریق سے بہی اور اسکی اصل ابوداؤد کے پاس بہی ہے اور صحیح مسلم میں ہے

ابو ہریرہ کی حدیث مین کہ بلال نے فجر کی نگہبانی کی تہی اور ہین یہ ہے کہ اول سب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جاگے تہے جیسے ابو قتادہ کی روایت مین ہے اور ابن حبان نے اپنے صحیح مین ابن مسعود سے نکالا کہ اونہون نے
فجر کی حفاظت کی تہی اور اس سے ہی قصے کا تعدد ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے (فتح) ت جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ اور ہم رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو ہم نے ایک نیند لی ف ابو
قتادہ کی روایت مین ہے مؤلف کے پاس کہ اونکے اوترنے کا یہ سبب ہوا کہ بعضون نے اوترنا چاہا حضرت
نے فرمایا مین ڈرتا ہون کہین سو نجاؤ نماز سے بلال نے کہا مین جگا دونگا (فتح) ت اور مسافر کو اتنی میٹہی نیند
کوئی نہین ہوتی جتنی اخیر رات مین ہوتی ہے (کیونکہ اوس وقت تہکن کا غلبہ ہوتا ہے نسیم سحری کے ٹہنڈے
ٹہنڈے جہونکے آنکہہ بند کیے دیتے ہین) پہر نہین جگایا ہم کو کسی نے مگر آفتاب کی گرمی نے تو سب سے پہلے
جو جاگے وہ فلان شخص تہے پہر فلان شخص تہے پہر فلان شخص ابو رجا (جو اس حدیث کے راوی ہین عمران بن
ملحان) انکا نام لیتے تہے لیکن عوف (جو ابو رجا سے راوی ہین) وہ بہول گئے ف اونکے نامون کو حافظ
نے کہا عوف کی متابعت کی سلم بن زریر نے اور مؤلف نے اون کی روایت کو علامات نبوت مین نکالا
اوس مین یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر رض بیدار ہوئے اور احتمال ہے کہ اونکے بعد عمران بن حصین ہونگے جنہون
نے یہ حدیث روایت کی اور انکے بعد وہ ہون جو عمران کے شریک ہین اس قصے کی روایت کرنے مین طبرانی
نے عمرو بن امیہ سے نکالا کہ ذو مخبر نے کہا پہر نہین جگایا مجہکو مگر سورج کی گرمی نے مین اوسکے پاس آیا جو
مجہہ سے قریب تہا مین نے اوسکو جگایا اور لوگون نے ایک دوسرے کو جگایا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بیدار ہوئے (فتح) ت پہر چوتہے شخص جو جاگے وہ عمر بن خطاب رض تہے اور حضرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب سو رہتے تو جگائے نہ جاتے (یعنے کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا) یہانتک کہ آپ خود ہی بیدار
ہوتے کیونکہ ہم نہین جانتے تہے آپ کو خواب مین کونسی نئی بات معلوم ہوتی ہے (یعنے خواب مین آپ پر
وحی آتی تو ہم ڈرتے کہین جگانے سے وحی مین خلل نہ پڑے) جب حضرت عمر رض جاگے اور اونہون نے لوگون
کا حال دیکہا کہ صبح کی نماز کا وقت جاتا رہا اور وہان پانی بہی نہین ہے) اور اونکی مزاج مین تیزی
تہی ف یعنے سختی مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ بلند آواز والے تہے باوجود اسکے حضرت عمر نے ادب کی
راہ سے حضرت صلعم کو نہین جگایا اور تکبیر کہنا شروع کی کیونکہ اوس مین دو مصلحتین تہین اور تکبیر کو خاص
کیا اسلیے کہ وہ اصل ہے دعا کی نماز مین (فتح) ت اونہون نے تکبیر کہی اور بلند آواز سے کہی

پہر وہ برابر تکبیر کہتے رہے بلند آواز سے یہانتک کہ اونکی آواز سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے جب آپ بیدار ہوئے تو لوگون نے شکایت کی آپ سے جو حال اونکا ہوا یعنے سوجانا اور فجر کی نماز کا وقت گذر جانا) آپنے فرمایا کچہہ ضرر نہین یا یون فرمایا کہ کچہہ ضرر نہین کریگا ف یہ شک عوف راوی سنے کی جیسے بیہقی کی روایت مین اسکی تصریح ہے اور ابو نعیم نے مستخرج مین نکالا کہ کچہہ برا نہین اور کچہہ ضرر نہین اور اس سے مقصود تسلی دینا تہا صحابہ کو کیونکہ اونکو نماز کے قضا ہوجانیکا رنج تہا (فتح) ت کوچ کردو یہ سنکر صحابہ نے کوچ کیا ف اسجگہ سے چلے حافظ نے کہا اس حدیث سے دلیل لی ہے اسپر کہ جو نماز قضا ہوجاوے پہر یاد آوے تو اوسکے پڑہنے مین دیر کرنا درست ہے اگر غفلت یا تحقیر کی راہ سے نہو اور مسلم نے اپنی روایت مین اس مقام سے کوچ کرنیکا یہ سبب بیان کیا ہے کہ آپنے فرمایا اس منزل مین شیطان ہمارے پاس آگیا اور ابوداؤد نے ابن مسعود سے نکالا اوسمین یہ ہے کہ اوس جگہہ سے ہٹ جاؤ جہان تمکو غفلت ہوئی اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا جسنے گمان کیا کہ علت دیر کرنے کی یہہ تہی کہ وہ وقت مکروہ تہا اور خود اس حدیث مین یہ موجود ہے کہ وہ جاگے نہین یہانتک کہ آفتاب کی حرارت اونکو پہونچی اور جب آفتاب اونچا نکل آیا تو مکروہ وقت کہان رہا اور مسلم کی روایت مین ہے ابوہریرہؓ سے کہ وہ نہ جاگے یہانتک کہ مارا اونکو سورج نے اور بعضون نے کہا کہ آپنے نماز مین تاخیر کی اور کسی شغل کی وجہ سے یا دشمن کے ڈر سے یا وحی کی انتظار مین یا اسوجہ سے کہ وہ مقام غفلت کا تہا جیسے ابوداؤد کی روایت مین ہے یا اسوجہ سے کہ اور لوگ جو سوتے ہین وہ بہی جاگ اوٹہین اور جو سست ہو اوسکی سستی رفع ہوجاوے اور ابن وہب وغیرہ سے مذکور ہے کہ یہ تاخیر منسوخ ہے اس آیت سے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ مین اوتری اور یہ حدیث مدینہ کی ہے اب اسمقام مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ میری آنکھین سوتی ہین اور دل نہین سوتا اس حدیث سے اوسکے خلاف پایا جاتا ہے کیونکہ اگر دل آپ کا ہشیار ہوتا تو نماز قضا نہوتی نووی نے کہا اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ دل اندر کی باتون کا ادراک کرتا ہے نہ اون باتون کا جو آنکہہ سے معلوم ہوتی ہین جیسے فجر کا ہونا سورج کا نکلنا دوسرے یہ کہ آپ کا سونا دو طرح کا تہا ایک اوسیطرح کہ دل ہشیار رہے اور آنکہین سوجاوین اور یہ اکثر ہوتا اور دوسرا یہ کہ دل اور آنکہہ دونو سوجاوین اور یہ نادر ہوتا اور صحیح پہلا جواب ہے اور قرطبی نے کہا کہ بعض علماء نے اس حدیث کے ظاہر سے یہ حکم دیا ہے کہ جہان پر سفر مین آدمی سوجاوے اور نماز قضا ہوجاوے تو اسجگہہ سے چلا جاوے

اور دوسرے مقام میں جا کر نماز ادا کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ امر خاص تھا حضرت صلعم سے دوسروں کو کسی
مقام کی برائی یا بھلائی معلوم نہیں ہو سکتی اور بعضوں نے کہا جس مقام میں عبادت سے غفلت ہو وہاں سے
سرک جانا مستحب ہے جیسے جمعہ کے دن خطبہ سنتے وقت کوئی اونگھے تو اس جگہ سے سرک جانا بہتر ہے (فتح مختصراً) تک
پھر آپ دور نہیں گئے کہ اوترے اور وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان دی گئی پھر نماز پڑھی
لوگوں کے ساتھ جب نماز سے لوٹے تو ایک شخص کو دیکھا (اوسکا نام معلوم نہیں ہوا شرح عمدہ میں ہے کہ
اوسکا نام خلاد بن رافع بن مالک انصاری تھا جو بھائی تھا رفاعہ کا ابن کلبی نے کہا خلاد بدر میں حاضر تھا اور
وہیں شہید ہوا اس صورت میں وہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ بدر کی لڑائی اس قصہ سے پہلے ہو چکی تھی) جو لوگوں
سے جدا تھا اور اوسنے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی آپنے فرمایا اے فلانے تو نے لوگوں کے ساتھ نماز
کیوں نہیں پڑھی اوسنے عرض کیا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہیں ہے ف اسلیے میں نے نماز نہیں پڑھی
اس سے بھی حنفیہ دلیل لے سکتے ہیں کہ فاقد الطہورین نماز نہ پڑھے مگر یہہ ایک صحابی کی رائے تھی جسکا
نام بھی معلوم نہیں ہوا حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم کے سامنے اجتہاد درست تھا اور یہہ بھی
نکلا کہ جماعت کے ترک پر انکار اور عیب کرنا چاہیے ت آپ نے فرمایا تو مٹی اختیار کر وہ کافی ہے تجھکو (مسلم
بن زریر کی روایت میں ہے آپ نے اوسکو حکم کیا مٹی سے تیمم کرنے کا اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) پھر
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے تو لوگوں نے آپ سے شکایت کی پیاس کی آپ اوترے اور
فلان شخص کو (یعنے عمران بن حصین کو جیسے مسلم کی روایت میں ہے) پھر جلدی بھیجا جسکو حضرت صلعم نے
چند سواروں میں جو آپ کے سامنے تھے پانی ڈھونڈھنے کے لیے) بلایا جس کا نام لیتے تھے ابو رجا لیکن
عوف بھول گئے اور حضرت علی رض کو بلایا اور فرمایا دونو جاؤ اور پانی ڈھونڈھو وہ دونوں گئے اونکو
ایک عورت ملی دو پکھالوں کے بیچ میں (مسلم کی روایت میں ہے یکایک ہم نے ایک عورت کو دیکھا جو
اپنے دونو پانوں لٹکائے تھی دو مشکوں کے بیچ میں) یا دو مشکوں کے بیچ میں پانی کے جو اونٹ پر
سوار تھی اون دونو شخصوں نے (یعنے عمران اور علی رض نے) اوس سے کہا پانی کہاں ہے وہ بولی پانی
کل مجھکو ملا تھا اسی وقت (یعنے اتنی دور ہے یہاں سے) اور ہمارے لوگ غائب ہیں (یعنے مرد
پانی لینے کو گئے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو چھوڑ گئے ہیں) ان دونوں نے اوس سے کہا تو چل وہ بولی کہاں
چلوں انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس وہ بولی اوسکے پاس جسکو لوگ صابی کہتے

ہین انہون نے کہا ہی شخص جسکو تو سمجھی تو چل ف صابی کے معنے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنیوالا کافر اور مشرک حضرتؐ کو صابی کہتے اسوجہ سے کہ آپ نے مشرکون کے طریق اور انکے مذہب کو باطل کرکے اسلام کا دین جاری کیا تہا اور حضرت علی اور عمران نے جو کہا وہی شخص اس ہین بڑا ادب ہے کیونکہ اگر یہ فرماتے نہین تو غرض فوت ہوتی اور جو ہان کہتے تو صابی ہونیکا اقرار نکلتا اس لیے گول گول جواب دیا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کر سکتے ہین جب کسی فتنہ کا ڈر نہو (فتح) ت پھر وہ دونوا وس عورت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا عمران نے کہا پھر لوگون نے اسکو کہا اونٹ پر سے اترنے کو ف اور اسکو اتارا تیسیر القاری ہین یہ ترجمہ کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اسکو اونٹ پر سے اتارو اور یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ قال کی ضمیر عمران کیطرف پھرتی ہے نہ حضرت کی طرف اور فاستنزلوہا صیغہ جمع غائب ماضی کا ہے نہ امر کا اور جو امر ہوتا تو انزلوہا ہوتا حافظ نے کہا اس عورت کا پکڑنا اور اسکا پانی لینا اسواسطے جائز ہوا کہ وہ کافر حربیہ تھی اور اگر ذمی ہو تو پیاس ایسی سخت ضرورت ہے کہ اس وقت دوسری کا پانی قیمت دیکر لی سکتا ہے اسکے سوا صحابہ نے حضرتؐ کے حکم پر عمل کیا اور حضرتؐ نے اس عورت پر ذرا بھی ظلم نہین کیا بلکہ اس پر احسان کیا کہ اسکو غلہ اور میوہ ملا اور اسکا پانی ذرا بھی کم نہوا ت اور آپ نے ایک برتن منگوایا اور اس مین پانی ڈالا دونو مشکون کے منہ سے اور ڈاٹ لگادیا ان کے موہنون پر اور انکے نیچے کی طرف کے منہ کھول دیے ف یعنی پہلے دونو مشکون کے اوپر کے منہ کھولے اور کچھ تھوڑا سا پانی ان ہین سے برتن ہین بہایا پھر وہ منہ بند کر دیے اور نیچے کیطرف سے دونو مشکون کے منہ کھول دیے اب پانی خوب بہنے لگا طبرانی اور بیہقی کی روایت ہین اتنا زیادہ ہے کہ پھر کلی کی آپ نے پانی ہین اور اسکو ڈال دیا مشکونکے منہ ہین اور اس سے وجہ نکلتی ہے اوپر کے منہ پہلے کھولنے پھر انکے بند کرنے کی اور ساری برکت جو پانی ہین ہوئی وہ آپکی پاک اور مبارک تھوک کی تھی (فتح) ت اور منادی کی گئی لوگون ہین پانی پلاؤ (اپنے جانورون وغیرہ کو) اور پیو پھر پلایا جسنے پلایا اور پیا جسنے پیا (یعنے بعضون نے اپنے جانورونکو پلایا بعضون نے خود پیا ہر ایک نے اپنا مقصد پورا کیا) اور اخیر ہین یہ ہوا کہ آپ نے ایک برتن پانی کا اسکو دیا جسکو جنابت ہوئی تھی اور فرمایا جا اور یہ پانی اپنے اوپر ڈال (یعنی اس سے غسل کرلے) اور پانی والی عورت کھڑی تھی اور دیکھ رہی تھی جو اسکے پانی سے کر رہے تھے اور قسم خدا کی پانی لینا موقوف کر دیا گیا اور ہمکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکین زیادہ بھری ہوئی ہین اس وقت سے جب

پانی لینا شروع کیا گیا تہا پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لیے اکٹھا کرو (کہانا)
تو لوگون نے اکٹھا کیا اوسکے لیے کہجور اور آٹا اور ستو (جو جسکے پاس تہا وہ دیا) یہانتک کہ اوسکے لیے (بہت سا)
کہانا اکٹھا کیا (امام احمد کی روایت مین بہت کا لفظ آیا ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون اور جوار کے سوا اور
کہانون کو بہی طعام کہتے ہین) پہر وہ سب کہانا ایک کپڑے مین لپیٹا اور اُس عورت کو اوسکے اونٹ پر سوار
کر دیا اور کہانیکا کپڑا اوسکے سامنے رکہدیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو جانتی
ہے ہمنے تیری پانی کو کچھ بھی کم نہین کیا لیکن اللہ تعالی نے اوسی نے ہمکو پانی پلایا پہر وہ عورت اپنے گہر والون
مین گئی اور روکی گئی تھی اون کے پاس جانے سے (یعنے اوسکو دیر لگ گئی تہی گہر پہنچنے مین) تو اوسکے گہر والون
نے کہا اے فلانی تو کہان رہگئی تہی اوسنے کہا ایک تعجب نے مجھے روک لیا تہا مجھے دو شخص ملے اور اُس شخص
کے پاس لے گئے جسکو صابی کہتے ہین اوس نے ایسا کیا ایسا کیا تو قسم خدا کی وہ ان سب لوگون سے زیادہ
جادوگر ہے جو اس کے اور اس کے بیچ مین اور اشارہ کیا اوس نے بیچ کی اونگلی اور کلمے کی اونگلی سے تو اوٹہایا
ان دونون اونگلیون کو آسمان کیطرف اُسکا مطلب زمین اور آسمان سے تہا (یعنے زمین اور آسمان کے
درمیان جتنے لوگ رہتے ہین اون سب سے زیادہ جادوگر ہے) یا وہ بیشک اللہ کا رسول ہے (تو اوس عورت
کو شک ہوئی کہ پیغمبر ہین یا جادوگر) پہر مسلمانون کا یہ حال رہا اُسکے بعد کہ وہ اوس عورت کے گرد مشرکون کو
غارت کرتے تہے اور اُس جماعت کو غارت نہ کرتے جسمین سے وہ عورت تہی (یعنے اوسکا گانون چہوڑ دیتے
اور نہ لوٹتے اس خیال سے کہ اوسنے مسلمانون کو پانی دیا تہا اور حضرت صلعم نے اوسکے لیے غلہ جمع کرایا تہا)
ایک روز اُس عورت نے اپنی قوم سے کہا مین سمجہتی ہون یہ لوگ (یعنے مسلمان) تمکو قصداً چہوڑ دیتے
ہین (یہ نہین کہ تمکو نہین دیکہتے یا بہولجاتے ہین تو مسلمان اونکی رعایت کرتے تہے اس خیال سے کہ چند
روز مین شاید مسلمان ہو جاوین کیونکہ معجزہ حضرت صلعم کا اونکو پہنچ چکا تہا) تو تم چاہتے ہو مسلمان ہونا پہر
اوسکی قوم کے لوگون نے اوس عورت کا کہنا مان لیا اور مسلمان ہوگئے امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا
صَبَا یعنے ایک دین سے دوسرے دین کیطرف نکل گیا اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران) نے کہا صابئین
ایک فرقہ ہے اہل کتاب مین سے جو زبور کو پڑہتے ہین ف روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے موصولاً
ابو العالیہ سے اور بعضون نے کہا صابئین منسوب ہین صابی بن متوشلخ کیطرف جو چچا تہے حضرت نوح
علیہ السلام کے اور ابن مردویہ نے باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ صابئین کے پاس کوئی کتاب آسمانی نہین ہے

اور امام بخاری اس باب مین ابو العالیہ کا اثر اسلیے لائے کہ قرآن مین جو صابئین کا لفظ ہے وہان صابی سے دوسرے معنے مراد ہے اور حدیث مین صابی سے دوسرے معنے مراد ہے یعنے ایک دین کو چھوڑکر دوسرا دین اختیار کرنے والا (فتح) اور اس حدیث کو مؤلف نے علامات نبوت مین اور مسلم نے صلوٰۃ مین نکالا بیضاوی نے کہا صابئین ایک فرقہ ہے نصاریٰ اور مجوس کے بیچ مین اور بعضون نے کہا اونکا اصلی دین حضرت نوح ؑ کا دین تھا اور بعضون نے کہا وہ فرشتون کو پوجتے ہین اور بعضون نے کہا ستارون کو (قسطلانی) **باب** اِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰی نَفْسِہِ الْمَرَضَ اَوِ الْمَوْتَ اَوْخَافَ الْعَطَشَ تَیَمَّمَ جب جنب کو بیمار ہوجانے یا مرجانے کا ڈر ہو (اگر نہاوے) یا پیاسا ہونے کا (اگر پانی کم ہو) تو تیمم کرلیوے (پانی ہوتے ساتھہی) **ف** قسطلانی نے کہا بیمار ہوجانے سے عام بیماری مراد ہے جس سے ہلاکت کا ڈر ہو یا نہ ہو جیسے بیماری زیادہ ہوجانے کا یا اوسکے مانند مثلاً کسی عضو مین ایک کھلا عیب ہوجانیکا اور پیاس کا ڈر عام ہے شامل ہے لپنے یا لپنے رفیق یا لپنے جانور کے پیاسے ہونے کو اگرچہ بالفعل یہ ڈر نہ ہو لیکن آئندہ ہووے (قسط) حافظ نے کہا اسمین فقہا کا اختلاف ہے مگر جب پیاس کا ڈر ہو تو بالاتفاق تیمم جائز ہے شوکانی نے کہا جب ضرر کا ڈر ہو تو تیمم جائز ہے عترت اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین اور احمد بن حنبل اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ تیمم جائز نہین ضرر کے ڈر سے کیونکہ قرآن مین پانی نہ پانے کی شرط ہے اور وہ پانی پاتا ہے انتہے مین کہتا ہون اسیطرح تیمم جائز ہے جب پانی کی قیمت اوسکے پاس نہ ہو اور بلا قیمت پانی نہ ملے یا قیمت اسقدر گران ہو کہ وہ دے نہ سکے وَیُذْکَرُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِیْ لَیْلَۃٍ بَارِدَۃٍ فَتَیَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَذُکِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُعَنِّفْ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ عمرو بن عاص (بن وائل بن ہاشم قرشی سہمی مصر کے امیر جو اسلام لائے تہے مکہ کی فتح سے پہلے ۸ سنہ ہجری مین اور شرم کے مارے حضرت ؐ سے نگاہ نہین ملاتے تہے اس کتاب مین اُن سے تین حدیثین مروی ہین) جنب ہوئے سرد رات مین (غزوہ ذات السلاسل مین) تو انہون نے تیمم کیا (اور نماز پڑہائی لپنے ساتہیون کو صبح کی) اور یہ آیت پڑہی مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے پہر ذکر کیا گیا اسکا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ملامت نہ کی **ف** اونکو تو معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی کے استعمال سے ہلاکت کا ڈر ہو وہ تیمم کرلیوے خواہ یہ ڈر سردی کی وجہ سے ہو یا اور کسی وجہ سے اور یہ بہی نکلا کہ وضو کرنے والون کی نماز تیمم کرنیوالے کے پیچہے درست ہے اور یہ بہی نکلا کہ حضرت ؐ کے زمانے مین اجتہاد جائز تہا اور اسحدیث کو ابوداؤد

اور حاکم نے نکالا یحییٰ بن ایوب سے اونہون نے یزید بن حبیب سے اونہون نے عمران بن ابی انس سے اونہون نے عبدالرحمن بن جبیر سے اونہون نے عمرو بن عاص سے اونہون نے کہا مجھے احتلام ہوا سردی کی رات مین غزوہ ذات السلاسل مین تو مین ڈرا اگر غسل کرون تو ہلاک ہو جاؤن پھر مین نے تیمم کیا اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی اونہون نے اسکا ذکر کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اے عمرو تو نے نماز پڑھی اپنے ساتھیون کے ساتھ جنب رہ کر مین نے آپ سے بیان کیا وہ سبب جس سے مین غسل نہ کرسکا اور مین نے کہا مین نے سنا ہے اللہ فرماتا ہے مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھہ نہ فرمایا اور روایت کیا اسکو ان دونون نے عمرو بن حارث کی طریق سے اونہون نے یزید بن ابی حبیب سے اوس مین ایک شخص ابو قیس مولیٰ عمرو بن عاص کا واسطہ ہے درمیان ابن جبیر اور عمرو کے اور اوسمین یہ ہے دہویا میل جمنے کے مقامون کو جیسے بغلون اور چڈون کو اور وضو کیا اور اس مین یہ نہین کہ تیمم کیا اور اسمین یہ ہے کہ عمرو نے کہا اگر مین غسل کرتا تو مرجاتا اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ اوزاعی نے اس قصہ کو حسان بن عطیہ سے روایت کیا اور کہا کہ عمرو نے تیمم کیا انتہے اور عبدالرزاق نے اسکو روایت کیا دوسرے طریق سے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اور تیمم کا ذکر نہین کیا اور پہلی روایت مولف کی مراد کے زیادہ لائق ہے اور اسکا اسناد قوی ہے لیکن مولف اسکو تمریض کے صیغہ سے بیان یعنے یذکر سے کیونکہ اونہون نے مختصر کیا اوسکو اور اسکی ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص نے یہ آیت اپنے یارون کو سنائی اور وہ جنب تھے حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ اونہون نے یہ آیت جب پڑہی جب حضرت کے پاس لوٹ کر آئے اور حضرت نے انکو امیر کیا تھا غزوہ ذات السلاسل مین جیسے مغازی مین ذکر آویگا بیہقی نے کہا دونون روایتون مین جمع کرنا ممکن ہے اس طرح سے کہ پہلے اونہون نے وضو کیا ہوگا پھر تیمم کرلیا ہوگا باقی اعضا کیطرف سے انتہے مختصراً شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور دارقطنی اور احمد نے بھی روایت کیا اور اس حدیث سے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابن منذر نے دلیل لی کہ جس شخص نے سردی کی وجہ سے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو اوسپر اعادہ واجب نہین کیونکہ حضرت نے عمرو بن عاص کو نماز کے اعادے کا حکم نہ دیا ابن رسلان نے کہا جو شخص پانی گرم کرسکتا ہو وہ سردی کی شدت مین تیمم نہ کرے بلکہ غسل کرے گرم پانی سے یا اس طرح سے کہ ضرر نہ کرے مثلاً ایک عضو کو دہو کے پھر اوسکو ڈھانپ لیوے پھر دوسرا عضو دہووے اور جو غسل نہ کرسکے تو تیمم کرلیوے اور نماز پڑھ لے اکثر علما کا یہی قول ہے اور حسن اور عطا نے کہا کہ غسل کرے اگرچہ غسل کیوجہ سے مرجاوے اور ابن مسعود نے کہا اگر ہم لوگون کو تیمم کی رخصت دیوین تو قریب

کہ جب پانی اوسکو سرد معلوم ہو تو تیمم کرنے لگین اس سے یہ نکلتا ہے کہ سردی کی شدت مین تیمم جائز نہین اور ابوداؤد اور دارقطنی نے اور ابن ماجہ اور ابن سکن نے جابر رض سے روایت کیا ہم ایک سفر مین نکلے تو ہم مین سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر مین زخم کر دیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوسنے اپنے ساتھیون سے پوچھا تم میرے لیے تیمم کرنے کی رخصت پاتے ہو انہون نے کہا ہم تیرے لیے رخصت نہین پاتے اور تو قادر ہے پانی پر پھر اوسنے غسل کیا اور مر گیا جب ہم حضرت صلعم کے پاس آئے آپکو اوسکی خبر دی گئی آپ نے فرمایا مار ڈالا لوگون نے اوسکو اللہ اونکو مارے اگر نہین جانتے تھے تو پوچھا کیون نہین کیونکہ حیران شخص کا علاج پوچھنا ہے (یعنے جسکو مسئلہ معلوم نہو اسکی دوا یہی ہے کہ عالم سے پوچھے) اوسکو کافی تھا تیمم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لینا پھر اوسپر مسح کرنا اور باقی بدن دھو ڈالنا ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور متفرد ہوا اوسکے ساتھ زبیر بن خریق وہ قوی نہین ہے یہ دارقطنی نے کہا اور مخالفت کی اسکی اوزاعی نے تو روایت کیا اوسکو عطا سے انہون نے ابن عباس سے اور یہی ٹھیک ہے حافظ نے کہا ابوداؤد نے اسکو نکالا اوزاعی سے انہون نے کہا مجھکو پہونچی عطا سے انہون نے سنا ابن عباس سے اور دارقطنی نے کہا کہ اختلاف ہوا اوس مین اوزاعی پر اور صواب یہ ہے کہ اوزاعی نے اسکی آخر کو مرسل کیا عطا سے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا کہ اوزاعی نے اسکو نہین سنا عطا سے بلکہ اسمعیل بن مسلم سے انہون نے عطا سے اور ابن سکن نے ابن ابی داؤد سے نقل کیا کہ زبیر بن خریق کی حدیث اوزاعی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ولید بن عبید سے اونہون نے اپنے چچا عطا بن ابی رباح سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعًا اور ولید بن عبید کو دارقطنی نے ضعیف کیا اور قوی کہا اسکو اوس نے جس نے اس حدیث کو صحیح کہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ پٹی پر مسح کرنا واجب ہے اور اسکی مثل ہے حدیث حضرت علی رض کی مجھے حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پٹیون پر مسح کرنیکا اور اتفاق کیا حدیث کے حافظون نے اسکے ضعف پر اور موید باللہ اور ہادی کے ایک قول مین اور ابو حنیفہ اور ساتون فقیہون کے اور شافعی کے مذہب مین پٹی پر مسح واجب ہے بشرطیکہ طہارت پر باندھی جاوے اور جو بدن تندرست ہو اوس پر پٹی نہو مگر جسقدر ضرورت سے ڈھنپ جاوے اور یہ مسح پانی سے چاہیے نہ مٹی سے اور ابو العباس اور ابو طالب اور ہادی کا ایک قول اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پٹی پر مسح نکرے نہ پٹی کھولے بلکہ اسکا دھونا معاف ہے وہ کہتے ہین کہ جابر اور علی کی حدیثون مین گفتگو ہے حالانکہ جابر کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے تو وہ حجت لینے کے لائق ہے اور قوی کیا اسکو حضرت علی کی حدیث نے

البتہ جابر کی حدیث سے غسل اور مسح اور تیمم تینون مین جمع کرنا نکلتا ہے انتہے کلام الشوکانی رح زیلعی نے کہا کہ عمرو بن عاص کی حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور اسمین ایک طویل گفتگو ہے جسکو ہم نے کشاف کی تخریج مین بیان کیا ہے اور ابن عمر کی روایت مین یہ ہے کہ اونکو احتلام ہوا تو انہون نے سبل جسم کے مقامون کو دہویا اور وضو کیا نماز کا سا پہر نماز پڑہائی اونکو اخیر حدیث تک روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی نے اور حاکم نے کہا یہ بہی بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور میرے نزدیک بخاری اور مسلم نے اسکو اسلیے نہ نکالا کہ پہلی روایت اسکی خلاف ہے حالانکہ قصہ ایک ہی ہے تو علت ہو گئی لیکن تیمم کی روایت وضو کی روایت کو معلول نہین کر سکتی کیونکہ مصر والی اپنے ملک کی حدیث کو بصرے والون سے زیادہ پہچانتے ہین اور مطلب انکا یہ ہے کہ وضو کی روایت کو مصری لوگون نے روایت کیا ہے اور تیمم کو بصرے والے نے مصری سے بیہقی نے کہا احتمال ہے کہ تیمم اور وضو دونو کیے ہون تو جہانتک ممکن ہوا غسل کیا اور وضو کیا پہر باقی کے لیے تیمم کیا نووی نے خلاصہ مین کہا بیہقی نے جو کہا وہی معین ہے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے یا صحیح ہے انتہے **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ لَا تُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هَكَذَا يَعْنِي تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَقَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ **ترجمہ** ابوموسے اشعری رض نے عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا جب تمکو پانی نہ ملے اور تم جنب ہو) تو تم نماز نہ پڑہو گے عبد اللہ نے کہا (ہان اگر مین ایک مہینے تک پانی نہ پاؤن تو نماز نہ پڑہون گا اسمعیلی اگر مین رخصت دون اسمین لوگون کو تیمم کرنے کی (یعنے جنابت مین) تو ان مین سے جب کسی کو سردی لگے گی وہ ایسا کریگا یعنے تیمم کرکے نماز پڑہ لیگا ابوموسے نے کہا پہر عمار کا قول کہان گیا جو انہون نے حضرت عمر سے کہا تہا (کہ حضرت صلعم نے اونکو جنابت مین تیمم کرنے کی اجازت دی) عبد اللہ نے کہا مینے عمر کو نہین دیکہا عمار کے قول پر اونہون نے قناعت کی ہو **ف** حالانکہ عمار معتبر صحابی تہے اور انکی روایت سچ ہے مگر حضرت عمر نے اون کی اس روایت پر اسلیے قناعت نہ کی کہ وہ بہی عمار کے ساتہ اس سفر مین موجود تہے اور عمار نے جو قصہ بیان کیا وہ اونکو یاد نہ آیا اسلیے انہون نے اس روایت مین شک کیا اور جنب کو تیمم کرنے کی اجازت نہ دی عبد اللہ بن مسعود بہی اس مسئلہ مین حضرت عمر کے موافق تہے اور بعض کہتے ہین کہ عبد اللہ نے بعد کو اس سے رجوع کیا اب اس مسئلہ سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے کہ حضرت عمر اور ابن مسعود دونو جلیل القدر صحابہ ہین

مگر جب انہوں نے عمار کی حدیث کے خلاف فتوی دیا اور عمار نے حضرت رسولخدا سے حدیث نقل کی تو تمام ائمہ اور مجتہد نے حدیث پر عمل کیا اور عمر اور ابن مسعود دونوں کا قول چھوڑ دیا پس جب حدیث کے خلاف حضرت عمر کا قول جو خلفائے راشدین میں سے ہیں اور اونکی پیروی کا حکم ہے مقبول نہ ہو تو اور بیچارے مجتہد یا عالم یا درویش کس شمار اور قطار میں اونکے جتنے قول قرآن اور حدیث کے خلاف ہوں وہ پھینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہیں حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی حدثنا الاعمش قال سمعت شقیق بن سلمۃ قال کنت عند عبد اللہ وابی موسی فقال لہ ابو موسی ارایت یا ابا عبد الرحمن اذا اجنب فلم یجد ماء کیف یصنع فقال عبد اللہ لا یصلی حتی یجد الماء فقال ابو موسی فکیف تصنع بقول عمار حین قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکفیک قال الم تر عمر لم یقنع بذلک فقال ابو موسی فدعنا من قول عمار کیف تصنع بھذہ الایۃ فما دری عبد اللہ ما یقول فقال انا لو رخصنا لھم فی ھذا لاوشک اذا برد علی احدھم الماء ان یدعہ ویتیمم فقلت لشقیق فانما کرہ عبد اللہ لھذا قال نعم ترجمہ شقیق بن سلمہ رض سے روایت ہے میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسی اشعری رض کے پاس تھا تو ابو موسے نے کہا اے ابو عبد الرحمن جب کوئی شخص جنب ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا کرے عبد اللہ نے کہا نماز نہ پڑہے یہانتک کہ پانی پاوے ابو موسیٰ نے کہا تم کیا جواب دو گے عمار کے قول کا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا تم کو کافی تھا اسطرح تیمم کر لینا جیسے آگے آویگا) عبد اللہ نے کہا تم نے نہیں دیکھا حضرت عمر رض نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی ابو موسے نے کہا اچھا عمار کا قول جانے دو تم آیت کا کیا جواب دیتے ہو (جو سورۂ مائدہ میں ہے اَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ کیونکہ لمس سے جماع مراد ہے تو آیت سے تیمم کا جواز ثابت ہے جنب کو لیے) پھر عبد اللہ کو جواب نہ بنا تو کہنے لگے اگر ہم انہیں لوگوں کو تیمم کی اجازت دیں تو قریب ہے کہ جب ان میں سے کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو تو وہ پانی کو چھوڑ دے گا اور تیمم کرلیگا اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو عبد اللہ نے جنب کو تیمم کرنا اسلیے مکروہ جانا (یعنے اس خیال سے کہیں لوگ سردی میں تیمم نہ کرنے لگیں) شقیق نے کہا ہاں **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مناظرہ میں ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری عمدہ اور کھلی دلیل اختیار کرسکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو تیمم درست ہے لیکن عمر اور ابن مسعود اس کے خلاف میں تھے اور یہ بھی نکلا کہ ابو موسے کی دلیل قوی تھی جب تو عبد اللہ بن مسعود کو جواب بن نہیں آیا اور آگے اسکا ذکر آوے گا (فتح) مترجم کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود ابو موسے کا جواب یوں دے سکتے تھے کہ آیت میں لمس سے چھونا مراد ہے جو

ناقض وضو ہے نہ موجب غسل اور ابن مسعود کا یہی مذہب تہا کہ لمس عورت ناقض وضو ہے چنانچہ امام مالک وغیرہ نے اون سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس صورت مین جواب دینے کا سبب معلوم نہین ہوتا بعضون نے کہا شاید اونکے نزدیک بہی اس آیت مین لمس سے جماع مراد ہوگا اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب آیت سے جنب کے لیے تیمم کا جواز ثابت ہو تو عبد اللہ بن مسعود اوسکے خلاف کیونکر فتوے دیتے تہے بالجملہ یہ مقام اشکال سے خالی نہین ہے **باب** التیمم ضربۃ تیمم مین ایک بار ہاتہہ مارنا **حدثنا** محمد بن سلام قال اخبرنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن شقیق قال کنت جالسا مع عبد اللہ وابی موسی الاشعری فقال لہ ابو موسی لو ان رجلا اجنب فلم یجد الماء شہرا اما کان یتیمم ویصلی فکیف تصنعون فی سورۃ المائدۃ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فقال عبد اللہ لو رخص لہم فی ہذا لاوشکوا اذا برد علیہم الماء ان یتیمموا الصعید قلت وانما کرہتم ہذا لذا قال نعم فقال ابو موسی الم تسمع قول عمار لعمر بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ فاجنبت فلم اجد الماء فتمرغت فی الصعید کما تمرغ الدابۃ فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما کان یکفیک ان تصنع ہکذا فضرب بکفہ ضربۃ علی الارض ثم نفضہا ثم مسح بہا ظہر کفہ بشمالہ او ظہر شمالہ بکفہ ثم مسح بہا وجہہ فقال عبد اللہ الم تر عمر لم یقنع بقول عمار وزاد یعلی عن الاعمش عن شقیق قال کنت مع عبد اللہ وابی موسی فقال ابو موسی الم تسمع قول عمار لعمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی انا وانت فاجنبت فتمعکت بالصعید فاتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرناہ فقال انما کان یکفیک ہکذا ومسح وجہہ وکفیہ واحدۃ **ترجمہ** شقیق بن سلمہ سے روایت ہی مین عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسی اشعری رض کے پاس بیٹہا تہا ابو موسے نے عبد اللہ سے کہا تم کیتے ہو اگر ایک شخص جنب ہو پہر ایک مہینہ تک پانی نہ پاوے تو تیمم نہ کرے اور نماز نہ پڑہے **ف** یہہ اصیلی اور کریمہ کی روایت ہی اور اکثر نسخون مین اما کان تیمم ویصلی ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے کیونکر کرے نماز کو عبد اللہ نے کہا تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پاوے اور ایسا ہی ہے ابو داؤد کی روایت مین کہا پہر ابو موسے نے کہا پہر تم کیا کرتے ہو اس آیت مین **ت** تو تم کیا کرتے ہو یعنے کیا معنے کرتے ہو کیا جواب دیتے ہو) سورہ مائدہ مین فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا **ف** اسکے اول یون ہے

اَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ یعنے چھوؤ یا صحبت کرو تم عورتون سے تو تم تیمم کرو پاک مٹی پر اس آیت سے صاف نکلتا ہے
کہ جنب کو تیمم جائز ہے اور سورۂ نساء مین بھی یہ آیت موجود ہے مگر سورۂ مائدہ کی آیت اس مطلب مین زیادہ صاف
ہے کیونکہ اُس سے پہلے وضو کا ذکر ہو چکا ہے اور اسی لیے ابو موسے نے سورۂ مائدہ کا حوالہ دیا خطابی وغیرہ نے کہا
اسمین دلیل ہے کہ عبد اللہ بن مسعود لمس کے معنے جماع کے کہتے تھے ورنہ ابو موسے کا جواب دیتے اسطرح سے کہ آیت
مین جنابت مراد نہین بلکہ حدث اصغر یعنے عورت کو ہاتھ لگانا مراد ہے جو مساس ہو جماع سے کم اس صورت
مین تیمم وضو کا بدل ہوا اور وضو کے بدل ہونے سے غسل کا بدل ہونا ضرور نہین (فتح) ت عبد اللہ نے کہا
اگر ان کو اس تیمم کی اجازت دیجاوے تو قریب ہے کہ جب انکو پانی ٹھنڈا معلوم ہو تو وے تیمم کرین مٹی سے
شقیق نے کہا (اعمش سے) مین نے کہا تم نے اسی لیے جنب کے تیمم کے مکروہ کو جانا انہون نے کہا ہان پھر
ابو موسی نے کہا کیا تم نے عمار (بن یاسر) کا قول نہین سنا انہون نے حضرت عمر سے کہا مجھکو جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بھیجا مین جنب ہوا پھر پانی نہ پایا تو مٹی مین اسطرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا
ہے پھر مین نے اسکا ذکر کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تجھکو کافی تھا اسطرح کرنا پھر
مارا آپ نے اپنی ہتھیلی سے (اصیلی کی روایت مین دونو ہتھیلیون سے ہی) ایک مار زمین پر پھر پھونکا (خاک
غبار کم کرنے کے لیے) پھر داہنی ہتھیلی کی پشت پر مسح کیا بائین ہاتھ سے (یعنے بائین ہتھیلی کو داہنی ہتھیلی
کی پشت پر پھیرا) یا بائین ہتھیلی کی پشت پر مسح کیا داہنی ہتھیلی سے ف حافظ نے کہا تمام روایتون مین
یون ہی ہے شک کے ساتھ اور ابو داؤد کی روایت مین ابو معاویہ کے طریق سے یہ ہے پھر مارا بائین ہاتھ کو
داہنے پر اور داہنے کو بائین پر پھر مسح کیا اپنے مونھ پر اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابو موسے نے پہلی آیت
سے دلیل لی پھر عمار کی حدیث سے اور حفص کی روایت جو اوپر گذری اسمین اسکا اُلٹا ہے اور وہی راجح ہے
ت پھر مسح کیا اوس سے اپنے مونھ پر ف اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم مین ایک مار مارنا کافی ہے اور
ابن منذر نے کہا کہ جمہور علما کا یہی قول ہے اور اسی کو اختیار کیا اور یہ بھی نکلا کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین ہے
اور اسمٰعیلی کی روایت مین یون ہے تجھکو کافی تھا دونو ہاتھ زمین پر مارنا پھر اون کو پھونک دینا پھر مسح کرنا داہنے
ہاتھ سے بائین پر اور بائین سے داہنے پر پھر مسح کرنا اپنے مونھ پر اور مسلم کی روایت مین یون ہے پھر مسح کیا
بائین ہاتھ کا داہنے سے اور دونو ہتھیلیون کی پشت کا اور مونھ کا (فتح ملخصًا) ت عبد اللہ نے کہا تم نے
نہین دیکھا حضرت عمر رضہ نے عمار کے قول پر قناعت نہین کی ف کیونکہ عمار نے یہ بیان کیا عمر رضہ سے

کہ تم بہی میرے ساتہہ تہے اور اس قصے مین حاضر تہے اور اونکو یہ قصہ بالکل یاد نہ آیا اسیواسطے حضرت عمر نے کہا عمار سے جیسے مسلم کی روایت مین ہے اے عمار خدا سے ڈر عمار نے کہا اگر تم چاہو تو مین یہ حدیث بیان نہین کرونگا عمر رضہ نے کہا ہم تیرا کام تجہی پر ڈالتے ہین نووی نے کہا مطلب حضرت عمر کا یہ تہا خدا سے ڈر یعنے اپنی روایت مین احتیاط اور غور کر شاید تو بہول گیا ہو یا تجہے شبہہ ہو گیا ہو کیونکہ مین بہی تیرے ساتہہ تہا پر مجہے یہ قصہ بالکل یاد نہین اور عمار کا یہ مطلب تہا کہ اگر مصلحت اسی مین ہی کہ یہ حدیث بیان نہ کیجاوے تو مین اور کسی سے بیان نہ کرونگا کیونکہ مین نے تمکو حدیث سنادی حضرت عمر نے پہر جو کہا تیرا کام تجہی پر ڈالین گے اوسکا مطلب یہ ہی کہ مجہکو یاد نہ ہونے سے یہ ضرور نہین کہ حدیث ناحق ہو تو مین تجہکو کیونکر منع کرسکتا ہون اوسکے بیان کرنے سے حافظ نے کہا عمر کو تو یہ حدیث قبول نہ کرنے مین یہ عذر تہا لیکن ابن مسعود رض کو عمار کی حدیث قبول نہ کرنے کے لیے کوئی وجہ نہ تہی اور اسیواسطے ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ اونہون نے رجوع کیا اپنے مذہب سے اور اوسکا اسناد منقطع ہے انتہی ت یعلے بن عبید کوفی نے اس روایت مین زیادہ کیا (اسکو وصل کیا امام احمد نے مسند مین) اعمش سے اونہون نے شقیق سے اونہون نے کہا مین عبد اللہ اور ابو موسے کے ساتہہ تہا تو ابو موسے نے کہا تم نے عمار کا قول نہین سنا حضرت عمر سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو اور تمکو بہیجا تو مین جنب ہوا پہر لوٹا مٹی مین لیجا اوسکے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجہکو کافی تہا اسطرح اور مسح کیا اپنے مونہہ اور دونوں پہونچون پر ایک بار یا ایک ضربہ سے ف قسطلانی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو تیمم مین ایک بار کافی ہونا دوسرے کفین کا مسح منہ سے پہلے کرنا تیسرے ایک کف کی پشت پر مسح کرنا چوتہے بانہون کا مسح کرنا پانچوین اوس مٹی کا منہ کے لیے استعمال کرنا جس سے کف پر مسح کرچکے ہین اور رافعی اور امام احمد کا مذہب وہی ہے جو اس حدیث سے ثابت ہی اور نووی نے کہا کہ زیادہ صحیح منصوص دوبار مارنا ہے حافظ نے کہا مراد نووی کی یہ ہے کہ شافعیہ کے مذہب مین صحیح دوبار مارنا ہے اور یہ غرض نہین کہ دلیل کے رو سے دوبار مارنا زیادہ صحیح ہے قسطلانی نے کہا حنفیہ کے نزدیک تیمم مین ترتیب ضرور نہین ہے جیسے اس حدیث سے نکلتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ترتیب واجب ہے انتہے مختصرا منتقے مین ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے تیمم کے باب مین فرمایا وہ ایک بار ہی منہ اور دونوں ہاتہون کے لیے اور ایک لفظ مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے اونکو حکم دیا تیمم کرنیکا مونہہ اور دونوں ہتہیلیون کے لیے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے شوکانی نے کہا ابن عبد البر نے کہا اکثر جید

عمار سے ایک ضرب مروی ہے اور دو ضربون کی روایتین سب مضطرب ہین اور امام بیہقی نے اوسکی تمام طریقون کو
اچھی طرح جمع کیا ہے اور طبرانی نے اوسط مین اور کبیر مین روایت کیا کہ حضرت صلعم نے عمار سے فرمایا کافی ہے تجھکو
ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونون پہونچون کے لیے اور اسکی اسناد مین ابراہیم بن محمد بن ابی یحیےٰ ضعیف ہے اگرچہ
امام شافعی نے اس سے حجت لی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم مین ایک ہی مار ہے مونہہ اور دونو پہونچون کے لیے
اور یہی قول ہے عطا اور مکحول اور اوزاعی اور امام احمد بن حنبل اور اسحٰق اور صادق اور امامیہ اور اکثر اہل حدیث کا اور ہادی
اور ناصر اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور امام یحیےٰ اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور فقہا کا یہ قول ہے کہ دو مارین واجب
ہین ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتھون کے لیے اور ابن المسیب اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ تین مارین
واجب ہین ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونون پہونچون کے لیے اور تیسری دونو بانہون کے لیے زیلعی نے
تخریج مین کہا کہ پہلے مذہب والون کی دلیل عمار کی حدیث ہے جسکو نکالا چہون عالمون نے اوسمین یہ ہے کہ
تجھکو کافی تھا دونو ہاتھ زمین پر مارنا پھر پھونکنا پھر مسح کرنا اون سے اپنے مونہہ اور دونو پہونچون پر اور بخاری اور
مسلم نے نکالا اعمش سے اُنہون نے شقیق سے جو روایت اوپر گذری اور امام احمد نے مسند مین نکالا سعید بن عبد الرحمٰن
بن ابزیٰ سے اُنہون نے اپنے باپ سے اُنہون نے عمار بن یاسر سے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے تیمم مین ایک مار
ہے مونہہ اور دونون پہونچون کے لیے اور دوسرے مذہب والون نے دلیل لی ابن عمر کی حدیث سے جو نکالی حاکم
نے مستدرک مین اور دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے علی بن ظبیان سے اُنہون نے عبید اللہ بن عمر سے
اُنہون نے نافع سے اُنہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو مارین ہین ایک بار
مونہہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے اور کہا مین
نہین جانتا اسکو کسی نے مسند کیا ہو عبید اللہ سے سوا علی بن ظبیان کے اور وہ سچا ہے اور وقف کیا اسکو یحیےٰ
بن سعید اور ہشیم اور مالک نے نافع سے اور دارقطنی نے کہا کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے اور وقف کیا اسکو
یحیےٰ القطان اور ہشیم وغیرہ نے اور یہی صواب ہے پھر نکالا ان دونون کی حدیثون کو اور بعضون نے اس حدیث کو
ضعیف کیا علی بن ظبیان سے امام مین ہے کہ ابن نمیر نے کہا وہ خطا کرتا ہے اپنی سب حدیثون مین اور یحیےٰ
بن سعید اور ابو داؤد نے کہا وہ کچھ نہین اور نسائی اور ابو حاتم نے کہا وہ متروک ہے اور ابو زرعہ نے کہا واہی
الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی حدیث سے حجت لینا ساقط ہے اور نکالا اس حدیث کو ابن عدی نے اور کہا
کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے لیکن ثقہ شخصون نے جیسے سفیان ثوری اور یحیےٰ القطان ہین اُنہون نے

وقف کیا اسکو اور ضعیف کیا علی بن ظبیان کو نسائی اور ابن معین اور اونکے سوا ثقین سے زیلعی نے کہا اسکا اور
ایک طریق ہے اُسکو نکالا حاکم اور دارقطنی نے سلیمان بن ابی داؤد حرانی سے اونہنے سالم اور نافع اونہنے ابن
عمر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسکی جو گذرا اور ایک اور طریق ہے اسکو بھی نکالا حاکم
اور دارقطنی نے سلیمان بن ارقم سے اُنہو زہری سے اونہنے سالم سے لیکن دارقطنی نے کہا کہ سلیمان بن ابی داؤد
اور سلیمان بن ارقم دونو ضعیف ہین اور حاکم نے کہا کہ یہ دونو اس کتاب کی شرط کے موافق نہین ہین لیکن ہم
نے انکی روایتون کو شواہد مین ذکر کیا انتہے حافظ نے کہا علی بن ظبیان ضعیف ہے اسکو ضعیف کیا قطان
اور ابن معین نے اور مروی ہے ابن عمر سے مرفوعا کہ ہم نے تیمم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تو مارا ہم نے اپنے ہاتھون کو پاک مٹی پر پھر جھاڑا (پھونکا) ہم نے اپنے ہاتھون کو پھر مسح کیا ہمنے اونسے اپنے
مونہون کو پھر دوسری بار مارے اور مسح کیا ہمنے کہنیون سے لیکر ہتھیلی تک اور اسکی اسناد مین سلیمان
بن ارقم متروک ہے اور ابن عمر سے یہ حدیث دوسرے طریق سے مروی ہوئی مانند روایت ابو ظبیان کے
اور ابو زرعہ نے کہا وہ حدیث باطل ہے اور دلیل لی جابر کی حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور
دارقطنی نے سنن مین عثمان بن محمد انماطی سے اُنہون نے حرمی بن عمارہ سے اُنہون عزرہ بن ثابت سے
اُنہون نے ابو الزبیر سے اُنہون نے جابر سے اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
تیمم ایک مار ہے مونہہ کے لیے اور ایک مار ہے دونو ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد
ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی ثقہ ہین ابن جوزی نے تحقیق مین
کہا کہ عثمان بن محمد انماطی مین لوگون نے کلام کیا ہے اور صاحب تنقیح نے کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی
متابعت سے کہ یہ کلام ابن جوزی کا قبول نہ کیا جاویگا کیونکہ اُنہون نے بیان نہین کیا کسنے کلام عثمان مین اور روایت
کی عثمان سے ابوداؤد اور ابو بکر بن ابی عاصم وغیرہ نے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو اپنی کتاب مین ذکر کیا اور
کوئی جرح اوسمین بیان نہین کیا شوکانی نے کہا ابن جوزی نے کہا کہ عثمان بن محمد مین کلام کیا گیا ہے
حافظ نے کہا ابن جوزی نے خطا کی ابن دقیق العید نے کہا اوسمین کسی نے کلام نہین کیا البتہ اوسکی روایت
شاذ ہے دارقطنی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین لیکن صواب اوسکا موقوف ہونا ہے مترجم کہتا ہے
امام ذہبی نے عثمان بن محمد انماطی کو ذکر کیا میزان مین اور یہ کہا کہ اوسمین کلام کیا گیا ہے لیکن بیان نہین کیا
کہ کسنے کلام کیا اوس مین اور شاید اُنہون نے متابعت کی ابن جوزی کی اس باب مین اور دلیل لی حضرت

عائشہ کیحدیث سے نکالا اوسکو بزار اور ابن عدی نے حریش بن خریت سے انہون نے ابن ابی ملیکہ سے انہون نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت نے فرمایا تیمم مین وہ دو مارین ہین ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونو ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک بزار نے کہا ہم نہین جانتے اسحدیث کو حضرت عائشہ سے مگر اسی طریق سے اور حریش ایک شخص ہے بصرہ کا رہنے والا بھائی زبیر بن خریت کا اور ابن عدی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا کہ حریش بن خریت مین اعتراض ہے اور مین اسکا حال نہین پہچانتا اور اسکی حدیث کا اعتبار نہین کرتا اور دلیل لی ابن عمر کیحدیث سے جو طحاوی اور ابو داؤد نے نکالی محمد بن ثابت عبدی سے اوسنے نافع سے انہون نے کہا مین ابن عمر کے ساتھ گیا ایک کام کے لیے ابن عباس کے پاس تو ابن عمر نے اپنی حاجت پوری کی اور اُس دن انہون نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین گلیون مین سے آپ اوسوقت پاخانے یا پیشاب سے نکلے تھے اوسنے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ جب وہ شخص غائب ہونے لگا تو آپ نے اپنے دونو ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے مُنہ پر مسح کیا پھر دوسری بار مارے تو مسح کیا اپنے دونو ہاتھون پر پھر اُس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے نہین روکا سلام کا جواب دینے سے مگر اسنے کہ مین طہارت سے نہ تھا شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ روایت رد کی گئی محمد بن ثابت مین کلام کی وجہ سے یحییٰ بن معین نے کہا کچھ نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ معتبر نہین اور بخاری نے کہا اسکا خلاف کیا گیا نافع کی روایت مین ابن عمر سے تیمم کے باب مین اور مخالفت کی اسکی ایوب اور عبید اللہ وغیرہ نے انہون نے نافع سے ابن عمر سے اونکا فعل نقل کیا ہے اور نسائی نے کہا محمد بن ثابت نافع سے روایت کرتا ہے وہ قوی نہین ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اسکے اکثر حدیثون پر متابعت نہین ہوئی اور بیہقی نے قوی کیا اس روایت کو اور کہا کہ اور لوگون نے جو ابن عمر سے اسکو موقوفاً روایت کیا وہ صرف تیمم کی روایت ہی لیکن یہ قصہ تو مشہور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو الجہم بن حارث بن صمہ کی روایت سے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ منکر دونو ہاتھون کا مسح ہے کہنیون تک مرفوعاً یہ اصل قصہ جو ابو جہم سے مروی ہے اور ابو جہم کیحدیث مین کہنیون تک مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ امام بخاری نے انکار کیا محمد بن ثابت پر اسحدیث کے رفع کرنے مین حالانکہ اوسکا رفع منکر نہین ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ضحاک بن عثمان نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے مرفوعاً مگر اوس مین تیمم کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہاد نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے پھر ذکر کیا پورا قصہ اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے مُنہ اور دونو ہاتھون پر اور محمد بن ثابت جس بات سے متفرد ہوا

اسحدیث میں وہ باہنون کا ذکر ہے لیکن ابن عمر سے تیمم کرنا منہ اور دونا ہنون کا ثابت ہے اور اونکا فتوے اس باب مین مشہور ہے اور اس سے محمد بن ثابت کی روایت کی صحت ہوتی ہے کیونکہ ابن عمر حضرت صم کے فعل کے خلاف کرنے والے نہیں تو معلوم ہوا کہ انہون نے حضرت صم سے ایسا ہی یاد رکہا اور محمد بن ثابت نے اوسکو یاد رکہا نافع سے لنتہے قال الزیلعی باختصار شوکانی نے کہا یہ حدیث ابوداؤد کی ضعیف ہے اوسکا مدار محمد بن ثابت پر ہے اور اوسکو ضعیف کہا ابن معین اور ابو حاتم اور بخاری اور احمد نے ابو داؤد نے کہا متابعت نہیں کی محمد بن ثابت کی کسی نے لنتہے اور دلیل لی جابر کی حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین ابراہیم حربی کے طریق سے انہون نے ابو نعیم سے انہون نے عزرہ بن ثابت سے انہون نے ابو الزبیر سے انہون نے جابر رضہ سے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور مین لوٹا مٹی مین جابر نے کہا اسطرح مارا اور مارا انہون نے اپنے دونو ہاتہون کو زمین پر پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر پہر مارا دونو ہاتہون کو اور مسح کیا اونسے دونو کہنیون تک حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو امام طحاوی نے شرح الآثار مین فہد سے انہون نے ابو نعیم سے اسی اسناد سے جو اوپر گذرا اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ جابر نے کہا کیا تو گدہا ہوگیا اور مارا اپنے دونو ہاتہون کو زمین پر پہر مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ کا پہر مارا دونو ہاتہون کو زمین پر اور مسح کیا دونو ہاتہون سے دونو کہنیون تک اور کہا اسیطرح ہے تیمم اور دلیل لی اسلع کی حدیث سے جو نکالی طحاوی اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے ربیع بن بدر سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے انہون نے اسلع تمیمی سے انہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ تہا ایک سفر مین آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور کجاوا کس ہمارے لیے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجہے آپ کے بعد جنابت ہوگئی آپ خاموش ہورہے یہانتک کہ حضرت جبریل آپ کے پاس تیمم کی آیت لائے آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور تیمم کر پاک مٹی پر دو مارون سے ایک مار تو اپنے منہ کے لیے اور ایک مار اپنی دونو ہاہنون کے لیے اوپر کیطرف اور اندر کیطرف کے لیے جب ہم پانی پر پہونچے تو آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹہہ اور غسل کر بیہقی کی روایت مین ہے کہ اسلع نے کہا حضرت نے مجہکو بتلایا کیونکر مسح کرون مین تو اپنے دونو ہتہیلیون کو زمین پر مارا پہر اون کو اوٹہایا اپنے مونہہ کے لیے پہر دوسری بار مارا اور مسح کیا اپنی دونو باہون کو اندر اور اوپر کیطرف یہانتک کہ اپنے دونو ہاتہون سے دونو کہنیون کو چہوا طبرانی نے زیادہ کیا ربیع نے کہا میرے باپ نے مجہکو تیمم بتلایا جیسے اونکے باپ نے اونکو بتلایا تہا اسلع سے تنکر ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتہون کیلیے دونو کہنیون تک بیہقی نے کہا اسکو

اسنادمین ربیع بن بدر ضعیف ہی مگر وہ متفرد نہین ہوا اسحدیث سی شیخ نے امام مین کہا ربیع بن بدر مین ابوحاتم نے کہا
کہ اسکی حدیث مین مشغول ہونا نہ چاہیے اور نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہی اور بیہقی نے جو کہا وہ متفرد نہین
ہوا تو اس سی حجت پوری نہین ہو سکتی جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ دوسرا شخص کون ہے اور وہ کیسا ہے اور دلیل لی
ابن عباس کی حدیث سے جسکو بزار نے نکالا مسند مین محمد بن اسحٰق سے اُنہون نے زہری سے اُنہون نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُنہون نے ابن عباس سے اُنہون نے عمار سے اُنہون نے کہا مین قوم مین تہا جب مٹی
سے مسح کرنے کی رخصت اتری جسوقت پانی نہ ملے تو ہمکو حکم دیا گیا ہم نے ایک مار ماری مُنہ کے لیے پہر دوسری بار
ماری دونو ہاتہون کے لیے دونو کہنیون تک بزار نے کہا اسحدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا زہری سے
اُنہون نے عبید اللہ سے اُنہون نے ابن عباس سے اُنہون نے عمار سے تو متابعت کی اُنہون نے محمد بن اسحٰق
کی اور روایت کیا اسکو کئی شخصون نے زہری سے اُنہون نے عبید اللہ سے اُنہون نے عمار سے اور ابن عباس کا
ذکر نہین کیا اور دلیل لی ابو جہم کی روایت سی جو دارقطنی نے نکالی ابو عصمہ سے اوسنے موسی بن عقبہ سے اوسنے
اعرج سے اوسنے ابو جہم سے اُنہون نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیر جمل کیطرف سے آئی پاِیخانہ یا پیشاب
کرکے تو مین نے اپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور دیوار پر مارے اپنے ہاتہ سے ایک بار پہر مسح کیا اوس سے
اپنے مونہہ پر پہر دوسری بار ماری تو مسح کیا اوس سے اپنی دونو ہاتہون پر دونو کہنیون تک پہر سلام کا جواب دیا
زیلعی نے کہا یہ ابو عصمہ اگر نوح بن ابی مریم ہے تو وہ متروک ہی مترجم کہتا ہے یہ حدیث صحیح بخاری مین مروی ہے
اور اوپر گذری اوسمین ہاتہون کا مسح ہے اور باہون کا لفظ نہین ہے اور نکالا اسکو طحاوی نے شرح الآثار
مین امام بخاری کی سند سے اسمین بہی ہاتہون کا ذکر ہے اور حافظ نے جو اسحدیث کی نسبت تحقیق کی وہ اوپر
گذر چکی اور دلیل لی ابوہریرہ کی حدیث سی جسکو بیہقی نے نکالا سنن مین مثنے بن صباح سے اوس نے عمرو بن
شعیب سے اوسنے ابن المسیب سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ کچہہ لوگ جنگل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم ریتون مین رہتے ہین تین تین چار چار مہینون تک اور ہم مین
کوئی جنب ہوتا ہے کوئی نفاس والی ہوتی ہے اور کوئی حائضہ اور پانی نہین پاتے آپ نے فرمایا لازم کرلو
اپنے اوپر زمین کو پہر آپ نے اپنا ہاتہ زمین پر مارا مونہہ پر ملنے کے لیے اور ایک بار دوسری بار ماری اور اوس سے
مسح کیا اپنے دونو ہاتہون کو دونون کہنیون تک زیلعی نے کہا اسکو نکالا امام احمد نے بہی مسند مین اور بیہقی نے
سنن مین اور اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اور سب کی اسناد مین مثنے بن صباح ہی امام احمد اور دارمی نے کہا وہ کچہہ نہین

اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے مسند مین ابن لہیعہ سے اوس نے عمرو بن
شعیب سے اور ابن لہیعہ بہی ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین وکیع کے
طریق سے اُنہون نے ابراہیم بن یزید سے اونہون نے سلیمان احول سے اونہون نے سعید بن المسیب سے اونہون
نے ابو ہریرہ سے طبرانی نے کہا سلیمان بن احول کی سعید سے کوئی روایت معلوم نہین ہوتی سوا اس حدیث
کے اور روایت کی گئی یہ حدیث مثنیٰ بن صباح سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید سے انتہے اور دلیل
لی اوس سے جو امام مالک نے نکالا موطا مین اور طحاوی نے شرح الآثار مین نافع سے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر جرف
سے آئے تو جب مربد کو پہونچے اوترے عبد اللہ اور متوجہ ہوئے پاک مٹی کیطرف تو مسح کیا اپنے مُنہہ کا اور ہاتہون کا کہنیون
تک پہر نماز پڑہی جرف اور مربد دو نو مقام ہین مدینہ کے قریب اور امام مالک نے نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر
تیمم کرتے تہے دو نو کہنیون تک اور طحاوی نے نکالا علی بن معبد سے اُس نے عبید اللہ بن عمر سے اوس نے عبد الکریم جزری
اُس نے نافع سے اونہون نے کہا مین نے ابن عمر سے پوچہا تیمم کو تو اونہون نے اپنے دونو ہاتہہ زمین پر مارے اور مسح
کیا اونسے اپنے دونو ہاتہہ اور مُنہہ کا ایکبار اور ماری اور مسح کیا اونسے اپنی دونو باہون کا اور نکالا محمد بن عبد اللہ
کناسی سے اوس نے عبد العزیز بن ابی رواد سے اوس نے نافع سے ایسا ہی اور نکالا یحیی بن ایوب سے اوس نے
ہشام بن عروہ سے اوس نے نافع سے ایسا ہی اور دلیل لی اوس سے جو طحاوی نے نکالا حسن بصری رح سے انہون
نے کہا تیمم ایک بار ہے مُنہہ اور دونو ہونچون کے لیے اور دوسری بار ہے باہون کے لیے دونو کہنیون تک اور دوسری
روایت مین حسن سے کہنیون کا ذکر نہین ہے اور دلیل لی عمار کی حدیث سے کہ کافی ہے تجہکو ایک بار مُنہہ کے
لیے اور ایک بار دونو ہونچون کے لیے نکالا اسکو طبرانی نے اوسط اور کبیر مین اور اسکی سند ضعیف ہے یہ حدیث
اوپر گذر چکی پس یہ سب دلیلین اُن لوگون کی ہین جو تیمم مین دو بار وجب جانتے ہین لیکن ان مین یا موقوف
روایتین ہین جو حجت نہین ہین اور یا ضعیف ہین وہ بہی حجت نہین البتہ ایک جابر کی حدیث جو دوسری دلیل
مین گذری اوسکے راوی ثقہ ہین پر اوسکو بہی شاذ کہا ہے اور ابن جوزی نے اوسکے ایک راوی عثمان
بن محمد انماطی مین کلام کیا ہے شوکانی نے کہا یہانسے معلوم ہوا کہ دو بارون کی حدیثین گفتگو سے خالی نہین اور
اگر یہ حدیثین صحیح ہوتین تو ان پر عمل کرنا اور سے ہوتا کیونکہ ان مین زیادتی ہے پس حق یہی ہے جو صحیحین کی روایت
سے ثابت ہے کہ ایک بار مارنا کافی ہے اور جنہون نے تین بارین واجب کہین ہین اونکی دلیل کوئی مجہکو نہین
ملی بلکہ امام یحیی نے کہا کوئی دلیل ایسی بہی نہین جس سے تین بارون کا استحباب ہی ثابت ہو اور امام مہدی نے اسکو قوی

کیا اور درحقیقت ایسا ہی ہو لیکن تقال الشوکانی ابن عبدالبر نے کہا ابوحنیفہ اور ثوری اور لیث بن سعد اور شافعی
اور ابن ابی سلمہ وغیرہم کا یہی قول ہے کہ ایک بار کافی نہیں ہو تیمم میں بلکہ دو بار ضرور ہیں ایک منہ کے لیے اور
دوسری دونوں ہاتھوں کے لیے دونوں کہنیوں تک اور یہی قول ہو امام مالک کا پر وہ کہنیوں تک پہونچانا مسح کا فرض
نہیں جانتے اور عبداللہ بن عمر اور شعبی اور حسن بصری اور سالم بن عبداللہ بن عمر کہنیوں تک تیمم کرنا منقول ہو اور
اوزاعی کہتے ہیں کہ دو بار واجب ہیں ایک منہ کے لیے اور دوسری دونوں ہاتھوں کے لیے پہونچوں تک اور یہی
قول ہو احمد اور اسحق بن راہویہ اور داؤد اور طبری کا اور ابن ابی لیلی اور حسن بن حیی کا یہ قول ہے کہ دو بار مارے اور
ہر ایک بار میں منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرے اور زہری نے کہا کہ بغلوں تک مسح کرے اور ایک روایت میں اونسے
پہونچوں تک بھی منقول ہو اور ایک بار بھی منقول ہے لیکن مترجم کہتا ہے ابن عبدالبر نے غلطی کی امام احمد کے
مذہب میں اونکا اور جمہور اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضرب کافی ہے اور منہ اور دونوں پہونچوں کا مسح کافی
ہے اور شاید امام احمد سے ایک روایت ایسی بھی ہو جیسے ابن عبدالبر نے نقل کیا مگر مشہور قول اونکا وہی ہے
جو ہم نے بیان کیا اور دلیل کے رو سے یہی مذہب حق ہو اور باقی سب مذاہب ضعیف ہیں اور بعضے بالکل بے بنیاد
ہیں اور تعجب ہے مولانا محمد عبدالحی لکھنوی سے کہ اونہوں نے تعلیق ممجد میں ابن عبدالبر کی اس نقل پر اعتراض نہ کیا اور
اسکے سوا یہ لکھا کہ غور کیا جائے تو تعدد ضربات کی ترجیح نکلتی ہے حالانکہ تعدد کی تمام روایات ضعیف یا موقوف ہیں جیسے
اوپر تفصیل سے گذرا اور شاید وجہ ترجیح کی یہ ہو کہ موقوف روایت اس باب میں مثل مرفوع کے ہو کیونکہ یہ امر عقل سے
معلوم نہیں ہو سکتا زیلعی نے کہا جو لوگ تیمم میں مونڈھوں تک مسح کے قائل ہیں اونہوں نے دلیل لی اُس سے
جو نکالا ابوداؤد نے زہری سے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اونسے حدیث بیان کی عمار بن یاسر سے وہ
حدیث بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے مسح کیا مٹی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فجر کی نماز کے
لیے تو اپنی ہتھیلیاں مٹی پر ماریں پھر اپنے منہوں پر مسح کیا ایک بار پھر دوبارہ اپنی ہتھیلیاں مٹی پر ماریں اور مسح کیا
اپنے ہاتھوں پر مونڈھوں اور بغلوں تک اندر کی طرف سے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبیداللہ
بن عبداللہ بن عتبہ نے عمار بن یاسر کو نہیں پایا اور نکالا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عمار سے موصولاً اسکو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے زہری سے اونہوں
نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبیداللہ بن عبداللہ نے اونہوں نے روایت کی ابن عباس سے اونہوں نے عمار سے اور اسکے
سوا زیادہ پوری نقل کی پھر کہا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اونہوں نے کہا عن ابن عباس اور مالک نے زہری

سے نقل کیا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمَّارٍ اور شک کیا اوس میں ابن عیینہ نے تو کبھی کہا عَنْ
عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اور کبھی کہا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ اور ابو زرعہ
سے اس حدیث کو پوچھا جو صالح بن حسان نے روایت کی اور عبد الرحمن بن اسحٰق نے زہری سے اونہوں نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عباس سے اونہوں نے حضرت عمار سے تیمم کے باب میں تو دونو نے کہا یہ خطا ہے روایت کیا اسکو
مالک اور ابن عیینہ نے زہری سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عمار سے اور یہی
صحیح ہے اور مالک اور ابن عیینہ زیادہ حافظ ہیں تیغی نے کہا اوسکو روایت کیا یونس اور عقیل اور ابن ابی ذئب نے زہری کر
اونہوں نے عبید اللہ سے اونہوں نے عمار سے اور یہ سب بہی کتاب والے ہیں ان دونو نے کہا کہ مالک کتاب والے بہی
ہیں اور حافظ بہی ہیں اور اثرم نے کہا کہ یہ حدیث میں صحابہ کا فعل منقول ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہیٰ
ما قال الزیلعی شوکانی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے جیسے شافعی نے کہا مترجم نے کہا کہ ابو داؤد کی ایک روایت
میں یہ بہی ہے کہ مسلمان کہڑے ہوئے اونہوں نے اپنی ہتیلیوں کو مٹی پر مارا لیکن مٹی کو اوٹھایا نہیں پہر ایسا ہی
بیان کیا اور مونڈہوں اور بغلوں کا ذکر نہیں کیا ترجمہ ابو داؤد میں ہے کہ شاید یہ فعل اوائل کا ہے جب تک
صحابہ کو تیمم کی کیفیت حاصل نہیں ہوئی تہی دوسری روایت میں ابو داؤد کے یوں ہے عمار بن یاسر سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق میں رات کو اوتری اولات الجیش میں (ایک موضع ہے مکہ
اور مدینہ کے درمیان بعضوں نے اوسکو ذات الجیش کہا ہے) اور آپ کے ساتھ حضرت عائشہ تہیں اون کے گلے
کا ہار جو ظفار کے نگ کا تہا گر پڑا اوسکی تلاش نے لوگوں کو روک رکہا یہاں تک کہ روشنی ہو گئی اور ان کے ساتھ
پانی نہ تہا ابو بکر صدیق حضرت عائشہ پر غصے ہوئے اور کہا تو نے لوگوں کو روک رکہا ہے اور ان کے ساتھ پانی
نہیں ہے اوس وقت اللہ جل جلالہ نے خاک پاک سے طہارت کرنیکی اجازت اوتاری مسلمان کہڑے ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونہوں نے اپنے ہاتہوں کو زمین پر مارا پہر ہاتہ اوٹہا لیے مٹی اوٹہائی
اور مونہہ پر پہیر اور ہاتہوں پر مونڈہوں تک اور ہتیلیوں سے مسح کیا بغلوں تک ابن یحییٰ کی روایت میں
اتنا زیادہ ہے ابن شہاب نے کہا اون لوگوں کے فعل کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہیں سکہایا تہا کہ بغلوں اور مونڈہوں تک مسح کریں اونہوں نے اپنی رائے سے ایسا کیا اور ایک روایت
میں دو بار ہاتہ مارنا بہی آیا ہے انتہیٰ امام طحاوی نے شرح الآثار میں عمار کی حدیث کو نکالا جس میں دو ضربوں کا
ذکر ہے ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونوں ہاتہوں کے لیے دونو مونڈہوں تک اوپر کی جانب اور اندر کی جانب

دوسری روایت میں عمار سے یہ ہے کہ مسح کیا ہم نے حضرت کے ساتھ مٹی سے تو مسح کیا اپنے مونہون اور ہاتھون کو مونڈھون تک تیسری روایت مین یہ ہے کہ تیمم کیا حضرت صلعم کے ساتھ مونڈھون تک چوتھی روایت مین یہ ہے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ سفر مین تھے پہونچے مین حضرت عائشہ کا ایک ہار کھو گیا لوگون نے اوسکو ڈھونڈھا صبح تک اور لوگون کے پاس پانی نہ تہا تب تیمم کی رخصت اتری مٹی سے مسلمان کھڑے ہوئے انہون نے اپنے ہاتھ مارے زمین پر اور مسح کیا اوس سے اپنی مونہون اور ہاتھون کی پشت کا مونڈھون تک اور اندر کیطرف سے بغلون تک پھر کہا ان حدیثون مین یہ نہین ہے کہ حضرت صلعم نے انکو حکم دیا اسطرح تیمم کرنے کا بلکہ صحابہ نے اپنا فعل بیان کیا اور نکالا حضرت عائشہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے ایک لڑائی مین سے جب اسرس مین پہونچے مدینہ کے قریب تو مین رات کو اونگہی اور میرے اوپر ایک ہار تہا جسکو سمط کہتے تہے اور وہ ناف تک پہونچتا تہا تو مین اونگہنے لگی وہ ہار میرے گلے سے نکل گیا جب مین حضرت صلعم کے ساتھ اوتری فجر کی نماز کے لیے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میرا ہار گلے سے گر گیا آپ نے فرمایا اے لوگو تمہاری مان کا ہار گم ہو گیا تو اوسکو ڈھونڈھو لوگون نے ڈھونڈھا اون کے پاس پانی نہ تہا اور ڈھونڈھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ نماز کا وقت آ گیا اور ہار مل گیا لیکن پانی نہ ملا تو بعضون نے تیمم کیا پہونچے تک اور بعضون نے مونڈھے تک اور بعضون نے اپنے بدن پر پھر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب تیمم کی آیت اتری اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے یہ کام اپنی رائے سے کیا تہا اور خود عمار نے اوس کے خلاف روایت کی ہے پھر نکالا عمار سے کہ اونہون نے حضرت صلعم سے پوچھا تیمم کو آپ نے اونکو حکم دیا مونہہ اور دونون پہونچون کا ایک روایت مین یہ ہے کہ سلمہ نے کہا مین نہین جانتا بانہون تک پہونچا یا نہین ایک مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے مونہہ اور دونو ہاتھون کا آدہی بانہون تک لیکن انہون سے مونڈھون تک مسح کرنا غلط ہو گیا اب کہنیون تک رہا یا پہونچون تک تو ابوجہیم نے پہونچون تک روایت کیا اور نافع نے ابن عباس سے کہنیون تک اور اسلع کی حدیث مین بانہون کا ذکر ہے جب ان روایتون مین اختلاف ہے اور ہم نے تیمم کو قیاس کیا وضو پر اور وضو مین ہاتھون کا دہونا کہنیون تک ہے تو تیمم بھی وہین تک ہوگا اور ابن عمر اور جابر سے ایسا ہی مروی ہے انتہے مختصرًا اور جواب اس تقریر کا یہ ہے کہ نافع نے جو ابن عباس سے روایت کی اسیطرح اسلع نے وہ دونو روایتیں ضعیف ہین جیسے اوپر گذرا اور کفین تک مسح کرنے کی روایتیں صحیح ہین پس واجب ہوا عمل وسیر اور قیاس کی کوئی ضرورت نہین جب نص موجود ہے تو حاصل یہ نکلا کہ تیمم مین ایک ضرب کرے اور مونہہ اور دونو پہونچون پر مسح کر لیوے اور یہی حق ہے واللہ اعلم

باب یہان کوئی ترجمہ باب مذکور نہین اور اصیلی کی روایت مین باب

کا بھی لفظ نہیں ہے بہرحال یہ باب اگلے باب کے مضمون سے متعلق ہے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنِ الْخُزَاعِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ یُصَلِّ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا فُلَانُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّهٗ یَکْفِیْکَ **ترجمہ** عمران بن حصین خزاعی رضہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوگوں سے جدا دیکھا جسنے نماز نہیں پڑہی تھی لوگوں کے ساتھ آپنے فرمایا ای فلانے تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑہی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہیں ہے آپنے فرمایا تو مٹی کو لے وہ تجھکو کافی ہے **ف** اس حدیث میں ایک بار یا دو بار کی تصریح نہیں مگر شاید امام بخاری رہ نے یہ خیال کیا کہ جب اُس میں دو باروں کی قید نہیں تو کم سے کم ایک جو یقینی ہے اوسی پر محمول ہوگی قسطلانی نے کہا اس توجیہ سے حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو جاویگی **خاتمہ** کتاب التیمم میں سترہ حدیثیں ہیں اون میں سے دس مکرر ہیں اور دو معلق ہیں اور خالص بلا تکرار سات حدیثیں ہیں ایک اُن میں معلق ہے اور باقی موصول ہیں اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا عمرو بن عاص کی معلق حدیث کے اور اس کتاب میں موقوفات صحابہ اور تابعین کے دس ہیں اون میں سے تین موصول ہیں یعنے قتادہ سے حضرت عمار اور ابو موسے اور ابن مسعود کے انتہے ما فی فتح الباری **کتاب التیمم کی وہ حدیثیں جو امام بخاری نے نہیں نکالیں** اُن میں سی بہت حدیثیں اوپر گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (۱) منتقے میں ذیل اس کے جب پانی تہوڑا ہو تو جتنی بدن کی طہارت کر سکے اوتنی کرے اور باقی کے لیے تیمم کرے اور حنفیہ اور زید بن علی اور ناصر کا یہ قول ہے کہ اوس پانی کو چھوڑ دیوے اور تیمم کر لیوے اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے جو امام بخاری اور مسلم نے نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب میں تمکو کسی کام کا حکم کروں تو ادا کرو اسکو جہانتک تم سے ہو سکے شوکانی نے کہا یہ حدیث دین کی بڑی اصل ہے اور اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں اور قرآن میں اسکی شہادت موجود ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ تو جو امر طاقت سے باہر ہو وہ معاف ہے حدیث کی رو سے اور جو طاقت کے اندر ہو اوسکا کرنا ضرور ہے ادائے حکم کے لیے انتہے مختصراً (۲) ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب ناگاہ تیرے سامنے جنازہ آجاوے اور تو بے وضو ہو تو تیمم کر لے ابن عدی نے کہا یہ حدیث مرفوعاً محفوظ نہیں ہے بلکہ موقوف ہے ابن عباس پر ابن جوزی نے تحقیق میں کہا امام احمد نے کہا اسکی اسناد میں مغیرہ

بن زیاد ضعیف ہی او منہو منکر حدیثین روایت کی ہین اور جو حدیث اوسنے مرفوعاً روایت کی ہے وہ منکر ہے اور بیہقی
نے کتاب المعرفت مین کہا کہ مغیرہ بن زیاد ضعیف ہی اور لوگ اوسکو سند نہین کرتے ابن عباس سے بلکہ عبد الملک بن
جریج نے اوسکو عطا سے موقوفاً روایت کیا اور روایت کیا اسکو یمان بن سعید نے وکیع سے اونہون نے معافی
بن عمران سے اونہون نے مغیرہ سے مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یمان بن سعید ضعیف ہے اور اسکا
رفع خطا ہے اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عمر بن ایوب موصلی سے اونہون نے مغیرہ بن زیادہ سے
اونہون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جب تو ڈرے کہ وضو کرنے مین جنازے کی نماز
فوت ہو جاویگی تو تیمم کر اور نماز پڑھ اور روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح الآثار مین اور نسائی نے کتاب الکنیٰ مین معافی بن
عمران سے اونہون نے مغیرہ سے موقوفاً اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے عکرمہ اور ابراہیم نخعی اور حسن سے اور شعبی سے
نکالا کہ بے وضو پڑھ لے نماز جنازے کی اور بیہقی نے دارقطنی کے طریق سے نکالا ابن عمر سے کہ اونکے پاس ایک
جنازہ آیا وہ با وضو نہ تھا اونہون نے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھ لی بیہقی نے کہا مین اس حدیث کو نہین پہچانتا مگر اسی طریق
سے اور شاید یہ خطا ہو اور اگر محفوظ ہو تو شاید سفر مین ایسا کیا ہوگا اگرچہ ظاہر کے خلاف ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہی امام طحاوی نے شرح الآثار مین حسن اور
ابراہیم نخعی اور عطا اور حکم سے یہ نکالا کہ جنازے کی نماز ضرورت کے وقت تیمم سے جائز ہے اور کہا کہ ایک طائفہ علما نے
جنازے اور عیدین کی نماز کے لیے تیمم جائز کہا ہے جب ڈر ہو اونکے فوت ہو جانیکا اگر وضو کیا جاوے اور امام محمد
نے موطا مین روایت کیا مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے وہ کہتے تھے جنازے پر نماز نہ
پڑھے آدمی مگر طہارت کے ساتھ پھر کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہین کہ نہ پڑھی جاوے جنازے کی نماز بغیر طہارت کے
اگر دفعۃً جنازہ آجاوے اور اسکو وضو نہ ہو تو تیمم کر کے پڑھ لیوے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رح کا اور حافظ نے
کہا کہ یہی قول ہے عطا اور سالم اور زہری اور نخعی اور ربیعہ اور لیث کا جیسے ابن منذر نے نقل کیا اور یہی ایک
ایک روایت ہے امام احمد سے اور سعید بن منصور نے حماد بن زید سے اونہون نے کثیر بن شنظیر سے اونہون نے
حسن سے نکالا اون سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنازہ پاوے اور وضو نہ ہو پھر اگر وضو کو جاوے تو جنازے
کی نماز فوت ہو اونہون نے کہا تیمم کرے اور نماز پڑھ لیوے ملا علی قاری نے کہا کہ شعبی اور محمد بن جریر طبری کا
یہ قول ہے کہ بغیر طہارت کے نماز پڑھ لیوے انتہے مترجم کہتا ہے میرے نزدیک یہ دونو مذہب صحیح نہین ہین نہ بغیر
طہارت کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ تیمم جائز ہے جب پانی مل سکتا ہو پس اگر جنازے کی نماز پہلی جماعت
مین نہ ملے تو نہ ملے وضو کرے اور بعد پڑھ لیوے اگر جنازہ چلا جاوے تو غائب پر بھی نماز درست ہے اور قبر

پر بہی نماز درست ہو اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور وجہ تیمم جائز نہ ہونیکی یہ ہے کہ قرآن شریف مین تیمم کے جواز کے لیے یہ شرط لگائی ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً اور حدیث مین ہے کہ جب پانی ملجاوے تو اوسکو اپنے بدن سے لگاوے یعنے تیمم باطل ہوگیا اب بیمار جسکو پانی کا استعمال ضرر کرے وہ حکم مین ہے اوسکی جسکو پانی نہین ملتا کیونکہ نہ ملنے سے عدم قدرت مراد ہے علاوہ اسکے اوسکے لیے حدیث سے رخصت ثابت ہو اور جنازے کا فوت ہوجانا کوئی عذر نہیں ہے جواز تیمم کے لیے اور نہ اس باب مین کوئی صحیح حدیث ثابت ہو واللہ اعلم (۳) عقیلی نے روایت کیا ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا تیمم کے سر پر اسطرح پر مسح کرنا چاہیے اور بیان کیا اسکو صالح بن بیان نے جو راوی ہے اس حدیث کا سر کے بیچ سے پیشانی تک اور حسن نحو کا باب ہو اوسکا مسح یعنے سر پر ہاتھ پھیر تا پیشانی سے بیچ سر تک لے اور نکالا اوسکو ابن عدی نے اور خطیب نے تاریخ بغداد مین محمد بن سلیمان کے ترجمہ مین اور وہم کیا عبد الحق نے احکام مین اور تیمم کو (جسکا معنے زرہ بچہ ہے جسکا باپ مرگیا ہو) تیمم پڑھا اور ذکر کیا اوسکو باب التیمم مین کتاب الطہارت مین ابن القطان نے کہا یہ خطا اور تصحیف ہو کسی روایت اور کسی مذہب مین تیمم مین سر کا مسح منقول نہین ہے اور اگر عبد الحق اس حدیث کو اخیر تک پڑھتے تو اس غلطی مین نہ پڑتے (۴) البغوی نے شرح السنۃ مین ابو جہیم بن حارث بن صمہ سے اونہون نے کہا مین حضرت پر سے گذرا آپ پیشاب کر رہے تہے مین نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار کیطرف گئے اوسکو لکڑی سے کہرچا پہر آپ کی ساتھہ سے پہر اپنا ہاتھہ دیوار پر رکہا اور مسح کیا مونہہ اور دونو ہاتہون پر پہر جواب دیا سلام کا (یہ حدیث صحیحین مین دوسرے لفظون سے ہے جیسے اوپر گذرچکی) (۵) ترمذی نے ابن عباس سے اونسے پوچہا گیا تیمم کو کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین جب وضو کا ذکر کیا تو فرمایا دہوا اپنے مونہون اور ہاتہون کو کہنیون تک اور تیمم مین فرمایا مسح کرو اپنے مونہون اور ہاتہون پر اور فرمایا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھہ کاٹ ڈالو اور چور کا ہاتہہ پہونچے پر سے کاٹا جاتا ہے تو تیمم بہی صرف منہ اور دونو پہونچون پر ہوگا (اسلیے کہ اگر کہنیون تک تیمم بہی منظور ہوتا تو کہنیون کی قید اللہ تعالی کردیتا جیسے وضو مین یہ قید لگادی ہے) (۶) ابن ماجہ نے حکم اور سلمہ بن کہیل سے اون دونو نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچہا تیمم کو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمار کو اسطرح کرنے کا اور مارا اونہون نے اپنے دونو ہاتہون کو زمین پر پہر جہاڑا اونکو اور مسح کیا اپنے منہ پر حکم نے کہا اور دونو ہاتہون پر سلمہ نے کہا اور دونو کہنیون پر (۷) ابو داؤد نے ایک شخص سے جو بنی عامر سے تہا (ابو المہلب جرمی) اوس نے کہا مین مسلمان ہوا مجہے دین کے کامون کے سیکہنے کا شوق ہوا تو مین ابوذر کے پاس آیا اونہون نے کہا مجہے مدینہ کی ہوا موافق نہین آئی یا مجہے بیماری ہوگئی پیٹ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مجہو حکم کیا چند اونٹون اور بکریون کے دودہ پینے کا حمادنے کہا مجہے شک ہے شاید یہ بہی کہا اونکے پیشاب
پینے کا ابوذر نے کہا مین پانی سے دور رہا کرتا ہتا اور میرے ساتہہ میری گہر کے لوگ بہی تہے مجہے نہانے کی حاجت
ہوتی تو مین نماز پڑہ لیا کرتا بغیر طہارت کی جب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا دوپہر کا وقت تہا اور آپ
چند صحابہ کے ساتہہ بیٹہے تہے مسجد کے سایہ مین آپنے فرمایا ابوذر مین نے کہا ہان تباہ ہوگیا مین یارسول اللہ آپنے
فرمایا کیون مین نے کہا مین پانی سے دور تہا میرے ساتہہ میری بی بی ہتی مجہے نہانے کی حاجت ہوتی مین نماز
پڑہ لیا کرتا بغیر طہارت کے آپنے حکم دیا میرے واسطے پانی منگوانے کا ایک کالی لونڈی پانی لیکر آئی پیالے مین وہ
ہل رہا تہا پیالہ بہرا ہوا نہ تہا مینے اپنے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا پہر آپ پاس آیا آپ نے فرمایا اے ابوذر پاک مٹی
پاک کرنیوالی ہے اگرچہ تو دس برس تک پانی نہ پاوے جب پانی ملے تو اپنے بدن سے لگا لے ابوذر نے کہا حماد بن زید
نے اسحدیث کو ایوب سے روایت کیا اوسمین پیشاب پینے کا ذکر نہین کیا اور پیشاب پینے کا ذکر فقط انس کی حدیث
مین ہے جسکو صرف اہل بصرہ نے روایت کیا ہے جناب سید علامہ ابو الطیب بدور الاہلہ مین فرماتے ہین کہ پانی
کا نہ ملنا عام ہے شامل ہے اسکو جو پانی پاوے لیکن استعمال نہ کرسکے ضرر کے خوف سے یہ ضرر خواہ مال کا ہو یا جان
کا اسیطرح اگر راہ مین خوف ہو یا نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہو اور حضر مین تیمم کرنا حدیث سے ثابت ہے گو قرآن سے
ثابت نہین اور اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ اخیر وقت تک پانی ڈہونڈہنا واجب ہے بلکہ جب نمازی نماز کیلیے اوٹہے
اور اوسکی پاس یا اوسکے قریب پانی نہ ہو تو وہ تیمم سے نماز پڑہ لیوے پہر اگر کسی نے پانی کو بہول کر تیمم سے نماز پڑہ لے
تو اوسکی نماز کافی ہے اور اعادہ ضرور نہین اور سعید کا لفظ قرآن مین عام ہے شامل ہے تمام روئے زمین کو لیکن حدیث
نے اسکو خاص کردیا مٹی سے اور مٹی پاک ہونا ضرور ہے اگرچہ کہاری ہو اور تیمم بدل ہے وضو کا جو وضو سے درست
ہے وہ تیمم سے بہی درست ہے اور بسم اللہ اور نیت کا تیمم مین وہی حکم ہے جو وضو مین ہے اور احادیث صحیحہ سے
تیمم مین ایکبار اور صرف منہ اور دونو ہتہیلیون کا مسح ثابت ہے اور دو بارون کی حدیثین یا کہنیون تک مسح کی
حدیثین ساقط الاعتبار ہین اور ایک تیمم سے کئی نمازین پڑہ سکتا ہے اگر اتنا پانی پاوے کہ بعض اعضا کو دہو سکتا
ہے لیکن پورا وضو نہین کرسکتا تو تیمم کرلیوے اور وضو نہ کرے اور سوا نماز کے اور کامون کے لیے تیمم ثابت ہوا جیسے
سلام کا جواب دینے کے لیے تو قرآن پڑہنے یا مسجد کے اندر جانے کیلیے بہی مشروع ہوگا اسیطرح حائضہ کو تیمم مشروع
ہے اوس کی وطی درست ہونے کے لیے اور تیمم اونہی چیزون سے ٹوٹتا ہے جنسے وضو ٹوٹتا ہے نہ وقت کے نکل
جانے سے یا پانی پانے سے انتہے مختصرًا تمام ہوئی کتاب تیمم کی الحمد للہ فقط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا کتاب نماز کی ف

قسطلانی نے کہا جب امام بخاری طہارت کی احکام سے فارغ ہوئے جو نماز کی شرط ہے تو نماز کو شروع کیا حافظ نے کہا امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں پہلے اون شرطون کو بیان کیا جو نماز سے پہلے ہوتی ہین جیسے طہارت ستر عورت استقبال قبلہ دخول وقت اور چونکہ طہارت کے ابواب بہت تہے اسلیے اوسکے لیے علاحدہ ایک کتاب کر دیا اور اسکے بعد ان شرطون کو بیان کیا اور سب سے پہلے نماز کی فرضیت بیان کی اوسکے بعد ستر عورت اوسکے بعد استقبال قبلہ اور اسکی ذیل میں مسجدونکا بیان کیا اور سترہ وغیرہ کا پہر دخول وقت کا پہر اذان کا پہر جماعت اور امامت کا پہر صفت نماز کی پہر اقسام نماز کی جیسے جمعہ عیدین وغیرہ انتہے مختصرًا قسطلانی نے کہا نماز جامع ہے تمام عبادات نفسانی اور بدنی اور مالی کو اسلیے اشرف ہوئی تمام عبادات مین اور لغت مین صلوۃ دعا کو کہتے ہین اور شرع مین چند اقوال اور افعال کو جنکا شروع تکبیر سے ہے اور ختم سلام سے انتہی ملخصًا نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ صلوۃ کا اشتقاق صلین سے ہے جو دو ہڈیان ہین سیرین مین اور بعضون نے کہا اوسکے اصل معنے رحمت ہین بعضون نے کہا دعا قسطلانی نے کہا کہ تصلیہ سے مشتق ہے جسکا معنے لکڑی کا انگار سے سینکنا اوسکو سیدہا کرنے کے لیے اور نماز کو صلوۃ اسلیے کہا کہ آدمی اوسکی وجہ سے سیدہا کیا جاتا ہے اور جسکی کجی نماز سے دور کی جاوے اوسکو پہر آگ سے سینکنے کی ضرورت نہ ہوگی واللہ اعلم

بَابٌ كَيۡفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِی الۡاِسۡرَآءِ معراج کی رات مین نماز کیونکر فرض ہوئی ف

قسطلانی نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج بدن اور روح دونو کے ساتھ تہا حالت بیداری مین آسمان تک اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز معراج کی رات مین فرض ہوئی لیکن اختلاف ہے کہ یہ رات کب تہی بعضون نے کہا ہجرت سے ایکسال پہلے اور یہی قول ہے اکثر کا یا پانچ مہینے یا تین مہینے یا تین برس پہلے اور حربی نے کہا ماہ ربیع الآخر کو معراج ہوا ایسا ہی کہا نووی نے اپنے فتاوے مین اور مسلم کی شرح مین ربیع الاول کہا اور بعضون نے ماہ رجب لکہی ہے حافظ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے اسکو اختیار کیا ہے انتہے حافظ نے کہا مؤلف کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ معراج اسرا کی رات کو ہوا اور اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک ہی رات مین ہوئی بیداری کی حالت مین اور یہی مشہور ہے جمہور کے نزدیک اور بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک رات مین ہوئی اور دونو خواب مین تہے اور بعضون نے کہا اسرا ایک رات مین ہوا اور معراج دوسری رات مین ہوا اور ایک بیداری مین تہا اور دوسرا خواب مین اور بعضون نے کہا کہ اسرا بیت المقدس تک بیداری مین تہا اور معراج خواب

مین تہا اور معراج خواب مین تہا اوسی رات مین یا دوسری رات مین اور چاہیے یہ کہ اسرا بیت المقدس تک بلا خلاف بیداری مین ہو کیونکہ وہ قرآن سے ثابت ہو اور دوسرے یہ کہ قریش نے اوسکو جھٹلایا اگر خواب ہوتا تو وہ کیون جھٹلاتے بیت المقدس ہو اور زیادہ دور مین بہی نہ جھٹلاتے مترجم کہتا ہے حافظ صاحب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اہل اسلام مین ایسا امر مین اختلاف ہے کہ معراج اور اسرا دونو خواب مین تہی یا بیداری مین پس اگر خواب مین ہون تو مخالفین اسلام کو کوئی موقع طعن اور اعتراض کا نہین ہو اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ اونہون نے معراج کی نسبت کہا وہ رویا ہی نیک تہا اور یہ بہی کہا کہ حضرتؐ کا بدن معراج کی رات کو غائب نہین ہوا تہا اور معاویہ سے بہی ایسا ہی منقول ہو اور اگر بیداری مین ہون جیسے جمہور کا مذہب ہے تو مخالفین کا دندان شکن جواب یہ ہے کہ حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہین ہے چنانچہ آواز کی حرکت اور روشنی کی حرکت اور نظر کی حرکت کہ ایک منٹ مین لاکہون کروڑون میل تک پہونچتی ہی پس خدا عزوجل قادر ہے کہ اپنے جس بندے کو چاہے اسی قسم کی تیزی عطا فرما دے حافظ صاحب نے کہا کہ معراج کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے لیکن صحیحین مین کل طریقے انس سے مروی ہین تو زہری نے اسکو روایت کیا انس سے اونہون نے ابوذر سے اور قتادہ نے انس سے اونہون نے مالک بن صعصعہ سے اور شریک اور ثابت نے انس سے اونہون نے حضرتؐ سے بلا واسطہ اور ہر ایک طریق مین کچھ الفاظ ہین جو دوسرے مین نہین اور یہان اس حدیث کی بیان کرنے سے صرف نماز کی فرضیت ظاہر کرنا مقصود ہے اسلیے اس مقام مین ہم اس حدیث کی صرف شرح بیان کرینگے اور اوسکے طرق اور الفاظ اور وجہ جمع سیرۃ نبویہ مین ذکر کرینگے اور شب معراج مین جو نماز فرض ہوئی اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب آپکا ظاہر اور باطن دونو ایمان اور حکمت سے منور اور معمور ہو گیا زمزم کے پانی سے دہونے سے تو اوسکے بعد ہی نماز کا حکم ہوا تاکہ طہارت سے نماز متصل ہووے انتہے مختصرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ اور ابن عباس نے کہا مجہہ سے حدیث بیان کی ابو سفیان (صخر بن حرب) نے ہرقل کے قصے مین تو کہا ابو سفیان نے ہمکو حکم کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے ابو سفیان کی طویل حدیث کا جو بدء الوحی مین گذر چکی اور اسکی مناسبت ترجمۂ باب سے یہ ہو کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ نماز مکہ مین فرض ہوئی ہجرت سے پہلے کیونکہ ابو سفیان حضرتؐ سے نہین ملے ہجرت کے بعد اوس وقت تک جب اونکی ملاقات ہرقل سے ہوئی (فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو چودہ مقامون مین نکالا اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسکو نہین نکالا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابو ذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فرج عن سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغه
في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء الدنيا فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن
السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد صلى الله عليه و
سلم فقال ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنيا فاذا رجل قاعد على يمينه اسودة و
على يساره اسودة اذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل يساره بكى فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت لجبريل من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودة عن يمينه وشماله
نسم بنيه فاهل اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر عن
يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى حتى عرج بي الى السماء الثانية فقال لخازنها افتح فقال
له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد في السموات آدم وادريس وموسى
وعيسى وابراهيم صلوات الله عليهم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد آدم في السماء
الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال انس فلما مر جبريل بالنبي صلى الله عليه وسلم
بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى
فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى
فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم صلى الله عليه و
سلم قال ابن شهاب فاخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال النبي
صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم
وانس بن مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة
فرجعت بذلك حتى مررت على موسى فقال ما فرض الله لك على امتك قلت فرض
خمسين صلوة قال موسى فارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعني فوضع شطرها
فرجعت الى موسى قلت وضع شطرها قال ارجع ربك فان امتك لا تطيق فراجعت فوضع
شطرها فرجعت اليه فقال ارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعته فقال هي خمس

وَهُنَّ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ابوذر غفاری رض حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کا چھت کھولا گیا (یعنے جس گھر میں میں رہتا تھا کیونکہ وہ گھر ام ہانی کا تھا) اور میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اوترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا (یعنے دوبارہ کیونکہ پہلی بار آپ کا سینہ رضاعت کے دنوں میں چیرا گیا تھا اور اسکی تحقیق خدا چاہے تو کتاب التوحید میں مذکور ہوگی طیالسی اور حارث نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ ایک بار اور آپکا سینہ چیرا گیا گیا تھا جب جبرئیل غار حرا میں وحی لیکر آئے تھے اور ابونعیم نے دلائل میں نکالا کہ ایک بار اور چیرا گیا تھا جب آپ دس برس کے تھے عبد المطلب کے ساتھ اور پانچویں بار بھی منقول ہے لیکن وہ ثابت نہیں حافظ نے کہا پہلے چیرنا اوس پھٹکی کے نکالنے کے لیے تھا جسکو شیطان کا حصہ بتلایا اور یہ چیرنا اون امورات کی قابل کرنے کے لیے تھا جنکو آپ نے اس رات میں حاصل کیا) پھر اوسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونیکا (اس سے بعضوں نے یہ نکالا کہ قرآن کی جلد پر سونا لگانا درست ہے کیونکہ فرشتے نے سونیکا استعمال کیا اور جواب یہ ہے کہ فرشتے مکلف نہیں ہیں علاوہ اسکے سونیکی حرمت تو مدینہ میں ہوئی اسکے بعد) جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے ف مطلب یہ ہے کہ طشت میں کوئی شئے ایسی تھی جس سے کمال ایمان اور حکمت حاصل ہوتا تھا یا حکمت اور ایمان کو مجازاً ایک مجسم چیز قرار دیا یا حکمت اور ایمان کی مثال ایک مجسم چیز سے کردی گئی تھی جیسے موت کی مثال آخرت میں ایک مینڈھے کی ہوگی نووی نے کہا حکمت کی تفسیر میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ حکمت وہ علم ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہو تکمیل بصیرت اور تہذیب نفس اور تحقیق حق کے ساتھ اور حکمت کا اطلاق قرآن پر بھی ہوتا ہے اور نبوت پر اور صرف علم اور صرف معرفت پر اور بعضوں نے کہا حکمت وہ ایک فہم ہے اللہ تعالے کیطرف سے (فتح و قسطلانی) پھر ڈالدیا اسکو میری سینہ میں پھر جوڑ دیا سینے کو (قوائس پر مہر کردی جیسے بھری ہوئے برتن پر کردی جاتی ہے اللہ تعالے نے نبوت کے تمام اجزا آپ میں جمع کر دیے اور نبوت کو ختم کردیا آپ پر) پھر اونہوں نے (یعنے حضرت جبرئیل نے) میرا ہاتھ پکڑا ف حافظ نے کہا جنھوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ معراج آپ کو کئی بار ہوا کیونکہ اس حدیث میں اسرا کا ذکر نہیں ہے اور ممکن ہے کہ راوی نے اختصار کے لیے اوسکا ذکر نہ کیا ہو ف اور میرے ساتھ چڑھے دنیا کے آسمان کیطرف جب میں دنیا کے آسمان تک پہنچا تو جبرائیل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھول (معلوم ہوا کہ دروازے

بند تہے اس مین یہ حکمت تہی کہ آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہو کہ آپ کی تشریف فرمائی کے لیے آسمان کے دروازے کہولے گئے اگر کہلے ہوتے تو یہ فائدہ نہ نکلتا) اوس نے کہا کون ہے کہا جبریل اوسنے کہا تمہارے ساتہ اور کوئی ہے اونہون نے کہا ہان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین داروغہ نے کہا کیا وہ بلائے گئے (یا کیا وہ پیغمبر ہوئے شاید اوس فرشتہ کو آپ کی رسالت کی خبر نہ ہوئی ہو عبادت مین مصروف رہنے کی وجہ سے اور یہ بعید ہے اور ظاہر سیاق سے یہ ہے کیونکہ آپ کی رسالت تمام ملاء اعلے اور فرشتون مین مشہور تہی) جبرئیل ع نے کہا ہان جب داروغہ نے دروازہ کہولا تو ہم دنیا کے آسمان کے اوپر گئے وہان ایک شخص بیٹہا تہا جسکے داہنے طرف لوگ تہے اور بائین طرف لوگ تہے جب وہ داہنے طرف دیکہتا تو ہنستا (خوشی سے) اور جب بائین طرف دیکہتا تو روتا اوس شخص نے (جو بیٹہا تہا) کہا (مجہکو دیکہ کر) مبارک ہو نیک نبی اور نیک بیٹا (نیک کا لفظ تمام خوبیون کو شامل ہے) مینے جبرئیل سے پوچہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ آدم ہین (پہلے نبی علیہ السلام) اور یہ جو لوگ اون کے داہنے اور بائین طرف ہین یہ اونکی اولاد کی روحین ہین تو داہنے طرف والی اون مین جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے جب وہ داہنے طرف دیکہتے ہین تو ہنستے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو روتے ہین ف حافظ نے کہا اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ جنتی اور دوزخی سب آدمیون کی روحین آسمان مین ہین اور یہ مشکل ہے قاضی عیاض نے کہا دوسری حدیث مین آیا ہے کہ کافرون کی روحین سجین مین ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین تو آسمان دنیا مین سب روحین کیونکر جمع ہون گی پہر جواب دیا کہ شاید یہ سب روحین بعض وقتون مین حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے لائی جاتی ہون اور اتفاق وہی وقت ہوا جسوقت حضرت رسول کریم ہمارے آقا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے پاس سے گذرے اور اس آیت سے النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا یہی نکلتا ہے کہ بعض وقتون مین یہ روحین جنت اور نار مین ہوتی ہین بعض وقتون مین نہین دوسرا اعتراض یہ ہوا ہے کہ کافرون کی ارواح کے لیے آسمان کے دروازے نہین کہلتے چنانچہ قرآن مین ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ پہر یہ سب روحین وہان کیونکر پہونچین اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جنت حضرت آدم ع کے داہنے طرف ہو اور دوزخ اونکے بائین طرف اور دونوں اونکو دکہلائی دیتے ہون انتہی اور احتمال ہے کہ احادیث مین وہ روحین مراد ہون جو اسوقت تک دنیا مین نہین آئین ہین اور بدنون سے متعلق نہ ہوئی ہین اور ممکن ہے کہ یہ روحین حضرت آدم ع کے داہنے اور بائین رہتے ہون اور اللہ تعالی نے اونکا انجام حضرت آدم ع کو بتا دیا ہو اور اسی وجہ سے جب وہ داہنی طرف والون کو دیکہتے ہین تو خوش ہوتے ہین اور جب بائین طرف والون کو دیکہتے ہین تو رنجیدہ ہوتے ہین اور وہ روحین مراد نہ ہون جو دنیا

ہمنا چکی ہین اور اپنے ٹہکانے جنت یا دوزخ مین جاچکے ہین اور اس تقریر سے اعتراض دفع ہو جاویگا اور وہ جو ابن اسحاق
اور بیہقی نے نکالا اسراء کی حدیث مین کہ پہر مین نے دیکہا ایک آدم ؑ کو دیکہا اون کے سامنے پیش کی جاتی تہین مومنون کی
روحین اُن کی اولاد مین سے وہ کہتے تہے پاک روح ہے پاک نفس ہے اسکو علیین مین لیجاؤ پہر اونکے اوپر بدکارون کی
روحین پیش کی جاتی تہین تو وہ کہتے تہے ناپاک روح ہے ناپاک نفس ہے اسکو سجین مین لیجاؤ اور طبرانی اور بزار نے نکالا ابو
ہریرہ سے کہ دیکہا ایک آدم کے داہنے طرف ایک دروازہ معلوم ہوا اوس مین سے خوشبو آتی تہی اور بائین طرف ایک
دروازہ اوس مین سے بدبو آتی تہی جب وہ داہنے طرف دیکہتے تو خوش ہو جاتے اور جب بائین طرف دیکہتے تو رنجیدہ
ہوتے تو یہ روایتین صحیح نہین ہین اور انکی سندین ضعیف ہین اگر صحیح ہوتین تو اونکے موافق قائل ہونا واسطے تہا تمام
ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے جو تقریر بیان کی وہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے اور مجہے اسبات مین
جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ یہ روحین دونو طرح کی تہین یعنے جو دنیا مین آچکی ہین اور جو نہین آئین اور ممکن ہے کہ اللہ تعالی
نے اونکو اس رات مین حضرت آدم کے پاس بہیجدیا ہو اور حکمت اون کے جمع کرنے مین اس رات مین یہ تہی کہ سید عالم اُس
رات مین تشریف لانیوالے تہے اور آپ تمام نوع بشر مین مخلوق ہوئے تہے پس حق تعالی نے یہ چاہا کہ تمام ارواح بشری کو آپ
کا درجہ اور مرتبہ معلوم ہو جاوے اور سب پر آپ کی فضیلت اور عظمت کہل جاوے اب سب حدیثین منطبق ہو جاتی
ہین صرف یہ شبہ باقی رہیگا کہ قرآن مین کافرون کی ارواح کے لیے یہ آیا ہے کہ انکے لیے آسمان کے دروازے نہین کہلتے
پہر یہ روحین آسمان کی اوپر کیونکر پہونچین اور جواب اسکا ظاہر ہے کہ آسمان کے دروازے بالذات ان کافرون کی ارواح
کے لیے نہین کہلے تہے تو حکمتاً بلائی اور جمع کی گئی تہین اور دروازے تو حضرت سرور عالم کے لیے کہولے گئے تہے یا
ارواح مومنین کے لیے اور کفار اونکی ذیل مین تہے اور ایک جواب یہ بہی ہوسکتا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے
کہ مرنے کے بعد کافر اور مومن دونونکی روحین فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین پہر مومن کے لیے ہر ایک آسمان کا
دروازہ کہلتا ہے یہانتک کہ اوسکی روح اس آسمان تک پہونچ جاتی ہے جسکے اوپر اللہ جل جلالہ ہے اور کافر
کے لیے پہلے ہی آسمان کا دروازہ نہین کہلتا اور وہ رد کردی جاتی ہے سجین کیطرف تو دروازے نہ کہلنے
سے وقت خاص مین نہ کہلنا مراد ہے اور یہ مضمون بعینہ ایک حدیث مین مروی ہے جسکو روایت کیا ابن
ماجہ نے ابوہریرہ سے گویا یہ حدیث تفسیر ہے اس آیت کی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ واللہ اعلم اور ایک جواب اصل
اعتراض کا اور ہے مگر اوسکی حقیقت وہی سمجہین گے جو عالم برزخ کی اور صفات روحانیہ کی حقائق سے مناسبت
رکہتی ہین وہ یہ کہ ارواح کے حق مین قرب اور بعد مکانی بلکہ بعد دائمہ حالت واحدہ مین جائز ہے اور یہی سبب

ہے کہ ارواح مومنین علیین میں ہوتے ہیں اور پھر قبر پر زیارت کرنے والے کا سلام سنتے ہیں اور حضرت موسیٰ چھٹے
آسمان پر ہیں اور باوجود اسکے حضرت ص نے اونکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور محال ہے کہ ہمارے حضرت ص جو رتبہ میں
تمام انبیاء سے زیادہ ہیں حضرت موسیٰ کیطرح یا اوس سے زیادہ لعلے آسمان میں نہ ہوں لیکن اسکے ساتھ آپ فرماتے ہیں
کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھکو سلام کرتا ہے یا مجھپر درود بھیجتا ہے تو میں خود سن لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
جنتی کے حال میں فرمایا فاطلع فرآہ فی سواء الجحیم یعنے جھانکا تو اپنے رفیق کو دوزخ کے بیچ میں دیکھا حالانکہ جنت اور
دوزخ میں لاکھوں کروڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اور جب یہ امر ثابت ہوا کہ قرب اور بعد مکان اور تعدد امکنہ کی تاثیر
جو اس عالم میں ہمارے اوپر پڑتی ہے وہ عالم ارواح میں نہیں پڑتی تو معلوم ہو گیا کہ ارواح کفار کا سجین میں رہنا
اور ارواح مومنین کا علیین میں رہنا اس امر کا مانع نہیں کہ حضرت ص نے اونکو آدم علیہ السلام کے پاس دیکھا پہلے آسمان
پر واللہ علی ما نقول شہید ت یہانتک کہ حضرت جبرئیل مجھکو لیکر دوسرے آسمان پر چڑھے اور اوسکے داروغہ سے
کہا دروازہ کھولو اوسنے ویسا ہی پوچھا جیسے پہلے آسمان کے داروغہ نے پوچھا تھا پھر دروازہ کھولا انس نے کہا تو
ابوذر رض نے ذکر کیا کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم ع کو اور ادریس ع اور موسیٰ اور عیسیٰ اور
ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ اور مقام کیونکر تھا صرف اتنا
کہا کہ آسمان دنیا میں حضرت آدم کو پایا اور حضرت ابراہیم کو چھٹے آسمان میں پایا ف حافظ نے کہا شریک نے
جو روایت انس سے کی یہ اوسکے موافق ہے اور سوا ان دونوں روایتوں کے اور سب روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم ع سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی پس اگر معراج متعدد بار ہو تو کچھ اشکال نہیں ورنہ ترجیح ان روایتوں
کو ہے جنمیں ساتویں آسمان کا ذکر ہے کیونکہ اون میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابراہیم کو بیت معمور سے تکیہ لگائے
دیکھا اور بیت معمور بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور وہ جو حضرت علی سے منقول ہے کہ بیت المعمور چھٹے آسمان
میں ہے طوبیٰ کے پاس اگر ثابت ہو تو اوس کا مطلب ہوگا کہ چھٹے آسمان میں بھی ایک بیت المعمور ہے کیونکہ ہر ایک
آسمان میں ایک بیت ہے کعبہ کے مقابل اور ہر ایک فرشتوں سے معمور ہے اور ایسا ہی ربیع بن انس سے منقول
ہے کہ بیت المعمور دنیا کے آسمان میں ہے اسکی بھی ہم یہی تاویل کرینگے اور بعضوں نے کہا کہ بیت المعمور کو ضراح کہتے ہیں اور بعضوں
نے کہا وہ آسمان دنیا کا نام ہے اور ان روایتوں میں گو ہر ایک پیغمبر کا مقام مذکور نہیں ہے لیکن اور روایتوں میں مذکور
ہے اور ہم اسکا ذکر کتاب التوحید میں کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اتنہ مترجم کہتا ہے صحیحین کی دوسری روایتوں میں پہلے آسمان
میں حضرت آدم سے اور دوسرے آسمان میں یحییٰ اور عیسیٰ ع سے اور تیسرے میں یوسف ع سے اور چوتھے میں ادریس ع سے

اور پانچوین مین ہارون ؑ سے اور چہٹوین مین موسےؑ سے اور ساتوین مین حضرت ابراہیم ؑ سے ملاقات ہوئی مذکور نہین ہے ت انس نے
نے کہا جب حضرت جبرئیل ؑ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو حضرت ادریس ؑ پر سے گذرے تو اونہون نے کہا مبارک
ہو (مرحبا) نیک پیمبر اور نیک بہائی مین نے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ ادریس ؑ ہین پہر مین حضرت موسیٰ ؑ پر سے گذرا
اونہون نے کہا مبارک نیک پیمبر اور نیک بہائی مینے کہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ موسے ؑ ہین پہر مین حضرت
عیسے ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ عیسے ہین
پہر مین حضرت ابراہیم ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا (یہ ایک لفظ ہے جو عرب مین کسی کے آنیکے وقت بولا
جاتا ہے یعنے تم اچہی کشادہ اور عمدہ اور بکشادگی مقام مین آئے) نیک نبی اور نیک بیٹے مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا
ابراہیم ؑ ہین ف حافظ نے کہا اور روایتون مین پہلے حضرت عیسی سے ملنا ثابت ہے پہر حضرت موسے سے اور
اس روایت مین اولٹا ہے تو جواب یہ دینگے کہ ثم یہان تراخی کے لیے نہین ہے یا معراج کا قصہ متعدد بار ہے
ت ابن شہاب نے کہا مجہے خبر دی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری (عامر بن
عبد عمر بن عمیر بن ثابت یا مالک بن عبد عمرو) دونو کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر
جبرئیل مجہکو لیکر چڑہے یہانتک کہ مین ایک اونچی اور ہموار مقام پر پہونچا وہان مین قلمون کی آواز سنتا تہا (فرشتے
اللہ جل جلالہ کے احکام لکہتے اونکی قلمون کے آواز آپنے سنی قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ فرشتے لوح محفوظ سے
نقل کرتے ہون یا اور کچہہ لکہتے ہون جو اللہ جل جلالہ اونسے لکہواتا ہو حالانکہ اوسکو لکہنے کی حاجت نہین وہ کسی
چیز کو نہین بہولتا) ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اللہ تعالی نے میری
امت پر پچاس نمازین (ہر دن رات مین مسلم) فرض کین مین یہ حکم لیکر لوٹا یہانتک کہ حضرت موسی ؑ پر گذرا اونہون نے
کہا اللہ تعالی نے کیا فرض کیا تمہارے لیے تمہاری امت پر مینے کہا پچاس نمازین فرض کین حضرت موسے نے کہا
تم لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس اسلیے کہ تمہاری امت اتنی نمازین پڑہنے کی طاقت نہین رکہتے مین لوٹ گیا (اور مالک
سے عرض کیا تخفیف کیلیے) مالک نے ایک حصہ معاف کردیا ف اس حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر کے
معنے آدہی کے بہی آتے ہین لیکن یہان آدہے کے معنے نہین بنتا کس لیے کہ مالک بن صعصعہ کی روایت مین ہے کہ
حق تعالی نے دس نمازین معاف کردین اور ایسا ہی شریک نے روایت کیا اور ثابت کی روایت
مین ہے کہ پانچ نمازین گہٹا دین پہر اسیطرح پانچ پانچ کی تخفیف ہوتی رہی یہانتک کہ پانچ نمازین رہ گئین
ت پہر مین لوٹا حضرت موسی ؑ کے پاس اور کہا کہ اللہ تعالے نے ایک حصہ معاف کردیا اونہونے کہا لوٹ جاؤ اپنے

مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو طاقت نہیں (اتنی سبھی نمازیں پڑھنے کی) میں پھر لوٹا پھر میرے مالک نے ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا اونہوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی نمازوں کی طاقت نہیں میں لوٹا اپنے مالک کی طرف آخر مالک نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں (شمار میں) اور وہ (ثواب میں) پچاس ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی پھر میں لوٹا حضرت موسیٰ ع کے پاس اونہوں نے کہا لوٹ جا اپنے مالک کے پاس (اور پانچ سے بھی کم کرا) میں نے کہا اب مجھے شرم آتی ہے اپنے مالک سے ف کرمانی نے شطر کے معنے نصف کے اور یہ کہا کہ پہلی بار میں پچاس کی آدھی پچیس کی معافی ہوئی دوسری میں پچیس کی آدھی تیرہ کی اس طرح سے کہ کسر کا ایک سالم رکھ لیا تیسری بار میں تیرہ کی آدھی سات کی کسر کو ایک سالم رکھ کر تو کل ۴۵ کی معافی ہوئی اور پانچ نمازیں رہ گئیں یہ توجیہ اگرچہ عمدہ ہے اور باریک ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں تیسری بار کچھ معاف کرنا مذکور نہیں ہے اور اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ شاید معافی کا ذکر تیسری بار میں اختصار کے لیے چھوڑ دیا اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری روایت کی یہ توجیہ خلاف ہے کیونکہ اوس میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے حافظ نے کہا وہ روایت صحیح اور ثابت ہے تو باقی روایتوں کو اسی پر محمول کرنا چاہیے ابن منیر نے کہا جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو آپ اسکے بعد عرض کرنے سے شرمائے کس لیے کہ اللہ تعالیٰ پانچ پانچ کم کرتا جاتا تھا اب آپ یہ سمجھے کہ اگر اب پھر درخواست کرونگا تو گویا یہ مطلب ہوگا کہ بالکل نماز معاف کر دیجیے اور اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ پانچ نمازوں کے سوا اور کوئی نماز فرض نہیں ہے جیسے وتر وغیرہ ت پھر جبرئیل مجھکو ساتھ لیکر چلے یہانتک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھکو پہونچایا ف سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے بیری کا تمام آسمانوں کے اوپر اور مسلم میں ہے کہ وہ چھٹے آسمان میں ہے تو احتمال ہے کہ جڑ اوسکی وہاں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر تک ہوں اور منتہیٰ اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ فرشتوں کا علم اوس سے آگے نہیں بڑھتا اور اسکے آگے کوئی نہیں گیا سوا حضرت سرور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہاں ٹھیر جاتا ہے یا جو نیچے سے جاتا ہے یا شہیدوں کے ارواح وہاں جاکر ٹھیر جاتے ہیں یا مومنین کی ارواح پھر ملائکہ اونکے لیے دعا کرتے ہیں یا اون پر رحمت اوترتے ہیں (قسطلانی) ت اسکو ڈھانپ لیا تھا کئی رنگوں نے میں نہیں جانتا وہ کیا تھے پھر مجھکو جنت میں لے گئے دیکھا تو اوس میں گنبذ ہیں (یا ہار اور مالے) موتیوں کے اور اوسکی مٹی مشک ہے ف یعنی اسکی مٹی میں سے مشک کی خوشبو آتی ہے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو حج اور بدء الخلق اور انبیا اور ذکر ادریس میں نکالا اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا

مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلٰوةِ الْحَضَرِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا اللہ تعالی نے جب نماز فرض کی تو سفر اور حضر دونوں مین دو دو رکعتین فرض کین پہر سفر مین تو اوتنی ہی نماز رہی اور حضر مین نماز بڑہا دی گئی **ف** ابن اسحاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے مگر مغرب کہ وہ پہلی ہی تین رکعت کی تہی اور نکالا اسکو امام احمد نے ابن اسحق کے طریق سے اور مؤلف نے کتاب الہجرۃ مین نکالا کہ فرض ہوئی نماز دو رکعتین پہر حضرت صلعم نے ہجرت کی تو چار رکعتین ہوگئین حافظ نے کہا اس حدیث سے حنفیہ نے حجت لی اور کہا کہ سفر مین قصر کمال ہے نہ رخصت اور اُن کے مخالفین نے حجت لی اس آیت سے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ یعنے تمپر گناہ نہین نماز کا قصر کرنا اور ظاہر ہے کہ گناہ نہ ہونا اور قصر ان دونو لفظون سے یہ نکلتا ہے کہ یہ رخصت ہے اور حدیث مین ہے کہ یہ صدقہ ہے اللہ کا اوسکو قبول کرو اس سے بہی رخصت ہونیکا ثبوت ہے اور حضرت عائشہ کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ قول ہے اونکا مرفوع نہین ہے اور جسوقت نماز فرض ہوئی وہ حاضر نہ تہین السا ہی کہا خطابی نے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مضمون عقل سے معلوم نہین ہو سکتا تو حکما مرفوع ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ حضرت عائشہ نماز کی فرضیت کے وقت حاضر نہ تہین تب بہی یہ حدیث مرسل ہوگی صحابی کی اور صحابی کی مرسل حجت ہے البتہ معارض ہے اسکے وہ جو مسلم نے نکالا ابن عباس سے کہ حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اور سفر مین دو رکعتین اور حنفیہ کو دوسری طرح سے الزام ہو سکتا ہے کہ اون کے نزدیک جب صحابی کی رائے روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت حجت نہین اور یہان حضرت عائشہ سے ثابت ہے کہ وہ سفر مین پوری نماز پڑہتی تہین اور حنفیہ کے طرف سے دونون کا جواب یون ہو سکتا ہے کہ ابن عباس کی روایت حضرت عائشہ کی روایت کے خلاف نہین ہے جیسے آگے آویگا اور اتمام حضرت عائشہ کا اس بنا پر تہا جو عروہ نے روایت کیا کہ اونہون نے حضرت عائشہ سے پوچہا سفر مین نماز پوری پڑہنے کو اونہون نے وہ تاویل کی جو حضرت عثمان نے کی تہی (کہ یہ سفر ہی نہین ہے) پس یہ اونکی روایت کے خلاف نہ ہوئی حافظ نے کہا مجہے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ پہلے رات مین نمازین دو دو رکعت فرض ہوئین سوا مغرب کی نماز کے پہر ہجرت کے بعد سب نمازین بڑہا دی گئین سوا فجر کے جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضر اور سفر کی دو دو رکعتین فرض ہوئین پہر جب حضرت صلعم مدینہ کو تشریف لائے اور آپکو اطمینان ہوا تو حضر مین دو دو رکعتین بڑہا دی گئین اور فجر کی نماز طول قرأت کی وجہ سے اوتنی ہی رہی اور مغرب کے بہی کیونکہ وتر ہے دنکا پہر جب

تین نمازین چار چار رکعت کی ہوگئین تو سفر کی آیت اتری اور دو دو وان مین کم کردی گئین سفر مین اور سوید سے اسکو وہ جو ابن اثیر نے شرح مسند مین کہا کہ نماز کا قصر ہجرت کے چوتھی سال ہوا اور بعضون نے کہا ربیع الآخر کو دوسرے سال مین ہجرت کے اور بعضون نے کہا ہجرت کے چالیس دن بعد اب ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اسرے سے پہلے کوئی نماز فرض نہ تھی الا رات کی نماز اسکی کوئی حد معین نہ تھی اور حربی نے کہا کہ فرض تھی دو رکعتین صبح کو اور دو رکعتین تیسرے پہر کو اور شافعی نے بعض علما سے نقل کیا کہ رات کی نماز فرض تھی پہر منسوخ ہوگئی فرضیت اسکی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ سے اور محمد بن نصر مروزی نے اسکا انکار کیا اور کہا یہ آیت تو مدینہ مین اوتری اور اسرا مکہ مین تہا بہت پہلی (فتح ملخصًا) قسطلانی نے کہا مالک اور احمد اور شافعی یہی کہتے ہین کہ سفر مین قصر رخصت ہے اور فائدہ اس اختلاف کا جب پیدا ہوگا کہ مسافر پوری نماز پڑہے تو ہمارے نزدیک دوسرا دوگانہ بہی فرض ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک وہ نفل ہوگا انتہے اس

باب کے متعلق اور حدیثین امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے انس بن مالک سے انہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازین فرض ہوئین اسرا کی رات مین پچاس نمازین پہر کم کی گئین یہانتک کہ پانچ رہگئین پہر آواز دی گئی ای محمد صلعم میرے پاس بات نہین بدلتی اور تجہکو ان پانچ نمازونکے بدل پچاس نمازونکا ثواب ملیگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا ہے کہ جو شخص عمدًا نماز ترک کرے اسکو قتل کرنا چاہیے اور اس پر دلیل لی ابن عمر کی اور ابو سعید کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین موجود ہین اسلیے ہم نے اونکو بیان نہین کیا اور دلیل لی عبید اللہ بن عدی کی حدیث سے کہ ایک مرد انصاری نے اون سے حدیث بیان کی وہ حضرت صلعم کے پاس آئے اور آپکے کان مین عرض کرتے تہے اجازت چاہتے تہے آپ سے ایک منافق کے قتل کی تو آپ نے پکار کر فرمایا کیا وہ اس بات کی گواہی نہین دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اسکی گواہی نہین (یعنے صحیح نہین کیونکہ دل سے اسکو یقین نہین) آپ نے فرمایا کیا وہ گواہی نہین دیتا اس بات کی کہ حضرت محمد صلعم اوسکے رسول ہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اسکی گواہی نہین آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہین پڑہتا انصاری نے کہا کیون نہین اور اسکی نماز نہین آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین (یعنے جو توحید اور رسالت کی قائل ہون اور نماز پڑہین) اونکے قتل سے اللہ نے مجہکو منع کیا نکالا اسکو امام شافعی اور احمد نے اپنے مسندون مین اور مالک نے موطا مین شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ لوگون سے ظاہر پر معاملہ کرنا چاہیے اور دل کے حال کو کر دینا اور اسکی تفتیش کرنیکا حکم ہمکو نہین اور اسی لیے آپنے اسامہ سے فرمایا جب انہون نے کہا کہ اس کافر نے کلمہ پڑہا تقیہ یعنے جان بچانے کے لیے کہ تو نے اسکا دل چیر کر دیکہا اور حضرت صلعم کا دائمی طریقہ یہ تہا کہ آپ ظاہر حال کا اعتبار کرتے آپ نے حضرت عباس سے فرمایا

(۹) جو شخص عمدًا نماز ترک کرے اسکو قتل کرنا

جب اونہون نے بدر کے دن کہا کہ مجہپر جبر ہوا تہا کہ تمہارا ظاہر ہمپر ہے اور اسیطرح فرمایا کہ مین جو سنتا ہون اوسکے مطابق فیصلہ کرتا ہون پہر اگر مین کسیکو اوسکے بہائی کا مال دلادون تو وہ نہ لیوے مین اوسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون اور فرمایا کہ ہم حکم کرتے ہین ظاہر پر اور یہ حدیث اگرچہ معتبر طریق سے ثابت نہین لیکن اوسکے کئی شاہد صحیح ہین انتہے مختصراً اور بیہقی اور نسائی نے نکالا انس بن مالک سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو عرب کے لوگ اسلام سے پہر گئے عمر رض نے کہا اے ابوبکر تم کیونکر لڑوگے عربون سے ابوبکر رض نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اسبات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین اور مین اللہ کا رسول ہون اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوٰۃ کو شوکانی نے کہا اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا عمران ابو العوام کے وہ بہی سچا ہے لیکن وہم کرتا ہے امام ہمام ابن قیم حنبلی نے کتاب الصلوٰۃ مین کہا کہ مسلمانون کا اسمین اختلاف نہین ہے کہ فرض نماز کا عمداً ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ کے نزدیک یہ گناہ ناحق خون کرنے اور ناحق مال لینے اور زنا اور چوری اور شراب پینے سے بہی زیادہ ہے اور ایسا کرنیوالا اللہ کے عذاب اور غصے کے لائق ہے اور اختلاف کیا ہے انہون نے اسمین کہ تارک الصلوٰۃ قتل کیا جاویگا یا نہین اور کیونکر قتل کیا جاویگا اور وہ کافر ہے یا نہین تو سفیان بن سعید ثوری اور ابو عمرو اوزاعی اور عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور وکیع بن الجراح اور مالک بن انس اور محمد بن ادریس شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اونکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اب جمہور علما نے یہ کہا کہ تلوار سے اوسکی گردن ماری جاویگی اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اوسکو لکڑی سے مارینگے یہانتک کہ نماز پڑہے یا مرجاوے اور ابن شریح نے کہا تلوار اوسکے کونچ دینگے یہانتک کہ مرجاوے کیونکہ یہ عمدہ ہے اوسکی تنبیہ کے لیے اور اس مین زیادہ امید ہے اوسکے تائب ہونے کی اور جمہور یہ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے احسان فرض کیا ہے ہر ایک شی مین تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور تلوار سے گردن مارنا اچھا قتل ہے جان جلدی نکل جاتی ہے اور اللہ سبحانہ نے کفار اور مرتدین کے لیے گردن مارنا ٹہرایا نہ تلوار سے کونچنا اور زانی کو جو پتہر سے مارنیکا حکم دیا وہ اسلیے کہ اوسکے تمام بدن کو تکلیف پہونچے کیونکہ اوسکے تمام بدن نے حرام سے لذت اوٹہائی تہی اور اس سزا مین یاد دلانا ہے اس سزا کو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کی قوم کو دی تہی پتہر برسائے تہے اونپر بدکاری کیوجہ سے اور ابن شہاب زہری اور سعید بن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور ابو حنیفہ اور داؤد بن علی اور مزنی کا یہ قول ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو قید کرینگے یہانتک کہ مرجاوے یا توبہ کرے اور قتل نہ کرینگے ان لوگون نے دلیل لی اس سے جو ابوہریرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ لا الٰہ الا اللہ کہین پہر جب انہون نے

یہ کہا تو بچا لیا اونہون نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور صحیحین
مین مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ حضرت صؐ نے فرمایا کسی مسلمان مرد کا خون کرنا درست نہین جو گواہی دیتا ہو لا اله الا
الله اور محمد رسول الله کی مگر تین باتون کی وجہ سے ایک تو یہ کہ ثیب ہو کر زنا کرے دوسرے کسیکو قتل کرے اوسکے بدلے
مارا جاوے تیسرے یہ کہ اپنے دین سے پھر جاوے اور جماعت کو چھوڑ دیوے اور ان لوگون نے یہ بھی کہا کہ نماز مثل اور عملون
کے ہے جیسے روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور انکے ترک سے آدمی قتل نہین کیا جاتا پس نماز کے ترک سے بھی قتل نہ کیا
جاویگا جو لوگ اوسکے قتل کے قائل ہین وہ دلیل لیتے ہین اس آیت سے کہ قتل کرو مشرکونکو جہان تم پاؤ اور پکڑو انکو
اور روکو اونکو اور بیٹھو اونکے لیے ہر ناکے مین پھر اگر توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دیوین تو چھوڑ دو اونکو تو حکم
دیا الله پاک نے اونکے قتل کا یہانتک کہ وے توبہ کرین شرک سے اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دیوین اور جو شخص یہ
کہتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو قتل نہ کرینگے اوسکے مذہب پر یہ لازم آتا ہے کہ جو کوئی شرک سے توبہ کرلے وہ قتل
نہ کیا جاویگا اگرچہ نماز نہ پڑہے اور نہ زکوٰۃ دیوے اور یہ خلاف ہے ظاہر قرآن کے اور صحیحین مین ابو سعید خدری سے
مروی ہے کہ حضرت علی رضؓ نے یمن سے حضرت صؐ کے پاس کچھہ سونا بھیجا آپ نے اسکو تقسیم کیا چار آدمیون مین ایک
شخص (مردود) بولا یا رسول الله خدا سے ڈرو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری کیا مین تمام زمین والون سے زیادہ
نہین الله سے ڈرتے ہین پھر وہ شخص (خانہ خراب) پیٹھہ موڑ کر چلا خالد بن ولید (سیف الاسلام) نے عرض کیا
یا رسول الله کیا مین اسکی گردن مارون آپ نے فرمایا نہین شاید وہ نماز پڑہتا ہو خالد نے کہا کتنے نمازی ایسے ہین
کہ زبان سے جو کہتے ہین وہ اونکے دل مین نہین ہے حضرت صؐ نے فرمایا مجھے حکم نہین ہوا لوگون کے دل کریدنیکا
نہ اونکے پیٹ چاک کرنیکا تو حضرت صؐ نے قتل کا مانع نماز پڑہنا قرار دیا اس سے یہ نکلا کہ جو نماز نہ پڑہے وہ قتل کیا
جاویگا اور اسی لیے دوسری حدیث مین فرمایا کہ منع کیا گیا مین نمازیون کے قتل سے اور جو لوگ نمازی نہون
اونکا قتل ممنوع نہ ہونے پر عبید الله بن عدی کی حدیث دلالت کرتی ہے (جو ابھی گذری) اور صحیح مسلم مین مروی ہے
ام سلمہ رضؓ سے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اوپر امیر مقرر ہونگے تو تم اونکی باتین اچھی بھی دیکھو
گے اور بری بھی پھر جسنے بری بات کو برا کہا وہ اپنے حق سے اوترا اور جسنے اوسکو برا جانا (دل مین) وہ بھی سلامت
رہا لیکن جو راضی ہوگیا اور انکی پیروی کرنے لگا (وہ تباہ ہوا) لوگون نے عرض کیا یا رسول الله کیا ہم انسے
لڑین نہین آپ نے فرمایا نہین جب تک وہ نماز پڑہین اور صحیحین مین عبد الله بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت صؐ نے
فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اس بات کی سوا الله کے کوئی سچا معبود نہین اور بیشک

محمد صلعم اللہ کے رسول ہین اور نماز ادا کرین اور زکوۃ دیوین جب اونہون نے ایسا کیا تو بچا لیا اونہون نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر اسلام کے حق سے اور اونکا حساب اللہ پر ہے اور اسی حدیث سے دو طرح دلیل لے سکتے ہین ایک یہ کہ حکم ہوا اونسے لڑنے کا جبتک وہ نماز نہ پڑہین دوسرے یہ کہ فرمایا مگر اسلام کے حق سے اونکا قتل جائز ہے اور نماز تو اسلام کے تمام حقوق مین بڑی ہی اور امام احمد اور ابن خزیمہ نے نکالا اپنے صحیح مین ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ دے گواہی دیوین کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو تو حرام ہو گئے مجھپر خون اونکے اور مال اونکے اور حساب اونکا اللہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اونسے لڑنیکا حکم ہے جب تک وہ نماز نہ پڑہین اور اُنکی جان اور مال شہادتین اور نماز پڑہنے اور زکوۃ دینے کے بعد حرام ہوتے ہین اور اس سے یہ نکلا کہ اوس سے پہلے اونکے جان اور مال حرام نہین ہین بلکہ مباح ہین اور انس بن مالک کی حدیث اس باب مین اوپر گذری اور وہ حدیث صحیح ہے اوسکو نکالا نسائی نے اور ان حدیثون سے وہ مطلق حدیثین مقید ہو جاتی ہین جن سے مخالفین نے دلیل لی باوجودیکہ ان حدیثون سے مال اور جان کی عصمت اسوقت ثابت ہوتی ہے جب اسلام کا کوئی حق اوپر نہ ہو اور نماز تو سب حقوق سے زیادہ موکد حق ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مسلمان کا خون درست نہین مگر تین مین ایک بات سے تو وہ ہماری حجت ہی کیونکہ تیسرا شخص اوس مین وہ ہے جو اپنا دین چھوڑ دیوے اور نماز تو دین کا بہت بڑا رکن ہے خاصکر جب ہم تارک الصلوۃ کو کافر کہین تو اوسنے دین کو بالکل چھوڑ دیا اور جو کافر نہ کہین جب بھی اوسنے دین کو چھوڑ دیا کیونکہ دین کے ستون کو چھوڑ دیا امام احمد نے کہا حدیث مین آیا ہے اسلام مین اُسکا کوئی حظ نہین جسنے نماز کو چھوڑ دیا اور حضرت عمر رض تمام ملکون مین لکہتے تہے کہ تمہارے تمام کامون مین زیادہ اہم میرے نزدیک نماز ہے جسنے اُسکی محافظت رکہی اوسنے اپنے دین کی حفاظت کی اور جسنے اوسکو ضائع کیا اوسنے اوسکے سوا اور کامون کو زیادہ ضائع کیا اور اسلام مین اُسکا حظ نہین ہے جسنے نماز چھوڑ دی امام احمد نے کہا تو ہر ایک شخص جو نماز کو ہلکا سمجھے اور اُسکی توہین کرے اوسنے اسلام کو ذلیل سمجھا اور اُسکی توہین کی اور مسلمانون کا حصہ اسلام مین اونکی نمازون کے موافق ہے اور اُنکی رغبت اسلام مین نماز کی رغبت کی موافق ہے تو پہچان اپنے تئین ای بندے اللہ کے اور ڈر تو ایسا نہ ہو کہ اللہ سے ملے اور تیرا اسلام بے قدر ہو کیونکہ اسلام کی قدر تیرے دل مین اُتنی ہی ہے جتنی نماز کی قدر تیرے دل مین ہو اور حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہی اور جب ستون گر جاوے تو ڈیرہ بھی گر جاتا ہے اور میخین اور رسیان کچھ کام نہین آتین یہی نسبت نماز کو اسلام سے اور

ایک حدیث مین ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن آدمی کا عمل جو پوچھا جاویگا وہ نماز ہوگی پہر اگر اسکی نماز قبول ہوگئی تو باقی عمل بہی قبول ہو جاوینگے اور جو نماز نامقبول ہوئی تو تمام اعمال نامقبول ہونگے تو نماز کے نکل جانے کے بعد نہ اسلام رہیگا نہ دین یہ سب امام احمد کا کلام ہے اور نماز اسلام کے فرضون مین پہلی فرض ہے اور دین مین سب سے اخیر وہ گم ہوگی ہے اور جس چیز کا اول اور آخر چلا جاوے تو وہ گویا کل چلی گئی امام احمد نے کہا جس شے کا آخر دور ہو جاوے تو گویا وہ ساری شے چلی گئی پہر جب آدمی کی نماز چلی گئی تو اوسکا دین چلا گیا اور مقصود یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کیحدیث قوی دلیلون مین سے ہے تارک الصلوۃ کے قتل پر اب جو لوگ تارک الصلوۃ کے قتل کے قائل ہین اونہون نے اختلاف کیا آیا کہ اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو مشہور یہ ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاویگی اگر توبہ کرلے تو چہوڑ دیا جاویگا ورنہ قتل ہوگا یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور یہی قول ہے امام مالک کے مذہب مین اور ابو بکر طرطوسی نے اپنی تعلیق مین کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ اوس سے کہا جاویگا نماز پڑہ جبتک وقت باقی ہو پہر اگر پڑہے تو چہوڑ دیا جاویگا اور جو نہ پڑہے یہانتک وقت گذر جاوے تو قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ توبہ لیجاوے گی پہر اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ قتل کیا جاویگا اور بعضون نے کہا اوس سے توبہ نہ لیجاویگی کیونکہ یہ ایک حد ہے حدون مین سے جو قائم کیجاویگی اسپر تو وہ توبہ سے ساقط نہ ہوگی جیسے زنا یا چوری کی حد ساقط نہ ہوگی توبہ سے جب حاکم تک پہنچ جاوے اور جو کہتا ہے کہ تارک الصلوۃ کا قتل کفر کیوجہ سے ہے اوسکے نزدیک وہ مرتد کے مثل ہے اور مرتد جب پہر مسلمان ہو جاوے تو وہ قتل نہ کیا جاویگا طرطوسی نے کہا اور یہی حکم ہے وضو اور غسل جنابت کا اور روزے کا ہمارے نزدیک تو جب کوئی کہے مین وضو نہین کرتا اور جنابت کا غسل نہین کرتا اور روزہ نہین رکہتا تو وہ قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ لیجاویگی خواہ وہ ان چیزونکا فرض ہونا اپنے اوپر تسلیم کرتا ہو یا اونکی فرضیت کا انکار کرتا ہو انتہی ابن قیم نے کہا کہ تارک الصلوۃ قتل نہ کیا جاویگا جب تک وہ بلایا نہ جاوے گا نماز پڑہنے کیلیے پہر اگر نہ پڑہے تو قتل کیا جاویگا اور نہ پڑہنا اوسوقت معلوم ہوگا جب وقت نماز کا گذر جاوے اور وہ بلا عذر نہ پڑہے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ایک نماز کے ترک سے قتل کیا جاویگا یا دو یا تین نمازون کی ترک سے تو سفیان ثوری اور مالک نے کہا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے کہ ایک نماز کی ترک سے قتل کیا جاویگا اور یہی ظاہر مذہب ہے شافعی اور احمد کا اور دلیل اس قول کی وہ حدیثین ہین جو اوپر گذرین تارک الصلوۃ کے قتل مین اور امام احمد نے اپنے مسند مین معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا جس نے فرض نماز عمدًا ترک کی تو اللہ کا ذمہ اوس سے اوٹھ گیا اور عبد الرحمان بن ابی حاتم نے اپنے سنن مین نکالا ابو الدردا سے کہ وصیت کی مجہکو ابو القاسم نے یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نماز کو عمدًا ترک نہ کرون پہر جسنے

اوسکو عمدًا ترک کیا تو اسکا ذمہ اوس سے اوٹھ گیا اور تین نمازون کے ترک کی قید پر کوئی دلیل نہین نص اور اجماع
سے اور ابو اسحاق نے امام احمد کے اصحاب مین سے یہ کہا کہ جس نماز کو ترک کرے اگر وہ ایسی نماز ہو جو جمع کی جاتی ہے اپنے
بعد والی نماز کے ساتھہ جیسے ظہر اور مغرب تو قتل نہ کیا جاویگا جب تک بعد والی نماز کا وقت نہ گذر جاوے اور جو
ایسی نماز ہو کہ اپنے بعد والی کے ساتھہ جمع نہین کیجاتی جیسے فجر اور عصر اور عشا تو قتل کیا جاویگا صرف اوسیکی ترک سے
اور اسحاق نے یہ قول عبد اللہ بن مبارک یا وکیع بن الجراح سے نقل کیا ہے ابن قیم نے کہا ابو اسحق کا قول زیادہ قوی ہے
کیونکہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وقت دو نمازون کا ہے تو شبہہ ہو گیا اسقاط قتل کے لیے اور منع کیا حضرت صلعم
نے اون امراء کے قتل سے جو نماز کو تاخیر کرین اپنے وقت سے اور وہ تاخیر کرتے تہے ظہر مین عصر کے وقت تک انتہی مختصرًا
شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا جب نماز کے لیے بلایا جاوے پہر وہ نہ مانے اور کہے مین نماز نہین پڑہتا یہان
تک کہ نماز کا وقت گذر جاوے تو اسکا قتل واجب ہوگا اسیطرح جو وضو یا غسل یا استقبال قبلہ یا ستر عورت کو ترک
کرے یا اور کسی رکن یا شرط کو انتہی ابن قیم نے کہا اب تارک الصلوٰۃ کو قتل کا حکم دینے والون نے اختلاف کیا ہے کہ
وہ اسطرح قتل کیا جاویگا جیسے ڈاکو اور زانی قتل کیا جاتا ہے یا اسطرح سے جیسے مرتد قتل کیا جاتا ہے اور زندیق
([illegible]) امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد کیطرح قتل کیا جاویگا اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عامر
شعبی اور ابراہیم نخعی اور اوزاعی اور ایوب سختیانی اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحق بن راہویہ اور ابن حبیب مالکیہ
مین سے اور ایک روایت شافعی سے بہی ایسی ہے اور ابن حزم نے اسکو نقل کیا حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور
عبد الرحمن بن عوف اور ابو ہریرہ وغیرہم صحابہ سے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بطریق حد کے قتل کیا جاویگا نہ
کفر کی وجہ سے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابن بطہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے شوکانی نے کہا جو
نماز کے وجوب کا انکار کرے وہ تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر ہے مگر جب نو مسلم ہو یا اوسکو مسلمانون سے خلط نہ ہوا
ہو اور نماز کا حکم اوسکو نہ پہونچا ہو اور جو شخص نماز کے وجوب کا قائل ہو لیکن سستی اور کاہلی سے اوسکو ترک کرے
جیسے بہت لوگ ایسا کرتے ہین تو اوسکے باب مین علما کا اختلاف ہے عترت اور جمہور سلف اور خلف اور مالک
اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہو جاویگا پہر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا حدًا جیسے زانی
محصن قتل کیا جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ تارک الصلوٰۃ تلوار سے قتل کیا جاویگا اور ایک جماعت سلف کا
یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے اور امام احمد بن حنبل سے اور یہی قول
ہے ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اور ابو حنیفہ اور ایک جماعت

حد تارک الصلوٰۃ کا [illegible] بیان

اہل کوفہ اور مزنی شاگرد شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاویگا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز
پڑھی شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا

اُن لوگون کے دلائل جو تارک الصلوۃ کو کافر نہیں کہتے

بہت ہین پہلے قول اللہ تعالی کا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ
لِمَنْ یَّشَاۗءُ یعنے اللہ تعالی نہین بخشیگا شرک کو اور شرک سے کم جسکو چاہے بخشدیگا اور ظاہر ہے کہ نماز کا ترک شرک نہین ہے
اور جب شرک نہوا تو اُسکی مغفرت ہو سکتی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ کفر بھی نہین ہے کیونکہ کافر کی مغفرت نہوگی اور جواب یہ ہے
کہ شرک سے مراد اس آیت مین کفر ہے تو تارک الصلوۃ کی بھی مغفرت نہ ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ شرک سے شرک حقیقی
مراد ہو اور کفر کے بعض انواع کی مغفرت ممکن ہے علاوہ اسکے یہ آیت مخالفین پر حجت ہے اس صورت مین جب کوئی
نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ اونکے نزدیک بھی کافر ہے مگر آیت سے اُسکی مغفرت ممکن معلوم ہوتی ہے پھر جو جواب وہ
دینگے وہی ہم بھی دینگے دوسرے وہ جو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک اور ابن حبان اور ابن السکن نے نکالا ابن
محیریز سے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ مین سے جسکو مخدجی کہتے تھے ایک شخص سے سنا شام کے ملک مین جسکو ابو محمد کہتے تھے
کہ وتر واجب ہے تو مخدجی نے کہا مین عبادہ بن صامت کے پاس گیا اون سے بیان کیا عبادہ نے کہا جھوٹھہ کہا ابو محمد نے
(کہ وتر واجب ہے حالانکہ وہ واجب نہین) مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے پانچ نمازین ہین جنکو
اللہ تعالی نے فرض کیا ہے اپنے بندون پر جو اونکو ادا کرے اور اُن مین سے کسیکو ضائع نہ کرے (تاخیر سے یا شرائط اور آداب مین
خلل کرنے سے) اون کو ہلکا سمجھکر تو اللہ تعالی کے پاس اُسکا عہد ہوگا کہ اوسکو جنت مین لیجاویگا اور جو اون کو ادا نہ کرے
تو اُسکا کوئی عہد اللہ کے پاس نہین ہے اگر چاہے اُسکو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اُسکو بخشدیوے ابن عبد البر نے کہا یہ
حدیث صحیح اور ثابت ہے اور مالک سے اس مین اختلاف نہین ہوا لیکن مخدجی مجہول ہے نہین پہچانا جاتا مگر اسی حدیث
سے قشیری نے کہا ابن عبد البر نے اسکو صحیح کہا باوجودیکہ مخدجی مجہول ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا
اور اسکا ایک شاہد ہے ابو قتادہ کی روایت سے ابن ماجہ پاس اور کعب بن عجرہ کی روایت سے امام احمد کے پاس اور ابو
داؤد نے اسکو روایت کیا صنابحی سے کہا کہ ابو محمد نے گمان کیا کہ وتر واجب ہے پھر عبادہ بن صامت نے کہا اخیر تک
اور مخدجی کا نام رفیع ہے اور ابو محمد کا مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن عثمان بن مالک بن نجار ہے اور بعضون
نے کہا مسعود بن زید بن سبیع اوسکا شمار اہل شام مین ہوا ہے اور واقدی اور ایک جماعت نے اسکو اہل بدر مین گنا ہے اور ابن اسحق نے اسکا
ذکر اہل بدر مین نہین کیا اور ایک جماعت نے اُسکو صحابہ مین سے گنا ہے اور جھوٹھہ کہا سے مراد یہ ہے کہ اونہون نے غلطی کی اس مسئلہ مین
کہ وتر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ مغفرت بعض اقسام کفر کی ممکن ہے اور شاید ترک صلوۃ بھی اسی قسم کا کفر ہو جیسے اوپر

گذرا تیسری دلیل ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نکالا ابو ہریرہ رضہ سے مین نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ فرض نماز ہے اگر اسکو پوری طرح ادا کیا ہے تو خیر ورنہ کہا جاویگا دیکھو اوسکے پاس کچھ نفل ہین پہر اگر نفل ہوگا تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پہر سارے فرض عملون سے ایسا ہی کیا جاویگا شوکانی نے کہا اسحدیث کو ابو داؤد نے تین متصل طریقون سے نکالا ابو ہریرہ تک دو طریقون سے اور ایک طریقہ مین تمیم داری سے اور کسی طریقہ مین طعن نہین۔ - - - - - - - -
اور ابو داؤد کے اوسپر کلام نہین کیا نہ منذری نے جس سے اوسکا ضعف نکلے اور نسائی کا اسناد جید ہے اور اوسکی راوی صحیح کے راوی ہین جیسے عراقی نے کہا اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے اور نکالا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اس باب مین تمیم داری سے مروی ہے ابو داؤد اور ابن ماجہ کے پاس مانند ابو ہریرہ کی حدیث کی عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور طبرانی نے اوسط مین انس سے اور ابو سعید سے عراقی نے کہا ہم نے اسکو طیوریات مین روایت کیا سلفی کے انتخابہ مین اور اسکی اسناد مین حصین بن مخارق ہے دارقطنی نے اسکو نسبت دی وضع کیطرف اور امام احمد نے اسکو نکالا مسند مین ایک صحابی سے اوسکا نام نہین لیا اور اسحدیث سے مخالفین یون استدلال کرتے ہین کہ نماز کا پورا نہ کرنا عام ہے خواہ اوسکے شرائط اور اداب کو پورا نہ کیا ہو یا کوئی نماز بالکل چھوڑ دی ہو پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر نہین ہے اور جواب یہ ہے کہ حدیث مین پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ تمام سنن اور مستحبات کو ساتھہ ادا نہین کیا نہ یہ کہ اسکو ترک کر دیا اور اگر عام بہی ہو تو وہی جواب ہے کہ بعض انواع کفر کی مغفرت ممکن ہے واللہ اعلم چوتھی دلیل عبادہ بن صامت کی حدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت نے فرمایا جو شخص گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اسکی بات ہین جو اوسنے مریم کیطرف ڈالدی اور روح ہین اوسکے طرف سے اور جنت اور دوزخ حق ہین تو اللہ اوسکو جنت مین لیجاویگا چاہے کیسا ہی اسکا عمل ہو پانچوین دلیل انس کی حدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا اور معاذ آپکے ساتھہ سوار تھے پیچھے اے معاذ اونہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور موجود ہون آپ کی خدمت کو تین بار ایسا ہی فرمایا اور معاذ نے ایسا ہی جواب دیا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہین جو گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کی کوئی سچا معبود نہین ہے اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین مگر اللہ تعالی اوسکو حرام کر دیگا دوزخ پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ کیا مین لوگون کو اسکی خبر نکردون وہ خوش ہو جاوین آپ نے فرمایا اسوقت تو وہ بھروسا

کرینگے (اس خوشخبری پر اور عمل مین کوشش کرنا چھوڑ دینگے) پھر معاذ نے اس حدیث کو بیان کردیا اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے چھٹی دلیل ابوہریرہ کی حدیث ہے صحیح مسلم مین کہ حضرت ص نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا قبول ہوتی ہے جو خاص طور سے اللہ تعالے انکو عنایت فرماتا ہے اگرچہ پیغمبر ان کی اور دعائین بھی اللہ تعالے اپنے کرم سے رد نہین کرتا) تو ہر ایک پیغمبر نے اپنی دعا کرلی (دنیا ہی مین) جلدی سے اور مینے اپنی دعا چھپا رکھی اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تو میری شفاعت اگر خدا چاہے ہر شخص کے لیے ہوگی میری امت مین سے جو مری اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نکرتا ہو ساتوین دلیل بخاری نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ص نے فرمایا سب سے زیادہ میری شفاعت کا سزاوار وہ ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ کہا خلوص کے ساتھ اپنے دل سے آٹھوین دلیل امام احمد نے نکالا سند مین ابوذر سے کہ حضرت ص قرآن کی ایک آیت کو کھڑے رہکر پڑھتے رہے یہانتک کہ فجر کی نماز کا وقت آگیا اور فرمایا مینے دعا کی اپنی امت کے لیے اور میری دعا قبول کی گئی اور وہ ایسی دعا ہے کہ اگر اوسکی خبر پاوین لوگ تو اون مین سے بہت نماز چھوڑ دیوین ابوذر نے کہا مین اسکی خوشخبری نہ دون لوگون کو آپ نے فرمایا ہان دیدے وہ چلے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ لوگون پاس خبر کہلا بھیجین گے تو وہ عبادت کو چھوڑ کر تکیہ کرلین تو آپ نے پکارا ابوذر کو لوٹ آوے وہ لوٹ آئے اور آیت یہ تھی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم نوین دلیل امام احمد کے سند مین حضرت عائشہ رض سے اونہون نے کہا حضرت ص نے فرمایا اللہ کے پاس تین دفتر ہین (جن مین لوگون کے نام ہین) ایک تو وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نکرے گا اور ایک دفتر جس مین سے وہ کچھہ نہ چھوڑے گا اور ایک وہ دفتر جسکو نہ بخشیگا تو جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ شرک کا دفتر ہے اللہ تعالی نے فرمایا جو اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے اسپر اللہ تعالی نے جنت کو حرام کردیا اور وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نکرے گا وہ بندے کے گناہ ہین جو اوسکے اور اسکے مالک کے درمیان ہین مثلا روزے کو ترک کیا یا نماز کو ترک کیا تو اللہ تعالی اسکو بخشدے گا اور اس سے درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر جسکو اللہ تعالی نہ چھوڑے گا تو وہ بندون کے ظلم ہین آپس مین ایک دوسرے پر اونکا بدلہ ضرور لیا جاویگا دسوین دلیل فرمایا حضرت ص نے جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور ایک روایت مین یون ہے جو مرے اور وہ جانتا ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین تو وہ جنت مین جاویگا گیارہوین عتبان بن مالک کی صحیح حدیث اس مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حرام کردیا دوزخ پر اسکو جو لا الہ الا اللہ کہے خالص خدا کی رضامندی کیلیے بارہوین شفاعت کی حدیث مین ہے اللہ جل جلالہ فرماویگا قسم ہے میری عزت اور بزرگی کی مین دوزخ سے نکالونگا اسکو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اسی حدیث مین ہے کہ پھر دوزخ سے نکلے گا

وہ شخص جسنے کوئی نیکی نکی ہوگی تیرہوین بطاقہ کی حدیث اوس مین ہے کہ ننانوے دفتر پھیلائے جاوینگے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہانتک نگاہ جاتی ہے پھر ایک بطاقہ یعنے پرچہ نکالا جاویگا اوسمین لا الہ الا اللہ ہوگا وہ بھاری ہوجاویگا اوسکی تمام برائیون پر اور سوا اس پرچہ کے اور کوئی نیکی بیان نہین کی پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کرنے والا کافر نہین ہے ورنہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہتا منتقی مین ہے کہ یہ لوگ اُن حدیثون کا جن مین نماز کے ترک کرنے والے کو کافر کہا ہے یہ جواب دیتے ہین کہ کفر سے مراد نعمت کا انکار ہے یعنی ناشکری یا یہ مراد ہے کہ وہ کفر کے قریب ہوگیا اور یطلیق کفر کا دوسری کئی حدیثون مین لیا گیا ہی جیسے ابن مسعود نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور صحیحین ہی مین ابوذر سے روایت ہی کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جو شخص جان بوجھ کر اپنا باپ کسی اور کو بنادے وہ کافر ہوگیا اور جو شخص اوس چیز کا دعوے کرے جو اوسکی نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہی اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے اور امام احمد اور مسلم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا دو باتین آدمیون مین ہین وہ کفر ہے ایک تو ذات مین طعن کرنا دوسرے میت پر چلا کر رونا اور امام احمد نے ابن عمر سے کہ عمر قسم کہاتے تھے اپنے باپ کی تو حضرت صلعم نے اونکو منع کیا اور فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی دوسری کی قسم کہائی تو اُسنے شرک کی اور امام احمد نے ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ شراب پیا کرے وہ اگر مر جاویگا تو اللہ سے اسطرح ملیگا جیسے بت پوجنے والا اور صحیح حدیث مین ہی کہ میرے بعد کافر مت بن جانا ایک دوسرے کی گردنین مار کر اور ایک حدیث مین ہے کہ جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بھاگ جاوے اُسنے کفر کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ صبح کی میرے بندون نے کافر ہوکر اور مومن ہوکر جسنے کہا پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ مومن ہے میرا اور کافر ہے ستارونکا اور جسنے کہا فلان کارتی کے وجہ سے ہم پر پڑا وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارونکا اور ایک حدیث مین ہے جسنے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر ہوگیا شوکانی نے کہا ان حدیثون کی تاویل کی ضرورت اسیوجہ سے پڑتی ہے جب یہ کہین کہ کوئی کفر نہ بخشا جاویگا اور جب ہم اس کلیہ کو نہ مانین تو تاویل کی ضرورت نہین رہتی اور جسکو حضرت صلعم نے کافر کہا اوسکو ہم بھی کافر کہین گے اور اپنی طرف سے زیادہ نہ بڑھاوین گے اب رہین وہ حدیثین جنمین صرف لا الہ الا اللہ کہنے والی کو جنتی کہا ہے تو تمام مسلمانون نے سلف اور خلف اور اشعریہ اور معتزلہ وغیرہم نے اسپر اجماع کیا ہے کہ مراد ان حدیثون سے یہ ہی کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے ایمان کے اور سب شرائط اور ارکان کو مان کر اور فرائض کو بجالاوے اور کبیرہ گناہون سے بچے پس یہ حدیثین اُن لوگون کی حجت نہ ہونگی جو تارک الصلوۃ کو کافر نہین کہتے اب جو لوگ تارک الصلوۃ کو کافر کہتے ہین

انکی دلیل یہ حدیثین اور آیتین ہین امام ہمام ابن قیم نے کہا کہ جن صحابہ سے مخالفین نے تارک الصلوۃ کے کافر نہ ہونے کی خبر نقل کی ہین وہ دہی صحابہ ہین جنسے تارک الصلوۃ کا کافر ہونا منقول ہے ابن حزم نے کہا حضرت عمر اور عبدالرحمن بن عوف اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ وغیرہم سے یہ ثابت ہی کہ جسنے ایک فرض نماز ترک کی عمداً یہانتک کہ اوسکا وقت گذر گیا تو وہ کافر مرتد ہے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہین بلکہ تارک الصلوۃ کے کفر پر کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ سے بہت دلائل ہین (۱) فرمایا اللہ تعالی نے کیا ہم مسلمانون کو گنہگارون کی مثل کر دینگے نہین کیا ہوا ہے کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جسکو تم پڑھتے آخیر تک یہانتک کہ فرمایا جسدن پنڈلی کہولی جاوگی اور وہ سجدے کو بلائے جاوینگے پہر سجدہ نہ کر سکینگے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ دنیا مین سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اور مسلمانون کی ساتہہ نماز مین شریک نہ ہونیسے اونکو قیامت مین یہ عذاب ہوگا کہ سجدے کیلیے بلائے جاوینگے پر پیٹہ اکڑ کر ایک تختہ ہو جاویگی اور سجدہ نہ کر سکینگے پس معلوم ہوا کہ نماز کے ترک کرنیوالے کافرون اور منافقون کے ساتہہ ہونگے اور وہ مجرمین مین ہین اور اللہ تعالی نے مجرمین کو مسلمین سے الگ کیا اس آیت مین (۲) ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین یعنے جنتی دوزخیون سے پوچہین گے تم دوزخ مین کیون گئے وہ بولین گے اسلیے کہ ہم نمازیون مین نہ تہے اخیر تک اور یہ ضرور نہین کہ علت دوزخ مین جانے کی یہ سب باتین ہون کیونکہ ہر ایک بات انمین کی ایک بڑا جرم ہے اور اوس کی سزا دوزخ مین جانا ہے (۳) فرمایا اللہ نے نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور رسول کی بات مانو تاکہ تم پر رحم ہووے پس معلوم ہوا کہ بدون نماز کے رحم نہین ہو سکتا اور جب رحم نہ ہوا تو مردود ہوئے اور کافر ہوئے (۴) فرمایا اللہ تعالی نے خرابی ہے ان نمازیون کی جو اپنی نماز سے غافل ہین اور سعد بن ابی وقاص اور مسروق وغیرہ سے یہ منقول ہے کہ غفلت سے مراد نماز کا ترک کرنا ہے یہانتک کہ اوسکا وقت گذر جاوے اور محمد بن نصر مروزی نے اس باب مین ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے سعد سے اس مین یہ ہے کہ اونہون نے پوچہا حضرت ص سے نماز سے غافل کون لوگ ہین آپ نے فرمایا جو نماز مین دیر کرین اوسکے وقت سے اور حماد بن زید نے عاصم سے اونہون نے مصعب بن سعد سے روایت کی بینے کہا یا والد نے دیکہا اس آیت کو الذین ہم عن صلاتہم ساہون ہم مین سے کون ایسا ہے جو سہو نہین کرتا کون ایسا ہے جو اپنے دل مین باتین نہین کرتا اونہون نے کہا یہ مراد نہین بلکہ مراد اس آیت سے نماز کا وقت ضائع کرنا ہے اور حیوۃ بن شریح نے کہا مجہسے ابو صخر نے بیان کیا اونہون نے محمد بن کعب قرظی سے سنا اس آیت مین الذین ہم عن صلوتہم ساہون اونہون نے کہا مراد وہ لوگ ہین جو نماز کو ترک کرتے ہین پہر اونہون نے پوچہا ماعون کو کعب نے کہا روکنا مال کا اوسکے حق سے اور خرابی کا لفظ (یعنے ویل کا) قرآن مین سب جگہہ کافرون

کے لیے آیا ہے جیسے وَیْلٌ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ وَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مگر دو مقاموں میں ایک وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ دوسری
وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ پس نماز کے تارک کی ویل یا کافروں کی سی ہوگی یا فاسقوں کی سی اور کافروں کی سی کہنا اوسے ہر دو
وجہوں سے ایک تو یہ کہ سعد بن ابی وقاص سے صحیح ہوا ہے اسی آیت میں کہ اونہوں نے کہا اگر نماز کو ترک کرتے تو کافر ہوتے
لیکن اونہوں نے ضائع کیا اوسکے وقت کو دوسرے یہ کہ بہت سی دلائل تارک الصلوۃ کے کفر پر دلالت کرتے
ہیں جنکا ہم آگے بیان کرینگے (۵) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ یعنے اونکے بعد نالائق لوگ ہوئے جنہوں نے
نماز کو ضائع کیا وہ قریب ملینگے غی سے ابن مسعود نے کہا غی ایک نہر ہے دوزخ میں نہایت بدمزہ بہت گہری محمد
بن نصر مروزی نے لقمان بن عامر خزاعی سے نکالا میں ابو امامہ باہلی پاس گیا اور ان سے کہا مجھے کوئی حدیث
بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اونہوں نے کہا میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے اگر ایک پتھر
دوزخ کے کنارے سے پھینکا جاوے تو وہ ستر برس تک بھی غی اور آثام تک نہ پہونچے گا میں نے کہا غی اور اثام
کیا ہے آپ نے فرمایا دو کنوئے ہیں جہنم کے تہ میں اوسمیں دوزخیوں کی پیپ بہ کر جاتی ہے یہی کو اللہ نے اپنی
کتاب میں ذکر کیا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اور اَثَامًا اور روایت کیا محمد بن نصر نے زکریا بن ابی مریم خزاعی سے میں نے سنا
ابو امامہ باہلی سے وہ کہتے تھے دوزخ کے کنارے سے اوسکے تہ تک پچاس برس کی راہ ہے پتھر گرنے کی اونسے کہا
عبد الرحمان بن خالد کے غلام نے اوسکے نیچے بھی کچھ ہے ای ابو امامہ اونہوں نے کہا ہاں غی اور آثام اور ایوب بن بشیر
نے شفی بن ماتع سے نقل کیا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جسکا نام غی ہے اوس میں خون اور پیپ بہتا ہے تو نماز
کے ترک کرنیوالے کے لیے حق تعالی نے یہ سخت سزا رکہی جو اور دوزخیوں سے زیادہ ہے پہر اگر وہ کافر نہ ہوتے
گنہگار ہوتے تو اونکے لیے دوزخ کے اوپر کا طبقہ ہوتا دوسرے یہ کہ اسکے بعد فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ اور ظاہر ہے
کہ ایمان کفر کے بعد کہا جاتا ہے ورنہ تکرار بے معنے لازم آویگی (۶) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ
فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ یعنے پہر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوۃ کو تو تمہارے بہائی ہیں دین میں تو
معلوم ہوا کہ اگر وہ نماز نہ پڑہیں تو دینی بہائی نہیں ہیں پس مومن بہی نہ ہونگے کس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ یعنے مومن بہائی ہیں ایک دوسرے کے (۷) فرمایا اللہ تعالی نے نہ تصدیق کی نہ نماز پڑہی
لیکن جہٹلایا اور پیٹہ پہیری تو نماز کا مقابلہ کیا تولی سے یعنے پیٹہ پہیرنے سے اور متولی کافر ہے جیسے مکذب کافر ہے
قتادہ نے کہا سچا جانا اللہ کی کتاب کو نہ نماز پڑہی اللہ کے لیے (۸) اے ایمان والو نہ غافل کریں تمکو مال تمہارے اور
بال بچے تمہارے اللہ کی یاد سے اور جو کوئی ایسا کریں وہ ٹوٹے میں پڑے عطار نے کہا اللہ کی یاد سے نماز مراد ہے

اور توڑنے والا کافر ہی ہیں نہ مسلمان کیونکہ اوسکا انجام منفعت ہی (۹) ہماری نشانیوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب اونکو یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے مالک کی تعریف سے پاکی کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے تو جو کوئی سجدہ نہ کرے یعنی نماز نہ پڑھے وہ گویا ایمان نہیں لایا اللہ کی آیتوں پر (۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب اون سے کہا جاتا ہی رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی تو یہ وعید نماز کے ترک پر کی اور فرمایا کہ نماز کا ترک کرنیوالا گویا تکذیب کرنیوالا ہے اللہ کے حکموں کا (۱۱) امام مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا آدمی میں اور کفر میں نماز کا ترک کرنا ہے (یعنی کفر میں اور آدمی میں جو چیز حائل ہے وہ نماز ہے جب نماز کو چھوڑا تو کفر سے مل گیا) مسلم کی ایک روایت میں شرک اور کفر ہے (۱۲) امام احمد اور ترمذی اور صحاب سنن نے بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے ہمارے اور اونکے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پھر جسنے نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہوگیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکا اسناد مسلم کی شرط پر ہے شوکانی نے کہا اسکو نسائی اور عراقی نے صحیح کہا اور روایت کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے عراقی نے کہا اس باب میں صرف دو حدیثیں صحیح ہوئیں ایک جابر کی اور دوسری بریدہ کی (۱۳) ہبۃ اللہ طبری نے روایت کیا اور کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ثوبان سے جو مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہوں نے کہا میں نے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے بندے اور کفر اور ایمان کے بیچ میں نماز ہے جب نماز کو ترک کر دیا تو وہ مشرک ہو گیا (۱۴) امام احمد اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن حبان نے صحیح میں نکالا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا جو کوئی محافظت کرے گا نماز پر تو اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات ہوگی قیامت کے دن اور جو محافظت نہ کریگا اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا مجمع الزوائد میں ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ فرعون کو آخرت میں نجات نہ ہوگی اور وہ سخت کافروں میں سے ہی ابن قیم نے کہا ان چاروں کے خاص کرنے کی یہ وجہ ہے کہ وے کافروں کے سردار ہیں اور اسمیں اور ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ نماز سے روکنے والا اگر مال ہو تو وہ قارون کے ساتھ ہوگا اور جو سلطنت ہو تو فرعون کے ساتھ ہوگا اور جو عہدہ اور خدمت اور ریاست ہو تو وہ ہامان کے ساتھ ہوگا اور جو تجارت ہو تو ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (۱۵) طبرانی اور ابن ابی حاتم نے سنن میں نکالا عبادہ بن صامت سے کہ وصیت کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا مت

شریک کر و اللہ کے ساتھہ کسیکو اور مت چھوڑو نماز کو عمداً جو کوئی اوسکو عمداً اور قصداً چھوڑے وہ دین سے نکل گیا (۱۶) امام احمد نے معاذ بن جبل سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص فرض نماز عمداً چھوڑ دے اوس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا پس اگر نماز کا تارک مسلمان ہوتا تو وہ اسلام کے ذمہ مین رہتا (۱۷) ابن ابی حاتم نے سنن مین ابو الدردا سے کہ وصیت کی مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین نماز کو قصداً نہ چھوڑون پھر جس نے اوسکو ترک کیا قصداً اوس سے ذمہ اوٹھ گیا اور بزار نے نکالا ابو الدردا سے مرفوعاً جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اوسکے شروع مین یہ ہے کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک مت کر اللہ کے ساتھہ اگرچہ کاٹا جاوے اور جلایا جاوے تو اور اخیر مین یہ ہے کہ شراب مت پی کیونکہ وہ کنجی ہے ہر برائی کی حافظ نے کہا اسکی اسناد مین ضعف ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اوسکا اسناد منقطع ہے (۱۸) دارقطنی نے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا علانیہ دارقطنی نے کہا روایت کیا اسکو ابو النضر نے ابو جعفر سے اونہون نے ربیع سے اونہون نے انس سے موصولاً اور خلاف کیا ابو النضر کا علی بن الجعد نے اونہون نے روایت کیا اوسکو ابو جعفر سے اونہون نے ربیع سے مرسلاً اور وہی مشابہ ہے صواب کے (۱۹) ابن حبان نے ضعفا مین ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تارک الصلوۃ کافر ہے ابن حبان نے کہا یہ حدیث منکر ہے (۲۰) ابو نعیم نے ابو سعید سے مانند ابو ہریرہ کی حدیث کے اور اسکی اسناد مین عطیہ اور اسمٰعیل بن یحیے دونو ضعیف ہین (۲۱) معاذ بن جبل نے حضرت صلعم سے کہ آپ نے فرمایا سر اس کام کا اسلام ہے اور اسکا ستون نماز ہے ابن قیم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ستون نکالنے سے خیمہ گر پڑتا ہے تو نماز کے ترک سے اسلام گر پڑیگا اور کفر ثابت ہو جاویگا امام احمد نے اسی سے حجت لی ہے (۲۲) صحیحین اور سنن اور مسانید مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزون پر لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت پر اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور بیت اللہ کا حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر امام احمد کی ایک روایت مین ہے کہ اسلام پانچ چیزین ہین تو نماز اسلام کا رکن ہوئی یا بعینہ اسلام اور جب رکن جاتا رہے تو اسلام کیونکر رہ سکتا ہے (۲۳) فرمایا حضرت صلعم نے جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کیطرف منہ کرے (نماز مین) اور ہمارا ذبیحہ کہا دے وہ مسلمان ہے اوسکے لیے ہے جو ہمارے لیے ہے اور اوسکے اوپر ہے جو ہمارے اوپر ہے ابن قیم نے کہا جب اسلام تین باتون پر موقوف ہوا تو بغیر ان تینون کے مسلمان نہ ہوگا اور جب کعبہ کے سوا اور طرف نماز مین منہ کرنے سے مسلمان نہ رہا

تو بالکل نماز نہ پڑہنے سے کیونکر مسلمان ہوگا (۲۴) دارمی نے جابر سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے تو
معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑہنے والے کے لیے جنت نہ کہلے گی اور ہر ایک مسلمان کے لیے جنت کہولی جاویگی پس معلوم ہوا کہ تارک
الصلوۃ مسلمان نہین ہے منذری نے کہا اسکی اسناد مین ابو یحیے ثقات ہیں (۲۵) امام احمد اور نسائی نے محجن بن
ادرع اسلمی سے روایت کی کہ وہ ایک مجلس مین تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ اتنے مین نماز کی اذان ہوئی حضرت ؐ
کہڑے ہوئے پہر نماز پڑہ کر لوٹ آئے اور محجن اپنی جگہہ بیٹہے تہے حضرت ؐ نے فرمایا تو نے نماز کیون نہ پڑہی کیا تو مسلمان
نہین ہے وہ بولا مین مسلمان ہون لیکن مینے اپنے گہر مین نماز پڑہ لی تہی آپنے فرمایا جب تو آوے تو نماز پڑہ
لوگون کے ساتہ اگرچہ تو نماز پڑہ چکا ہو اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ نماز نہ پڑہنے والا مسلمان نہین ہے (۲۶) ترمذی
اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
کسی عمل کے ترک کو کفر نہین سمجہتے تہے سوا نماز کے شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے تارک الصلوۃ کے
کفر پر اجماع کیا تہا (۲۷) ابن زنجویہ نے عبد اللہ بن عباس سے وہ حضرت عمر کے پاس آئے جب وہ زخمی ہوئے مسجد
مین ابن عباس نے کہا مینے اور کئی آدمیون نے جو میرے ساتہ تہے مسجد مین اونکو اوٹہایا اور گہر تک لے گئے اونہون
نے عبد الرحمن بن عوف کو حکم دیا نماز پڑہانے کے لیے جب ہم حضرت عمر کے گہر مین گئے تو ان کو موت کی غشی تہی پہر
وہ غشی مین رہے یہانتک کہ روشنی ہوگئی پہر اونکو ہوش آیا تو کہا کیا نماز پڑہی لوگون نے ہم نے کہا ہان پڑہی حضرت
عمر رضنے کہا اسلام نہین ہے اوسکا جسنے نماز کو ترک کیا دوسری روایت مین یون ہے اسلام مین اوسکا کچہہ حصہ
نہین جو نماز کو ترک کرے پہر وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز پڑہی اور ذکر کیا سارا قصہ ابن قیم نے کہا تو حضرت عمرؓ
نے یہ کہا ایک جماعت صحابہ کے سامنے اور اونہون نے انکار نہ کیا اور ایسا ہی مروی ہوا معاذ بن جبل اور عبد الرحمن
بن عوف اور ابو ہریرہ سے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہین ہوا حافظ عبد الحق اشبیلی نے کتاب الصلوۃ میں
کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور اونکے بعد والون نے تارک الصلوۃ کی تکفیر کی ہے یعنے جو عمداً نماز کو ترک کرے یہان
تک کہ اوسکا سارا وقت گذر جاوے اون میں سے ہین حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور
جابر اور ابو الدرداء اور حضرت علی اور بعد والون میں سے ہین امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابن مبارک اور
ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ایوب سختیانی اور ابو داؤد طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو خثیمہ زہیر بن حرب
انتہے ابن قیم نے کہا قول محقق یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک کفر جحود یعنے انکار کسی حکم الہی کا اس سے تو
بالکل ایمان جاتا رہتا ہے اور ایک کفر عمل اسکی دو قسمین ہین پہلی تو وہ جس سے بالکل ایمان جاتا رہتا ہے جیسے

بت کو سجدہ کرنا مصحف کی توہین کرنا پیغمبر کو قتل کرنا پیغمبر کو برا کہنا دوسرے وہ جس سے کفر کا اطلاق درست
ہوجاتا ہے لیکن بالکل اسلام کے دائرے سے اور ملت سے باہر نہیں ہوتا اور تارک الصلوۃ اور زانی اور چور اور مسلمان
سے قتال کرنیوالے کا کفر اسی قبیل سے ہے اور جب اللہ اور اوسکے رسول نے تارک الصلوۃ کو کافر کہا ہے تو محال ہے کہ
ہم اوسکو کافر نہ کہیں پھر طول کیا ابن قیم نے اس مسئلہ میں اور کہا کہ محمد بن نصر نے روایت کیا ایوب سے اونہوں نے کہا
نماز کا ترک کرنا کفر ہے جسمین کچھ اختلاف نہیں اور محمد نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے کہا جسنے نماز میں دیر کی
عمدًا یہانتک کہ اُسکا وقت گذر گیا تو وہ کافر ہوگیا اور علی بن حسن بن شقیق نے کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے
سنا وہ کہتے تھے جسنے کہا میں آج فرض نماز نہیں پڑھونگا تو وہ گدھے سے زیادہ کافر ہے اور یحیی بن معین نے
کہا عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا یہ لوگ کہتے ہیں جسنے روزہ نہ رکہا اور نماز نہ پڑہی لیکن اُسکا اقرار کرتا ہے
تو وہ مومن ہے پورے ایمان والا عبد اللہ نے کہا ہم ایسا نہیں کہتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں جسنے عمدًا نماز کو ترک کیا
بغیر عذر کے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ کافر ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جسنے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا تو تارک الصلوۃ سے کہا جاویگا اپنے کفر سے رجوع کرے
پھر اگر اوسنے رجوع کیا تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا اور حاکم اوسکو تین دن کی مہلت دیگا اور احمد بن سیار نے کہا
میں نے صدقہ بن فضل سے سنا اونسے پوچھا گیا تارک الصلوۃ کو اونہوں نے کہا وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا اوسکی
عورت اوس سے جدا ہوجاویگی صدقہ نے کہا کفر کو طلاق سے کیا علاقہ اگر ایک شخص کافر ہوجاوے تو اُسکی
عورت پر طلاق نہ پڑے گا اور عبد اللہ بن نصر نے کہا میں نے اسحاق سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے صحیح ہوا کہ تارک الصلوۃ کافر ہے اور یہی رائے رہی اہل علم کی حضرت کے زمانے سے اب تک کہ جو کوئی عمدًا
نماز کو ترک کرے بلا عذر یہانتک کہ اُسکا وقت گذر جاوے تو وہ کافر ہے لیکن ابن قیم نے کہا اگر کوئی بالکل
نماز کو چھوڑ دیوے تو اُسکا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا جیسے شرک کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا کیونکہ نماز
ستون ہے اسلام کی تو تمام اعمال موقوف ہیں نماز قبول ہونے پر اور کبھی کبھی چھوڑ دینے کی باب میں بریدہ کی
حدیث ہے صحیح بخاری میں کہ حضرت نے فرمایا جلدی پڑھا کرو عصر کی نماز کیونکہ جسنے عصر کی نماز چھوڑ دی اُسکا عمل لغو ہوگیا
اس حدیث کی معنوں میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اُسکا عمل اسی نماز کے باب میں لغو ہوگیا
یعنے اُسکو نماز کا اجر نہ ملیگا اور بعضوں نے کہا اوس دن کی تمام اعمال لغو ہوگئے اور صحیح یہ ہے کہ اگر نماز کو بالکل چھوڑ
دے تو ساری اعمال لغو ہوجاوینگے اور جو ایک دن میں کوئی نماز چھوڑ دے تو اوس دن کے عمل لغو ہوجاوینگے

ف جو شخص نماز کو ترک کرے اُسکا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا

انتہے مختصراً بچون کو نماز کا حکم کب کرنا چاہیے امام احمد اور ابو داؤد اور حاکم اور ترمذی اور دارقطنی نے
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور عبد الملک بن ربیع بن سبرہ جہنی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے بچون کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات برس کے ہون اور مارو انکو نماز کے اوپر
جب وہ دس برس کے ہوجاوین اور جدا سلاؤ انکو ایک دوسرے سے یعنے جب دس برس کے ہوجاوین (عبد الملک
کی روایت مین جدا سلانے کا ذکر نہین ہے) اور اس باب مین ابو رافع سے مروی ہے نکالا اسکو بزار نے کہ ہم نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے نیام مین ایک پرچہ پایا آپکی وفات کی بعد اوس مین یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
جدا جدا سلاؤ لڑکون اور لڑکیون کو اور بہائیون اور بہنون کو جب وہ سات برس کے ہوجاوین اور مارو اپنے
بیٹون کو نماز کے لیے جب وہ نو برس کے ہوجاوین اور ابو داؤد نے نکالا معاذ بن عبد اللہ بن خبیب جہنی سے
اونہون نے اپنی عورت سے کہا لڑکا کب نماز پڑہے اونہون نے کہا ہم مین سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کرتا تہا کہ آپنے فرمایا جب بچہ اپنے داہنے ہاتہ کو بائین سے تمیز کرنے لگے تو اوسکو نماز کا حکم کرو ابن القطان
نے کہا ہم نہ اوس عورت کو پہچانتے ہین نہ اوس مرد کو جس سے اوسنے روایت کی اور نکالا اسکو طبرانی نے اسی طرح
سے ابو معاذ بن عبد اللہ بن خبیب سے اوسنے اپنی باپ سے ابن صاعد نے کہا اسکا اسناد حسن غریب ہے اور طبرانی
انس سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ حکم کرو انکو نماز کا جب وہ سات برس کے ہون اور مارو اون کو نماز پر تیرہ برس کی عمر مین
اسکی اسناد مین داؤد بن محبر متروک ہے وہ متفرد ہوا اس حدیث سے شوکانی نے کہا یہ حکم بچون کے ولی پر ہے اور اسکو
عمل کرنا واجب ہے اس حدیث پر گو بچے پر جب تک بالغ نہ ہو نماز فرض نہین ہے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اوٹھا لیا گیا ہے
تین شخصون سے ایک تو سوتے سے جب تک جاگے دوسرے بچے سے جب تک اوسکو احتلام ہو تیسرے مجنون سے جب تک
اوسکو عقل آوے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی رضہ سے ایسا ہی اور نکالا اسکو
نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بہی یحیے بن معین نے کہا کہ عائشہ رضہ کی حدیث کو صرف
حماد بن سلمہ نے حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے بیہقی نے
کہا حضرت علی کی حدیث کو صرف جریر بن حازم نے رفع کیا دارقطنی نے علل مین کہا متفرد ہوا جریر سے عبد اللہ بن
وہب اور مخالفت کی اسکی ابن فضیل اور وکیع نے اونہون نے روایت کیا اوسکو اعمش سے موقوفاً اور عطاء بن السائب
نے اسکو روایت کیا ابو ظبیان سے اونہون نے حضرت علی اور عمر رضہ سے مرفوعاً حافظ نے کہا ابن فضیل اور وکیع

کی روایت صواب سے زیادہ مشابہ ہے اور ابو داؤد نے اسکو نکالا ابو الضحی سے اونہون نے حضرت علی سے لیکن ابو زرعہ
نے کہا ابو الضحی کی روایت حضرت علی سے منقطع ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے قاسم بن یزید سے اونہون نے حضرت
علی سے وہ بھی منقطع ہے جیسے ابو زرعہ نے کہا اور نکالا اسکو ترمذی نے حسن بصری سے اونہون نے حضرت علی
سے ابو زرعہ نے کہا حسن رح نے حضرت علی سے کچھہ نہین سنا اور طبرانی نے نکالا برد بن سنان سے اونہون نے
مکحول سے اونہون نے ابو ادریس خولانی سے اونہون نے کہا مجھکو خبر دی گئی آدمیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
مین سے ثوبان اور مالک بن شداد وغیرہما نے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذرا حافظ نے کہا اسکی اسناد
مین گفتگو ہے اور برد بن سنان مین اختلاف ہے اور مروی ہے یہ حدیث مجاہد کے طریق سے اونہون نے ابن عباس سے اور
اسکا اسناد ضعیف ہے انتہی ما قال الشوکانی رح **کافر جب مسلمان ہو تو نماز کی قضا نہ کرے** امام احمد اور
طبرانی اور بیہقی نے عمرو بن عاص سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسلام کاٹ دیتا ہے اپنے سے پہلی باتون کو یعنے جو گناہ
کفر کی حالت مین ہوئے اونکو میٹ دیتا ہے اور عبادتون کو نہین میٹتا کیونکہ مسلم نے حکیم بن حزام سے نکالا اونہون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہین اون کامون مین عبادت جو مین جاہلیت کے زمانے مین کیسے
کیا کرتا تھا اونکا ثواب کچھہ ملیگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اگلی اوس نیکی پر جو تونے کی یعنے اوسکا ثواب باقی رہیگا نووی
نے کہا صحیح قول یہی ہے کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو کفر کے زمانہ کی نیکیون کا جیسے صدقہ اور صلہ رحم وغیرہ کا ثواب
اوسکو ملیگا اور ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے اور مسلم نے اپنے صحیح مین حضرت عمرو سے یہی مضمون نکالا اوسمین یہ ہے
تونے نہین جانا کہ اسلام گرا دیتا ہے ان (گناہون) کو جو اوس سے پہلے ہوئے اور ہجرت اور حج اور صحیح مسلم مین ہے
عبداللہ بن مسعود سے ہمنے عرض کیا کیا ہمکو مواخذہ ہوگا اون کامون پر جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے آپ نے
فرمایا جو اسلام مین نیکی کرے اوسکو جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا اور جو اسلام مین برائی کرے اس سے دونو کا مواخذہ
ہوگا مترجم کہتا ہے جب کافر پر کفر کے زمانہ کی نمازون کی قضا نہین تو اسیطرح ہر شخص پر بچپنے کی نمازون کی قضا
نہین اور جن لوگون نے یہ قضا پڑہی اور اوسکو قضاء عمری کہا اونکی دلیل حدیث اور قرآن سے کچھہ نہین **نماز کی
فضیلت کی متفرق حدیثین** مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ دوسرے
جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک کفارہ ہین اون گناہون کا جو اونکے درمیان ہون جب کبائر سے بچا رہے
امام احمد اور ترمذی نے ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین پڑہو اور رمضان کے مہینے کے روزے رکہو اور اپنے
مالون کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت مین جاؤگے احمد اور ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے

عبادہ بن صامت سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں جنکو اللہ تعالی نے فرض کیا جو کوئی اونکا وضو اچھی طرح کرے اور اونکو وقت پر پڑہے (اول وقت سنت کی موافق) اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورا کرے (یعنے دل لگا کر ٹہر ٹہر ارکان ادا کرے) تو اسکا عہد ہوگا اللہ پر اللہ اوسکو بخشیگا اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اللہ پر اوسکا عہد نہ ہوگا چاہے اوسکو بخشے چاہے عذاب کرے مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے ایک عورت سے ساس کیا مدینہ کے اخیر میں اور مینے سب کام اوس سے کیے سوا جماع کے اب میں حاضر ہون میرے باب میں جو آپ چاہیں سو حکم دیں حضرت عمر رض نے اوس سے کہا اللہ نے تیرا عیب ڈہانپا کاش تو بھی اسکو ڈہانپتا اور حضرت صلعم نے اسکو کچھہ جواب نہ دیا اور وہ شخص کہڑا ہو کر چلا تب حضرت صلعم نے اوسکے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور یہ آیت اوسپر پڑہی قائم کر تو نماز کو صبح اور شام اور رات کی گھڑیوں میں بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیون کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والون کے لیے ایک شخص نے عرض کیا لوگون میں سے یا رسول اللہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگون کے لیے ہے (سبحان اللہ یہ حدیث بڑی نعمت ہے حق سبحانہ کی) امام احمد نے ابو ذر سے حضرت صلعم جاڑے کی دنون میں نکلے درختون کے پتے جہڑ رہے تھے آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں لیں اونکے پتے گرنے لگے آپ نے فرمایا اے ابو ذر مینے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بندہ مسلمان نماز پڑہتا ہے اللہ کے لیے تو اوس سے گناہ اوسکے ایسے جہڑ جاتے ہیں جیسے پتے اس درخت سے امام احمد نے زید بن خالد جہنی سے حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی دو رکعتیں پڑہے اون میں بہولے نہیں تو اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا امام مالک نے سعد بن ابی وقاص سے دو بہائی تہے اون میں سے ایک چالیس دن پہلے مرا اپنے دوسرے بہائی سے تو پہلے کی فضیلت حضرت صلعم کے سامنے بیان کی گئی آپ نے فرمایا کیا دوسرا بہائی مسلمان نہ تہا لوگون نے کہا کیون نہیں وہ بہی برا نہ تہا آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم اوسکی نماز نے اسکو کہان تک پہونچایا جو اوس نے اپنے بہائی کے مرجانے کی بعد پڑہی نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہری نہر تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اوس میں ہر روز پانچ بار ڈوبے تو تم کیا سمجہتے ہو اوسکے بدن پر کچھہ میل رہیگا تو تم نہیں جانتے اوسکی نماز نے اسکو کہانتک پہونچایا مسلم اور ابو داؤد نے ابو امامہ سے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تہے ہم آپکے ساتھ تہے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مینے ایک حد کا کام کیا تو مجھکو حد لگائیے آپ خاموش ہو رہے اوس نے پہر بہی کہا پہر آپ خاموش ہو رہے اور نماز کی تکبیر ہوئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص آپکے پیچھے گیا اور مین بہی پیچھے گیا دیکہون اوسپر کیا گذرتی ہے آپ نے اوس سے فرمایا تو نے دیکہا جب تو اپنے گہر سے نکلا تو نے وضو نہیں کیا اچھی طرح سے وہ بولا کیون نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تو نماز

کے لیے ہمارے ساتھہ آیا وہ بولا ہان یارسول اللہ آپنے فرمایا تو اللہ تعالی نے بخشدیا تیری حد کو یا یون فرمایا تیرے گناہ کو امام نسائی نے عاصم بن سفیان سے اونہون نے سلاسل کا جہاد کیا تو دشمن ہاتھہ سے نکل گیا اونہون نے مورچہ باندہا دشمن کے مقابلے مین پہر لوٹکر آئے معاویہ پاس اونکے پاس ابوایوب اور عقبہ بن عامر تہے عاصم نے کہا اسے ابوایوب اس سال تو دشمن ہمکو نملا اور ہمکو خبر دی گئی جو کوئی چارون مسجدون مین نماز پڑہے اوسکے گناہ بخشے جاوینگے ابوایوب رضنے کہا اے بہتیجے میرے مین اس سے سہل بات تجہے تبلائے دیتا ہون مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے وضو کیا جیسے حکم ہے اور نماز پڑہے جیسے حکم ہے تو اوسکے اگلے کام بخشدیے جاوینگے کیا ایسا ہی ہے اے عقبہ انہون نے کہا ہان ابو داؤد اور نسائی نے عقبہ بن عامر رضسے میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ تعالی تعجب کرتا ہے اوس چرانے والے سے جو پہاڑ کے ایک ٹکڑے کی چوٹی پر ہو اور اذان دیوے اور نماز پڑہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے دیکہو میرے بندے کو اسکو اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجہسے ڈرتا ہے مینے بخشدیا اپنے بندے کو اور اسکو جنت مین داخل کیا امام مالک کو پہونچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدہا راہ پر رہو اور تم سب کام نہ کرسکوگے اور جان لو کہ تمہارے سب کامون مین بہتر نماز ہے اور وضو پر حفاظت نہین کریگا مگر مومن ابو داؤد نے حذیفہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی رنج ہوتا تو نماز پڑہتے ابو داؤد نے عبد اللہ بن سلیمان سے اونہون نے ایک صحابی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونہون نے کہا ایک شخص خیبر کے دن حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلعم آج اتنا نفع ہوا کہ ویسا نفع اس وادی والون مین کسی کو نہین ہوا آپ نے فرمایا افسوس کیا نفع ہوا تجہکو اوسنے کہا برابر بیچتا اور خریدتا رہا یہانتک کہ مین نے تین سو اوقیہ نفع کمائے حضرت صلعم نے فرمایا کیا مین تجہکو عمدہ نفع نہ بتلاؤن اوسنے کہا وہ کیا ہے یارسول اللہ آپ نے فرمایا دو رکعتین نماز کے بعد امام نسائی نے انس سے حضرت صلعم نے فرمایا مجہکو پسند مین عورتین اور خوشبو اور میری آنکہہ کی ٹہنڈک نماز مین کی گئی مسلم اور ابو داؤد نے ربیعہ بن کعب اسلمی سے اونہون نے کہا مین رات کو حضرت صلعم کے ساتھہ رہتا تو آپ کے وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا آپ نے فرمایا مجہسے مانگ مین نے عرض کیا مین آپ کی رفاقت چاہتا ہون جنت مین آپ نے فرمایا اسکے سوا اور کچھ مینے کہا یہی آپنے فرمایا تو مدد کر میری بہت سجدے کرنے سے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے معدان بن ابی طلحہ سے مین ثوبان سے ملا جو مولی (آزاد غلام) تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مینے کہا مجہکو کوئی ایسا عمل بتلاؤ جو جنت مین لیجاوے یا جو عملون سے زیادہ خدا کو پسند ہو وہ چپ رہے پہر اوسنے پوچہا جب بہی وہ چپ رہے پہر مینے اونسے تیسری بار پوچہا اونہون نے کہا مینے اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے پوچہا آپ نے فرمایا تو لازم کرلے اپنے اوپر

سجدے بہت کر (یعنے نماز بہت پڑھا) اسلیے کہ تو کوئی سجدہ اللہ کے لیے نہ کریگا مگر اللہ تعالی اوس سے تیرا درجہ بلند کریگا اور تیرا ایک گناہ اوسکی وجہ سے مٹا دیگا معدان نے کہا پہر مین ابو الدرداء کے پاس آیا اونسے پوچھا اونہون نے بہی ایسا ہی کہا جیسے ثوبان نے کہا تہا مترجم کہتا ہے اس حدیث سے صاف نکلا کہ نفل نماز جتنی زیادہ پڑھے اوتنا زیادہ ثواب ہے اور باطل ہوا قول اون متعصبین کا جو کہتے ہین اگر نفل اسقدر سے زیادہ پڑھے جتنے حضرت ص سے ثابت ہین تو اوس مین ثواب نہین ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے ایک شخص نے حضرت ص سے پوچھا اللہ نے اپنے بندون پر کتنی نمازین فرض کی ہین آپنے فرمایا پانچ نمازین اوسنے قسم کہائی مین اس سے زیادہ اور کم نہ پڑہونگا آپ نے فرمایا اگر سچا ہے تو جنت مین جاویگا امام نسائی نے حضرت عمر سے نقل کیا عید کی نماز کی دو رکعتین ہین اور عید کی نماز کی دو رکعتین ہین اور مسافر کی نماز کی دو رکعتین ہین اور جمعہ کی نماز کی دو رکعتین ہین اور نماز پوری ہے اسمین قصر نہین ہے حضرت ص کی زبان پر ابو داؤد نے عبد اللہ بن فضالہ سے اونہون نے اپنے باپ سے مجہکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا اور مین یہ بہی تہا کہ محافظت کر پانچون نمازون کی مینے عرض کیا ان وقتون مین مجہے کام بہی ہوتے ہین تو ایک جامع بات ایسی بتلا کہ جب مین اوسکو کرون تو وہ کافی ہو جاوے آپ نے فرمایا دو عصرون کی محافظت کر اور یہ لفظ ہماری زبان کا نہ تہا مینے پوچھا دو عصرین کیا آپ نے فرمایا ایک اوس نماز پر جو سورج نکلنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنی فجر کی نماز دوسری اوس نماز پر جو سورج ڈوبنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنی عصر کی نماز پر بزار اور طبرانی نے کبیر مین ابو سعید خدری سے حضرت ص نے فرمایا پانچون نمازین کفارہ ہین اون گناہون کی جو ان کے بیچ مین ہون پہر آپنے فرمایا بہلا تم دیکھو اگر کوئی شخص مزدوری کرتا ہو اور اوسکے مکان اور مزدوری کی جای مین پانچ نہرین ہون وہ جب اپنی مزدوری کی جاے مین آوے تو جتنا اللہ کو منظور ہو اوتنا کام کرے پہر اوسکو میل یا پسینا لگ جاوے وہ جب کسی نہر پر گذرے تو غسل کرے تو اوسکے بدن پر میل رہیگا اسیطرح نماز کا حال ہے جب کوئی گناہ کرے پہر دعا مانگے اور اللہ سے معافی مانگے تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد مین کوئی برائی نہین اور اسکے شاہد بہت ہین طبرانی نے صغیر اور اوسط مین عبد اللہ بن مسعود سے کہ حضرت نے فرمایا تم جلتے ہو جلتے ہو پہر جب فجر کی نماز پڑہتے ہو تو وہ دہو دیتی ہے جلن کو پہر جلتے ہو جلتے ہو جب ظہر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عصر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب مغرب کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عشا کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر سو جاتے ہو تو جب تک جاگو کچہ نہین لکہا جاتا تمہارے اوپر منذری نے کہا طبرانی نے اسکو معجم کبیر مین موقوفاً نکالا ابن مسعود پر اور وہ زیادہ ٹہیک ہے اور

اسکے سب راوی سوا صحیح مین حجت لی ہے طبرانی نے اوسط اور صغیر مین انس بن مالک سے کہ حضرت نے فرمایا اللہ کا ایک
فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت پکارتا ہے ای آدم کے بیٹو اوٹھو اپنی آگون کی طرف جنکو تم نے روشن کیا تو بجھاؤ اونکو نماز
سے منذری نے کہا متفرد ہوا اوسکے ساتھ یحیی بن زہیر قرشی اور اسکے سوا سب راوی صحیح کے راوی ہین طبرانی
نے کبیر مین عبد اللہ بن مسعود سے حضرت نے فرمایا ایک پکارنے والا بھیجا جاتا ہے ہر نماز کے وقت پردہ کہتا ہے
اے آدم کے بیٹو اوٹھو اور بجھاؤ اوس آگ کو جو تم نے جلائی اپنے اوپر پھر لوگ اوٹھتے ہین اور وضو کرتے ہین اور ظہر
کی نماز پڑھتے ہین تو بخشدیے جاتے ہین اونکے وہ گناہ جو فجر اور ظہر کے درمیان ہوئے تھے پھر جب عصر کا وقت
آتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے اور مغرب کیوقت بھی ایسا ہی جب عشا کا وقت آتا ہے تو ایسا ہی کہا جاتا ہے پھر لوگ سو رہتے
ہین کوئی نیکی مین گھستا ہے کوئی برائی مین طبرانی نے کبیر مین طارق بن شہاب سے وہ حضرت سلمان فارسی رض کے پاس
رہے رات مین تاکہ اونکی عبادت دیکھین وہ اخیر رات کو اوٹھے اور نماز پڑھنے لگے تو طارق نے وہ بات نہ دیکھی جو خیال
کی تھی اونسے بیان کیا سلمان رض نے کہا پانچون نمازون کی محافظت کرو یہ کفارہ ہین اُن زخمون کے جب تک
خون نہ ہو یعنے شرک سے کم اور گناہون کے منذری نے کہا اس کا اسناد کچھ برا نہین بزار اور ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اپنی صحیح مین عمرو بن مرہ جہنی سے ایک شخص حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر
مین گواہی دون اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے اور آپ اللہ کے رسول ہین اور پانچون نمازین پڑھون
اور زکوٰۃ ادا کرون اور رمضان مین ذکو روزہ رکھون رات کو عبادت کرون تو میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا تو صدیقون
اور شہیدون مین سے ہوگا امام احمد نے ابو مسلم ثعلبی سے اونہون نے کہا مین ابو امامہ پاس گیا وہ مسجد مین تھے مین نے
کہا ای ابو امامہ مجھسے ایک شخص نے حدیث بیان کی تم سے سنکر کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے جسنے وضو کیا اچھا پورا وضو اپنے دونو ہاتھ دہوئے اور منہ اور مسح کیا اپنے سر اور دونو کانو پر پھر فرض نماز
کے لیے کھڑا ہوا اللہ تعالی اوس کے گناہ بخشدیگا جو اوسنے پانون سے چلکر کیے ہونگے اور ہاتھون سے تھام کر اور کانون
سے سنکر اور آنکھون سے دیکھکر اور دل مین خیال کر ابو امامہ نے کہا بیشک سنا مینے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے کئی بار منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکے کئی شاہد کتاب الوضو مین گذر چکے ہین طبرانی نے کبیر اور
صغیر مین سلمان فارسی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان نماز پڑھتا ہے اوسکے گناہ اوسکے سر پر ہوتے ہین
جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اوسکے سر سے گناہ گرجاتے ہین پھر نماز سے فارغ ہوتا ہے اور گناہ اوسکے گرے ہوتے ہین منذری
نے کہا اسکی اسناد مین اشعث سعدانی ہے مین اسکے حال سے واقف نہین ہوا مترجم کہتا ہے مجھکو بھی اسکا حال نہین

کہا امام احمد اور نسائی اور طبرانی نے ابو عثمان سے میں سلمان کے پاس تہا ایک درخت کے نیچے اونہوں نے اوسمین سے ایک سوکہی ٹہنی توڑی اور اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پہر کہا اے ابو عثمان تو نے مجہسے نہیں پوچہا کہ میں نے کیوں ایسا کیا میں نے کہا تم نے کیوں ایسا کیا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور میں آپ کے ساتہہ تہا درخت کے تلے آپ نے ایک سوکہی شاخ لی اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پہر کہا اے سلمان تو نے مجہسے نہیں پوچہا کہ میں نے کیوں ایسا کیا میں نے کہا آپ نے کیوں ایسا کیا آپ نے فرمایا مسلمان جب وضو کرتا ہے اچہی طرح پہر پانچوں نمازیں پڑہتا ہے تو اوسکے گناہ گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گرے اور فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ منذری نے کہا امام احمد کے سب راویوں سے حجت لی ہے صحیح میں سوا علی ابن زید کے حاکم نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے اور کہا صحیح الاسناد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک دن خطبہ سنایا تو فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتہ میں میری جان ہے تین بار یہی فرمایا پہر اپنا سر نیچا کر لیا ہم میں سے ہر ایک شخص نے اپنا سر نیچا کر لیا اور رونے لگا ہم نہیں جانتے تہے آپ نے کیوں قسم کہائی پہر اپنا سر اوٹہایا اور آپکے چہرے پر خوشی تہی اور اوس کی خوشی ہمکو لال اونٹوں سے زیادہ پسند تہی پہر آپ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ پانچوں نمازیں پڑہے اور رمضان کے روزے رکہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچے مگر اوسکے لیے جنت کے آٹہوں دروازے کہولدیے جاوینگے قیامت کے دن پہر یہ آیت پڑہی اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَائِرَ مَا تُنْہَوْنَ عَنْہُ اخیر تک امام احمد نے ابو ایوب سے حضرت ؐ فرماتے تہے ہر نماز گرا دیتی ہے اوس گناہ کو جو اوس سے پہلے کیا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے حارث سے جو مولی تہے عثمان رض کے اونہوں نے کہا ایک دن حضرت عثمان بیٹہے تہے اتنے میں مؤذن آیا اونہوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا میں سمجہتا ہوں وہ ایک مد کا پانی ہوگا پہر اونہوں نے وضو کیا پہر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکہا جیسے میں نے وضو کیا پہر فرمایا جو کوئی میرے وضو کیطرح وضو کرے پہر کہڑا ہو کر ظہر کی نماز پڑہی تو جو گناہ اوسنے صبح اور ظہر کے بیچ میں کیے وہ معاف ہو جاوینگے پہر عصر کی نماز پڑہے تو ظہر اور عصر کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے پہر مغرب پڑہے تو مغرب اور عشا کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے اور یہ نمازیں نیکیاں ہیں جو مٹا دیتی ہیں برائیوں کو لوگوں نے کہا یہ تو نیکیاں ہیں اے عثمان باقیات کیا ہیں اونہوں نے کہا وہ یہ ہیں لا الہ الا اللہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ منذری نے کہا امام احمد کا اسناد حسن ہے امام مسلم نے جندب بن عبداللہ سے حضرت ؐ نے فرمایا جسنے صبح کی نماز پڑہی تو وہ اللہ کے ذمہ میں ہے تو اب اللہ تعالی اپنے ذمہ کی تم سے بازپرس نہ کرے ورنہ وہ اپنے ذمہ کو پورا کریگا اور جسنے اوسکے ذمہ میں خلل ڈالا اوسکو اوندہا جہنم کی آگ میں گرا دیگا ابو یعلی نے انس سے حضرت ؐ نے فرمایا اللہ نے سب سے پہلے بندوں پر فرض کیا

اونکے دین میں سے وہ نماز ہے اور سب سے اخیر ہی نماز باقی رہیگی اور سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اور
اللہ تعالیٰ فرماویگا میرے بندیکی نماز میں دیکھو اگر وہ پوری ہے تو پوری لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو میرے بندے
پاس نفل نماز ہے پھر اگر نفل نماز ہوگی تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پھر فرماویگا دیکھو اوسکی زکوٰۃ پوری ہے اگر پوری ہے تو پوری
لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو اوسکے پاس نفل صدقہ ہے پھر اگر صدقہ ہوگا تو اوس سے زکوٰۃ پوری ہو جاوے گی
سکوت کیا اس سے منذری نے طبرانی نے باسناد جید ابو الدرداء سے حضرتؐ نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جو اونکو لاوے گا
ایمان کے ساتھ وہ جنت میں جاویگا جو محافظت کرے پانچوں نماز و نپر اونکے وضو اور رکوع اور سجدے اور وقتوں پر اور
روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر قدرت ہو اور زکوٰۃ اوا کرے اپنے دل کی خوشی سے اور امانت کو ادا کرے لوگوں
نے کہا امانت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا غسل کرے جنابت سے اور اللہ نے آدمی پاس امانت نہیں کہی اوسکے دین میں سے
سوا اسکے امام احمد نے باسناد حسن اور نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اونہوں نے کہا میں نے
سنا سعد سے اور کئی صحابیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتے تھے دو شخص حضرتؐ کے زمانے میں تھے
ایک افضل تھا دوسرے سے تو جو افضل تھا وہ مرگیا پھر دوسرا اوسکے بعد چالیس دن جیا پھر مرگیا اوس کا ذکر آیا حضرتؐ
کے سامنے آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا لوگوں نے کہا کیوں نہیں نماز پڑھتا تھا یا رسول اللہ اور اوس میں کوئی
برائی نہتھی آپنے فرمایا تمکو کیا معلوم اوسکی نماز نے اوسکو کہاں تک پہنچایا امام احمد نے باسناد حسن ابو ہریرہ سے دو
شخص بلی کے جو ایک شاخ ہے قضاعہ قبیلے کی اسلام لائے حضرتؐ کے ساتھ ایک دن میں سے شہید ہو گیا اور دوسرا
ایک سال اور جیا طلحہ بن عبید اللہ نے کہا میں نے اوس شخص کو جو بعد مرا تھا دیکھا (خواب میں) وہ شہید سے پہلے جنت میں
گیا میں نے اس سے تعجب کیا جب صبح ہوئی تو میں نے اوسکا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا اوسنے
اپنے ساتھی کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور چھ ہزار رکعتیں پڑھیں اور اتنی رکعتیں سنت کی پڑھیں منذری نے
کہا ابن ماجہ اور ابن حبان نے اسکو صحیح میں اور بیہقی نے طلحہ سے نکالا اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے خیر میں زیادہ
کیا کہ ان دونو میں اس سے زیادہ فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے امام احمد نے باسناد جید حضرت عائشہ سے
اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود سے نکالا حضرتؐ نے فرمایا تین باتیں ہیں جنپر میں قسم کہاتا ہوں اللہ تعالیٰ اسکو
جسکے پاس حصہ نہیں اوسکے برابر نہیں کریگا جسکے پاس حصہ ہے اور اسلام کے تین حصے ہیں ایک نماز دوسرے روزہ تیسرے
زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ جس بندے کو دنیا میں چاہتا ہے اوسکو قیامت کے دن اور کسی کی ولایت میں نہ دیگا (یعنے اللہ
ہی اسکا ولی رہیگا آخرت میں بھی) اور جو شخص کسی قوم کو دوست رکھیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اوسکو اوسی قوم

کے ساتھ کرے گا (یا اللہ ہم دوست رکھتے ہیں اہلحدیث کو اور ہم جان نثار ہیں تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے
اہل بیت کے اور ہم محبت رکھتے ہیں علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام سے پس آخرت میں ہمکو انہی کے ساتھ رکھیو) اور چوتھی
بات پر اگر میں قسم کھاؤں تو امید ہے کہ میں گنہگار نہوں گا اللہ تعالے اپنے کسی بندے کو دنیا میں نہیں چھپا دے گا مگر آخرت
کے دن بھی اوسکا عیب چھپاویگا (قربان تیرے فضل اور کرم اور صدقے تیری عنایت اور رحم کے) طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ
بن قرط سے حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ نماز ہوگی پھر اگر نماز درست
نکلے تو باقی عمل بھی درست ہو جاوینگے اور جو نماز بگڑی تو باقی عمل بھی بگڑ جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد میں خلل جاتے تو
کچھ برائی نہیں طبرانی نے اوسط میں انس سے حضرت نے فرمایا پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ
نماز ہوگی تو دیکھا جاویگا اوسکی نماز کو اگر وہ اچھی نکلے گی تو اوس نے نجات پائی اور جو بری نکلی تو خراب ہوا برباد ہوا طبرانی نے
اوسط اور صغیر میں ابن عمرؓ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اوس میں ایمان نہیں اور جس نے وضو
نہیں کیا اوسکی نماز نہیں اور جسنے نماز نہیں پڑھی اوسکا دین نہیں اور نماز کی نسبت دین سے ایسی ہے جیسے سر کی بدن سے
طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سے حسین بن حکم حبری طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا اون لوگوں سے
جو آپکے گرد تھے آپ کی امت میں سے تم میرے لیے چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہو جاتا ہوں
میں نے عرض کیا وہ چھ باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز اور زکوٰۃ اور امانت اور شرمگاہ اور پیٹ اور زبان طبرانی
نے کہا حدیث اسی سند سے مروی ہے منذری کہا اسکی سند میں کوئی برائی نہیں امام احمد اور ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن
عمرو سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا سب عملوں میں افضل کیا ہے آپ نے فرمایا نماز اسنے
کہا پھر کیا آپ نے فرمایا نماز اوسنے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا نماز تین بار یہی فرمایا اوسنے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ
کی راہ میں (یعنے دین کو پھیلانے کے لیے خدا کی رضامندی کے واسطے نہ مال اور ملک کے طمع سے) طبرانی نے اوسط میں
سلمہ بن اکوع سے حضرت نے فرمایا جان لو کہ تمہارے عملوں میں افضل نماز ہے امام احمد نے باسناد جید جسکے راوی صحیح
کے راوی ہیں حنظلہ کاتب سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص محافظت کرے پانچوں نمازوں پر اونکے رکوع اور سجدے اور وقتوں پر
اور جانے کہ وہ حق ہیں اللہ کیطرف سے تو جنت میں جاویگا یا جنت اوسکے لیے واجب ہو جاویگی یا یوں فرمایا کہ دوزخ اوسپر
حرام ہو جاویگی امام عبد اللہ بن احمد اور ابو یعلے اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے حضرت عثمان سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص جانے
کہ نماز حق ہے اور فرض ہے واجب ہے وہ جنت میں جاویگا امام مسلم نے ابو مالک اشعری سے کہ حضرت نے فرمایا وضو آدھا ایمان
ہے اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ بھر دینگے آسمان اور زمین کے بیچ کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے

ورصبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے تیرے لیے یا تجھ پر ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت رض سے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جو کوئی بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کریگا تو اللہ اوسکے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ایک برائی اوسکی میٹ دیگا اور اوسکا ایک درجہ بلند کردیگا تو سجدہ بہت کرو منذری نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا بہت قریب ہوتا ہے بندہ اپنے مالک سے سجدے میں تو بہت دعا کرو (سجدے میں) طبرانی نے کبیر میں ربیعہ بن کعب سے میں خدمت کرتا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دنکو جب رات ہوتی تو حضرت صلعم کے دروازے پر چلا جاتا وہان سو رہتا تو مین ہمیشہ سنتا آپ فرمایا کرتے تہے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی یہانتک کہ مین خستہ ہو جاتا یا میری آنکہہ لگ جاتی تو مین سو رہتا ایکدن آپنے فرمایا اے ربیعہ مجہسے مانگ مین تجہکو دونگا مینے عرض کیا مجہے مہلت دیجیے تاکہ مین سوچون اور مین نے خیال کیا کہ دنیا فانی منقطع ہے تو مین نے کہا یا رسول اللہ مین آپسے چاہتا ہون کہ آپ دعا کیجیے اللہ تعالے دوزخ سے مجہکو نجات دیوے اور جنت مین لیجا دے یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے پہر فرمایا یہ بات تجہکو کسنے بتلائی مین نے کہا کسی نے نہین بتلائی لیکن مینے یہ خیال کیا کہ دنیا منقطع ہے اور فانی ہے اور آپکا جو مرتبہ اللہ کے پاس ہے وہ ظاہر ہے تو مجہے یہ بہتر معلوم ہوا کہ آپ میرے لیے دعا کرین آپنے فرمایا اچہا مین دعا کرونگا تو مدد کر میری بہت سجدے کرکے ابن ماجہ نے باسناد جید ابو فاطمہ سے مینے کہا یا رسول اللہ مجہے بتلائیے ایسے عمل کو جسپر مین قائم رہون آپ نے فرمایا تو سجدے کیا کر کیونکہ تو جب سجدہ کریگا اللہ کے لیے تو اللہ تیرا درجہ بلند کریگا اور تجہسے ایک گناہ میٹ دیگا امام احمد کی روایت مین یون ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ای ابو فاطمہ اگر تو مجہہ سے ملنا چاہتا ہے تو سجدہ بہت کر طبرانی نے اوسط مین حذیفہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بندہ کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسند نہین ہے کہ وہ اوسکو سجدے مین پاوے اور اوسکے منہ مین مٹی لگی ہو متفرد ہوا اس سے عثمان منذری نے کہا ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا اور وہ قاسم کا بیٹا ہے طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ رض سے حضرت صلعم نے فرمایا نماز بہتر شے ہے جسکو اللہ تعالے نے رکہا اپنے بندون کے لیے) پہر جو کوئی اسکو بہت کرنا چاہے تو بہت کرے طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم ایک قبر پر سے گذرے پوچہا یہ کسکی قبر ہے لوگون نے کہا فلان شخص کی آپ نے فرمایا دو رکعتین بہتر ہین میرے نزدیک اس تمام دنیا سے جو باقی ہے احمد اور بزار نے باسناد حسن یا صحیح مطرف سے اونہون نے کہا مین قریش کے کئی آدمیون کے پاس بیٹہا اتنے مین ایک شخص آیا وہ نماز پڑہنے لگا اور رکوع اور سجدہ کرتا تہا لیکن بیٹہتا نہ تہا مین نے کہا قسم خدا کی مین سمجہتا ہون یہ جانتا نہین کہ نماز سے فارغ ہوتے ہین دوگانہ پر یا طاق پر لوگون نے کہا تم اوسکے پاس جاؤ اور کہو مین کہڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے بندے مین سمجہتا ہون تو نہین جانتا کہ نماز سے فارغ ہو دوگانے

یا طاق پڑھوں لیکن اللہ جانتا ہے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جسنے اللہ کے لیے ایک
سجدہ کیا اوسکے لیے اللہ تعالی ایک نیکی لکھیگا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا اور ایک درجہ اُسکا بلند کریگا مینے کہا تم
کون ہو اونہوں نے کہا میں ابو ذر رض ہوں یہ سنکر میں لوٹا اپنے یاروں پاس اور میں نے کہا خدا تم سے سمجھے تم میرے
ساتھ ہو تم نے تھی سکھلانیکو بہیجا اس شخص کو جو حضرت صلعم کے اصحاب میں سے ہو ایک روایت میں یوں ہے مینے انکو
دیکھا وہ قیام لمبا کرتے تھے اور رکوع اور سجدہ بہت کرتے تھے مینے ان سے گفتگو کی اونہوں نے کہا میں نے نیکی میں
کوتاہی نہیں کی مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایک رکوع کرے یا ایک سجدہ تو اللہ تعالے
اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور ایک گناہ اوسکا میٹ دیگا امام احمد نے باسناد حسن یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے
اونہوں نے کہا میں ابو الدرداء کے پاس آیا اوس بیماری میں جسمیں وہ مرے اونہوں نے کہا اے بھتیجے میرے تو اس
شہر میں کیوں آیا مینے کہا صرف اس محبت کے خیال سے جو میرے باپ عبد اللہ بن سلام اور تم میں تھے ابو الدرداء نے
کہا یہ وقت ایسا ہے جسمیں جھوٹ بولنا نہایت بُرا ہے (یعنے مرتے وقت) مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تھے جسنے وضو کیا اچھی طرح پھر کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھیں یا چار سہل نے (جو راوی ہے اسحدیث
کا شک کی اور اچھی طرح رکوع کیا اون میں اور دل لگا کر پڑھیں پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ اُسکو بخشدے گا
مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے عقبہ بن عامر رض سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے
کام آپ کرتے باری باری اونٹوں کو چراتے تو میرا اونٹ کا چرانا تھا میں شام کو اونکو لیکر گیا مینے دیکھا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا کوئی تم میں ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر
دو رکعتیں پڑھے اپنے دل اور منہ کو متوجہ کرکے مگر اوس نے واجب کر لیا جنت کو میں نے کہا واہ واہ یہ کیا عمدہ حدیث ہے
حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان وضو کرے پورا وضو پھر کھڑا ہو نماز میں اور جو کہے اوسکو سمجھے تو وہ نماز سے
فارغ ہوکر ایسا ہو گا جیسے اُسی روز اُسکی ماں نے اُسکو جنا حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے حضرت عثمان سے
حضرت صلعم نے فرمایا جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آوے وہ اچھی طرح وضو کرے اور دل لگاوے اور اچھی طرح
رکوع کرے تو اوسکی نماز کفارہ ہو جاوے گی اون گناہوں کا جو نماز سے پہلے کیے تھے بشرطیکہ کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ
ایسا ہی رہیگا طبرانی نے کبیر میں عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا لازم کرلو اپنے اوپر اپنے مالک کی یاد اور نماز پڑھو اول
وقت میں اللہ تعالی تمکو دونا اجر دے گا ترمذی اور دارقطنی نے ابن عمر رض سے حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا
اللہ کی رضامندی ہے اور اخیر وقت اُسکا عفو ہے دارقطنی نے ابو محذورہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت (نماز پڑھنا)

اللہکی خوشی ہے اور اوسط وقت مینکی رحمت ہے اور آخر وقت مینکی معافی ہے دیلمی نے مسند الفردوس مین ابن عمرؓ
سے حضرتؐ نے فرمایا اول وقت کی فضیلت اخیر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی دنیا پر امام احمد نے ایک صحابی سے
کہ حضرتؐ سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑہنا اور والدین سے عمدہ سلوک کرنا اور
جہاد کرنا منذری نے کہا اسکے سب راویون سے صحیح مین حجت لی ہے ابو داؤد اور ترمذی نے ام فروہ سے کہ حضرتؐ
پوچھے گئے کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اول وقت پڑہنا اسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر عمری قوی نہین یہ ترمذی نے کہا
منذری نے کہا وہ سچا ہے اور اوسکی حدیث حسن ہے احمد اور ابن معین اور ابن عدی نے کہا اوس مین کوئی برائی نہین
اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور ابو حاتم اور ابن مدینی نے اوسکو ضعیف کیا طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور امام احمد نے کعب
بن عجرہ سے اونہون نے کہا حضرتؐ برآمد ہوئے اور ہم سات آدمی بیٹھے تھے تین اون مین عرب تھے اور چار موالی یعنے عجم
جو غلام تھے عربون کے ہم اپنی پیٹھ لگائے تھے مسجد سے آپ نے فرمایا تم کیون بیٹھے تھے ہم نے کہا نماز کی انتظار مین تھوڑی دیر
آپ چپ رہے پہر ہماری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے ہم نے کہا نہین آپ نے فرمایا تمہارا مالک کہتا ہے جس نے نماز پڑہی اپنے وقت پر
اور محافظت کی اوسپر اور ضائع نہین کیا نماز کو ہلکا جانکر اوسکے حق کو تو اوسکا عہد ہے مجہپر کہ مین اوسکو جنت مین لیجاؤنگا
اور جسنے اوسکو وقت پر نہ پڑہا اور نہ محافظت کی اوسکی اور اوسکو ضائع کیا اوسکے حق کو ہلکا سمجہکر تو اوسکا عہد نہین
مجہپر چاہون اوسکو عذاب کرون اور جو چاہون تو اوسکو بخش دون طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن عبد اللہ بن مسعود سے کہ
حضرتؐ ایک دن اپنے اصحاب سے گذرے تو فرمایا اونسے تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے اونہون نے کہا اللہ اور
اوسکا رسول خوب جانتا ہے تین بار آپنے یہی فرمایا پہر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے قسم ہے میری عزت اور بزرگی کی
جو کوئی نماز کو وقت پر پڑہے مین اوسکو جنت مین لیجاؤنگا اور جو غیر وقت پر پڑہے اوسپر مین چاہون تو رحم کرونگا
چاہون تو عذاب کرونگا طبرانی نے اوسط مین انس بن مالک رضؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جسنے نمازین اپنے وقت پر
پڑہین اور وضو پورا کیا اونکے لیے اور قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طرح ادا کیا تو نماز اوسکی سفید نورانی
ہوکر نکلے گی اور کہے گی اللہ تیری حفاظت کرے جیسی تونے میری حفاظت کی اور جو کوئی نمازین بے وقت پڑہے
نہ پورا وضو کرے نہ قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورا کرے تو اوسکی نماز کالی بہجنگ ہوکر نکلے گی اور کہے گی
خدا تجہکو تباہ کرے جیسی تونے مجہکو برباد کیا جب اوس مقام مین پہونچے گی جہان اللہ کو منظور ہے تو اسطرح لپیٹی جاویگی
جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پہر نماز پڑہنے والے کے منہ پر ماری جاویگی ابن ماجہ نے علی رضؓ سے مین جب کوئی حدیث
حضرتؐ سے سنتا تو اللہ تعالی مجہکو نفع دیتا جو اوسکو منظور ہوتا اور جب حضرتؐ کی حدیث کوئی اور بیان کرتا

تو مین اوسکو قسم دیتا اگر وہ قسم کہاتا تو مین اوسکو سچ جانتا اور ابو بکر رضؓ نے مجھہ حدیث بیان کی اور سچ کہا اونہون کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی گناہ کرے پہر وضو کرے اچھی طرح پہر دو رکعتین پڑہے پہر نماز پڑہے اور اللہ سے معافی چاہے تو اللہ بخش دیگا اوسکو آیت یا جدنے ابو قتادہ بن ربعی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا مینے تیری امت پر پانچ نمازین فرض کین ہین اور مینے عہد کیا ہے اپنے پاس کہ جو کوئی انکی محافظت کریگا اونکے وقتو پر اوسکو مین جنت مین لیجاونگا اور جو کوئی اونپر محافظت نہ کریگا اوسکا کوئی عہد میرے پاس نہین ہے **ابواب** سَتْرِ الْعَوْرَةِ عورت کے چہپانے کے ابواب یعنے اون بابون کا بیان جنمین یہ مذکور ہے کہ نماز مین عورت کا چہپانا فرض ہے **باب**

وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ فِی الثِّیَابِ کپڑون مین نماز پڑہنے کا وجوب **ف** قسطلانی نے کہا حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک عورت کا چہپانا شرط ہے نماز کی صحت کے لیے البتہ حنفیہ یہ کہتے ہین کہ خود نمازی کی اپنا ستر دیکہنے سے ضرر نہین ہوتا نماز مین انتہے مختصرا حافظ نے کہا جمہور کا یہ قول ہے کہ ستر عورت نماز کی شرطون مین سے ایک شرط ہے اور بعض مالکیہ سے یہ منقول ہے کہ اگر بہولے سے بغیر ستر عورت کے بہی نماز پڑہ لیوے تو جائز ہے البتہ عمدا جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ ستر عورت سنت ہے نماز کی تو اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی انتہے ملخصا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اور فرمایا اللہ تعالی نے لو اپنی زینت کو یعنے کپڑون کو عورت ڈہانپنے کے لیے ہر مسجد کے پاس **ف** یعنے طواف کے لیے یا نماز کے لیے قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے نماز مین حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اس آیت کو بیان کرکے اوس حدیث کیطرف جو مسلم نے نکالی ابن عباس سے کہ عورتیں بیت اللہ کا طواف ننگے ہوکر کیا کرتے اخیر تک اوسی باب مین یہ آیت اوتری خذوا زینتکم عند کل مسجد اور طاؤس کی تفسیر مین ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہین روایت کیا ہکو بیہقی نے اور ایسا ہی روایت کیا مجاہد سے اور ابن حزم نے کہا کہ علما کا اتفاق ہے کہ مراد اس آیت سے ستر عورت ہے انتہے شوکانی نے کہا اس آیت سے اگر تسلیم کرلیوین تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے لیکن یہ بات کہ وہ نماز کی صحت کی شرط ہے تو ثابت نہین ہوسکتا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ آیت تو طواف کے حق مین اتری جسکو جاہلیت کے لوگ ننگے ہوکر کیا کرتے تہے اور کہتے تہے ہم اللہ کی عبادت ان کپڑون مین نہین کرینگے جن مین ہمنے گناہ کیا ہے تو اسکا جواب یون دینگے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک مسجد کو خواہ مسجد الحرام ہو یا اور کوئی مسجد انتہے وَمَنْ صَلّٰی مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ اور بیان ہے اوسکا جو کوئی نماز پڑہے ایک کپڑے مین لپٹ کر حافظ نے کہا یہ عبارت ہے مستملی کی روایت کی اور کسی کی روایت مین نہین ہے اور اسکا ذکر تو آگے ایک جداگانہ باب مین آویگا اور اگر مستملی کی روایت صحیح ہو تو اس مطلب کو سلمہ کی معلق

حدیث سے تعلق ہے جسکا ذکر آگے آتا ہے وَیُذْکَرُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزُرُّہٗ وَ
لَوْ بِشَوْکَۃٍ فِیْ اِسْنَادِہٖ نَظَرٌ اور ذکر کیا جاتا ہے سلمہ بن الاکوع سے کہ حضرت نے اونسے فرمایا دونوں کناروں کو اوسکے اٹکالے
اگرچہ ایک کانٹے سے سہی اسکی اسناد مین اعتراض ہے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اسکو وصل کیا اپنی تاریخ مین اور
ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دراوردی سے اوس نے موسے بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن ابی ربیعہ سے اوس نے
سلمہ بن الاکوع سے مین نے کہا یا رسول اللہ مین ایک شکاری شخص ہون کیا مین نماز پڑہون ایک کرتے مین آپنے فرمایا
ہان لیکن اوسمین تکمہ لگا اگرچہ ایک کانٹے کا ہو اور روایت کیا بخاری نے اسمٰعیل بن ابی اویس سے اونہون نے اپنے
باپ سے اونہون نے موسے بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ سے تو اس اسناد مین ایک شخص زیادہ ہے درمیان
موسے اور سلمہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری نے مالک بن اسمٰعیل سے اونہون نے عطاف بن خالد سے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے موسے بن ابراہیم نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے سلمہ نے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ موسیٰ نے آپ
کو سلمہ سے سنا تو احتمال ہے کہ ابی اویس کی روایت مین باوجود اتصال کے ایک راوی زیادہ کیا ہو یا عطاف کی روایت مین
غلطی ہوئی ہو اور یہی اعتراض ہے اس اسناد مین جسکی طرف مولف نے اشارہ کیا اور اسی سبب سے مولف نے اس روایت کو
سند کے ساتہہ اپنے صحیح مین شریک نہین کیا اور جس نے اس حدیث کو صحیح کہا اوسنے دراوردی کی روایت پر اعتماد کیا اور
عطاف کی روایت کو اوسکے اتصال کے واسطے شاہد کیا اور عطاف کے طریق کو امام احمد اور نسائی نے بہی نکالا اور ابن
القطان نے جو کہا کہ یہ موسے بن محمد بن ابراہیم تیمی ہے جو ضعیف ہے بخاری اور ابو حاتم اور ابو داؤد کے نزدیک اور یہان
اسکی نسبت دادا کی طرف کر دی تو صحیح نہین ہے کیونکہ بخاری وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسے مخزومی ہے
اور وہ تیمی کے سوا ہے اسمین کچہ شک نہین البتہ طحاوی کی روایت مین موسیٰ بن محمد بن ابراہیم ہے وہ روایت اگر محفوظ
ہو تو احتمال ہے کہ دونون نے اس حدیث کو روایت کیا ہو اور دراوردی نے دونون سے سنا ہو اس حدیث کو مگر یہ احتمال بعید
ہے اور ممکن ہے کہ محمد کا ذکر طحاوی کی روایت مین شاذ ہو واللہ اعلم انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن القطان
کی متابعت کی بر ماوی نے بہی اور اور لوگون نے اور حافظ ابن حجر نے اسکو رد کیا جیسے اوپر گذرا مترجم کہتا ہے طحاوی کی
کی روایت سہو ہی اور یہ سہو ابن ابی داؤد سے ہوا یا ابن ابی قتیبہ سے اور قرینہ اس سہو کا یہ ہے کہ روایت کیا اسکو طحاوی
نے دراوردی کے طریق سے اونہون نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ بن الاکوع
سے حالانکہ دراوردی کی روایت کو نکالا بخاری اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور واسطہ نہین کیا درمیان
موسے اور سلمہ کے اور شاید جو اعتراض امام بخاری نے مراد لیا وہ یہ ہو کہ دراوردی کی روایت ہی مضطرب ہے کبہی اونہون نے

واسطہ نہین کیا درمیان موسےٰ اور سلمہ کے کبھی واسطہ کیا اور احتمال ہے کہ وہ اعتراض یہ ہو کہ موسیٰ کو کبھی بن محمد بن ابراہیم کہا جیسے طحاوی کی روایت مین ہے اور وہ ضعیف ہے اور کبھی موسے بن ابراہیم کہا جو مخزومی ہے اور وہ ثقہ ہے واللہ اعلم

فائدہ حدیث مین تزرّہ ہے صیغہ واحد حاضر مضارع کا اور بعض نسخون مین یزرّہ ہے صیغہ واحد غائب مضارع کا اور بعض مین یزرّ ہے بحذف مفعول اور مطلب یہ ہے کہ قمیص کے دونون پلون کو باندھ لیوے اور اٹکا لیوے تاکہ ستر نہ کھلے طحاوی کی روایت مین ہے ثم ورزّہ ولو بشوکۃ اور غلطی صریح کی صاحب تیسیر القاری نے اونہون نے یہ ترجمہ کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کپڑے کو باندھتے تھے اگرچہ ایک کانٹے سے ہی حالانکہ پیغمبر خدا نے یہ سلمہ رضہ سے فرمایا کہ وہ باندھ لیوین اور اسی حدیث کے لانے سے مؤلف نے اشارہ کیا اسطرف کہ آیت مین زینت سے کپڑے مراد ہین نہ آراستگی اور بناؤ

قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایک کپڑے مین نماز پڑہے جیسے صرف ایک کرتے مین اور اوسکا گریبان اتنا بڑا ہو کہ اگر مین سے ستر نظر آوے رکوع یا سجدے مین تو اوس مین تکمہ لگا لیوے یا کمر باندھ لیوے انتہی وَمَنْ صَلّٰى فِى الثَّوْبِ الَّذِىْ يُجَامِعُ فِيْهِ مَالَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى اور بیان ہے اسکا کہ نماز پڑہے ایک شخص اُس کپڑے مین جسمین جماع کرے بشرطیکہ کوئی نجاست اسمین نہ دیکھے **ف** حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا اس حدیث کیطرف جسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے معاویہ بن ابی سفیان سے اونہون نے پوچھا اپنی بہن ام حبیبہ رضہ سے کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے اوس کپڑے مین جسمین صحبت کرتے تھے اونہون نے کہا ہان جب آپ اُس مین کچھ پلیدی نہ پاتے اور یہ اُن حدیثون مین سے ہے جنکی طرف مؤلف نے ترجمہ باب سے اشارہ کیا نہ اسناد سے اسکو روایت کیا انتہی تعلیقًا وَاَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ اور حکم کیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا اوس حدیث کیطرف جو ابوہریرہ رضہ نے روایت کی حضرت علی کے بھیجنے مین اُس سال جب ابوبکر رضہ کو حضرت صلعم نے بھیجا تہا اور مؤلف نے آگے اوسکو بیان کیا موصولاً لیکن اُسمین اس حکم کی صراحت نہین ہے البتہ امام احمد نے باسناد حسن خود ابوبکر صدیق رضہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے اونکو بھیجا اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا اور مؤلف نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح سے کہ جب ننگے ہوکر طواف کرنے سے ممانعت ہوئی تو نماز بطریق اولی منع ہوگی کیونکہ نماز کے لیے وہ سب تین شرطین ہین جو طواف کے لیے شرط ہین انتہے

شوکانی نے کہا جو لوگ ستر عورت نماز کی صحت کی شرط کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین حضرت عائشہ کی حدیث سے جسکو نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ قبول نہین کرتا نماز اس عورت

کی جوان ہو جاوے مگر اوڑھنی سے دارقطنی نے کہا اسکا موقوف ہونا زیادہ ٹھیک ہے اور حاکم نے کہا وہ منقطع ہے اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں نکالا ابو قتادہ سے کہ اللہ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنی زینت کو نہ چھپاوے اور کسی لڑکی کی جو حیض کی عمر تک پہونچ جاوے جب تک وہ اوڑھنی نہ اوڑھے حالانکہ اس حدیث سے شرط ہونیکا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ قبول نہ ہونے سے صحیح نہونا لازم نہیں آتا اور دوسری حدیثوں میں بھاگے ہوئے غلام کی اور جس کے پیٹ میں شراب ہو نماز کا قبول نہ ہونا آیا ہے حالانکہ اونکی نمازیں بالاتفاق صحیح ہیں اسیطرح دلیل لی ان لوگوں نے بہز بن حکیم کی حدیث سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ اپنی عورتوں میں سے ہم کیا چھپاویں اور کیا چھوڑ دیں آپ نے فرمایا چھپا تو اپنی عورت کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میں نے کہا جب لوگ ملے جلے ہوں آپ نے فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے کہ عورت کو کوئی نہ دیکھے تو کوئی نہ دیکھے میں نے کہا جب آدمی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اللہ تعالی زیادہ لائق ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور نسائی نے اسکو عشرۃ النساء میں نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور حاکم نے صحیح کہا اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اس میں یہ نہیں ہے کہ اگر لوگ ملے جلے ہوں اور دلیل لی سلمہ بن الاکوع کی حدیث سے جو اوپر گذری اور ان حدیثوں سے ستر عورت کا وجوب نکلتا ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے نماز کی صحت کی دوسرے گروہ مخالفین نے دلیل لی سہل بن سعد کی حدیث سے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اس میں یہ ہے کہ مرد نماز پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تہبندوں کو باندھے ہوئے اپنی گردنوں پر بچوں کیطرح اور عورتوں کو کہا جاتا تھا تم اپنا سر مت اوٹھانا جب تک مرد سیدھے ہو کے بیٹھ جاویں ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ازاروں کی تنگی سے شوکانی نے کہا اس حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب بھی نہیں ہے نماز کی صحت کی شرط ہونا تو الگ ہے اور دلیل عمرو بن سلمہ کی حدیث سے کہ میں امامت کرتا تھا اپنے لوگوں کی اور میرے پاس ایک پھٹی چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تھا وہ کھل جاتی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میرا مقعد کھل جاتا تو محلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری کی مقعد کیوں نہیں چھپاتے نکالا اسکو بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے پس حق یہ ہے کہ عورت کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن شرط نہیں ہے نماز کی صحت کی پس اگر کوئی نہ چھپاوے تو نماز اسکی صحیح ہو جاویگی البتہ عورتوں کے لیے ستر کے شرط ہونے پر دلیل لے سکتے ہیں عائشہ اور ابو قتادہ کی حدیثوں سے اور روایت کیا ابوداؤد نے ام سلمہ سے کہ اونہوں نے پوچھا حضرت سے کیا عورت صرف کرتی اور سربند میں نماز پڑھے اور ازار نہ پہنے ہو آپ نے فرمایا ہاں پڑھے جب کرتہ اتنا لمبا ہو کہ اوسکی پاؤں کی پشت چھپ جاوے اور نسائی اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص غرور سے اپنا کپڑا لٹکاوے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی طرف نہ دیکھیگا ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ پھر عورتیں اپنے دامنوں سے کیا

لٹکایا کریں آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکادین انہوں نے کہا جب تو اونکے پاؤن کہل جاوینگے آپ نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکاوین
اس سے زیادہ نہین ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد نے اوسکو روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی بی بیون
نے آپ سے پوچھا دامن کو آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکاؤ اونہون نے کہا ایک بالشت سے ستر نہین ہوتا آپ نے فرمایا ایک ہاتھ
لٹکاؤ اور روایت کیا اسکو حاکم نے عبدالحق نے کہا کہ امام مالک وغیرہ نے اسکو موقوفا روایت کیا حافظ نے کہا وہی ٹھیک
ہے لیکن حاکم نے کہا کہ اوسکا رفع صحیح ہے بخاری کی شرط پر اوسکی اسناد مین عبدالرحمان بن دینار ہے تقریب مین ہے کہ
وہ سچا ہے خطا کرتا ہے (نیل مختصرا) زیلعی نے کہا ابن جوزی نے کہا تحقیق مین اس حدیث مین گفتگو ہے اور عبدالرحمان کو یحیی
اور ابوحاتم نے ضعیف کیا اور اوسی نے غلطی کی اس حدیث کو رفع کرنے مین اور ابوداود نے امام مالک کے طریق سے اسکو موقوفا
نکالا ام سلمہ پر اور دارقطنی نے کہا کہ اوسکا وقف صواب ہے اور صاحب تنقیح نے کہا کہ عبدالرحمان سے بخاری نے صحیح مین روایت
کی اور وہ ثقہ ہے لیکن اوسنے غلطی کی اس حدیث کے رفع کرنے مین (انتہے مختصرا) **حدثنا** موسى بن اسمعيل
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَ
ذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِهَذَا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہے ہمکو حکم کیا گیا دونون عیدون مین حائض اور پردے والی عورتون کو نکالنے کا تو وہ حاضر
ہون مسلمانون کی جماعت اور دعا مین اور جدا رہین حیض والی عورتین ان عورتون کی نماز کے مقام سے جو حائض نہین ہین ایک عورت
نے کہا یا رسول اللہ ہم مین سے کسی عورت کے پاس چادر نہین ہوتی آپ نے فرمایا اوسکو چادر پہنا دے اوسکی ساتھی یعنے اپنی چادر (جو
فاضل ہو) اوسکو دیدے (عاریت کے طور پر) **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب اسطرح نکلتا ہے کہ جب عید کی نماز کو نکلنے کے
لیے لباس کا حکم ہوا اگرچہ مانگے کا ہو تو فرض نماز کے لیے بطریق اولی حکم ہوگا اور جب عورتون کے لیے ستر عورت واجب ہوا تو مردون کے
لیے بھی واجب ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک حکم یہی ہے کہ نماز اور غیر نماز ہر حال مین مطلقا ستر عورت واجب ہے اور یہ حدیث کتاب الطہارت
مین مفصلا مع شرح گذر چکی شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ ستر عورت تمام اوقات مین واجب ہے مگر حاجت کے وقت اور جماع
کے وقت اور غسل کے وقت اختلاف ہے اور تمام لوگون سے واجب ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے اور طبیب اور گواہ اور
حاکم مین اختلاف ہے اور اس باب مین مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا نظر کرے نہ مرد مرد کی عورت کیطرف اور نہ عورت عورت کی
کیطرف اور نہ دو مرد ایک کپڑے مین لیٹین اور نہ دو عورتین ایک کپڑے مین یعنے جب دونو ننگے ہون طیبی نے کہا جو کوئی ایسا کرے اسکو

دیکہا ویکی شوکانی نے کہا اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سے کیونکہ تمہارے ساتہہ وہ لوگ ہین جو تم سے جدا نہین ہوتے مگر پاخانہ اور جماع کے وقت تو شرم کرو اونسے اور عزت کرو اُنکی اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مرد کو مرد کے ستر کیطرف اسیطرح عورت کو عورت کے ستر کیطرف نظر کرنا جائز نہین اور یہ بہی نکلتا ہے کہ تنہائی مین بالکل ننگے ہونا درست ہے اور امام بخاری نے اسکو جائز کہا ہے غسل مین اور بعض لوگون کا یہ مذہب ہے کہ ستر عورت واجب نہین ہے لیکن مستحب ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی ران کو کہولا اور اسکا جواب آگے آوے گا انتہے مختصرًا **ت** عبد اللہ بن جابر نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمران قطان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سیرین نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ام عطیہ نے **ف** اس سند کو بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع ام عطیہ سے ثابت ہو جاوے اور باطل کرتا ہے اُس خیال کو ابن سیرین نے یہ حدیث اپنی بہن حفصہ سے سنی اونہون نے ام عطیہ سے اور اس سند کو طبرانی نے معجم کبیر مین موصولاً نکالا اعلی ابن عبد العزیز سے اونہون نے عبد اللہ بن رجاء سے (فتح) **ت** اونہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث کو جو ابہی گذری **باب** عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ ازار کا گدی پر باندہ لینا نماز مین وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے کہا سہل سے (جو سعد کے بیٹے ہین سنہ ۹۱ھ) مین مرے مدینہ مین سب صحابہ کے بعد) کہ صحابہ نے نماز پڑہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ اور اپنی ازارین اپنے مونڈہون پر باندہے ہوئے تہے **ف** کیونکہ اونکے پاس پاجامے نہ تہے تو باندہنے سے یہ غرض تہی کہ رکوع اور سجدے مین ستر نہ کہلے اور اس حدیث کو خود مؤلف نے وصل کیا جیسے آگے آویگی (فتح) **حدثنا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** محمد بن منکدر سے روایت ہے جابر بن عبد اللہ انصاری رضہ نے ایک بند مین نماز پڑہی جسکو باندہ لیا تہا اپنی گردن کی پشت کیطرف (یعنے گدی پر گرہ دے لی تہی) اور انکے کپڑے کہونٹی (الگنی) پر رکہے تہے ایک شخص نے (عبادہ بن ولید یا سعید بن حارث) نے اونسے کہا تم ایک بند مین نماز پڑہتے ہو (کپڑے ہوتے ہوئے) اونہون نے کہا مین نے اسلیے ایسا کیا کہ مجہکو کوئی احمق (جاہل) تیری طرح دیکہے اور ہم مین سے کسکے پاس دو کپڑے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین **ف** تو غرض جابر رض کی یہ تہی کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے اگرچہ دو کپڑون مین نماز افضل ہے اور اس مین اختلاف تہا اگلے زمانے مین پہر اتفاق ہو گیا اور اسکے جواز پر ابن ابی شیبہ

ابن مسعود سے نکالا انہوں نے کہا ایک کپڑے مین نماز مت پڑھ اگرچہ وہ کشادہ ہو اس سے بڑھ کر جتنا آسمان اور زمین
مین ہو ابن بطال نے کہا ابن عمر کیطرف ایسی ہی نسبت کی حافظ نے کہا اگرچہ جابر رض کے فعل سے اسکا جواز ثابت ہو گیا
مگر مولف نے اسکے بعد اور ایک حدیث بیان کی جس سے حضرت ص کا بھی ایک کپڑے مین نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے تا اسکے جواز
مین کوئی شبہ نہ ہے **حَدَّثَنَا** مُطَرِّفٌ اَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ
فِيْ ثَوْبٍ **ترجمہ** محمد بن منکدر نے کہا مین نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا وہ ایک کپڑے مین نماز پڑھتے تھے اور کہا جابر نے کہ مین نے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے مین نماز پڑھتے تھے **ف** نووی نے کہا ایک کپڑے مین
نماز جائز ہونا اسپر اتفاق ہے مگر ابن مسعود سے اسکی خلاف منقول ہے اور مجھے اوسکی صحت کا علم نہیں لیکن دو کپڑون مین
بالاجماع افضل ہے البتہ ایک کپڑے مین نماز اوسوقت منع ہے جب اوسکی کا ندھے پر کچہ نہ ہو اور جمہور نے نہی کی حدیثون
کو اسی صورت پر محمول کیا ہے اور امام احمد سے مروی ہے کہ اگر با وجود قدرت کے دونو کاندہے کہلے رکھے تو نماز صحیح ہوگی اور ایک
روایت مین ہے کہ صحیح ہوگی لیکن گنہگار ہوگا انتہے من النیل اور قدرت سے یہ مطلب ہے کہ کپڑا بڑا ہو اور عورت کی چھپانے
کے ساتھ اوس مین سے کسی قدر کاندھے پر بھی ڈال سکے لیکن نہ ڈالے اور جو کپڑا چھوٹا ہو کہ فقط ستر عورت اوس سے ہو سکے اور اگر
سوا دوسرا کپڑا نہ پاوے تو ستر عورت کرلے اور کاندہے کہلے رہنے دیوے اس صورت مین بالاتفاق نماز جائز ہوجاویگی **باب**
الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ ایک کپڑے مین اوسکو اوڑہکر لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا
اگلی حدیثون سے ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کا حال ثابت ہوا اب مولف نے انکے بعد وہ حدیثین بیان کین جن سے یہ نکلتا ہے
کہ ایسا کرنا اسوقت ہے جب کپڑون کی تنگی ہو یا یہ امر جائز ہے لیکن افضل نہین ہے طحاوی نے کہا ایک جماعت علمار کا یہ قول
ہے کہ جب دو کپڑون پر قادر ہو تو ایک کپڑے مین نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعضون نے کہا ہے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسکو لپیٹ کے
نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ اسکی تہبند کرلیوے انتہے تو شاید امام بخاری نے اس باب سے ان لوگون کا رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک کپڑے کو
لپیٹ کر اس مین نماز پڑھنا جائز ہے مگر التحاف کی تفسیر یہ نہین ہے کہ کپڑے کو سر سے پاؤن تک لپیٹ لیوے اسطرح کہ ہاتھ
اور سب اعضا اندر بند ہو جاوین یہ تو دوسری حدیث مین منع ہے اسکو اشتمال صما کہتے ہین بلکہ التحاف کی تفسیر امام بخاری
نے آگے بیان کی تو کہا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهٖ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ
وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ زہری (محمد بن مسلم) نے اپنی حدیث مین (جسکو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور امام
احمد نے ابوہریرہ سے روایت کیا) کہا ملتحف (یعنے التحاف کرنیوالا) وہ متوشح ہے (یعنے توشیح کرنے والا) اور وہ وہ شخص

اور کپڑون کے دونوں کنارون مین خلاف کرے اور انکو اپنے دونو مونڈھون پر ڈالے اور اسی کو اشتمال علے المنکبین کہتے ہین ف وہ یہ ہے کہ کپڑے کو داہنے مونڈھے پر سے ڈالکر وہ کنارہ بائین بغل کے تلے کیجا دے اور اسیطرح جو بائین مونڈھے پر ڈالا ہے وہ کنارہ داہنی بغل کے تلے سے لیجا دے پھر دونوں کنارون کو اپنے سینہ پر باندھ لیوے (قسط) قَالَ وَقَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ اِلْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ امام بخاری نے کہا ام ہانی (بنت ابی طالب) نے کہا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التحاف کیا ایک کپڑے سے اور مخالفت کی اونکی دونوں کنارون مین اپنے دونو مونڈھو نپر ف یہ حدیث باب کی اخیر مین آویگی مگر اوسمین دونوں کنارون کی مخالفت کا ذکر نہین ہے البتہ مسلم نے اوسکو نکالا دوسرے طریق سے اور احمد نے نکالا اسی لفظ سے جو امام بخاری نے بیان کیا (فتح) ابن بطال نے کہا اس مخالفت سے یہ غرض ہے کہ نمازی خود اپنا ستر نہ دیکھے رکوع مین یا رکوع اور سجدے مین کپڑا گر نہ پڑے (قسطلانی)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ (جو حضرت کے ربیب تھے سنہ ۸۳ھ مین مرے مدینہ مین عبد الملک کی خلافت مین اس کتاب مین اونسے دو حدیثین مروی ہین) انہون نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کپڑے مین اور مخالفت کی اوسکے دونوں کنارون مین ف حافظ نے کہا یہ اسناد علو مین مثل ثلاثی کے ہے کیونکہ ہشام بن عروہ تابعین مین سے ہین اور جو وہ کسی صحابی سے روایت کرتے تو امام بخاری کو یہ حدیث تین واسطون مین پڑتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَدْ اَلْقٰى طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے تھے آپ ایک کپڑے مین ام المومنین ام سلمہ کے گھر مین اور دونوں کنارے اوسکی اپنے دونو مونڈھون پر ڈالے تھے ف یہ وہی حدیث ہے جسکو امام بخاری دوسری سند سے لائے فائدہ اسمین یہ ہے کہ مفصل ہے اسکے علاوہ اوسمین تصریح ہے عمر کے دیکھنے کی حضرت کو **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ نے کہا مین نے دیکھا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑے مین نماز پڑھتے ہوئے آپ اوسکو لپیٹے ہوئے تھے ام سلمہ کے گھر مین اور دونوں کنارے اوسکے آپکے دونو مونڈھون پر تھے ف یہ وہی حدیث

ہے جسکو مؤلف اپنی سند سے لائے فائدہ یہ ہے کہ اوس میں تصریح ہے عروہ کے سماع کی عمر سے **حدثنا** اسمٰعیل بن ابی اویس قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ ان ابا مرۃ مولی ام ہانئ بنت ابی طالب اخبرہ انہ سمع ام ہانئ بنت ابی طالب تقول ذہبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح فوجدتہ یغتسل وفاطمۃ ابنتہ تسترہ قالت فسلمت علیہ فقال من ہذہ فقلت انا ام ہانئ بنت ابی طالب فقال مرحبا بام ہانئ فلما فرغ من غسلہ قام فصلی ثمانی رکعات ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف قلت یا رسول اللہ زعم ابن امی انہ قاتل رجلا قد اجرتہ فلان بن ہبیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجرنا من اجرت یا ام ہانئ قالت ام ہانئ وذلک ضحی

ترجمہ ام ہانی بنت ابیطالب نے کہا میں جس سال کہ فتح ہوا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے میں نے آپکو غسل کرتے ہوئی پایا اور جناب فاطمہ زہرا رضؓ آپکی صاحبزادی آڑ کیے ہوئی تھیں آپ پر ام ہانی نے کہا مینے آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا کون ہے یہ مین نے کہا ام ہانی ابوطالب کی بیٹی آپنے فرمایا مرحبا ام ہانی کو (مرحبا وہ کلمہ ہے جو عرب کے محاورے مین آنے والے کیلئے کہا جاتا ہے یعنی تم اچھے کشادہ مقام مین آئے) جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کہڑے ہوئے پہر آٹھ رکعتیں پڑہیں ایک کپڑے مین التحاف کر کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میری ان کے بیٹے یعنے حضرت علی بن ابیطالب رضؓ کہتے ہین مین مار ڈالونگا اُس شخص کو جسکو مینے پناہ دی ہے اور وہ فلان شخص ہے ہبیرہ کا بیٹا **ف** حافظ نے کہا امام احمد اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ مین نے پناہ دی ہے اپنے دو دیورون کو ابو العباس نے کہا مراد جعدہ بن ہبیرہ ہین اور ایک اور شخص بنی مخزوم مین سے اون دونون نے خالد بن ولید سے مقابلہ کیا تہا اور امان نہین قبول کی تہی تو ام ہانی نے اونکو پناہ دی تہی اور وہ اُن کے خاوند کے عزیزون مین سے تہی ابن جوزی نے کہا اگر ہبیرہ کا بیٹا اون مین ہو تو جعدہ ہوگا اور جعدہ نے حضرتؐ کو دیکہا لیکن اوسکو صحبت نہین ہوئی اور بخاری اور ابن حبان نے اوسکو تابعین مین ذکر کیا پس جو کوئی اتنا کم سن ہو وہ فتح مکہ مین لڑائی کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ اگر وہ ام ہانی کا لڑکا ہوتا تو علی رضؓ اوسکے مارنے کا کیون ارادہ کرتے کیونکہ ہبیرہ ام ہانی کے خاوند بہاگ گئے تہے اور ام ہانی جو اسلام لائی تہین اون کا لڑکا اونکے پاس تہا اور ابن عبد البر نے کہا شاید یہ ہبیرہ کا لڑکا ام ہانی کے سوا کسی عورت کے پیٹ سے ہو اور ابن ہشام نے سیرت مین کہا کہ ام ہانی نے حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ کو پناہ دی تہی اور یہ دونو مخزومی تہے یعنے اونکے خاوند کسی قوم کے تہے اور ازرقی نے واقدی کے طریق سے نکالا کہ وہ دونو حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ تہے اور بعضون نے کہا حارث

ابن ہشام اور ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو مخزومی (ام ہانی کے خاوند) تھے اور صحیح نہیں کیونکہ ہبیرہ فتح کے وقت نجران
بھاگ گئے تھے اور دین سے شرک میں یہاں تک کہ مرگئے ایسا ہی کہا ابن اسحاق وغیرہ نے تو ام ہانی کا پناہ دینا اونکو کیونکر
صحیح ہوگا کرمانی نے کہا زبیر بن بکار نے کہا فلان بن ہبیرہ وہ حارث بن ہشام ہیں حالانکہ زبیر نے ایسا نہیں کہا بلکہ زبیر کی
روایت میں بجائے فلان بن ہبیرہ کے حارث بن ہشام کا ذکر ہے اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں ایک لفظ رہ گیا ہے
عم کا تو صحیح یوں ہے فلان ابن عم ہبیرۃ یعنے فلان ہبیرہ کے چچا کا بیٹا اب حارث اور زہیر سب مراد ہو سکتے ہیں اسیطرح عبداللہ
کیونکہ سب بنی مخزوم میں انتہے **ت** تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمنے پناہ دی اسکو جسکو تمنے
پناہ دی اے ام ہانی ام ہانی نے کہا تہا جو نماز آپنے پڑہی چاشت کی نماز تہی **ف** قسطلانی نے کہا مؤید ہے اسکی جو ابن
شاہین نے نکالا ام ہانی نے کہا یا رسول اللہ یہ کونسی نماز ہے آپ نے فرمایا ضحے کی نماز ہے حافظ نے کہا اس حدیث کا شروع
کتاب الغسل میں مذکور ہوچکا ہے اور اس کا بیان صلوۃ الضحی میں بھی آویگا اور بیان اس حدیث کے لانیسے یہ غرض ہے کہ ام ہانی
نے اس التحاف کی تفسیر جو اس روایت میں ہی اوس معنے سے کی جو معلق روایت میں مذکور ہوئی تو مطابق ہوئی یہ تفسیر اوس
تفسیر کے جو ترجمہ باب میں مذکور ہے انتہے مختصراً **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ
ثَوْبَانِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک پوچھنے والے نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑہنے
کو آپنے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں **ف** حافظ نے کہا اس پوچھنے والے کا نام مجھکو معلوم نہیں ہوا البتہ شمس الائمہ
سرخسی حنفی نے اپنی کتاب مبسوط میں کہا کہ پوچھنے والا ثوبان تہا سبحان اللہ حافظ صاحب کی وسعت علم کو دیکھیے باوجودیکہ
شافعی تہے مگر حنفی مذہب کی کتابوں پر بھی اونکی نظر تہی خطابی نے کہا حضرت ﷺ نے جو فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ تم
جانتے ہو کہ عورت کا چہپانا فرض ہے اور نماز پڑہنا ضرور ہے اور تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں ہیں تو
تمکو یہ کیونکر معلوم نہیں کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور طحاوی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز ایک کپڑے
میں مکروہ ہوتی تو میں مکروہ جانتا نماز اوسکے لیے جسکے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سوال تو جواز
اور عدم جواز سے تہا نہ کراہت سے اور ابن حبان کی روایت میں یہ ہے کہ آپنے اوس کپڑے میں توشیح کرلی پہر اوس میں نماز
پڑہی (توشیح کا بیان اوپر گذرا) قسطلانی نے کہا جمہور صحابہ جیسے ابن عباس اور علی اور معاویہ اور انس بن مالک اور
خالد بن الولید اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام ہانی کا اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابن سیرین اور شعبی اور ابن مسیب اور عطا
اور ابو حنیفہ کا اور فقہا میں سے ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور اسحاق بن راہویہ کا

یہی قول ہے ایک کپڑے میں نماز جائز ہے جب عورت چھپ جاوے انتہی **باب** اذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کاندھوں پر اوس میں سے کچھ حصہ ڈالے **حدثنا** ابو عاصم عن مالك عن ابي الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يصلي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقيه شيء **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اور اس میں سے اوسکے مونڈھوں پر کچھ نہ ہو اسمعیلی کی روایت میں ہے کہ منع کیا آپ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے جب اوس میں سے مونڈھوں پر کچھ نہ ہو قسطلانی نے کہا یہ نہی تحریم کے لیے نہیں ہے کیونکہ حضرت سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اوسکا ایک کنارہ آپ کی ایک بی بی پر تہا وہ سوتی تہیں اور ظاہر ہے کہ جو کنارہ آپ کے جسم مبارک پر تہا وہ ازار کرنے کے لیے کافی ہوا ہوگا اور اوس میں اتنی وسعت کہاں ہوگی کہ مونڈھوں پر بہی ڈالا ہو حافظ نے کہا خطابی نے کہا اور اس میں اعتراض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو مونڈھوں پر اوس میں سے کچھ ڈالنا واجب ہے اور جو تنگ ہو تو واجب نہیں ہے اور اسی کو ابن منذر نے اختیار کیا ہے انتہی **حدثنا** ابو نعيم قال حدثنا شيبان عن يحيى بن ابي كثير عن عكرمة قال سمعته او كنت سألته قال سمعت ابا هريرة يقول اشهد اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى في ثوب فليخالف بين طرفيه **ترجمہ** ابوہریرہ کہتے تھے میں گواہی دیتا ہوں میں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو مخالفت کرے اوسکے دونو کناروں میں

باب اذا كان الثوب ضيقا اگر کپڑا تنگ ہو اور ایک ہی کپڑا ہو **حدثنا** يحيى بن صالح قال حدثنا فليح بن سليمان عن سعيد بن الحارث قال سألنا جابر بن عبد الله عن الصلوة في الثوب الواحد فقال خرجت مع النبي صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره فجئت ليلة لبعض امري فوجدته يصلي وعلي ثوب واحد فاشتملت به وصليت الى جانبه فلما انصرف قال ما السرى يا جابر فاخبرته بحاجتي فلما فرغت قال ما هذا الاشتمال الذي رأيت قلت كان ثوب قال فان كان واسعا فالتحف به وان كان ضيقا فاتزر به **ترجمہ** سعید بن حارث نے کہا ہم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچہا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو اونہوں نے کہا میں نکلا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کسی سفر میں تو رات کو میں آپ کے پاس آیا کسی کام کے لیے میں نے دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں میرے اوپر ایک ہی کپڑا تہا میں نے اوسکو لپیٹا اور آپ کے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا رات کو کیوں آیا

لے جابر نے اپنا مطلب آپ سے بیان کیا جب کہہ چکا تو آپ نے فرمایا یہ کیا کپڑا لپیٹنا ہے اے جابر جو میں دیکھتا ہوں میں نے کہا ایک ہی کپڑا ہے آپ نے فرمایا اگر وہ کشادہ ہے تو اوس میں التحاف کر اور جو تنگ ہے تو اوسکی تہ بند کر لے ف مونڈھے پر ڈالنا ضرور نہیں خطابی نے کہا حضرت صلعم نے جابر پر انکار کیا اس وجہ سے کہ انہوں نے ایک کپڑے کو سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لیا ہوگا کہ ہاتھ باہر نہ ہونگے حافظ نے کہا یہ تو اشتمال صماء ہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابر نے اوسکے دونوں کناروں میں مخالفت کی تھی اور جھکی ہوئی تھی تاکہ ستر نہ کھلے تو حضرت صلعم نے اونکو بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا وسیع ہو لیکن اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کر لینا کافی ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ سفر غزوہ بواط میں تھا جو پہلے آپ کا غزوہ ہے اور حضرت صلعم نے جابر اور جبار بن صخر کو منزل میں پانی طیار رکھنے کے لیے بھیجا تھا یہ حدیث جمہور کے مذہب کے موافق ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جو شخص التحاف پر قادر ہو بغیر اوسکے نماز درست نہ ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ درست ہوگی لیکن گنہگار ہوگا اور کرمانی سے غفلت ہوئی انہوں نے کہا اجماع ہے اس پر کہ التحاف کا ترک جائز ہے اور انکو امام احمد کے قول کی خبر نہ ہوئی دلیل امام احمد کی ابو ہریرہ کی روایت ہے جو اوپر گذری جسمیں نہی ہے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے بغیر مونڈھے پر کچھ ڈالنے کے اور ظاہر نہی سے تحریم ہے اور ابن منذر نے محمد بن علی سے بھی عدم جواز نقل کیا ہے اور ترمذی کی کلام سے بھی اسمیں اختلاف نکلتا ہے اور طحاوی نے اس مسئلہ کے لیے ایک باب مقرر کیا شرح الآثار میں اور منع نقل کیا ابن عمر سے پھر طاؤس اور نخعی سے اور روں نے ابن وہب اور ابن جریر سے بھی اور طحاوی نے دونو طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ اصل یہی ہے کہ اشتمال کے ساتھ نماز پڑھے لیکن اگر کپڑا تنگ ہو تو اوسکی تہ بند کر لیوے اور شیخ تقی الدین سبکی نے اسکا وجوب نقل کیا ہے امام شافعی سے اور اوسی کو اختیار کیا ہے لیکن مشہور شافعیہ کی کتابوں میں اوسکے خلاف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ جابر نے اشتمال صماء کیا ہو اور حضرت صلعم نے اوسی پر انکار کیا ہو واللہ اعلم **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا ترجمہ سہل بن سعد ساعدی کی روایت ہے کچھ لوگ جناب رسول خدا صلے علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اپنے تہبندوں میں اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے بچوں کی طرح ابو داؤد کی روایت میں ہے ازاروں کی تنگی کی وجہ سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر ہو سکے تو التحاف اولے ہے ورنہ صرف تہ بند باندھنے سے) اور حضرت صلعم نے فرمایا عورتوں سے (یا بلال نے حضرت کے حکم سے) کہ مت اوٹھاؤ اپنے سروں کو یہانتک کہ مرد اوٹھکر سیدھے بیٹھ جاویں ف وجہ ممانعت کی یہ تھی کہ اگر عورتیں سجدہ سے بیٹھنے سے پہلے مردوں کے اپنا سر اوٹھا دیں تو کہیں اونکے ستر کیطرف نظر نہ پڑے احمد اور ابو داؤد کی روایت میں ہے اسماء بنت ابی بکر رضہ سے کہ عورتیں اپنا سر نہ اوٹھا دیں جب تک

پر دال لے اپنے ستر اور ٹہہا دین تاکہ مردون کی شرمگاہ پر اونکی نظر نہ پڑے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نیچے کیطرف ستر کا ڈہانکنا فرض نہین ہے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک مستحب فعل کو ترک کر سکتے ہین جب اوس مین کوئی قباحت لازم آوے کیونکہ امام کی پیروی کرنا بغیر تاخیر کے مستحب ہے لیکن اس سے ممانعت ہوئی بوجہ اس قباحت کے جو گذری انتہی امام محمد نے جو روایت جابر رضسے کی اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈال لے اپنے دونو مونڈہون پر پہر نماز پڑہ اور جب تنگ ہو تو اوس سے باندہ لے اپنی دونو کولون کو پہر نماز پڑہ بغیر چادر کے شوکانی نے کہا امام طحاوی نے جو دو طرف کی حدیثون میں جمع کیا اوسی کو ابن منذر اور ابن حزم نے اختیار کیا اور وہی حق ہے اور یہ کہنا کہ مونڈہے پر کپڑا ڈالنا واجب ہے اور دونو کنارون مین خلاف کرنا ضرور ہے اور تنگ اور کشادہ کپڑے مین فرق کرنا یہ خلاف ہے جابر کی حدیث کے اور سہل شریعت کو دشوار کرنا ہے انتہی اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ اور میمونہ سے کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی ایک کپڑے مین اور اوس مین سے کچھ کپڑا میرے اوپر بھی تھا امام احمد نے روایت کیا ابی بن کعب سے اونہون نے کہا ایک کپڑے مین نماز پڑہنا سنت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتے تھے اور ہم پر عیب نہ ہوتا تھا ابن مسعود نے کہا یہ اوسوقت تھا جب کپڑون کی کمی تھی لیکن جب اللہ تعالی نے کشادگی دی تو دو کپڑون مین نماز پڑہنا اولی ہے ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور آپ نماز پڑہ رہے تھے ایک کپڑے مین توشح کیے ہوا اور عبد الرحمان بن کیسان سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بیر علیا مین نماز پڑہتے تھے ایک کپڑے مین دوسری روایت مین ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپ ظہر اور عصر پڑہتے تھے ایک کپڑے مین اسکو اپنے سینہ پر باندہے ہوئے امام طحاوی نے نکالا نافع سے کہ ابن عمر نے اونکو کپڑا دیا اور وہ لڑکے تھے تو نافع مسجد مین گئے وہان دیکھا تو وہ توشح کیے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین ابن عمر نے کہا کیا تیرے پاس دو کپڑے نہین ہین اونہون نے کہا کیون نہین ہین ابن عمر نے کہا بہلا اگر تو گہر کے پار جاوے تو دونو کپڑے پہن کر جاویگا نافع نے کہا ہان ابن عمر نے کہا اللہ جل جلالہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اوس کے لیے زینت کیجاوے یا لوگ نافع نے کہا اللہ تعالی زیادہ لائق ہے اسکے پہر ابن عمر نے نقل کیا حضرت صلعم سے یا حضرت عمر رضسے مجہے یقین ہے کہ اونہون نے دونو مین سے ایک سے نقل کیا اور مین سمجہتا ہون کہ حضرت صلعم سے نقل کیا آپنے فرمایا کوئی تم مین سے نماز مین ایک کپڑا اسطرح نہ لپیٹے جیسے یہود لپیٹتے ہین جسکے پاس دو کپڑے ہون وہ تہبند باندہے اور چادر اوڑہے اور جسکے پاس دو کپڑے نہ ہون وہ تہبند باندہ کر نماز پڑہ لیوے اور نکالا دوسرے طریق سے ابن عمر رضسے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو اپنے دونو کپڑے پہنے کیونکہ اللہ تعالی زیادہ حق رکہتا ہے کہ اوسکے لیے زینت کیجاوے اگر دو کپڑے نہ ہون تو تہبند باندہ لیوے نماز پڑہتے وقت اور کوئی تم مین سے یہود کی

طرح اشتمال نہ کرے (یعنے سارے بدن پر ایک کپڑا نہ لپیٹے) اور نکالا تیسرے طریق سے ابن عمرؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے تو تہ بند باندھے اور چادر لپیٹے اور نکالا چوتھی طریق سے ابن عمرؓ سے اونہون نے کہا حضرت عمر رضؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو کپڑا لپیٹے ہوئی نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ نے اوس سے کہا جب او سنے سلام پھیر کوئی تم مین سے کپڑا لپیٹ کر نماز نہ پڑھے اور مت مشابہت کرو یہود سے اگر تم مین سے کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہو تو اوسکی تہ بند کر لیوے اور روایت کی ابوہریرہؓ سے وہی حدیث جسکو امام بخاری نے نکالا اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا قسم میری عمر کی مین اپنے کپڑے مجان نہین (یا الگنی ہین) چھوڑ دیتا ہون اور ایک کپڑے مین نماز پڑھتا ہون اور نکالا قیس بن طلق سے انہون نے اپنے باپ سے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے آپ سے ایک شخص نے پوچھا ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کو لیکن آپ نے کچھ نہین فرمایا جب نماز کھڑی ہوئی تو حضرت صلعم نے اپنے دو کپڑون کو ملایا پھر نماز پڑھی دونون مین اور نکالا قعقاع بن حکیم سے ہم جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ کے پاس گئے وہ ایک کپڑے مین نماز پڑھ رہے تھے اونکا کرتہ اور چادر الگنی پر تھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا آگاہ ہو قسم خدا کی مین نے ایسا کیا تمہارے لیے آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کو آپ نے فرمایا ہان پھر اور تم مین سے کسی کے پاس دو کپڑے کہان ہین

باب الصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ شام کے جبہ مین نماز پڑھنا

ف اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن کپڑون کو کافرون نے بُنا اور طیار کیا ہو اُن مین نماز پڑھنا درست ہے جب تک کہ انکی نجاست کا یقین نہ ہو جاوے اور شام کے جبہ کی قید اسلیے کی کہ حدیث مین شام کے جبہ کا ذکر ہے اور اُس زمانہ مین شام کفر کا ملک تھا اور باب المسح علے الخفین مین گذرا کہ مغیرہ کی بعض روایتون مین یہ ہے کہ یہ جبہ اونکا تھا اور روم کے کپڑون مین سے ایک کپڑے کا تھا امام بخاری کا مطلب اس حدیث سے یون نکلتا ہے کہ حضرت صلعم نے اس جبہ کو پہن لیا اور اسکی تفصیل دریافت نہین کی اور امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ ایسے کپڑون مین نماز مکروہ ہے (جنکو کافرون نے بنا ہو) مگر جب اونکو دہو ڈالے تو مکروہ نہین اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت نماز کا باقی ہو اور ایسے کپڑے مین نماز پڑھے تو نماز کا اعادہ کرے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا اور امام حسن بصری رحمہ نے کہا کہ جن کپڑون کو مجوسی (پارسی) بنین اُن مین نماز پڑھنے مین کچھ قباحت نہین

ف اس اثر کو ابونعیم بن حماد نے اپنی مشہور نسخہ مین نکالا معتمر سے انہون نے ہشام سے انہون نے حسن سے کہ کچھ قباحت نہین اوس کپڑے مین نماز پڑھنے مین جسکو مجوسی بنے دہونے سے پہلے اور ابونعیم نے کتاب الصلوۃ مین نکالا ربیع سے اونہون نے حسن سے انہون نے کہا کچھ برائی نہین یہودی یا نصرانی کی چادر مین نماز پڑھنے مین

اور بگروہ رکہا اوسکو ابن سیرین نے روایت کیا اوسے ابن ابی شیبہ نے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور اہل کوفہ نے اسکو جائز رکہا ہے وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ اور معمر بن راشد نے کہا میں نے زہری (محمد بن مسلم) کو دیکھا یمن کے وہ کپڑے پہنتے جو پیشاب میں رنگے جاتے ہیں **ف** عبد الرزاق نے مصنف میں نکالا اور مراد یہ ہے کہ دہونے کے بعد پہنتے یا پیشاب سے حلال جانور کا پیشاب مراد ہے اور وہ پاک ہے زہری کے نزدیک (فتح) وَصَلَّى عَلِيٌّ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ اور حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بن دہوئے یعنے کورے کپڑے میں نماز پڑہی **ف** یعنے نئے کپڑے میں جس پر شوربہ پڑا ہوا ابن سعد نے نکالا عطا بن محمد سے میں نے دیکہا حضرت علی کو اونہوں نے نماز پڑہی اونکے بدن میں ایک قمیص تہا کپڑے کا جو دہویا نہیں گیا تہا (فتح) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہا ایک سفر میں آپنے فرمایا اے مغیرہ ڈول لے میں نے اسکو لیا پہر آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے آپ نے حاجت ادا کی اسوقت آپ ایک شامی جبہ پہنے تہے تو آپ اپنا ہاتہ اوسکی آستین میں سے نکالنے لگے وہ تنگ ہوئی آخر آپ نے اپنا ہاتہ اوسکے تلے سے نکال لیا پہر میں نے آپ پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا پہر نماز پڑہی **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث باب المسح علے الخفین میں گذر چکی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو جہاد اور لباس میں بہی نکالا اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں انتہے **بَابُ** كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلَاةِ نماز میں ننگے ہونا منع ہے **ف** کشمیہنی اور حموی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے وَغَيْرِهَا یعنے غیر نماز میں بہی **حَدَّثَنَا** مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ

مَغْشِیًّا عَلَیْہِ فَمَا رُئِیَ بَعْدَ ذٰلِکَ عُرْیَانًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے تھے ف یہ حدیث جابرؓ نے حضرتؐ سے سنی ہوگی یا اور کسی صحابی سے جو اوس وقت حاضر ہوگا کیونکہ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عباسؓ سے سنی ہوگی تو یہ مرسل ہے صحابی کی اور روایت کیا اس حدیث کو عباسؓ سے اونکے بیٹے عبداللہ نے وہ زیادہ پوری ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوس میں یہ ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنی تہبند لی اور فرمایا مجھکو منع ہوا ننگے چلنے سے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگا ت کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوتے تھے کعبہ بنانے کے لیے (اوس وقت آپکی عمر ۳۵ سال کی تھی یا ۱۵ سال کی بعضوں نے کہا یہ واقعہ نبوت سے ۱۵ سال پہلے کا ہے) اور آپ تہبند باندھے تھے عباسؓ آپکے چچا نے آپ سے کہا اے بھتیجے میرے اگر تم اپنی تہبند کھول ڈالو (تو آسانی ہوگی پتھر ڈھونے میں یا کاش تم تہبند کھول ڈالو) اور اسکو اپنے مونڈھوں پر ڈال لو پتھر کے نیچے (تو پتھر مونڈھے میں نہ چبھیں گے) جابر نے کہا جنسے یہ حدیث بیان کی اون سے اوس نے کہا تو آپ نے تہبند کھول ڈالی اور اپنے مونڈھوں پر ڈال لی اوسی وقت آپ بیہوش ہوگرے اوسکے بعد پھر آپکو ننگا نہیں دیکھا صلے اللہ علیہ وسلم ف اسمعیلی کی روایت میں ہے پھر آپ ننگے نہیں ہوئے حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نبوت سے پہلے بھی بری اور فحش باتوں سے محفوظ تھے اور آپ بیہوش ہوگرے اس وجہ سے کہ حیا اور شرم آپ کی خلقت اور جبلت میں تھی یہاں تک کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اوترا اوسنے آپ پر تہبند کو باندھ دیا اور یہ بھی نکلا کہ لوگوں کے سامنے ننگا ہونا منع ہے اور تنہائی میں ننگے ہونیکا بیان آگے آویگا ابن اسحق نے سیرۃ میں کہا کہ حضرتؐ ایک بار بچپن میں حلیمہ کے پاس تھے ننگے ہوئے تھے تو ایک مارنیوالے نے آپکو مارا اوسکے بعد سے آپ ننگے نہیں ہوئے یہ روایت اگر ثابت ہو تو اس روایت کی خلاف ہوگی کیونکہ اوسکا مطلب ہوگا کہ بے ضرورت ننگے ہوئے اور اس روایت میں ننگا ہونا ضرورت سے ہے قسطلانی نے کہا وہ ننگا ہونا مستثنےٰ ہے جو جائز ہے جیسے بی بی یا شوہر کے سامنے اور صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے مگر ابو اسحاق اسفرائنی نے صرف اسکا خلاف کیا ہے انتہے (فتح و قسط)

باب الصَّلٰوۃِ فِی الْقَمِیْصِ وَالسَّرَاوِیْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ قمیص اور پائجامے اور جانگیا اور قبا میں نماز پڑھنا ف جانگیا تبان کا ترجمہ ہے حافظ نے کہا تبان پائجامہ کے شکل پر ہے مگر اوس میں پائنچے نہیں ہوتے اور کبھی تبان چمڑے کی ہوتی ہے قسطلانی نے کہا تبان وہ چھوٹا پائجامہ جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہے یعنے جانگیا اور حافظ کی تفسیر پر لنگوٹی اور قبا مشہور ہے جو حضرت سلیمان سے نکلی کعب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اوسکو حضرت سلیمان نے پہنا (فتح) **حَدَّثَنَا** سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ

اَیُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ اَوَ کُلُّکُمْ یَجِدُ ثَوْبَیْنِ ثُمَّ سَاَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوْا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَیْهِ ثِیَابَهٗ صَلّٰی رَجُلٌ فِیْ اِزَارٍ وَّرِدَاءٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَمِیْصٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَبَاءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَرِدَاءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَقَمِیْصٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَقَبَاءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَبَاءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَمِیْصٍ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ فِیْ تُبَّانٍ وَّرِدَاءٍ ترجمہ ابوہریرہ نے کہا ایک شخص (جسکا نام معلوم نہیں ہوا) کہڑا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور پوچہا آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑہنے کو آپنے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں (یعنے نہیں ہیں) تو ضرور ایک ہی کپڑے میں پڑہنا ہوگا پہر ایک شخص نے حضرت عمر رض سے پوچہا ف ایک کپڑے میں نماز پڑہنے کو وہ ابن مسعود ہے یا ابی بن کعب ان دونوں نے اختلاف کیا تہا اس مسئلہ میں ابی کہتے ہیں ایک کپڑے میں نماز پڑہنا مکروہ نہیں اور ابن مسعود کہتے تہے یہ حکم جب تہا جب کپڑوں کی قلت تہی آخر حضرت عمر منبر پر کہڑے ہوئے اور کہا ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعود نے بہی کمی نہیں کی نکالا اوسکو عبدالرزاق نے (فتح) ت اونہوں نے کہا جب اللہ نے تمپر کشادگی کی تو تم بہی کشادگی کرو (یعنے دو کپڑوں میں نماز پڑہو گو ایک میں بہی جائز ہے) اب چاہیے کہ آدمی اپنے اوپر اکٹہا کرے اپنے کپڑوں کو تو نماز پڑہے آدمی تہبند اور چادر میں یا تہبند اور کرتے میں یا تہبند اور قبا میں یا پائجامے اور چادر میں یا پائجامے اور قمیص میں یا پائجامے اور قبا میں یا جانگیا اور قبا میں یا جانگیا اور قمیص میں ابوہریرہ نے کہا میں گمان کرتا ہوں حضرت عمر نے یہ بہی کہا یا جانگیا اور چادر میں ف اور یقیناً ابوہریرہ نے اخیر صورت بیان نہ کی کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عمر نے اوسکا ذکر نہ کیا ہو اسلیے کہ جانگیا سے پوری عورت نہیں چہپتی ران کہلی رہتی ہے تو جب قبا یا قمیص کے ساتہ جانگیا ہو تو ستر ہو جائیگا اور چادر کے ساتہ نہیں ہونا ضرور نہیں یہ سب نو صورتیں ہیں اور اس حدیث سے نکلا کہ کپڑوں میں نماز پڑہنا واجب ہے اور ایک کپڑے پر جو لوگ میں قناعت کرتے تہے وہ کپڑوں کی قلت کیوجہ سے تہی اور یہ بہی نکلا کہ دو کپڑوں میں نماز پڑہنا افضل ہے ایک کپڑے میں نماز پڑہنے سے اور اشہب سے منقول ہے کہ اگر صرف پائجامہ میں نماز پڑہے دوسرا کپڑا ہوتے ہوئے اور وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور بعض حنفیہ کے نزدیک ایک کپڑے میں نماز مکروہ ہے حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا السَّرَاوِیْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدِ النَّعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسِ الْخُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا حَتّٰی یَکُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچہا محرم (یعنے جو احرام باندہے ہو حج

یا عمرے کا کونسا لباس پہنے آپ نے فرمایا محرم قمیص نہ پہنے نہ پائجامہ نہ باران کوٹ (یا ٹوپی لنبی) نہ وہ کپڑا جسمین زعفران یا ورس (ایک زرد گھانس ہے خوشبودار) لگی ہو پہر جسکو جوتیان نہ ملین وہ موزے پہن لیوے لیکن اونکو کاٹ ڈالے اتنا کہ ٹخنون کے نیچے ہو جاوین **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے اخیر مین گذر چکی ہے اور ہم اوسکی بحث اپنے مقام مین یعنے کتاب الحج مین بیان کرینگے اور یہان اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ قمیص اور پائجامہ کے بغیر بھی نماز درست ہے کیونکہ محرم اونکو نہین پہن سکتا اور نماز پڑہتا ہے وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے ایسا ہی مروی ہو **ف** حافظ نے کہا یہ عطف ہے زہری پر یعنے ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے روایت کیا اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے بھی روایت کیا اور یہ بات اوس سند سے جو مؤلف نے کتاب العلم مین بیان کی ظاہر ہوتی ہو وہان آدم کے طریق سے ابن ابی ذئب سے نکالا اونہون نے نافع سے پہر زہری کا طریق اوسکے بعد بیان کیا برعکس اوسکے جو یہان بیان کیا اور کرمانی نے یہ گمان کیا کہ یہ تعلیق ہے بخاری کی اور ہم کئی بار کہہ چکے کہ عقلی تجویزین علوم نقلی مین کام نہیں آتین انتہے اور عینی نے کرمانی کی طرفداری کی اور کہا کہ کرمانی نے جزم نہین کیا تعلیق کا بلکہ احتمال التعلیق کا بیان کیا اور سالم پر عطف کرنے اور زہری پر عطف کرنے مین فرق نہین ہے حالانکہ یہ عینی کا سوء فہم ہے کیونکہ زہری نافع کے معاصرین ہین اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو خود نافع سے روایت کیا ہو جیسے کتاب العلم سے معلوم ہوتا ہے پہر ابن ابی ذئب کو نزول کرنے کی کیا وجہ ہے حافظ صاحب نے انتقاض الاعتراض مین کہا جب عینی کے فہم کا یہ حال ہو تو اونکو دوسرے پر رد کرنا کیا زیب دیگا

باب مَا يَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَةِ کونسی عورت چھپانا چاہیے **ف** یعنے نماز کے باہر اور مصنف کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قبل اور دبر کا چھپانا واجب ہے انتہے (فتح) **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ **ترجمہ** ابوسعید خدری رض نے کہا منع کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے **ف** اہل لغت نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لیوے اسطرح سے کہ اوسکا کوئی کنارہ اوٹھا نہ رہے اور ہاتھ نکالنے کی جگہ نہ رہے ابن قتیبہ نے کہا صماء کہتے ہین اس پتھر کو جس مین سوراخ نہ ہو تو یہ اشتمال مشابہ ہوا اس پتھر کے فقہا نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک جانب سے اوسکو اوٹھا کر مونڈہے پر ڈالے تو اوسکی شرمگاہ کہل جاتی ہے نووی نے کہا اہل لغت کی تفسیر پر یہ فعل مکروہ ہوگا کیونکہ حاجت کی وقت ضرر ہوگا

ہاتھ نہ نکلنے سے اور فقہا کی تفسیر پر حرام ہوگا بوجہ کشف عورت کے اور مؤلف نے کتاب اللباس میں یون تفسیر کی کہ صما یہ ہے کہ
کپڑے کو اپنے ایک مونڈھے پر ڈال لے تاکہ ایک طرف کا جسم کہل جاوے حافظ نے کہا کہ یہ تفسیر فقہا کے مطابق ہی اور بظاہر مرفوع
ہے اگر موقوف بھی ہو جب بھی حجت ہی کیونکہ تفسیر ہے راوی کی جو مخالف نہین حدیث کے اور صحیح مذہب یہی ہو کہ ایسی تفسیر حجت
ہے (فتح) ف اور منع کیا اس سے کہ آدمی گوٹ مار کر بیٹھے ایک کپڑے مین اور اسکی شرمگاہ پر اوس کپڑے مین سے کچھہ نہ
ہو ف گوٹ مار کر بیٹھنا یہی کہ اپنے دونو سرین پر بیٹھے اور دونو پنڈلیان کہڑی کر دیوے اور ایک کپڑے مین جب آدمی
اسطرح بیٹھے اور شرمگاہ پر کپڑا نہ ڈالی تو اکثر شرمگاہ کہل جاتی ہے اور بے ستری ہوتی ہے اس لیے آپنے اوس سے منع فرمایا
قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے لباس اور بیوع مین بھی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **حدثنا**
قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ
وَاحِدٍ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو بیعون سی ایک تو چہونے کی
بیع سے دوسرے پہینکنے کی بیع سے ف حافظ نے کہا ان دونون کی شرح عنقریب آتی ہے تو کتاب البیوع مین مذکور ہوگی قسطلانی
نے کہا چہونے کی بیع یہ ہے کہ تہ کیے ہوئی کپڑے کو یا اندہیرے مین چہو لے اس شرط پر کہ چہو لینے کے بعد بائع کو اختیار نہ
رہیگا یا صیغہ بیع کے بدلے چہو لینا قرار دے یا یہ شرط کرے کہ جب دیکہے اوسکو مشتری تو اختیار نہ ہوگا اور صرف چہو لینا
کافی ہوگا اسیطرح پہینکنے کی شرط ہے مثلاً بائع یا مشتری یون کہے مین اپنا کپڑا تیری طرف پہینکتا ہون دس روپیہ
کے بدلی یا پہینکے یہ چیز اتنی قیمت پر تیرے ہاتھہ بیچی جب مین اپنا کپڑا تیری طرف پہینکون تو بیع لازم ہوگئی اور اختیار
جاتا رہا یہ دونو بیعین باطل ہین بوجہ عدم رویت یا عدم صیغہ یا شرط فاسد کے انتہی ف اور منع کیا آپنے
اشتمال صما سے (اسلیے کہ اوس مین ہاتھہ نکالنا دشوار ہوتا ہے اور کوئی کیڑا وغیرہ کاٹے تو اوسکو دور کرنا مشکل ہو جاتا
ہے یا عورت کہل جاتی ہے) اور منع کیا آپنے گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے مین ف اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ
اور لباس مین بھی اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط) **حدثنا** إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى
أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ
أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا

عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا مجھکو ابوبکر صدیق رضہ نے اس حج مین (یعنے جو حج ادنہون نے حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے کیا تہا) موذنون مین شامل کرکے بہیجا یوم النحر کو (دسوین ذیحجہ کو) کہ ہم پکار دین منا مین اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف کرے حمید بن عبدالرحمان نے کہا پہر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو بہیجا حضرت ابوبکر کے پیچہے اور حکم دیا انکو (یعنے حضرت علی رضہ کو) سورہ برأت پکار کر سنا دینے کا ابوہریرہ نے کہا تو ہمارے ساتہہ حضرت علی نے بہی سنا دی کی منا والون مین یوم النحر کو اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ خانہ کعبہ کا کوئی ننگا طواف کرے **ف** حافظ نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی قسطلانی نے کہا حضرت علی کو خاص کر جو سورہ برأۃ سنانیکا حکم دیا اسکی وجہ یہ تہی کہ برأۃ مین عہد کا توڑنا ہے کفار کے ساتہہ اور عرب مین دستور تہا کہ عہد وہی توڑتا جو عہد کرتا یا اوسکے گہر والون مین سے کوئی اور اسی سبب سے یہ کام آپنے حضرت ابوبکر رضہ سے نہین لیا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جاہلیت مین جو رواج تہا ننگے ہو کر طواف کرنیکا یہ اسلام مین باطل کر دیا گیا اب طواف مین ستر عورت شرط ہے اور حنفیہ کے نزدیک ننگے ہو کر طواف مکروہ ہے اور مولف نے اسحدیث کو جزیہ اور مغازی اور حج اور تفسیر مین نکالا اور مسلم اور ابوداود اور نسائی نے **بَابُ** الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ بغیر چادر کے نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ وَرِدَاؤُهُ مَوْضُوعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّي وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي كَذَا **ترجمہ** محمد بن منکدر نے کہا مین جابر بن عبداللہ کے پاس گیا وہ نماز پڑہ رہے تہے ایک کپڑے مین التحاف کئے ہوئے (التحاف کی شکل اوپر گذر چکی) اور اونکی چادر دہری ہوئی تہی جب نماز سے فارغ ہوئے ہمنے کہا اے ابوعبداللہ تم نماز پڑہتے ہو اور تمہاری چادر دہری ہوئی ہے (یعنے بغیر چادر کے) اونہون نے کہا ہان مینے چاہا کہ تمہاری طرح جو جاہل ہین وہ مجھکو دیکہین مینے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ اسی طرح (یعنے ایک کپڑے مین) نماز پڑہتے تہے **بَابُ** مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ ران کا بیان کہ وہ ستر ہے یا نہین وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس اور جرہد (اسلمی) اور محمد بن جحش سے (یعنے محمد بن عبداللہ بن جحش سے اونکے باپ صحابی تہے اور یہ حضرت صلعم کے وقت مین کم سن تہے اور ام المومنین زینب انکی پہوپہی تہین) اونہون نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ران عورت ہے **ف** حافظ نے کہا ابن عباس کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اور اسکی اسناد مین ابو یحیے قتات ضعیف ہے

اور جرہد کی حدیث کو امام مالک نے موطا میں اور ترمذی نے کہا حسن اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اور صحیح کہا اسکو اور صنف نے تاریخ میں
اوسکو ضعیف کیا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد میں اضطراب ہے اور مینے اسکی بہت سے طریقون کو تعلیق التعلیق میں بیان کیا
ہے اور محمد بن جحش کی حدیث کو امام احمد نے اور مولف نے تاریخ میں اور حاکم نے مستدرک میں سب نے اسمعیل بن جعفر سے
اونہون نے علا بن عبد الرحمان سے اونہون نے ابو کثیر سے جو مولی تھے محمد بن جحش کے انہون نے محمد بن جحش سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم معمر پر سے گذرے مین بہی آپکے ساتھ تہا اونکی دونو رانین کہلی ہوئی تہین آپ نے فرمایا اے معمر اپنی رانین چھپا
کیونکہ رانین عورت ہین اسکے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا ابو کثیر کے اوس سے ایک جماعت نے روایت کی لیکن
مینے صراحتاً کسی سے اوسکی تعدیل نہین دیکھی اور معمر عبد اللہ بن نضلہ قرشی کا بیٹا ہے ابن قانع نے بہی یہ حدیث ابو
کثیر کے طریق سے نکالی اور مجھے یہ حدیث مسلسل بالمحمد مین ملی اول سے لیکر اخیر تک مینے اوسکو اربعین متباینہ مین
لکھا ہے انتہے ما فی الفتح وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهٖ وَحَدِيْثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَ
حَدِيْثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتّٰى يُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ اور انس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ران کہولی (اسکو مولف نے وصل کیا اسی باب مین) اور انس کی حدیث اسناد کی لحاظ سے زیادہ صحیح ہے اور جرہد کی حدیث
مین زیادہ احتیاط ہے (گو سند کے لحاظ سے وہ انس کی حدیث سے کمزور ہے لیکن احتیاط اوس مین زیادہ ہے کیونکہ
اگر ران ستر نہ ہو تب بہی اوسکے چھپانے مین عیب نہین لیکن اگر ستر ہو تو اوسکا کہولنا گناہ ہوگا) تاکہ آدمی علماء کے خلاف
سے نکل جاوے ف نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہین کہ ران عورت ہے اور امام احمد اور امام مالک سے یہ قول
ہے کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے (یعنے ذکر اور خصیے اور مقعد) اور اہل ظاہر اور ابن جریر اور اصطخری کا بہی یہی قول ہے
مین کہتا ہون ابن جریر نے تو تہذیب مین دکیا ہے اسکا جو ران کو عورت نہین کہتا (فتح) قسطلانی نے کہا
تابعین اور ابو حنیفہ اور مالک کا صحیح قول اور شافعی اور احمد سے صحیح روایت اور ابو یوسف اور محمد سے یہ ہی کہ ران عورت
اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور احمد سے ایک روایت اور اصطخری اور ابن حزم کا یہ قول ہے کہ ران عورت نہین
ابن حزم نے محلی مین کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تہی ران نکہولتا نہ انس
نہ اور کوئی اوسکو دیکھتے انتہے شوکانی نے کہا عترت کا قول بہی یہ ہے کہ ران عورت ہے اور یہی حق ہے مین کہتا
ہون امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ران عورت نہین ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ عترت کے خلاف وہ اسبات کے کیون قائل ہوے
اس باب مین جو حدیثین وارد ہین ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بزار نے روایت کی حضرت علی
سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کہول ران اپنی اور مت دیکھ کسی زندہ اور مردے کی ران کو جا

نے کہا اسکی اسناد مین دو علتین ہین ایک تو ابن جریج نے حبیب سے نہین سنا دوسرے حبیب کا سماع عاصم سے ثابت نہین اور دونون مین جسکا واسطہ ہے وہ ثقہ نہین ابوداؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا حکم کرو تم اپنی اولاد کو سات برس کی سن مین نماز پڑہنے کا اور جب کوئی تم مین سے اپنے خادم یعنے غلام یا نوکر کا نکاح کر دیوے تو ناف کے تلے اور گہٹنے کے اوپر نہ دیکہے اسکی اسناد مین سوار بن داؤد ہے وہ ثقہ ہے دارقطنی نے ابوایوب سے حضرتؐ فرماتے تہے دونو گہٹنون کے اوپر عورت مین داخل ہے اور ناف کے نیچے بہی عورت مین داخل ہے اسکی اسناد مین سعید اور عباد دونون متروک ہین امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہے ہوئے تہے اپنی ران کہولے ہوئی اتنے مین ابوبکر نے اجازت مانگی آپنے اجازت دی انکو اسی حال مین آنے کی پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ نے اونکو بہی اجازت دی پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپنے اپنے کپڑے پہن لیے جب لوگ چلے گئے تو مین نے کہا یا رسول اللہ ابوبکر اور عمر نے اجازت مانگی تو آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین جسحال مین آپ بیٹہے تہے جب حضرت عثمان نے اجازت مانگی تو آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال لیے آپنے فرمایا اے عائشہ کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے قسم خدا کی جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام احمد نے ام المومنین حفصہ سے روایت کیا ایسا ہی اوس مین یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے تو اپنا کپڑا دونو رانون کے بیچ مین کر لیا جب عثمان نے اجازت مانگی تو آپنے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر ڈال لیا شوکانی نے کہا امام بخاری نے اسکو تعلیقا نکالا ابوموسے سے (وہ روایت آگے آویگی) اور نکالا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرتؐ اپنے گہر مین لیٹے ہوئے تہے اور اپنی رانین یا پنڈلیان کہولے ہوئے تہے تو ابوبکرؓ نے اجازت مانگی آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین پہر باتین کین پہر حضرت عمر رضؓ نے اجازت مانگی آپنے اون کو اجازت دی اوسی حال مین پہر باتین کین پہر عثمان رضؓ نے اجازت مانگی تو حضرتؐ بیٹہ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے وہ اندر آئے اونہون نے باتین کین جب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا ابوبکر آئے آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عمر آئے آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عثمان آئے تو آپ بیٹہ گئے اور آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر درست کر لیے یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام طحاوی اور بیہقی نے نکالا حفصہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنا کپڑا اپنی دونو رانون کے بیچ مین رکہا تو ابوبکر آئے اونہون نے اجازت مانگی آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین پہر عمر آئے اونکو بہی اجازت دی اوسی حال مین پہر کئی شخص آپکے اصحاب مین سے آئے اور حضرتؐ اپنے حال پر بیٹہے رہے پہر عثمان آئے اور اجازت چاہی آپ نے اونکو اجازت دی پہر حضرتؐ نے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر پہیلانا شروع کیا پہر سب نے باتین کین اور چلے گئے مینے کہا یا رسول اللہ

ابوبکر اور عمر اور علی آئے اور کئی شخص آپکے اصحاب مین ہو اور آپ اُسی حال مین بیٹھے رہے جب عثمان آئے تو آپنے اپنا کپڑا ڈہانپ لیا آپنے فرمایا کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہین دوسری روایت مین طحاوی کی حضرت عائشہ سے یون ہو کہ ابوبکر صدیق رضنے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ ام المومنین کی چادر باندہے ہوئی تہے آپنے اونکو اجازت دی اونہون نے اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ اوسی حال مین تہے اونہون نے بہی اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپ سیدہے ہوکر بیٹہ گئے اور آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم اپنے کپڑے سمیٹ لو اپنے اوپر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے آپ سے عرض کیا آپکو کیا ہوا آپ ابوبکر اور عمر کے آنے سے نہین گہبرائے جیسے حضرت عثمان کے آنے سے گہبرائے آپنے فرمایا عثمان ایک شخص ہے شرم والا اگر مین اوسکو اجازت دیتا اوسی حال مین تو مجہے ڈر تہا کہین وہ اپنا کام پورا نہ کرسکین اور شرم کی وجہ سے لوٹ جادین اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ران عورت ہے اور ابن عباس سے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نکلے تو ایک شخص کی ران دیکہی فرمایا مرد کی ران اسکی عورت مین داخل ہے اور نکالا محمد بن جحش اور جرہد کیحدیثون کو جو اوپر گذرین کئی طریقون سے ایک طریق یہ ہے جرہد سے کہ حضرت صنے فرمایا مرد کی ران اسکی عورت مین ہے دوسرے مین یہ ہے کہ جرہد صفہ والون مین سے تہا اوسنے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹہے اور میری ران کہلی ہوئی تہی آپنے فرمایا کپڑا اڈہانپ لے اپنے اوپر تو نہین جانتا ران عورت ہے تیسرے مین یہ ہے کہ حضرت صمجہہ پر سے گذرے اور میرے اوپر ایک چادر تہی اور میری ران کہل گئی تہی آپ نے فرمایا اپنی ران ڈہانپ لے ران عورت ہے امام طحاوی نے کہا ان حدیثون مین ران کا عورت ہونا مذکور ہے اور انکے خلاف مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ران عورت ہے اور اوسکے کہل جانے سے نماز باطل ہوجاویگی اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصرًا شوکانی نے کہا ران کا عورت ہونا یہی حق ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث مین صرف ایک فعل کا ذکر ہے اور جرہد کی حدیث قوی ہے اور قولی مقدم ہے فعلی پر علاوہ اسکے مسلم کی روایت مین شک ہے حضرت عائشہ کیحدیث مین کہ آپ کی ران کہلی تہی یا پنڈلی اور پنڈلی تو بالاتفاق عورت نہین ہے اور شاید یہ امر خاص ہو حضرت صسے اب رہی انس کیحدیث وہ بہی فعلی ہے علاوہ اسکے جائز ہے کہ حضرت انس کا گہٹنا آپ کی ران کے ساتہہ جیسے کپڑا وغیرہ اور یہ غلط ہوتا ہے اس روایت سے جس مین یہ ہو کہ مینے آپ کی ران کی احتمال ہے کہ آپ کی بغیر ارادہ کے ران کہل گئی ہو سواری پر چلنے کی وجہ سے واللہ علم وَقَالَ أَبُو مُوسَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِينَ دَخَلَ عُثْمَانُ اور ابوموسی اشعری رضنے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنے دونو گھٹنے ڈھانپ لیے جب حضرت عثمان آئے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے اوس حدیث کا جسکو مؤلف نے مناقب میں نکالا اور داؤدی نے خود غلطی کی جو اس روایت کو وہم کہا اور یہ قصہ اور ہے اور حضرت عائشہ نے جو قصہ بیان کیا وہ اور ہے ایک میں گھٹنے کھلنے کا ذکر ہے اور دوسرے میں ران کھلنے کا (فتح مختصرا) جاننا چاہیے کہ گھٹنوں کے باب میں اختلاف ہے علماء کا اکثر کا قول یہی ہے کہ گھٹنا ستر نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر نہیں ہے اور دلیل جمہور علماء کی یہی حدیث ہے ابو موسی کی کیونکہ اگر گھٹنا ستر ہوتا تو آپ اوروں کے سامنے اونکو کھلا کیوں رہنے دیتے شوکانی نے کہا منتقی الاخبار میں دلیل لی اسپر کہ گھٹنا اور ناف دونو ستر نہیں ہیں کئی حدیثوں سے اور شافعی نے یہ کہا کہ گھٹنا ستر نہیں ہے اور ہادی اور موید باللہ اور ابو حنیفہ اور عطا کا اور شافعی کا ایک قول یہی ہے کہ وہ ستر ہے اور شافعی نے یہ کہا کہ ناف ستر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ناف ستر نہیں ہے جو لوگ گھٹنے کو ستر کہتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابوداؤد اور دارقطنی نے اور امام احمد نے دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ ناف کے نیچے گھٹنے تک عورت میں ہے اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ ناف کے نیچے سے دونو گھٹنوں تک عورت میں ہے زیلعی نے کہا اسکی اسناد میں سوار بن داؤد ہے عقیلی نے اس حدیث کو ضعفا میں نکالا اور سوار بن داؤد کو ضعیف کیا صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا اور احمد نے کہا وہ شیخ ہے بصری اوس میں کچھ برائی نہیں اور اسکا ایک اور طریق ہے ابن عدی کے پاس کامل میں اسکی اسناد میں خلیل بن مرہ اور لیث بن ابی سلیم دونو ضعیف ہیں ابن عدی نے کہا خلیل بن مرہ کی حدیث لکھی جاویگی وہ منکر الحدیث نہیں ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے اونہوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے کہا تم ہم سے وہ حدیث بیان کرو جسکو تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور دوسرے کی حدیث ہم سے مت بیان کرو گو وہ ثقہ ہو اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ناف سے لیکر گھٹنے تک عورت ہے سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے ذہبی نے مختصر میں کہا میں اس حدیث کو موضوع سمجھتا ہوں کیونکہ اسکے اسناد میں اسحاق بن واصل متروک ہے اور اثرم بن حوشب کی طرف کذب کی نسبت ہوئی ہے اور دارقطنی نے سنن میں نکالا ابو ایوب سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دونو گھٹنوں کے اوپر عورت ہے اور ناف کے نیچے عورت ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عباد بن کثیر متروک ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے نکالا اپنے مسند میں ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت نے مرد کی عورت ناف اور گھٹنے کے بیچ میں ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں داؤد بن المحبر اور عباد بن کثیر اور ابو عبداللہ شامی تینوں ضعیف ہیں اور دارقطنی نے سنن میں نکالا حضرت علی رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنا عورت میں داخل ہے ذہبی نے کہا اوسکی اسناد میں نضر بن منصور ضعیف ہے ابن حبان نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور عقبہ بن علقمہ اوسکو ضعیف

کیا دارقطنی اور ابو حاتم نے آتام مین ہے ابو حاتم نے کہا عقبہ ضعیف الحدیث ہے اور نضر بن منصور مجہول ہے اور امام بیہقی نے
نکالا خلافیات مین ابن جریج سے مرسلاً کہ حضرت صلعم نے فرمایا ناف عورت مین ہے بیہقی نے کہا یہ معضل ہے اور مرسل اور صاحب
ہدایہ نے جو نقل کیا ایک روایت مین یون ہے ناف کے نیچے یہانتک کہ تجاوز کرے گھٹنون سے اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت
نے فرمایا گھٹنا عورت ہے تو یہ دونون حدیثین نہین ملین جو لوگ ناف کو ستر نہین کہتے اسیطرح گھٹنے کو اونکی دلیلین یہ ہین
کہ انس اور عائشہ کی حدیثین اوپر گذرین اونسے یہ نکلتا ہے کہ ران ستر نہین ہے اور جب ران ستر نہ ہوئی تو گھٹنا بھی ستر نہوگا اور
عمرو بن شعیب کی حدیث مین ہے جسکو نکالا ابو داؤد اور دارقطنی نے کہ نظر نہ کرے ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر تو معلوم ہوا کہ ناف
اور گھٹنا ستر نہین ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور روایت کیا امام احمد نے عمیر بن اسحاق سے مین امام حسن بن علی
علیہ السلام کے ساتھ تھا اتنے مین ابو ہریرہ ہمکو ملے انہون نے امام حسن سے کہا مجھکو دکھلایئے مین بوسہ لون اپکا اوسجگہ جہان
حضرت صلعم اپکا بوسہ لیتے تھے تو انہون نے اپنا قمیص اوٹھایا ابو ہریرہ نے اونکی ناف چومی شوکانی نے کہا اوسکی اسناد
مین عمیر بن اسحق ہاشمی ہے اوسمین گفتگو ہے اور نکالا اوسکو حاکم نے دوسرے طریق سے اور صحیح کہا اوسکو اور اس روایت سے
حجت پوری نہین ہوتی کیونکہ ابو ہریرہ کا فعل حجت نہین اور حضرت صلعم اوسوقت بوسہ لیتے تھے جب امام حسن نابالغ تھے بلکہ چھوٹے
تھے اور بچے اور بڑے مین فرق کرنا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ مرد کی ذکر بھی عورت ہو کیسلیے کہ روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے
ابو لیلے انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی نلی (ذکر) کو بیہقی نے کہا اسکا
اسناد قوی نہین ہے اور طبرانی نے نکالا ابن عباس سے کہ مین نے دیکھا حضرت صلعم کو آپنے امام حسین علیہ السلام کی دونو
رانون کو چیرا اور انکی نلی کو بوسہ دیا اسکی اسناد مین قابوس بن ابی ظبیان ہے اسکو ضعیف کیا نسائی نے مہدی نے کہا بحر
مین اجماع ہے اسپر کہ مرد کی ناف عورت نہین ہے پھر کہا کہ اس دعوے مین اعتراض ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے
عبد اللہ بن عمر سے کہ ہمنے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی تو جو لوٹنے والے تھے وہ لوٹ گئے اور جو
رہنے والے تھے وہ رہگئے اتنے مین آپ تشریف لائے دوڑتے ہوئے آپکا دم چڑھ گیا تھا اور آپنے اپنے گھٹنے کھول دیئے تھے
فرمایا آپنے خوش ہو جاؤ یہ تمہارا مالک ہے اوسنے آسمان کے دروازون مین سے ایک دروازہ کھولا ہے اور فخر کرتا ہے تم
لوگون سے فرشتون پر اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندون کو انہون نے ایک فرض پڑھا اور وہ انتظار کر رہے ہین دوسرے
فرض کا شوکانی نے کہا اسکے راوی سب صحیح کے راوی ہین اور روایت کیا امام احمد اور بخاری نے ابو الدرداء سے
کہ مین حضرت صلعم کے پاس بیٹھا تھا اتنے مین ابو بکر آئے اپنے کپڑے کا کنارہ تھامے ہوئے یہانتک کہ انہون نے اپنے دونون
گھٹنون کو کھولدیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صاحب نے حسد کیا ابن تیمیہ نے کہا اس حدیث سے یو

دلیل لیتے ہین کہ اگر گہٹنے ستر ہوتے تو آپ ابوبکرؓ کو منع کرتے اونکے کہولنے سے شوکانی نے کہا اصل یہ ہے کہ ناف اور گہٹنا ستر
نہو اب اونکے ستر ہونیکے لیے کوئی دلیل چاہیے جیسے انکا ستر ہونا دلیل سے ثابت ہوا انتہے حق یہ ہے کہ ناف اور گہٹنا
دونو ستر نہین ہین مرد کے لیے وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ
فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ اور زید بن ثابتؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے وحی اوتاری اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر اور اپکی ران میری ران پر تہی وہ بہاری ہوگئی مجہپر یہانتک کہ مین ڈرا میری ران ٹوٹ جانے سے ف یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث
کا جسکو مولف نے نکالا التفسیر سورہ نسا مین اور اسمعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ ران ستر
نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ بیچ مین کپڑا حائل ہو اور اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ حدیث مین یہ بہی نہین ہے کہ کپڑا بیچ مین حائل
تہا اور اصل یہی ہے کہ حائل نہو پس حضرتؐ کی ران زید کی ران سے چہوئی اور ثابت ہوا کہ ران ستر نہین ہے کیونکہ اگر ستر ہوتی تو
اوسکا چہونا جائز نہوتا جیسے نظر کرنا ستر کیطرف قسطلانی نے کہا عورت کے ستر مین اختلاف ہے تو شافعیہ کے نزدیک لونڈی
اور آزاد عورت کا محرم کے سامنے ناف سے لیکر گہٹنے تک ستر ہے تو جائز ہوا لونڈی کے سر اور چہاتی اور پیٹ اور پیٹھ اور پانوون کی
طرف دیکہنا اسیطرح اپنی محرم عورت کے اعضا دیکہنا جیسے ماں بہن وغیرہ اب یہی وہ عورت جو آزاد ہے اور غیر ہے یعنے محرم نہین
ہے اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ اور دونو ہتہیلیون کے یعنے دونو پہونچون کے اور ابن عباسؓ نے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہی معنے
کیے ہین اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اوسکے دونو پانوون بہی ستر نہین ہین (یعنے ٹخنون تک) کیونکہ اونکے کہولنے
کی حاجت ہوتی ہے چلنے مین جب اوسکے پاس موزے نہون اور خنثے کا حکم عورت کا سا ہے انتہے مختصرا شوکانی نے کہا لیکن
نماز مین تو عورت کو اپنا سر چہپانا واجب ہے لونڈی ہو یا آزاد کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا اللہ کسی جوان عورت کی نماز قبول نہین
کرتا بغیر اوڑہنی کے اور یہ حدیث اوپر گذری زیلعی نے کہا اوسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر
اور ابن حبان اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے علت نکالی اس مین کہ بعضون نے اسکو مرسلا روایت کیا بعضون نے موقوفا اور
مرسل ہونا اسکا زیادہ صحیح ہے) اور اس حدیث سے دلیل لی اون نے جسنے آزاد اور لونڈی کا ستر برابر رکہا ہے اور اہل ظاہر کا یہی
قول ہے اور عترت اور شافعی اور ابو حنیفہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ دونون مین فرق ہے تو لونڈی کا ستر ناف سے گہٹنے تک ہے مثل
مرد کے اور حجت انکی عمرو بن شعیب کی حدیث ہے جو اوپر گذری اور امام مالک نے کہا کہ لونڈی کا ستر مثل آزاد کے ہے البتہ بال اوسکے
ستر نہین ہین اور شاید انہون نے اہل حجاز کے رواج پر یہ حکم دیا کیونکہ حجاز مین لونڈیان اکثر اپنے سر کہولی رہتی ہین یہ ابن عبدالبر
نے نقل کیا استذکار مین عراقی نے شرح ترمذی مین کہا کہ مشہور قول امام مالک کا یہ ہے کہ لونڈی کا ستر مثل مرد کے ہے اب
اختلاف ہے آزاد عورت کے ستر مین تو بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ اور دونو پہونچون کے اور یہی قول ہے

ہادی اور قاسم کا ایک روایت مین اور شافعی کا ایک روایت مین اور ابو حنیفہ کا ایک روایت مین اور مالک کا اور بعضون نے کہا اسفل
دونو پاؤن اور پائے زیب کا مقام بھی ستر نہین ہین اور یہی ایک قول ہے قاسم کا اور ابو حنیفہ سے ایک روایت ایسی ہی ہے اور
ثوری اور ابو العباس کا اور بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ کے اور یہی مذہب ہے احمد بن حنبل اور داؤد کا اور
بعضون نے کہا کہ منہہ بھی ستر ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور ایک روایت ہو احمد سے انتہے مختصراً حاصل یہ ہو کہ جمہور علما کا
یہی مذہب ہے کہ عورت کا منہہ اور دونو ہاتھ پہنچے اور دونو پاؤن ستر نہین ہین کیونکہ ان اعضا کے کہولنے کی ضرورت ہوتی ہے پھر
اگر یہ بھی ستر ہوتے تو عورت کو باہر نکلنا کام کاج کرنا بازار سے سودا سلف لانا دشوار ہو جاتا اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہیں
وہ یہ ہین ترمذی نے نکالا عبد اللہ بن مسعود سے حضرت صنے فرمایا عورت عورت ہے (یعنے سب ستر ہے) پھر جب نکلتی ہے تو
شیطان اوسپر غلبہ کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے دو طریقون سے ایک مین
اتنا زیادہ ہے کہ عورت اللہ کیطرف اتنی نزدیک کہین نہین ہوتی جتنی اپنے گہر کے تہ خانہ مین ہوتی ہے اور بزار نے بھی اسکو نکالا
دو طریقون سے زیلعی نے کہا ہدایہ مین جو اس حدیث مین یہ لفظ بیان کیا ہے اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ تو اس لفظ کو مینے نہین پایا
اور ابوداؤد نے نکالا سنن مین حضرت عائشہ سے کہ اسما بنت ابی بکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئین وہ باریک کپڑے
پہنے ہوئے تہین آپنے اونکیطرف سے مونہہ پہیر لیا اور فرمایا اے اسما عورت جب حائض ہو جاوے (یعنے بالغ جوان) تو اوسکے
بدن سے کچھہ دکہنا چاہیے مگر یہ اور یہ اور اشارہ کیا آپنے مونہہ اور دونو پہونچون کیطرف ابوداؤد نے کہا یہ حدیث مرسل ہے
خالد بن دریک نے حضرت عائشہ کو نہین پایا ابن القطان نے کہا اسکے علاوہ خالد مجہول الحال ہے منذری نے کہا
اوسکی اسناد مین سعید بن بشیر ہے اوسمین کئی لوگون نے کلام کیا ہے ابن عدی نے کامل مین کہا اس حدیث کو قتادہ سے
سعید بن بشیر کے سوا اور کسی نے روایت نہین کیا اور کبہی اوسنے خالد بن دریک عن ام سلمۃ کہا اور کبہی خالد بن دریک
عن عائشۃ ابوداؤد نے مراسیل مین روایت کیا قتادہ سے کہ حضرت صنے فرمایا لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اوسکا کوئی عضو
نہ دکہنا چاہیے سوا اوسکے منہہ کے اور دونون ہاتہون کے پہونچے تک اور امام بیہقی نے نکالا عقبہ اصم سے اونہون نے عطا بن
ابی رباح سے انہون نے عائشہ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کہ الا ما ظہر منہا سے
مراد منہہ اور دونو ہتہیلیان ہین شیخ نے امام مین کہا کہ عقبہ اصم مین لوگون نے گفتگو کی ہے اور ابوداؤد نے نکالا ام سلمہ
سے اونہون نے پوچھا حضرت صسے کہ عورت نماز پڑہے کرتہ اور اوڑہنی مین بغیر ازار کے آپنے فرمایا ہان جب کرتہ
اتنا لنبا ہو کہ اوسکے دونو پاؤن کی پشت کو ڈہانپ لیوے حاکم نے اسکو نکالا مستدرک مین اور کہا یہ بخاری کی شرط پر ہے (اور
اس حدیث کا ذکر اوپر گذرا) زیلعی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اون لوگون کی جو عورت کے پاؤن کو ستر کہتے ہین) ہدایہ پر یہ

کہ حضرت عمر رضنے فرمایا (ایک لونڈی ہے) اور مدار اور اوڑہنی اپنے سر سے نکال کیا تو آزاد عورتوں کیطرح بنتی ہے زیلعی نے کہا یہ غریب ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں انس سے نکالا کہ حضرت عمر رضنے انس کے گہر والون کی ایک لونڈی کو ماراجسکو انہون نے گہونگٹ نکالے دیکہا اور فرمایا کہول دے اپنا سر اور مت مشابہت کر آزاد عورتوں سے اور عطاء سے کہ حضرت عمر رضہ منع کرتے تہے لونڈیون کو چادر اور اوڑہنے سے آزاد عورتوں کیطرح ابن جریج نے کہا ابن عمر رضنے عقیلہ ابو موسے اشعری کی لونڈی کو مارا چادر اوڑہنے پر اور صفیہ بنت ابی عبید سے کہ ایک عورت نکلی اوڑہنی اوڑہے ہوئی حضرت عمر نے پوچہا یہ کون عورت ہے لوگون نے کہا لونڈی ہے فلانے کی جو اونکے گہر والون میں سے تہا یہ سنکر حضرت عمر نے ام المومنین حفصہ کے پاس کسیکو بہیجا اور کہلا یا تمکو کیا ہوا جو تم نے اس لونڈی کو اوڑہنی اوڑہائی اور چادر پہنائی یہانتک کہ مینے قصد کیا اوسکو سزا دینے کا مینے گمان کیا کہ وہ آزاد عورت ہے مت مشابہت کر و لونڈیون کی آزاد عورتوں سے اور نکالا اس اثر کو امام بیہقی نے اور کہا کہ اس باب میں حضرت عمر سے صحیح اثر وارد ہین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا انس بن مالک سے کہ حضرت عمر پاس ایک لونڈی آئی جسکو وہ جانتے تہے کہ کسی مہاجر یا انصار کی ہے اور وہ چادر اوڑہے ہوئی تہی گہونگٹ نکالے ہوئے حضرت عمر نے اوس سے پوچہا کیا وہ آزاد ہو گئی ہے وہ بولی نہین انہون نے کہا تو پہر چادر کیون اوڑہی اوتار چادر کو اپنے سر سے اور چادر تو مسلمان آزاد عورتوں کے لیے ہے اوسنے دیر کی چادر اوتارنے مین حضرت عمر درہ لیکر اوسکی طرف اٹہے اور اوسکے سر مارا یہانتک کہ اوسنے چادر اوتار ڈالی امام محمد نے کتاب الآثار مین روایت کیا ابو حنیفہ سے انہون حماد بن ابی سلیمان سے انہون نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت عمر رض لونڈیون کو مارتے تہے گہونگٹ نکالنے پر اور فرماتے تہے مت مشابہت کرین آزاد عورتوں سے انتہے بلفظہ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَهَا ثَلٰثًا وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ

صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
تَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ
جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ
عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ وَ
أَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ

انس رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا خیبر کا تو ہم نے نماز پڑھی صبح کی اندھیرے مین خیبر کے قریب پھر آپ سوار ہوئے ایک گدھے پر جسکی نکیل رسی کی تھی اور آپ کے نیچے ایک زین تھا خرمے کی چھال دسمین بھری تھی (بیہقی اور ترمذی کی روایت مین ہے) اور ابو طلحہ (زید بن سہل) سوار ہوئے انس نے کہا مین ابو طلحہ کے ساتھ سوار تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو دوڑایا خیبر کی گلی مین اور میرا گھٹنا آپ کی ران سے چھو جاتا تھا پھر آپ نے اپنے تہبند ران سے ہٹالی (تاکہ جانور کو دوڑانے مین دقت نہ ہو) یہانتک کہ مین آپکی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا جب آپ بستی کے اندر پہنچے تو فرمایا اللہ اکبر خراب ہوا خیبر (یہ خبر دی آپنے آیندہ کی یا فال کے طور پر فرمایا کیونکہ یہود اُس وقت کدالین اور ٹوکریاں لیکر نکلے تھے جو مکان کے گرانیکے سامان ہین) ہم جب اُترتے کسی قوم کے آنگن مین تو بری ہے صبح اُن لوگون کی جو ڈرائے گئے تین بار یہ فرمایا انس نے کہا یہود اسوقت اپنے کامون کی جگہون مین نکل چکے تھے (یا اپنے کام کاج کے واسطے باہر نکلے تھے اونکو لشکر آنے کی خبر نہ تھی) انہون نے کہا یہ محمدؐ آن پہونچے عبد العزیز (بن صہیب) نے کہا (جو راوی ہین اس حدیث کے انس سے) اور ہمارے بعض ساتھیون نے (ابن سیرین نے یا ثابت بنانی نے) کہا اور لشکر مطلب یہ ہے کہ عبد العزیز کو حدیث مین یہی لفظ یاد ہے کہ یہود نے کہا محمدؐ آن پہنچے اور ثابت اور ابن سیرین کی روایت مین یون ہی کہ یہود نے کہا لشکر سمیت آن پہونچے ثابت کی روایت کو مؤلف نے نکالا اور ابن سیرین کی روایت کو مسلم نے اور لشکر خمیس کی تفسیر ہے یہ تفسیر عبد العزیز نے کی یا اور کسی راوی نے خمیس لشکر کو اسلیے کہتے ہین کہ اُس مین پانچ حصے ہوتے ہین مقدمہ اور ساقہ اور قلب اور میمنہ اور میسرہ ت انس نے کہا تو ہم نے خیبر کو زور سے فتح کیا پھر قیدی اکٹھے کیے گئے اتنے مین دحیہ (کلبی) آیا اور اُس نے عرض کیا اے نبی اللہ کے مجھے ایک لونڈی دیجیے قیدیون مین سے آپ نے فرمایا جا ایک لونڈی سے لے (یہ اجازت آپنے شاید تقسیم کے بعد دی اپنے حصے مین سے یا بطور انعام کے جو امام کو دینا درست ہی) اونے صفیہ بنت حیی (بن اخطب) کو لے لیا (یہ حضرت ہارون کی اولاد مین تھین یہود مین بڑی

شریف اور نجیب تہین پہر ازواج مطہرات مین داخل ہوئین وفات پائی انہون نے سنہ ۵۰ یا ۵۲ھ ہجری مین) پہر ایک
شخص آیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے صفیہ دحیہ کو دیدی جو سردار ہے قریظہ اور
نضیر کی (یہ دونو قبیلون کے نام ہین یہود کے) وہ تو آپ ہی کے لائق ہے آپ نے فرمایا دحیہ کو بلاؤ صفیہ سمیت وہ آیا
صفیہ کو لیکر آپنے جب صفیہ کو دیکھا تو (دحیہ سے) فرمایا تو اور کوئی لونڈی لے لے قیدیون مین سے **ف** حافظ نے کہا
اس شخص کا نام مجھکو معلوم نہین ہوا اور شافعی نے ام مین واقدی کی سیرۃ سے نقل کیا ہے کہ آپنے دحیہ کو کنانہ بن ربیع کی
بہن دی اور کنانہ خاوند تہا صفیہ کا وہ مارا گیا خیبر مین تو حضرت نے اوسکا یعنے دحیہ کا دل خوش کر دیا کنانہ کی بہن
دیکر اور صفیہ کا پہیر لینا اسوجہ سے تہا کہ آپنے دحیہ کو ایک عام لونڈی لینے کی اجازت دی تہی نہ یہ کہ سب سے افضل اور
عمدہ لونڈی لینے کی ورنہ اور لوگونپر اسکی ترجیح بلا وجہ ہوتی مسلم کی روایت مین ہے کہ آپنے دحیہ سے صفیہ کو مول
لے لیا سات بردے دیکر اور پہیر لینے مین ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ صفیہ اپنی قوم کی رئیس تہین وہ دحیہ کے پاس اگر رہتین
تو راضی نہ ہوتین اور فتنہ اور فساد ہوتا اور ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ اور صحابہ دحیہ کے پاس ایسی عمدہ عورت کا ہونا ناپسند کرتے
اور سب کو اسوجہ سے رنج ہوتا پس ان خرابیون کو دور کرنیکے لیے اس سے بہتر کوئی شکل نہ تہی کہ صفیہ کو دحیہ سے واپس لیوین
(قسطلانی وفتح) بعضون نے کہا صفیہ کا پہیرنا بحکم الٰہی تہا اور مالک کے منظور تہا کہ رئیس کی بیٹی مسلمانون کے رئیس کے پاس رہے
اور حضرتؐ کی زوجیت کا شرف اسکو حاصل ہو **ت** انس نے کہا پہر آپنے صفیہ کو آزاد کیا اور اوسنے نکاح کر لیا ثابت
نے انس سے کہا اے ابا حمزہ اونکا مہر آپنے کیا مقرر کیا انس رضنے کہا خود اون کی ذات کو آپنے اونکو آزاد کیا اور اوسنے نکاح
کر لیا (اور آزادی کو مہر مقرر کیا یہ جائز ہے امام احمد اور حسن اور ابن مسیب اور محققین اہلحدیث کے نزدیک اور تفصیل اسکی
خدا چاہے تو کتاب النکاح مین آویگی) جب آپ (خیبر سے لوٹ کر) راہ مین تہے (سد الروحا مین مدینہ سے چالیس میل
پر) اونکو (یعنے صفیہ کو) بناؤ اور سنگار کیا ام سلیم رض (انس کی ماں نے) اور رات کو آپ کے پاس بہیجدیا صبح کو آپ
نوشہ تہے آپنے فرمایا جسکے پاس جو ہو (کہانے کی قسم سے) وہ لا دے اور ایک دسترخوان آپنے بچہایا تو کوئی کہجور لانے
لگا کوئی گہی عبد العزیز نے کہا مین سمجھتا ہون انس نے یہ بہی کہا کوئی ستو لانے لگا انس نے کہا پہر سب ملایا اور حیس بنایا
(حیس وہ کہانا ہے جو گہی اور کہجور اور پنیر یا ستو یا آٹے سے بنتا ہے) تو یہی ولیمہ تہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
(صفیہ کے نکاح مین) **ف** حافظ نے کہا باقی فوائد اس حدیث کی ہم کتاب النکاح اور کتاب المغازی مین بیان کرینگے
قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ولیمہ کی دعوت دخول کی صبح کو کرنا مسنون ہے اور یہ ضرور نہین کہ دعوت مین
گوشت بہی ہو اور اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا **باب** فی کم تصلی المرأۃ من الثیاب عورت کو

نماز میں کتنے کپڑے ضرور ہیں **ف** ابن منذر نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ عورت کو نماز کے لیے کم سے کم دو کپڑے ضرور ہیں کرتہ اور اوڑھنی پھر کہا کہ غرض یہ ہے کہ اوسکا بدن اور سر ڈہنپے تو اگر ایک ہی کپڑا بڑا ہو اوس سے سارا بدن ڈہانپ کر سر بھی ڈہانپ لیوے تو نماز جائز ہے اور عطاء سے جو روایت ہے کہ عورت قمیص اور اوڑھنی اور ازار میں نماز پڑھے اور ابن سیرین سے ایسا ہی اور چادر زیادہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مراد اونکی یہ ہے کہ مستحب ہے اتنے کپڑوں میں نماز پڑھنا نہ وجوب (فتح) وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ اور عکرمہ نے کہا جو مولے تھے ابن عباس کے اگر عورت نے اپنا بدن چھپا لیا ایک ہی کپڑے سے تو جائز ہے **ف** یعنے نماز درست جاویگی اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اوس میں یہ ہو اگر عورت نے ایک کپڑا لیا اور سارا بدن ڈہانپ لیا اسطرح کہ اوسکے بال چھپ گئے تو کافی ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھتے تھے تو آپکے ساتھ مسلمانوں کی عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے پھر لوٹ کر اپنے گھروں کو جاتیں اونکو کوئی نہ پہچانتا **ف** اندہیرے کی وجہ سے اس روایت میں متلفعات ہے اور موطا کی روایت میں متلففات ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے لپٹے سر سے پانوں تک لپٹے ہوئے امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عورت کی نماز ایک کپڑے میں جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عورتیں چادر کے اندر دوسرا کپڑا بھی پہنی ہوں اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر احتمال یہی ہے کہ دوسرا کپڑا نہ ہو کیونکہ حدیث میں اوسکا ذکر نہیں ہے اور ہم نے مقدمہ کتاب میں بیان کیا کہ امام بخاری کی عادت ہے دو احتمالوں والے لفظ سے دلیل لانے کی گو اور لوگ اس استدلال کو نہیں مانتے اور نہ پہچاننے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ بہت اندہیرے میں صبح کی نماز پڑھتے اور اندہیرے ہی میں نماز سے فارغ ہو جاتے یا وہ اپنے تئیں چھپانے میں مبالغہ کرتیں حافظ نے کہا اس حدیث کی باقی بحث مواقیت میں آویگی اگر خدا چاہے **باب** إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا بیل دار کپڑے میں نماز پڑھنا اور نماز میں اوسکی بیل پر نظر پڑنا **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِھَا وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِیْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کملی مین نماز پڑہی اوس مین نقش تھے آپ نے اونکو نقشونپر ایک نظر ڈالی نماز مین) جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی لیجاؤ ابو جہم کے پاس اور مجہکو ابو جہم کا (ابو جہم کا نام عامر بن حذیفہ ہے وہ اسلام لائے جسدن مکہ فتح ہوا اور معاویہ رض کی اخیر خلافت مین مرے) سادہ کمل لادو کیونکہ اس کملی نے مجہکو ابہی نماز سے غافل کر دیا تہا ف حافظ نے کہا آپنے کملی ابو جہم کو اس لیے بہیجی کہ اونہون نے ہی وہ آپ کو بہیجی تہی تحفہ کے طور پر جیسے مالک نے روایت کیا موطا مین حضرت عائشہ سے کہ ابو جہم بن حذیفہ نے ایک کملی نقشدار حضرت صلعم کو ہدیہ بہیجی آپنے اوس مین نماز پڑہی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی ابو جہم کو پہیر دے اور زبیر بن بکار نے اسکے خلاف روایت کیا مرسل طریقہ سے اوس مین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس دو کالی کملیان آئین آپنے ایک خود پہنی اور دوسری ابو جہم کو بہیجدی اور ابو داؤد نے دوسرے طریق سے روایت کی اوس مین یہ ہے کہ ابو جہم کی کردی آپنے لے لی لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ کملی کردی سے بہتر ہے ابن بطال نے کہا حضرت صلعم نے ابو جہم سے دوسرا کپڑا مانگوا بہیجا تا کہ اونکو ہدیہ کے پہیر دینے سے رنج نہ ہو اور اس سے یہ نکلا کہ ہبہ کرنیوالے کو اگر اوسکا ہبہ بغیر درخواست کے پہیر دیا جاوے تو اوسکا سلے لینا درست ہے اور یہ جو فرمایا اوس نے مجہے نماز سے غافل کر دیا اسکا مطلب یہ ہے کہ کمال حضور مین خلل واقع ہوا اور دوسری معلق روایت جسکو مؤلف نے آگے ذکر کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے حضور قلب مین خلل نہین ہوا تہا لیکن آپکو ڈر خلل پڑنے سے اور ایسا ہی امام مالک کی روایت مین ہے تو اس روایت کی تاویل کیجاویگی ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کو نماز کی درستی کا کتنا خیال تہا اور آپنے ابو جہم کو وہ واپس بہیجی تو اس سے یہ مطلب نہ تہا کہ ابو جہم اوسکو پہنین نماز مین جیسے آپنے عطارد کا جوڑا حضرت عمر کو بہیجا اور فرمایا مین نے اسلیے نہین بہیجا کہ تو اوسکو پہنے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو رنگ یا نقش وغیرہ نماز مین خلل ڈالے اور دل لگنی سے مانع ہو تو اوسکا استعمال مکروہ ہے اور اپنے اصحاب کا ہدیہ قبول کرنا چاہیے اور طیبی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صورتون کے اور ظاہری اشیا کی مقدس اور پاک دلون مین بہی تاثیر ہوتی ہے عوام کا کیا ذکر ہے (فتح مختصرا) قسطلانی نے کہا بعضون نے کہا کہ حضرت صلعم کی دو حالتین تہین ایک حالت بشری اور ایک حالت خاص تو حالت بشری کی نظر کرتے آپنے یہ فرمایا کہ مجہے غافل کر دیا نماز سے اور دوسری حالت کی نظر کرتے یہ فرمایا کہ مجہے ڈر ہوا غفلت کا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ نماز مین حضور قلب ضرور ہے اور اُن کاموںکا ترک لازم ہے جن سے حضور قلب مین خلل واقع ہو اور قرآن سے ثابت ہے کہ جو نمازی اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین وہ نجات پانے والے ہین اور مراد کو پہنچنے والے ہین کیونکہ نمازی اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک سے سرگوشی کرنے مین بہت ادب ضرور اور لازم ہے اور دوسری طرف دل لگانا اوس مالک کے

سامنے جو دلکی بات خوب جانتا ہے بڑی بے ادبی ہے انتہے سے زیادہ مترجم کہتا ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسجد کی ہیئت
آرایش کرنا اور اوس میں اقسام کے نقش و نگار اور طرح طرح کے رنگ چڑہانا جیسے اس زمانہ میں رائج ہے مکروہ اور خلاف سنت
ہے کیونکہ نمازیوں کے حضور قلب میں ان باتوں سے خلل واقع ہوگا اور جب حضرت ع کو اس امر کا ڈر ہوا تو اور کسی فقیر یا درویش
کی بات کیا قابل اعتبار ہے جو کہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے میری نماز میں خلل نہیں ہوتا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَخَافُ أَنْ
تَفْتِنَنِي اور ہشام بن عروہ نے کہا اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں دیکھتا تہا اسکی نقش کیطرف نماز میں تو میں ڈرتا ہون کہیں وہ مجہکو فتنہ میں ڈالے **ف** یعنے غافل کردے خشوع
اور خضوع سے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ و مسلم اور ابوداؤد نے نکالا **باب** إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ
هَلْ تَفْسُدُ صَلٰوتُهُ وَمَا يُنْهٰى مِنْ ذٰلِكَ اگر اوس کپڑے کو پہن کر نماز پڑہے جس میں صلیب یا جانور کی صورت
بنی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور اسکی ممانعت **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ مسائل اختلافی میں
ترجمۂ باب جزم کے ساتھ قائم نہیں کرتے ویسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ مبنی ہے
اصول کے اس مسئلہ پر کہ نہی فساد کو مقتضی ہے یا نہیں انتہی مختصرا **حَدَّثَنَا** أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ
جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ
فِي صَلٰوتِي ترجمہ انس رض سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت عائشہ کا ایک پردہ تہا جسکو انہوں نے گہر کے ایک
کونے میں لٹکایا تہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا یہ پردہ ہمارے پاس سے دور کر کیونکہ اوسکی تصویریں
ہمیشہ نماز میں میرے سامنے آتی ہیں **ف** حافظ نے کہا حدیث کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کسلیے کہ اوسمین صلیب
(تصالیب) کا ذکر نہیں ہے نہ آپ نے اوسکو پہنا نماز میں نہ اوسکو پہنکر نماز پڑہنے سے منع کیا اور جواب اسکا یہ ہے کہ جب
لٹکانے سے منع کیا تو پہننے سے بطریق اولے منع ہوگا اور تصالیب تصویر کے حکم میں ہے اور دور کرنیکا حکم گویا ممانعت ہے
اوسکی استعمال کی اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اوس حدیث کیطرف جسکو کتاب اللباس میں نکالا حضرت عائشہ سے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گہر میں کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تہے جس میں تصالیب بنی ہوتی بغیر توڑے ہوئے
اور اسمعیلی کی روایت میں پردہ اور کپڑا مذکور ہے اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسے کپڑے سے نماز فاسد نہیں ہوتی
کسلیے کہ آپنے نماز کو توڑا نہیں نہ اوسکا اعادہ کیا اور باقی بحث احادیث کی خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آوے گی

قسطلانی نے کہا شافعیہ نے اس حدیث سے مطلق صورت کی کراہت نکالی ہے اور حنفیہ نے فرش کو مستثنے کیا ہے یعنی بچھونے پر اگر صورتین ہون تو مضائقہ نہیں کیونکہ روندی جاتی ہین اونکی ذلت ہوتی ہے اور یہی قول ہے مالکیہ اور احمد کا ایک روایت مین اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس مین بھی نکالا اور نسائی نے شوکانی نے کہا ابوداؤد احمد اور نسائی نے بھی اس حدیث کو نکالا اوسمین یہ ہے کہ آپ اپنے گھر مین کوئی کپڑا ایسا نہ چھوڑتے جسمین صلیب ہوتی مگر اوسکو توڑ ڈالتے بگاڑ ڈالتے یا کاٹ ڈالتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اون کپڑون اور پردون اور بچھونون کا رکھنا جائز نہیں جن مین تصویرین ہون اور بری بات کو بگاڑنا ہاتھ سے درست ہے بغیر مالک کے پوچھے ہوئے خواہ اپنی بی بی ہو یا اور کوئی کیونکہ حضرت ﷺ سے ثابت ہوا جسدن مکہ فتح ہوا اوسدن آپ چھڑی سے اشارہ کرتے ہر بت کیطرف وہ اوندھا گر پڑتا اور آپ فرماتے جاء الحق و زھق الباطل یہانتک کہ تین سو ساٹھ بتون کیساتھ آپ نے ایسا ہی کیا اور بخاری نے ابن عباس کی روایت سے نکالا کہ جب حضرت ﷺ نے تصویرون کو دیکھا خانہ کعبہ مین تو آپ اندر نہیں گئے یہانتک کہ حکم دیا وہ مٹائی گئین اسوقت آپ اندر تشریف لے گئے اور آپنے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی صورتین دیکھین اونکے ہاتھون مین پانسے تھے آپنے فرمایا اللہ مشرکین کو تباہ کرے انہون نے کبھی پانسے نہیں پھینکے نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے کہا کہ حیوان کی صورت بنانا سخت حرام اور کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اسکو ذلیل کرنیکیلیے بناوے غرض ہر حال مین اسکا بنانا حرام ہے خواہ وہ کپڑے مین ہو یا فرش مین یا روپیہ اور اشرفی مین یا پیسے مین یا برتن مین یا دیوار مین البتہ جھاڑ یا پہاڑ کی یا اور چیزون کی جن مین جان نہ ہو حرام نہیں ہے یہ تو حکم تصویر بنانے کا ہے اب اوس چیز کا رکھنا جس مین جاندار کی صورت ہو تو اگر دیوار پر لٹکی ہو یا کپڑے پر یا عمامہ پر جہان اوسکی ذلت نہ ہوتی ہو تو وہ حرام ہے اور اگر فرش پر ہو جو روندا جاوے یا تکیہ پر توشک پر جہان ذلت ہوتی ہے تو حرام نہیں لیکن اسکی وجہ سے رحمت کے فرشتے روکے جاتے ہین یا نہیں اسمین اختلاف ہے اور کچھ فرق نہیں ہے سایہ دار اور بے سایہ دار صورت مین (یعنے مجسم اور غیر مجسم صورت مین) دونون حرام ہین یہ ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور ایسا ہی کہا جمہور علمار نے صحابہ اور تابعین اور من بعدہم مین سے اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ وغیرہم کا اور بعضے سلف کا یہ قول ہے کہ ممانعت اون صورتون سے ہے جو سایہ دار ہون (یعنے مجسم ہون) اور ان صورتون مین کچھ قباحت نہیں جو بے سایہ (یعنی غیر مجسم ہون جیسے عکسی اور دستی تصویرین جو کاغذ یا کپڑے یا روپیہ اور اشرفی پر بنائے جاتے ہین) اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ جس پردے پر آپنے انکار کیا اوس مین تصویرین ہین وہ بے سایہ دار نہیں اور احادیث مین مطلق تصاویر کا ذکر ہے مجسم ہون یا غیر مجسم زہری نے کہا مطلق تصویر سے ممانعت ہے اسیطرح اوس چیز کے استعمال سے جس مین تصویر ہو اسیطرح اوس گھر جانے سے جس مین صورتین ہون خواہ یہ صورتین کپڑے مین نشان اور نقش

ہون یا بے نقش خواہ دیوار مین ہون یا کپڑے مین یا بچھونے مین ذلیل ہون یا غیر ذلیل کیونکہ ظاہر احادیث کا مضمون یہی ہی اور مسلم نے جو حدیث حضرت عائشہ سے درنوک (بچھونے) کے باب مین روایت کی وہ اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور بعض علمار نے کہا کہ وہ تصویرین جائز ہین جو کپڑے پر نقش ہون خواہ اونکی ذلت کیجاوے یا نہ کیجاوے خواہ دیوار مین لٹکائے جاوین یا نہ لٹکائے جاوین اور یہی مذہب ہی قاسم بن محمد کا اور زید بن ارقم صحابی سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور اجماع کیا ہے علمار نے اوس تصویر کی ممانعت پر جسکا سایہ ہو اور کہا ہے کہ واجب ہے بدل ڈالنا اوسکا قاضی عیاض نے کہا مگر حدیث سے گڑیان کھیلنے کا جواز چھوٹی لڑکیون کے لیے ثابت ہی لیکن امام مالک نے اپنی لڑکی کے لیے گڑیان خریدنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے یہ دعوے کیا ہے کہ گڑیون سے کھیلنے کا جواز ممانعت کی حدیثون سے منسوخ ہے احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ص نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے مین تمہارے کل کی رات کو آیا تہا لیکن مین اُس حجرے مین گہس نہ سکا جس مین تم تھے اسوجہ سے کہ اوس مین مورتین تھی اور گہر مین ایک اونی پردہ تہا جس مین مورتین تہین اور گہر مین ایک کتا تہا تو حکم دیجیے مورت جو گہر کے دروازے پر ہی اُسکا سر کاٹا جاوے اور جہاڑ کیطرح کر دیجاوے اور حکم دیجیے پردے کو وہ کاٹ کر اسکے دو گدے بنا دیے جاوین جو زمین پر پڑے رہین لوگ اونکو روندین اور حکم دیجیے کتے کو وہ نکالا جاوے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا کتے کو جو دیکھا تو وہ ایک پلہ (کتے کا بچہ) نکلا وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا تہا اسباب کے تلے سے نکلا مسلم کی روایت مین ہی حضرت عائشہ نے کہا مین نے اپنے چہوٹے خزانہ پر ایک پردہ اونی باریک ڈالا تہا نسائی کی روایت مین ہی حضرت جبرئیل نے کہا مین کیونکر داخل ہون آپ کے گہر مین ایک پردہ ہے جس مین تصویرین ہین شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چہوٹے بچے کے لیے کتے کا پلہ پالنا درست ہی اور بعضون نے اس سے دلیل لی ہے کتے کی طہارت پر اور مسلم نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت ص نے حضرت عائشہ کا ایک بچہونا یا کپڑا پہاڑ ڈالا جس مین تصویرین تہین پردار گہوڑون کی یہانتک کہ انہون نے اوسکے دو گدے بنا ڈالے اور مسلم اور ابوداؤد نے ابوطلحہ سے نکالا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے فرشتے اوس گہر مین نہین جاتے جسمین کتا ہو یا مورت ہو اور اسحدیث مین یہ ہے کہ آپنے فرمایا مگر وہ مورت جو نقش ہو کپڑے مین شوکانی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو رقماً اوسکا تو خاص کریگی ان مورتون کو جو نقش ہون کپڑے مین یعنی اونکا رکہنا جائز ہوگا اور بحر مین ہے کہ درخت وغیرہ کی تصویر جسمین جان نہین ہی بالاجماع جائز ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا حیان بن حصین سے انہون نے کہا حضرت علی رض نے مجہسے فرمایا کیا مین تجہکو نہ بہیجون اُس کام پر جس پر مجہکو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کہ کوئی مورت نہ چھوڑیو مگر اوسکو مٹا دیجیو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑیو مگر اوسکو برابر کر دیجیو اور امام احمد نے روایت کیا
حضرت علی رض سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے آپ نے فرمایا تم میں سے کون مدینہ کو چلتا
ہے وہان کوئی بت نہ چھوڑے مگر اوسکو توڑ ڈالے اور کوئی قبر نہ چھوڑے مگر اوسکو برابر کر دیوے اور کوئی مورت نہ چھوڑے مگر اسکو لتھیڑ دیوے (یعنے مٹی لتھیڑ دیوے غرض کہ
وہ سورت نمایان نہ رہے) ایک شخص بولا میں چلتا ہون یارسول اللہ پھر سنکر مدینہ والے ڈرے اور وہ شخص گیا پھر لوٹ کر
آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے وہان کوئی بت نہ چھوڑا جسکو نہ توڑا اور کوئی قبر نہ چھوڑی جسکو برابر نہ کیا اور
کوئی سورت نہ چھوڑی جسکو (مٹی) نہ لتھیڑی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا ہی کام کرے ان
کاموں میں سے (یعنے سورت بناوے یا بت یا قبر اونچی کرے) اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اترا
منذری نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اگر خدا چاہے ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت علی رض سے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جسمیں صورت ہو یا جنب یا کتا ترمذی
نے ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی اسکی دو آنکھیں ہونگی جن
سے وہ دیکھے گی اور دو کان ہونگے جنسے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی وہ کہیگی میں مقرر
ہوئی ہون تین آدمیون پر ایک تو اوس پر جس نے اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کیا ہو دوسرے ہر ظالم بدکار پر تیسرے سورت بنانے
والون پر اور باقی حدیثین تصاویر کے متعلق خود صحیح بخاری میں موجود ہیں انکو ہمنے اس مقام پر بیان نہیں کیا اوسکا بیان
خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آویگا **باب** مَنْ صَلّٰی فِیْ فَرُّوْجِ حَرِیْرٍ ثُمَّ نَزَعَہٗ جو شخص حریر (ریشمی) قبا
میں نماز شروع کرے پھر اوسکو اوتار ڈالے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ
عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُھْدِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِیْرٍ فَلَبِسَہٗ فَصَلّٰی
فِیْہِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَہٗ نَزْعًا شَدِیْدًا کَالْکَارِہِ لَہٗ وَقَالَ لَا یَنْبَغِیْ ھٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ **ترجمہ** عقبہ بن
عامر (جہنی سے جو قاری اور فصیح اور کاتب تھے معاویہ کی خلافت میں) روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس ایک قبا بھیجی گئی تحفہ کے طور پر (وہ اکیدر بن عبد الملک دومۃ الجندل والے نے بھیجی تھی) آپنے اوسکو پہنا
اوس میں نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہوکر اوسکو زور سے اوتارا جیسے کوئی برا جانکر اوتارتا ہے اور فرمایا یہ (یعنے حریر)
پرہیزگارون کے لائق نہیں ہے **ف** حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اوس وقت تک مردون کو حریر پہننا
حرام نہیں ہوا تہا اور دلالت کرتی ہے اوس پر جابر کی حدیث امام مسلم کے پاس اوس میں یہ ہے کہ آپنے نماز پڑھی دیبا کے
قبا میں پھر اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے منع کیا اور یہ لفظ کہ یہ پرہیزگارون کے لائق نہیں ہے

اس سے بھی یہی مضمون نکلتا ہے کیونکہ اگر حریر حرام ہو گیا ہوتا تو پرہیزگار اور غیر پرہیزگار سب برابر ہین حرمت مین اور احتمال ہے کہ پرہیزگار سے مسلمان مراد ہو اور اُتارنے کا سبب ممانعت ہوئی اور حرمت اسی وقت سے شروع ہوئی ہو اور جب یہ ثابت ہوا تو اس حدیث مین دلیل نہین اُس شخص کی جسنے ریشمی کپڑون مین نماز جائز رکہی اس وجہ سے کہ حضرت نے اوس نماز کو نہین لوٹایا کیونکہ نہ لوٹانا اس سبب سے تہا کہ حرمت سے پہلے اوس مین نماز پڑہی تہی اب حرمت کے بعد ریشمی کپڑے مین کوئی نماز پڑہے تو اس مین اختلاف ہے جمہور کے نزدیک نماز ہو جاویگی لیکن حرمت کے ساتھ اور امام مالک کے نزدیک اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اوسکا اعادہ کرے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا فتح الباری مین قسطلانی نے کہا عورتین مستثنے ہین کیونکہ ستقین صیغہ جمع مذکر کا ہے پس عورتون کو ریشمی کپڑا پہننا درست ہے اور اونکا مستثنے ہونا دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتون کو حلال کیا گیا اور میری امت کے مردون پر حرام کیا گیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے البتہ رافعی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حریر کا پہننا مکروہ ہے عورت کو بھی اور نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حلال ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے پہر اگر مرد نے حریر یعنے ریشمی کپڑے مین نماز پڑہی تو نماز ہو جاویگی لیکن وہ گنہگار ہوا حرام کام کیوجہ سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ نماز مکروہ ہوگی لیکن صحیح ہو جاویگی اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوبارہ پڑہ لیوے اگر دوسرا کوئی کپڑا ملسکے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب اللباس مین آویگا اور مؤلف نے اس حدیث کو لباس مین بھی نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین انتہے شوکانی نے کہا جن لوگون نے حریر مین نماز کو حرام کہا ہے اون مین سے ہین امام ہادی اور ناصر اور منصور باللہ اور شافعی اور امام ہادی کا ایک قول اور ابو العباس اور مؤید باللہ اور امام یحیے اور اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ حریر مین نماز مکروہ ہے وہ کہتے ہین کہ حریر پہننا جو حرام ہوا اوسکی علت یہ ہے کہ تکبر کرنا حرام ہے اور نماز مین تکبر نہین ہے اور مسلم نے جابر رضی سے نکالا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی دیبا کے قبا مین پہر اوسکو اُتار ڈالا اور فرمایا کہ جبرئیل ع نے مجہکو منع کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپنے حریر کی حرمت کے پہلے اوس مین نماز پڑہے اور اسکو پہنا اور پہلے اوسکے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو انس بن مالک نے نکالی کہ دومہ کے اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک جبہ بہیجا یا دیباج کا حریر منع ہونے سے پہلے آپنے اسکو پہنا لوگون نے اوس سے تعجب کیا آپنے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے البتہ سعد بن معاذ کے رومال جنت مین اس سے اچھے ہین بحر مین ہے کہ اگر حریر کی سوا دوسرا کپڑا نہ ملے تو ہمارے نزدیک حریر مین نماز صحیح ہو جاویگی پہر اگر ننگے نماز پڑہی تو نماز باطل ہو جاویگی اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ننگے ہو کر نماز پڑہے جیسے اگر کپڑا نجس ہو تو اوسکو نہ پہنے اور ننگے ہو کر نماز پڑہ لیوے امام احمد اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے نکالا

کہ حضرت صنے دیبا کی ایک قبا پہنی جو آپ پاس ہدیتے تہے پہر اسکو قریب ہی وتار ڈالا اور حضرت عمر رض پاس بہیجدی لوگون
نے کہا آپنے اوسکو بہت جلدی اوتار ڈالا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجہکو حضرت جبرئیل عنے اوسکے پہننے سے منع کیا اتنے
مین حضرت عمر رض روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ایک چیز کو ناپسند کیا وہ مجہکو دیدی میرا کیا حال ہوگا آپ
نے فرمایا مینے وہ تجہکو اسلیے نہین دی کہ تو اسکو پہنے بلکہ اسلیے کہ تو اسکو بیچ لیوے پہر انہون نے اوسکو بیچا دو ہزار درم
کو باقی حدیثین حریر اور ریشمی کپڑے کی متعلق خدا چاہے تو کتاب اللباس مین مذکور ہونگی **باب** الصلوٰۃ فی الثوب
الاحمر لال کپڑے مین نماز پڑہنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ لال کپڑے مین نماز
درست ہے اور اس مین حنفیہ کا خلاف ہے وہ کہتے ہین لال کپڑے مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور باب کی حدیث کی یہ تاویل کرتے
ہین کہ وہ جوڑا مخطط تہا (یعنے اوس مین لال لکیرین تہین) اور انکی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد نے نکالی عبداللہ بن عمر سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ایک شخص گذرا وہ دو کپڑے پہنا تہا لال اوسنے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا لیکن اس
حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ترمذی کے بعض نسخون مین ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اگر یہ حجت بہی ہو تو بہی اسکے معارض ہولی
وہ روایت جو اس سے زیادہ قوی ہے اور احتمال ہے کہ آپنے اوسکے سلام کا جواب کسی اور وجہ سے نہ دیا ہو اور بیہقی نے
اس حدیث کو محمول کیا اوس رنگ پر جو کپڑا بننے کے بعد دیا جاوے لیکن اگر سوت کو رنگ کر اوسکو بُنین تو مکروہ نہین ابن
تین نے کہا بعضون نے گمان کیا کہ حضرت صنے اس جوڑے کو جہاد کے واسطے پہنا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ
واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے اوسکے بعد کوئی جہاد آپنے نہین کیا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي
عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ
شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَ
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَ
رَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ ترجمہ ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی) سے
روایت ہے مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکہا انہون نے
آپکے وضو کا پانی لیا تہا اور مینے لوگون کو دیکہا وہ جلدی کر رہے تہے اوس پانی کے لینے مین تو جسنے اوس مین سے
کچہہ پایا اوسنے اپنے بدن پر مل لیا اور جسنے اوس مین سے کچہہ نہ پایا اوسنے اپنے ساتہی کے ہاتہہ مین سے تری لی پہر

پھر مینے بلال کو دیکھا انہون نے ایک برچھی لی اوسکو گاڑا اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے سرخ جوڑے
مین (اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اپنا کپڑا اوٹھائے ہوئے آپ کی پنڈلیان کھل گئی تھین مسلم کی روایت مین ہے گویا
مین آپکی پنڈلیون کی سفیدی کو دیکھ رہا ہون) آپنے برچھی کیطرف نماز پڑھی لوگون کے ساتھ اور مینے دیکھا آدمیون
کو اور جانورون کو وہ برچھی کے سامنے سے گذر رہے تھے ف حافظ نے کہا اسکی باقی بحث خدا چاہے تو سترہ کے
باب مین آویگی قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مولف نے لباس مین بھی نکالا اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
شوکانی نے کہا بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا کہ حضرت صلعم میانہ قامت تھے آپکے دونوں مونڈھون کے بیچ مین زیادہ
فاصلہ تھا (یعنے سینہ آپکا چوڑا تھا) اور آپکے بال کانون کی لو تک پہنچتے تھے مینے آپکو سرخ جوڑے مین دیکھا اور مینے
نے کسیکو آپ سے زیادہ خوبصورت نہین دیکھا اور اسحدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا اور ابوداؤد نے
عامر مزنی سے نکالا لیکن اوسکی اسناد مین اختلاف ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکھا منا مین خطبہ پڑھتے ہوئے ایک خچر پر اور
آپ پر ایک سرخ چادر تھی اور حضرت علی رض آپکے آگے تھے لوگون کو آپ کا کلام سمجھاتے تھے منذری نے کہا ہے کہ اوسکا
اسناد حسن ہے اور بیہقی نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلعم کے پاس ایک لال کپڑا تھا جسکو آپ عیدین اور جمعہ مین پہنتے اور ابن
خزیمہ نے اسکو نکالا اوس مین لال کا لفظ نہین ہے اور ان حدیثون سے حجت لی ہے اوس نے جسنے لال رنگ پہننا
مردون کو جائز رکھا ہے اور یہی قول ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور عترت کا اور حنفیہ نے اسکو مکروہ کہا ہے اور دلیل انکی
حدیث ہے عبداللہ بن عمرو کی جو اوپر گذری لیکن اسکی اسناد مین ابو یحیے قتات ہے اوسکے نام مین اختلاف ہے منذری نے
کہا اوسکی حدیث حجت نہین ابوداؤد نے کہا اہلحدیث نے یہ کہا ہے کہ آپنے کسم کے رنگ کو مکروہ جانا اور اونکا قول
یہ ہے کہ کسم کے سوا اور چیزون سے جیسی گیرو وغیرہ اگر سرخ رنگا جاوے تو اوسکے پہننے مین قباحت نہین اور حدیث
ہے رافع بن خدیج کی جسکو ابوداؤد نے نکالا کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ نکلے سفر مین آپنے ہمارے کجاوون اور اونٹون
پر کمل دیکھے جنمین روئی کی سرخ لکیرین تھین آپنے فرمایا کیا مین نہین دیکھتا کہ یہ سرخی تمہارے اوپر چھا گئی یہ سنکر ہم جلدی
اوٹھے آپکے فرمانے سے اور ہم نے ان کملون کو اوتار ڈالا اور اسحدیث مین حنفیہ کی حجت نہین کیونکہ لکیردار سرخ کو انہون
نے جائز رکھا ہے علاوہ اوسکے اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور حدیث ہے بنی اسد کی ایک عورت کی کہ مین ایک
دن زینب پاس تھی جو بی بی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ہم اپنے کپڑے رنگ رہے تھے مغرہ سے جو ایک لال
رنگ ہے ہم اسی حال مین تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے جب آپنے مغرہ کو دیکھا تو لوٹ گئے زینب نے جو یہ
دیکھا تو وہ سمجھ گئین کہ حضرت صلعم نے برا جانا اس رنگ کو وہ گئین اور اپنے کپڑے دھو ڈالے اور ساری سرخی کو چھپا دیا

پہر حضرتؐ لوٹ کر آئے اور جہاں کا جب کپڑا دیکہا تو اندر تشریف لائے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اسکی اسناد مین اسمٰعیل بن عیاش ہے اور اسکا بیٹا اور دونو مین گفتگو ہے اور یہ دلیلین ایسی ہین کہ اگر انکی صحت کو مان لیا جاوے اور انکا کوئی معارض نہو جب بہی انسے کراہت نکلیگی نہ حرمت پہر بہلا جب انکا قوی معارض موجود ہو اور وہ صحیح نہو تو کیونکر حجت ہو سکتی ہین البتہ انکی قوی دلیل وہ ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ منع کیا آپنے لال زین پوشون سے اور جو روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت علی سے کہ منع کیا آنحضرتؐ نے ریشمی کپڑے سے اور لال زین پوش سے لیکن یہ دونو حدیثین دعوے سے خاص ہین اور دعوے عام ہے غایت یہ ہے کہ لال زین پوش کی حرمت نکلیگی نہ اور لال کپڑونکی خصوصًا جب حضرتؐ سے انکا پہننا ثابت ہوا اور روایت کیا حاکم نے کُنیٰ مین اور ابن قانع نے اور ابونعیم نے معرفت مین اور ابن سکن اور ابن مندہ اور اعلیٰ بہی نے رافع بن یزید یا رافع بن خدیج سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ شیطان پسند کرتا ہے سرخی کو تو بچو تم سرخی سے اور ہر ایک کپڑے سے شہرت کے اور طبرانی نے نکالا عمران بن حصین سے کہ فرمایا حضرتؐ نے بچو تم سرخی سے کیونکہ وہ سب سے زیادہ پسند زینت ہے شیطان کو اور عبدالرزاق نے انس سے ایسا ہی نکالا مختصرًا اور یہ حدیثین صحیح نہین ہین اور محال ہے کہ حضرتؐ اس کام کو کرین جو شیطان کو پسند ہو اور ابن قیم نے جو کہا کہ سرخ سے مراد کاڑہی دار ہے جس مین سیاہ کاڑیان بہی تہین اور جسنے نرا سرخ سمجہا اوسنے غلطی کی تو یہ کلام بے دلیل ہے کیونکہ سرخ سے ظاہری مطلب یہی نکلتا ہے کہ نرا سرخ ہو حافظ ابن حجر نے کہا کہ لال کپڑے مین سات مذہب ہین ایک یہ کہ مطلقًا جائز ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور طلحہ اور عبداللہ بن جعفر اور براء اور متعدد صحابہ سے اور سعید بن المسیب اور نخعی اور شعبی اور ابوقلابہ اور ایک جماعت تابعین سے دوسرے یہ کہ مطلقًا منع ہے تیسرے یہ کہ ڈہڈہاتا لینے خوب تیز سرخ منع ہے ایسا ہی منقول ہے عطا اور طاؤس اور مجاہد سے چوتہے یہ کہ بقصد زینت اور شہرت منع ہے اور گہر مین جائز ہے ابن عباس سے ایسا ہی منقول ہے پانچوین یہ کہ رنگ کر بنا جاوے تو درست ہے اور بنکر رنگا جاوے تو درست نہین خطابی نے اسیطرف میل کیا چہٹے یہ کہ کسم کا سرخ رنگ منع ہے اور جیز ونکا درست ہے ساتوین یہ کہ نرا سرخ منع ہے اور جس مین اور رنگ بہی ہو جیسے سیاہ وغیرہ تو درست ہے پہر حافظ نے کہا تحقیق یہ ہے کہ مشابہت کفار یا عورتون کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے نادرست ہے اور بغیر اسکے درست ہے تو امام مالک کا مذہب قوی ہو کہ محفلون مین منع ہے اور گہر مین درست ہے انتہے مختصرًا

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ

چہت یا منبر یا لکڑی پر نماز پڑہنا ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہو اور اسمین بعض تابعین اور مالکیہ کا خلاف ہے جب امام اونچی جگہہ پر ہو قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا

اَنْ یُصَلِّیَ عَلَی الْجُمْدِ وَالْقَنَاطِرِ وَاِنْ جَرٰی تَحْتَھَا بَوْلٌ اَوْ فَوْقَھَا اَوْ اَمَامَھَا اِذَا کَانَ بَیْنَھُمَا سُتْرَۃٌ
ابو عبد اللہ یعنے امام بخاری نے کہا امام حسن بصری رحمہ نے اس مین کوئی قباحت نہین دیکھی کہ آدمی جمے ہوئے پانی
برف) اور پلو پر نماز پڑہے اگرچہ اونکے نیچے پیشاب بہتا ہو یا اونکے اوپر یا آگے ف کیونکہ نجاست کا دور کرنا جو نمازی
پر فرض ہے اوس سے یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے لیکن اگر بیچ مین کوئی حائل ہو تو قباحت نہین
(فتح) ف جب نمازی پیشاب مین یا نمازی ہی اوس پر چل سکے گو بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو وَصَلّٰی اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَلٰی ظَھْرِ
الْمَسْجِدِ بِصَلٰوۃِ الْاِمَامِ اور ابوہریرہ نے مسجد کے چہت پر نماز پڑہی امام کی نماز کی اقتدا کرکے ف اور امام
نیچے کہڑا تہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا صالح مولی توامہ سے اونہون نے کہا مینے ابوہریرہ کے ساتھ نماز
پڑہی مسجد کے اوپر امام کی نماز کی اقتدا کرکے اور صالح ضعیف ہے لیکن نکالا اسکو سعید بن منصور نے دوسرے طریق
سے ابوہریرہ سے تو قوت ہو گئی اسکو (فتح) قسطلانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونون کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ
امام یا مقتدی اوپر اور نیچے ہون البتہ ضرورت سے درست ہے جیسے نماز سکھلانے کے لیے یا امام کی تکبیر کی آواز سنانے کے لیے
انتہی وَصَلَّی ابْنُ عُمَرَ عَلَی الثَّلْجِ اور عبد اللہ بن عمر رضہ نے نماز پڑہی برف پر حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلُوْا سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ
مَا بَقِیَ بِالنَّاسِ اَعْلَمُ مِنِّیْ ھُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَۃِ عَمِلَہٗ فُلَانٌ مَوْلٰی فُلَانَۃَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ کَبَّرَ وَ
قَامَ النَّاسُ خَلْفَہٗ فَقَرَاَ وَرَکَعَ وَرَکَعَ النَّاسُ خَلْفَہٗ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَھْقَرٰی فَسَجَدَ عَلَی الْاَرْضِ
ثُمَّ عَادَ اِلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَھْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرْضِ فَھٰذَا
شَاْنُہٗ ترجمہ ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے روایت ہے لوگون نے سہل بن سعد (ساعدی) سے پوچہا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر کس چیز کا تہا (یعنی لکڑی یا اور) وہ یہ ہے کہ کچہہ لوگ سہل بن سعد پاس آئے اونہون نے جہگڑا
تہا منبر مین کہ اوسکی لکڑی کاہے کی ہتی) انہون نے کہا اب لوگون مین اسکا کوئی جاننے والا مجہہ سے زیادہ نہین رہا
وہ غابہ کے جہاؤ کا تہا (غابہ ایک گاؤن ہے) اوسکو بنایا تہا فلان شخص نے جو غلام تہا فلان عورت کا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے ف ابو سعد نے شرف مصطفی مین روایت کیا مدینہ مین ایک بڑہی تہا جسکو میمون کہتے
تہے بیان کیا منبر کا قصہ اور عورت کا نام معلوم نہین ہوا لیکن وہ انصاری عورت ہتی ابن التین نے مالک سے نقل
کیا کہ بڑہی مولی تہا سعد بن عبادہ کا تو احتمال ہے کہ اوس بی بی کا مولی ہو اور مجازاً سعد کا مولی کہا اونکی بی بی کا

فکیہہ بنت عبید بن دلیم تہا اور اسحق بن راہویہ کے مسند میں ہے کہ وہ مولی تہا بنی بیاضہ کا اور کرمانی نے اسکا نام عائشہ نقل کیا ہے لیکن اوسکی سند بیان نہیں کی اور شاید انہوں نے طبرانی کی روایت کو دیکھا جو اوسط میں نکالی جابر سے کہ حضرتؐ مسجد کے ایک ستون کیطرف نماز پڑہتے اور خطبہ بہی اوسیطرف کہتے اور اوسی پر ٹیکا لگاتے پہر آپ نے حکم کیا عائشہ کو انہوں نے آپ کا منبر بنایا پہر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اسکا اسناد ضعیف ہے اور اگر صحیح بہی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سہل کی حدیث میں عائشہ ہی مراد ہے (فتح) قسطلانی نے کہا بڑہئی کا نام میمون تہا یا باقوم جو مولے تہا سعید بن عاص کا یا باقول جیسے عبد الرزاق نے نکالا یا قبیصہ مخزومی اور عورت کا نام [illegible] نے بیان کیا ہے ت جب وہ بنایا گیا اور رکہا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر کہڑے ہوئے اور قبلہ کیطرف منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچہے کہڑے ہوئے آپنے قرارت کی اور رکوع کیا لوگوں نے بہی آپکے پیچہے رکوع کیا پہر سر اوٹہایا اور الٹے پانوں پیچہے ہٹے (اور منبر پر سے نیچے اوترے) اور سجدہ کیا زمین پر پہر منبر پر لوٹ گئے پہر قرارت کی پہر رکوع کیا پہر سر اوٹہایا پہر الٹے پانوں پیچہے ہٹے (تاکہ منہ قبلے ہی کیطرف رہے) یہانتک کہ سجدہ کیا زمین پر تو یہ حال ہے منبر کا ف اس حدیث کے لانے سے یہ غرض ہے کہ منبر پر نماز پڑہنے کا جواز ثابت ہو اور اس سے یہ بہی نکلا کہ امام اور مقتدی کی مقام میں اونچ یا بلندی اور پستی کا فرق ہو تو جائز ہے اور یہ بہی نکلا کہ تہوڑا عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ امام مقتدیوں سے بلند جگہہ پر کہڑا ہو سکتا ہے حنفیہ اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے امام احمد اور لیث کا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے اس کی ممانعت منقول ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی کا خطابی نے کہا حضرتؐ کا منبر تین سیڑہی کا تہا تو آپ شاید دوسری سیڑہی پر کہڑے ہوئے ہوں اس صورت میں اوترنے اور چڑہنے میں صرف دو قدم ہوئے ہونگے اور اتنے تہوڑے عمل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ میں بہی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمَدِیْنِیِّ سَاَلَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ فَاِنَّمَا اَرَدْتُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَعْلٰی مِنَ النَّاسِ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَّکُوْنَ الْاِمَامُ اَعْلٰی مِنَ النَّاسِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ فَقُلْتُ اِنَّ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ کَانَ یُسْاَلُ عَنْ ھٰذَا کَثِیْرًا فَلَمْ تَسْمَعْہُ مِنْہُ قَالَ لَا امام ابو عبد اللہ یعنے بخاری رحمہ اللہ نے کہا علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا مجہسے امام احمد بن حنبل نے جو مشہور امام ہیں بڑے درجے والے اسحق بن راہویہ نے کہا وہ اللہ کی حجت تہے اوسکے بندوں میں اور اوسکی زمین میں انتقال فرمایا انہوں نے بغداد میں سنہ ۲۴۱ ہجری میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا اللہ تعالی ہمکو قیامت کے دن امام احمد بن حنبل کی زمرے میں حشر

کرے اور ہمکو توفیق دیو انکی پیروی کی ہمارے نزدیک امام احمد کا درجہ اور مرتبہ تمام مجتہدوں سے زیادہ ہے اور علم حدیث اون کو امام
شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ سے زیادہ تھا اور وہ سب میں زیادہ پیروی کرنے والے ہیں حدیث کی اور انکی تقلید اور مجتہدوں
کی تقلید سے بہتر ہے) نے پوچھا اسحدیث کو تو کہا میرا مطلب تھا کہ حضرت ؐ لوگوں سے اونچے تھے تو کچھ قباحت نہیں
اس میں کہ امام مقتدیوں سے اونچا ہو احادیث کی رو سے علی بن المدینی نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا سفیان
بن عیینہ سے تو اسحدیث کو لوگ بہت پوچھا کرتے تھے تو تم نے اونسے یہ حدیث نہیں سنی انہوں نے کہا نہیں ف اس سے
صاف یہ نکلا کہ امام احمد نے یہ حدیث سفیان سے نہیں سنی اور میں نے انکی مسند میں تلاش کیا تو انہوں نے سفیان سے
سہل کا یہ قول روایت کیا کہ منبر غابہ کی جھاؤ کا تھا اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد کا مطلب یہ تھا کہ میں نے اسطرح پوری حدیث
سفیان سے نہیں سنی لیکن انہوں نے اسحدیث کو دوسرے طریق سے روایت کیا عبد العزیز بن ابی حازم سے انہوں
نے اپنے باپ سے اور حدیث سے یہ نکلا کہ لکڑی پر نماز درست ہے اور مکروہ جانا اسکو حسن اور ابن سیرین نے ابن ابی شیبہ نے ان
دونوں سے روایت کیا اور ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا اور مسروق سے نکالا کہ وہ جب کشتی میں سوار ہوتے تو
ایک اینٹ اپنے ساتھ رکھ لیتے اوس پر سجدہ کرنے کے لیے اور ابن سیرین سے ایسا ہی نکالا اور معتبر یہی قول ہے کہ لکڑی پر نماز
پڑھنا جائز ہے (رفع) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ
الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَتْ سَاقُهُ اَوْ
كَتِفُهُ وَاٰلٰى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعٍ فَاَتَاهُ اَصْحَابُهُ يَعُوْدُوْنَهُ
فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ
فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے (ذیحجہ ۵ سنہ ہجری میں) آپ کی پنڈلی چھل گئی یا آپ کا مونڈھا چھل گیا اسمعیلی کی روایت
میں ہے کہ آپکا پاؤں سرک گیا اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ آپکے داہنے طرف کا جسم چھل گیا اور آپنے قسم کھائی اپنی
بیبیوں کے پاس نہ جانے کی ایک مہینے تک آخر آپ ایک بالاخانہ میں بیٹھے جسکا زینہ کھجور کی لکڑیوں کا تھا پھر آپکے صحابہ
آئے آپکی عیادت کے لیے آپنے نماز پڑھائی اونکو بیٹھکر وہ کھڑے تھے جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا امام اسلیے ہے کہ اوسکی پیروی
کیجاوے پھر جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اگر وہ کھڑے ہوکر
نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور آپ اس بالاخانہ پر سے اترے اونتیس ۲۹ دنکے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے

تو ایک مہینے کے لیے قسم کہائی تہی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بہی ہوتا ہے یعنے انتیس اور تیس دونوں کا ہوتا ہے تو ایک مہینہ میں
اگر انتیس دن بہی ہو گئے تب بہی کافی ہیں حافظ نے کہا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت نے بالاخانہ پر جب نماز پڑہی
تو لکڑی پر نماز پڑہنے کا جواز نکل آیا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بالاخانے کا زینہ لکڑی کا ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ سب
لکڑی کا ہو تو احتمال ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا منظور ہو کہ چہت پر نماز پڑہنا درست ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے خدا چاہے
تو امامت کے باب میں آوینگے انتہے قسطلانی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب امام بیٹہکر نماز پڑہے تو مقتدی
بہی بیٹہکر پڑہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب مقتدی بہی قیام سے عاجز ہوں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے آپکے
آخری فعل سے جب آپنے مرض موت میں بیٹہ کر نماز پڑہائی اور صحابہ آپکے پیچہے کہڑے تہے مگر امام احمد نے اس میں
خلاف کیا ہے اور اسکی بحث اپنے مقام پر آویگی اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اگر کسی نے ایک معین مہینے کے روزوں یا اعتکاف
کی نذر کی تو انتیس دن سے زیادہ اوسپر لازم نہیں انتہے مختصراً اس حدیث کو مولف نے مظالم اور صوم اور نذر اور نکاح
اور طلاق میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي
امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ اگر نمازی کا کپڑا نماز پڑہتے میں اوسکی عورت کو لگجاوے (تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ فاسد نہ ہوگی **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا
حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور میں آپکے برابر ہوتی حیض کی حالت میں اور
کبہی آپکا کپڑا مجہسے بدن سے لگ جاتا جب آپ سجدہ کرتے اور انہوں نے کہا کہ حضرت سجدہ گاہ پر نماز پڑہتے **ف**
یہ ترجمہ ہے خمرہ کا یعنے چہوٹا سجادہ جسپر سونہہ نماز کا آتا ہے اور اسکا بیان کتاب الحیض میں گذرا ابن بطال نے
کہا تمام فقہاء نے اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ اونکے لیے مٹی لائی
جاتی اور سجدہ گاہ پر رکہی جاتی وہ اوسپر سجدہ کرتے اور شاید وہ تواضع اور عاجزی کی راہ سے ایسا کرتے
ہوں تو مخالفت نہ ہوگی جماعت کی اور ابن ابی شیبہ نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کو زمین
کے سوا اور کسی چیز پر اور ایسا ہی منقول ہے اور وں سے بہی اور احتمال ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہو اس حدیث سے یہ
بہی نکلا کہ حائض کا بدن پاک ہے اور یہ بہی نکلا کہ جسکا بدن پاک ہو اگر نمازی کا کپڑا اوس سے لگ جاوے تو نماز فاسد
نہ ہوگی گو وہ حکماً نجس ہو اور یہ بہی نکلا کہ عورت کا برابر آجانا نمازی کو ضرر نہیں کرتا اور باطل ہوا حنفیہ کا کہنا جو ان

عورت کے برابر آجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایک خاص حالت میں (فتح) اس حدیث کو مؤلف نے طہارت اور صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (قسط)

باب الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان

وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِى السَّفِيْنَةِ قَائِمًا اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رض نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی عتبہ سے جو مولے تھے انس رض کے انہوں نے کہا میں نے سفر کیا ابو الدرداء اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور کئی آدمیوں کے ساتھ اونکا نام لیا انہوں نے کہا ہمارا امام نماز پڑھاتا تھا کشتی میں کھڑے ہو کر اور ہم اوسکے پیچھے بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جو ہم چاہتے تو کشتی کا لنگر کر دیتے وَقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّىْ قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا اور امام حسن بصری رح نے کہا اُس شخص کے جواب میں جس نے اونسے پوچھا کشتی میں نماز پڑھنے کو آیا کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر) کھڑے ہو کر نماز پڑھ جب تک دشوار نہ ہو تیرے ساتھیوں پر اور گھومتا جا کشتی کے ساتھ جدہر وہ گھومتی جاوے ورنہ (اگر دشوار ہو کھڑا ہونا لوگوں پر تو بیٹھ کر پڑھ **ف** یہ اثر حسن کا قتیبہ کے نسخہ میں ہے نسائی کی روایت سے ابو عوانہ سے انہوں نے عاصم احول سے انہوں نے کہا میں نے حسن اور ابن سیرین اور عامر شعبی سے پوچھا کشتی میں نماز پڑھنے کو انہوں نے سب نے کہا اگر کشتی کے باہر نکل سکے تو نکلے حسن نے کہا اگر ایذا نہ ہو اپنے ساتھیوں کو ورنہ کشتی کے اندر پڑھ لیوے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا حفص سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ان تینوں سے انہوں نے کہا کشتی میں نماز پڑھ کھڑے ہو کر اور حسن نے کہا مت دشواری کر اپنے ساتھیوں پر اور بخاری نے تاریخ میں نکالا ہشام سے انہوں نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے گھوم جا کشتی میں جیسے وہ گھومتی جاتی ہے جب تو نماز پڑھے (یعنی یہ ضرور نہیں کہ ساری نماز میں مونہہ قبلے کیطرف رہے بلکہ شروع کرے نماز قبلہ کیطرف مونہہ کرکے پھر جب کشتی اور طرف پھر جاوے اور نماز یکا مونہہ قبلے کیطرف نہ رہے تو کچھ قباحت نہیں) ابن منیر نے کہا امام بخاری نے کشتی میں نماز پڑھنے کا مسئلہ اس باب میں اسلیے بیان کیا کہ یہ باب بوریے پر نماز پڑھنے کا ہے اور کشتی بھی بوریے کیطرح ہے زمین نہ ہونے میں تو معلوم ہوا کہ نماز میں یہ شرط نہیں ہے کہ پیشانی زمین سے لگے جیسے اوس حدیث میں ہے جو ابوداؤد نے نکالی کہ حضرت صلعم نے فرمایا خاک لگا اپنے مونہہ میں اور یہ باب میں عمر بن العزیز کا اثر اوپر گذر چکا اور بخاری رح نے اشارہ کیا اس میں ابو حنیفہ کی خلاف کیطرف انہوں نے کہا کہ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے گو کھڑا ہونا ممکن ہو اور اس اثر سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سمندر کا سفر درست ہے (فتح) نیل میں ہے کہ دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں نکالا ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کشتی میں نماز پڑھنے سے آپ نے فرمایا نماز پڑھ اسمیں

کہڑے ہوکر جب تجہکو ڈوبنے کا ڈر ہو حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور شاذ ہے مترجم کہتا ہے ریل گاڑی ہماری زمانہ مین جو نکلی ہے وہ بہی کشتی کیطرح ہے اِس مین بہی نماز درست ہے گو وہ چلتی ہو اور اِس مین بہی یہی حکم ہے کہ کہڑے ہوکر پڑہے البتہ گرنے یا چوٹ لگنے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر پڑہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَہٗ مُلَیْکَۃَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْہُ لَہٗ فَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ لَکُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰی حَصِیْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُہٗ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْیَتِیْمُ وَرَاءَہٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ **ترجمہ** انس بن مالکؓ سے روایت ہے اونکی نانی (ام سلیم کی ماں) ملیکہ **ف** بعضون نے کہا کہ جدتہ کی ضمیر اسحق کیطرف پہرتی ہے تو ترجمہ یہ ہوگا اسحاق کی دادی ملیکہ نے ایسا ہی کہا ابن عبد البر اور عبد الحق اور عیاض نے اور صحیح کہا اسکو نووی نے اور ابن سعد اور ابن مندہ اور ابن الحصار نے کہا کہ ضمیر انس کیطرف پہرتی ہے اور مراد اونکی نانی ہین جو انس کی والدہ ام سلیم کی مان تہین حافظ نے کہا یہی ظاہر ہے اور مؤید ہے اسکی ابو الشیخ کی روایت فوائد العراقیین مین انس سے کہ میری نانی نے مجہکو بہیجا حضرتؐ کی پاس اور اونکا نام ملیکہ تہا آپ تشریف لائے ہمارے پاس پہر نماز کا وقت آگیا اخیر سعد تک ابن سعد نے طبقات مین کہا ام سلیم بیٹی تہین ملحان کی اور اونکا نسب عدی بن نجار تک بیان کیا اونکو غمیصا یا رمیصا بہی کہتے ہین اونکا نام سہلہ یا انیفہ تہا یا رمیثہ اون کی مان ملیکہ بنت مالک بن عدی تہی پہر بیان کیا نسب اونکا مالک بن نجار تک اور ام سلیم سے نکاح کیا پہلے مالک بن النضر نے تو وہ جنی انس کو پہر ابو طلحہ نے تو وہ جنین عبد اللہ اور ابو عمیر کو عبد اللہ باپ ہین اسحق کے جو راوی ہے اس حدیث کا اپنے مادری بہائی سے باپ کے یعنے چچا سے اور وہ انس ہین اور جسنے ضمیر کو اسحق کیطرف پہیرا تو اوسنے یہ کہا کہ ام سلیم کا نام ملیکہ تہا اور سند اوسکی وہ ہے جو ابن عیینہ نے روایت کیا اسحق بن ابی طلحہ سے انہون نے انس سے کہ مینے اور یتیم نے صف باندہی اپنے گہر مین حضرتؐ کے پیچہے اور میری مان ام سلیم ہمارے پیچہے تہی ایسا ہی کہا لیکن مؤلف نے ابواب الصفوف مین اور قصہ ایک ہی ہے طول دیا اسکو مالک نے اور مختصر کیا اسکو سفیان نے اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہوا اور ملیکہ کا انس کی نانی ہونا مانع نہین ہے اسکا کہ وہ اسحاق کی دادی ہون لیکن جو روایت مین غرائب مالک کے آگے بیان کرونگا اوس سے یہ نکلتا ہے کہ ملیکہ خود ام سلیم کا نام تہا (فتح) **ت** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ایک کہانے کے لیے جو انہون نے تیار کیا تہا آپ کی لیے آپ نے اوس کہانے مین سے کہایا پہر فرمایا کہڑے ہو مین تمہاری لیے نماز پڑہون انس نے کہا تو مین کہڑا ہوا ایک بوریے کیطرف اپنے جو بہت استعمال کرنیسے سیاہ ہو گیا تہا مینے اوس پر پانی چہڑکا اسکو نرم کرنیکے

لیے یا صاف یا پاک کرنیکے لیے) پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور ہینے اور یتیم (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے صف باندہی
آپ کے پیچہے اور بڑہیا (یعنے ملیکہ) ہمارے پیچہے کہڑی ہوئی آپنے دو رکعتیں پڑہائیں پہر تشریف لیگئے ف آپنے انس کے
گہر میں کہانا کہایا پہر نماز پڑہی اور عتبان بن مالک کے گہر میں پہلے نماز پڑہی پہر کہانا کہایا کیونکہ انس کے گہر میں آپ کہانے کے
لیے بلائے گئے تہے اور عتبان کے گہر میں نماز کے لیے تو جس کام کے لیے بلائے گئے تہے آپنے پہلے کیا اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل
لی ہے کہ آگ سے پکا ہوا کہانا وضو نہیں توڑتا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دارقطنی نے غرائب مالک میں نکالا کہ ملیکہ نے
حضرت صلعم کے لیے کہانا تیار کیا آپنے اوس میں سے کہایا پہر آپنے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا اور اس حدیث کو مولف
نے صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اس سے کئی فائدے نکلتے ہیں ایک دعوت کا قبول کرنا گو ولیمہ کیا
نہو گو عورت نے کی ہو بشرطیکہ کسی فتنہ کا ڈر نہو دوسرے دعوت کا کہانا کہانا تیسرے نفل جماعت سے گہروں میں پڑہنا چوتہے
جا‌ئے نماز کا پاک اور صاف کرنا لڑکے کا مرد کے برابر کہڑے ہونا صف میں عورتوں کی صف مردوں کے پیچہے ہونا اگر ایک عورت ہو تو
اکیلی ہی پیچہے کہڑی ہو اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ صف کے پیچہے کوئی اکیلے نماز پڑہے تو اوسکی نماز جائز
ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا نفل نمازوں میں بہی دو رکعت پڑہنا اور چار کی شرط نہونا جس لڑکے
کو عقل ہو اوسکی نماز صحیح ہونا اور امام مالک نے اس حدیث کو صلوٰۃ الضحیٰ کے ثابت کرنیکے لیے بیان کیا اور اسپر یہ اعتراض
ہوا کہ انس بن سیرین نے انس بن مالک سے نکالا کہ انہوں نے حضرت صلعم کو ضحے کی نماز پڑہتے نہیں دیکہا سوا
ایک وقت کے آپ انصاری کے گہر میں جنے آپکو بلایا تہا اپنے گہر میں نماز پڑہنے کے لیے بعضوں نے اسکا جواب یوں دیا ہے
کہ امام مالک نے اس نماز کے وقت پر خیال کر کے اسکو ضحی کی نماز کہا گو انس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ ضحی کی نماز ہے اور امام
بخاری نے اس باب کی حدیث سے اشارہ کیا اس طرف جو ابن ابی شیبہ نے نکالا شریح بن ہانی سے انہوں نے حضرت
عائشہ سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑہتے تہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جہنم کو بوریا کیا کافروں
کے لیے انہوں نے کہا آپ بوریے پر نماز نہیں پڑہتے تہے تو یہ روایت امام بخاری کے نزدیک ثابت نہیں ہوا اونہوں نے
اس روایت کو شاذ مردود سمجہا کیونکہ اوسکی خلاف باب کی حدیث وارد ہوئی جو اس سے زیادہ قوی ہے اور ابو سلمہ نے روایت کیا حضرت
عائشہ سے کہ حضرت صلعم کے پاس ایک بوریا تہا جسکو آپ بچہاتے اور اوسپر نماز پڑہتے نکالا اسکو بخاری نے اور مسلم نے روایت کیا
ابو سعید سے انہوں نے دیکہا حضرت صلعم کو نماز پڑہتے ہوئے بوریا پر (فتح وقسطلانی) **بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ** سجادہ
پر نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ ترجمہ ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے سجدہ گاہ پر۔ ف کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہ کہا خطابی نے خمرہ وہ مصلّے ہے جس پر نماز
کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرے پھر خطابی نے ابن عباس کی حدیث کو ذکر کیا کہ چوہے نے چراغ کی بتی نکالکر خمرہ (جائے نماز
پر ڈالدی تھی اور حضرتؐ اس خمرہ (جائے نماز) پر بیٹھے ہوئے تھے ذکر کیا حدیث کو آخر تک کہا خطابی نے اسمیں تصریح
ہے اطلاق کرنے خمرہ کی اوپر اسکے جو اندازہ مونہہ سے زائد ہو کہا خطابی نے اسکا نام خمرہ اسواسطے رکہا گیا ہے کہ ڈھانپ
لیتا ہے مونہہ کو انتہے خطابی نے جو حدیث ابن عباس کی نقل کی اوسے صاف ظاہر ہے کہ خمرہ پر حضرتؐ کا نماز
پڑہنا جن حدیثوں میں وارد ہوا ہے اُس سے سجدہ گاہ مراد نہیں ہے بلکہ جائے نماز مراد ہے جسپر آپ بیٹھ سکتے تھے

باب الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ بچھونے پر نماز پڑہنا وَصَلّٰى اَنَسٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ اور انس بن مالکؓ نے
نماز پڑہی اپنے بچھونے پر وصل کیا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے دونوں نے ابن مبارک سے انہوں
نے حمید سے انہوں نے کہا کہ انسؓ اپنے بچھونے پر نماز پڑہتے تھے حافظ نے کہا بچھونا عام ہے خواہ اوسپر سوتا ہو
اپنی بی بی کے ساتھ یا نہیں ہرحال میں اوسپر نماز درست ہے اور امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا کہ وہ حدیث
جسکو ابوداؤد وغیرہ نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ حضرتؐ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑہتے تھے ثابت نہیں
ہے یا شاذ مردود ہے اور ابوداؤد نے اس میں علت بیان کی ہے انتہے وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ اور انسؓ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
نماز پڑہتے تھے تو ہم میں سے کوئی سجدہ کرتا اپنے کپڑے پر۔ ف اس حدیث کو خود مؤلف نے آگے وصل کیا اور مسلم
نے بھی اسکو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابراہیم نخعی سے نکالا انہوں نے اسود اور اونکے اصحاب سے کہ وہ بوریا
نماز پڑہنے کو بیا دروں اور پوستینوں اور کملوں پر اور ایک جماعت سے صحابہ اور تابعین سے اس کا جواز نکالا اور امام
مالکؒ نے کہا اس میں قباحت نہیں ہے کہ اگر نمازی ان چیزوں پر کھڑا ہو جب اپنی پیشانی اور دونو ہاتھ (سجدہ میں) زمین
پر رکہے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَ
الْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا میں جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے پاؤں آپکے قبلے میں ہوتے (یعنے آپکی سجدہ کی جگہ میں گویا حضرت
عائشہ کا قبلے کیطرف ہوتا اور پاؤں قبلے کے مقابل) پھر جب آپ سجدہ کرتے تو مجھکو دبا دیتے (اپنے ہاتھ سے

(اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کی چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شافعیہ نے یہ تاویل کی ہے کہ شاید یہ چھونا حائل کے ساتھ ہو یا آپ کی خصوصیت ہو) میں اپنا پانوں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تھیں اپنے پانوں پھیلا لیتی حضرت عائشہ نے کہا (ایسا سونیکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ) ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ بعد کو صحابہ کے گھروں میں چراغ جلنے لگے تھے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہوتی ہے کہ اسکے بعد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ بچھونے پر سوتی تھیں تو آنحضرت صلعم اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (فتح وقسط) **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور وہ آپکے اور قبلے کی بیچ میں ہوتیں اپنے گھر کے بچھونے پر آڑی جنازے کیطرح **ف** یعنے سر اونکا اور پاؤں اونکے آپکے داہنے اور بائیں طرف ہوتے اس حدیث کو بھی مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَنَامَانِ عَلَيْهِ **ترجمہ** عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں آڑی لیٹی ہوتیں اُس بچھونے پر جسپر دونو سوتے تھے **ف** اس حدیث میں صاف یہ مضمون ہے کہ وہ بچھونا وہی تھا جسپر حضرت عائشہ اور حضرت صلعم دونو آرام فرماتے تھے اور اسی واسطے مؤلف اس حدیث کو اس باب میں لائے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سونے والے کیطرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے گو وہ عورت ہی ہو اور کچھ ضعیف حدیثیں اسکی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں وہ اگر ثابت ہوں تو اونکا مطلب یہ ہوگا کہ جب خیال نماز کا اسطرف متوجہ ہو تو منع ہے ورنہ نہیں قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی عورت کیطرف نماز پڑھے یا عورت اوسکے سامنے سے نکل جاوے تو نماز باطل نہ ہوگی اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا لیکن اگر فتنے کا ڈر ہو یا دل اودھر متوجہ ہونیکا تو مکروہ ہے (فتح وقسط)

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ گرمی جب سخت ہو تو کپڑے پر سجدہ کرنا **ف** حافظ نے کہا گرمی کی قید لفظ حدیث کی متابعت سے ہے ورنہ جو شخص کپڑے پر سجدہ کرنا جائز کہتا ہے وہ ہر حال میں جائز کہتا ہے گرچہ سردی ہو وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ اور حسن بصری رح نے کہا لوگ سجدہ کرتے تھے عمامے اور ٹوپی پر اور انکے ہاتھ آستینوں کی اندر ہوتے **ف** اس

کو عبدالرزاق نے نکالا ہشام بن حسان سے اونہوں نے حسن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سجدہ کرتے تہے اور اونکے ہاتہ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی سجدہ کرتا اپنی ٹوپے اور عمامہ پر اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ **ترجمہ** انس بن مالک نے کہا ہم نماز پڑہتے تہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتہہ تو ہم میں سے ایک اپنے کپڑے کا کنارہ سخت گرمی کی وجہ سے سجدے کی جگہ میں رکہتا **ف** مسلم کی روایت میں ہے اپنا کپڑا بچہا لیتا اور مؤلف کی ایک روایت میں ہے ہمنے سجدہ کیا اپنے کپڑوں پر گرمی سے بچنے کے لیے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی اپنی پیشانی اور زمین کے درمیان کپڑے کو حائل کرسکتا ہے سجدے میں زمین کی سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اصل یہی ہے کہ سجدے میں پیشانی زمین سے لگے کیونکہ کپڑا رکہنا گرمی کی شدت کی وجہ سے بیان کیا اور یہی نکلا کہ اوس کپڑے پر سجدہ درست ہے جو نمازی کی بدن سے لگا ہو نووی نے کہا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور جمہور علماء کا اور شافعی نے کہا کہ مراد اس سے وہ کپڑا ہے جو نمازی کی بدن سے علاحدہ ہو اور بیہقی نے اسکی تائید کی ہے اس روایت سے جو اسمعیلی نے نکالی اوس میں یہ ہے کہ ہم میں سے ایک کنکریاں لیتا اپنے ہاتہ میں جب وہ ٹہنڈی ہو جاتیں تو اونکو رکہہ لیتا (سجدے کے مقام میں) اور انپر سجدہ کرتا پہر اگر ہر چیز پر جو بدن سے لگی ہو سجدہ جائز ہوتا تو کنکریوں کے ٹہنڈا کرنیکی کیا ضرورت تہی اور احتمال ہے کہ کنکریوں کو وہ ٹہنڈا کرتا ہوگا جسکے کپڑے میں گنجایش نہ ہوگی یہ بہی اس حدیث سے نکلا کہ عمل قلیل نماز میں جائز ہے اور خشوع کا اہتمام لازم ہے اور کپڑا رکہنا اسی لیے تہا کہ زمین کی گرمی سے خشوع میں خلل نہ ہو اور یہ بہی نکلا کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑہتے تہے اور ٹہنڈا کرنا جو دوسری حدیثوں میں آیا ہے اسکے خلاف نہیں کیونکہ زمین کی گرمی اس وقت بہی رہتی ہے یا ٹہنڈا کرنا رخصت ہے یا سنت ہے اور یہ حدیث ان حدیثوں سے منسوخ ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ میں بہی نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے (فتح و قسط) نیل میں ہے کہ احمد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے نکالا کہ حضرت نے نماز پڑہی بچہونے پر اور اسکی اسناد میں زمعہ بن صالح ضعیف ہے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا انس سے کہ حضرت میرے ایک چہوٹے بہائی سے فرمایا کرتے ای ابا عمیر نغیر (لال چڑیا) کیا ہوئی اور ہمارا ایک بچہونا دہویا گیا آپ نے اوسپر نماز پڑہی ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہونوں پر نماز درست ہے اور ترمذی نے اکثر اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا صحابہ و من بعدہم سے اور یہی قول ہے اوزاعی اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور جمہور فقہا کا اور ایک جماعت تابعین اور انکے بعد والوں نے اسکو

مکروہ جانا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سعید بن المسیب اور ابن سیرین سے نکالا کہ طنفسہ (ایک قسم کا فرش ہے اسکو پشمینہ اور بیرزہ ہوتا ہے) پر نماز پڑھنا بدعت ہے اور جابر بن زید سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے نماز کو ہر حیوان کی چیز پر اور مستحب جانتے تھے نماز کو اوس چیز پر جو زمین سے اوگتی ہے اور عروہ بن الزبیر سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے سجدہ کرنا زمین کے سوا اور کسی چیز پر اور امام ہادی اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ زمین کی سوا اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور امامیہ نے کہا جو چیز اوسکی اصل میں سے نہ ہو اوس پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے اور انکے نزدیک حرام ہے سجدہ اون چیزوں پر جنکو کہاتے ہیں یا پہنتے ہیں اور امام مالک نے کہا جو چیز زمین سے اُگے لیکن اوس میں انسان کی صنعت کو دخل ہو جاوے مثلاً روئی تو اوس پر سجدہ مکروہ ہے ابن عربی نے کہا کہ امام مالک نے اُسکو مکروہ رکھا بوجہ زینت کے اور امام ہادی نے دلیل لی اس حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ زمین کے سوا اور چیزیں مسجد نہیں ہیں اور بچھونے پر سجدہ کرنا زمین پر سجدہ کرنا ہے جیسے کوئی شخص گھوڑے پر زین رکھکر اوس پر بیٹھتا ہے تو کہتے ہیں گھوڑے پر بیٹھا ہے اور جب حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ آپنے سجدہ کیا بچھونے پر تو آپ کا فعل مکروہ نہیں ہو سکتا اور ابن ابی شیبہ نے انس سے نکالا کہ آپ کبھی نماز پڑھتے ہمارے بچھونے پر وہ بوریا ہوتا اوسکو ہم دھو لیتے پانی سے تو انس کی روایت میں بچھونے سے بوریا مراد ہے اور بوریے پر سجدہ کرنا امامیہ کے نزدیک بھی درست ہے اور احمد اور ابو داؤد نے مغیرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے بوریے پر اور پوستین پر جو دباغت کی گئی تھی اسکی اسناد میں ابو عون محمد بن عبید اللہ ثقفی ہے وہ تو ثقہ ہے لیکن اُسکے باپ کو جس سے وہ یہ حدیث روایت کرتا ہے ابو حاتم نے مجہول کہا اور ابن حبان نے اُسکو ثقات میں ذکر کیا اتباع تابعین میں تو یہ حدیث منقطع ہوگی عراقی نے کہا حضرت صلعم کی نماز بوریے پر ثابت ہے انس کی حدیث سے صحاح ستہ میں اور ابو سعید کی حدیث سے اور ام سلمہ کی حدیث سے اوسکو نکالا طبرانی نے کبیر میں اور ابن عمر کی حدیث سے اسکو نکالا ابو حاتم نے علل میں اور ابو یعلیٰ موصلی نے نکالا حضرت عائشہ سے اوسکے راوی ثقہ ہیں اونسے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا نہیں تو شاید حضرت عائشہ کو اس امر کی خبر نہ ہوئی ہو اور اثبات کی روایت مقدم ہے نفی پر اور اگرچہ اوسکے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک بوریا پر نماز پڑھنا مستحب ہے جیسے ترمذی نے کہا اور کہا کہ بعض اہل علم نے زمین پر نماز پڑھنا مستحب کہا ہے اور زید بن ثابت اور ابو ذر اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور سعید بن المسیب اور مکحول وغیرہم سے بوریے پر نماز پڑھنے کا استحباب منقول ہے اور ابن مسیب نے کہا وہ سنت ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ نمازی کو ننگی زمین پر بغیر کسی آڑ کے نماز پڑھنا چاہیے اون میں سے عبد اللہ بن مسعود طبرانی نے اونسے روایت کیا وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے مگر زمین پر اور ابراہیم نخعی

سے کہ وہ بوریے پر نماز پڑھتے تھے لیکن سجدہ زمین پر کرتے تھے اور امام مسلم نے نکالا ابوسعید سے وہ حضرت صلعم کے پاس گئے انہوں نے کہا میں نے آپکو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک بوریے پر اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور جماعت نے روایت کیا میمونہ سے کہ حضرت نماز پڑھتے تھے خمرہ پر اور ترمذی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ام حبیبہ سے اور ام سلمہ سے اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور احمد اور بزار نے ابن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں اور بزار نے انس سے اور بزار نے جابر سے اور طبرانی نے ابوبکرہ سے اور مسلم اور نسائی نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے ام ایمن سے اور احمد اور طبرانی نے ام سلیم سے ایسا ہی نکالا ابوعبید نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ ہے کھجور کی چھال کا سجدہ کی موافق اگر بڑا ہو نمازی کے سارے بدن کی موافق نماز میں یا لیٹنے میں تو اسکو حصیر کہتے ہیں جوہری نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ اور ایسا ہی کہا خطابی نے صاحب مشارق نے کہا خمرہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اوسپر مونہہ اور ناک آتی ہے اور امام احمد نے اپنے مسند میں ام سلمہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے افلح سے فرمایا اے افلح اپنے منہہ کو مٹی سے لگا یعنی سجدے میں اس سے غرض نہیں ہے کہ زمین کی سوا بوریے پر سجدہ مکروہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنا ماتھا زمین پر جما سجدے میں اور شاید افلح سجدے میں اپنی پیشانی نہ جماتا ہوگا تو آپ نے اوسکو دیکھ کر یہ فرمایا اور ابن ابی شیبہ نے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا ابوالدرداء سے انہوں نے کہا مجھے پرواہ نہیں اگر میں نماز پڑھوں پانچ بچھونوں پر اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں چھہ ہیں ایک پر ایک اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ابن عباس سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بچھونے پر اور ایسا ہی نکالا ابووائل سے اور حسن سے نکالا انہوں نے کہا بچھونے پر نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ بچھونے پر نماز پڑھتے تھے اونکے دونوں قدم اور گھٹنے اوسپر ہوتے اور انکے دونوں ہاتھ اور مونہہ زمین پر ہوتے اور ابراہیم اور حسن سے نکالا کہ ان دونوں نے نماز پڑھی ایک بچھونے پر جسمیں تصویریں تھیں اور عطا سے نکالا کہ انہوں نے نماز پڑھی بچھونے پر اور سعید بن جبیر سے ایسا ہی اور مرہ ہمدانی سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بالونیر اور قیس بن عباد سے ایسا ہی اور جمہور فقہا کا یہی قول ہے کہ بچھونے پر نماز جائز ہے انتہی ما قال الشوکانی مختصراً

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ جوتوں میں نماز پڑھنے کا بیان

ف حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت اگلے باب سے یہ ہے کہ جوتے بھی نمازی کے پانوں چھپاتے ہیں اور اگلے باب میں پیشانی چھپتی تھی کپڑے سے **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَزْدِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** ابومسلمہ سعید بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک رضی سے پوچھا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں **ف** ابن بطال نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب جوتوں میں نجاست نہ ہو اور جوتوں میں

نماز پڑھنا رخصت ہے جیسے ابن دقیق العید نے کہا نہ مستحب میں کہتا ہوں ابو داؤد اور حاکم نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ فرمایا
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خلاف کرو یہودیوں کا وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے تو یہود کی مخالفت
کی نیت سے جوتوں میں نماز پڑھنا مستحب ہو گا اور قرآن میں آیا ہے خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اپنی زینت لے لو ہر مسجد
میں جاتے وقت اور ایک حدیث میں ہے کہ مراد زینت سے جوتیاں ہیں یعنے جوتیاں پہنے ہوئے مسجد میں جاؤ اور جوتیاں پہنے
ہوئے نماز پڑھو پر یہ حدیث ضعیف ہے بہت نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں ابو ہریرہ سے
اور عقیلی نے انس سے (رفع ہ) قسطلانی نے کہا اگر جوتیوں میں نجاست ہو تو شافعیہ کے نزدیک بغیر پانی کے پاک نہ ہوگی اور مالک
اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نجاست خشک ہو تو جوتیوں کا زمین پر رگڑ دینا کافی ہے اور جو تر ہو تو پانی سے دھونا چاہیے
اور اس حدیث کو مولف نے لباس میں بھی نکالا اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے صلوۃ میں (نیتے) شوکانی نے کہا شداد بن
اوس کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا اور اسکی اسناد میں کوئی طعن نہیں ہوا اور اس باب میں اور چار حدیثیں مروی
ہیں ایک انس سے اوسکو نکالا طبرانی اور بیہقی نے (اُس میں بھی حکم ہے جوتوں میں نماز پڑھنے کا جیسے شداد کی حدیث
کا مضمون ہے بیہقی نے کہا اسکی اسناد میں کوئی برائی نہیں اور دوسرے اُسکو نکالا بزار نے اُسی مضمون سے جو شداد کی
حدیث میں ہے اور تیسری اسکو نکالا ابن مردویہ نے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑھو جوتوں میں اسکی اسناد میں عباد بن جویریہ
ہے جھوٹا کہا اوسکو امام احمد اور بخاری نے اور چوتھی اسکو بھی نکالا ابن مردویہ نے اسکی اسناد میں عیسے بن عبد اللہ عسقلانی
ہے اور وہ ضعیف ہے چوری کرتا ہے حدیث کی اور جوتوں میں نماز پڑھنا متعدد احادیث میں وارد ہے ابن ماجہ نے اسکو
نکالا عبد اللہ بن مسعود سے اور طبرانی نے دوسرے طریق سے اسکی اسناد میں علی بن عاصم ہے اوس میں کلام ہوا ہے
اور بزار اور طبرانی اور بیہقی نے تیسرے طریق سے اوسکی اسناد میں ابو حمزہ اعور ہے اوسکی روایت حجت نہیں اور احمد اور بزار
اور طبرانی نے عبد اللہ بن ابی حبیبہ سے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے اور ترمذی نے شمائل میں اور
نسائی نے عمرو بن حریث سے اور ابن ماجہ نے اوس ثقفی سے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث
ہے اسکو نکالا احمد اور بیہقی نے اور ایک اور ہے اُسکو نکالا بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد میں عباد بن کثیر ہے وہ لین الحدیث
ہے بعضوں نے کہا متروک ہے بعضوں نے کہا اسکی حدیث حجت نہیں اور ایک اور حدیث ہے نکالا اسکو ابن مردویہ نے اسکی اسناد
صالح ہے سوائے تمام کا وہ ضعیف ہے اور ابن مندہ نے معرفت صحابہ میں اور طبرانی اور ابن قانع نے عطا شیبی سے اور ابو الشیخ نے
براء سے اوسکی اسناد میں سوار بن مصعب ہے وہ ضعیف ہے اور مسلم نے عبد اللہ بن الشخیر سے اور ان سے اور ایک حدیث
مروی ہے نکالا اسکو طبرانی نے اور بزار اور طبرانی اور ابن عدی نے ابن عباس سے اوسکی اسناد میں نضر بن عمر ہے وہ بہت

ضعیف ہے اور انسے ایک اور حدیث مروی ہے نکالا اسکو طبرانی نے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے[11] اور ابن عدی نے کامل مین حضرت
علی رضہ سے اوسکی سند مین حسین بن ضمیرہ ہے عن ابیہ عن جدہ وہ بہت ضعیف ہے اور ان سے اور ایک حدیث مروی ہے اسکو نکالا ابو یعلےٰ[12]
اور ابن عدی نے اور کہا اسکی کوئی اصل نہین بلکہ اسکو بنالیا محمد بن حجاج لخمی نے اور طبرانی نے فیروز دیلمی[13] سے اسکا اسناد عمدہ ہے
اور امام احمد نے مجمع[14] بن جاریہ سے اسکی اسناد مین یزید بن عیاض ضعیف ہے اور ابن حبان نے ثقات مین اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط
مین ہرماس[15] بن زیاد سے اور بزار اور ابو یعلےٰ اور ابن عدی[16] نے ابوبکرہ سے اوسکی اسناد مین بحر بن مرار ہے اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا
لیکن ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور ابو الشیخ اور بیہقی نے ابوذر[17] رضہ سے اور ابو داؤد نے ابو سعید[18] سے اور طبرانی نے حضرت[19] عائشہ سے
اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور احمد نے مسند مین ایک[20] اعرابی سے جسکا نام نہین لیا اور ان سب حدیثون
سے یہ نکلتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا جائز ہے اور صحابہ اور تابعین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا مستحب
ہے یا مباح ہے یا مکروہ ہے تو حضرت عمر رضہ سے باسناد ضعیف یہ منقول ہے کہ وہ نماز مین جوتے اوتارنا مکروہ جانتے تہے اور سختی کرتے
تہے لوگون پر اسباب مین اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود سے اور ابو عمرو شیبانی لوگون کو مارتے تہے جب وہ نماز کے لیے اپنے جوتے اوتارتے
تہے اور ابراہیم سے مروی ہے (جو ابو حنیفہ رحمہ کے اسناد کی استاد ہین) کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کے لیے جوتیان اوتارنے کو اور
ان روایتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا اونکے نزدیک مستحب تہا عراقی نے شرح ترمذی مین کہا
جو لوگ جوتیان پہنکر نماز پڑہتے تہے اُن مین سے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود (جنکی حنفیہ بہت تقلید
کرتے ہین) اور عویمر بن ساعدہ اور انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور اوس ثقفی اور تابعین مین سے سعید بن المسیب اور
قاسم اور عروہ بن الزبیر اور سالم بن عبد اللہ اور عطا بن یسار اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور طاؤس اور شریح قاضی (جنکے
فتوے کو حنفی بہت مانتے ہین) اور ابو مجلز اور ابو عمرو شیبانی اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی اور امام علی بن حسین
یعنے امام زین العابدین علیہ السلام اور انکے صاحبزادے ابو جعفر (یعنے امام محمد باقر علیہ السلام) اور جو لوگ جوتیان پہن کر نماز
نہین پڑہتے اون مین سے ہین عبد اللہ بن عمر اور ابو موسےٰ اشعری اور راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ جوتیان پہن کر نماز پڑہنا
مستحب ہے گو عوام اونکے اسکا انکار کرتے ہین امام مہدی نے بحر مین کہا مستحب ہے نماز پڑہنا پاک جوتے مین کیونکہ حضرت نے فرمایا نماز پڑہو
اپنی بہتر جوتیون مین اور ابن دقیق العید نے طول کیا اس امر کے اثبات مین کہ یہ امر مستحب نہین ہے مگر شداد کی حدیث اونکا رد
کرتی ہے کیونکہ امر کا ادنے درجہ یہ ہے کہ وہ مستحب ہو اسیطرح اور حدیثین بہی استحباب پر دلالت کرتی ہین اور ابو داؤد نے نکالا
ابو سعید خدری رضہ سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے جب کوئی تم مین سے مسجد کے پاس آوے تو دیکہے پہر اگر اپنی جوتیون مین نجاست
پاوے یا پلیدی تو اونکو رگڑ دے (زمین پر) اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اور ممکن ہے کہ مستحب ہونے پر دلیل لیجاوے اس حدیث سے

جسکو نکالا ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے پہر اپنی جوتیان اوتاری تو اونکی وجہ سے
کسیکو تکلیف نہ دیوے چاہیے کہ اونکو رکہہ لیوے اپنے دونون پاؤن کے بیچ مین یا نماز پڑہے اونکو پہنے پہنے عراقی نے کہا اسکا
اسناد صحیح ہی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ مینے دیکھا حضرت صلعم کو آپ نماز پڑہتے تہے
ننگے پاؤن بہی اور جوتیان پہنکر بہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اپنی سند سے ابو عبد الرحمن بن ابی لیلے سے انہون نے کہا حضرت
نے نماز پڑہائی اپنی دونو جوتیان پہنکر لوگون نے بہی جوتون مین نماز پڑہی پہر آپنے جوتیان اتار ڈالین تو لوگون نے بہی اتار ڈالین جب آپ نماز
پڑہ چکے تو فرمایا جسکا جی چاہے وہ اپنی دونو جوتیان پہنکر نماز پڑہے اور جسکا جی چاہے وہ اتار کر پڑہے عراقی نے کہا
یہ روایت مرسل ہی مگر اسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا جب ان حدیثونکو ان حدیثون سے ملاؤ جن مین جوتیان پہن کر نماز پڑہنے
کا حکم ہے بوجہ مخالفت یہود کی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم وجوب کے لیے نہین ہے ایسا ان حدیثون مین جو یہ امر نمازی کے اختیار
کیطرف چہوڑا وہ استحباب کے منافی نہین ہے کسلیے کہ مستحب کا ترک آدمی کر سکتا ہے پس صحیح اور عمدہ اور قوی مذہب
یہ ہے کہ جوتیان پہنکر نماز پڑہنا مستحب ہے انتہے تیسیر الوصول مین ہے کہ امام نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ مینے
حضرت صلعم کو دیکہا آپ پانی پیتے تہے کہڑے ہوکر اور بیٹہ کر اور نماز پڑہتے تہے ننگے پاؤن اور جوتیان پہنکر اور نماز سے فارغ
ہوکر پہرتے تہے داہنی طرف سے اور بائین طرف سے اور ابو داؤد نے نکالا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی
اپنی جوتیون سے نجاست کو روندی تو مٹی اوسکے لیے پاک کرنے والی ہے اور ابو داؤد نے نکالا ابو سعید سے کہ ایک بار جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیان پہنے ہوئے نماز پڑہا رہے تہے اپنے اصحاب کے ساتہہ اتنے مین آپ نے اپنی جوتیان
اوتارین اور انکو بائین طرف رکہہ لیا جب آپ کے اصحاب نے یہ دیکہا تو اونہون نے بہی (نماز ہی مین) اپنی جوتیان
اوتار ڈالین جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین انہون نے کہا ہمنے دیکہا آپنے اپنی جوتیان
اوتارین تو ہم نے بہی اوتار ڈالین آپنے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجہہ سے کہا کہ تمہاری جوتیون
مین پلیدی ہی پہر جب کوئی تم مین سے نماز کے لیے آوے تو دیکہے اگر اپنی جوتیون مین پلیدی دیکہے یا نجاست تو
اونکو گہس دیوے زمین پر اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو جوتی کا پاک ہو جانا
زمین پر گہسنے سے دوسری اگر نادانستہ نجس کپڑے یا جوتے مین نماز پڑہ لیوے تو اوسکا اعادہ واجب نہین تیسرے جوتی
پہنکر نماز پڑہنا اولی ہے ننگے پاؤن پڑہنے سے کسلیے کہ آپ نے یون نہین فرمایا کہ اگر جوتون مین نجاست دیکہے تو ننگے
پاؤن نماز پڑہے مرقاۃ مین ہی کہ حنفیہ کا مذہب ہی کہ اگر جوتی یا موزے مین نجاست لگ جاوے اور وہ جرم دار ہو تو
مٹی یا ریت پر خوب رگڑنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور جو جرم دار نہ ہو جیسے پیشاب یا شراب تو اوسکا دہونا ضرور ہے

ہو یا خشک نتہتے اور امام طحاوی حنفی نے معانی الآثار مین نکالا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنے موزے یا جوتی سے نجاست کو روندے تو مٹی اسکو پاک کرنیوالی ہے اور امام زیلعی حنفی نے تخریج میں کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث بیان کی کہ اگر جوتون مین نجاست ہو تو انکو زمین سے رگڑ ڈالے وہ پاک کرنیوالی ہے انکی تو ابوداؤد نے اسکو دو طریقوں سے نکالا اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر نووی نے خلاصہ مین کہا ابوداؤد کا اسناد صحیح ہے اور قادح کیا اوس مین ابن القطان نے بوجہ محمد بن کثیر صنعانی کے اور محمد بن عجلان کے جو ایک طریق مین ہے اور دوسرے طریق مین ایک راوی مجہول ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے ابو سعید خدری سے اور یہ روایت اوپر گذری اور نکالا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور عبد بن حمید اور اسحق بن راہویہ اور ابو یعلے موصلی نے اور ابوداؤد نے نکالا حضرت عائشہ سے ایسا ہی اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین تمیمی سے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر کوئی مرد اپنی جوتیون سے نجاست کو کہندلے آپنے فرمایا مٹی انکو پاک کرنیوالی ہے اسکی اسناد مین عبد اللہ بن زیاد بن سمعان ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین اس مین بھی ابن سمعان ہے ابن جوزی نے مالک سے نقل کیا کہ وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے انتہے باختصار مترجم کہتا ہے جوتون سمیت نماز پڑھنی مین اسقدر حدیثین وارد ہین کہ اوسکے ثبوت مین کوئی شک نہین رہتا گو ان مین سے بعض حدیثین ضعیف ہون اور اگر ایک صحیح حدیث وارد ہوتی تو بھی کافی تھا نہ کہ جب متعدد صحیح حدیثین موجود ہین اور جن صحابہ نے جوتون سمیت نماز پڑھی ہے وہ بڑے جلیل الشان صحابہ ہین جیسے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہم پس صحیح یہی ہے کہ جوتون سمیت نماز پڑھنا آنحضرت صلعم اور خلفا اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور وہ افضل ہے ننگے پاؤن پڑھنے سے گو ننگے پاؤن پڑھنا بھی جائز ہے لیکن ہمیشہ ننگے پاؤن نماز پڑھنا اور ننگے پاؤن پڑھنے کو ضرور جاننا یا جوتون سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرنا ضلالت اور گمراہی ہے اور تعجب ہے ان جاہلون سے جو اتنی صحیح حدیثین دیکھہ کر بھی اس امر کا انکار کرین معلوم نہین ہوتا کہ شیطان نے اونکے دلونپر کونسا افسون پہونک دیا ہے اور جو کوئی حضرت صلعم کی سنت اور آپکے طریقہ کو برا جانے نعوذ باللہ وہ مردود اور کافر ہے اور لطف یہ کہ حنفیہ کی تمام کتابون مین جوتون سمیت نماز پڑھنا مذکور ہے اور نور الانوار اور مسلم اور تمام اصول کی کتابون مین ابو سعید کی حدیث بیان کی ہے جسمین حضرت صلعم نے صحابہ سے پوچھا کہ تمنے اپنی جوتیان کیون اتار دین پہر بھی اگر کوئی جاہل جوتی سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرے یا جوتی سمیت مسجد مین آنے سے روکے تو اوسکا علاج یہ ہے کہ جوتون ہی سے درست کیا جاوے اب بعضے جاہل یہ کہتے ہین کہ عرب کی زمین پاک اور خشک تہی اور صحابہ کی جوتی پاک اور صاف رہتی تہی اسواسطے اونکو جوتی سمیت نماز پڑھنا لائق تھا ہم کو لائق نہین یہ نرا دہوکا اور مغالطہ ہے نجاست جیسی اس ملک مین

ہے ویسی ہی عرب کے ملک مین تہی اور صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہنے کا کیا ثبوت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک جوتیون مین تو نجاست لگ گئی تہی جسکی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنکو دی پہر اور کسی کی جوتیون کا ہمیشہ پاک رہنا کیونکر ہو سکتا ہے اور جو صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہتے تو آپ دوسری حدیث مین یہ کیون فرماتے کہ جب تم مین سے کوئی مسجد کے پاس آوے تو اپنی جوتی دیکہے اگر اون مین نجاست ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے وہ اونکو پاک کرنیوالی ہے پہر اون مین نماز پڑہے اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ اگر جوتے نجس بہی ہون تو اونکو زمین پر رگڑ دین پہر اون مین بے تکلف نماز پڑہین اور اگر پاک جوتا ہو تو رگڑنے کے لیے کوئی ضرورت نہین اب یہ سب قیدین کہ جوتا نیا ہو اور اگر نجاست لگی ہو تو وہ تر نہو خشک ہو جرم دار ہو خرافات اور واہیات ہین شریعت مین جوتی کی طہارت یہی مقرر ہوئی کہ زمین پر رگڑ دینا جیسے جنب کی طہارت جب پانی نملے تیمم قرار پائی بس چاہیے جس قسم کی نجاست ہو جوتا رگڑنے سے ہمیشہ پاک ہو جاویگا اور یہ رگڑنا بہی اُس صورت مین ہے جب نجاست کا لگنا یقینی ہو ورنہ ہر ایک جوتا نیا ہو یا پرانا پاک ہے اور اسکو پہنکر نماز پڑہنا درست ہے اور یہی حق ہے اور یہی سنت ہے اور یہی ہدایت ہے اور جو کوئی اسکو نمانے اُسکا اور ہمارا انصاف بروز قیامت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو جاویگا وباللہ التوفیق

باب الصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ موزون مین نماز پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ **ترجمہ** ہمام بن حارث سے روایت ہے مینے دیکہا جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی مشہور کو اونہون نے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی (موزے پہنے ہوئے) اور اُنسے پوچہا گیا (طبرانی کی روایت مین ہے کہ ہمام نے پوچہا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص نے عیب کیا) تو انہون نے کہا مینے دیکہا جناب سرور انبیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے ایسا ہی کیا ابراہیم نخعی نے کہا جریر کی یہ حدیث لوگون کو (یا عبد اللہ بن مسعود کے یارونکو جیسے مسلم کی ایک روایت مین ہے) بہت بہلی لگتی تہی اسلیے کہ جریر اون لوگون مین تہے جو اخیر مین اسلام لائے **ف** اور اس سبب سے حدیث مین یہ شبہ نہین رہتا کہ آپ نے ابتداء زمانہ اسلام مین ایسا کیا ہوگا پہر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہوگا مسلم کی روایت مین ہے کہ جریر سورہ مائدہ اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تہے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے لوگون نے کہا آپ کا مسح کرنا موزون پر کیا سورہ مائدہ اوترنے کے بعد تہا (جس مین وضو مین پاؤن دہونیکا حکم ہے) تو جریر نے کہا مین تو اس سورت کے اوترنیکے بعد مسلمان ہوا اور طبرانی کی روایت مین ہے جریر سے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور ترمذی کی روایت مین ہے شہر بن حوشب سے مینے جریر کو دیکہا پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح اخیر مین یہ ہے کہ مینے کہا

سورۂ مائدہ اوترنے کی بعد کا یہ قصہ ہے یا اوس کے پہلے کا جریر نے کہا مین تو مسلمان نہین ہوا اگر سورۂ مائدہ اوترنے کی بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث تفسیر کرنیوالی ہے کیونکہ بعضے لوگ جو موزون پر مسح کرنیکے قائل نہین یہ تاویل کرتے ہین کہ حضرتؐ نے موزون پر مسح سورۂ مائدہ کی آیت اوترنے سے پہلے کیا تہا اور یہ آیت اسکی ناسخ ہے تو جریر نے کہا کہ مین نے آپکو اس آیت کے اوترنے کے بعد موزون پر مسح کرتے دیکھا اور عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کو یہ حدیث پسند تہی کیونکہ اوس سے رد ہوتی تہی اُن لوگون کی تاویل اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الوضو مین گذر چکی (فتح) اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے بہی نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے جب جوتون سمیت نماز پڑہنا جائز ہے تو موزون سمیت بطریق اولی جائز ہوگی بلکہ موزون سمیت پڑہنا ضرور ہے کسلیے کہ اگر موزے اوتار ڈالیگا پہر حدث ہوگا تو پہر اوسپر مسح جائز نہ ہوگا جبتک دوبارہ پورا وضو کرکے اُن کو نہ پہنے بعض جاہل یہ کہتے ہین کہ حق تعالی نے جب موسیٰ کو حکم دیا جب وہ وادی مقدس مین گئے فاخلع نعلیک یعنے اوتار جوتیان اپنی تو مسجد بہی خانہ خدا ہے اوس مین جوتیان اوتارنا ضرور ہے اونکا جواب یہ ہے کہ حضرت موسی کو جو جوتیان اوتارنے کا حکم ہوا وہ اسوجہ سے تہا کہ اونکی جوتیان مردہ گدہے کی کہال کی تہین جسکی دباغت نہین ہوئی تہی یہی منقول ہے سدی اور قتادہ سے اور علاوہ اس کے حضرت موسیٰ کی شریعت ہماری شریعت مین حجت نہین جب اُسکی خلاف ہماری شریعت مین حکم موجود ہو اور اوپر کئی حدیثون مین گذرا کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے تو اپنی جوتیون کو دیکہے اور ان حدیثون مین صراحت ہے اس امر کی کہ جوتیون سمیت مسجد مین آنا اور نماز پڑہنا درست ہے بلکہ آپنے حکم دیا یہود کے خلاف کرنیکا اور فرمایا کہ وہ جوتیان اوتار کر نماز پڑہتے ہین تم جوتیان پہنکر نماز پڑہو باوجود اسکے اگر کوئی حضرت موسے کی اس حکم کو سند لاوے اور ہمارے پیغمبر صلعم کے حکم کو نہ دیکہے تو وہ مردود ہے ہوچکا ہے ہمکو اوس سے کچہہ سروکار نہین **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّاْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مینے وضو کرایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تو آپنے مسح کیا اپنے دونو موزون پر اور نماز پڑہی **ف** اس حدیث کو مولف نے صلوۃ اور جہاد اور لباس مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط)

بَابٌ اِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ جو کوئی سجدہ کو پورا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مستملی کی روایت مین یہ باب یہان نہین ہے اور وہی صواب ہے کیونکہ یہ باب اپنے مقام مین آویگا صفت صلوۃ مین اسیطرح اسکے بعد کا باب بہی نہین ہے اور درصورتیکہ ان دونو بابون کا ذکر غلطی کاتبین نہ ہو تو مناسبت یہ ہوگی کہ باب سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی شرط کو ترک کرے اُسکی نماز صحیح نہ ہوگی جیسے کوئی رکن کو ترک کرے اور دوسرے باب سے یہ نکلتا ہے کہ سجدے مین اپنے دونو بازو کشادہ رکہنا عدم ستر کو مستلزم نہین ہے تو نماز اوس سے باطل نہ ہوگی انتہے مختصراً **اَخْبَرَنَا** اور بعض نسخون مین حدثنا ہے اَلصَّلْتُ بْنُ

مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ لَوْمُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حذیفہ بن الیمان رضنے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے رکوع اور سجدے کو پورا نہین کرتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اوس سے کہا تو نے نماز نہین پڑہی ابو وائل نے کہا مین سمجھتا ہون حذیفہ نے یہبی کہا اگر تو مرگیا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہین مریگا **ف** بلکہ اور طریقہ پر تیرا خاتمہ ہوگا یا تباہ خدا کی کیونکہ تو نے نماز کی سی عبادت مین حضرت صلعم کی پیروی کا خیال چھوڑ دیا قسطلانی نے کہا طبرانی نے انس سے مرفوعًا روایت کی کہ جسنے نماز پڑہی اور اسکے خشوع اور رکوع اور سجدے کو پوری طرح ادا نہین کیا تو وہ نکلتی ہے اندہیری کالی ہوکر اور کہتی ہے خدا تعالی تجھکو تباہ کرے جیسے تو نے مجھکو تباہ کیا جب اس مقام پر پہنچتی ہے جہان اللہ چاہتا ہے تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹی جاتی ہے پھر اوس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہی اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد مین سے ہی

باب يُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِيْ فِي السُّجُوْدِ اپنے دونو بازو یا بغلین پسلی سے جدا رکہے سجدے مین **اَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ ترجمہ عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑہتے تو اپنے دونون ہاتھون کو کشادہ رکہتے یعنے جدا رکہتے پسلی سے یہانتک کہ آپ کی دونون بغلون کی سفیدی نمودار ہوتی **ف** حاکم کی روایت مین ہے مین نے آپ کی دونون بغلون کی سفیدی کو دیکھتا (قسط) لیث نے بہی یہ حدیث کو جعفر سے روایت کیا اور عن کی جگہ حدثنی جعفر بن ربیعۃ کہا اور اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح مین وصل کیا **خاتمہ** حافظ صاحب نے کہا ستر عورت کے ابواب اور اس سے پہلے کے باب ابتدائے فرض الصلوۃ سے ۳۹ مرفوع حدیثون پر مشتمل ہین اگر آخیر کی دونون باب کی حدیثین بہی اون مین شامل کرلو تو سب ۱۷۱ حدیثین ہوجاتی ہین ان مین سے مکرر ۱۰۵ حدیثین ہین اور ۳۴ معلق حدیثین ہین اور اگر آخیر کے باب کی بہی معلق حدیث ملالی جاوے تو ۱۵ ہوتی ہین اون مین سے دس یا گیارہ مکرر ہین اور امام مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا اسلمہ بن الاکوع کی حدیث يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ کے اور ابن عباس اور جرہد اور ابن جحش کی حدیثون کے ران کے باب مین اور انس کی حدیث حضرت عائشہ کے پردے مین اور عکرمہ کی حدیث کی ابو ہریرہ سے کپڑے کے دونون کنارون کی مخالفت مین اور موقوف آثار گیارہ ہین ان مین معلق ہین سوا ابن عمر کے اثر کے کہ جب اللہ نے تمکو کشادگی دی تو کشادگی کر و اپنی جانون پر وہ موصول ہے انتہی **ان ابواب کے متعلق اور حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین**

(۱) صاحب ہدایہ نے ایک حدیث بیان کی کہ جب حضرت صلعم کے اصحاب سمندر سے نکلے ننگے تو انہوں نے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھی زیلعی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں نکالا ابن عباس سے انہوں نے کہا جو شخص کشتی میں نماز پڑھے یا ننگے ہوکر تو وہ بیٹھ کر پڑھے اور حضرت علی رضہ سے اونسے پوچھا گیا ننگا کیونکر نماز پڑھے انہوں نے کہا اگر وہ ایسی جگہ میں ہو کہ لوگ اوسکو دیکھتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے (کیونکہ بیٹھنے میں بے ستری کم ہوگی) اور جو ایسی جگہ ہو کہ لوگ اسکو نہ دیکھیں تو کھڑے ہوکر پڑھے اور قتادہ سے انہوں نے کہا جب سمندر سے لوگ ننگے ہوکر نکلیں پھر اون میں کوئی امامت کرے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام بھی صف میں لوگوں کے برابر بیٹھے اور اشارے سے نماز پڑھیں (۲) منتقی الاخبار میں ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے منع کیا مرد کو نماز پڑھنے سے جب تک کمر نہ باندھے ہے شوکانی نے کہا یہ ممانعت اوس صورت میں ہے جب ایک ہی کپڑا ہو وہ بھی تنگ تو باندھ لینا ضرور ہے تاکہ بے ستری نہ ہو اور اس حدیث کو ہم نے ڈھونڈھا سنن ابوداؤد اور مسند امام احمد اور مجمع الزوائد میں تو اس لفظ سے نہیں ملی اور معلوم نہیں کہ مصنف نے اسکی نسبت ان کتابوں کیطرف کیونکر دی لیکن اسکا شاہد دوسری حدیث میں ہے امام احمد کے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈال لے اپنے مونڈھوں پر بھی پھر نماز پڑھ اور جب تنگ ہو تو اسکو باندھ لے اپنے کمر پر پھر نماز پڑھ بغیر چادر کے (گو مونڈھے کھلے رہیں) شوکانی نے کہا جن لوگوں نے مطلقاً مونڈھوں پر کپڑا ڈالنا واجب کہا ہے خواہ کپڑا تنگ ہو یا کشادہ اونکا مذہب اس حدیث سے رد ہوتا ہے اور صحیح اور حق یہ ہے کہ جب کپڑا کشادہ ہو تو تہ بند باندھ کر اوس میں سے کچھ مونڈھوں پر بھی ڈال لیوے ورنہ صرف تہ بند باندھ لیوے اور نماز پڑھے کچھ کراہت اس میں نہیں ہے اور اس سے جمع ہوتا ہے حدیثوں میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر اور طحاوی اور ابن حزم نے اور یہی حق ہے (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا مزینہ کے کچھ لوگوں میں پھر ہم نے بیعت کی آپ سے آپکا قمیص کھلا ہوا تہا قرہ نے کہا میں نے بھی آپ سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے اندر ڈالکر نبوت کی مہر کو چھوا عروہ نے کہا میں نے معاویہ اور اونکے باپ قرہ کو دیکھا وہ ہمیشہ جاڑی اور گرمی میں اپنی قمیص کے گھنڈیاں کھلی رکھتے کبھی تکمہ نہ لگاتے (اسوجہ سے کہ حضرت صلعم کو کھلے گریبان دیکھا تہا سبحان اللہ صحابہ کا اتباع کس درجہ کا تہا) شوکانی نے کہا ابن عبدالبر نے کہا قرہ سے کسی نے روایت نہیں کی سوا اونکے بیٹے معاویہ کے اور اس حدیث کی اسناد میں ابومہل جعفی کوفی ہے ثقہ کہا اسکو ابوزرعہ نے اور ذکر کیا اسکو ابن حبان نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قمیص کا گریبان کھلا رہنا سنت ہے لیکن یہ نماز میں نہیں بلکہ غیر نماز میں

ف ننگا کیونکر نماز پڑھے

ف پٹکا باندھنا

ف قمیص کا کھلا رکھنا کیسا

کیونکہ سلمہ کی حدیث میں آپ نے حکم کیا قمیص کا گریبان لگا دینے کا مترجم کہتا ہے وہ حکم اسی حالت میں تھا کہ سلمہ کے پاس سوا قمیص کے اور کوئی لباس نہ تھا پس گریبان کھلے رہنے سے ڈر تھا نماز میں ستر نظر آنیکا اب اگر کوئی ازار باندھے ہو یا پائجامہ پہنے ہو تو اونکا گریبان کرنے کا اگر نماز میں بھی کھلا ہے تو قباحت نہیں واللہ اعلم (۴۷) ابوداؤد اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا سدل سے نماز میں اور اپنا منہ ڈھانپنے سے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور روایت کیا طبرانی نے ابو جحیفہ سے اور بزار نے ایسا ہی اوس کے اسناد میں حفص بن ابی داؤد اور ابو مالک نخعی ضعیف ہیں اور بیہقی نے ابن مسعود سے متفرد ہوا اسکے ساتھ بشر بن رافع وہ قوی نہیں ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے اسکی اسناد میں عیسی بن قرطاس متروک ہے اور ضعیف کیا امام احمد نے ابوہریرہ کی حدیث کو بوجہ عسل بن سفیان کے لیکن ابن حبان نے اسکو ثقات میں لکھا اور متابعت کی عسل کی حسن بن ذکوان نے اور اختلاف کیا علماء نے سدل کے معنوں میں بعضوں نے کہا سدل یہ ہے کہ کپڑے کو لٹکا وے اور اوسکے کنارے اپنے دونو ہاتھوں میں نہ ملا وے اگر ملا لیوے تو وہ سدل نہیں ہے اور صاحب نہایہ نے کہا سدل یہ ہے کہ کپڑا اوڑھ لے اور اندر سے اپنے دونو ہاتھ ڈال لیوے اور اسی طرح سے رکوع اور سجدہ کرے اور یہ کرتے اور کپڑوں میں بھی ہو سکتا ہے بعضوں نے کہا سدل یہ ہے کہ تہبند کو اپنے سر پر ڈالے اور اسکے دونوں کنارے داہنے اور بائیں طرف چھٹے رہنے دے اور مونڈھوں پر نہ اوٹھے جوہری نے کہا سدل کے معنی لٹکانا اور خطابی نے کہا اتنا لٹکانا تا کہ زمین تک پہنچے اس صورت میں سدل اور اسبال ایک ہوگا عراقی نے کہا احتمال ہے کہ سدل سے بالوں کا لٹکانا مراد ہو یعنے سامنے پیشانی پر جیسے نصاری لٹکاتے ہیں اور اسی بات میں وارد ہوئی ابن عباس کی حدیث کہ حضرت نے سدل کیا اپنی پیشانی پر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ اونہوں نے لٹکایا اوڑھنی کو اور وہ احرام سے تھیں اور کوئی مانع نہیں ہے اس سے کہ سدل کے سب معنی مراد ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ سدل یہود کا فعل ہے چنانچہ خلال نے علل میں اور ابو عبید نے غریب میں حضرت علی رض سے نکالا وہ نکلے تو کچھ لوگوں کو دیکھا انہوں نے لٹکایا تھا اپنے کپڑوں کو آپنے فرمایا گویا وہ یہودی ہیں جو اپنے مدرسوں سے نکلے ہیں اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں سدل حرام ہے اور مکروہ جانا اسکو ابن عمر اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور شافعی نے نماز میں اور غیر نماز میں امام احمد نے نماز میں اور جابر بن عبد اللہ اور عطاء اور حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور زہری نے کہا اسمیں کوئی قباحت نہیں اور ایسا ہی منقول ہے امام مالک سے اور ابوہریرہ کی حدیث اگر صحیح ہو تو حرام نہ ہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے اور منہ بند کرنا نماز میں منع ہے بغیر جمائی کے اگر جمائی آوے تو اوسوقت بند کرنا درست ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسیکو جمائی آوے تو اپنا ہاتھ رکھے مونہہ پر اسلیے کہ شیطان اندر گھس جاتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے

(۱) صاحب

کہ ڈھاٹا باندھکر نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسے صاحب منتقی الاخبار نے نکالا (۵) امام احمد اور عبد بن حمید اور بیہقی اور خطیب اور ابن عساکر اور دیلمی نے ابن عمر سے نکالا اونہوں نے کہا جس شخص نے ایک کپڑا مول لیا دس درم کو اور ان میں ایک درم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہ کریگا جب تک وہ کپڑا اوسکی بدن پر رہیگا پھر اونہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالیں اور کہا یہ دونوں کان بہرے ہو جاویں اگر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو ابن کثیر نے کہا ارشاد میں کہ اسکی سند میں ہاشم ہے جو روایت کرتا ہے اسکو ابن عمر سے اور وہ پہچانا نہیں جاتا اور اس حدیث سے دلیل لی ہے اوسنے جسنے کہا کہ غصب کے کپڑے میں یا جو کپڑا غصب کے روپیوں سے خریدا جاوے اوس میں نماز درست نہیں ہے اور عترت کا یہی قول ہے تمام عترت کا اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نماز درست ہے اور قوی کیا شوکانی نے اونکے مذہب کو کیونکہ حدیث ثابت نہیں ہے اور قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہیں آتا (۶) نیل الاوطار میں جو ان ابواب میں کتاب اللباس کی حدیثیں بیان کی ہیں اونکا ترجمہ ہم نے یہاں نہیں لکھا اسلیے کہ کتاب اللباس میں آگے آویگی اور خدا چاہے تو ہم وہ سب حدیثیں وہیں ذکر کرینگے (۷) امام احمد اور ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے نکالا اونہوں نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا اوسنے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا میں نماز پڑھوں اوس کپڑے میں جسمیں صحبت کرتا ہوں اپنی بی بی سے آپنے فرمایا ہاں مگر جب تو اوسمیں کچھ دیکھے تو دھو ڈال اسکو اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ سے ہیں ام حبیبہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں جماع کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں جب اوس میں کوئی پلیدی نہ ہوتی شوکانی نے کہا جابر بن سمرہ کی حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اسیطرح معاویہ کی حدیث کے اور ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو نجس کپڑے سے پرہیز کرنا چاہیے اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا کپڑوں کی طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی یا نہیں تو اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ وہ شرط ہے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر سے اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور صاحب نہایہ نے امام مالک سے دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ نجاست کا دور کرنا سنت ہے فرض نہیں دوسرا یہ کہ فرض ہے جب نمازی کو یاد ہو اور جو بھول جاوے تو فرض نہیں ہے اور شافعی کا قدیم قول یہ ہے کہ نجاست کا دور کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے جمہور کی کئی دلیلیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور ظاہر ہے کہ مراد آیت میں نماز ہے کیونکہ غیر نماز میں بالاجماع کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ آیت سے غایت یہ ہے کہ وجوب ثابت ہوگا لیکن شرط ہونا نماز کی صحت کی وہ ثابت نہیں ہوتا دوسری حدیث ہے ابو سعید خدری کی جو اوپر گذری جس میں یہ ہے کہ حضرت نے نجس جوتیاں اوتار ڈالیں اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تو تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ سر سے

غصب کے کپڑے میں نماز کا بیان

کپڑے کی طہارت نماز کی شرط ہے یا نہیں

نماز کا اعادہ کرتے تیسری اور چوتھی جابر اور معاویہ کی حدیثین جو ابہی بیان ہوئین اور جواب یہہ ہے کہ جابر کیحدیث سے وجوب ثابت نہین ہوتا اور معاویہ کیحدیث محض فعل ہے اوس سے کوئی مطلب ثابت نہین ہوتا پانچوین حضرت عائشہ کیحدیث جو ابو داؤد نے نکالی کہ مین حضرت صلعم کے ساتھہ تہی جب صبح ہوئی تو آپنے کملی لی اسکو اوڑہا پہر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑہی اوس مین پہر بیٹھے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ داغ ہے خون کا کملی مین آپ نے اوس داغ کی جگہہ اور اوسکے آس پاس کو ہاتہہ سے تہاما اور اسیطرح مٹھی مین دبا ہوا میرے پاس بہیجا غلام کے ہاتہہ سے اور فرمایا اوسکو دہو وے اور سکہلا وے پہر بہیجدے مین نے اپنا کپڑا منگوایا اور اوسکو دہویا اور سکہلایا پہر بہیجدیا بعد اوسکے آپ تشریف لائے دوپہر کے وقت اوسی کملی کو اوڑہے ہوئے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے جیسے منذری نے کہا علاوہ اسکے یہ حدیث تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ صبح کی نماز کا اعادہ کرتے اور وہ ثابت نہین ہوا چہٹے عمار کیحدیث کہ دہووے تو کپڑا اپنا پیشاب اور پاخانے اور قے اور خون اور منی سے نکالا اوسکو ابو یعلے اور بزار نے اپنے مسندون مین اور ابن عدی کامل مین اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفت مین اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور جواب یہ ہے کہ ان سبہون نے اسحدیث کو ضعیف کہا کیونکہ اوسکی سند مین ثابت بن حماد متروک ہے اور علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے بیہقی نے سنن مین کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچہہ اصل نہین علاوہ اسکے اسحدیث سے شرطیت ثابت نہین ہوتی ساتوین منی کے دہونے اور ملنے کی حدیثین جو صحیحین مین ہین اور جواب یہ ہے کہ اُنسے وجوب بہی ثابت نہین ہوتا شرطیت کجا آٹھوین حدیث حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ جو اوپر گذری اور جواب یہ ہے کہ دلیل خاص ہے دعوے سے اور بر تقدیر تسلیم اوس سے وجوب نکلے گا نہ شرطیت نوین وہ حدیثین جنمین نجاست دہونے کا حکم ہے جیسے عذاب کی اوسکے لیے جو پیشاب سے طہارت نہین کرتا تہا یا مذی دہونے کی حدیثین اور جواب یہ ہے کہ ان سے بہی شرطیت نہین نکلتی دسوین حدیث مشہور ابن عمر وغیرہ کی جسکو نکالا امام مسلم نے کہ نماز نہین قبول ہوتی بغیر طہور کے اور نہ صدقہ قبول ہوتا ہے چوری کے مال مین سے اور جواب یہ ہے کہ طہور سے مراد اسحدیث مین وضو ہے نہ طہارت کپڑون کی علاوہ اسکے حنفی خود کہتے ہین کہ قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہین آتا جیسے ابہی گذرا مغصوب کپڑے مین نماز پڑہنے کے باب مین پس اوپر کی بیان سے معلوم ہوا کہ طہارت ثیاب کے شرط ہونے کی کوئی دلیل کافی نہین ہے اور اسکی خلاف پر کئی دلیلین ہین ایک آپ کا اعادہ نہ کرنا

اوس نماز کا جو نجس جوتیوں سے پڑہی تہی دوسرے اعادہ نہ کرنا اوس نماز کا جو داغدار کملی سے پڑہی تہی تیسری اوس صحابی کیحدیث جو اوپر گذری جسمین یہ ہے کہ نماز مین اونکو تیر لگا اور خون بہا اور وہ نماز پڑہی گئے چوتہی اوجہڑی کیحدیث جو عقبہ بن ابی معیط ملعون نے حضرت صلعم کی مبارک پشت پر نماز مین رکہدی تہی لیکن آپ نماز پڑہی گئے اسکے سوا اور بہی دلیلین تلاش سے مل سکتی ہین بعض لوگون نے شرط ہونے پر دلیل لی ہے اسحدیث سے ابوہریرہ کی مرفوعًا کہ لوٹائی جاوے گی نماز درم برابر خون سے نکالا اسکو دارقطنی اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابن عدی نے کامل مین اور جواب ہے اسکا یہ ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس سے مطلب نکل سکتا تہا مگر یہ حدیث باطل ہے اسکی سند مین روح بن غطیف ہے اور اسکا بیان اوپر گذر چکا ہے خیر حاصل یہ ہوا کہ کپڑون کی طہارت اگر واجب کہو نماز کے لیے تو ہو سکتا ہی اب جو نجس کپڑے سے نماز پڑہی اوس نے واجب کو ترک کیا لیکن نماز اسکی باطل نہ ہوگی (نیل مختصرًا) (۸) منتقے الاخبار مین دلیل لی اسپر کہ بے وضو کا اور بچون کے کپڑون کا جنکی طہارت مین شک ہو نماز مین اوٹہانا درست ہے اسحدیث سے ابوقتادہ کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضہ کو اوٹہائے ہوئے جب رکوع کرتے تو اونکو زمین پر بٹہا دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور ابوداؤد نے نکالا کہ جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو امامہ کو لیکر زمین پر بٹہا دیتے پہر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے اور اپنی جاے پر بٹہا لیتے عبدالرزاق کی روایت مین ہے کہ اپنے مونڈہے پر اوٹہا لیتے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر رکہہ لیتے اونکو مسلم کی روایت مین ہے کہ آپ اسوقت امام تہے لوگون کے مسجد مین اور ابوداؤد نے نکالا کہ ہم انتظار کر رہے تہے حضرت صلعم کا ظہر یا عصر کی نماز کے لیے اور بلال نے آپ کو بلایا تہا نماز کے لیے اتنے مین آپ برآمد ہوئے اور امامہ آپکے مونڈہے پر سوار تہین آپ اپنی نماز کی جگہہ مین کہڑے ہوئے پہر ہم بہی آپکے پیچہے کہڑے ہوئے آپ نے تکبیر کہی ہم نے بہی تکبیر کہی اور امامہ اوسی مقام مین تہین نووی نے اُن تاویلات کو ذکر کیا جو لوگون نے اسحدیث مین کی ہین پہر کہا کہ یہ سب تاویلین مردود ہین اور آدمی پاک ہے اور اسکی پیٹ مین جو نجاست ہے وہ معاف ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک اونکی نجاست ظاہر نہ ہو اور ایسے عملون سے نماز باطل نہین ہوتی انتہے مختصرًا اور امام احمد نے روایت کی ابوہریرہ سے کہ ہم حضرت صلعم کی ساتہہ عشا کی نماز پڑہ رہے تہے جب آپ سجدہ کرتے تو امام حسن یا امام حسین علیہما السلام آپکی پیٹہہ پر کود جاتے جب آپ سر اوٹہاتے تو آہستہ سے پیچہے اونکو تہام لیتے اور زمین پر رکہہ دیتے جب اس

ف نماز مین بے وضو یا مشکوک کپڑون کا اوٹہانا درست ہی

خیال سے کہ کہین گرین نہین اور چوٹ لگ جاوے سبحان اللہ خاطرداری اُن صاحبزادون کی اسقدر آپ کو منظور تہی اور اونکی ذرسی سی تکلیف بہی آپکو گوارا نتہی خدا اون اشقیا کا موہنہ کالا کرے اور اُنپر لاکہہ لعنت اور پہٹکار جو ان صاحبزادون سے بغض اور عداوت رکہتے ہین) پہر جب آپ سجدہ کرتے وہ پیٹہہ پر سوار ہوجاتے یہانتک کہ آپنے نماز پوری کی پہر اون مین سے ایک کو اپنی ران پر بہٹلایا ابوہریرہ نے کہا مین حضرت صلعم کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین انکو پہنچا دون گہر اتنے مین ایک بجلی چمکی آپ نے دونو صاحبزادون سے فرمایا اپنی ماں (حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء معصومہ مطہرہ فاطمہ زہرا رض) کے پاس چلے جاؤ پہر بجلی کی روشنی ٹہیر گئی یہانتک کہ دونو صاحب اندر تشریف لیگئے اور روایت کی مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے کہ حضرت صلعم رات کو نماز پڑہتے اور مین آپکے پہلو مین ہوتی حیض سے اور ایک چادر کچہہ میرے اوپر ہوتی کچہہ آپ پر اسحدیث سے یہی نکلتا ہے کہ عورت کا نماز کے بازو کہڑا ہونا نماز کو فاسد نہین کرتا جمہور کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ نے کہا نماز باطل ہوجاتی ہے اور حدیث انکے مذہب کو رد کرتی ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم نماز پڑہتے تہے ہمارے اُن کپڑون مین جو بدن سے لگے رہتے ہین اور ایک روایت مین ہے نماز نہین پڑہتے تہے اپنی بی بیون کے چادرون مین شوکانی نے کہا اسحدیث کو اور حدیثون سے ملاؤ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتون کے کپڑون سے پرہیز کرنا نماز مین مستحب ہے نہ واجب اور مشکوک کپڑے مین نماز نہ پڑہنا وسوسہ مین داخل نہین ہے اور ترمذی نے اسحدیث کو صحیح کہا ہے انتہی مختصراً (۹) منتقے الاخبار مین دلیل لی ہے کہ نجس جانور پر یا نجس سواری پر نماز پڑہنا درست ہے اسحدیث سے جو روایت کی احمد اور مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے مین نے دیکہا حضرت صلعم کو آپ نماز پڑہتے تہے گدہے پر اور آپکا مونہہ خیبر کی طرف تہا نسائی کی روایت مین ہے کہ آپ سوار تہے خیبر کیطرف جاتے تہے اور قبلہ آپکی پشت کیطرف تہا شوکانی نے کہا ان حدیثون سے دلیل لینا اسوقت پورا ہوگا جب یہ ثابت ہو کہ گدہا نجس العین ہے البتہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس سواری مین نجاست لگی ہو اوسپر نماز درست ہے کیونکہ گدہا نجاست سے خالی نہین ہوتا (۱۰) ابن عمر رض کو پسینہ آتا ایک کپڑے مین اور وہ جنب ہوتے پہر نماز پڑہتے اوس مین نکالا اسکو مالک نے موطا مین (۱۱) مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید سے حضرت صلعم نے فرمایا مرد نہ دیکہے مرد کے ستر کیطرف اور نہ عورت عورت کے ستر کیطرف اور ایک مرد دوسرے مرد سے ایک کپڑے مین نہ چہپے اور نہ عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے مین (۱۲) ترمذی نے ابن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سے کیونکہ تمہارے ساتہہ وہ لوگ ہین جو تم سے جدا نہین ہوتے مگر پاخانہ کیوقت اور جب آدمی اپنی بی بی کے پاس جاتا ہے تو شرم کرو انسے اور عزت کرو انکی (۱۳) امام مالک نے موطا مین عبیداللہ

خولانی سے وہ کہتی تہین ام المومنین میمونہ کی انہون نے کہا حضرت میمونہ نماز پڑہتین ایک کرتے اور سربند مین اور ازار نہ ہوتی (۱۴) ابوداؤد نے ام المومنین عائشہؓ اور میمونہؓ سے ان دونون نے روایت کیا کہ کبہی حضرتؐ ایک کپڑے مین نماز پڑہتے اور اُس کپڑے کا ایک حصہ ہمارے اوپر ہوتا (۱۵) ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے ایک شخص اپنے ازار لٹکائے ہوئے یعنے ٹخنون سے نیچی نماز پڑہ رہا تہا حضرتؐ نے اُس سے فرمایا جا اور وضو کر وہ گیا اور وضو کیا پہر آیا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکو وضو کرنیکا کیون حکم دیا آپ نے فرمایا یہ اپنی ازار لٹکائے ہوئے نماز پڑہ رہا تہا اور اللہ تعالیٰ اوسکی نماز قبول نہین کرتا جو اپنی ازار لٹکا دے (طیبی نے کہا وضو کا حکم اسلیے دیا کہ ظاہر آئینہ ہے باطن کا تو شاید ظاہری طہارت کی برکت سے اُسکا دل بہی پاک ہوجاوے اور آیندہ وہ اس برے کام کو یعنے ازار لٹکانے کو چہوڑ دیوے (۱۶) ابن ماجہ نے عمرو بن دینار سے ابن عباسؓ نے بصرے مین نماز پڑہی بچہونے پر پہر حدیث بیان کی اپنے اصحاب سے کہ حضرتؐ نماز پڑہتے تہے اپنے بچہونے پر (۱۷) ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور نماز پڑہی ہمارے ساتہ بنی عبدالاشہل کی مسجد مین تو مین نے آپ کو دیکہا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونو ہاتہ اپنے کپڑے پر رکہتے (۱۸) عبداللہ بن عبدالرحمن بن ثابت بن صامت نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے کہ حضرتؐ نے نماز پڑہائی بنی عبدالاشہل مین اور آپ ایک کمل لپیٹے ہوئے تہے اور سردی سے کنکرون کو بچاتے تہے اپنی دونو ہاتہ اوس پر رکہہ کر سجدے مین (نکالا اسکو ابن ماجہ نے (۱۹) ابن ماجہ نے ابن ابی اوس سے کہ میرے دادا اوس کبہی نماز پڑہتے مین میری طرف اشارہ کرتے مین اونکا جوتا اونکو دیدیتا وہ کہتے مین نے حضرتؐ کو دیکہا آپ اپنی دونو جوتیان پہن کر نماز پڑہتے (۲۰) ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے انہون نے کہا مینے حضرتؐ کو دیکہا آپ جوتیون سمیت اور ننگے پاؤن دونو طرح نماز پڑہتے تہے (۲۱) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ ہم نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نماز پڑہتے تہے جوتیان اور موزے پہنکر (۲۲) ابن ماجہ نے کیسان سے انہون نے حضرتؐ کو دیکہا نماز پڑہتے ہوئے بیر علیا پر ایک کپڑے مین دوسری روایت مین ہے کہ مین نے دیکہا آپ کو ظہر اور عصر پڑہتے ہوئے ایک کپڑے مین اسکو باندہے ہوئے سینہ پر (۲۳) ابوداؤد نے ابونضرہ سے کہ حضرتؐ نے اپنے کپڑے مین تہوکا پہر اُسی مین مل دیا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تہوک اگر کپڑے مین لگ جاوے تو کچہہ قباحت نہین اور مسلمان کا تہوک پاک ہے (۲۴) دارمی نے ابورافع سے حضرتؐ نے مجہکو دیکہا سجدہ کرتے مین نے جوڑا باندہا تہا اپنے بالون کا آپ نے اُسکو کہول دیا (۲۵) ابن عباسؓ نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑہتے دیکہا اونکے سر پر پیچہے جوڑا باندہا ہوا تہا وہ اُنکے پیچہے کہڑے ہوئے اور اونکا جوڑا کہولنے لگے وہ چپ رہے پہر نماز سے فارغ ہوکر ابن عباس کیطرف آئے اور کہا تم نے میرے سر مین کیون ہاتہ لگایا انہون نے کہا مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی جوڑا باندہ کر نماز پڑہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دونو ہاتہ پیچہے بندہے ہون اور وہ نماز پڑہے (۲۶) امام نسائی نے حضرتؐ

عائشہ سے ہیں اور حضرت م دونو ایک کپڑا اوڑھ کر سوتے اور میں حائضہ ہوتی اگر آپ کے کپڑے میں میرا لہو لگ
جاتا تو آپ اوتنا ہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ دہوتے پہر نماز پڑہتے اوس ہی میں پہر آکر میرے پاس
اگر کچہہ لگ جاتا تو اوتنا ہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ نہ دہوتے (۴۷) بیہقی نے ابو المعلے سے اور
نے باپ سے اوہنون نے دادا سے کہین حضرت علی کے ساتھ گیا جمعہ کی نماز کے لیے وہ پیدل تہے راستہ میں
گدہا ملا کیچڑ کا اوہنون نے پائجامے اور جوتے کو اوتارا مین نے عرض کیا اے امیر المومنین میں اوٹہا
ان چیزون کو آپ نے فرمایا نہین پہر آپ پانی کے اندر گئے اور جب اوس میں سے باہر نکلے تو
اور پائجامہ پہنے اور نماز ادا کی لوگون کے ساتہہ اور نہ دہویا اپنے پاؤن کو حدیث سے یہ
کوئی نجس مقام پر چلے پہر اوسکے بعد پاک زمین پر چلے تو پانون پاک ہوجاوینگے اب انکو د ہونے کی
حاجت نہین جیسے ام سلمہ کی حدیث مین ہے کہ اوہنون نے کہا میرا آنچل لٹکا رہتا ہے اور میں نجس جاہ میں
چلتی ہون آپ نے فرمایا پاک کرتا ہے اسکو وہ جو اوسکے بعد ہے نکالا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ایک عورت نے بنی عبد الاشہل کے کہا یا رسول اللہ ہمارا راہ مسجد کو بہت
بدبودار ہے تو جب پانی برسے ہم کیا کرین آپ نے فرمایا اوسکے بعد پاک راہ نہین ہے وہ بولی ہان آپ نے فرمایا
وہ اسکا بدل ہے (۴۸) ابن عدی نے کامل میں ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی زینت الخ لوگون نے عرض کیا
وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اپنی جوتیان پہنکر نماز پڑہو اسکی سند میں محمد بن فضل ہے وہ نسبت کیا گیا ہے طرف کذب کے سیوطی نے کہا
ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابو ہریرہ سے اور روایت کیا عقیلی نے انس سے کہ حضرت نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد
مین کہ نماز پڑہو اپنی جوتیون مین اسکی سند مین عباد بن جویریہ کذاب ہے لیکن خطیب نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا
انس سے کہ حضرت نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد مین کہ مراد اس سے جوتیون مین نماز پڑہنا ہے اور ابن مردویہ نے
انس سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا ان باتون مین سے جنکے سبب سے اللہ نے عزت دی اس امت کو ایک یہ بہی ہے
جوتیون میں نماز پڑہنا اور ابو یعلی نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے خلاف کرو یہود کا اور نماز پڑہو پہنے
موزون اور جوتیون مین کیونکہ وہ نماز نہین پڑہتے موزون اور جوتون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا
ابن مسعود سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جوتیان پہنکر پڑہے اور یہ سب شاہد ہین ابو ہریرہ
کی حدیث کی جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث موضوع نہین ہے الحمد للہ تمام ہوئے باب ستر عورت کے
اللہ کے فضل سے اب شروع ہوتے ہین باب استقبال قبلہ اور مساجد کے فقط

تمت

باب اِستِقبالِ القِبلَۃِ وَمَا یَتبَعُھَا مِن اٰدَابِ المَسَاجِدِ باب قبلہ کی طرف منہ کرنے کے اور اور جو اوس سے متعلق ہیں مسجدوں کے آداب وغیرہ **باب** فَضلِ اِستِقبَالِ القِبلَۃِ قبلہ کیطرف مونہہ کرنے کی فضیلت یَستَقبِلُ بِاَطرَافِ رِجلَیہِ القِبلَۃَ قَالَہٗ اَبُو حُمَیدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے یعنے سرے قبلے کی طرف کرے یہ ابو حمید (عبد الرحمان بن سعد ساعدی) نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے آگے یہ حدیث موصولاً مذکور ہوگی حافظ نے کہا یہاں اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے تمام اعضا کا رخ قبلہ کیطرف کرے) حَدَّثَنَا عَمرُو بنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابنُ المَھدِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنصُورُ بنُ سَعدٍ عَن مَیمُونِ بنِ سِیَاہٍ عَن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَن صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاستَقبَلَ قِبلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیحَتَنَا فَذٰلِکَ المُسلِمُ الَّذِی لَہٗ ذِمَّۃُ اللہِ وَذِمَّۃُ رَسُولِہٖ فَلَا تُخفِرُوا اللہَ فِی ذِمَّتِہٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری کی سی نماز پڑہے (شہادتین کا اقرار کرکے) اور ہمارے قبلے کیطرف منہ کرے (یعنے کعبہ کیطرف نماز میں) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے تو وہی وہ مسلمان ہے جسکے لیے اللہ اور اوس کے رسول کا ذمہ ہے (یعنے وہ اللہ اور اسکے رسول کے امان میں ہے) پس تم خیانت کرو اللہ کے ذمہ میں **ف** یعنے بلا وجہ شرعی اسکے ذمہ اور عہد کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینوں کام بجا لاتا ہو اوسکی جان اور مال پر زیادتی نہ کرو۔ حافظ نے کہا جو شخص تارک الصلوۃ کے قتل کا قائل ہے وہ اسی حدیث سے دلیل لیتا ہے اور حدیث سے قبلے کی عظمت شان نکلتی ہے اور یہ کہ آدمیوں کے احکام ظاہر پر محمول ہیں تو جو کوئی دین کے احکام ظاہر میں بجا لاوے اوسکی اسلام کا حکم کریں گے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جس کو قدرت ہو وہ عین کعبہ کی طرف توجہ کرے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی البتہ جو عاجز ہو جیسے بیمار مثلاً کوئی ایسا نہ ہو جو اوسکا منہ قبلے کیطرف کرادے یا لکڑی سے بندہا ہو تو وہ اوسی حال میں نماز پڑہ لیوے اور شرط یہ ہے کہ سینہ قبلے کیطرف ہو اگر مونہہ سے اور طرف بھی دیکھے تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ جب خوف شدید ہو (مثلاً لڑائی ہو رہی ہو) یا سفر میں نفل پڑہے تو قبلے کیطرف منہ ہونا شرط نہیں ہے اور فرض یہ ہے کہ عین کعبہ کیطرف منہ کرے یقیناً جو مکہ میں ہو اور ظناً جو وہاں سے باہر ہو تو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی نہ ہوگا کیونکہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ نے دو رکعتیں کعبہ کی سیدہ پر پڑہیں اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص مکہ کے باہر ہو اوسکو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی

ہے عین کعبہ کیطرف شرط نہیں ہے اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی نکالا انتہی مختصراً منتقے الاخبار مین ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث مین ہے جو آگے آویگی کہ حضرت نے فرمایا پھر جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا کر وضو کو پھر قبلے کیطرف منہ کر پھر تکبیر کہہ روایت کیا اوسکو مسلم نے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے نماز مین اور اس پر اجماع ہے اہل اسلام کا مگر جب عجز کیحالت ہو یا خوف کی جیسے لڑائی ہو رہی ہو یا نماز نفل کی ہو اوسکا ذکر آگے آویگا اور وجوب کی دلیل قرآن ہے اور حدیث متواتر قرآن مین ہے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور انس کی حدیث اس باب مین امام بخاری نے نکالی اور ہادویہ نے کہا کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط ہے اور اوپر ہم بیان کر آئے کہ ایک بات کا حکم ہونے سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ شرط ہونا اور اس مسئلہ مین وہ حدیثین موجود ہین جن سے شرط ہونا اس امر کا باطل ہوتا ہے اون مین سے ایک وہ حدیث ہے جو ترمذی اور احمد اور طبرانی نے عامر بن ربیعہ سے نکالی کہ ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات مین تو ہم کو معلوم نہ ہوا قبلہ کس طرف ہے اور ہم مین سے ہر ایک شخص نے اپنے خیال کے مطابق نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسوقت یہ آیت اوتری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنے جدہر تم منہ کرو اودہر ہی جہت اللہ کی اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط نہین ہے ورنہ آپ حکم کرتے اعادے کا اون لوگون کو جنہون نے اور طرف نماز پڑھی تھی اور ہادویہ کہتے ہین کہ وقت کے بعد اگر یہ معلوم ہو کہ قبلہ اور طرف تھا تو اعادہ واجب نہین ہے اور یہ خلاف پڑتا ہے خود اون کے قول کے کیونکہ شرطیت کا مقتضے یہ ہے کہ وقت باقی ہو یا گذر جاوے ہر حال مین اعادہ واجب ہو اور اس حدیث مین اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے لیکن اوسکے کئی شاہد ہین جو اوسکو قوی کرتے ہین زیلعی نے کہا ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کیا عامر بن ربیعہ سے کہ ہم ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر مین ترمذی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اندھیری رات مین اتنے مین آسمان پر ابر آگیا اور قبلہ پہچاننا ہم کو مشکل ہو گیا پھر ہم نے نماز پڑھی اور نشان کر دیا اوسطرف کا جدہر نماز پڑھی تھی دوسرے دن آفتاب نکلنے کے لیے جب آفتاب نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھی پھر ذکر کیا ہم نے اسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تو اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد کچھ قوی نہین ہے اور ہم اسکو نہین پہچانتے مگر اشعث سمان کی روایت سے وہ ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داود طیالسی نے اپنی سند مین اور زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا تمہاری

نماز ہو گئی اور اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث معلول ہے اشعث اور عاصم کی وجہ سے اشعث تو مضطرب الحدیث ہے اور بد حفظ وہ ثقات سے منکرات نقل کرتا ہے اور عمرو بن علی نے کہا وہ متروک ہے حافظ ابن حجر نے تلخیص مین کہا اوسکی اسناد مین اشعث اور عاصم دونو ضعیف ہین اور یہ حدیث جابر سے بھی مروی ہے اوسکی تین طریقے ہین ایک حاکم نے نکالا مستدرک مین محمد بن سالم سے اونے عطا بن ابی رباح سے اونے جابر سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین تو ابر نے ہمکو چھپا لیا ہم حیران ہوگئے اور اختلاف کیا ہم نے قبلہ مین تو ہم مین سے ہر ایک نے جدا جدا نماز پڑھی اور ہر شخص ہم مین سے اپنے سامنے لکیرین کرنے لگا تا کہ قبلہ کی جگہہ معلوم رہے پھر ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے ہمکو حکم نہین کیا نماز لوٹانے کا اور فرمایا تمہاری نماز ہو گئی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس مین سب راوی اچھے ہین سوا محمد بن سالم کے مین نہ اوسکی عدالت جانتا ہون نہ جرح اور مینے بخاری اور مسلم کی کتابون کو دیکھا ان دونون نے اس باب مین کچھ نہین نکالا ذہبی نے مختصر مین کہا کہ محمد بن سالم کی کنیت ابو سہل ہے وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور کہا کہ محمد بن سالم ضعیف ہے اور دوسرا طریق دار قطنی پھر بیہقی نے نکالا جابر بن عبد اللہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بھیجا مین بھی اوس مین تھا اتنے مین اندھیرا ہو گیا اور ہمنے قبلہ نہ پہچانا تو لوگون نے نماز پڑھی اور لکیرین کرلین جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا تو لکیرین اور طرف نکلین جدہر قبلہ نہ تھا جب ہم اپنے سفر سے لوٹے ہمنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پوچھا آپ خاموش رہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اخیر تک پھر دار قطنی نے سعید بن جبیر سے نکالا اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے کہا یہ آیت نفل نماز مین اوتری ہے خاص جدہر تیرے اونٹ کا مونہہ ہو یعنی گو اونٹ کا مونہہ قبلہ کیطرف نہ ہو لیکن اوسپر نفل درست ہے کہا ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث یعنی جابر کی منقطع ہے احمد بن عبید اللہ نے اپنے باپ سے نہین سنا دوسرے وہ مجہول ہے تیسرا طریق محمد بن عبید اللہ عرزمی کا عطا سے اونہون نے جابر سے مانند اوسکے جو گذرا بیہقی نے کہا حاصل یہ ہے کہ احادیث کا کوئی اسناد صحیح معلوم نہین ہوتا کیونکہ عاصم بن عبید اللہ عمری اور محمد بن عبید اللہ عرزمی اور محمد بن سالم یہ سب ضعیف ہین عقیلی نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث کسی ایسے طریق سے مروی نہین ہوئی جو ثابت ہو تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصرًا شوکانی نے کہا تو عامر بن ربیعہ کیحدیث کی شاہد ایک جابر کی حدیث ہے جو ابھی بیان ہوئی دوسرے معاذ کی حدیث ہے جو طبرانی نے اوسط مین نکالی کہ ہمنے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ابر کے دن سفر مین قبلہ کے سوا اور طرف جب آپ نماز پڑہ چکے اور سلام پہیرا تو آفتاب نکلا ہم نے کہا یا
رسول اللہ ہم نے نماز پڑہی قبلے کے سوا اور طرف آپنے فرمایا تمہاری نماز تو اپنے حق کے ساتھ اللہ تعالی کے
پاس اوٹھالی گئی اوسکی اسناد مین ابو عبلہ ہے اور اسکا نام شمر بن عطا ہے ابن حبان نے اوسکو ثقات مین
لکہا اور یہ تینون حدیثین ملکر ایک دوسری کو قوی کرتی ہین اور حضرت معاذ کی حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ وقت
باقی رہنے پر قبلہ معلوم ہوگیا تہا لیکن آپنے نماز کا اعادہ نہین کیا اور باطل ہوتا ہے اوس سے وہ قول کہ اگر
وقت باقی ہو تو اعادہ لازم ہے اور روایت کیا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے کہ لوگ قبا کی مسجد مین صبح
کی نماز پڑہ رہے تہے اتنے مین ایک آنے والا آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اترا
اور آپ کو حکم ہوا قبلہ (کعبہ) کیطرف منہ کرنیکا یہ سنکر لوگون نے (نماز کے اندر ہی) اپنا منہ کعبہ کیطرف کر لیا
اور پہلے انکے منہ شام کیطرف تہے پہر وہ گہوم گئے کعبہ کیطرف اور بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا
کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ مہینے تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی یہانتک کہ آیت
اوتری وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یہ آیت اوسوقت اوتری جب آپ نماز پڑہ چکے تہے ایک شخص لوگون
مین سے چلا اور انصار کے کچہ لوگون پر سے گذرا جو نماز پڑہ رہے تہے اون سے یہ حدیث بیان کی اونہون نے
اپنے مونہہ خانہ کعبہ کیطرف پہیر لیے ایک روایت مین سترہ مہینے ہین شوکانی نے کہا اس حدیث کو جماعت نے روایت
کیا سوا ابوداؤد کے اور احمد اور مسلم اور ابوداؤد نے نکالا انس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس
کیطرف نماز پڑہتے تہے پہر آیت اوتری قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً
تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تو ایک شخص بنی سلمہ مین سے گذرا اور وہ فجر کی نماز پڑہ رہے
تہے رکوع مین تہے اور ایک رکعت پڑہ چکے تہے اوس نے پکار کر کہا آگاہ ہو قبلہ بدل گیا یہ سنکر وہ سب
قبلے کیطرف پہر گئے زیلعی نے کہا اس حدیث کو صرف امام مسلم نے نکالا بخاری نے نہین نکالا اور بخاری نے
ابو اسحاق سے نکالا اونہون نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے
تک نماز پڑہتے تہے اور آپ کو پسند تہا یہ کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ کیطرف ہو جاوے اور سب سے پہلے جو نماز آپ
نے کعبہ کیطرف پڑہی وہ عصر کی نماز تہی آپکے ساتھ کچہ لوگون نے بہی نماز پڑہی ایک شخص اون مین سے ایک مسجد
والون پر گذرا وہ رکوع مین تہے اوس نے کہا مین گواہی دیتا ہون اللہ تعالی کی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ مکہ کیطرف نماز پڑہی یہ سنکر وہ جیسے تہے اسی حال مین کعبہ کیطرف پہر گئے اور ابن سعد نے طبقات

مین نکالا محمد بن عبد اللہ بن سعد سے اونہون نے کہا مینے دونون قبلون کیطرف نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پہر قبلہ پہیر اگیا کعبے کیطرف اور ہم ظہر کی نماز مین تہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہوم گئے ہم بہی آپکے ساتھہ گہوم گئے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے نکالا احمد اور بزار اور طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور عمارہ بن اوس سے ابو یعلی نے مسند مین اور طبرانی نے کبیر مین اور عمرو بن عوف مزنی سے بزار اور طبرانی نے اور سعد بن ابی وقاص سے بیہقی نے اور اسکا اسناد صحیح ہے اور سہل بن سعد سے طبرانی اور دار قطنی نے اور عثمان بن حنیف سے طبرانی نے اور عمارہ بن رویبہ سے طبرانی نے اور ابو سعید بن معلی سے بزار اور طبرانی نے اور تویلہ بنت اسلم سے طبرانی نے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خبر واحد قطعی ہے اور وہ قبول کے قابل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون پر جو ایک شخص کی خبر سے نماز مین پہر گئے تہے اعتراض نہین کیا بلکہ طبرانی نے تویلہ کی حدیث مین نکالا کہ آپنے فرمایا اون لوگون کے باب مین وہ لوگ ہین جو ایمان لائے غیب پر منتقی الاخبار مین ہے کہ جو لوگ کعبہ کی جہت کی طرف منہ کرنا کافی سمجہتے ہین اور عین کعبہ کیطرف ضرور نہین جانتے انکی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی نے نکالی اور کہا صحیح ہے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مشرق اور مغرب یعنی پورب اور پچہم کے بیچ مین قبلہ ہے اور ابو ایوب کی حدیث مین جو ہے کہ پورب یا پچہیان کیطرف منہ کرو وہ بہی اسکی تائید کرتا ہے شوکانی نے کہا پہلی حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا ابو معشر سے اور ابو معشر کی متابعت کی علی بن ظبیان حلب کے قاضی نے جیسے روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ محمد بن عمرو سے اس حدیث کو کسی نے روایت کیا ہو سوا علی بن ظبیان اور ابو معشر کے اور ابو معشر کی روایت سے یہ حدیث زیادہ مشہور ہے اور شاید علی بن ظبیان نے اوسی سے چورایا ہو اس حدیث کو اور ابن معین کا قول نقل کیا علی بن ظبیان کے باب مین کہ وہ متروک ہے اور نسائی نے بہی ایسا ہی کہا اور متابعت کی ابو معشر کی ابو جعفر رازی نے بہی اون کی روایت کو بیہقی نے خلافیات مین نکالا اور ابو جعفر کو ثقہ کہا ابن معین اور ابن مدینی اور ابو حاتم نے اور احمد اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے اور علاسی نے کہا اوسکا حافظہ خراب ہے اور ابو معشر بہی ضعیف ہے اور اس حدیث کو حاکم اور دار قطنی نے بہی نکالا اور ترمذی نے اسکو نکالا دوسرے طریق سے سوا ابو معشر کے طریق کے اور کہا وہ حسن صحیح ہے اور مخالفت کی انکی بیہقی نے اور اس حدیث کو نکالنے کے بعد کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے اب جو ہمنے غور کیا اسناد مین تو عثمان بن محمد بن مغیرہ متفرد ہے اوسکی روایت مین مقبری سے اور اختلاف ہے لوگون کا اوسکے باب مین علی بن المدینی نے کہا

کہ اوس نے منکر حدیثیں روایت کین اور ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا تو صحیح وہی ہے جو ترمذی نے
کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو ایوب کی حدیث تو صحیحین مین ہے اوسکا ذکر کتاب الطہارت مین گذر چکا اور اس
باب مین بیہقی نے ابن عمر سے نکالا اور موطا مین حضرت عمر کا قول نکالا اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اوسکو
روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کا قول اور ابن عبد البر نے تمہید مین حضرت عثمان کا قول اس باب مین
روایت کیا ہے اور ترمذی نے اشارہ کیا ابن عباس کے قول کیطرف اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی کعبے سے
دور ہو اوسکو جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے اور عین کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کے لیے تکلیف نہین ہے اور
یہی قول ہے مالک اور ابو حنیفہ اور احمد کا اور مزنی نے امام شافعی سے جو نقل کیا ہے اوسکے ظاہر سے بھی یہی
نکلتا ہے اور امام شافعی نے یہ بھی کہا ہے کہ عرب کے محاورے مین شطر بیت اور تلقاء بیت اور جہت بیت سب
کے معنے ایک ہین اور دلیل لی اونہون نے اس مطلب پر ایک حدیث سے جسکو نکالا بیہقی نے ابن عباس سے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خانہ کعبہ قبلہ ہے اون لوگون کا جو مسجد حرام مین ہون اور مسجد قبلہ ہے
اُن لوگون کا جو حرم مین ہون اور حرم قبلہ ہے ساری زمین والون کا پورب مین اور پچھم مین بیہقی نے کہا منفرد
ہوا اسحدیث سے عمر بن حفص مکی اور وہ ضعیف ہے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے
حجت لینے کے لائق نہین لیکن اکثر لوگون کا قول اسحدیث کے موافق ہے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص
کعبے سے دور ہو اوسکو بھی عین کعبہ کیطرف مُنہ کرنا چاہیے کیونکہ اسامہ بن زید کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب کعبے کے اندر تشریف لے گئے تو اوسکے کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑہی اور جب باہر
نکلے تو دو رکعتین پڑہین قبلہ کی سامنے اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور بخاری نے اوسکو نکالا ابن عباس سے مختصراً
اب اختلاف ہے کہ جو فرمایا آپ نے پورب اور پچھم کے بیچ مین قبلہ ہے اسکا مطلب کیا ہے عراقی نے کہا یہ تمام شہرون
مین نہین ہے بلکہ اسحدیث مین مدینہ منورہ کا اور جو شہر اوسکی سمت مین ہو کعبہ سے قبلہ بیان کیا ہے اور بیہقی
نے خلافیات مین بھی ایسا ہی کہا اور ایسا ہی کہا احمد بن خالویہ وہبی نے اونہون نے کہا جیسے مدینہ والون کو
پورب اور پچھم کے درمیان وسعت ہے قبلہ کے لیے ایسا ہی اور شہر والون کو وسعت ہے دکھن اور اتر کے بیچ مین
ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہے بلا اعتراض اور اہل علم کا اس مین خلاف نہین اور اثرم نے کہا مین نے
امام احمد بن حنبل سے اسحدیث کا مطلب پوچھا اونہون نے کہا تمام شہرون کا یہی حکم ہے سوا مکے کے خانہ
کعبہ کے پاس وہان اگر ذرا بھی کعبے سے ہٹ جاویگا تو قبلہ کی طرف مُنہ کرنا ترک ہو جاویگا پھر کہا کہ یہ مشرق

اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مغرب ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اون کے بیچ مین قبلہ ہے مین نے کہا تو
جو کوئی مشرق اور مغرب کے بیچ مین نماز پڑھ لیوے اوسکی نماز جائز ہے اونھون نے کہا ہان اور چاہیے کہ بیچ کی تلاش
کرے ابن عبد البر نے کہا امام احمد کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شہر مدینہ کی سمت پر ہین کسیہ پر اون سب کا یہی حکم
ہے یعنے اون شہرون کا جنکا قبلہ جنوب کی طرف ہے جیسے مدینہ کا جنوب کی جانب ہے اون سب کو وسعت ہے مشرق
اور مغرب کے بیچ مین تو مغرب کو اپنی داہنی طرف کرین اور مشرق کو بائین طرف نماز مین اور ایسا ہی اہل یمن کو
وسعت ہے مگر وہ مشرق کو داہنی طرف کرتے ہین اور مغرب کو بائین طرف اور عراق اور خراسان (اور ہندوستان
والے اون کو جنوب اور شمال کے بیچ مین ایسے ہی وسعت ہے جیسے مدینہ والون کو مشرق اور مغرب کے بیچ مین تھی
اور جو لوگ عراق کے مقابل جانب مین کعبہ سے اونکو بھی اسیطرح وسعت ہے مگر فرق ہے داہنے بائین کا عراق (اور
ہندوستان) والون کا داہنا ہاتھ شمال کیطرف ہوتا ہے اور بایان جنوب کیطرف اور عراق کے مقابل والون
کا داہنا ہاتھ جنوب کی طرف ہوگا اور بایان شمال کی طرف البتہ جو لوگ مسجد حرام مین ہین اونپر قبلہ نہایت تنگ ہے
اور مکہ والون کے لیے ذرا وسیع ہے پھر حرم والون کے لیے اور زیادہ وسیع ہے پھر اور ملک والون کے لیے تو بہت
وسیع جیسے ہم نے بیان کیا ترمذی نے کہا ابن عمر نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائین
طرف تو اون کے بیچ مین قبلہ ہے جب تو قبلہ کے طرف مونہہ کرے اور ابن مبارک نے کہا مشرق اور مغرب کے بیچ مین
قبلہ ہونا یہ اہل مشرق کے لئے ہے اور انھون نے بائین طرف پڑنا اختیار کیا ہے مرو والون کے لیے اور ابن مبارک
کے کلام مین یہ اشکال ہوتا ہے کہ کبھی آدمی مشرق مین ہوتا ہے اور اوسکا قبلہ مغرب ہوتا ہے کیونکہ مکہ اسکی
اور مغرب کے بیچ مین ہوگا اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اونکی مشرق والون سے وہ ملک والے ہین جنکو اہل مشرق کہتے
ہین جیسے عراق والے اونکا قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے اور بعض حدیثون مین یہ قید مذکور ہے کہ مشرق
اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہے اہل عراق کے لیے نکالا اوسکو بیہقی نے خلافیات مین اور ابن ابی شیبہ نے
ابن عمر سے نکالا اونھون نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائین طرف تو اونکے بیچ مین
قبلہ ہے پورب والون کے لیے انتہے ما قال الشوکانی مختصراً زیلعی نے کہا صحابہ مین سے ابو ہریرہ اور ابن عمر نے
روایت کیا کہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہے ابو ہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے
اور کلام کیا اوس مین احمد نے اور قوی کیا اوسکو بخاری نے اور ابن عمر کی حدیث کو حاکم نے مستدرک مین
نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور شعیب بن ایوب اوسکی اسناد مین ثقہ ہے اور اوسنے مسند

کیا اسحدیث کو اور روایت کیا اوسکو محمد بن عبد الرحمان بن مجبر نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے پہر نکالا اوسکی
روایت کو اور کہا وہ ثقہ ہے ثقہ کہا اوسکو ایک جماعت نے اور اسحدیث کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ ساری زمین
مین نماز صحیح ہے دوسرے یہ کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے اور موید ہی اسکے وہ جو عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے
کہا جب تو مشرق کو اپنی بائین طرف کرے اور مغرب کو دہنی طرف تو اون کے بیچ مین قبلہ ہے مترجم کہتا ہے
مطلب حضرت کا اسحدیث سے یہ ہے کہ مدینہ والے اور جو لوگ اوسکی سمت مین ہون وہ یہ نہ خیال کرین کہ دوری کی وجہ
سے ہمکو کعبے کیطرف منہ کرنا مشکل ہے کیونکہ مدینہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ہے پس سارا جنوب کا جانب یعنی مشرق
اور مغرب کے بیچ مین اونکا قبلہ ہے کیونکہ وہ جہت ہے کعبہ کی اونکی طرف سے اور جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے عین
کعبہ کیطرف ضرور نہین اور اسی قیاس پر اور سب لوگون کو قبلے کے باب مین عمل کرنا چاہیے جو مکہ معظمہ سے اور سمتون
مین واقع ہین اور جب جہۃ قبلہ کیطرف توجہ کافی ہوئی نماز کی صحت کے لیے تو اب عوام پر بہت آسانی ہو گئی اور
اون اعمال ریاضیہ کی حاجت نرہی جنکو سمت قبلہ نکالنے کے لیے اہل علم استعمال کرتے ہین کیونکہ عوام کو یہ امر
دشوار ہے **ف** اب چونکہ یہ امر مشاہدے سے ثابت ہوگا کہ زمین کروی ہے تو جو لوگ اوس نصف مین رہتے ہین جس مین
کعبہ ہے وہ تو بآسانی کعبہ کیطرف منہ کر سکتے ہین لیکن جو لوگ دوسرے نصف مین رہتے ہین جیسے امریکہ مین ان
کا سمت قبلہ وہ جانب ہوگا جدہر سے مسافت کعبہ کیطرف قریب ہے اور جو قوس بعید کعبہ کیطرف نکلیگی او منہ نکرینگے
البتہ اون لوگون کے لیے مشکل ہے جو عین کعبہ کی تحت مین رہتے ہین اور جائز ہے کہ عین کعبہ کی تحت مین آبادی
نہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہان کسی مانع کیوجہ سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو اگر پہونچے تو ہم کہینگے کہ اوسکا قبلہ چارون
طرف ہے جیسے اوس شخص کا جو کعبے کے اندر ہو اور وہان اس آیت پر عمل ہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
اور یہ بھی ممکن ہے کہ اوس جاہی سے ذرا سا ہٹ جاوے کیونکہ کعبہ ایک چھوٹا سا حجرہ ہے اوسکی تحت مین بھی اوتنا ہی
حجرہ نکلیگا اور جب ذرا سا ہٹ جاویگا تو سمت قبلہ وہ قوس ہو جاویگی جو بنا ہی سے اور کعبے سے زیادہ قریب ہے واللہ
اعلم حَدَّثَنَا نُعَیْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا وَصَلَّوْا
صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوْا ذَبِیْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْنَا دِمَاءُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا
وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم
ہوا لوگون سے لڑنیکا یعنے مشرکون سے یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا اللہ تعالے

کے جب اونہون نے یہ کہا **ف** یعنے لا الہ الا اللہ حافظ نے کہا صرف توحید کا بیان کیا اور رسالت کا ذکر نہین کیا حالانکہ مراد توحید اور رسالت دونون ہین جیسے کوئی کہتا ہے مین نے الحمد پڑہا اور مراد ساری سورت ہوتی ہے اور بعضون نے کہا جب مشرک توحید کا قائل ہوا تو شرک جاتی رہی اب جب نماز پڑہے گا تو لامحالہ رسالت کا قائل ہوگا **ف** اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑہی اور ہمارے قبلے کیطرف مونہہ کیا اور ہماری ذبح کیطرح ذبح کیا **ف** توحید کے بعد یہ قیدین اسلیے لگائین کہ بعض اہل کتاب توحید کے قائل ہین اور نماز بہی پڑہتے ہین قبلے کی طرف مونہہ بہی کرتے ہین ذبح بہی کرتے ہین لیکن وہ مسلمانون کیطرح نماز نہین پڑہتے نہ ہمارے قبلے کی طرف مونہہ کرتے ہین اور بعض اون مین ایسے ہین جو غیر اللہ کے لیے رمثلاً کسی پیغمبر یا درویش یا بزرگ کی تعظیم کے واسطے) ذبح کرتے ہین اور بعض اون مین ایسے ہین جو ہمارا ذبیحہ نہین کہاتے اسیواسطے دوسری روایت مین یون ہے کہ ہمارا ذبیحہ کہاوے دوسرے یہ کہ یہ باتین کہلی کہلی ہین اور اسی روز معلوم ہوجاتی ہین برخلاف دین کی اور باتون کے (فتح) **ف** تو حرام ہوگئے ہمپر اون کے خون اور مال مگر کسی حق کے بدلے (ابن عمر کی حدیث مین ہے جب اونہون نے ایسا کیا تو بچا لیا اونہون نے مجہہ سے اپنے مالون اور خونون کو) اور انکا حساب اللہ پر ہے **ف** یعنے دل کا حال یا اور اعمال کا حال اللہ جانتا ہے اوسکا محاسبہ وہ لیگا پر ان باتون کیوجہ سے دنیا مین اون کے ایمان کا حکم کردینگے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداؤد نے جہاد مین اور ترمذی نے ایمان مین اور نسائی نے محاربہ مین نکالا **ف** وَقَالَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اور سعید بن حکم ابی مریم مصری نے کہا خبر دی ہمکو یحیے بن ایوب غافقی نے اوس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حمید نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** جیسے اوپر گذری اس سند کو لکالا محمد بن نصر نے اور ابن مندہ نے ایمان مین اور غرض مؤلف کی اس سند کو لانے سے یہ ہے کہ حمید نے یہ حدیث کو انس سے سنا ہے اور تدلیس نہین کی کیونکہ اس مین تصریح ہے سماع کی برخلاف پہلی اسناد کے اوس مین عن انس ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس سند کو بطور تقویت اور استشہاد کے ذکر کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یحیے بن ایوب مین طعن ہوا ہے امام احمد نے کہا وہ بد حافظہ ہے وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلَ مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهٗ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ ترجمہ حمید نے کہا میمون بن سیاہ نے انس بن مالک سے پوچھا ای ابو حمزہ

بندی کی جان اور مال کہ کون سی چیز حرام کر دیتی ہے اونہوں نے کہا جو کوئی گواہی دیوے کہ اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں
سوا خدا کے اور منہ کرے ہمارے قبلے کی طرف اور نماز پڑہے ہماری نماز کی طرح اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے وہ مسلمان
ہے اوسکو وہ فائدہ ہے جو مسلمان کو ہے اور اوسپر وہ ضرر ہے جو مسلمان پر ہے **بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَأَهْلِ**
الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ مدینہ والوں اور شام والوں کے قبلہ کا بیان اور مشرق کا بیان **ف** اور مغرب کا تو والمشرق
عطف ہے قبلہ پر اسلیے کہ اگر عطف کرینگے اہل مدینہ پر تو مطلب یہ ہوگا کہ مشرق والوں کے قبلہ کا بیان حالانکہ
مشرق والوں کا قبلہ باب کی حدیث مین مذکور نہیں ہے بلکہ شام اور مدینہ والوں کے قبلے کا ذکر ہے اور شام اور مدینہ کا قبلہ
ایک ہی جانب ہے یعنے جنوب کی طرف لیکن مشرق والوں کا قبلہ وہ تو مغرب کی طرف ہے اور مولف نے اکتفا کیا مشرق
کے ذکر پر اسلیے کہ مغرب کا بھی یہی حکم ہے پہر کہا **لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ** مشرق اور مغرب کی
طرف قبلہ نہیں ہے **ف** اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مطلقاً یہ حکم صحیح نہیں کیونکہ مشرق والوں کا قبلہ مغرب ہے
اور مغرب والوں کا مشرق اور یہ ظاہر ہے اور ممکن نہین کہ امام بخاری ایسی کہلی بات کو نہ سمجہے ہوں تو مطلب انکا
یہ ہے کہ مدینہ والوں کا اور جو اون کی سمت پر ہیں اون کا قبلہ مشرق اور مغرب نہیں ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث
مین **لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا** اس
لیے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مت منہ کرو قبلہ کی طرف پاخانہ اور پیشاب میں لیکن مشرق کی
طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف **ف** یہ حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب الطہارۃ مین گذر چکی اور یہ خطاب اون
لوگوں سے خاص ہے جنکا قبلہ جنوب کی طرف ہے جیسے مدینہ والے یا شمال کی طرف لیکن وہ لوگ جنکا قبلہ مشرق یا
مغرب ہے اونکو پاخانہ اور پیشاب کے لیے جنوب یا شمال کی طرف منہ کرنا چاہیے **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ**
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلٰكِنْ
شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ
وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ترجمہ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ
مین جاؤ تو مت منہ کرو اور نہ پیٹہ کرو قبلہ کی طرف لیکن پورب یا پچہم کی طرف منہ کرو ابو ایوب نے کہا پہر ہم شام کے
ملک مین آئے وہاں پاخانے دیکہے قبلہ کی طرف بنے ہوئے تو ہم مڑ جاتے قبلہ کی سمت سے اور استغفار کرتے اللہ سے
ف اس حدیث کا ذکر کتاب الطہارۃ مین ہو چکا اوسکو نکالا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ

سند قطع ف وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ اور
روایت کیا اس حدیث کو سفیان نے زہری سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابوایوب سے اونہوں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے اوپر گذرا ف دونوں سندیں ایک ہیں اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے
کہ سفیان نے علی بن مدینی سے یہ حدیث دوبار بیان کی ایک بار میں تو عن عطاء عن ابی ایوب کہا اور دوسری بار
میں سمعت ابا ایوب کہا تو دوسری بار میں عطا کی سماع کی تصریح کی ابوایوب سے اور بعضوں نے اسکو تعلیق سمجھا ہے
واللہ اعلم **باب** قولہ تعالیٰ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان وَ
اتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنی مقام ابراہیم کو قبلہ بناؤ اس آیت سے بظاہر نکلتا ہے کہ شاید مقام
ابراہیم کے سوا اور طرف حرم میں منہ نکرنا چاہیے نماز میں لیکن اجماع ہے علماء کا اسپر کہ کعبے کے چاروں طرف
نماز درست ہے اور مؤلف نے جو حضرت کی حدیث کعبے کے اندر نماز پڑھنے کی اس باب میں نقل کی اوس سے بھی
یہ نکلتا ہے کہ آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے ورنہ آپ کعبے کے اندر نماز نہ پڑھتے اس صورت میں آیت کا یہ
مطلب ہوگا کہ طواف کے بعد جو دوگانہ پڑھو وہ مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھو جیسے ابن عمر کی پہلی حدیث سے جو اس باب
میں مذکور ہے اسطرف اشارہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے اوسکو اس باب میں لانے کی یا مصلی سے دعا کی جگہہ مراد ہے
یا یہ امر استحباب کے لیے ہے اور مقام ابراہیم سے وہ پتھر مراد ہے جسپر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ہے اور وہ
اب تک موجود ہے اور مجاہد نے کہا کہ مقام ابراہیم سے سارا حرم مراد ہے اور اول قول صحیح ہے اور دلیل اسکی
امام مسلم کی حدیث ہے جابر سے اور ازرقی نے اخبار مکہ میں باسانید صحیحہ نقل کیا کہ مقام ابراہیم آنحضرت اور
ابوبکر اور عمر کے زمانے میں اسی جگہ میں تھا جہاں اب ہے لیکن حضرت عمر کی خلافت میں بہیا آئی اور مقام بہ گیا
یہانتک کہ مکہ کی نشیب میں ملا پہر اوسکو لاکر کعبے کے پردوں سے باندہ دیا جب حضرت عمر آئے تو اوسکی جگہہ تحقیق کی اور
اپنی اصلی جگہہ میں اوسکو رکھدیا اور اوسکے گرد عمارت بنادی جیسے اب تک موجود ہے (فتح مع زیادۃ) حَدَّثَنَا
الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ
بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے ابن عمر سے پوچھا اوس شخص کا حال جو طواف کرے بیت اللہ

کا عمرے میں اور صفا مروہ نہ دوڑے کیا وہ صحبت کرے اپنی عورت سے **ف** یعنے صرف طواف کر لینے سے اوسکا احرام کھلا یا نہیں اور جو باتیں احرام میں ناجائز نہیں وہ درست ہوئیں یا نہیں اور ذکر کیا اون باتوں میں سے صرف جماع کا کیونکہ وہ زیادہ منع ہے احرام میں **ف** اونھوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور مقام ابرہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑہیں اور دوڑے صفا اور مروے کے بیچ میں اور تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اچھا ہے **ف** بموجب نص قرآنی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تو ابن عمر نے یہ اشارہ کیا کہ حضرت کی پیروی واجب ہے خصوصًا حج کے ارکان میں کیونکہ آپنے فرمایا حج کے ارکان مجھسے سیکھہ لو اور اس سے یہ نکل آیا کہ صفا اور مروہ دوڑنے سے پہلے جماع درست نہیں نہ اور کوئی کام جو احرام میں منع ہے **ف** اور ہم نے پوچھا جابر سے (اسی مسئلہ کو) اونھوں نے کہا جبتک صفا اور مروہ نہ دوڑے اپنی عورت سے صحبت نکرے **ف** تو جابر نے صاف ممانعت کی اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا لیکن ابن عباس نے اسکا خلاف کیا ہے اونھوں نے کہا کہ عمرہ کرنے والے کو طواف کے بعد سعی سے پہلے احرام کھول ڈالنا درست ہے اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی۔ حافظ نے کہا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اوسمیں اسکا بیان ہے کہ آپنے مقام ابرہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑہیں اور یہی اشارہ ہو سکتا ہے کہ آیت میں یہ مراد ہے کہ طواف کا دوگانہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرو اور ایک جماعت علما کی اسکے وجوب کی طرف گئی ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو حج میں بھی نکالا اور ایسے ہی مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے (ف ق)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيلَ لَهُ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلَى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر کے پاس کوئی شخص آیا (حافظ نے کہا مجھے اوسکا نام معلوم نہیں ہوا) اور اون سے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کعبے کے اندر تشریف لے گئے ہیں ابن عمر نے کہا یہ سنکر میں آیا اور حضرت نکلے اور بلال کو میں نے دروازے کے دو لوہٹوں کے بیچ میں پایا (یہ ترجمہ ہے بین البابین کا کیونکہ اوسوقت کعبہ کا ایک ہی باب (دروازہ) تہا) میں نے اون سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑہی اونھوں نے کہا ہاں دو رکعتیں پڑہیں اون دو ستونوں کے بیچ

مین جو اندر جانے وقت بائین ہاتھہ کیطرف ستون تھے پھر آپ باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتین پڑہین حافظ نے کہا اسماعیلی وغیرہ نے اس روایت مین اشکال کیا ہے کیونکہ ابن عمر سے ایک روایت یہہ ہے کہ مین اونسے پوچھنا بھول گیا آپنے کتنی رکعتین پڑہین اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے اس روایت مین دو رکعتون کی تعداد اپنی طرف سے بیان کی ہو نہ بلال کا قول کیونکہ اقل نماز دو رکعتین ہین اور یہہ مضمون اوس روایت سے نکلتا ہے جو عمر بن شبہ نے کتاب مکہ مین نکالی اوس مین یہہ ہے ابن عمر سے کہ بلال میرے سامنے آئے مین نے اونسے پوچھا حضرت ؐ نے کیا کیا اونہون نے ہاتھہ سے اشارہ کیا یعنے دو رکعتین پڑہین کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی سے اور دوسری روایت مین جو ہے کہ مین بلال سے پوچھنا بھول گیا کتنی رکعتین پڑہین اوسکا یہہ مطلب ہوگا کہ مین نے یہہ تحقیق نہ کیا کہ آپ نے دو رکعتون سے زیادہ پڑہین یا نہین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ شاید ابن عمر پہلے بلال سے پوچھنا بھول گئے ہون پھر اون سے پوچھا ہو تو ایک روایت مین اپنا نقل کیا ایک مین یون اور حافظ نے کہا کہ الفاظ حدیث سے توجیہ باطل ہوتی ہے اور بعضون نے کہا یہ تحیے راوی کی غلطی ہے اس روایت مین اور یہہ خود انکی غلطی ہے کیونکہ متابعت کی تحیے کی ابو نعیم اور ابو عاصم اور عمر بن علی اور عبد اللہ بن نمیر نے سیف سے اور سیف کی متابعت کی خصیف نے اور مجاہد کی متابعت کی ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار نے اور احمد اور طبرانی نے باسناد قوی عثمان بن ابی طلحہ سے اور بزار نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور طبرانی نے باسناد صحیح عبد الرحمن بن صفوان سے نکالا اونہون نے کہا جب حضرت ؐ باہر نکلے تو مینے اونسے پوچھا جو آپکے ساتھہ تھے اونہون نے کہا آپنے دو رکعتین پڑہین بیچ کے ستون کے پاس اور طبرانی نے نکالا باسناد جید شیبہ بن عثمان سے کہ آپنے دو رکعتین پڑہین دونون ستونون کے پاس (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا اہلحدیث نے اجماع کیا ہے بلال کی روایت لینے پر کیونکہ اوس مین اثبات ہی ایک امر کا اور اوسکو ترجیح دی ہے اسامہ کی روایت پر جس مین نفی ہے نماز کی اور شاید اسامہ آپکے دوسرے ہون یا آپ دو بار کعبہ مین گئے ہون ایک بار نماز پڑہی ہو اور ایک بار نہ پڑہی ہو اور اس حدیث کو مولف نے حج اور صلوۃ اور جہاد مین نکالا اور مسلم نے حج مین اور ایسا ہی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے انتہے حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هَذِهِ الْقِبْلَةُ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر گئے تو اوسکے چارون کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑہی یہانتک کہ

باہر نکلے جب باہر نکلے تو دو رکعتین پڑہین اوسکے سامنے اور فرمایا یہ قبلہ ہے **ف** اگلی روایت مین وجہ الکعبہ ہے
اور اس روایت مین قبل الکعبہ ہے اور مراد وہ رخ ہے جدہر دروازہ ہے خانہ کعبہ کا حافظ نے کہا ابن عباس سے
طبرانی نے نکالا اونہون نے کہا مجہکو کعبہ کے اندر نماز پڑہنا پسند نہین کیونکہ جو کوئی اوسکے اندر نماز پڑہیگا وہ
اپنے پشت پر بہی کعبہ کا ایک حصہ کریگا اور یہ جو فرمایا یہ قبلہ ہے اس سے یہ غرض ہے کہ بیت المقدس اب قبلہ
نہ رہا اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ جسکو کعبہ دکہائی دیتا ہو اوسکا قبلہ عین کعبہ ہے بہ جہت کعبہ کے
خلاف اوس شخص کے جسکی نظر سے کعبہ غائب ہو اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ لوگ کل حرم یا مسجد کو
قبلہ نہ سمجہین بلکہ قبلہ عین کعبہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ امام کے کہڑے ہونیکی جگہہ ہے یعنے کعبے کے دروازے کے سامنے
کیونکہ بزار نے نکالا عبد اللہ بن حبشی خثعمی سے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ کعبہ کے دروازے
کیطرف نماز پڑہتے تہے اور فرماتے تہے اے لوگو دروازہ قبلہ ہے بیت اللہ کا اور یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ اجماع
ہے اسپر کہ کعبہ کے چارون طرف منہ کرنا جائز ہے قسطلانی نے کہا یہ حدیث کو مسلم نے حج مین اور نسائی نے بہی نکالا

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ آدمی جہان ہو سفر یا حضر مین قبلہ کیطرف منہ کرے الخ

مین حافظ نے کہا مراد فرض نماز ہے م وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ
وَكَبِّرْ اور ابوہریرہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ **ف**
یہ حدیث کو مولف نے وصل کیا کتاب الاستیذان مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى
نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَتَوَجَّهَ
نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُودُ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا
قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ
الْقَوْمُ حَتَّى تَوَجَّهُوا نَحْوَ الْكَعْبَةِ ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑہی بیت المقدس کیطرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے اور آپ یہ چاہتے تہے کہ آپ کو حکم ہو کعبہ کیطرف منہ کرنیکا

ف اسکا بیان اوس روایت مین ہے جسکو طبری نے نکالا ابن عباس سے کہ جب حضرت ﷺ نے مدینہ کیطرف ہجرت کی وہان یہودی بہت تھے جو بیت المقدس کیطرف مونہہ کرتے تھے اللہ تعالی نے آپکو بھی حکم دیا بیت المقدس کیطرف مُنہ کرنیکا یہودی اس بات سے خوش ہوے پھر سترہ مہینے تک آپنے اوسیطرف مُنہ کیا اور آپ چاہتے تھے کہ حضرت ابرہیم کے قبلہ کیطرف مُنہ کرنیکا حکم ہو آپ دعا فرماتے تھے اور آسمان کیطرف دیکھتے تھے تب یہ آیت اوتری قد نری تقلب وجہک اخیر تک اور مجاہد کے طریق سے نکالا کہ آپ کعبے کیطرف مُنہ کرنا پسند کرتے تھے کیونکہ یہودی یہ کہا کرتے تھے محمد ہمارا اخلاف کرتے ہین لیکن ہمارے قبلہ کی پیروی کرتے ہین اسوقت یہ آیت اوتری اور ابن عباس کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا ہجرت کے بعد ہوا لیکن امام احمد نے دوسرے طریق سے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے اور کعبہ آپکے سامنے ہوتا اور دونون روایتون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ آپنے ہجرت کے بعد یہ حکم دیا ہو کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا قائم رکھو اور طبرانی نے ابن جریج کے طریق سے نکالا کہ حضرت نے پہلے نماز پڑھی کعبہ کیطرف پھر بیت المقدس کیطرف پھرے تو تین سال تک اسیطرف نماز پڑھی پھر ہجرت کی اور ہجرت کے بعد بھی مدینہ مین سولہ مہینے تک اسکیطرف نماز پڑھی پھر اللہ تعالی نے آپکو حکم دیا کعبہ کی طرف منہ کرنیکا تو باطل ہوا قول اوسکا جسنے کہا کہ آپنے بیت المقدس کیطرف اجتہاد سے منہ کیا کیونکہ ابن عباس کی اگلی روایت مین یہ ہے کہ وہ بحکم الٰہی تھا اور نکالا اوسکو طبری نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے لیکن وہ ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے کہ آپنے نماز پڑھی بیت المقدس کیطرف اہل کتاب کا دل ملانیکے لیے (فتح) ف پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ یعنے ہم دیکھتے ہین تیرا بار بار منہ کرنا آسمان کیطرف ف وحی کی انتظار مین اور یہ آپ کا کمال ادب تھا کہ حکم الٰہی کے منتظر رہے اور درخواست نکی اور اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس آسمانون سے اوپر ہے ورنہ وحی اوپر سے کیون آتی ف تو آپنے مونہہ کیا کعبہ کیطرف اور بعض بیوقوفون نے لوگون مین سے وہ یہودی تھے یہ کہا انکو کسنے پھیر دیا اون کے اگلے قبلے سے جدہر پہلے منہ کرتے تھے تو کہہ اے محمد اللہ ہی کی ہے پورب اور پچھم جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ کی طرف لیجاتا ہے خیر آپکے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی (اوسکا نام عباد بن بشر تھا یا عباد بن نہیک) پھر وہ نماز پڑھکر نکلا تو کچھ لوگون پر گذرا انصار کے جو عصر کی نماز پڑھ رہے تھے بیت المقدس کیطرف ف ابن ابی حاتم کی تفسیر مین

ہے تویلہ بنت اسلم کے طریق سے کہ مین نے ظہر یا عصر کی نماز پڑہی بنی حارثہ کی مسجد مین پہر ہم مسجد ایلیا کی طرف گئی وہان دو رکعتین پڑہین پہر ایک شخص آیا وہ کہنے لگا کہ حضرت نے کعبہ کیطرف مُنہ کیا اور اختلاف ہو کہ قبلہ کس نماز پر بدلا اور کس مسجد مین بزار کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور ابن سعد نے طبقات مین لکھا کہ یون کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ظہر کی دو رکعتین پڑہین مسلمانون کے ساتھ مسجد مین پہر آپ کو حکم ہوا مسجد حرام کی طرف مونہہ کرنے کا آپ اودہر گہوم گئے اور مسلمان بہی آپکے ساتھ گہوم گئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ام بشر بن براء بن معرور کو دیکہنے کو تشریف لے گئے بنی سلمہ مین اوس نے آپکے لیے کہانا طیار کیا اور ظہر کی نماز کا وقت آگیا آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعتین پڑہین پہر حکم ہوا آپ کو آپ گہوم گئے کعبہ کیطرف اور منہ کیا میزاب کی طرف اسلیے اوس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا ابن سعد نے کہا واقدی نے کہا یہ روایت ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی اور ابن ابی داود نے بسند ضعیف نکالا عمارہ بن رویبہ سے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے (ظہر اور عصر) ایک نماز مین جب قبلہ پہیر اگیا آپ گہوم گئے ہم بہی آپکے ساتھ گہوم گئے دو رکعتین پڑہنے کے بعد اور بزار نے نکالا انس سے کہ حضرت بیت المقدس کیطرف سی پہیرے گئے ظہر کی نماز مین اور آپ نے کعبہ کیطرف مُنہ کیا اور طبرانی نے دوسرے طریق سے انس سے ایسا ہی نکالا اور ہر ایک روایت مین ضعف ہے (فتح) **ف** اوس نے کہا وہ گواہی دیتا ہے اسبات کی کہ اوس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی اور آپ نے مونہہ کیا کعبہ کیطرف یہ سنکر لوگ پہر گئے (نماز ہی مین) یہانتک مونہ کیا کعبہ کیطرف **ف** قسطلانی نے کہا یہ روایت ابن عمر کی روایت کے خلاف نہین جسمین قبا والون کا ذکر ہے کہ اونہون نے منہ پہیرا کعبہ کیطرف صبح کی نماز مین کیونکہ قبا والے مدینہ سے باہر تہے انکو دوسرے دن خبر ہوئی ہوگی قبلہ بدلنے کی اور اہل مدینہ کو اوسی روز خبر ہوگئی عصر کی نماز مین اور اس حدیث کو مؤلف نے تفسیر مین بہی اور مسلم اور ترمذی اور نسائے اور ابن ماجہ نے نکالا انتہے حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑہتے اوسکا منہ جدہر جاہے ہوتا جب آپ فرض پڑہنا چاہتے تو اُترتے اور قبلہ کی طرف مُنہ کرتے **ف** تو معلوم ہوا کہ سفر مین بہی فرض نماز مین قبلہ کیطرف منہ کرنا ضرور ہے اور اوسپر اجماع ہے لیکن جب خوف کی شدت ہو تو اسوقت قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہین البتہ نفل نماز سواری

پر بھی درست ہے اور اس میں قبلہ کی طرف سے منہ موڑنا بھی ضرور نہیں ہے اور اکثر علما کا یہی قول ہے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو تفسیر الصلوۃ اور مغازی میں بھی نکالا اور سالبے بھی حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ابراہیم النخعی نے کہا (جو روایت کرتے ہیں اس حدیث کو علقمہ سے وہ عبد اللہ سے) میں نہیں جانتا کہ حضرت نے (بھولے سے) نماز میں کچھ زیادہ کیا یا کم کیا یعنے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا سجدہ سہو زیادت کی وجہ سے تھا یا نقصان کی وجہ سے لیکن دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں عصر ہے) جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوا آپ نے فرمایا کیسے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ سہو معلوم نہیں ہوا اور یہ بھی نکلا کہ پیغمبروں کو سہو ہوتا ہے ابن دقیق العید نے کہا اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ایک گروہ کا شاذ قول یہ ہے کہ ان سے سہو نہیں ہوتا اور اس حدیث سے انکار رد ہوتا ہے اس میں صاف ہے کہ میں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو (فتح) **ف** لوگوں نے عرض کیا آپ نے اتنی رکعتیں پڑھی ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنے تشہد کی طرح قعدہ کیا) اور قبلہ کی طرف منہ کیا (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا جب اپنا منہ ہماری طرف کیا تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوتا تو میں تم کو خبر کرتا لیکن میں تو آدمی ہوں (گو مرتبہ آپکا تمام آدمیوں بلکہ فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر بشریت کے صفات آپ میں بھی تھے) بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو تو جب میں بھول جاؤں (نماز میں) مجھکو یاد دلا دو (سبحان اللہ کہکر) اور جب تم میں سے کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو سوچ لیوے صحیح امر کو پھر پورا کرے اوسکے موافق اپنی نماز پھر سلام پھیر کے پھر دو سجدے کرے **ف** سہو کی حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو ابواب سہو میں آویگی اور صحیح امر سوچنے سے مطلب یہ ہے کہ یقینی بات کو اختیار کرے مثلاً تین چار میں شک ہو تو تین سمجھے ایک رکعت اور پڑھے اور اس حدیث کو مولف نے نذور میں

اور مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط) **باب ما جاء فی القبلۃ** قبلہ کا بیان و من
لم یر الاعادۃ علی من سہا فصلی الی غیر القبلۃ اور جس شخص نے کہا کہ اگر کسی نے بھولے سے قبلہ کے سوا اور
طرف نماز پڑھی تو اوسپر اعادہ واجب نہیں ہے ف حافظ نے کہا اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب کسی نے قبلہ
کو سوچا اور ایک طرف نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ اوس طرف قبلہ نہ تھا تو ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب اور عطا
اور شعبی وغیرہم سے نقل کی اونہوں نے کہا نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا اور یہی قول ہے کوفہ والوں کا اور زہری
اور مالک وغیرہما سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ واجب ہوگا ورنہ واجب نہ ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک
جب خطا کا یقین ہو جاوے تو اعادہ واجب ہوگا مطلقاً اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ سے وہ حدیث نکالی جو اول قول کی
کی تائید کرتی ہے مگر اسکا اسناد قوی نہیں انتہی قسطلانی نے کہا اگر نماز کے اندر ہی خطا معلوم ہو جاوے تو شافعیہ
اور مالکیہ کے نزدیک پھر سے پڑھے اور حنفیہ کے نزدیک قبلہ کی طرف گھوم جاوے اور جو نماز پڑھ چکا ہے اوسکو
قائم رکھکر آگے پڑھے اور شافعیہ کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور دلیل انکی قبا والوں کی حدیث ہے جسمیں وہ گھوم گئے
تھے نماز ہی میں کعبہ کی طرف مترجم کہتا ہے اس مسئلہ کے متعلق حدیثیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وقد سلم

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رکعتی الظہر واقبل علی الناس بوجہہ ثم اتم ما بقی اور سلام
پھیرا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھکر اور لوگوں کی طرف مونہہ کیا پھر پورا کیا
اوس نماز کو جو باقی رہی تھی ف یہ ٹکڑا ہے ابوہریرہ کی حدیث کا ذوالیدین کے قصہ میں اور یہ حدیث صحیحین
میں موجود ہے کئی طریقوں سے المتنبہ یہ عبارت کہ آپنے مونہہ کیا لوگوں کی طرف صحیحین کی روایتیں نہیں لیکن
موطا کی روایت میں موجود ہے اور ابن تین نے وہم کیا ابن بطال کی متابعت سے اونہوں نے کہا کہ یہ ٹکڑا ہے ابن
مسعود کی حدیث کا جو اوپر گذری حالانکہ ابن مسعود کی حدیث میں کسی طریق میں یہ نہیں ہے کہ آپنے دو رکعت
پڑھکر سلام پھیر دیا اور اس تعلیق کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ جب آپنے نماز کے بیچ میں لوگوں کی طرف
مونہہ کیا تو قبلہ کی طرف پشت ہوئی پس معلوم ہوا کہ سہو سے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ ہو تو نماز باطل نہ ہوگی (فتح)
حدثنا عمرو بن عون قال حدثنا ہشیم عن حمید عن انس قال قال عمر وافقت ربی
فی ثلث قلت یا رسول اللہ لو اتخذنا من مقام ابراہیم مصلی فنزلت واتخذوا من مقام
ابراہیم مصلی وآیۃ الحجاب قلت یا رسول اللہ لو امرت نساءک ان یحتجبن فانہ یکلمہن البر
والفاجر فنزلت آیۃ الحجاب واجتمع نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الغیرۃ علیہ فقلت

لَقِيْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ترجمہ انس سے
روایت ہے حضرت عمر نے کہا میں موافق ہوا اپنے پروردگار کے تین باتوں میں یعنے جو میری رائے تھی ویساہی حکم
قرآن میں اوترا حافظ نے کہا حضرت عمر کی غرض حصر نہیں ہے ان تین میں کیونکہ اور باتوں میں بھی انکی رائے
کے موافق حکم اوترا جیسے بدر کے قیدیوں میں اور منافقوں پر جنازے کی نماز نہ پڑھنے
میں اور ترمذی نے باسناد صحیح ابن عمر سے روایت کیا اونہوں نے کہا جب لوگون کو کوئی واقعہ پیش آیا اور انہون
نے اوس میں رائے دی اور عمر نے بھی رائے دی تو قرآن عمر کی رائے کے موافق اوترا اور اس سے نکلتا ہے کہ
وہ بہت سی باتوں میں موافق تھے پروردگار جلشانہ کے حکم کے اور ہم نے اون باتوں کو جمع کیا تو پندرہ تک
اون کا عدد پہونچا اور ایک یہ تھا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا دیں تو یہ آیت
اوتری وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى یعنے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو اور آیت حجاب میں میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتون کو حکم دیجیے وہ پردہ کریں کیونکہ باتیں کرتے ہیں اون سے نیک اور بد
سب طرح کے شخص (پھر آیت اوتری پردے کی) اور آپ کی بی بیاں اکٹھا ہوئیں آپ پر رشک کر کے تو میں نے
اون سے کہا قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو دوسری بی بیاں تم سے بہتر عنایت فرماوے اگر آپ طلاق دیدیں
تم کو تو یہ آیت اوتری عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ سے خیرا تک اونہی لفظوں سے جو حضرت عمر نے زبان سے
کہی تھی - اس حدیث سے یہ نکلا کہ حضرت عمر کی رائے دینی اور ملکی معاملات میں نہایت صائب تھی اور اسی واسطے
اکثر پروردگار کے احکامات انکی رائے کے مطابق اوترے اس فضیلت میں حضرت عمر تمام صحابہ سے ممتاز تھے
اور یہی وجہ تھی کہ جب تک حضرت عمر زندہ رہے تمام خلافت کے کام اس انتظام سے چلے کہ ہرگز خلل نہیں ہوا اور
سب مسلمان بالاتفاق اپنے دین کی ترقی میں کوشش کرتے رہے یہانتک کہ آپ کی خلافت میں اسلام شرقاً
و غرباً پھیل گیا اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی ایک ہزار شہر فتح ہوے اور ایک ہزار مسجدیں بنائی گئیں اور
حضرت عمر کا احسان ہر ایک مسلمان قیامت تک بھولنے والا نہیں مسلمان تو خیر کفار بھی انکی دانائی اور حسن
انتظام اور معدلت کو معترف ہیں باستثنا چند متعصبین رافضی کے جو ناشکری اور احسان فراموشی میں طاق
ہیں اور بلا وجہ ایسے سردار کے حق میں کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں اللہ تعالی اون کو ہدایت کرے حافظ
صاحب نے کہا مقام ابراہیم کا حال اوپر گذرا اور حجاب کا مسئلہ سورۂ احزاب کی تفسیر میں مذکور ہوگا اور تخییر کا
حال سورۂ تحریم کی تفسیر میں آویگا اور آپ کی بی بیوں کی غیرت کا حال کچھ باب عشرۃ النساء میں ہم ذکر کرینگے

اور مناسبت احادیث کی ترجمہ باب سے ابن رشید نے یہ لکھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے قبلہ کے باب میں اجتہاد کیا کیونکہ
مقام ابراہیم کی جانب کو تجویز کیا چاروں جانبوں میں سے پھر اللہ تعالیٰ نے انکی رائے کو صحیح کیا تو معلوم ہوا کہ جب
کوئی قبلہ کے باب میں اجتہاد کرے اور کوشش کر کے ایک سمت مقرر کرے تو وہ صواب کو پہونچ گیا گو خطا کرے
واللہ اعلم شیخ ابن حجرؒ کہتا ہے یہ وجہ ٹھیک نہیں ہے اور عمدہ توجیہ یہ ہے کہ مقام ابراہیم بھی قبلہ کی ایک جہت ہے تو امام
بخاری اس حدیث کو صرف اسی مناسبت سے یہاں لائے وقال ابن ابی مریم اور بعض نسخوں میں حدثنا
ابن ابی مریم ہے اخبرنا یحیی بن ایوب قال حدثنی حمید قال سمعت انسًا بهذا اس سند
کے ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اس میں حمید کے سننے کی صراحت ہے انسؓ سے اور یحییٰ بن ایوب سے گو بخاری نے حجت
نہیں لی مگر انکی روایت کو متابعت کے طور پر ذکر کیا اور اسماعیلی نے اسکو روایت کیا یوسف قاضی سے انہوں
نے ابو الربیع سے انہوں نے ہشیم سے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو حمید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انسؓ نے
تو یحییٰ بن ایوب متفرد نہیں ہوا اسکے ساتھ (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا
مالک بن انس عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر قال بینما الناس بقباء فی صلوۃ الصبح
اذ جاءھم اٰت فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل علیہ اللیلۃ قراٰن وقد
امر ان یستقبل الکعبۃ فاستقبلوھا وکانت وجوھھم الی الشام فاستداروا الی الکعبۃ ترجمہ
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے لوگ ایک بار نماز پڑھ رہے تھے صبح کی مسجد قبا میں ف مسلم کی روایت میں
صلوۃ الغداۃ ہے اور بعضوں نے صلوۃ الغداۃ کہنا مکروہ رکھا ہے اور براء کی حدیث میں جو عصر کی نماز مذکور
ہے اسکے یہ خلاف نہیں کیونکہ بنی حارثہ کو جو مدینہ کے اندر تھے اسی روز عصر تک تبدیل قبلہ کی خبر پہونچی عباد
بن بشر یا ابن نہیک کے ذریعہ سے اور قبا والوں کو جو مدینہ سے باہر تھے دوسرے روز صبح تک خبر پہونچی اور قبا والے
بنی عمرو بن عوف تھے اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ انکو کس نے خبر دی تھی اور ابن طاہر نے نقل کیا کہ عباد بن بشر
نے حالانکہ عباد نے بنی حارثہ کو خبر دی تھی عصر کی نماز میں اور شاید وہی صبح کو قبا والوں کی طرف گئے ہوں اور مسلم
کی روایت میں ہے کہ بنی سلمہ میں سے ایک شخص گذرا اور قبا والے رکوع میں تھے فجر کی نماز میں اور بنو سلمہ مغایر
ہیں بنی حارثہ کے (فتح مختصرًا) شوکانی نے کہا صحیح مسلم میں انس کی روایت یہ ہے کہ لوگ رکوع میں تھے
فجر کی نماز میں اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سہل بن سعد سے کہ انکو پایا صلوۃ الغداۃ پڑھتے ہوئے اور بزار
نے براء سے نکالا کہ ایک شخص نے آپکے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور بخاری میں

ایسا ہی ہے اور مسلم کی روایت مین براء سے نماز کی تعیین نہین ہے اور عمارہ بن اوس کی حدیث مین ہے کہ آپ نے جو
نماز کعبہ کیطرف پڑہی وہ زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ایک نماز تہی اور ایسا ہی ہے عمارہ بن رویبہ اور تویلہ
کی حدیثون مین اور ابو سعید بن معلی کی حدیث مین ہے کہ وہ ظہر کی نماز تہی اور جمع یون ہے کہ جس نے شک کیا ظہر اور عصر
مین تو یہ منافی نہین اوسکے جس نے جزم کیا کہ وہ ظہر تہی اور بعضون نے عصر کہا لیکن عصر کی روایت زیادہ صحیح ہے
اور بخاری نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور ظہر کی روایت کی اسناد مین مروان بن عثمان ہے اوس مین اختلاف
ہے اور ابن سعد نے طبقات مین نقل کیا بعضون سے کہ یہ واقعہ مدینہ کی مسجد مین ہوا اور نقل ہے کہ آپ نے دو رکعتین
پڑہ لی تہین ظہر کی مسجد مین مسلمانون کے ساتہہ پہر حکم ہوا منہ کرنیکا مسجد حرام کیطرف تو آپ گہوم گئے اور مسلمان
بہی آپکے ساتہہ تہے انتہی مختصراً اتنے مین ایک آنیوالا اونکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم پر کل کی رات کو قرآن اوترا اور آپ کو حکم ہوا کعبہ کیطرف منہ کرنے کا یہ سنکر اون لوگون نے کعبہ
کی طرف منہ کر لیا اور انکے منہ شام کی طرف تہے تو گہوم گئے کعبہ کی طرف ف حدیث سے یہ نکلا کہ جو حکم آپ کو
ہوا امت پر بہی اوسکی پیروی لازم ہے اور گہوم جانیکی کیفیت تویلہ کی حدیث مین ہے جسکو نکالا ابن ابی حاتم
نے اوس مین یہ ہے کہ عورتین مردون کی جگہہ پر آگئین اور مرد عورتون کی جگہہ پر پہر گئے دو سجدے جو باقی تہے وہ کعبہ
کی طرف کئے حافظ نے کہا اسکی صورت یہ ہے کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب مین تہا گہوم کر مسجد کے پیچہے کی جانب
مین آگیا کیونکہ جب کوئی مدینہ مین کعبہ کیطرف منہ کرے اوسکی پشت بیت المقدس کیطرف ہوگی اور اگر امام اپنی
جگہہ پر رہکر گہوم جاتا تو اوسکے پیچہے صفون کی جگہہ کہان سے نکلتی اور جب امام گہوما تو مرد بہی اوسکے ساتہہ
گہومے اور عورتین بہی گہومین یہانتک کہ مردون کے پیچہے آگئین اور یہ عمل کثیر ہے اور احتمال ہے کہ اسوقت تک عمل
کثیر منع نہ ہوا ہو نماز مین جیسے کلام منع نہین ہوا تہا اور احتمال ہے کہ ضرورت کی وجہ سے یہ عمل کثیر معاف ہوا اور
اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جبتک ناسخ حکم کی خبر نہ ہو اوسوقت تک اوسپر عمل کرنے کی تکلیف نہین کیونکہ قبا
والون کو اون نمازون کی قضا کا حکم نہین ہوا جو اونہون نے بیت المقدس کے طرف پڑہین قبلہ بدل جانیکے
بعد اور طحاوی نے اس سے یہ نکالا کہ جسکو نبوت کی خبر نہ پہونچی اور وہ دین کے فرائض نہ جان سکے تو اوسپر
فرائض واجب نہ ہونگے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ حضرت کے زمانے مین اجتہاد جائز تہا اور خبر واحد کا قبول
کرنا اور اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا یہ نسخ خاص
تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جو شخص

نماز نہ پڑھ رہا ہو وہ اوسکو بتلا سکتا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اور نمازی اگر اوسکی بات سنے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اس
حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اوس میں یہ مذکور ہے کہ آپ کا حکم ہوا کعبہ کیطرف مونہہ کرنیکا دوسرے یہ کہ قبا والوں
نے بعض نماز منسوخ قبلہ کیطرف نماز پڑھی اور اونکی نماز ہوگئی اور اس سے یہ نکلا کہ جو کوئی بھولے سے قبلہ کے سوا اور طرف
نماز پڑھ لیوے اوسکی بھی نماز ہو جاویگی (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو تفسیر میں بھی نکالا اور
مسلم اور نسائی نے صلوٰۃ میں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا أَزِيدَ فِي
الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں لوگوں نے عرض کیا کیا نماز زیادہ
ہوگئی آپ نے فرمایا کیا اونہوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں یہ سنکر آپ نے اپنے دونوں پاؤں موڑے اور دو
سجدے کیے **ف** سہو کے حافظ نے کہا یہ حدیث اوپر گذر چکی اور مناسبت اسکی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ تھوڑی
دیر تک آپ کا منہ لوگوں کی طرف رہا اور پشت قبلہ کی طرف سہو سے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی اور گذشتہ
روایت میں یہ صاف ہے کہ پھر آپ نے اپنا منہ کیا قبلہ کی طرف قسطلانی نے کہا یہاں تک قبلہ کے متعلق حدیثیں
ختم ہو گئیں اب مسجدوں کا بیان شروع ہوگا اس باب کے متعلق اور حدیثیں امام مالک نے موطا میں
ابن عمر سے نکالا اونہوں نے کہا جب زیادہ خوف ہو تو لوگ کھڑے کھڑے اور سوار ہو کر نماز پڑھ لیں خواہ منہ
قبلے کیطرف ہو یا نہ ہو نافع نے کہا میں نہیں سمجھتا مگر عبد اللہ بن عمر نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا اور نکالا اوسکو بخاری نے تفسیر میں اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اور مسلم نے شوکانی نے کہا ایسی
حالت میں استقبال قبلہ ساقط ہے اسیطرح قیام کے بدل گھوڑے پر بیٹھنا کافی ہے اور رکوع اور سجدے کے بدل
اشارہ کرنا کافی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جب وقت کے فوت ہو جانیکا ڈر ہو تو اسطرح
نماز پڑھ لیں ورنہ درست نہیں اور باقی ذکر اسکا باب صلوٰۃ الخوف میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ (۲) سفر میں
سواری پر نفل نماز پڑھنا درست ہے گو قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور اہل حدیث کے نزدیک فرض نماز بھی سواری پہ
درست ہے سفر میں اور اسکے متعلق حدیثیں اگر خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگی (۳) سہل طریق قبلہ پہچاننے
کا جو سفر میں بھی کام آوے یہ ہے کہ قدیم مشہور مسجدوں میں دوپہر اور عصر کے وقت سایہ کو دیکھ لیں کہ قبلہ
کس جانب پڑتا ہے اور اسکو یاد رکھیں اور جنگل میں جب آفتاب نکلا ہوا ہو اسپر عمل کریں اور فجر اور مغرب اور

ف جب خوف زائد ہو تو قبلہ کے طرف منہ کرنا معاف ہو جاتا ہے [illegible]

مثلاً کیونکہ قتون مین طلوع اور غروب آفتاب اور شفق سے قبلہ دریافت کرین لیکن دس بارہ منزل تک تو حساب قائم رہیگا جب اس سے زیادہ دور جاوے تو اُس ملک کی مسجدین دیکھ کر قبلہ دریافت کر لیوے اور اس زمانے مین تو قطب نما کا آلہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ اوس سے ہر جگہہ اور ہر مقام مین قبلہ بخوبی دریافت ہو سکتا ہے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ پرانی اور معتبر مسجد کے محراب مین قطب نما کو برابر زمین پر رکھین اور دیکھین کہ محراب سے قطب کس طرف واقع ہے اوتنے ہی درجہ پر جنگل مین قبلہ دریافت کر لین یہ عمل بھی دس بارہ منزل تک چلیگا پھر اوس ملک کی مسجد مین قطب نما رکھکر دیکھہ لین ایسے ہی برابر عمل کرتے جاوین اور ایک قبلہ نما بھی نکلا ہے لیکن وہ کام کا نہین ہے کس لیے کہ ہندوستان مین قبلہ مغرب کی طرف ہے اور اُس مین سوئی کی نوک ہمیشہ مغرب کی طرف رہتی ہے پس جہان قبلہ مشرق یا جنوب یا شمال کیطرف ہو وہان یہ آلہ کام نہ آویگا البتہ قطب نما کا آلہ نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور اوس سے ہر ایک ملک مین قبلہ باسانی نکل سکتا ہے اور سمت قبلہ کی دریافت کے لیے اہل ہیات نے ایک عمدہ طریقہ قرار دیا ہے مگر اوس سے عام لوگ فائدہ نہین اوٹھا سکتے (۴) ابن ماجہ نے امام جعفر صادق سے اونہون نے امام محمد باقر سے اونہون نے جابر سے کہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابرٰہیم مین آئے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے باپ حضرت ابرٰہیم علیہ السلام کا مقام ہے جسکی شان مین اللہ تعالی نے فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (۵) ابن ماجہ نے براء سے کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کیطرف اٹھارہ مہینے تک اور کعبہ کی طرف قبلہ پھیر گیا دو مہینے بعد جب آپ مدینہ مین تشریف لائے اور آپ جب بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تو اکثر اپنا منہ آسمان کیطرف کرتے اور اللہ تعالی نے اپنے نبی کے دل کا حال پہچان لیا کہ وہ خواہش کرتے ہین کعبہ کی تو جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑہے اور حضرت اپنی آنکھہ انکیطرف لگائی ہوئے تھے اور وہ چڑہ رہے تھے آسمان اور زمین کے بیچ مین آپ انتظار کر رہے تھے کہ وہ کیا حکم لاتے ہین پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ اخیر تک اوسوقت ایک آنیوالا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا قبلہ تو پھر گیا کعبہ کیطرف اور ہم دو رکعتین بیت المقدس کیطرف پڑہ چکے تھے اور رکوع مین تھے پھر ہم پھر گئے کعبہ کی طرف اور ہم نے بنا کر لی اوس نماز پر جو پہلے پڑہ چکے تھے یعنے اوسکو قائم رکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل کیا حال ہوگا ہماری اوس نماز کا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑہی تب اللہ تعالی

نے روایت اوتاری وماکان اللّٰہ لیضیع ایمانکم یعنی اللہ تمہاری نمازیں بیکار نہیں کرنیکا **باب حک البزاق بالید من المسجد** مسجد میں سے تھوک کا ہاتھ سے ڈال دینا ف خواہ ہاتھ ہی سے یا کسی لکڑی سے کھرچ ڈالے جیسے ابو داؤد نے نکالا جابر سے حدثنا قتیبۃ قال حدثنا اسمٰعیل بن جعفر عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی القبلۃ فشق ذلک علیہ حتی رُئی فی وجھہ فقام فحکہ بیدہ فقال ان احدکم اذا قام فی صلوتہ فانہ یناجی ربہ او ان ربہ بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ ثم اخذ طرف ردائہ فبصق فیہ ثم رد بعضہ علی بعض فقال او یفعل ھکذا ترجمہ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے میں یعنی قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا جو سینے سے نکلتا ہے اوسکو نخامہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا جو بلغم سینے سے نکلے اوسکو نخاعہ کہتے ہیں عینی نے اور جو سر سے اوترے اوسکو نخامہ کہتے آپکو یہ برا معلوم ہوا اور ناگوار گذرا ایسا تک کہ آپکے چہرے پر اس ناگوار گذرنے کا (اثر معلوم ہوا نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپکا مبارک چہرہ سرخ ہو گیا قربان آپکے حسن اور جمال کے اور عبد نے ادب مفرد میں نکالا ابن عمر سے کہ آپ غصے ہوئے مسجد والوں پر پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اسکو چھیل ڈالا یا مل ڈالا) بعد اوسکے فرمایا تم میں سے کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک سے (مراد کمال قرب ہے) یا یوں فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے تو کوئی تم میں سے نہ تھوکے اپنے قبلے کے سامنے لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے یعنی بائیں پاؤں کے نیچے جیسے ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر اوسکو دفن کر دے پھر آپنے اپنی چادر کا ایک کونا لیا اوس میں تھوکا اور کپڑے کو اولٹ پلٹ کیا تو فرمایا یا اسطرح کرے ف یعنی تین باتوں میں آپنے اختیار دیا کہ اون میں سے کوئی بات کرے یا تو بائیں طرف تھوک لیوے یا اپنے پاؤں کے نیچے یا اپنے کپڑے میں اور تیسری بات بہتر ہے جب مسجد میں فرش ہو یا مسجد کی زمین پختہ ہو اور تھوکنے سے نمازیوں کو تکلیف ہونیکا خیال ہو حافظ نے کہا اللہ تعالیٰ کی سرگوشی سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے اپنے بندے پر رحمت اور رضوان کے ساتھ اور یہ جو فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اسیطرح دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکے منہ کے سامنے ہے خطابی نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ جب بندے نے قبلہ کی طرف منہ کیا تو اپنے مالک کی طرف قصد کیا گویا بندے کا مقصود اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے اور بعضوں نے

کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت یا ثواب اسکے قبلے کے درمیان ہے ابن عبد البر نے کہا اس کلام سے قبلے کی شان بیان کرنا منظور ہے اور بعضے معتزلہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ ہے اور یہ صریح جہالت ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ اپنے پاؤں کے تلے تھوکے اور جو اللہ تعالی ہر جگہ ہوتا تو پاؤں کے تلے بھی تھوکنا منع ہوتا . اور اس میں رد ہے اوسکا جو کہتا ہے اللہ تعالی اپنی ذات سے عرش پر ہے اور جیسے تاویل وہ اس حدیث کی کریگا ویسے ہی تاویل عرش پر ہونیکی بھی ہو سکتی ہے انتہے مترجم کہتا ہے مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کو عرش پر اپنی ذات سے کہتے ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کرینگے کہ مراد اللہ کی قبلے کے بیچ میں ہونے سے یہ ہے کہ اوسکی رحمت اور عنایت نمازی اور قبلے کے بیچ میں ہے اور ایسی ہی تاویل اون آیتوں یا حدیثوں کی بھی ممکن ہے جن میں خدا کا عرش پر ہونا مذکور ہے یعنے وہاں بھی یوں تاویل کر سکتے ہیں کہ اسکی عظمت یا رحمت یا سلطنت عرش پر ہے اور یہ ساری تقریر حافظ صاحب کی فاسد ہے اور خلاف ہے حضرات سلف رحمہم اللہ کے اور اللہ تعالی رحم کرے حافظ ابن حجر پر وہ حدیث کے بڑے محقق اور حافظ تھے لیکن اس مقام میں اُنسے سہو ہوا اور کوئی عالم کیسے ہی درجے کا کیوں نہو اُس سے بعض مقام میں غلطی ہو ہی جاتی ہے اللہ تعالی جل جلالہ کا عرش پر ہونا بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے اور تمام محدثین رحمہم اللہ کا اوس پر اتفاق ہے اور یہ حدیثیں کتاب العرش و العلو میں امام ذہبی نے جمع کیں ہیں اور ہمنے کتاب انتقاد فی الاستواء میں انکو اچھی طرح بیان کیا ہے اور نہیں تاویل کی انکی مگر جہمیہ اور معتزلہ اور روافض اور منکرین صفات نے قبحہم اللہ تعالی نے اور اس حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالی اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اوسکی رحمت سامنے ہے نمازی کے اور یہ تاویل نہیں ہے بلکہ تفسیر ہے حدیث کی دوسری حدیث سے جس میں صاف یہ مذکور ہے فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ یعنے اسلیے کہ رحمت اسکے سامنے ہے نکالا اوسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے پھر کہا حافظ صاحب نے اس تعلیل سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف تھوکنا حرام ہے خواہ مسجد میں ہو خواہ غیر مسجد میں خاص کر نمازی کو اس صورت میں یہ اختلاف بیفائدہ ہوگا کہ مسجد میں تھوکنا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں حذیفہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی قبلے کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا تھوک دونو آنکھوں کے بیچ میں ہوگا اور بزار اور ابن خزیمہ نے ابن عمر سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص قبلہ کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن اوٹھایا جاویگا اوسکا تھوک اوسکے منہ پر ہوگا اور ابو داؤد اور ابن حبان نے سائب بن خلاد سے نکالا کہ ایک

شخص نے امامت کی کچھ لوگون کی پہر تہوکا قبلے کیطرف جب وہ فارغ ہوا نماز تو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا نہ نماز پڑہا وے تمہارے وہ
آخیر تک اوس مین یہہ ہے کہ آپنے فرمایا اوس سے تو نے ایذا دی اللہ اور اوسکے رسول کو (فتح القسطلانی
نے کہا حدیث مین جو ہے کہ اللہ تعالی اوسکے اور قبلے کے بیچ مین ہے اسکا ظاہر محال ہے کیونکہ اللہ تعالی مکان
سے پاک ہے تو مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قبلہ کی عزت کرنا چاہیے جیسے کسی مخلوق کیطرف منہ کرے اور بات کرے
مین اسکی طرف تہوکے تو کیسا برا ہوگا پس جب احکم الحاکمین کیطرف منہ کرے تو اوسکی سامنے تہوکنا کتنی بے
ادبی ہے اور یہ حدیث کو مؤلف نے کئی بابون مین نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے)
حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأى بصاقا في جدار القبلة فحكه ثم اقبل على الناس فقال اذا
كان احدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان الله قبل وجهه اذا صلى ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین (ایک روایت مین مسجد کی دیوار ہے اور ایک مین مسجد کا قبلہ ہے)
تہوک دیکہا آپنے اوسکو رگڑ ڈالا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہتا ہو
تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے کیونکہ اللہ تعالی اوسکے منہ کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑہتا ہو ف بخاری
نے دوسرے طریق مین نکالا کہ آپنے مسجد کے قبلہ مین تہوک دیکہا آپ اوترے اور اپنے ہاتہہ سے اوسکو رگڑا اور
یہ مطابق ہے ترجمہ باب کے اور اس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خطبہ پڑہتے مین آپنے یہ دیکہا اور اسمعیلی نے اسکی
تصریح کی اوس مین یہ زیادہ ہے اوی نے کہا مین سمجہتا ہون آپنے زعفران منگوائی اور تہوک کے مقام پر
اوسکو لتہیڑ دیا عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہون نے ایوب سے کہ اسی لیے لوگون نے زعفران کو مسجدون
مین لگانا شروع کیا (فتح الباری) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن هشام
بن عروة عن ابيه عن عائشة ام المؤمنين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى في
جدار القبلة مخاطا او بصاقا او نخامة فحكه ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین رینٹ (جو ناک سے نکلتا ہے) یا تہوک (جو منہ سے نکلتا
ہے) یا بلغم (جو سینہ سے نکلتا ہے) دیکہا پہر آپنے اوسکو مل ڈالا ف حافظ نے کہا موطا کی روایت مین

بھی اسیطرح شک کے ساتھ یہ روایت ہے اور اسماعیلی نے حسن سے نکالا اور شعبہ نے انک سے اوس مین مخاط کے بدلے نخاعہ ہے اور نخاعہ اور نخامہ کے معنے اوپر گذر چکے **باب** حك المخاط بالحصی من المسجد مسجد میں سے رینٹ مل ڈالنا کنکر یون سے **ف** حافظ نے کہا اس باب مین اور اگلے باب مین یہ فرق ہے کہ رینٹ مین اکثر رطوبت ہوتی ہے تو اوسکے دور کرنے کے لیے کنکریان وغیرہ چاہیین اور تھوک خالی بھی نکل سکتا ہے صرف ہاتھ سے مگر جب اوسمین بلغم ملا ہو تو اوسکا بھی حکم رینٹ کی طرح ہے۔ وقال ابن عباس ان وطئت علی قذر رطب فاغسله وان کان یابسا فلا۔ ابن عباس نے کہا اگر تو تر پلیدی کو پاؤن سے روندے تو دھو ڈال اسکو اور جو سوکھی پلیدی ہو تو دھونا ضرور نہین **ف** اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے نکالا بسند صحیح اوسکی اخیر مین یہ ہے کہ اگر بھولے سے روندو تو کچھ نقصان نہین اور اسکی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ قبلہ کیطرف تھوکنے کی ممانعت جسوجہ سے ہے کہ قبلہ کے ادب کے خلاف ہے نہ اسوجہ سے کہ تھوک تر ہے اور اس سے لوگو کو تکلیف ہوگی کیونکہ تھوک نجس نہین ہے اور جب سوکھ جاوے تو اوسکے روندنے سے کوئی نقصان نہین ایسلیے کہ سوکھی نجاست اور روندنے مین کوئی نقصان نہین (فتح) حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال اخبرنا ابراھیم بن سعد قال اخبرنا ابن شھاب عن حمید بن عبد الرحمٰن ان اباھریرۃ وابا سعید حدثاہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی جدار المسجد فتناول حصاۃ فحکھا فقال اذا تنخم احدکم فلا یتنخمن قبل وجھہ ولا عن یمینہ ولیبصق عن یسارہ او تحت قدمہ الیسری **ترجمہ** ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کی دیوار مین آپنے ایک کنکری لی اور اسکو رگڑا پھر فرمایا جب کوئی تم مین سے بلغم تھوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف ملکہ اوسکو چاہیے کہ بائین طرف تھوکے یا بائین پاؤن کے تلے **ف** کیونکہ اوسکی داہنی طرف ایک فرشتہ ہے اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نکالا کہ اسکی داہنی طرف نیکیون کا لکھنے والا ہے یہ حدیث کو مؤلف نے صلوۃ مین نکالا اور مسلم نے (قسط) **باب** لایبصق عن یمینہ فی الصلوۃ نماز مین داہنی طرف نہ تھوکے **ف** باب کی حدیث مین نماز کی قید نہین ہے لیکن اسکے بعد جو باب ہے اوسمین جو حدیث مذکور ہے آدم کے طریق سے اوس مین نماز کی قید ہے اور مؤلف کی عادت ہے کہ استدلال کرتے ہین حدیث کے اوس لفظ سے جو دوسرے طریق سے مروی ہو گو باب مین وہ لفظ نہ ہو اور شاید اونکی غرض یہ ہو کہ یہ حکم اطلاق پر محمول نہین بلکہ مقید ہے نماز کی حالت سے اور نووی

نے کہا ہے کہ یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں خواہ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور امام مالک سے منقول ہے کہ نماز کے باہر یہ امر منع نہیں اور منع کی دلیل وہ ہے جو عبد الرزاق نے نکالا ابن مسعود سے کہ اونہوں نے مکروہ رکہا داہنی طرف تہوکنے کو نماز میں نہو اور معاذ بن جبل سے اونہوں نے کہا میں جب سے مسلمان ہوا داہنی طرف نہیں تہوکا اور عمر بن عبد العزیز نے اپنے بیٹے کو منع کیا مطلقاً داہنی طرف تہوکنے سے اور جس نے اس ممانعت کو خاص کیا نماز سے اوس نے یہ کہا کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ ہے کہ اوسکی داہنی طرف فرشتہ ہے اور یہ اوس صورت میں ہو جب فرشتہ سے کوئی اور فرشتہ مراد ہو سوا کاتب اور حافظ کے اور قاضی عیاض نے کہا داہنی طرف نماز میں تہوکنا اوسوقت منع ہو جب اور کسی طرف تہوک سکے اگر اور کسی طرف ممکن نہو تو درست ہے میں کہتا ہوں کپڑا ہوتے ہوے کوئی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ کپڑے میں تہوک سکتا ہے اور خود حضرت نے اسکی تعلیم کر دی اور خطابی نے کہا اگر نمازی کی بائیں طرف کوئی شخص ہو تو دونوں طرف یعنی داہنے اور بائیں نہ تہوکے لیکن اپنے پاؤں کے تلے یا کپڑے میں تہوک لیوے میں کہتا ہوں ابو داود نے جو حدیث طارق محاربی کی نکالی اوس میں یہ اشارہ موجود ہے اوس میں یہ ہے کہ تہوک داہنی یا بائیں طرف اگر اودہر کوئی نہو ورنہ اسطرح کر اور تہوکا آپ نے اپنے پاؤں کے تلے اور مل دیا اور عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور اگر اوسکے پاؤں کے تلے فرش بچہا ہوا ہو تو پہر کپڑے ہی میں تہوکے اور جو کپڑا نہو تو تہوک کا نگل جانا بہتر ہوگا اسکا کہ کرنے سے جو منع ہے لس فتح حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن ان ابا ہریرۃ وابا سعید اخبراہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی حائط المسجد فتناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حصاۃ فحتہا ثم قال اذا تنخم احدکم فلا یتنخم قبل وجہہ ولا عن یمینہ ولیبصق عن یسارہ او تحت قدمہ الیسری ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں بلغم دیکہا تو آپ نے ایک کنکری لی پہر اوسکو کہرچ ڈالا بعد اسکے فرمایا جب کوئی تم میں سے بلغم نکالے تو اپنے مونہہ کے سامنے نہ پہینکے اور نہ داہنی طرف بلکہ چاہیے کہ بائیں طرف تہوکے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے ف باب میں داہنی طرف نہ تہوکنے کا ذکر ہے اور حدیث میں بلغم نکالنا مذکور ہے تو مطابقت کیونکر ہوگی اسکا جواب یوں دیا ہے کہ تہوک اور بلغم کا ایک حکم ہے کس لیے کہ آگے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت نے بلغم کو دیکہکر فرمایا کوئی تم میں سے نہ تہوکے اپنے سامنے اور داہنے طرف (فتح وقسطلانی)

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة قال اخبرنی قتادة قال سمعت انسا قال قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتفلن احدکم بین یدیه ولا عن یمینه ولکن عن یساره او
تحت رجله ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے سامنے
نہ تھوکے نہ داہنی طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے باب لیبصق عن یساره او
تحت قدمه الیسری اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے حدثنا آدم قال حدثنا شعبة
قال حدثنا قتادة قال سمعت انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ان
المؤمن اذا کان فی الصلوة فانما یناجی ربه فلا یبزقن بین یدیه ولا عن یمینه ولکن عن
یساره او تحت قدمه ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے تو نہ تھوکے اپنے سامنے اور نہ داہنی
طرف بلکہ تھوکے اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے تلے حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال
حدثنا الزهری عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیه وسلم
ابصر نخامة فی قبلة المسجد فحکها بحصاة ثم نهی ان یبزق الرجل بین یدیه او
عن یمینه ولکن عن یساره او تحت قدمه الیسری وعن الزهری سمع حمیدا عن ابی
سعید نحوه ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کے
قبلہ میں آپ نے اوسکو مل ڈالا ایک کنکری سے پھر منع کیا اس سے کہ تھوکے آدمی اپنے سامنے یا اپنی داہنی
طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے اور دوسرے طریق میں یوں ہے کہ زہری نے سنا حمید سے
اونہوں نے ابو سعید سے یہ حدیث ف اسکے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ سفیان نے اس حدیث کو ایکبار
عن عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ایکبار تصریح کی زہری کے سماع کی حمید سے اور بعضوں نے وہم کیا جو کہا
یہ طریق معلق ہے بلکہ وہ موصول ہے اور ابن عساکر کی روایت میں ابو سعید کے بدل ابوہریرہ ہے وہ وہم ہے
(فتح) باب کفارة البزاق فی المسجد مسجد میں تھوکنے کا کفارہ حدثنا آدم قال حدثنا
شعبة قال حدثنا قتادة قال سمعت انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم
البزاق فی المسجد خطیئة وکفارتها دفنها ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ تھوک کو مٹی میں دبا دیوے ف

بعضے طریقوں مین بزاق ہے اور مسلم کی روایت مین تفل ہے اور تفل بزاق سے کم ہے اور نفث تفل سے بھی کم ہے یعنے فقط تہو تہو کرنا قاضی عیاض نے کہا گناہ اوسوقت ہے مسجد مین تہوکنا جب تہوک کو مٹی مین نہ دبا دے لیکن جو کوئی اوسکے دبانے کا ارادہ رکھتا ہو اوسپر کوئی گناہ نہین ہے اور نووی نے اوسکا رد کیا اور کہا کہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے مین کہتا ہون حاصل نزاع کا یہ ہے کہ اس مقام مین دو عبارتین ہین ایک یہ کہ مسجد مین تہوکنا گناہ ہے دوسرے یہ کہ بائین طرف تہوکو یا اپنے پاؤن کے تلے تو امام نووی اول عبارت کو عام کہتے ہین اور دوسری عبارت کو خاص کرتے ہین مسجد کے سوا اور مقام سے اور قاضی اسکے برخلاف کہتے ہین وہ دوسری عبارت کو عام کہتے ہین اور پہلی عبارت کو خاص کرتے ہین اوس شخص کے لیے جو مٹی مین دابنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور قاضی کے موافق ہین کئی علما ابن مکی تنقیب مین اور قرطبی مفہم مین اور تائید کرتی ہے اونکی وہ روایت جو امام احمد نے نکالی باسناد حسن سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا جب نے مسجد مین بلغم نکالا تو اوسکو چاہیے کہ اپنا بلغم چھپا دیوے ایسا نہو کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگی اور اوسکو تکلیف ہو اور اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو امام احمد اور طبرانی نے نکالی باسناد حسن ابو امامہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مسجد مین بلغم نکالے پھر اوسکو دفن نکرے تو برائی ہے اور اگر دفن کردے تو نیکی ہے تو برائی اوسی صورت مین قرار دی جب اوسکو دفن نکرے اور امام مسلم نے ابوذر سے مرفوعًا روایت کی کہ مینے اپنی امت کے اچھے عملون مین یہ پایا کہ تکلیف دینے والی چیز راہ سے ہٹائی جاوے اور مینے اپنی امت کے برے عملون مین بلغم کو پایا جو مسجد مین نکالا جاوے اور دفن نکیا جاوے قرطبی نے کہا تو صرف بلغم نکالنے کو آپنے برائی نہین کہا بلکہ نکال لینے اور دفن نکرنے کو اور سعید بن منصور نے ابو عبیدہ بن جراح سے نکالا کہ اونہون نے رات کو مسجد مین بلغم تہوکا پھر اوسکا دفن کرنا بہول گئے یہانتک کہ لوٹ کر اپنے مکان کو آئے پھر ایک شعلہ لیا آگ کا (روشنی کے لیے) اور لوٹ کر مسجد مین آئے اور ڈہونڈہا اوسکو پھر دفن کیا اوسکے بعد اوسنے کہا شکر ہے اوس خدا کا جسنے میرے اوپر گناہ نہین لکہا اس رات کو اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ گناہ اوسی پر ہے جو تہوکے اور دفن نکرے نہ اوسپر جو دفن کردے اور یہ امر ممانعت کی علت سے بھی نکلتا ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہ ہو اور ایک دلیل اس عام کی خاص ہونیکی یہ ہے کہ کپڑے مین تہوکنا درست ہے اگرچہ مسجد مین ہو بلا اختلاف اور ابوداؤد نے روایت کیا عبد اللہ بن الشخیر سے کہ اونہون نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپنے تہوکا اپنی بائین قدم کے تلے پھر اوسکو مل دیا اپنے جوتے سے اوسکا اسناد صحیح ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم مین ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد

مین تہا تو مسویہ ہوگا اگلی روایتون کو اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ جواز اُس صورت مین ہے جب کوئی عاذر ہوا اور مسجد سے
باہر نہ جا سکے اور منع اوس صورت مین ہے جب عذر نہ ہو اور یہ قول اچہا ہے ایسیطرح اوس شخص پر بہی گناہ نہ
ہوگا جو پہلے گڈہا کرلے پہر تہوکے اور دفن کردیوے اور نووی نے کہا دفن کردے تہوک مسجد کی مٹی یا ریتی
یا کنکرون مین اور رویانی نے نقل کیا کہ دفن سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے باہر اوسکو پہینک دیوے اور شاید
رویانی کا وہی قول ہے جو نووی کا ہے کہ مسجد مین تہوکنا مطلقاً منع ہے انتہے مافی فتح الباری قسطلانی
نے کہا اسحدیث کو مسلم نے صلوۃ مین نکالا اور ابوداؤد نے بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ (بلغم کا
دفن کرنا مسجد مین رینٹہ اوسکے جواز کا بیان) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ
إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ
مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز کو کہڑا ہو تو اپنے آگے نہ تہوکے کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ سے
سرگوشی کرتا ہے جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اور نہ داہنی طرف اسلیے کہ داہنی طرف اوسکے ایک
فرشتہ ہے اور لازم ہے کہ بائین طرف تہوکے یا اپنے پاؤن کے تلے پہر اوسکو مٹی مین داب دیوے
ف اگرچہ حدیث مین مسجد کا ذکر صراحتاً نہین ہے لیکن چونکہ نماز کی جگہہ مسجد ہی ہے اور حدیث کے آخر
مین یہ ہے کہ اوسکو مٹی مین داب دیوے تو مؤلف نے اوس سے یہ نکالا کہ مسجد مین بلغم کا دفن کرنا درست
ہے اور حدیث مین تہوک کا لفظ ہے لیکن اوپر کیحدیث سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ تہوک اور بلغم کا ایک
ہی حکم ہے اور حدیث مین جو یہ فرمایا کہ جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگر نماز نہ
پڑہتا ہو تو مسجد کی دیوار یا قبلہ کی دیوار پر تہوکنا درست ہے بلکہ وہ ہر حال مین منع ہے اور فرشتہ سو اگر
وہ فرشتہ مراد ہے جو اعمال کو لکہتا ہے تو بائین طرف بہی ایک فرشتہ ہے اسصورت مین داہنی طرف کی
تخصیص کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ فرشتہ یا وہ جانب زیادہ عظمت اور شرف رکہتا ہے اسوجہ سے کہ نیکیان لکہتا
ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوگا کہ فرشتے سب عظمت اور شرف رکہتے ہین اور وہ تابع ہین حکم الٰہی کے اور
ابن ابی شیبہ نے حذیفہ سے روایت کیا موقوفاً یہی حدیث مین کہ داہنی طرف نہ تہوکے کیونکہ اودہر
نیکیون کا لکہنے والا ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے نکالا یہی حدیث مین کیونکہ وہ کہڑا ہوتا ہے اللہ

کے سامنے اور اوس کا فرشتہ دہنی طرف ہے اور ہمذات بائیں طرف اس صورت میں بائیں طرف تھوکنے سے لا محالہ ہمذات پر پڑیگا یعنے شیطان پر اور احتمال ہے کہ بائیں طرف کا فرشتہ نماز میں بائیں طرف نہ رہتا ہو یا دہنی طرف آجاتا ہو اور دفن کرنے سے یہ مطلب ہے کہ مٹی کھود کر اچھی طرح تھوک کو دابدیوے کیونکہ اگر صرف مٹی کو چھپا دیگا تو لوگوں کو ایذا باقی رہیگی جب کوئی وہاں پہ چلے گا یا بیٹھے گا تو تھوک اوسکے بھرجاویگا اور دفن کرنے سے ایسا کا ڈر نہ رہیگا نووی نے ریاض میں کہا دفن اوس صورت میں ہے جب مسجد کی زمین کچی مٹی یا ریت کی ہو لیکن اگر گچی کی ہو یا پتھر کی تو صرف مل دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اور پلیدی بڑھیگی مین کہتا ہوں یہ جب ہے کہ خوب ملے لیکن اگر اچھی طرح رگڑ دے کہ اثر نہ رہے تو کافی ہے جیسے عبد اللہ بن شخیر کی حدیث میں ہے جو اوپر گذری کہ پھر مل دیا اوسکو اپنے جوتے سے اور ایسا ہی طارق کی حدیث میں ابو داؤد کے پاس کہ آپ نے تھوکا اپنے پاؤں کے تلے اور رگڑ دیا اور قفال نے کہا اپنے فتاوے میں کہ یہ حدیث محمول ہے اوس بلغم پر جو منہ سے نکلے یا دماغ سے اترے لیکن جو سینہ سے نکلے وہ نجس ہے اوسکا دفن کرنا مسجد میں جائز نہیں اور یہ قفال ہی کی رائے ہے البتہ اگر بلغم میں قے یا خون ملا ہو تو وہ نجس ہوگا واللہ اعلم (فتح) **باب**

إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ جب تھوک کا غلبہ ہو تو اپنے کپڑے کے کنارہ میں تھوک لیوے حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذَلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اپنے ہاتھ سے اوسکو کھرچا اور ایسا معلوم ہوا کہ آپ پر اوسکا شاق گذرا اور ناگوار ہوا آپکو اور فرمایا آپنے بیشک تم میں سے کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک سے یا اوس کا مالک اوسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے تو نہ تھوکے اپنے قبلہ میں لیکن تھوک لیوے اپنی بائیں طرف یا پاؤں کے تلے پھر آپنے اپنی چادر کا کونا لیا اوسمیں تھوکا اور اوسکو الٹ پلٹ کیا فرمایا یا یوں کرے

ف اس حدیث میں تھوک کے غلبہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید مولف نے اشارہ کیا اوس طریق کیطرف جسکو امام مسلم نے نکالا جابر سے کہ تھوک لیوے اپنی بائیں طرف اور بائیں پاؤں کے تلے پھر اگر جلدی

کرے کوئی جلدی تو اپنے کپڑے کو اس طرح کرے اور لپیٹا آپ نے اوسکو ایک پہ ایک اور ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ابو سعید سے ایسا ہی نکالا اور ابو داؤد کی روایت مین اسکی تفسیر یون کی کہ تھوک لیوے اپنے کپڑے مین پہر الٹ پلٹ کرے اوسکو اور یہ دونون حدیثین صحیح ہین لیکن امام بخاری کی شرط پر نہین ہین حافظ نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ پلید اوگہن وار چیزون سے مسجد کا پاک کرنا مستحب ہے اور امام کو مسجدون کا حال دیکھنا چاہیے اور نمازی کو نماز کے اندر تھوکنا درست ہے اوس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور نمازی کو نماز کے اندر پہونکنا یا کھنکارنا درست ہے کیونکہ بلغم بغیر کھنکارے نہین نکلنے کا لیکن یہ ضرور ہے کہ بہت زور سے نہ کھنکارے بلا عذر نہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے جس مین کم سے کم دو حرف ہون یا ایک حرف مد کے ساتھ اور مولف نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نماز مین پہونکنا جائز ہے اور جمہور بہی اوسکے ساتھ متفق ہین مگر اسی شرط سے جو بیان ہوئی اور ابو حنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر پہونکنے سے آواز نکلی تو وہ مثل کلام کے ہے اوس سے نماز ٹوٹ جاویگی اور دلیل اونکی ام سلمہ کی حدیث ہے جسکو نسائی نے نکالا اور ایک اثر ہے ابن عباس کا جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور ان حدیثون سے یہ بہی نکلتا ہے کہ تھوک پاک ہے اسی طرح بلغم اور رینٹ اور اس مین خلاف ہے اوسکا جو کہتا ہے جب سے نفس کو گہن آوے وہ حرام ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ حسن اور قبیح شرع سے معلوم ہوتے ہین اور نیکیون پر حرص کرنا چاہیے کیونکہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے تھوک کو کہرچا اور اس سے آپ کا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم (فتح) اس باب کے متعلق اور حدیثین ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین بلغم دیکہا قبلہ مین تو لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم مین سے ایک کا کیا حال ہے اپنے رب کی طرف منہ کرکے کہڑا ہوتا ہے پہر اپنے سامنے بلغم پہینکتا ہے کیا تم مین سے کسی کو یہ پسند ہے کہ کوئی اوس کے منہ کے سامنے کہڑا ہو پہر اوس کے منہ پر تہوکے جب کوئی تم مین سے تہوکے تو بائین طرف تہوکے یا اس طرح کرے اپنے کپڑے مین اسماعیل بن علیہ نے اوسکو بتلایا کہ تہوکے اپنے کپڑے مین پہر اوسکو مل ڈالے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند تہا چہڑیون کا اپنے ہاتھ مین رکہنا ایک دن آپ مسجد مین تشریف لے گئے اور آپ کے ہاتھ مین ایک چہڑی تہی آپ نے مسجد کے قبلے مین کچھ بلغم دیکہی اوسکو کہرچا یہانتک کہ صاف کیا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے غصے سے اور فرمایا تم مین سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اوسکے منہ کے سامنے آوے اور اوسکے منہ پر تہوکے بیشک جب کوئی تم مین سے نماز مین کہڑا ہوتا ہے تو اپنے مالک کی طرف منہ کرتا ہے اور فرشتہ اوسکی داہنی طرف ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے سامنے نہ داہنی طرف ایک

روایت میں ابن خزیمہ کے یہ ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ تمہارے سامنے ہے نماز میں تو کوئی پلیدی اپنے سامنے مت ڈالو ابن خزیمہ نے اس حدیث پر یہ باب کیا ہے کہ قبلہ کی طرف کسی قسم کی پلیدی ڈالنے کی ممانعت نماز میں ابو داؤد نے نکالا جابرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں ایک شاخ تھی آپ نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اوسکے سامنے گئے پھر اوسکو چھیل ڈالا الی ہم بعد اوسکے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیوے جب تم میں سے کوئی نماز پڑہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے مونہہ کے سامنے ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے مونہہ کے سامنے نہ دہنی طرف اور چاہیے کہ تہوکے بائیں طرف اپنے بائیں پاؤں کے تلے پھر اگر جلدی آجاوے تو اپنے کپڑے سے اس طرح کرے اور آپ نے کپڑے کو اپنے مونہہ پر رکہا پھر اوسکو ملدیا طبرانی نے ابوامامہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے تہوکا قبلہ میں اور اوسکو ڈہانپا نہیں قیامت کے دن وہ تہوک نہایت گرم ہو کر آویگا اور اوسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں پڑے گا طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد جید نکالا ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا ظہر کی نماز پڑہانے کا اوس نے نماز پڑہا کر میں قبلہ کی طرف تہوکا جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے دوسرے شخص کو کہلا بہیجا نماز پڑہانے کے لیے پہلا شخص ڈرا اور آپ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے باب میں کوئی حکم اوترا آپ نے فرمایا نہیں لیکن تو نے اپنے سامنے تہوکا نماز میں کہڑے رہکر تو تو نے ایذا دی اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب بندہ نماز میں کہڑا ہوتا ہے تو اوسکے لیے جنت کے دروازے کہولے جاتے ہیں اور پروردگار اور اوسکے بیچ میں جو پردے ہیں وہ اوٹہہ جاتے ہیں اور حوریں اوسکے سامنے آتی ہیں جب تک ناک سے رینٹ یا مونہہ سے بلغم نہ نکالے منذری نے کہا اسکے اسناد پر اعتراض ہے

باب عِظَةِ الاِمَامِ النَّاسَ فِي اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ اس باب میں یہ بیان ہے کہ امام لوگوں کو نصیحت کرے نماز پوری کرنے کے لیے اور قبلہ کا بیان ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ اِنِّي لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو میرا قبلہ اس طرف ہے **ف** یعنے تم یہ خیال کرتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور میں اسی طرف کو دیکھتا ہوں اور تمہارے کو نہیں دیکھتا کیونکہ تم میری پیٹھ کے پیچھے ہو **ف** سو قسم خدا کی میرے اوپر تمہارا خشوع یعنے تمام ارکان کا دل لگا کر ادا کرنا یا مراد سجدہ ہے

ہے جیسے مسلم کی روایت مین ہے) اور تمہارا رکوع چھپا ہوا نہیں تم کو دیکھتا ہون اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (معروف یعنے سیر دیکھنا اور رون کیطرح ایک جہت سے خاص نہین اور اس مین اختلاف ہے علما کا بعضون نے کہا دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی سے لوگون کے افعال معلوم ہوجاتے یا الہام سے اور بعضون نے کہا آپ کنکھیون سے داہنے اور بائین والون کو دیکھ لیتے اور یہہ دونون توجیہین صحیح نہین ہین صحیح یہ ہے کہ دیکھنے سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے اور یہہ امر خاص تہا آپ سے بطور خرق عادت کے اور امام بخاری نے یہی قول اختیار کیا ہے اور سیواسطے اس حدیث کو علامات نبوت مین نکالا اور ایسا ہی منقول ہے امام احمد وغیرہ سے اور اہل سنت کی نزدیک دیکھنے کے لیے نہ کوئی عضو ضرور ہے نہ مقابلہ نہ قرب بلکہ اللہ تعالی قادر ہے دیکھا دینے پر بغیر ان چیزون کے اور اسیلیے انہون نے جائز رکہا اللہ تعالی کے دیدار کو آخرت مین اور اہل بدعت نے اوسکا انکار کیا بعضون نے کہا آپ کی پشت کی طرف بہی ایک آنکہہ تہی جس سے آپ ہمیشہ دیکھا کرتے اور بعضون نے کہا آپ کے دونو مونڈہون کے بیچ مین دو آنکہین تہین سوئی کے ناکہ کی طرح آپ اون سے دیکھتے تہے اور کپڑے وغیرہ کی آڑ دیکھنے سے مانع نہ ہوتی اور بعضون نے کہا مقتدیون کی صورتین قبلہ کی دیوار مین نمود ہوتین جیسے آئینہ مین نمود ہوتی ہین آپ انکو دیکھ لیتے واللہ اعلم (فتح) اور اس حدیث کو مسلم نے نکالا کتاب الصلوۃ مین (قسط) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِی الصَّلَاةِ وَفِی الرُّكُوعِ إِنِّی لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِی كَمَا أَرَاكُمْ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑہائی پہر آپ منبر پر چڑہے اور فرمایا نماز کے باب مین یا رکوع کے باب مین مین تم کو دیکھتا ہون آگے سے جیسے دوسری روایت مین ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے مین تم کو دیکھتا ہون اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہون اپنے سامنے سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دیکھنے سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے اور شاید یہ حال آپ کا ہر وقت ہو اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ یہ نماز سے خاص تہا اور مجاہد سے منقول ہے کہ ہمیشہ آپ ایسا ہی دیکھتے تہے اور بقی بن مخلد نے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندہیرے مین ایسا ہی دیکھتے تہے جیسے روشنی مین دیکھتے تہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے ارکان خوب دل لگا کر ادا کرنا چاہیے اور امام کو لازم ہے کہ مقتدیون کی نماز کی نگرانی کرے اور جو بات سنت کے خلاف پاوے وہ تبلا دے اور اس حدیث کو مولف نے رقاق مین بہی نکالا (فتح وقسط) ف اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بعض بندون کو

بنسبت دوسروں کے دیکھنے یا سننے کی قوت زیادہ دی ہے قرآن سے یہ ثابت ہے کہ جنتی لوگ جہنمیوں کو جنت ہی پر سے جہاں تک ہے دیکھہ لیں گے حالانکہ جنت اور جہنم میں بڑا فاصلہ ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا جان لیا ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جسکو ساری مخلوقات کو سننے کی قوت دی ہے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے ساری زمین کو حضرت عزرائیل کے سامنے اسطرح کر دیا ہے جیسے ایک رکابی کسی کے سامنے ہو اور وہ جو دانہ چاہے اوس میں سے اوٹھا لیوے لیکن ان سب باتوں کے ساتھ اللہ تعالی نے علم محیط اور سمع محیط یعنے زمین اور آسمانوں اور عرش اور فرش ہر ایک جگہ کی ہر ایک بات سننا اور ہر ایک رتی رتی پر نظر رکھنا کسی کو نہیں دیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کی خاص صفت ہے اور اللہ تعالی کی ذات اور صفات میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہو سکتا پس جو کوئی معاذ اللہ یہ اعتقاد رکھے کہ کسی ولی یا نبی یا فرشتہ یا غوث یا قطب کو ایسا سمع محیط اور علم محیط حاصل ہے جیسا اللہ تعالی کو ہے کہ ایک ذرہ برابر اوسکے علم سے کوئی چیز کسی جگہہ میں غائب نہیں تو وہ مشرک ہو گیا اور اسلام سے باہر ہو گیا

باب هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلان لوگوں کی مسجد

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شرط کرائی اپنے گھوڑدوڑ اون گھوڑوں کی جو طیار کیے گئے تھے دوڑنے کے لیے ایک کوٹھری میں بند کر کے تاکہ پسینہ کرے اور سستی نکل جاوے حفیاء سے (جو ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) اور انکی حد ثنیۃ الوداع تک تھی (حفیا اور ثنیۃ الوداع میں پانچ یا چھہ یا سات میل کا فاصلہ ہے) اور جو طیار نہیں کیے گئے تھے اونکی شرط کرائی ثنیۃ الوداع سے لیکر مسجد بنی زریق تک اور عبد اللہ بن عمر اون لوگوں میں تھے جنہوں نے شرط کی تھی گھوڑوں کی **ف** حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کی نسبت اوس کے بنانیوالے یا اوس میں نماز پڑھنے والے کیطرف دے سکتے ہیں اور خلاف کیا اسکا ابراہیم نخعی نے ابن ابی شیبہ نے اونسے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تھے یوں کہنا فلانے کی مسجد اور کہتے تھے فلانے کی جگہہ نماز پڑھنے کی کیونکہ قرآن میں ہے کہ مسجدیں اللہ کی ہیں اور جواب یہ ہے کہ فلانے کی مسجد سے یہ غرض نہیں کہ اوسکی ملک ہے کیونکہ مسجد کسی کی ملک نہیں ہے سوا اللہ کے بلکہ غرض تمیز دینا ہے اوس

اور مسجدون سے اور مولف نے اس حدیث کو مغازی مین بہی اور ابوداؤد نے جہاد مین اور نسائی نے خیل مین نکالا اور جس گہوڑے کی آپنے شرط کرائی تہی اوسکا نام سکب تہا یہ گہوڑا سب سے پہلے آپ کی ملک مین آیا تہا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گہوڑ دوڑ کرانا درست ہے تاکہ جہاد کے لیے گہوڑے مستعد ہین اسیطرح کل سامان جہاد کی تیاری کے لیے طیار رکہنا لازم ہے فرمایا اللہ تعالی نے طیار کرو تم کافرون کے لیے جہانتک تم سے ہو سکے زور اور عمدہ بندہے ہوئے گہوڑے کہ ڈراؤ اون سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو اخیر تک (فتح وقسطلانی) **بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین بانٹنا اور کہجور کا خوشہ لٹکانا **قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ** امام ابوعبداللہ بخاری نے کہا قنو بکسر قاف وسکون نون عذق ہے بکسر عین اعذاق کہتے ہین کہجور کے گچہہ کو اوسکی ڈالی سمیت) اور اسکا تثنیہ قنوان ہے اور جمع بہی قنوان ہے جیسے صنو کئی درخت کہجور کے جو ایک جڑ سے نکلین تو ہر ایک کو صنو کہتے ہین) اوسکی جمع صنوان ہے **وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ** اور ابراہیم بن طہمان نے کہا ف اسماعیلی نے کہا امام بخاری نے یہ روایت ابراہیم سے معلقًا ذکر کی حافظ نے کہا ابونعیم نے مستخرج مین اور حاکم نے مستدرک مین اسکو وصل کیا احمد بن حفص سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن طہمان سے اور امام بخاری نے ابن طہمان سے اس اسناد سے کئی حدیثین نکالین **عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رض قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ رض فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَى فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ** ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس روپیہ آیا ایک لاکہ

درہم جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا حمید بن ہلال سے مرسلاً بحرین سے (جو ایک شہر ہے درمیان بصرہ اور عمان کے) آپ نے فرمایا اوس کو مسجد میں ڈالدو اور یہ روپیہ اون سب روپیوں میں زیادہ تہا جو آپ پاس آئے تہے (یعنی اور وقتوں میں) تو آپ نکلے نماز کے لیے اور روپیہ کیطرف دیکہا بہی نہیں جب نماز پڑہ چکے تو آئے اور اسکے پاس بیٹہے پہر جسکسیکو آپ نے دیکہا اوسکو دیا اوس میں سے اتنے میں حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو بہی دیجیے اسمیں سے کیونکہ میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقیل کا بہی فدیہ دیا (جو انکے بہتیجے اور حضرت علیؓ کے بہائی تہے) آپ نے فرمایا اچہا لو تو اونہوں نے (یعنے حضرت عباسؓ نے) اپنے کپڑے میں لپ بہر کر روپیہ ڈالے پہر اوسکو اوٹہانے لگے تو اوٹہا نہ سکے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے یہ روپیہ میرے اوپر اوٹہا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے عرض کیا تو آپ ہی اوٹہا دیجیے میرے اوپر (یعنے میرے اوپر اوٹہا کر لادو دیجیے تاکہ میں لیجاؤں) آپ نے فرمایا نہیں آخر اونہوں نے تہوڑا روپیہ اوس میں سے نکال ڈالا پہر اوٹہانے لگے جب بہی اوٹہا نہ سکے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے وہ اسکو اوٹہا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے کہا تو آپ ہی اوٹہا دیجیے آپ نے فرمایا نہیں پہر اونہوں نے تہوڑا روپیہ اوس میں سے اور ڈالدیا بعد اوسکو اوٹہا لیا اور اپنے دونو مونڈہوں کے بیچ میں اوسکو لادلیا اور لیکر چلے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم برابر انکو دیکہتے رہے تعجب سے اونکی حرص پر یہانتک کہ وہ آپکی نظر سے غائب ہوگئے پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس مجلس سے نہیں اوٹہے یہانتک کہ ایک درم بہی نہیں رہا **ف** یعنے سب تقسیم کر دیے اسوقت اوٹہے سبحان اللہ اتنی سخاوت بجز پیغمبر کے اور کون کر سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں کہجور کے خوشہ لٹکانے کی مسجد میں کوئی حدیث بیان نہیں کی حالانکہ ترجمہ باب میں اسکا ذکر کیا ابن بطال نے کہا کہ اون سے غفلت ہوگئی ابن تین نے کہا امام بخاری بہول گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے اس مضمون کو اسی حدیث سے نکالا کیونکہ جب روپیہ مسجد میں رکہنا درست ہوا تو کہجور لٹکانا بہی درست ہوگا دونو سے محتاج فائدہ اوٹہاتے ہیں اور اشارہ کیا اوس حدیث کی طرف جو امام نسائی نے نکالی عوف بن مالک اشجعی سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ایک شخص نے خراب کہجور کا خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تہا آپکے ہاتہ میں چہڑی تہی آپ اوس چہڑی کو خوشہ پر مارتے اور فرماتے اگر یہ صدقہ والا چاہتا تو اس سے بہتر کہجور صدقہ دیتا اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے گو اسکا اسناد قوی ہو تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری سے غفلت

ہوئی اور اس باب مین ایک دوسری حدیث بہی ہے جسکو ثابت نے دلائل مین نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر ایک باغ مین سے ایک خوشہ کہجور کا مسجد مین لٹکایا جاوے مسکینون کے لیے اور ایک روایت مین ہے کہ معاذ بن جبل مسجد کے خوشون کی محافظت کرتے یا اونکو تقسیم کرتے اور یہ مال جو بحرین سے آپ پاس آیا تہا اوسکو علا ابن حضرمی نے بہیجا تہا بحرین کے خراج مین سے اور یہ پہلا خراج ہے جو بہیجا گیا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مصنف نے مغازی مین نکالا عمرو بن عوف سے کہ آنحضرت صلے نے صلح کر لی تہی بحرین والون سے اور اونپر حاکم کیا تہا علا ابن حضرمی کو اور ابو عبیدہ بن جراح کو اون کے پاس بہیجا تہا پہر ابو عبیدہ وہان سے مال لیکر آئے اور انصار نے اوس مال کا آنا سنا اخیر حدیث تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ اس مال کے لانیوالے ابو عبیدہ تہے اور واقدی نے نقل کیا کہ مال کا لانے والا علا ابن حضرمی کا ایلچی تہا جسکا نام علا بن حارثہ ثقفی تہا تو شاید وہ ابو عبیدہ کا رفیق ہو اور جابر کی حدیث مین جو منقول ہے کہ حضرت نے اون سے وعدہ کیا تہا کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجہہ کو دونگا پہر وہ مال نہین آیا یہانتک کہ آپ کی وفات ہوگئی تو یہ روایت صحیح ہے اور اس روایت کو خلاف نہین کیونکہ خراج ہر سال آتا اور جابر سے آپنے جو وعدہ کیا تہا وہ مال دوسرے سال کا ہوگا اور اسکے آنے سے پہلے آپنے وفات پائی اور عقیل آپکے چچا عباس کے ساتہہ بدر کی لڑائی مین گرفتار ہوئے تہے اور عباس نے اپنا اور اونکا فدیہ دیا تہا اور حضرت نے حضرت عباس کا کہنا نہ سنا نہ کسی کو حکم دیا اونکا روپیہ اوٹہا دینے کے لیے نہ آپ اوٹہا دیا اس مین یہ اشارہ تہا کہ مال کی حرص کرنا برا ہے اور بقدر حاجت ہو اوس سے زیادہ طلب کرنا منع ہے اور اس حدیث سے حضرت کی سخاوت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ دنیا کے مال کی طرف آپ التفات نہ فرماتے خواہ تہوڑا ہوتا یا بہت اور امام کو چاہیے کہ مال آتے ہی مستحقون کو تقسیم کر دے اور دیر نہ کرے اور اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین مذکور ہونگے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین صدقات رکہنا اور انکا بانٹنا درست ہے بشرطیکہ نماز مین خلل واقع نہ ہو جسکے لیے مسجد بنائی گئی ہے اور صدقات مین صدقہ فطر بہی داخل ہے اسیطرح پینے کا پانی بہی مسجد مین رکہنا درست ہے (فتح مختصرا)

باب مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ اَجَابَ مِنْهُ مسجد مین کہانے کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ اَنَسًا وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهٗ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ

اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ترجمہ انس سے روایت ہے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا آپکے ساتھ لوگ تھے تو میں کھڑا ہوا آپنے فرمایا مجھکو بھیجا ہے ابوطلحہ نے میں نے عرض کیا جی ہاں آپنے فرمایا کہانے کے لیے میں نے کہا ہاں آپنے اون لوگوں سے فرمایا جو آپکے گرد تھے اوٹھو پہر آپ چلے اور میں لوگوں کے آگے چلا ف یہ حدیث مختصر ہے پورا قصہ مولف نے علامات النبوة میں نکالا اور اطعمہ اور ایمان اور نذور میں اور مسلم نے اوسکو صلوة اور اطعمہ میں نکالا اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کہانے کی دعوت درست ہے گو ولیمہ نہ ہو اور جسکی دعوت ہو وہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بہی لے سکتا ہے جنکو دعوت نہ دی گئی ہو جب اوسکو یہ یقین ہو کہ صاحب دعوت برا نہ ماننے گا اور باقی فوائد اسحدیث کے علامات نبوت میں مذکور ہونگے مترجم کہتا ہے حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد میں دعوت دینا درست ہے کیونکہ آپنے لوگوں کو مسجد میں دعوت دی اور دعوت قبول کرنا بہی مسجد میں درست ہے اور یہ امر اون لغویاتوں میں نہیں ہے جو مسجد میں منع ہیں باب الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں فیصلہ کرنا لعان کرنا

حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی اپنی بی بی کے ساتھ غیر مرد کو پاوے یعنے برا کام کرتے دیکھے کیا اوسکو مار ڈالے (یا کیا کرے راوی نے کہا) پہر مرد اور عورت دونوں نے لعان کیا مسجد میں اور میں موجود تہا ف اسحدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب اللعان میں آویگی اور مرد کا نام عویمر بن عامر عجلانی تہا یا ہلال بن امیہ یا سعد بن عبادہ یا عاصم عجلانی اور صحیح عویمر ہے اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے کہ مسجد میں مقدمہ فیصلہ کرنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ ہمیشہ اسپر عمل ہوتا آیا ہے اور ابن مسیب نے اوسکو مکروہ جانا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ مسجد میں فیصلہ اوسوقت مکروہ ہے جب مسجد اسی کام کے لیے مقرر کرے لیکن اگر اتفاقاً کوئی فیصلہ مسجد میں کرے تو مکروہ نہیں ہے اور مولف نے اسحدیث کو طلاق اور اعتصام اور احکام محاربین اور تفسیر میں نکالا اور مسلم نے لعان میں اور ابوداؤد نے طلاق میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسطلانی) باب اِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ اُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ جب کوئی کسی کے گھر میں جاوے تو جہاں چاہے وہاں

ابن جریج کا نام عبد الملک ہے

نماز پڑھے یا صاحبخانہ جہاں حکم دیوے وہاں پڑھے اور کوئی حرج نہ کرے **ف** مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جہاں چاہے وہاں نماز پڑھے کس لیے کہ صاحب خانہ نے جب گھر میں آنیکی اجازت دی تو جس جا جی چاہے بیٹھے اور جہاں چاہے نماز پڑھے گویا اوسکی بھی اجازت ہو گئی دوسرے یہ کہ صاحبخانہ سے پوچھے اور جو جا وہ نماز کے لیے وہ بتلا دے وہاں نماز پڑھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے پوچھا کہ میں کہاں نماز پڑھوں ابن منیر نے کہا کہ ظاہر پہلی صورت ہے اور حضرت نے جو عتبان سے پوچھا اوسکی وجہ یہ تھی کہ عتبان نے آپ کو بلایا تھا اسلیے کہ آپ ایک مقام پر اون کے گھر میں نماز پڑھیں برکت کے لیے پس آپ نے پوچھا کہ تم کون سا مقام چاہتے ہو حافظ نے کہا اگر صاحب خانہ نماز کے لیے کوئی جگہہ خاص کر دیوے تو دوسرے لوگوں کو بھی اسی جگہہ نماز پڑھنا چاہیے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** عتبان بن مالک سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اون کے گھر میں تو فرمایا تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تمہارے لیے تمہارے گھر میں عتبان نے کہا میں نے ایک جگہہ کی طرف اشارہ کیا آپ نے تکبیر کہی اور ہم نے صف باندھی آپ کے پیچھے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں **ف** اس حدیث کی تفصیل آگے آتی ہے قسطلانی نے کہا عتبان بکسر عین اور ضم عین انصاری سالمی بدری صحابی تھے اندھے اور حضرت ہفتہ کے دن اون کے مکان پر تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے جیسے طبرانی کی روایت میں ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عتبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لاویں اور ابن حبان نے صحیح میں نکالا ابوہریرہ سے کہ ایک انصاری شخص نے کہا اندھے ہو جانے کے بعد اور مولف نے اس حدیث کو رقاق اور مغازی اور مرتدین اور اطعمہ میں نکالا اور مسلم نے صلوۃ اور ایمان میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ میں

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ

گھروں میں مسجد بنانا وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدٍ فِي دَارِهِ جَمَاعَةً اور براء بن عازب نے نماز پڑھی اپنی مسجد میں جو اونکے گھر میں تھی جماعت سے حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ایک قصہ میں حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ

مِن أصحابِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِمَّن شَهِدَ بَدرًا مِنَ الأنصارِ أنه أتى رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فقال يا رسولَ اللهِ قد أنكرتُ بصري وأنا أُصلي لقومي فإذا كانتِ الأمطارُ سالَ الوادي الذي بيني وبينَهم لم أستطِع أن آتي مسجدَهم فأُصلي بهم ووَدِدتُ يا رسولَ اللهِ أنك تأتيني فتُصلي في بيتي فأتخِذَه مُصلى قال فقال له رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سأفعلُ إن شاءَ اللهُ قال عتبانُ فغدا رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وأبو بكرٍ حين ارتفعَ النهارُ فاستأذنَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فأذِنتُ له فلم يجلِس حين دخلَ البيتَ ثم قال أين تُحِبُّ أن أُصلي مِن بيتِك قال فأشرتُ له إلى ناحيةٍ مِنَ البيتِ فقامَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فكبَّرَ فقُمنا فصفَفنا فصلى ركعتينِ ثم سلَّمَ قال وحبَسناه على خزيرةٍ صنعناها له قال فثابَ في البيتِ رجالٌ مِن أهلِ الدارِ ذوو عددٍ فاجتمعوا فقال قائلٌ منهم أين مالكُ بنُ الدخيشنِ أو ابنُ الدخشنِ فقال بعضُهم ذلك منافقٌ لا يُحِبُّ اللهَ ورسولَه فقال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لا تقُل ذلك ألا تراه قد قال لا إلهَ إلا اللهُ يُريدُ بذلك وجهَ اللهِ قال اللهُ ورسولُه أعلمُ قال فإنا نرى وجهَه ونصيحتَه إلى المنافقينَ قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فإنَّ اللهَ قد حرَّمَ على النارِ مَن قال لا إلهَ إلا اللهُ يبتغي بذلك وجهَ اللهِ قال ابنُ شهابٍ ثم سألتُ الحصينَ بنَ محمدٍ الأنصاريَّ وهو أحدُ بني سالمٍ وهو مِن سَراتِهم عن حديثِ محمودِ بنِ الربيعِ فصدَّقَه بذلك

ترجمہ محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے عتبان بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھے اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے انصار میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف مسلم کی روایت میں ہے کہ اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس کسی کو بھیجا یہ عرض کرنے کے لیے کہ آپ میرے مکان پر تشریف لاویں تو احتمال ہے کہ اس روایت میں آنیکی نسبت عتبان کی طرف مجازا ہوا ور مراد انکی ایلچی کا آنا ہو یا ایک بار وہ خود آئے ہوں پھر دوبارہ کسی کے ہاتھ کہلا بھیجا ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عتبان نے جمعہ کے دن آپ سے عرض کیا کاش آپ میرے پاس آویں یا رسول اللہ (فتح) ف اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بینائی بگڑ گئی ف طبرانی کی ایک روایت میں ہے میری بینائی بری ہو گئی اور اسمٰعیلی کی روایت میں ہے کہ میری بینائی ضعیف ہونے لگی ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے میری آنکھیں کچھ آفت ہو گئی ہے ان سب روایتوں سے یہ نکلتا ہے کہ عتبان اوس وقت اندھے نہ تھے مگر مصنف نے باب الرخصۃ فی المطر میں نکالا کہ عتبان اپنی

قوم کی امامت کرتے تھے اور وہ اندھے تھے اور انہوں نے حضرتؐ سے عرض کیا کہ اندھیرے اور پانی ہوتا ہے اور مین اندھا
آدمی ہون اخیر حدیث تک اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ ثابت سے کہ عتبان اندھے ہو گئے تھے اونہون نے حضرتؐ کے
پاس کسیکو بھیجا ابن خزیمہ نے کہا بینائی بگڑنا اندھے ہونیکو بھی کہتے ہین اور اسکو بھی کہ نگاہ مین فتور ہو اور
بہتر یہ ہے کہ اندھے ہونے سے پہلے بینائی کا فتور مراد لیا جاوے پس روایتون مین اختلاف نرہیگا (فتح) ف اور مین
نماز پڑھاتا ہون اپنے لوگون کی یعنی امامت کرتا ہون (پھر جب پانی برستے ہین تو بہا آتی ہے اوس وادی مین
جو میرے اور اون کے بیچ مین ہے (اسماعیلی کی روایت مین ہے کہ نالہ بہتا ہے میرے گھر اور میری قوم کی مسجد کے
بیچ مین اور وہ روکتا ہے مجھکو اون کے ساتھ نماز پڑھنے سے) اور مین اونکی مسجد مین جا نہین سکتا کہ اون کے
ساتھ نماز پڑھون مین چاہتا ہون یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور میرے گھر مین نماز پڑھین
مین اوس جگہ کو نماز کی جگہ مقرر کر لون راوی نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اچھا
اگر خدا چاہے تو مین ایسا کرونگا ف آپنے اپنا ارادہ اللہ کی مشیت پر موقوف رکھا کیونکہ سورۂ کہف مین
سے کسی بات کو یون مستقبل مین کیا کرونگا مگر جب اوس کے ساتھ یون کہے اللہ چاہے اور حضرتؐ کو بھی آیندہ
کا حال معلوم نہ تھا ایسا ہی کہا برمادی اور کرمانی نے اور حافظ ابن حجر نے اور عینی نے کہا کہ احتمال ہے
کہ انشاء اللہ آپنے محض برکت کے لیے کہا ہو اور آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو کہ یہ فعل ضرور واقع ہوگا (قسطلانی)
ف عتبان نے کہا پھر (دوسرے دن) صبح کو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر تشریف لائے جب
دن چڑھ گیا تھا (ابو اویس کی روایت مین حضرت عمر کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے کہ
پھر آپ تشریف لائے اور آپکے اصحاب مین سے جس کا اللہ کو منظور ہوا اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ آپ
اپنے کئی اصحاب کے ساتھ تشریف لائے تو احتمال ہے کہ ابوبکر آپکے ساتھ گئے ہون اور دوسرے صحابہ
آپ سے پہلے یا آپکے بعد آ گئے ہون) اور آپنے اجازت مانگی اندر آنے کی مین نے اجازت دی آپ بیٹھے
نہین جب گھر کے اندر آئے ف کیونکہ یہان آپ نماز کے لیے آئے تھے تو پہلے نماز ادا کی اور ملیکہ کے گھر
کھانے کے لیے تشریف لیگئے تھے وہان پہلے کھانا کھایا پھر نماز پڑھی (فتح) ف بلکہ فرمایا تو کہان چاہتا
ہے کہ وہان مین نماز پڑھون تیرے گھر مین عتبان نے کہا مین نے گھر کا ایک کونا آپ کو بتلایا آپ وہان کھڑے
ہوئے اور تکبیر کہی ہم بھی کھڑے ہوئے صف باندھ کر پھر آپنے دو رکعتین پڑھین بعد اوسکے سلام پھیرا
(اس حدیث سے یہ نکلا کہ دن کو نفل نماز جماعت سے درست ہے اور دن کو بھی دو دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے

اور روکہا خفیرہ کو۔ عتبان نے کہا پھر ہم نے آپ کو ٹھیرا لیا حلیم کے لیے جو ہم نے طیار کیا تھا آپکے لیے ف حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا خا کی معجمہ اور زای منقوطہ سے ابن قتیبہ نے کہا خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈالکر اوسکو چولھے پر پکنے کے لیے جب پک جاوے تو اوس پر آٹا چھڑک دیویں اور جو گوشت نہو صرف آٹا ہو تو وہ عصیدہ ہے یعنی حریرہ ایسا ہی کہا یعقوب نے اور کہا کہ خزیرہ باسی گوشت کا بنتا ہے اور بعضوں نے کہا خزیرہ حریرہ ہے آٹے کا جس میں روغن ہوتا ہے اور ازہری نے ابوالہیثم سے نقل کیا کہ خزیرہ نخالہ کا ہوتا ہے اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے ایسا ہی نقل کیا عیاض نے کہا نخالہ سے وہ آٹا مراد ہے جسکو چھانتے نہیں میں کہتا ہوں مسلم کی روایت میں جشیشہ ہے اہل لغت نے کہا وہ یہ ہے کہ گیہوں کو تھوڑا پیسیں پھر اوس میں چربی وغیرہ ڈالیں اور مطالع میں ہے کہ صحیحین میں حریرہ ہے حا اور رے سے ہے اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے نقل کیا کہ وہ دودھ سے بنتا ہے واللہ اعلم (فتح) ف عتبان نے کہا پھر محلہ والوں میں سے کچھ لوگ دوبارہ لوٹ کے آگئے گھر میں اپنے جمع ہوئے حضرت کا تشریف لانا سنکر) ایک شخص اون میں سے بولا کہاں ہے مالک دخیشن کا بیٹا یا دخشن کا بیٹا (مصنف کی دوسری روایت میں دخشن ہے بغیر شک کے اور ایسا ہی مسلم نے نکالا اور طبرانی نے احمد بن صالح سے نقل کیا کہ صحیح دخشم ہے اور طیالسی نے اور مسلم نے ایک روایت سے ایسا ہی نکالا بعضوں نے کہا ف مراد اس سے عتبان ہیں حدیث کا راوی ایسا ہی کہا بعض علما نے ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا جس شخص نے حضرت سے سرگوشی کی تھی ایک منافق کے قتل کے لیے وہ عتبان تھے اور منافق مالک بن دخشم کو کہا تھا پھر یہی حدیث عتبان کی بیان کی حالانکہ اس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ سرگوشی عتبان نے کی تھی ابن عبدالبر نے کہا مالک بلا اختلاف بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور سہیل بن عمرو کو اوسی نے پکڑا تھا پھر ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے مالک کے باب میں فرمایا کیا وہ بدر میں حاضر نہیں تھا اور ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا کہ حضرت صلعم نے اسی مالک بن دخشم کو اور معن بن عدی کو روانہ کیا تھا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جلا دیا تھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ منافق نہ تھا یا بعد کو اوسکا نفاق جاتا رہا نفاق سے نفاق کفر مراد نہیں ہے بلکہ منافقوں سے دوستی رکھنا اور صحابہ نے اسی وجہ سے اوس پر اعتراض کیا اور شاید اوسکو کوئی عذر ہو اسباب میں جیسے حاطب بن ابی بلتعہ کو تھا (فتح) ف وہ تو منافق ہے اللہ اور اوسکے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تو نہیں دیکھتا اوس نے لا الہ

الا اللہ کہا اور مسلم کی روایت مین ہے اونہون نے کہا بیشک وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے لیکن اوسکے دل مین یقین نہین ا
اللہ کے لیے تب اونہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے مگر ہم تو اوسکی توجہ اور اوسکی سچی دوستی منافقون
سے پاتے ہین تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے تو حرام کردیا ہے دوزخ پر اوس شخص کو
جو لا الہ الا اللہ کہے خالص اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے ف۔ حافظ نے کہا حصین اور عتبان سے
صحیحین مین ایک یہی حدیث منقول ہے اور امام بخاری نے دس مقامون سے زیادہ اس حدیث کو نکالا کہین طول کے
ساتھ کہین اختصار کے ساتھ اور اس حدیث کو عتبان سے انس بن مالک رضی نے بھی سنا اوسکو مسلم نے نکالا اور ابوبکر
بن انس نے اپنے باپ کے ساتھ سنا عتبان سے اوسکو نکالا طبرانی نے اور باب النوافل مین یہ آویگا کہ ابوایوب
انصاری نے محمود بن ربیع کو یہ حدیث روایت کرتے سنا عتبان سے تو اوسکا انکار کیا کیونکہ ظاہر سے اس حدیث
کے یہ نکلتا ہے کہ ہر موحد پر دوزخ حرام ہے اور شفاعت کی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض موحدین کو دوزخ
کا عذاب ہوگا لیکن علما نے اس کے کئی جواب دیے ہین ایک تو وہ کہ امام مسلم نے نکالا ابن شہاب سے اس حدیث
کے بعد کہ پھر اور فرائض اور امور اُترے تو اب کوئی دھوکا نہ کہا دے اس حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ نماز اس حدیث سے پہلے فرض ہو چکی تھی اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ اگر موحد ہو تو اوسکو عذاب
نہ ہوگا اور بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو کوئی خلوص سے لا الہ الا اللہ کہے اور خلوص اسکو ہے جو فرائض
ترک نہین کرتا اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ فرض کے ترک کرنے سے کلمہ کے خلوص مین خلل نہین ہوتا اور بعضون
نے کہا مراد یہ ہے کہ اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا عذاب نہ ہوگا یا وہ طبقہ دوزخ کا اوس پر حرام ہوگا جس مین
کافر رہین گے نہ وہ طبقہ جو گنہگارون کے لیے ہے اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہین اندھے کی امامت
جائز ہونا اپنی بیماری کا بیان کرنا اور یہ شکایت مین داخل نہین مدینہ مین سوا مسجد نبوی کے اور مسجدون مین بھی
جماعت ہونا اندھیرے پانی مین جماعت کا معاف ہونا نماز کے لیے ایک جای معین کرنا اور وہ جو ابوداؤد مین
ایک حدیث مروی ہے کہ جس سے مسجد مین کوئی جای معین کرنیکی ممانعت نکلتی ہے تو وہ محمول ہے اوس حالت
پر جب ریا وغیرہ کا خیال ہو صفون کا برابر کرنا جو شخص ملاقات کو آوے اوسکی امامت جائز ہونا بشرطیکہ وہ بڑا
امام ہو یا صاحب خانہ اوسکو اجازت دیوے حضرت نے جہان نماز پڑھی ہے وہ جای متبرک ہونا اگر کوئی کسی صالح
شخص کو بلاوے برکت کے لیے تو جانا افضل کو اپنے سے کم درجہ والے کی دعوت قبول کرنا وعدہ کو پورا کرنا
وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کہنا اپنے ساتھ بعض دوستون کو لیجانا جب یہ معلوم ہو کہ میزبان کو ناگوار نہ ہوگا

گھر میں گھسنے سے پہلے اجازت چاہنا اگرچہ اسکو بلاوا آیا ہو اہل محلہ کا امام یا عالم کے پاس جمع ہونا برکت حاصل کرنے کے لیے جس کسو دینی آفت پہنچنے کا ڈر ہو اوسکا حال امام سے کہدینا اور غیبت میں داخل نہیں اور امام کو لازم ہے کہ اوسکو خوب دریافت کرے ایمان میں صرف زبانی اقرار کافی نہیں جب تک دل کو یقین نہ ہو جو توحید پر مرے اوسکا ہمیشہ دوزخ میں نہ رہنا نفل اور نفلی میں گھر میں نماز پڑھ لینا نوافل جماعت سے ادا کرنا رفتح مختصراً **ف** ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے پوچھا جو بنی سالم کے عمدہ لوگوں میں سے تھا محمود بن الربیع کی حدیث کو اونہوں نے کہا سچ کہا محمود نے **ف** تو شاید حصین نے بھی اس حدیث کو عتبان سے سنا ہوگا اور احتمال ہے کہ دوسرے صحابی سے سنا ہو رفتح)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ مسجد میں یا گھر وغیرہ میں گھستے وقت پہلے داہنا پاؤں اندر رکھنا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى اور عبد اللہ بن عمر رض پہلے اپنا داہنا پاؤں رکھتے تھے (مسجد میں جاتے وقت) اور جب نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے **ف** حافظ نے کہا مجھکو یہ اثر موصولاً نہیں ملا ابن عمر سے البتہ حاکم نے مستدرک میں روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے انس سے وہ کہتے تھے جب تو مسجد میں داخل ہونے لگو تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے اور صحابی جب یوں کہے کہ یہ امر سنت ہے تو وہ مثل مرفوع حدیث کے ہے لیکن انس کی یہ روایت امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے وہ ابن عمر کا اثر لائے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے جہانتک آپ سے ہوسکتا اپنے سب کاموں میں وضو میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد سے نکلتے وقت بھی پہلے داہنا پاؤں نکالے اور احتمال ہے کہ جہانتک ہوسکتا ہے سے یہ مراد ہو کہ بعض کاموں میں داہنا مقدم کرنا نہیں چاہیے جیسے پائخانے جانے میں مسجد سے نکلنے میں اسیطرح بایاں استعمال کریں جیسے استنجا میں ناک نکالنے میں اور حضرت عائشہ نے حضرت کا پسند کرنا حضرت کے فرمانے سے معلوم کیا یا قرائن سے اور اس حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں گذر چکی رفتح) مؤلف کہتے ہیں اوسکو لیا ہے اور اطعمہ میں بھی نکالا رقسطلانی)

بَابُ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ

مَكَانَهَا مَسَاجِدَ کیا جاہلیت کے زمانے کی مشرکون کی قبرین کھود ڈالنا اور اُس جگہہ مسجد بنانا درست ہے ف حافظ نے کہا یہ امر مشرکون سے خاص ہے لیکن پیغمبرون کی اور جو اون کے تابع ہین انکی قبرین کھودنا درست نہین کسلیے کہ اسمین انکی تذلیل ہے اور مشرکون کی کوئی عزت نہین لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ کیونکہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ یہود پر اونھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیا ف اس حدیث کو مولف نے وصل کیا باب الوفاۃ مین کتاب المغازی سے اور جنائز مین اور وہان نصاری کا لفظ زیادہ ہے تیسیر الوصول مین ہے کہ پانچون عالمون نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری پر اونھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیا ایک روایت مین ہے حضرت عائشہ سے اونھون نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو حضرتؐ کی قبر کھلی رہتی حافظ نے کہا اس حدیث سے مولف نے یہ مطلب نکالا کہ قبرون کا مسجد بنانا اوسوقت منع ہے جب کوئی تعظیم کی نیت سے ایسا کرے جیسے جاہلیت کے لوگ کرتے تھے اور رفتہ رفتہ قبرون کی پرستش کرنے لگے اور یہ حدیث شامل ہے اوس شخص کے لیے بھی جو پیغمبرون کی قبرین کھودے جنکی ہڈیان پھینکے لیکن یہ خاص ہے انبیا اور جو انبیا کے تابعین ہین انکا بھی یہی حکم ہے اور کفار کی قبرین کھودنے مین کوئی قباحت نہین اونکو ذلیل کرنے مین کیا حرج ہے اور اُنکی قبرین کھودکر مسجد بنانے مین اونکی تعظیم منظور نہین ہوتی تو معلوم ہوا کہ اس حدیث مین اور حضرتؐ کے اس فعل مین کہ آپ نے مشرکون کی قبرین کھدوا کر اوس جگہہ مسجد بنائی تعارض نہین ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب پیغمبرون کی قبر کو مسجد بنانا تعظیم کے لیے ناجائز اور باعث لعن ہوا حالانکہ مسجد مین اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو خود پیغمبرون کی قبر کو سجدہ کرنا زیادہ تر ناجائز اور باعث لعن ہوگا اور یہ امر قیاس جلی سے ثابت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ قبرون کو سجدہ کرنے والے بمنطوق حدیث ملعون ہین معاذ اللہ

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْقُبُوْرِ اور اس باب مین یہ بیان ہے کہ قبرون مین نماز پڑھنا مکروہ ہے ف خواہ قبر کے اوپر ہو یا قبر کی طرف یا دو قبرون کے بیچ مین ہو اور اس باب مین ایک حدیث وارد ہے جسکو امام مسلم نے روایت کیا ابومرثد غنوی سے مرفوعا مت بیٹھو قبرون پر اور مت نماز پڑھو قبرون کی طرف اور نہ قبرون کے اوپر اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے ترجمہ باب مین اسکیطرف اشارہ کیا اور حضرت عمر کا اثر اسلیے لائے کہ یہ فعل مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہ ہوگی (فتح) وَرَأَى عُمَرُ أَنَسَ بْنَ

مِثْلَكَ تُصَلِّي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ اور حضرت عمر رضہ نے انس بن مالک رضہ کو نماز پڑھتے دیکھا ایک قبر کے پاس تو فرمایا قبر ہے قبر اور نماز لوٹانیکا اون کو حکم نہ کیا ف یہ اثر موصولاً ابو نعیم نے نکالا جو بخاری کے شیخ ہین کتاب الصلوۃ مین اوسمین یہہ ہے کہ انس نماز پڑہ رہے تہے ایک قبر کیطرف حضرت عمر رضہ نے انکو پکارا القبر القبر وہ سمجہے کہ قمر کہتے ہین (یعنے چاند چاند) پہر انکو معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضہ قبر کہتے ہین تو وہ ہٹ گئے قبر سے اور نماز پڑہی اور اس اثر کے اور بہی کئی طریق ہین مینے انکو تعلیق التعلیق مین بیان کیا ایک حمید کا طریق ہے انس سے اوس مین یہہ ہے کہ انس رضہ نے کہا میرے پاس والون مین سے کسینے کہا حضرت عمر رضہ قبر کو کہتے ہین تو مین سرک گیا قبر کے پاس سے اور انس کے نماز پڑہے جانیسے امام بخاری نے نکالا کہ نماز جائز ہو گئی اور جو نماز فاسد ہوتی تو وہ سرے سے شروع کرتے (فتح) قسطلانی نے کہا نماز کا جائز ہونا اس سے نکلا لیکن کراہت کے ساتھ کیونکہ اوسنے نجاست پر نماز پڑہی گو بیچ مین حائل ہو اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا کراہت بہی نہین اسلیے کہ نجاست پر اگر پاک فرش ہو تو اوسپر نماز مکروہ نہین یہہ قاضی حسین نے کہا اور ابن رفعہ نے کہا قاضی کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ یہہ کراہت میت کی حرمت کے لحاظ سے ہے لیکن اگر کوئی شخص قبرون کے بیچ مین کہڑا ہو اسطرح سے کہ اسکے نیچے کوئی میت نہو اور نہ نجاست ہو تو کراہت نہین مگر کہدی ہوئی قبر پر نماز صحیح نہوگی توشیح مین ہے کہ پیغمبرون کی قبرین اس سے مستثنے ہین وہان نماز پڑہنا مکروہ نہین کیونکہ اللہ تعالے نے زمین پر انکے بدنون کو حرام کردیا ہے اور وہ زندہ ہین اپنی قبرون مین نماز پڑہتے ہین اور یہہ حدیث لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ اسکے خلاف نہوگی کیونکہ قبرون کو مسجد بنانا اور بات ہے (انکی خاص اور وہان نماز پڑہنا اور بات ہے اور یہ امر اونکا خاص ہے) جب ممانعت ہے تو ضرر نہین کہ عام سے بہی ممانعت ہو تحقیق مین ہے کہ آنحضرت صلعم کی قبر شریف کیطرف سجدہ کرکے نماز پڑہنا حرام ہے اور کسی آدمی کیطرف منہ کرکے نماز پڑہنا مکروہ ہے اسلیے کہ اوس مین خیال بٹتا ہے اور حضرت صلعم کی قبر شریف پر اور پیغمبرون کی قبرون کا قیاس کرنا چاہیے اور امام مالک نے مقبرہ مین نماز پڑہنا جائز رکہا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے منتقی المنتفع مین ہے کہ مقبرہ مین نماز صحیح نہین البتہ جنازہ کی نماز درست ہے اور دو ایک قبرین ہونے سے ضرر نہین اسیطرح اگر گہر مین کوئی قبر ہو (قسطلانی) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا

عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ فَاُولٰٓئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ
اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہی اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ اور اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما دونون نے
ذکر کیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا جسکو اونہون نے حبش کے ملک مین دیکہا تہا اوس مین
تصویرین تہین آپنے فرمایا اون لوگون مین (نصاری مین) جب کوئی شخص نیک ہوتا پہر وہ مرجاتا تو اوسکی
قبر پر مسجد بنا لیتے اور اُس مین یہ مورتین کہینچتے وہ لوگ تمام مخلوق مین بُرے ہونگے اللہ کے نزدیک قیامت کے
دن ف حافظ نے کہا اہل کتاب کے اگلے لوگون نے اچہے لوگون کی مورتین اسلیے بنائی تہین کہ پچہلے لوگ
اُنسے مانوس ہون اور اُن کے نیک کامون کو یاد کرکے اونکیطرح کوشش کرین پہر پچہلے لوگ ایسے پیدا ہوئے
جو اگلون کا مقصد نہ سمجہے اور شیطان نے اونکے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اگلے بزرگ ان مورتون کی
پرستش کرتے تہے اور انکی تعظیم کرتے تہے تم بہی انکی پرستش کرو تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مورتون
ہی سے منع فرما دیا اور شرک کے ذریعہ کو روک دیا اور حدیث مین دلیل ہے تصویر حرام ہونے پر اور بعضون نے
کہا ہے یہ وعید اون لوگون کے لیے تہی جو اُس زمانے مین تہے کیونکہ بت پرستی کا عہد قریب تہا اب یہ وعید نہین
ہے اور ابن دقیق العید نے ان لوگون کا رد کیا ہے طول کے ساتہہ جیسے کتاب اللباس مین آویگا اور بیضاوی
نے کہا کہ یہود اور نصاری پیغمبرون کی قبرون کو سجدہ کرتے اونکی تعظیم کے لیے اور قبرون کو قبلہ بناتے نماز وغیرہ
کے لیے اور انکو بت کرلیتے تو حضرتؐ نے انپر لعنت کی اور مسلمانون کو اس کام سے منع کیا لیکن اگر کوئی مسلمان
کسی نیک بخت اور صالح شخص کی قبر کے پاس مسجد بنا دے اور اوسکے قرب سے صرف برکت کی نیت رکہے نہ
قبر کی تعظیم کرے نہ اوسطرف مُنہ کرے نماز مین تو وہ اس وعید مین داخل نہین ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے
کہ مومن جو عجیب باتین دیکہے اوسکو بیان کر سکتا ہے اور جو عالم ہو وہ اُنکا حکم بیان کر دیوے اور جو لوگ
حرام کام کرین انکی مذمت اور قبرون مین نماز پڑہنا خواہ قبر کے بازو مین نماز پڑہے یا خود قبر پر یا قبر کیطرف
ہر طرح مکروہ ہے اور اسکا بیان آگے آویگا رفتہ اشعر جہم کہتا ہے اب اس زمانے مین پہر شرک اور کفر کا بازار
گرم ہوگیا ہے اور بہت لوگ ایسے ہین جو نام کے مسلمان ہین لیکن شرک مین گرفتار ہین ہر جگہہ اور ہر ملک مین گور
پرستی اور چلہ پرستی اور شدہ پرستی اور تعزیہ پرستی اور مورت پرستی شائع ہو رہی ہے اور جو کوئی ان باتون
سے منع کرے اوسکو معاذ اللہ بے شرک مردود وہابی قرار دیتے ہین ایسا دجالی زمانہ کبہی دیکہنے مین نہین آیا
اسوقت مین بیضاوی کی تقریر مناسب ہین اور جو حافظ صاحب اس زمانے مین ہوتے اور سوقت کی شرک

اور کفر دیکھتے تو قبر کے پاس مسجد بنانے کی کبھی اجازت نہ دیتے اب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا ضرور ہوا اور قبروں کے پاس مسجد بنانے سے منع کرنا چاہیے اور جو کوئی کسی قبر کو سجدہ کرے یا قبر کی طرف توجہ کرے نماز کے لیے اوسکو اس بری کام سے روکنا چاہیے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ فَنَزَلَ اَعْلَی الْمَدِیْنَۃِ فِیْ حَیٍّ یُقَالُ لَھُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمْ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی بَنِی النَّجَّارِ فَجَاؤُا مُتَقَلِّدِیْنَ السُّیُوْفَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ وَاَبُوْبَکْرٍ رِدْفُہٗ وَمَلَاُ بَنِی النَّجَّارِ حَوْلَہٗ حَتّٰی اَلْقٰی بِفِنَاءِ اَبِیْ اَیُّوْبَ وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یُّصَلِّیَ حَیْثُ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ وَیُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَاَنَّہٗ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلٰی مَلَاٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ فَقَالَ یَا بَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰہِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَہٗ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ اَنَسٌ فَکَانَ فِیْہِ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ قُبُوْرُ الْمُشْرِکِیْنَ وَفِیْہِ خَرِبٌ وَفِیْہِ نَخْلٌ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّیَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَۃَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَیْہِ الْحِجَارَۃَ وَجَعَلُوْا یَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَھُمْ یَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَھُمْ وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ **ترجمہ** انس بن مالکؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی میں اوترے ایک محلہ میں جسکو بنی عمرو بن عوف کہتے تھے چودہ راتوں تک وہیں رہے (اور بعض نسخوں میں چوبیس راتیں ہیں لیکن صحیح چودہ راتیں ہیں جیسے ابوداؤد کی روایت میں ہے) پھر آپنے بنی نجار کو بلا ایک قوم تھی انصار کی وہ ماموں تھے عبدالمطلب حضرتؐ کے دادا کے کیونکہ انکی ماں سلمی بنی نجار میں سے تھیں آپنے انھی کے پاس اوترنا چاہا جب قبا سے لوٹے اور نجار ایک شاخ ہے خزرج قبیلہ کی اوسکا نام تیم اللات بن ثعلبہ ہے اسکے پاس کسیکو بھیجا (انکو بلانے کے لیے) وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے (یہود کے ڈر سے دوسرے آپ کو دکھلانے کے لیے کہ ہم آپ کی مدد کے لیے حاضر ہیں) انس نے کہا گویا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے (جسکا نام قصوا تھا) اور ابوبکر صدیق آپکے پیچھے بیٹھے تھے اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد تھے یہاں تک کہ آپنے اپنا کجاوہ ابو ایوب انصاری (خالد بن زیدؓ) کے آنگن میں اوتارا اور آپ پسند

کرتے تھے نماز پڑہنا اوسی جگہہ جہان نماز کا وقت آجاوے اور بکریون کے تہان مین بہی آپ نماز پڑہ لیتے اور آپ نے حکم دیا مسجد کے بنانیکا تو بنی نجار کے لوگون کو بلا بہیجا اور فرمایا اے بنی نجار تم اپنے اس باغ کا مول کرلو مجھہ سے یعنے اوسکی قیمت لیلو) اونہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہم اوسکی قیمت نہین چاہینگے مگر اللہ جل جلالہ سے (کیونکہ اوسیکا گہر ہماری باغ مین بنیگا ابن ماجہ کی روایت مین ہے کبھی نہین مانگین گے مگر اللہ سے) انس نے کہا اوس باغ مین یہ چیزین تہین جو مین تم سے بیان کرتا ہون مشرکون کی قبرین اور کہنڈر اور کہجور کے درخت تو آپ نے حکم کیا مشرکون کی قبرین کہودی گئین (اونکی ہڈیان نکالکر پہینکی گئین) پہر حکم کیا کہنڈر برابر کیے گیے پہر حکم کیا کہجور کے درخت کاٹے گئے اور اونکی لکڑیان قبلہ کی طرف مسجد کے برابر رکہدی گئین اور اوسکے دونون طرف پتہر رکہدیے اور صحابہ پتہر ڈہوتے تھے اور رجز (وہ شعر ہین جو محنت مزدوری لڑائی کیوقت پڑہتے ہین) پڑہتے جاتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی اون کے ساتہہ رجز پڑہتے تہے اور فرماتے تہے یا اللہ بہلائی نہین ہے مگر آخرت کی بہلائی تو بخشدے انصار اور مہاجرین کو ف ابوداؤد کی روایت مین ہے مدد کر انصار اور مہاجرین کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو مقبرہ کسی کی ملک ہو اوس مین تصرف جائز ہے بیع یا ہبہ سے اور پرانی قبرون کا اوکہیڑنا درست ہے بشرطیکہ وہ حرمت کے لائق نہون (جیسے کافرون کی قبرین ہون) اور مشرکین کے مقبرہ مین نماز درست ہے جب قبرین کہود کر ہڈیان پہینک دیجادین اور وہان مسجد بنانا جائز ہے اور بیہودہ درختون کا کاٹنا ضرورت سے جائز ہے اور احتمال ہے کہ ان درختون مین ثمرہ نہ ہوتا ہو اور حضرت شعر تصنیف نہین کر سکتے تہے لیکن پڑہ سکتے تہے علاوہ اسکے خلیل نے رجز مشطور کو شعر مین داخل نہین کیا ہے اور بعضون نے کہا شعر وہ ہے کہ متکلم اوسکو بہ نیت شعر کہے ورنہ کلام کبہی موزون ہوتا ہے لیکن وہ شعر نہین ہوتا اور اسی قبیل سے ہین وہ آیات اور احادیث جو موزون ہین اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ اور وصایا اور ہجرت اور حج اور بیوع مین نکالا اور مسلم نے صلوٰۃ مین اور ایسا ہی ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (فتح وقسط) منتقی الاخبار مین ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اون کو حکم دیا طائف مین مسجد بنانیکا جہان پہلے بت رہتے تہے مشرکون کے امام بخاری نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤن مین اس وجہ سے نہین جاتے کہ وہان تصویرین ہوتی ہین اور ابن عباس گرجا مین نماز پڑہ لیتے تہے مگر اوس گرجا مین نہین پڑہتے تہے جہان تصویرین ہوتین شوکانی نے کہا عثمان کی

حدیث کے راوی ثقہ ہین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ گرجا اور حرج یہود اور نصاری کے اسیطرح تبخانے مسجد بن سکتے ہین اور صحابہ نے جب ملکون کو فتح کیا تو بہت سے عبادتخانے کافرون کے مسجد کر دیے اور انکی محرابین بدل دین اور امام نسائی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین قیس بن طلق بن علی سے نکالا انہون نے اپنے باپ سے انہون نے کہا ہم اپنی قوم کیطرف سے نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپکے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے عرض کیا آپ سے کہ ہمارے ملک مین ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپکے وضو کا بچا ہوا پانی آپ نے پانی منگوایا پھر وضو کیا اور کلی کی پھر وہ پانی ایک ڈول مین ڈالدیا اور حکم دیا ہمکو روانہ ہونیکا اور فرمایا جب تم اپنے ملک مین پہونچو تو اوس گرجا کو توڑ دو اور اوس جگہہ پر یہ پانی چھڑک دو اور اسکو مسجد بنالو شوکانی نے کہا قیس بن طلق کیحدیث سے حجت نہین ہو سکتی ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین اور ابن ابی حاتم اور ابو زرعہ نے لیکن ثقہ کہا اوسکو عجلی اور عثمان بن سعد نے اور ابن قطان نے کہا اوسکی روایت حسن ہے صحیح نہین اور قیس کے سوا باقی سب راوی اس حدیث کے ثقہ ہین

باب الصَّلٰوةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ بکریان جہان رہتی ہین وہان نماز پڑھنا ف حدیث مین مرابض کا لفظ ہے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مرابض جمع ہے مربض بکسر میم کی یعنی مکان بکریون کا اور عینی نے کہا کہ یہ غلط ہے مرابض جمع ہے مَربِض بکسر با اور فتح میم کی اور بلا شک یہ اعتراض عینی کا صحیح ہے اور سہو ہوا حافظ ابن حجر سے اس مقام مین حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے بکریون کے رہنے کی جگہون مین شعبہ نے کہا مین نے ابو التیاح سے بعد کو سنا اس حدیث کو تو وہ یون بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے بکریون کے رہنے کی جگہون مین مسجد بننے سے پیشتر ف اس سے یہ نکلا کہ مسجد بننے کے بعد آپ ان جگہون مین نماز نہین پڑھتے تھے لیکن وہان نماز پڑھنے کی اجازت دوسری حدیث سے ثابت ہے جیسے کتاب الطہارۃ مین گذرا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے پہلی حدیث کا جو اگلے باب مین بیان ہوئی ابن بطال نے کہا یہ حدیث حجت ہے امام شافعی پر جو کہتے ہین بکریون کا پیشاب اور انکا پاخانہ نجس ہے کیونکہ بکریون کے رہنے کی جگہین اکثر اون سے خالی نہین ہوتین اور شافعیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ اصل

طہارت ہے اور غالب حالتم سلامت ہے اور اصل اور غالب مین جب تعارض ہو تو اصل کو ترجیح ہوگی (رفتح) باب الصلوٰۃ فی مواضع الابل اونٹون کے رہنے کی جگہون مین نماز پڑہنا ف حافظ نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ جن حدیثون مین اونٹ اور بکریون مین فرق کیا ہے یعنے اونٹ کے رہنے کی جگہہ مین نماز سے منع کیا ہے اور بکریون کے رہنے کی جگہہ مین نماز کی اجازت دی ہو وہ حدیثین اُنکی شرط پر نہین ہین لیکن اُنکے طریقے قوی ہین اون مین سے ایک حدیث ہو جابر بن سمرہ کی اوسکو نکالا امام مسلم نے اور براء بن عازب کی اوسکو نکالا ابوداؤد نے اور ابوہریرہ کی اوسکو نکالا ترمذی اور امام احمد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین اور عبداللہ بن مغفل کی اوسکو نکالا امام نسائی نے اور سبرہ بن معبد کی اوسکو نکالا ابن ماجہ نے اور اکثر روایتون مین معاطن ابل ہے اور جابر بن سمرہ اور براء کی روایتون مین مبارک الابل ہے اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سلیک سے اور ترمذی نے سبرہ اور ابوہریرہ سے نکالا اوسمین اعطان الابل ہے اور طبرانی نے اسید بن حضیر سے نکالا اوس مین مناخ الابل ہے اور امام احمد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا اوس مین مرابد الابل ہے اسلیے امام بخاری نے مواضع کا لفظ کہا جو ان سب کو شامل ہے اور معاطن مواضع سے خاص ہے کیونکہ معاطن وہ مقامات ہین جہان اونٹ پانی پینے کیوقت بیٹہتے ہین اور بعضون نے کہا یہ ممانعت خاص ہے معاطن سے اور مقامون مین اونٹون کی نماز درست ہے اور بعضون نے کہا معاطن سے مطلقاً اونٹون کے مقامات مراد ہین یہ صاحب مغنی نے امام احمد سے نقل کیا اور اسماعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ باب کیحدیث سے اونٹ کی طرف نماز پڑہنا نکلتا ہے اور اُسکا سترہ کرنا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اونٹون کے تہان مین نماز مکروہ نہو اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ علت ممانعت کی اونٹون کے تہان مین یہ ہے کہ اونٹ شیاطین سے پیدا ہوئے ہین جیسے عبداللہ بن مغفل کی روایت مین ہے اور براء کی روایت مین تو اگر یہ مانع ہوتا اون کے مقام مین نماز پڑہنے سے تو مانع ہوتا نماز مین اُنکو آگے رکہنے سے اسیطرح جب نمازی اون کی پیٹھ پر سوار ہو اور حضرت سے یہ ثابت ہو کہ آپ نفل نماز اپنے اونٹ پر پڑہ لیتے جیسے ابواب الوتر مین آویگا اور بعضون نے کہا کہ ایک اونٹ مین اور بہت سے اونٹون مین فرق ہے کیونکہ اونٹ اکثر ٹہرک جاتے ہین اور اون کے بہڑکنے سے نمازی کا دل پریشان ہو جاوے گا یہ بات اونٹ کی سواری مین نہین اور بعضون نے کہا اونٹ اور بکریون مین فرق کی یہ علت ہے کہ اونٹ والے اونٹون

کے قریب ہی پاخانہ پھرتے ہین تو اونکے تہان اکثر نجس ہوتے ہین اور بکری والے ایسا نہین کرتے طحاوی نے
شریک سے نقل کیا ہے اور اسکو بعید سمجھا اسی طرح غلطی کی اوس نے جس نے کہا کہ اونٹ کے تہانون مین
پیشاب اور اون کا پاخانہ ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بکریون کے تہانون مین بھی ہوتا ہے امام طحاوی نے کہا
قیاس کے روسے اونٹ اور بکری مین کوئی فرق معلوم نہین ہوتا کہ ایک کے تہان مین نماز جائز ہو اور دوسرے کے
تہان مین جائز نہ ہو اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور یہ مذہب فاسد ہے کس لیے کہ مخالف ہے احادیث صحیحہ کے جنسے
فرق کا ثبوت ہوتا ہے اور قیاس جب نص کے خلاف ہو تو وہ لغو ہے اور حدیث کا معارضہ قیاس سے بالاجماع
باطل ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث مین کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور باب کی حدیثون
مین یون جمع کیا ہے کہ اونٹون کے تہان مین نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ جمع بہتر ہے اور امام احمد نے
مسند مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ حضرت بکریون کے تہانون مین نماز پڑھتے تھے اور اونٹ اور گایون
کے تہانون مین نماز نہین پڑھتے تھے اسکی سند ضعیف ہے اور جو یہ حدیث ثابت ہوتی تو اوس سے یہ نکلتا
کہ گائے بیل کا حکم اونٹون کا سا ہے اور ابن منذر نے گائے بیل کا حکم بکریون کا سا کہا ہے (فتح الباری)
قسطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی نے اونٹون کے تہان مین نماز کو مکروہ رکھا ہے کیونکہ اونٹ
اکثر بگڑ جاتے ہین یا اسلیے کہ اونکی پیدایش شیطانون سے ہے اور مسلم نے جابر بن سمرہ سے نکالا کہ
ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا مین نماز پڑھون اونٹون کے بیٹھنے کی جگہہ مین آپ نے فرمایا نہین اور
ترمذی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ آپ نے فرمایا نماز پڑھو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑھو اونٹون
کے تہانون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا اسید بن حضیر سے مت نماز پڑھو اونٹون کے ٹھہانے
کی جگہون مین شوکانی نے کہا اس باب مین طبرانی نے نکالا سلیک غطفانی سے اوسکی اسناد مین جابر
جعفی ضعیف ہے گو ثقہ کہا اسکو شعبہ اور سفیان نے اور ابو یعلے نے طلحہ بن عبید اللہ سے اور امام احمد
نے عبد اللہ بن عمر سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور نکالا انسے طبرانی نے اور نکالا اسکو طبرانی نے عقبہ بن عامر
سے اوس کے راوی ثقہ ہین اور امام احمد اور طبرانی نے یعیش جہنی سے جسکا نام ذو الغرہ ہے
اوسکے بھی راوی ثقہ ہین اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ بکریون کے تہان مین نماز جائز ہے
اور اونٹون کے تہان مین حرام ہے اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا اونہون نے کہا
اونٹ کے تہانون مین نماز صحیح نہین اور جس نے وہان نماز پڑھی وہ دوبارہ پڑھے اور امام مالک سے

پوچھا گیا کہ اگر کوئی جا نہ پاوے سوا اونٹ کے تہان کے اونہوں نے کہا وہان نماز نہ پڑھے لوگوں نے کہا اگر کپڑا بچھا لیو ہے اونہوں نے کہا جب بھی نہیں اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے کہا کہ نماز درست نہیں اونٹوں کے تہان مین اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر اونٹ کی تہان مین نجاست ہو تو نماز وہان مکروہ ہے اور جو نجاست ہو تو حرام ہے اور حق امام احمد اور ظاہریہ کا مذہب ہے اور ابن حزم نے کہا کہ اونٹوں کے تہان میں نماز منع ہونیکی حدیثین متواتر ہیں جنسے یقین حاصل ہوتا ہے انتہی مختصرا حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ **ترجمہ** نافع سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ نماز پڑھتے تھے اپنے اونٹ کیطرف یعنے اونٹ کی آڑ مین اوسکو قبلہ کی طرف کرکے) اور کہتے تھے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا **ف** یہ حدیث کو مسلم اور ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے (قسط) **بَابُ** مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وَجْهَ اللهِ تَعَالَى باب بیان مین اسکے کہ اگر کوئی نماز پڑھے اور اوسکے سامنے تنور ہو (آگ کا) یا آگ ہو یا اور کوئی چیز جسکو مشرک پوجتے ہیں (جیسے بت یا تصویر یا سورج یا پہاڑ وغیرہ) لیکن نماز پڑھنے والے کی نیت اللہ تعالی کے پوجنے کی ہو **ف** اس صورت میں نماز جائز ہوگی بلا کراہت البتہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی کیونکہ اوس مین مشابہت ہے بت پرستون کی (قسط) حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اوس طرف جو ابن سیرین سے منقول ہے کہ اونہوں نے مکروہ رکھا تنور کی طرف نماز پڑھنے کو اور کہا وہ انگار کا گھر ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور سامنے ہونے سے یہ مراد ہے کہ نمازی اور قبلہ کے بیچ مین ہو (فتح) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي اور ابن شہاب زہری نے کہا مجھ سے بیان کیا انس نے کہا کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامنے لائی گئی میرے انگار اور میں نماز پڑھ رہا تھا **ف** مراد جہنم کی انگار ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا جسکو مولف نے وصل کیا باب وقت الظہر مین (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے اونہوں نے کہا سورج گہن لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی

(کسوف کی) پھر فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو مینے کبھی کوئی چیز ایسی ڈراونی نہیں دیکھی جیسے آجکے دن دیکھی
ف یعنے دوزخ کی شکل کریہ مہیب اور بدنما جیسی نہیں دیکھی اللہ تعالی اپنے فضل سے دوزخ سے ہمکو بچاوے
حافظ نے کہا اسمٰعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت کو جو دوزخ دکھلائی گئی تو سب پر قیاس اوس انگار کا صحیح نہ
ہوگا جسکو مشرک بطور پرستش کے اپنے سامنے رکہتے ہیں ابن تین نے کہا اس حدیث سے حجت لینا صحیح نہیں کیونکہ
آپنے اپنے اختیار سے اپنے سامنے انگار نہیں رکھی تھی بلکہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو خبردار کرنے کے
لیے آپ کو دوزخ کی آگ بتلادی اور جواب یہ ہے کہ اختیار اور عدم اختیار سے غرض نہیں جب دوزخ کی آگ
نماز مین آپکے سامنے لائی گئی اور آپ نماز پڑہتے رہے تو اس سے یہ نکلا کہ نمازی کے سامنے انگار ہونے
سے نماز نہیں جاتی اور اس حدیث کی سوا ایک انس کی حدیث ہے جو کتاب التوحید مین مذکور ہے کہ آپنے فرمایا میرے
سامنے جنت اور دوزخ ابہی لائی گئیں اس دیوار کے عرض مین اور مین نماز مین تھا اور مؤلف نے اس حدیث
کو کسوف اور ایمان اور نکاح اور بدء الخلق مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوٰۃ مین (فتح
وقسطلانی ملخصا) **باب** كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ یعنے مقبرون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے ف حافظ
نے کہا اس باب مین ایک صریح حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید خدری رضی سے نکالی کہ فرمایا حضرت صلعم نے
ساری زمین مسجد ہے مگر مقبرہ اور حمام اوسکے راوی ثقہ مین لیکن وہ امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ
اختلاف ہے اوسکے وصل اور ارسال مین گو حاکم اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گہرون مین بہی کچھ نماز پڑہا کرو (یعنے سنتین اور نفل وغیرہ) اور
مت بناؤ اپنے گہرون کو قبرین ف جیسے قبرون مین نماز نہیں ہوتی اسیطرح گہرون کو مت کرو مؤلف نے
اس سے یہ نکالا کہ قبرین عبادت کا مقام نہیں ہین اور اس صورت مین نماز وہان مکروہ ہوگی اور نوافل مراد
ہونیکی دلیل یہ ہے جو مسلم نے نکالا جابر سے مرفوعا کہ جب کوئی تم مین سے نماز اپنی مسجد مین پوری کرے تو اپنے
گہر کو بہی ایک حصہ دیوے اپنی نماز مین سے اور ممکن ہے کہ نماز سے بعض فرائض بہی مراد ہون قاضی عیاض
نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ بعض فرائض اپنے گہر مین بہی ادا کرو تا تمہاری پیروی کرین وہ
لوگ جو مسجد کو نہیں آتے جیسے عورتین وغیرہ اور یہ احتمال مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ بعض نماز سے نوافل

مراد ہیں اور شیخ محی الدین نے کہا کہ فرائض مراد نہیں ہو سکتے اور اسماعیلی نے اس ترجمہ پر بھی اعتراض کیا کہ حدیث سے قبر میں نماز پڑھنے کی کراہت نکلتی ہے نہ مقبرے میں میں کہتا ہوں دوسری روایت میں مقابر کا لفظ وارد ہے اوسکو نکالا مسلم نے ابوہریرہ سے اس لفظ سے لا تجعلوا بیوتکم مقابر یعنے اپنے گہروں کو مقبرے نہ بناؤ اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مقبروں میں نماز پڑہنا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا کہ اس حدیث سے گہر میں نماز پڑہنے کا استحباب نکلتا ہے کیونکہ مردے نماز نہیں پڑہتے تو گویا آپ نے یوں فرمایا مردوں کے مانند مت ہو جو اپنے گہروں میں یعنے قبروں میں نماز نہیں پڑہتے لیکن مقبرے میں نماز کا جواز یا عدم جواز تو وہ اس حدیث سے نہیں نکلتا میں کہتا ہوں اس جماعت کا اگر یہ مطلب ہے کہ صاف طور سے یہ مطلب حدیث سے نہیں نکلتا تو صحیح ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ مطلق نہیں نکلتا تو صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری روایت میں مقابر کا لفظ صراحتًا وارد ہے اور نہایہ میں مطالع کی متابعت سے یہ لکھا کہ امام بخاری کی تاویل مرجوح ہے اور معتبر اوسی کا قول ہے جو کہتا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ مردہ اپنی قبر میں نماز نہیں پڑہتا اور ابن منذر نے اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اونہوں نے اس حدیث سے دلیل لی اس پر کہ مقبرہ نماز کی جگہہ نہیں ہے اور ایسا ہی کہا بغوی نے شرح السنۃ میں اور خطابی نے اور یہ بھی کہا کہ احتمال ہے کہ مطلب یہ ہو اپنے گہروں کو صرف سونے کا مقام مت بناؤ اون میں نماز نہ پڑہ کر کیونکہ سونا بھائی ہے موت کا اور میت نماز نہیں پڑہتا اور توریشتی نے کہا کہ اس حدیث کے چار مطلب ہو سکتے ہیں تین تو وہی جو اوپر بیان ہوئے اور چوتہا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے گہر میں نماز نہ پڑہی اوس نے اپنے تئیں مردہ بنایا اور گہر کو قبر بنایا میں کہتا ہوں مؤید ہے اسکے وہ روایت جو امام مسلم نے نکالی مثال اوس گہر کی جس میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گہر میں اللہ کی یاد نہیں ہوتی زندے اور مردے کی ہے خطابی نے کہا جس نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مردے کا گہر میں دفن کرنا منع ہے تو یہ کچہ نہیں کیونکہ خود حضرت صلعم اپنے گہر میں دفن ہوئے جہاں زندگی میں رہا کرتے تہے میں کہتا ہوں یہ مطلب اس حدیث سے صراحتًا نکلتا ہے اور کرمانی نے خطابی کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ شاید گہر میں دفن ہونے کا جواز حضرت صلعم سے خاص ہووے اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر وہیں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں میں کہتا ہوں اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابن عباس سے اونہوں نے ابو بکر صدیق رضہ سے مرفوعًا روایت کیا کہ کوئی نبی نہیں مرا مگر جہاں مرا وہیں دفن کیا گیا اور اسکی اسناد میں حسین بن عبد اللہ ہاشمی ضعیف ہے اور اسکا دوسرا ایک طریق مرسل ہے جسکو بیہقی نے دلائل میں نکالا اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے سنن کبری میں سالم بن

عبید انجمی صحابی سے نکالا اونھون نے ابو بکر صدیق سے اونسے کہا گیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہان دفن کیے جاوین اونھون نے کہا اوس جگہہ مین جہان آپ کی روح قبض کی اللہ تعالی نے کیونکہ آپ کی روح نہین قبض ہوئی مگر عمدہ اور پاکیزہ مکان مین اسکا اسناد صحیح ہے لیکن یہ روایت موقوف ہو اور اس سے پہلے کی روایت زیادہ صاف ہو اور جب یہ معلوم ہوا کہ گھر مین دفن ہونا آپ سے خاص تھا تو کیا عجب ہے کہ اور ون کے حق مین یہ امر منع ہو بلکہ اوسکی وجہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر گہر مین مردے دفن ہوا کرین تو گہر مقبرے بن جاوینگے پہر وہان نماز پڑہنا مکروہ ہوگا اور مسلم نے جو ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ اپنے گہرون کو مقبرے مت بناؤ اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ گہرون مین دفن کرنا مطلقاً منع ہے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بہی نکالا شوکانی نے کہا نسائی کے سوا پانچون عالمون نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا زمین ساری مسجد ہے (یعنے نماز پڑہنے کی جگہہ ہے) سوا مقبرہ اور حمام کے اور نکالا اوسکو شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ترمذی نے کہا اس حدیث مین اضطراب ہے اور ثوری کی روایت عمرو بن یحییٰ سے اونھون نے اپنے باپ سے زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے دارقطنی نے کہا مرسلاً زیادہ محفوظ ہے اور بیہقی نے بہی اوسکے ارسال کو ترجیح دی اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے امام مین ہے کہ جب وصل کیا اوسکو ثقہ نے تو وہ مقبول ہے اور ابن وحیہ نے غلطی کی جو کتاب التنویر مین کہا یہ کسی طریق سے صحیح نہین اور اس حدیث کو صحیح کہا حاکم نے مستدرک مین اور ابن حزم ظاہری نے اور ابن دقیق العید نے امام مین اشارہ کیا اوسکی صحت کی طرف اور اس باب مین ابو داؤد نے حضرت علی سے روایت کی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے عمر سے اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو مرثد غنوی سے اور ابن عدی نے کامل مین جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عمران بن حصین اور معقل بن یسار اور انس بن مالک سے اور اون کے اسناد مین عباد بن کثیر نہایت ضعیف ہے ضعیف کہا اوسکو احمد اور ابن معین نے ابن حزم نے کہا قبرون کی طرف نماز پڑہنے سے ممانعت کی حدیثین اور مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین متواتر ہین کوئی اونکو ترک نہین کرسکتا عراقی نے کہا تواتر سے اگر تواتر اصطلاحی مراد ہے تو صحیح نہین کیونکہ یہ اخبار آحاد ہین اور جو شہرت مراد ہے تو صحیح ہے اور علماء نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے امام احمد کا یہ قول ہے کہ مقبرہ مین نماز حرام ہے خواہ قبر کہدی ہوئی ہو یا نہ ہو خواہ قبر پہ کوئی فرش ہو جو نجاست کی آڑ ہو یا نہ ہو خواہ قبرون کے بیچ مین نماز ہو یا کسی مکان جدا گانہ مین گہر کی طرح جو قبرون کے درمیان ہو

غرض ہر حال مین نماز حرام ہے اور ظاہریہ کا یہی قول ہے اور اونہون نے فرق نہین کیا اسمین کہ مسلمانون کی قبرین
ہون یا کافرون کی ابن حزم نے کہا سلف کے کئی گروہون کا یہی مذہب ہے پھر پانچ صحابہ سے اسکی ممانعت نقل کی
عمر ہین اور علی اور ابوہریرہ اور انس اور ابن عباس اور کہا کہ ہم کسی صحابی کو نہین جانتے جس نے اونکا خلاف کیا ہو
اور ایک جماعت تابعین سے ایسا ہی نقل کیا اون مین سے ہین ابراہیم نخعی اور نافع بن جبیر بن مطعم اور طاؤس
اور عمرو بن دینار اور خیثمہ وغیرہم اور یہ جو ابن حزم نے کہا کہ ہم صحابہ مین سے کسی کو نہین جانتے جس نے اون کا
خلاف کیا ہو تو یہ اونہون نے اپنے علم کے موافق کہا کیونکہ خطابی نے معالم السنن مین عبداللہ بن عمر سے روایت
کیا کہ اونہون نے اجازت دی مقبرہ مین نماز پڑہنے کی اور حسن بصری سے نقل کیا کہ اونہون نے نماز پڑہی مقبرہ
مین اور اہل بیت مین سے منصور باللہ اور ہادی یہ طرف گئے ہین کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام اور ناجائز ہے اور
جو کوئی وہان نماز پڑہیگا اوسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور شافعی نے کہا کہ اگر مقبرہ کہدا ہوا ہو اور وہان کی مٹی
مین مردون کی آلایش ملی ہوئی ہو تو نماز صحیح نہوگی بوجہ نجاست کے لیکن اگر کوئی مقبرہ مین پاک جگہہ مین
نماز پڑہے تو صحیح ہو جاویگی اور ایسا ہی کہا ابوطالب اور ابوالعباس اور امام یحیی نے اہل بیت مین سے
اور رافعی نے کہا مقبرہ مین نماز پڑہنا ہر حال مین مکروہ ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوحنیفہ نے کہا
کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام شافعی کیطرح فرق نہین کیا کہدے ہوئے اور بے کہدے ہوئے
مین اور امام مالک نے جائز رکہا نماز کو مقبرے مین اور کہا کہ مکروہ نہین ہے اور حدیثین اون کا قول رد کرتی
ہین اور بعض مالکیہ نے حجت لی اونکے مذہب پر اس حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے نماز پڑہی کالی مسکین عورت پر اوسکی
قبر پر اور اس سے تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ جنازے کی نماز تہی نہ فرض نماز اور جنازے کی نماز ضرورت کیحالت
مین قبر پر پڑہنا درست ہے اور جب مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین متواتر ہوئین تو ضرور اسکی حرمت
ثابت ہوگی اور حق یہی ہوگا کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام ہے اور اگر پڑہیگا تو نماز باطل ہوگی خواہ قبر پر نماز
پڑہے یا قبرون کے بیچ مین یا اور کسی مقام پر بشرطیکہ اوسکو مقبرہ کہین اور حمام مین امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نماز
وہان صحیح نہین ہے اور جو کوئی پڑہے وہ نماز کا اعادہ کرے اور ابوثور نے کہا حمام اور مقبرے مین نماز
نہ پڑہے بظاہر حدیث کے موافق اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور ابن عباس سے مروی ہے اونہون نے کہا نماز نہ
پڑہے پاخانہ اور حمام کیطرف اور نہ مقبرے مین ابن حزم نے کہا ہم اس باب مین کسی صحابی کو ابن عباس کے
مخالف نہین پاتے اور ایسا ہی روایت کیا ہمنے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور ابراہیم نخعی سے اور خیثمہ سے

اور عطاء بن زیاد سے اونہون نے اپنے باپ سے۔ ابن حزم نے کہا حمام مین نماز درست نہین ہے خواہ اوسکے دروازہ
مین ہو یا اوسکے اندر یا اوسکی چھت پر یا اوسکی دیوارون پر البتہ اگر حمام گرجاوے اسطرح کہ اوسکو حمام نہ کہین تو
اب اوسکی زمین پر نماز درست ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ حمام مین نماز درست ہے اگر جگہ پاک ہو لیکن مکروہ ہوگی
اور حق یہی ہے کہ حمام اور مقبرہ دونون مین نماز درست نہین ہے مقبرے مین درست نہ ہونیکی یہ حکمت ہے کہ زمین
کے تلے وہان نجاست ہے اور بعضون نے کہا مردون کی حرمت کا خیال ہے اور حمام مین نماز درست نہ ہونیکی یہ
حکمت ہے کہ وہان اکثر نجاستین ہوتی ہین اور بعضون نے کہا وہ شیطان کا ٹھکانا ہے اور جماعت نے روایت
کیا سوا بخاری اور ابن ماجہ کے کہ حضرتؐ نے فرمایا مت نماز پڑہو قبرون کیطرف اور مت بیٹھو اون پر اس حدیث
سے یہی قبرون کی طرف نماز پڑہنے کی ممانعت نکلتی ہے اور یہ کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور ظاہر نہی سے تحریم
ہے امام مسلم نے ابوہریرہ سے نکالا اگر کوئی تم مین سے انگار پر بیٹھے پھر اوسکے کپڑے جل کر آگ اوسکی کہال تک
پہونچے تو یہ بہتر ہے اوسکے لیے اس سے کہ اپنے بہائی کی قبر پر بیٹھے اور امام مالک سے منقول ہے کہ وہ قبر پر
بیٹھنے کو مکروہ نہین جانتے تہے اونہون نے کہا قبر پر پائخانہ یا پیشاب کرنیکے لیے بیٹھنا منع ہے اور موطا مین
حضرت علی سے ہے کہ وہ تکیہ لگاتے تہے قبرون پر اور لیٹتے تہے اور نیز اور بخاری مین ہے کہ یزید بن ثابت زید بن ثابت
کے بہائی قبرون پر بیٹھتے تہے اور کہتے تہے یہ اوسکے لیے مکروہ ہے جو حدث کرے قبر پر اور ابن عمرؓ بھی قبرون
پر بیٹھتے تہے اور جب مرفوع حدیثون سے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ثابت ہے تو کسیکا فعل یا قول حدیث کے خلاف
حجت نہین اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے جابر سے نکالا کہ منع کیا حضرتؐ
نے قبر کو گچی کرنے سے اور اوسپر عمارت بنانے سے اور اوسپر کتابت کرنے سے اور اوسکو روندنے سے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے کہا امام مسلم کی شرط پر ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹھنا بغیر روندنے کے ممکن نہین
اور امام مسلم نے نکالا جندب بن عبد اللہ بجلی سے اونہون نے کہا مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے وفات پانیسے پانچ دن پیشتر آپ فرماتے تہے تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبرون اور نیکون کی قبرون
کو مسجد بنا لیتے تہے تم خبردار رہو قبرون کو مسجد مت بنانا مین تم کو منع کرتا ہون اس حدیث کو امام نسائی
نے بھی نکالا اور اس باب مین حضرت عائشہ سے مروی ہے نکالا اوسکو بخاری اور امام مسلم نے اور نسائی نے
اور ابوہریرہ سے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن عباس سے اوسکو نکالا
ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور انس سے اور ایک حدیث مروی ہے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور

نسائی نے اور اسامہ بن زید سے اوس کو نکالا احمد اور طبرانی نے باسناد جید اور زید بن ثابت سے اوسکو نکالا
طبرانی نے باسناد جید اور ابن مسعود سے اوسکو بھی طبرانی نے باسناد جید نکالا اور ابو عبیدہ بن جراح سے اوسکو بزار
نے نکالا اور حضرت علی سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور ابو سعید سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اوسکی اسناد مین
عمر بن صہبان ضعیف ہے اور جابر سے اوسکو نکالا ابن عدی نے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبرون اور
نیک بندون کی قبرون کو مسجد بنانا حرام ہے علما نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور دوسرے
کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے منع کر دیا اس خیال سے کہ لوگ اونکی عظمت حد سے زیادہ نہ بڑہا دین اور گمراہ نہ ہو جاوین
اور بعض وقت ایسی تعظیم کفر ہو جاتی ہے جیسے اکثر اگلی امتین اس آفت مین پڑ گئین اور اس حدیث کے خیال سے
جب صحابہ اور تابعین کو بوجہ کثرت اہل اسلام کے مسجد نبوی کے وسیع کرنے کی ضرورت ہوئی اور مسجد کی حد
یہانتک پہنچی کہ ازواج مطہرات کے حجرے اور حضرت عائشہ کا حجرہ جس مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور ابو بکر اور عمر مدفون تھے مسجد مین آگئے تو اونہون نے قبرون کے گرد بلند بلند دیوارین اوٹہا دین
تاکہ یہ قبرین بالکل نظر نہ آوین ورنہ ڈر تہا کہ عوام اوس طرف نماز پڑہنے لگین اور کفر مین پڑ جاوین پہر دو دیوارین
بطور مثلث کہینچ دین شمال کیطرف تاکہ ان قبرون کے سامنے کوئی نہ آ سکے تاکہ کوئی ان قبرون کی طرف منہ بھی نہ کر سکے اور یہ امر ثابت ہوا
کہ قبرون کو مسجد بنانے کی ممانعت آپنے اپنی مرض موت مین کی وفات سے پانچ دن پہلے اور جن لوگون نے
یہ کہا کہ یہ ممانعت اوس زمانے سے خاص تہی کیونکہ بت پرستی کا زمانہ قریب تہا تو اونکا قول محض بے دلیل ہے
کسلیے کہ تعظیم اور گمراہی مین پڑنا یہ دونون ہر زمانے مین ممکن ہین کسی زمانے سے خاص نہین ہو سکتین
اور بعضون نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے لوگ اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بناتے تہے اور ابن عباس کی حدیث
سے جو ابو داؤد اور ترمذی نے نکالی کہ لعنت کی اللہ تعالی نے اون لوگون پر جو قبرون پر مسجد بناتے ہین
یہ نکلا کہ برائی اوس حالت مین ہے جب قبر کو دفن ہو جانے کے بعد مسجد کر لیوے نہ اوس صورت مین کہ پہلے
مسجد بنائی جاوے پہر اوسکے بازو قبر بنائی جاوے اسلیے کہ مسجد کا بانی نے ڈالا یا اور کوئی اوس مین دفن
ہو عراقی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ جب مسجد اس نیت سے بنائی جاوے کہ اوسکی ایک حصہ مین کوئی دفن ہو تو یہ
داخل ہے لعنت مین اور مسجد مین دفن کرنا حرام ہے اور مسجد مین دفن ہونیکی شرط صحیح نہین ہے کیونکہ یہ خلاف ہے
مسجد کے وقف کے اور بیضاوی نے یہ استثنا کیا ہے کہ اگر صالحین کے جوار مین صرف بہ نیت برکت مسجد
بنائی جاوے تو وہ اس نہی مین داخل نہین ہے کیونکہ نہی تعظیم کی نیت سے ہے اور یہ قول رد کیا گیا ہے

ف ان مقامات کا بیان جہان نماز پڑھنا منع ہے

اس طرح سے کہ برکت کی نیت بھی اون کی تعظیم مین داخل ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی اور عبد بن حمید نے اپنی مسند
مین ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا سات مقامون مین نماز پڑھنے سے ایک تو
مزبلہ (یعنے نجاست کا مقام گھورے) مین دوسرے مجزرہ (جانور کاٹنے کا مقام) مین تیسرے مقبرہ مین چوتھے سڑک
مین پانچوین حمام مین چھٹے اونٹون کے رہنے کے مقام مین ساتوین بیت اللہ کی چھت پر ترمذی نے کہا اس حدیث کا
اسناد قوی نہین ہے اور زید بن جبیرہ کے حافظہ مین کلام کیا گیا ہے اور لیث بن سعد نے اس حدیث کو عبد اللہ
بن عمر عمری سے نکالا اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے عمر سے اونہون نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مانند اسکے اور ابن عمر کی حدیث لیث بن سعد کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ
عبد اللہ بن عمر عمری کو بعض حدیث والون نے ضعیف کیا ہے اوسکے حافظے کی طرف سے اون مین سے ہین
یحیے بن سعید قطان شوکانی اور زیلعی نے کہا کہ ترمذی کی سند مین زید بن جبیرہ ہے وہ ضعیف ہے بخاری
نے کہا منکر الحدیث ہے اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور ابن معین نے کہا وہ متروک ہے اور ابو حاتم نے
کہا منکر الحدیث ہے بہت اوسکی حدیث نہین لکھی جاوے گی دارقطنی نے کہا ضعیف الحدیث ہے ابن عدی نے
کہا اوسکی اکثر روایتون پر متابعت نہین ہوتی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین کہا زید بن جبیرہ منکر الحدیث
ہے وہ منکر روایتون کو مشہور شخصون سے نقل کرتا ہے اسوجہ سے اوسکی روایتین ترک کے لائق ہین حافظ
نے تلخیص مین کہا وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن ماجہ کے اسناد مین عبد اللہ بن صالح اور عبد اللہ بن عمر عمری
دو ضعیف ہین ابن ابی حاتم نے علل مین کہا دونون حدیثین ضعیف ہین اور ابن السکن اور امام الحرمین
نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین ابو صالح سے اوس نے لیث
بن سعد سے اوس نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا سات مقامون مین نماز جائز نہ ہوگی کعبہ کی چھت اور مقبرہ اور مزبلہ (گھورے کا مقام) اور کمیلہ اور
حمام اور اونٹون کے بٹھلانے کی جگہہ اور بیچا بیچ راستہ کے نے امام مین کہا ابو صالح لیث کا کاتب اوس
مین کلام کیا گیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ایک جماعت نے اوسکو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے صحیح مین
اوس سے روایت کی شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان مقامون مین نماز حرام ہے اور اختلاف
کیا ہے علما نے اوسکی علت مین مقبرہ اور حمام مین منع ہونے کی علت تو اوپر گذر چکی اسیطرح اونٹون کے
تھان کی آب رہا کمیلہ اور گھورہ اون دونون مین نجاست ہوتی ہے تو اگر بغیر حائل کے وہان نماز پڑھے

تو اتفاقاً حرام ہوگی اور جو جاہل کے ساتھ پڑھے تو اس مین اختلاف ہے اور بعضون نے کہا کیلہ شیطانون کا مقام ہے
اور بیچ سڑک مین منع ہونیکی یہ وجہ ہے کہ وہان نمازی کا دل پریشان ہوتا ہے اور نماز مین دل لگنا ضرور ہے اور
بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ وہان نجاست کا گمان ہے اور بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے مین راہ گیرون
کے حق کو نقصان پہونچیگا اسیلیے ابو طالب نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو جب بھی نماز وہان درست نہین ہے اور
سوید یا بسر اور منصور نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو تو وہان پڑھنا مکروہ نہین ہے کیونکہ ممانعت کی علت یعنی
راہ چلنیوالون کو ضرر نہین ہے اور کعبے کی چھت پر اگر سامنے سترہ نہو تو نماز درست نہ ہوگی کیونکہ اوسنے
کعبے کیطرف منہ نہین کیا بلکہ کعبے کے اوپر اور امام شافعی نے کہا نماز صحیح ہے بشرطیکہ دو تہائی ایک ہاتھ کی
اوسکی عمارت مین سے سامنے ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ شرط بھی ضرور نہین مطلقاً جائز ہے اور ایسا ہی کہا
ابن سریج نے کیونکہ کعبے کے فضا کیطرف منہ کرنے والے کی نماز صحیح ہے اگر معاذ اللہ کعبہ گر جاوے اور یہ بھی
اوسکی مثل ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا جن مقامون مین نماز نہ پڑھنا چاہیے وہ تیرہ مقام ہین سات
تو یہی جو اس حدیث مین مذکور ہین آٹھوین مقبرہ کی طرف نوین پائخانے کی دیوار کیطرف جسپر نجاست ہو دسوین
یہود کے گرجا کیطرف گیارہوین نصاری کے گرجا کی طرف بارہوین تصویرون اور مورتون کیطرف تیرہوین
جہان پر عذاب اوترا ہو اور عراقی نے بڑھایا ان مقامون کو چودہوین غصب کی زمین مین پندرہوین سونیوالے
کیطرف اور باتین کرنے والے کیطرف سولہوین بطن وادی مین یعنی نالے کے نشیب مین سترہوین غصب
کے مکان مین اٹھارہوین مسجد ضرار مین یعنی جو مسجد چند سے بنائی گئی ہو دوسرے مسلمانون کو ضرر پہونچانیکے لیے
اون کی جماعت کو توڑنے کے لیے نہ خدا کے لیے اونیسوین تنور کیطرف تو یہ سب انیس مقام ہوئے
پہلے سات مقامون مین منع ہونیکی دلیل تو گذر چکی مقبرہ کی طرف منع ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جس مین قبرون
کو مسجد بنانے سے منع کیا ہے اور پائخانے کی دیوار کیطرف منع ہونے کی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے سات
صحابیون کے سامنے کہ حضرت صلعم نے منع کیا نماز سے اوس مسجد مین جسکے سامنے پائخانہ ہو اوسکو ابن عدی نے
نکالا عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح نہین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عبد اللہ بن عمرو سے نکالا اونہون
نے کہا پائخانے کیطرف نماز نہ پڑھے اور حضرت علی سے اونہون نے کہا نہ نماز پڑھے پائخانہ کی طرف رخ کرکے
اور ابراہیم نخعی سے اونہون نے کہا لوگ مکروہ جانتے تھے تین باتون کو پھر ذکر کیا اون مین سے پائخانے کا
یعنی اوسطرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا اور اس مین اختلاف ہے فقہا کا اور گرجا اور کنیسہ تو ابن ابی شیبہ نے

مصنف مین نکالا کہ ابن عباس نے مکروہ رکہا نماز کو یہود کے گرجا مین جب اوس مین تصویرین ہون اور حسن سے
بہی کراہت اوسکی منقول ہے اور شعبی اور عطا بن ابی رباح نے گرجا اور چرچ مین نماز پڑہنا جائز رکہا اور ابن
سیرین نے کہا اوس مین قباحت نہین اور ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز نے یہود کے گرجا مین نماز
پڑہی اور شاید وجہ کراہت کی یہ ہوگی کہ یہود اور نصاری اپنے پیغمبرون اور صالحون کی قبرون کو سجدہ بنا لیتے
ہین تو ہر ایک چرچ مین یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید یہان وہان قبر ہو اور تصویرون کیطرف نماز پڑہنا تو حضرت
عائشہ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے اون سے فرمایا دور کر ہمارے سامنے سے اپنا پردہ کیونکہ اوسکی تصویرین برابر
میری نماز مین سامنے آتی ہین اوس پردی مین تصویرین تہین اور دار العذاب کا ذکر آگے آتا ہے اور سوا
اور بات کرنے والے کے پیچہے تو ابن عباس کی حدیث مین اوسکی ممانعت ہے نکالا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے اور اوسکی اسناد مین ایک گمنام راوی ہے اور بطن وادی مین حدیث ہے اوسکو بعض طریقون مین بجائے
مقبرہ کے بطن وادی مذکور ہے حافظ نے کہا یہ زیادت باطل ہے نہین پہچانی جاتی اور غصبی گہر یا زمین جو
منع ہونے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دوسرے کے مال کا استعمال ہے بغیر اوسکے اذن کے اور مسجد ضرار کے باب مین ابن حزم
نے کہا کہ کسی کی نماز اوس مین درست نہ ہوگی بدلیل آیت قرآنی لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا یعنے اوس مین کبہی کہڑا نہو
تو معلوم ہوا وہ نماز کا مقام نہین ہے اور تنور کیطرف نماز پڑہنے کا ذکر اوپر گذرا اور ابن حزم نے زیادہ کیا
اوس مسجد کو جس مین اسر یا اوسکے رسول کا ٹہٹہا ہوتا ہو یا دین کی کسی بات کا اسیطرح اوس مقام کو جہان ایسی باتین
ہوتی ہون وہان نماز پڑہنا جائز نہین ہے اور ہادویہ نے کہا کہ محدث (بیوضو) اور فاسق اور چراغ کی طرف
بہی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام یحیی نے جنب اور حائض کیطرف بہی مکروہ رکہا ہے تو سب جیسے قلم ہوے
اور محدث کی طرف نماز مکروہ ہونے کی یہ دلیل ہے جو امام یحیی نے انتصار مین لکہی کہ حضرت نے فرمایا نماز نہین
بیوضو کیطرف نماز نہین ہے جنب کیطرف نماز نہین ہے حائض کیطرف اور بعضون نے محدث کو حائض پر قیاس کیا ہو اور ثابت ہے کہ حائضہ عورت کا سا
آنا نماز کو توڑ دیتا ہے اور فاسق کیطرف نماز مکروہ ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکی اہانت ہو نجاست کیطرح
اور چراغ کیطرف اسوجہ سی مکروہ ہے کہ اوس مین مشابہت ہوتی ہے آتش پرستون کی اور اولی یہ ہے
کہ چراغ اور تنور کی تخصیص نکیجاوے بلکہ انگار کیطرف نماز پڑہنا مطلقاً مکروہ رکہا جاوے اور جو لوگ ان
مقامون مین نماز کو درست کہتے ہین وہ اون حدیثون سے دلیل لیتے ہین جن مین یہ مذکور ہے کہ سارا
زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی اور نماز پڑہ جہان وقت آجاوے تجہکو نماز کا اور کہتے ہین کہ ان حدیثون سے

ممانعت کیحدیثیں ضعیف ہوتی ہین اور ہم کہہ چکے کہ مقبرہ اور حمام مین نماز نہ پڑہنے کیحدیثین خاص ہین اور
عام خاص کے معارض نہین ہوتا البتہ جن مقامون مین ممانعت کیحدیثین صحیح نہین ہوئین وہان اسی حکم عام
پر چلنا چاہیے کہ ساری زمین نماز کیجگہہ ہے اور یہ طریقہ صحیح اور عمدہ ہے (نیل الاوطار) زیلعی نے کہا ترمذی نے
جو ابوسعید سے روایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا ساری زمین مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے تو خود ترمذی نے کہا کہ اس
مین اضطراب ہے اور ابن حبان نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری
اور مسلم کی شرط پر اور اونہون نے اوسکو نہین نکالا نووی نے خلاصہ مین کہا یہ حدیث ضعیف ہے ضعیف کیا
اوسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا وہ مضطرب ہے اور حاکم کا صحیح کہنا اوسکا معارض نہین ہو سکتا کیونکہ ترمذی وغیرہ
اون سے زیادہ جانچنے والے ہین حدیث کے اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ حدیث کا اسناد صحیح ہوتا ہے لیکن وہ ضعیف
ہوتی ہے اضطراب کیوجہ سے اور معارض ہے اس حدیث کو شیخین کی مرفوع حدیث جابرؓ جسمین یہ ہے کہ میرے
لیے زمین پاک طہور اور مسجد بنائی گئی اور جس شخصکو جہان نماز کا وقت آجاوے وہ وہین نماز پڑہ لیوے
اور مسلم نے حذیفہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا لوگون پر تین باتون سے ایک تو ہماری
صفین فرشتون کی صفین کیطرح کی گئین دوسرے یہ کہ ہمارے لیے ساری زمین مسجد کی گئی اور اسکی مٹی
ہمارے لیے طہارت جب پانی نہ پاوین اور ایک بات اور بیان کی اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ
نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چھ باتون سے مجہے جوامع کلم ملے اور رعب سے مدد دیا گیا اور غنیمتین
مجہکو حلال ہوئین اور زمین میرے لیے طہور اور مسجد کی گئی اور مین ساری خلق کیطرف بہیجا گیا اور نبی مجہپر
ختم ہوگئے اور امام بیہقی نے ابوامامہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالے نے مجہکو فضیلت دی پیغمبرون
پر یا میری امت کو اور امتون پر مجہے سب لوگون کیطرف بہیجا اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور کی گئی
تو میری امت مین سے جسکو نماز کا وقت کسی مقام مین آجاوے اوسکے پاس مسجد بہی ہے اور طہارت بہی ہے
پہر امام زیلعی نے کہا کہ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ غصبی زمین مین نماز صحیح نہین ہے اور اونہون نے حجت لی
ابن عمرؓ کیحدیث سے اور اسکے دو طریقے ہین ایک تو ابن حبان نے نکالا کتاب الضعفا مین ابن عمرؓ سے انہون نے
کہا جو کوئی ایک کپڑا دس درم کو خریدے اسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہو تو اللہ تعالی اوسکی نماز قبول
نکرے گا جب تک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا پہر اپنے دونون کان بہرے ہوجاوین اگر مین نے یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو ایک بار نہین بلکہ دو تین بار ابن حبان نے کہا اوسکے اسناد مین عبداللہ بن

ابی علاج ہے وہ روایت کرتا ہے مالک اور یونس سے وہ حدیثین جو امام مالک نے اور یونس نے بیان نہین کین اور اسپر تہمت ہو حدیث بنانے کی اور یہ حدیث مالک نے روایت نہین کی نہ نافع نے بلکہ اوسکو بقیہ بن الولید نے روایت کیا باسناد ضعیف فی دوسرا طریق امام احمد نے نکالا مسند مین اوسکے اسناد مین بقیہ ہو اور ابن جوزی نے کہا کہ ہاشم بہی ہو جو مجہول ہے اگر وہ زید کا بیٹا ہے تو تضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے اور حبان نے کہا ابو طالب نے کہا مین نے ابو عبد اللہ سے اس حدیث کو پوچھا اونہون نے کہا یہ کوئی چیز نہین نہ اوسکا اسناد ہے شیخ نے امام مین کہا ممکن ہے کہ امام احمد کی لیے دلیل لی جاوے صحیح حدیث سی حضرت عائشہ کے کہ حضرت ص نے فرمایا جو کوئی ایسا کام کرے جسکا حکم ہم نے نہین دیا تو وہ مردود ہی امام زیلعی نے کہا ان مقامون کی سوا اور بہی ایک مقام ہے جہان نماز کو مکروہ رکہا ہے وہ کیا ہے ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے عبد الحمید بن محمود سے نکالا ہم نے امیرون مین سی ایک امیر کے پیچھے نماز پڑہی تو لوگ گڑبڑ کرنے لگے آخر ہم نے دو ستونون کے پیچھے نماز پڑہی جب نماز پڑہ چکے انس نے کہا ہم اس سے بچتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین اور ایک حدیث ہے اوسکو بزار نے مسند مین نکالا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا ہم منع کیے جاتے تہے ستونون کے درمیان نماز پڑہنے سی اور نکالے جاتے تہو وہان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین شیخ نے امام مین کہا اسکی سند مین ہارون ابو مسلم ہے ابن ابی حاتم نے کہا ہارون بن مسلم نے روایت کی قتادہ سے مینے اپنے باپ سے اوسکو پوچھا اونہون نے کہا ایک شیخ ہے مجہول اب غور کرنا چاہیے کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی ہے اور نکالا اوسکو ابو داؤد طیالسی اور حاکم اور بیہقی نے حاکم نے کہا اسکا اور اس سے پہلی کا دونون کا اسناد صحیح ہے بیہقی نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ستون جماعت کے بیچ مین آجاوے لیکن اگر کوئی شخص اکیلا ہو یا اتنی جماعت ہو کہ دو ستونون کے بیچ مین سما جاوی تو مکروہ نہین کیونکہ ابن عمر کی حدیث مین ہے کہ حضرت ص کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور ایک ستون کو داہنی طرف کیا اور ایک ستون کو بائین طرف اور تین ستونون کو اپنے پیچھے پہر نماز پڑہی نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے تمام ہوا کلام شیخ کا امام مین ۱۲

باب الصَّلوٰۃِ فِی مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ جہان زمین دہنس گئی ہے یا اور کوئی عذاب اترا ہے وہان نماز پڑہنا کیسا ہے وَیُذْکَرُ اَنَّ عَلِیًّا کَرِہَ الصَّلوٰۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رض نے مکروہ رکہا نماز کو بابل مین اور اس مقام مین جہان زمین دہنسی ہے **ف** بابل ایک شہر

تھا انواح کوفہ میں جو بالکل تباہ ہو گیا حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی المحل سے اونہوں نے کہا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اتنے میں اوس مقام پر سے گذرے جو دھنس گیا ہے بابل میں اونہوں نے وہاں نماز نہیں پڑھی یہانتک کہ وہاں سے آگے بڑھ گئے اور دوسرے طریق میں ہے حضرت علی سے فرمایا اونہوں نے میں نماز پڑھنے والا نہیں اوس زمین میں جس میں اللہ تعالیٰ نے دھنسایا تین بار یعنے تین بار یہ جملہ حضرت علی نے فرمایا نہ کہ دھنسانا تین بار ہوا کیونکہ بابل میں ایک ہی خسف منقول ہے اور ابو داؤد نے اوسکو مرفوعاً نکالا حضرت علی سے دوسرے طریق سے اوس میں یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی زمین میں نماز پڑھنے سے کیونکہ وہ زمین ملعون ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور خسف سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اس آیت میں فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنوائی تھی جسکی بلندی پانچ ہزار ہاتھ تھی اللہ تعالیٰ نے اوسکو دھنسا دیا خطابی نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی عالم نے بابل کی زمین میں نماز کو حرام کہا ہو پھر اگر حضرت علی کی حدیث ثابت ہو تو شاید حضرتؐ کا یہ مطلب ہوگا کہ علیؓ کو منع کیا بابل کو وطن بنانے سے کیونکہ جب وطن بناوینگے تو وہاں نماز بھی پڑھنا پڑے گا اور احتمال ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو حضرت علیؓ سے گویا حضرتؐ نے اون کو ڈرایا اوس فتنے سے جو عراق میں ہوا میں کہتا ہوں پہلی روایت کے مضمون سے یہہ تاویل بعید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے بابل کی زمین وہ ہے جو کوفہ کے حوالی میں واقع ہے یہانتک کہ کربلائے معلی بھی اسی زمین میں واقع ہے اور حضرتؐ نے اوس زمین کو ملعون فرمایا اس لیے کہ وہاں بڑی آفت نازل ہوئی حضرتؐ کی آل کرام پر اور اس سب کا وبال کوفہ پر ہوا کہ پہلے تو اعانت اور امداد کا وعدہ کیا اور جب وقت پڑا تو سب الگ ہو گئے اور ابن زیاد بدنہاد اور دیگر اشقیا نے جو ظلم حضرتؐ کے اہل بیت پر کیے معاذ اللہ قلم اونکے لکھنے سے کانپتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب بابل کی زمین ملعون ہوئی تو کربلائے معلی کی بھی کوئی عزت نہیں رہیگی کیونکہ کربلائے معلی کی عزت اور عظمت اوسوقت سے ہوئی جب سے جسد مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کا وہاں دفن ہوا لیس یہ عزت مکین کی ہے نہ مکان کی صلوات اللہ وسلامہ علی محمد وآل محمد۔ قسطلانی نے کہا نمرود نے اس لیے اتنی اونچی عمارت بنوائی تھی کہ آسمان کا حال دریافت کرے (رصد سے) اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا وہ عمارت گر پڑی اور نمرود اور اوسکے لوگ سب ہلاک ہو گئے بعضوں نے کہا جب تک اونکی زبان سریانی تھی جب صبح ہوئی تو بہتر زبانیں ہو گئیں ہر ایک شخص اپنی زبان میں بلبل کرتا

تھا اس لیے اوس شہر کا نام بابل ہوا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت داخل ہو اُن لوگون پر جو عذاب کیے گئے (یعنے اون کے رہنے کے مقامون مین) مگر اوس صورت مین کہ تم روتے ہو (خدا کے خوف سے) پہر اگر تم روتے ہوئے نہ ہو تو مت جاؤ اونکے مقامون مین ایسا نہ ہو تم پر بہی وہی عذاب اوترے جو اونپر اوترا تھا

ف ابن بطال نے کہا اس حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین نماز جائز ہے کیونکہ نماز مین بہی رونا ہوتا ہے اور تضرع خدا کی درگاہ مین گویا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ باب کی حدیث حضرت علیؓ کے اثر کے مطابق نہین ہے مین کہتا ہون حدیث مطابق ہی اسوجہ سے کہ دونون سے یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین اوترنا نہ چاہیے جیسے مصنف نے مغازی مین نکالا حدیث کے اخیر مین کہ پہر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو سیدہا کیا اور جلدی چلے یہانتک کہ وادی سے پار ہو گئے تو اس سے یہ نکلا کہ آپ وہان اوترے نہین نہ اوسجگہ نماز پڑہی جیسے حضرت علیؓ نے بابل کی زمین مین کیا اور حاکم نے اکلیل مین روایت کیا ابو سعید خدری سے اونہون نے کہا مینے ایک شخص کو دیکہا جو انگوٹھی لیکر آیا وہ اوس پانی تہی حجر مین جہان لوگون پر عذاب اوترا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف سے مُنہ پہیر لیا اور اپنے ہاتہہ کی آڑ کر لی کہ اودہر نگاہ نہ پڑے اور فرمایا پہینک دے اوس کو اوس نے پہینک دی لیکن اسناد اوسکا ضعیف ہے اور آگے اسکا بیان آویگا کہ حضرتؐ نے عذاب کے مقامون کا پانی پینے سے منع کیا اور یہ جو فرمایا ایسا نہ ہو تم پر بہی وہی عذاب اوترے جو اونپر اوترا تھا اوسکی وجہ یہ ہے کہ رونے سے فکر اور عبرت پیدا ہوگی گویا اُنکو حکم کیا فکر کرنے کا اوس حال مین جس سے رونا آوے اللہ کی تقدیر سے کہ اوسنے اُن کافرون کو دنیا مین کیسی حکومت دی تہی ایک مدت دراز تک پہر اپنا عذاب اُنپر اوتارا اور وہ مقلب القلوب ہی تو مومن بہی اس سے بیڈر نہین ہو سکتا کہ کہین اوسکا بہی انجام ایسا ہی خراب نہ ہو اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مراقبہ اور غور بہتر ہے اور عذاب والون کے ملک مین ٹہیرنا نہ چاہیے اور وہان سے جلدی نکل جانا چاہیے کہ اوسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت مین وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ (فتح ملخصا) قسطلانی نے کہا حضرتؐ نے

اوس مقام کو منحوس جانا جہاں آپکی قضا ہوگئی تہی آپ وہاں سی آگے تشریف لیگئی پہر نماز کی قضا پڑہی تو عذاب کے مقام بطریق اولی منحوس ہونگے اور وہاں نماز ضرور مکروہ ہوگی البتہ اگر کوئی نماز وہاں پڑہ لی تو فاسد نہوگی کیونکہ رستے ہوئی جانا ایسے مقاموں مین جائز ہے اور نماز بہی تضرع اور زاری کیحالت ہی اور اس حدیث کو مولف نے مغازی اور تفسیر مین نکالا انتہے **باب** الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ نصاری کے گرجا مین نماز پڑہنے کا بیان **ف** کتاب مین بیعہ کا لفظ ہے جو نصاری کے معبد کو کہتی ہین محکم مین ہے کہ بیعہ راہب کا صومعہ اور بعضوں نے کہا نصاری کا گرجا اور صحیح دوسرا قول ہے اور بیعہ کے حکم مین ہے یہود کا کنیسہ اور بیت المدرس اور صومعہ اور بیت الصنم اور بیت النار اور مانند اوسکی قسطلانی نے کہا نصاری کے معبد کو بیعہ کہتے ہین اور کنیسہ بہی اور یہود کے معبدون کو صلوات اور راہبون کے صوامع اور مسلمانون کے مساجد اور جوہری نے کہا کہ بیعہ اور کنیسہ دونون نصاری کے معبد کو کہتے ہین اور اسصورت مین ترجمہ باب مین اور اثر مین مطابقت ہوجاویگی جس مین کنائس کا ذکر ہے (ف وق) وَقَالَ عُمَرُ رض اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْهَا الصُّوَرُ اور حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون مورتون کیوجہ سے جن مین تصویرین ہین **ف** اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اسلم کے طریق سی جو مولی تہے حضرت عمرؓ کے اونہون نے کہا جب حضرت عمر رضہ شام کے ملک مین آئی تو ایک نصرانی نے اون کے لیے کہانا طیار کیا اور وہ نصاری مین بڑی آدمیون مین سے تہا اوس نے کہا مین چاہتا ہون کہ آپ میرے پاس تشریف لاییے اور مجھکو عزت دیجیے حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون صورتون کی وجہ سی جو اون مین ہوتی ہین یعنے مورتون کیوجہ سے بعضون نے کہا اوس نصرانی کا نام قسطنطین تہا یہ ماسلمہ بن عبد اللہ جہنی نے بیان کیا اپنے چچا ابی مسجعہ بن ربعی سے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے ایک طویل قصہ مین جسکو بیان کیا اونہون نے (فتح الباری) وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْهَا تَمَاثِیْلُ اور عبد اللہ بن عباسؓ نماز پڑہ لیتے تہے گرجا مین مگر اوس گرجا مین نہ پڑہتے جہان مورتین ہوتین **ف** اس روایت کو بغوی نے جعدیات مین وصل کیا اور زیادہ کیا کہ اگر اوس گرجا مین مورتین ہوتین تو وہ باہر نکل آتے اور بارش مین نماز پڑہتے اور حسن بصری نے گرجا مین نماز کو مکروہ کہا ہے (ف وق) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ ذَکَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَنِیْسَۃً رَأَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَۃِ یُقَالُ لَهَا مَارِیَۃُ فَذَکَرَتْ لَهٗ مَا رَاَتْ

فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ

ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ام المومنین ام سلمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اوس گرجا کا جسکو اونہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تہا اوسکا نام ماریہ تہا تو ام المومنین ام سلمہ نے حضرتؐ سے بیان کیا تصویریں جو مورتیں دیکھیں تہیں آپنے فرمایا وہ لوگ اون لوگوں میں سے ہیں کہ اون میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا یا نیک شخص تو اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ مورتیں اوتارتے وہ لوگ بڑے ہیں سب مخلوقات میں اللہ جل جلالہ کے پاس ف حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب اس طرح سے نکلتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ وہ لوگ اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑہنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑہنے سے وہ مسجد ہو جاوےگی اور یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی (فتح) باب اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی اور دونوں میں مناسبت یہی قبر کے مسجد بنانے سے اور شاید امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانا عموماً ممنوع ہے خواہ وہاں تصویریں بہی رکہی ہوں یا نہ رکہے اور اصیلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں ہے (ف رق) حَدَّثَنَا

أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اون دونوں نے کہا جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو آپ کمل اپنے مبارک منہ پر ڈالنے لگے جب گہبراتے اوسکی گرمی سے تو منہ کہول دیتے اور فرماتے اسی حال میں اپنے کمل اوڑہنے اور اوتارنے میں لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر اونہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا آپ یہ فرما کر ڈراتے تہے (اپنی امت کو) ایسے کام کرنے سے ف حافظ نے کہا احتمال ہے کہ ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہؓ نے آپ کی اسی بیماری کی حالت میں حبش کے گرجا کا ذکر کیا ہو اور یہ بہی احتمال ہے کہ حضرتؐ کو معلوم ہو گیا تہا کہ آپ اس بیماری میں دنیا سے سفر کرنے والے ہیں تو آپ ڈرے کہیں آپ کی امت اگلی یہود اور نصاریٰ کی طرح پر آپ کی تعظیم نہ کرنے لگے

اور آپنے جو یہود اور نصاری پر لعنت فرمائی اوس مین یہ اشارہ تہا کہ جو کوئی ایسا کام کریگا وہ لعنت اور
بہت گنہگار کا مستحق ہوگا اور یہ جو اس روایت مین ہی کہ آپ یہ فرما کر ڈرا تے تہے اخیر تک یہ راوی کا قول ہے اور بعضون
نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خیر یہود کے تو کئی پیغمبر گذر چکے تہے جنکی قبرون کے ساتہ یہود نے ایسا کیا ہوگا مگر نصاری
کا پیغمبر سوا حضرت عیسی کے کون تہا وہ آسمان پر تشریف لیگئے اونکی قبر کہان تہی اور اسکا جواب یہ ہی کہ
نصاری مین نبی اور بہی تہے جیسے حواریین یا حضرت مریم پر ایک قول ہی یا اگر انکو نبی نہ کہین تو مراد عام ہے
انبیا ہون یا انبیا کے اتباع اور مؤید ہے اسکو وہ جو مسلم کی روایت مین ہی جندب کے طریق سی کہ وہ اپنے پیغمبرون
اور نیکون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے تہے اور یہی وجہ ہے کہ جس حدیث مین صرف نصاری کا ذکر ہے وہان یہ
فرمایا جب اون مین کوئی نیک شخص مرجاتا اور جس حدیث مین صرف یہود کا ذکر ہے وہان یون فرمایا اپنے
پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے اور بنا لینا عام ہے خواہ ایجادًا ہو یا تقلیدًا یہود نے تو یہ بدعت ایجاد کی
اور نصاری نے اونکی تقلید کی اور اسمین شک نہین کہ نصاری بہت سی اون پیغمبرون کی قبرون کی تعظیم
کرتے ہین جنکو یہود مانتے ہین اور انکی تعظیم کرتے ہین (فتح) اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس اور بخاری اور
بنی اسرائیل مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین (ق) مترجم کہتا ہے حدیث مین کچہ اشکال نہین
اور جنہون نے اعتراض کیا ہے اونہون نے غور نہین کیا اور نہ اوس تاویل کی ضرورت ہی جو حافظ صاحب نے بیان
کی کیونکہ یہود کے سب پیغمبرون کو نصاری مانتے ہین جیسے یہود اور نصاری دونون کے سب پیغمبرون کو مسلمان
مانتے ہین پر مطلب حدیث کا صاف ہے حضرت عیسی سے پیشتر جتنے پیغمبر گذرے ہین انکو کہہ سکتے ہین کہ وہ یہود
اور نصاری کے پیغمبر تہے اس معنی کر کہ نصاری انکی پیغمبری کو تسلیم کرتے ہین علاوہ اسکے پیغمبری ایک اعتقاد
ہے اوسکا مقتضے یہ ہی کہ انسان جسکو پیغمبر سمجہتا ہے اوسکے تمام اقوال کو بلا دلیل مان لیتا ہے اور یہ امر نصاری
نے اپنے پادریون اور عالمون کے ساتہ جاری کیا تہا اور اندہا دہند اونکی تقلید کرتے تہے تو گویا وہ سب
نصاری کے پیغمبر تہے پیغمبری تو کم درجہ ہے اللہ تعالی نے قرآن پاک مین یہ فرمایا کہ نصاری نے اپنے عالمون اور
درویشون کو خدا بنا رکہا تہا معاذ اللہ عدی نے حضرتؐ سے سوال کیا کہ نصاری نے تو ایسا نہین کیا تہا آپنے
فرمایا کیا اون کے عالم جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تہے یا حرام کر دیتے تہے تو وہ بہی اوسکو حلال یا حرام
نہین کہہ لیتے تہے اونہون نے کہا ہان یہ تو تہا آپنے فرمایا بس یہی مراد ہے اس آیت مین معاذ اللہ مسلمانون
نے بہی نصاری کی پیروی اختیار کی اور اپنے عالمون اور مجتہدون کو پیغمبر بنا لیا کیا معنے اون کے سب اقوال

بلا دلیل ایسے ماننے لگے جیسے پیغمبر کے فرمودے کو مانتے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان نصاری سے کئی قدم آگے بڑھ گئے کیونکہ مسلمانوں نے اپنے مجتہدون کی اون باتون کو بھی مان لیا جو پیغمبر کے فرمودے کے خلاف تہین اور غضب یہ کیا کہ پیغمبر کے فرمودے کی تاویل کرنے لگے اور بعضے بیوقوف تو معاذ اللہ پیغمبر کے فرمودے کو رد کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ ہمارے مجتہد نے جب اس حدیث پر عمل نہین کیا تو ہم بھی عمل نہین کرتے اور بعض گدھے یہ کہنے لگے مرا قال ابو حنیفہ در کار است قال قال در کار نیست یہ سب مسلمان نام کے مسلمان ہین اور حقیقت مین یہود اور نصاری سے بدتر ہین کمبخت وہ ہین جو اپنی جان اور مال اور عزت اور باپ دادا خاندان سب کو اللہ اور اسکے رسول کے خلاف ہیچ اور پوچ سمجھتے ہین اور حضرت کا ارشاد سننے یا دیکھنے کے بعد پہر تمام جہان اوس کے خلاف بکے تو اوسکو گوز شتر سے بھی زیادہ بے وقعت سمجھتے ہین اور کسی مجتہد یا عالم کو گو وہ کتنا ہی بڑے درجہ کا ہو اگلا ہو یا پچھلا خطا سے معصوم نہین جانتے اور اسکی سب باتون کو آنکھہ بند کرکے قابل تسلیم نہین جانتے یہ مرتبہ اللہ تعالی نے بعد حضرت عیسے علیہ السلام کے ہمارے پیغمبر حضرت خاتم انبیا محبوب کبریا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دیا تہا یا اللہ بار ہمکو حضرت کی پیروی پر اور چلا ہمکو آپ کی حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا احدیث والوں کے ساتہہ آمین یارب العلمین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے جناب سرور عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ غارت کرے یہود کو اونہون نے مسجد بنا لیا اپنے پیغمبرون کی قبرون کو ف یہ حدیث کو مسلم نے صلوۃ مین اور ابو داود نے جنائز مین اور نسائی نے وفاۃ مین نکالا (ق) مترجم کہتا ہے مسجد اسم ظرف ہے سجدہ سے تو جہان آدمی سجدہ کرے اسکو مسجد کہہ سکتے ہین اور اسی سے ہے وہ حدیث کہ ساری زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی پہر جب قبر کو مسجد بنانے سے ایسی سخت ممانعت ہوئی کہ حضرت نے اوسکے کرنیوالے پر لعنت فرمائی اور فرمایا خدا اوسکو غارت کرے حالانکہ مسجد مین قبر کی عبادت نہین ہوتی تہی بلکہ خدا کی صرف برکت کے لیے اور قبر کی تعظیم کے لیے وہ لوگ اوسکو مسجد کر لیتے تہے تو دیکھو اوسکی حال پر جو خود قبر کو سجدہ کرے اور قبر والے کی عبادت اور پرستش کرے وہ تو چندین زیادہ لعنت اور پہٹکار کا مستحق ہوگا اور اس حدیث سے بعض علما نے یہ نکالا ہے کہ قبر پر روشنی کرنا ہر سال وہان عید کیطرح جمع ہونا جیسے اس زمانہ مین عرس کہتے ہین منع ہے کیونکہ اس فعل سے بھی گویا قبر مسجد بنائی جاتی ہے واللہ اعلم

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا باب بیان مین

اسکی کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی (تو زمین کی ہر جز و پر نماز درست ہوگی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ ترجمہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ملیں جو کسی پیغمبر کو مجھ سے پہلے نہیں ملیں (یعنے پانچوں نہیں ملیں یا ایک ساتھ) میں مدد دیا گیا رعب سے (جو اللہ تعالی نے ڈالدیا میرے دشمنوں کے دل میں) ایک مہینے کے فاصلہ سے اور میرے لیے (ساری) زمین مسجد بنائی گئی (یعنے سجدہ کی جگہ ابن بطال نے کہا اس عموم میں مقابر اور تھان جانوروں کے اور گرجا وغیرہ سب آگئے البتہ وہاں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہوگا) اور (اوسکی مٹی) پاک کرنیوالی اور میری امت میں جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے اور میرے لیے لوٹ کے مال حلال ہوئے (اگلے پیغمبروں کو حلال نہ تھی) اور (اگلے زمانے میں) نبی بھیجا جاتا خاص اپنی قوم کیطرف اور میں سب لوگوں کیطرف بھیجا گیا اور میں شفاعت دیا گیا (یعنے بڑی شفاعت جسکا بیان دوسری حدیث میں ہے جو سب سے پہلے آپ تمام محشر والوں کی کرینگے جب اور پیغمبر اللہ جل جلالہ کے خوف سے اپنی عاجزی ظاہر کرینگے) **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب التیمم کے شروع میں مع شرح گذر چکی اور احتمال ہے کہ مقابر وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو اور جابر کی حدیث میں جو عموم ہے یہ خاص ہو ممانعت کی حدیثوں سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ سارا زمین نماز کی جگہہ کیونکر ہوسکتی ہے نجس زمین میں تو نماز جائز نہیں اوسکا جواب یہ ہے کہ نجاست کا وصف عارضی ہے ورنہ اصل میں تو وہ زمین نماز کے قابل تھی اور جب پھر پاک ہو جاویگی تو اوس پر نماز جائز ہوگی (فتح)

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ عورت کا مسجد میں سونا اور وہاں رہنا

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ

واللہ انی لقائمۃ معھم اذ مرت الحدیاۃ فالقتہ قالت فوقع بینھم قالت فقلت ھذا الذی اتھمتمونی بہ زعمتم وانا منہ بریئۃ وھوذا ھو قالت فجاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت قالت فکانت لھا خباء فی المسجد اوحفش قالت فکانت تاتینی فتحدث عندی قالت فلا تجلس عندی مجلسا الا قالت ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی قالت عائشۃ فقلت لھا ماشانک لا تقعدین معی مقعدا الا قلت ھذا قالت فحدثتنی بھذا الحدیث ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ایک کالی لونڈی تہی عرب کی ایک قبیلے کی اونہون نے اوسکو آزاد کردیا وہ اون کے ساتھہ رہتی اوس لونڈی نے کہا پہر ایک لڑکی اوس قبیلہ مین کی (جو دولہن تہی) نکلی (اور نہانیکی جگہہ مین گیی) وہ لڑکی ایک لال کمر بند پہنے (جو چمڑے کا ہوتا ہے اوس مین جواہر لگے ہوتے ہین یاموتی) لتہون کا حضرت عائشہؓ نے کہا اوس لڑکی نے اپنا کمر بند زمین پر رکہا یا یون کہا کہ اوسکے بدن سے گر پڑا ایک چیل اودہر سے گذری وہ کمر بند پڑا ہوا تہا چیل سمجہی یہ گوشت ہے اور اوسکو اوچاپے گیی لونڈی نے کہا قبیلے کے لوگون نے اوس کمر بند کو ڈہونڈہا اور نہ پایا اونہون نے مجہپر تہمت لگائی حضرت عائشہؓ نے کہا لوگون نے اوس لونڈی کی تالاشی لینا شروع کی یہانتک کہ اوسکی شرمگاہ بہی دیکہی (کہین اوس مین نہ رکہہ لیا ہو) لونڈی نے کہا قسم خدا کی مین اون کے ساتہہ کہڑی تہی (نابت نے دلائل مین زیادہ کیا مینے اللہ سے دعا کی مجہے اس تہمت سے پاک کر) اتنے مین وہی چیل آئی اور اُس کمر بند کو زمین پر ڈالدیا وہ لوگون کے بیچ مین گرا لونڈی نے کہا مین نے اون لوگون سے کہا تم جسکی چورانے کی مجہپر تہمت کرتے تہے وہ یہ ہے تم سمجہتے تہے مینے اوسکو لیا ہے حالانکہ مین پاک تہی اوسکے لینے سے اب تمہارا کمر بند یہ حاضر ہے حضرت عائشہؓ نے کہا پہر وہ لونڈی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئی اور مسلمان ہوگئی اوسکا ایک خیمہ تہا مسجد (نبوی) مین یا ڈربہ (یعنی چہوٹا گہر) حضرت عائشہؓ نے کہا وہ لونڈی میرے پاس آتی اور باتین کرتی اور جب وہ میرے پاس آنکر بیٹہتی یہ بیت پڑہتی ؎ ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا + الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی + یعنی کمر بند کا دن ہمارے مالک کے عجیب کامون مین سے تہا خبردار ہو اوس نے نجات دی مجہکو کفر کے شہر سے حضرت عائشہؓ نے کہا مینے اوس لونڈی سے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ تو جب میرے پاس بیٹہتی ہے یہ بیت پڑہتی ہے تب اوس نے یہ سارا قصہ مجہسے بیان کیا ف حافظ نے کہا مجہے اُس لونڈی کا نام نہین معلوم ہوا اگر

قبیلے کا نہ اوس لڑکی کا نام جسکا گھر نہ تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں رات کو رہنا دن کو سونا درست ہے
اوسکو جسکا گھر نہ ہو مسلمانوں میں سے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو اور مسجد میں خیمہ وغیرہ کا سایہ کرنا درست ہے
اور جس ملک میں آدمی پر آفت آوے وہاں سے نکل جانا بہتر ہے شاید دوسرے ملک میں اوسکا فائدہ ہو جیسے اوس
لونڈی کے لیے ہوا کہ اللہ تعالی نے دوسرے ملک میں جانے سے اسکو اسلام کی دولت بخشی اور دار الکفر سے ہجرت
کرنا بہتر ہے اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہووے کیونکہ حدیث سے نکلتا ہے کہ وہ لونڈی مدینہ میں
آنکے بعد مسلمان ہوئی **بَابُ** نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ مردوں کا مسجد میں سونا **ف** یہ جائز ہے جمہور
علماء کے نزدیک اور ابن عباس سے اوسکی کراہت منقول ہے الا اوسکے لیے جو نماز کا ارادہ رکھتا ہو۔
اور ابن مسعود سے مطلقاً کراہت منقول ہے اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ جسکا گھر ہو اوسکو مسجد میں سونا مکروہ ہے
اور جسکا گھر نہ ہو اوسکو جائز ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ اور ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید) نے کہا انس بن مالکؓ سے عکل
کے لوگ (جو دس کے اندر تھے یعنے ایک رہط رہط کہتے ہیں عربی زبان میں دس سے کم مردوں کو) اور عکل
ایک قبیلہ ہے) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مسجد کے ڈہالیے میں تھے (جسکو صفہ کہتے
تھے مسجد کے اخیر میں وہاں مسکین رہتے تھے) **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے عرنیین کی حدیث کا یہ حدیث کتاب
الطہارۃ میں گذر چکی اور مؤلف نے اس لفظ سے اوسکو نکالا محاربین میں موصولاً وہیب سے اوس نے ایوب
سے ابو قلابہ سے وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ اور عبد الرحمان بن
ابی بکرؓ نے کہا صفہ میں رہنے والے فقیر تھے **ف** بے گھر والے اس روایت کو مؤلف نے علامات النبوۃ میں
وصل کیا ان دونوں روایتوں سے یہ نکلا کہ مردوں کا مسجد میں رہنا اور سونا درست ہے اسلیے کہ صفہ مسجد
نبوی میں تھا اور عکل کے لوگ وہیں اوترے تھے اصحاب صفہ وہیں رہتے تھے اور امام بخاری سے پہلے
اس حدیث سے یہ دلیل لی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار نے اون دونوں سے ابن ابی شیبہ نے نکالا (فتح)
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ
ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ
عبد اللہ بن عمرؓ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں سوتے تھے اور وہ جوان مجرد تھے اونکی بی بی
نہ تھی اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے صلوۃ میں نکالا اور ابن ماجہ نے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ رَاقِدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ

ترجمہ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؓ (خاتون جنت) کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ (اپنے داماد) کو گھر میں نہ پایا آپ نے فرمایا (حضرت فاطمہؓ سے) تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں (حالانکہ حضرت علی حضرتؐ کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں اور ذکر کیا قرابت کو تاکہ حضرت فاطمہ کے دل میں انکی محبت پیدا ہو) انہوں نے کہا مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں انہوں نے مجھ پر غصہ کیا تو نکلکر چلے گئے اور میرے پاس نہیں سوئے (یعنے دوپہر کا لیٹنا) تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے دیکھ وہ کہاں ہیں **ف** یعنے حضرت علی حافظ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی سہل ہی تھے جو اس حدیث کے راوی ہیں کیونکہ اونہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ حضرتؐ کے ساتھ اوس وقت دوسرا بھی کوئی شخص تھا اور مصنف کی ادب میں نکالا کہ حضرتؐ نے فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں اونہوں نے کہا مسجد میں اور اس روایت میں اوس میں اختلاف نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ نے اوس آدمی کو مسجد میں ڈھونڈھنے کے لیے حکم کیا ہو اور طبرانی کے روایت میں ہے ایک آدمی کو حکم کیا جو آپ کے ساتھ تھا اور اس نے دیکھا انکو لیٹے ہوئے دیوار کے سایہ میں (فتح) —

ف وہ آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سنکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں آگئے اور حضرت علی کو دیکھا وہ لیٹے ہوئے ہیں اور انکی چادر اون کے پہلو سے سرک گئی ہے اور اون کے بدن میں مٹی لگ گئی ہے آپ اونکے بدن سے مٹی کو پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اوٹھ اے ابو تراب اوٹھ اے ابو تراب **ف** اوس روز سے حضرت علی کی کنیت ابو التراب ہو گئی تراب کہتے ہیں مٹی کو سبحان اللہ حضرت علی کا درجہ اور مرتبہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی کیسی خاطر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کے مبارک بدن سے مٹی پونچ

کتنا بڑا شرف ہے اللہ تعالیٰ خارجیوں کا منہ کالا کرے جو ایسے مقدس اور مرتبے والے بزرگ کے حق میں بدگوئی کرتے ہیں حافظ نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا جائز ہے کیونکہ حضرت علی مسجد میں سو رہے تھے اور شاید دن کو سونا مسجد میں جائز ہو مگر رات کو سونا لیکن ابن عمر کی حدیث سے رات کا سونا بھی نکلتا ہے اوس کے لیے جسکا گھر نہ ہو اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہیں مسجد میں اونکو سونا درست ہے غصے والے شخص سے مزاح کرنا اوسکا غصہ دور کرنے کے لیے کنیت بغیر ولد کے رکھنا ایسا ہی لقب دینا جس سے لقب والا خفا نہ ہو اور حضرت علی اس کنیت سے خوش ہوتے تھے جیسے اوپر بیان ہوا اور داماد کو منانا اور اسکے غصے کو ٹھنڈا کرنا باپ کا اپنے بیٹی کے گھر میں جانا گو خاوند سے اجازت نہ لیوے جب یہ معلوم ہو کہ خاوند ناراض نہ ہوگا ستر کے سوا اور حالتوں میں مونڈھا کھل جاوے تو قباحت نہیں اور باقی بحث اسکی خدا چاہے تو حضرت علی کے فضائل میں آویگی اور مولف نے اس حدیث کو استیذان میں نکالا اور فضائل علی میں اور مسلم نے فضائل میں (عث، وق) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهٗ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے صفہ والوں میں سے ستر آدمیوں کو دیکھا یہ اون ستر کے سوا ہیں جو بیر معونہ میں شہید ہوئے کیونکہ وہ ابوہریرہ کے اسلام سے پہلے شہید ہو گئے تھے اون میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی (اوڑھنی کو) بلکہ صرف تہ بند تھا یا کمل جسکو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے بعضے اون میں سے (یعنے اون تہ بندوں اور کملوں میں سے) نصف پنڈلی تک تھے اور بعضے ٹخنوں تک بھی تھے تو دونوں ہاتھ سے اسکو پکڑے رہتے اس ڈر سے کہ ستر نہ کھلے **ف** حافظ نے کہا اہل صفہ کے نام ابن اعرابی اور سلمی اور حاکم اور ابونعیم نے جمع کیے ہیں اور ہر ایک نے بعض وہ نام بیان کیے ہیں جو دوسروں نے نہیں کیے اور بعضوں میں اعتراضات بھی ہیں جنکے تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کپڑے کا کٹ رہتا نماز میں مقصود اور حاصل یہ ہے کہ اون لوگوں کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا (فتح) **بَابُ** الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جب سفر سے لوٹ کر آوے تو پہلے مسجد میں نماز پڑھنا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ اور کعب بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں نماز پڑھتے **ف** یہ ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا جسکو مؤلف نے مغازی میں نکالا اوس کے بعد جابر کی حدیث بیان کی جو قولی ہے تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ حکم حضرتؐ سے خاص تھا (ف) **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میں جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے کہا (مسعر اور محارب دونوں اس حدیث کے راوی ہیں) چاشت کے وقت خیر آپ نے فرمایا مجھ سے دو رکعتیں پڑھ (سفر سے لوٹنے کی تحیۃ المسجد کی) اور جابر نے کہا میرا قرض حضرتؐ پر آتا تھا آپ نے اوس کو ادا کیا اور زیادہ دیا **ف** وہ قرض یہ تھا کہ جابر نے اپنا اونٹ راہ میں حضرتؐ کے ہاتھ بیچا تھا آپ نے مدینہ میں آنکر اونٹ کی قیمت سے زیادہ اون کو دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب الشروط میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اور مؤلف نے اس حدیث کو بیس مقاموں میں کہیں طول کے ساتھ کہیں اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب جابر سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایت سے صاف پایا جاتا ہے اور مغلطائی نے اسپر خیال نہیں کیا تو کہا اس حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا نووی نے کہا یہ نماز سفر سے آنیکی تھی گو اس سے تحیۃ المسجد بھی ادا ہو گیا اور اس حدیث کو مسلم نے صلوۃ اور بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (ف ق) **بَابٌ** إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ جب مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ **ترجمہ** ابو قتادہ سلمی (حارث بن ربعی جو مدینہ میں مرے سنہ ۵۴ھ میں) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے **ف** سہیل نے ابو قتادہ کے بدل جابر کہا ہے اور ترمذی اور دارقطنی نے کہا یہ خطا ہے اور صحیح ابو قتادہ ہے علما نے کہا یہ حکم استحبابی ہے اور ابن بطال نے اہل ظاہر سے نقل کیا کہ یہ امر وجوب کے لیے ہے اور ابن حزم نے کہا کہ تحیۃ المسجد پڑھنا واجب نہیں ہے اور دلیل واجب نہ ہونیکی یہ ہے کہ حضرتؐ نے

فرمایا اوس شخص سے جو لوگون کی گردنین پھاندتا آرہا تہا بیٹھ جا تو نے ایذا دی اور نماز پڑہنے کا اوسکو حکم نہین کیا اور یہی دلیل لی طحاوی وغیرہ نے اور طحاوی نے کہا جن وقتون مین نماز منع ہے وہ مستثنی ہین اس حکم سے مین کہتا ہون دونون عام متعارض ہوئے اور شافعیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت مین پڑہ لیوے اور مخالفت خاص ہو اور نمازون سے سوا تحیۃ المسجد کے اور حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین تحیۃ المسجد بہی نہ پڑہے وہ اس حدیث کو خاص کرتے ہین اور نیز فرمایا بیٹھنے سے پہلے اس سے یہ نکلا کہ اگر کوئی مسجد مین جاکر بیٹھ گیا اور تحیۃ المسجد نہ پڑہا تو اب نہ پڑہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابوذر سے نکالا کہ وہ مسجد مین گئے تو حضرت صلعم نے اون سے فرمایا کیا تم نے دو رکعتین پڑہین اونہون نے کہا نہین آپنے فرمایا تو اوٹہو اور پڑہو اور ابن حبان نے اسپر ترجمہ باب قائم کیا کہ بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد فوت نہین ہوتا اور ایسا ہی ہے سلیک کے قصے مین جو جمعہ مین آویگا اور محب طبری نے کہا احتمال ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کا افضل وقت ہو اور بیٹھنے کے بعد جائز ہو یا بیٹھنے سے پہلے ادا ہے اور بعد قضا ہے اور احتمال ہے کہ بیٹھنے کے بعد تحیۃ المسجد مشروع ہونا اوس حالت مین ہو جب ذرا دیر تک بیٹھے اور یہ حدیث ابوقتادہ کی ایک سبب پر وارد ہوئی وہ یہ کہ ابوقتادہ مسجد مین گئے وہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے ساتہہ بیٹھا ہوا پایا وہ بہی انکے ساتہہ بیٹھ گئے آپنے اون سے فرمایا تم نے نماز کیون نہین پڑہی وہ بولے مین نے آپ کو اور لوگون کو بیٹھا ہوا پایا آپنے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو بیٹھے نہین یہانتک کہ دو رکعتین پڑہے نکالا اوسکو مسلم نے اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا ابوقتادہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مسجدون کا حق ادا کرو لوگون نے کہا اون کا حق کیا ہے آپنے فرمایا دو رکعتین بیٹھنے سے پہلے (فتح) قسطلانی نے کہا اگر کوئی بہولے سے بیٹھ گیا اور دیر تک نہین بیٹھا تو اوسکو تحیۃ المسجد پڑہ لینا مشروع ہے ایسا ہی کہا تحقیق مین اور روضہ مین ابن عبدان سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ منبر پر بیٹھے تہے جمعہ کے دن اتنے مین سلیک غطفانی آیا اور تحیۃ المسجد پڑہنے سے پہلے بیٹھ گیا آپنے فرمایا اوٹہہ اور دو رکعتین پڑہ اور شرح مہذب مین ہے کہ اگر تحیۃ المسجد دو رکعتون سے زیادہ پڑہا ایک سلام سے تو جائز ہے اور جو نماز فرض یا نفل مسجد مین بیٹھنے سے پہلے پڑہے اوس سے تحیۃ المسجد ادا ہو جاوے گا کیونکہ غرض یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز پڑہی جاوے البتہ ایک رکعت پڑہنے یا جنازہ کی نماز سے یا سجدہ شکر یا سجدہ تلاوت سے تحیۃ المسجد ادا نہ ہوگا اور مسجد الحرام مین جو جاوے اوسکو تحیۃ المسجد

مسنون نہیں ہے کیونکہ وہاں پہلے طواف مین مشغول ہونا کافی ہے اور طواف کے بعد دوگانہ پڑہا جاتا ہے وہ تحیۃ المسجد کے بدل کافی ہوجاویگا اور جسوقت امام فرض نماز پڑہ رہا ہو اوسوقت بہی تحیۃ المسجد نہ پڑہے کیونکہ صحیحین کی حدیث ہی جب فرض نماز کی تکبیر ہوجاوی تو کوئی نماز نہیں ہے سوا فرض کے اسیطرح جب موذن تکبیر کہنا شروع کردی اور اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا وقسطلانی باختصار ما نیل الاوطار مین ہی کہ ابو قتادہ کی حدیث کو جماعت نے روایت کیا اور اثرم نے اپنی سنن مین اوسکی عبارت یہ ہی کہ مسجد ون کے حق ادا کرو لوگون نے عرض کیا اونکا حق کیا ہے آپنے فرمایا دو رکعتین پڑہو بیٹہنے سے پہلے اور بخاری اور مسلم نے جابر بن عبداللہ سی نکالا کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہی تہے وہ نماز پڑہنے سے پہلی بیٹہ گئے آپنے اون کو حکم کیا دو رکعتین پڑہنے کا ان حدیثون سے تحیۃ المسجد کی احادیث سی نکلا کہ فقہای حنفیہ نے جو یہ لکہا ہے کہ امام جب خطبہ پڑہنے لگی اوسوقت کوئی آوے تو تحیۃ المسجد نہ پڑہے بلکہ یون ہی بیٹہ جاوی غلط ہی) اور امام مسلم نے جابر سی نکالا کہ وہ جب اپنے اونٹ کی قیمت لینی کے لیے مسجد مین آئی تو آپنے حکم کیا انکو دو رکعتین پڑہنے کا اور ظاہر حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ تحیۃ المسجد واجب ہے اور اسکا ترک حرام ہے اور یہی قول ہی ظاہریہ کا ایسا ہی نقل کیا ابن بطال نے اور جمہور کے نزدیک وہ سنت ہے اور نووی نے کہا اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اور قاضی عیاض نے امام داؤد ظاہری اور انکے اصحاب سے اوسکا وجوب نقل کیا ہی اور جمہور کی دلیلون مین سی ایک وہ ہی جو ابن ابی شیبہ نے نکالا زید بن اسلم سے کہ حضرت کی اصحاب مسجد مین جاتے پہر باہر نکلتی اور نماز نہ پڑہتے اور دوسری ضمام بن ثعلبہ کی حدیث ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور مالک اور ابوداؤد اور نسائی نے کہ اونہون نے جب پوچہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازون کو تو آپنے فرمایا پانچ نمازین اونہون نے کہا انکے سوا اور کوئی نماز مجہپر ہے آپنے فرمایا نہیں مگر تو اگر نفل پڑہنا چاہے اور جو لوگ واجب کہتی ہین وہ گردنین پہاندنے والے کی روایت کا یہ جواب دیتی ہین کہ شاید اوسنے گردنین پہاندنے سی پہلے مسجد کے کسی کونے مین نماز پڑہ لی ہو اور اسی لیے آپنے اوسکو بیٹہ جانیکا حکم کیا اور نماز پڑہنے کا حکم نہین کیا اور زید بن اسلم کی روایت محمول ہی اوسحالت پر کہ مسجد مین بیٹہنے کا قصد نہ ہو صرف اندر جاکر چلا آوی اور تحیۃ المسجد اوسوقت مشروع ہی جب بیٹہنے کا قصد ہو اور اس روایت مین یہ نہین ہی کہ صحابہ مسجد مین جاتے تہے اور وہان بیٹہتے تہے اور تحیۃ المسجد بغیر پڑہے نکل جاتے تہے علاوہ اسکی صحابہ کے افعال حجت نہین ہین اور جو شخص اجماع کو حجت

نہین جانتا اوسکی نزدیک تو یہ صاف ہے اور جو اجماع کو حجت کہتا ہو اوس کے نزدیک تمام صحابہ کا فعل حجت ہوگا وہ
بھی حضرت صلعم کی وفات کے بعد نہ آپ کی حیات مین جیسے علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور ضمام بن ثعلبہ کی حدیث
کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ ابتدائی تعلیم تھی اور اسی واسطے بہت سے واجبات اور فرائض کا اس مین ذکر نہین اور
جن لوگون نے ضمام کی حدیث سے حجت لی ہے خود اونہون نے بعضی نمازون کو وجوب کہا ہے جیسے جنازے کی نماز کو اور
دوگانہ طواف کو اور نماز عیدین اور جمعہ کو پھر جو وہ جواب دینگے وہی اہل الظاہر کی طرف سے بھی دیا جاویگا اور حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ تحیۃ المسجد تمام وقتون مین پڑہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت علما کا ان مین سے
ہین شافعیہ اور ابو حنیفہ اور لیث اور اوزاعی یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین اوسکا پڑہنا مکروہ ہے اور شافعیہ
یہ جواب دیتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین بلا موجب نماز پڑہنا مکروہ ہے نہ وہ نماز جسکا سبب یا موجب پایا جاوے اور
دلیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد ظہر کا دوگانہ پڑہا اور تحیۃ المسجد کو کسی حال مین ترک
نہین کیا بلکہ خطبہ پڑہتے ہین جو شخص آیا تھا وہ بیٹھ گیا تھا اوسکو حکم کیا کہ کھڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے
حالانکہ خطبے کے وقت نماز منع ہے سوا تحیۃ المسجد کے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے خطبہ کو موقوف کردیا اور اسکو
حکم کیا تحیۃ المسجد پڑہنے کا پس اگر تحیۃ المسجد ضروری نہ ہوتا تو آپ اوسکا اتنا اہتمام نکرتے شوکانی نے
کہا یہاں تعارض ہے دو حکمون کا ایک تو ممانعت کا حکم اوقات مخصوصہ مین وہ بھی عام ہے ہر نماز کے لیے
دوسرے تحیۃ المسجد پڑہنے کا حکم اب کسی عام کی تخصیص دوسرے کے حکم سے اسیطرح ترجیح ایک حکم کی دوسرے پر
کیونکہ دونون صحیح روایتون سے ثابت ہین البتہ اگر کسی حدیث سے ایک حکم کی تخصیص ثابت ہو جاوے تو اوسکو خاص
کرلینگے اور حضرت صلعم نے جو ظہر کی سنت عصر کے بعد پڑہی یہ حکم حضرت کے لیے خاص تھا کیونکہ امام احمد نے روایت
کیا کہ ام المومنین ام سلمہ نے حضرت سے پوچھا کیا ہم ظہر کی سنتون کی قضا پڑہین جب وہ فوت ہو جاوین آپ نے
فرمایا نہین اور اگر ہم یہ مان بھی لین کہ یہ حکم حضرت صلعم کے لیے خاص نہ تھا تو بھی اوس سے صرف ظہر کی سنت پڑہنا
جائز ہوگا نہ اور سبب والی نمازون کا پڑہنا البتہ یزید بن اسود کی یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا دو شخصون سے تم نے
ہمارے ساتھ نماز کیون نہین پڑہی اونہون نے کہا ہم اپنے ٹھکانون مین نماز پڑہ چکے تھے آپ نے فرمایا جب تم اپنے
ٹھکانون مین نماز پڑہ لو پھر جماعت کی مسجد مین آؤ تو لوگون کے ساتھ دوبارہ نماز پڑہو وہ نفل ہوجاویگی اور یہ
حکم فجر کی نماز مین وارد ہے تو یہ مخصص ہوسکتی ہے اور میرے نزدیک یہ مقام مشکل ہے اور پرہیزگار کے لیے بہتر یہی ہے کہ اوقات
مکروہہ مین مسجد مین نہ جاوے انتہے باختصار ف ابن قیم نے کہا کہ مسجد حرام کا تحیۃ طواف ہے کیونکہ آنحضرت

نے وہاں شروع کیا طواف کو اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ آپ مسجد مین جاکر بیٹھے نہ تھے اور تحیۃ المسجد اوسکے لیے ہے جو بیٹھنا چاہے پس جو کوئی مسجد حرام مین جاوے وہ طواف شروع کرے پھر دوگانہ طواف پڑھکر بیٹھے اور اگر کوئی مسجد حرام مین جاوے اور طواف سے پہلے بیٹھنا چاہے تو تحیۃ المسجد کا دوگانہ ادا کرے اور جو کوئی عید کی نماز کے لیے مسجد مین جاوے وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے کہ اسباب مین ایک حدیث ہے جسکا ذکر آگے آویگا رئیل) **بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین حدث کرنا کیسا ہے **ف** مازری نے کہا امام بخاری نے اس باب سے رد کیا اسپر جو محدث کو مسجد مین جانا منع سمجھتا ہے یا محدث کو مسجد مین بیٹھنا اور وہ محدث کو جنب کی مثل جانتا ہے اور یہ مبنی ہے اسپر کہ حدث سے مراد یہان پاد سرنا ہو اور ابوہریرہ نے ایسی ہی تفسیر کی جیسے کتاب الطہارت مین گذرا (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے تم مین سے ایک کے لیے دعا کرتے ہین جبتک وہ اپنی نماز کی جگہہ مین رہتا ہے جہان اوس نے نماز پڑھی جبتک اوسکو حدث نہین ہوتا وہ یہ کہتے ہین یا اللہ بخش دے اوسکو یا اللہ رحم کر اوسپر **ف** فرشتون سے مراد محافظ فرشتے ہین یا اور سیر کرنے والے فرشتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب وہ نماز کی جگہہ سے اوٹھہ جاتا ہے تو یہ دعا موقوف ہو جاتی ہے اور نماز کی جگہہ سے مراد وہ جگہہ ہے جو نماز کے لیے طیار کی گئی ہو نہ خاص مسجد ہی کی جگہہ کیونکہ آگے ایک حدیث مین آویگا کہ جو نماز کا انتظار کرے وہ گویا نماز ہی مین ہے اور یہ عام ہے کہ مسجد مین اوسی جگہہ بیٹھکر انتظار کرے جہان نماز پڑھی ہو یا اور کسی جگہہ پر مسجد مین اور جب حدث ہو گیا گو اوسی جگہہ بیٹھا رہے تو دعا موقوف ہو جاویگی اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد مین حدث کرنا تھوکنے سے زیادہ برا ہے کیونکہ تھوکنے کا کفارہ بیان کیا اسکا کفارہ بیان نہین کیا بلکہ حدث کرنیوالا مسجد مین محروم ہوا فرشتون کی دعا اور استغفار سے اور باقی فائدے اس حدیث کے خدا چاہے تو آگے آوینگے اور مؤلف نے اوسکو صلوٰۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے (ف دق) منذری نے کہا پوری حدیث یون ہے مرد کی نماز جماعت مین گھر کی نماز سے دو چند ثواب رکھتی ہے اور بازار مین پچیس درجے زیادہ ہے اور یہ اسلیے کہ جب اوسنے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز ہی کے قصد سے تو کوئی قدم نہ اوٹھاویگا مگر اوس سے اوسکا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا پھر جب نماز پڑھے گا تو فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہین گے جبتک وہ نماز کی جگہہ مین رہیگا یا اللہ رحمت بھیج

اوسپر یا اللہ رحم کر اوسپر اور ہمیشہ نماز ہی مین رہیگا جبتک نماز کا انتظار کرتا رہیگا اور ایک روایت مین یون
ہے یا اللہ بخش اوسکو یا اللہ قبول کر توبہ اوسکی جبتک وہ ایذا نہ دے حدث نکرے مسجد مین امام مالک کی روایت مین
یہ ہی جو شخص وضو کرے اچھی طرح پہر نماز کے قصد سی نکلے تو وہ نماز ہی مین ہی جبتک نماز کا قصد ہی اور اسکو ایک قدم
پر ایک نیکی ملیگی اور دوسرے قدم پر ایک گناہ محو ہوگا پہر جب تکبیر سنے تو دوڑے نہین کیونکہ بڑا ثواب تم مین
اسی کو جسکا گہر تم مین مسجد سے زیادہ دور ہی لوگون نے کہا ای ابوہریرہ اسکی وجہ کیا ہے اونہون نے کہا اوسکے قدم
زیادہ ہونا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اوسمین یہہ ہے جسوقت سے تم مین سے کوئی اپنے مکان سی نکلتا ہی
میری مسجد تک پیدل تو اوسکے لیے ایک نیکی لکہی جاتی ہے ایک پاؤن سی اور دوسرے پاؤن سی ایک گناہ مٹتا ہی
یہانتک کہ لوٹے اوسکو نسائی اور حاکم نے بہی نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اُنکی روایت مین لوٹنے کا ذکر
نہین ہے **بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ** مسجد نبوی کے بننے کا بیان **وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ
مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ** اور ابوسعید خدری نے کہا مسجد نبوی کا چہت کہجور کی ڈالیون کا تہا **ف** اس اثر
کو مولف نے وصل کیا اعتکاف مین **وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أُكِنُّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ
أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ** اور حضرت عمر نے حکم کیا مسجد بنانیکا (یعنے مسجد نبوی کی مرمت
کرنیکا) اور فرمایا (معمار سے) بچا تو لوگون کو پانی سے (یعنے ایسا چہت بنا دے کہ لوگ پانی مین بہیگنے سے
بچین اور دہوپ سے) اور مسجد مین لال یا زرد رنگ کیجیو اور لوگون کو فتنے مین نہ ڈالیو **ف** یعنے مسجد خانہ
خدا ہے اور بڑی غرض مسجد سے یہ ہے کہ لوگ اوس مین اللہ کی یاد دل لگا کر کرین اور یہ غرض سادی عمارت سے
حاصل ہو جاتی ہے پس اسیقدر کافی ہے اور زیادہ رنگ آمیزی اور نقش و نگار کی ضرورت نہین بلکہ
مضر ہے اس وجہ سے کہ لوگ نماز مین اودہر خیال کرین گے اور خشوع مین فرق آویگا ابن بطال نے کہا حضرت
عمر نے یہ حکم اوس حدیث سے نکالا جس مین یہ ہی کہ حضرت نے ابوجہم کی نقشی چادر واپس کر دی اور فرمایا اوسنے
مجہے نماز سے غافل کر دیا مین کہتا ہون شاید حضرت عمر نے اس باب مین کوئی خاص حدیث حضرت سے سنی
ہوگی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے مرفوعًا نکالا کہ کسی قوم کا کام نہین بگڑا مگر اوسنے اپنی مسجدون کو آراستہ
کیا حدیث کے سب راوی ثقہ مین سوا جبارہ بن مغلس کے جو شیخ ہی ابن ماجہ کا اوس مین کلام ہے اور یہ قول حضرت
عمر کا ایک ٹکڑا ہے اوس طویل قصہ کا جسکو مولف نے تجدید مسجد نبوی مین نکالا (فتح) **وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ
بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا** اور انس نے کہا لوگ فخر کرینگے مسجدین بنا کر پہر اون کو آباد نکرینگے مگر کم

ف مسجد کی آبادی نماز سے ہے اور ذکر الٰہی سے تو یہ بات تو کم کریں گے نمازی بہت کم ہونگے لیکن مسجدیں بہت ہونگی اور ہر ایک مسجد بنانیوالا دوسرے پر فخر کرے گا اپنی عمدہ عمارت اور نقش و نگار اور زیب اور زینت سے اور اصل بات کی کوشش نکریگا کہ نماز اور ذکر الٰہی کا خوب اہتمام ہو اور یہ تعلیق ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے نکالی ابو قلابہ کے طریق سے اونہوں نے کہا میں نے انس سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت پر ایک زمانہ ایسا آویگا کہ وہ فخر کریں گے مسجدوں سے پھر انکو آباد نکریں گے مگر تھوڑا اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے انس سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ لوگ فخر کرنے لگیں گے مسجدوں سے اور پہلا طریق عمدہ ہے اور ابو نعیم نے کتاب المساجد میں نکالا کہ فخر کریں گے مسجدوں کی کثرت سے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اور ابن عباسؓ نے کہا کہ تم زینت دو گے مسجدوں کو جیسے زینت دی یہود اور نصاری نے ف اپنی گرجوں اور گرجاؤں کو حافظ نے کہا زخرفہ سے مراد زینت ہے اور اصل میں زخرف سونے کو کہتے ہیں پھر ہر ایک زینت کو کہنے لگے اور اس تعلیق کو ابو داؤد اور ابن حبان نے نکالا ابن عباس سے موقوفاً اور مرفوع حدیث میں یوں ہے کہ مجھے حکم نہیں ہوا مسجدیں بلند بنانیکا اور یہود اور نصاری نے اپنے گرجاؤں کو اسوقت آراستہ کیا جب اپنی کتابوں کو بدل ڈالا اور اُن میں تحریف کی اور دین کو تباہ کر دیا اور ظاہری آراستگی اور نقش و نگار پر مستعد ہوئے احادیث سے یہ نکالا ہے کہ مسجد کو آراستہ کرنا سونے کے پانی وغیرہ نقش و نگار سے مکروہ ہے کیونکہ نمازی کے خشوع میں اس سے خلل آتا ہے دوسرے مال بیفائدہ تباہ ہوتا البتہ اگر لوگ اپنے پاس سے بطریق تعظیم مسجد ایسا کریں لیکن بیت المال کا روپیہ صرف نہ ہو تو مکروہ نہیں اور جو کسی نے وصیت کی مسجد کے بلند کرنے کی یا اس میں لال یا زرد رنگ پھیرنے کی تو اوسکی وصیت نافذ کیجاویگی اسلیے کہ اس زمانے میں ان باتوں کا رواج ہوگیا ہے اور مسلمان اور کافر سب اپنے گھروں کو بلند کرنے لگے ہیں اور اگر اس زمانے میں ہم مسجدوں کو کچی اینٹ سے بناویں اور بلند بلند اونچے گھروں سے اونکو نیچا رکھیں خصوصاً ذمی کافروں کے گھروں سے تو ڈر ہے کہ اسلام کی حقارت ہو یہ سارا کلام ابن منیر کا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مسجدوں کی آراستگی سے اگر ممانعت اسوجہ سے ہے کہ سلف کے طریق کے خلاف ہے تو یہ وجہ چل سکتی ہے اور جو اسوجہ سے ہے کہ نمازی کے دل لگنے میں اوس سے خلل ہوتا ہے تو یہ وجہ درست نہیں کیونکہ یہ علت ہر زمانے میں باقی ہے (فتح) امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ جن لوگوں نے مسجد د ...

کا آراستہ کرنا جائز رکہا ہی اور اسکو بدعت حسنہ کہا ہے اونکے دلائل اعتبار کے لائق نہین اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مسجدون سے فخر کرنا حرام ہے اور وہ قیامت کی نشانی ہی اور حضرت علی نے کہا وہ یہود اور نصاری کا فعل ہے اور حضرت صلعم کو یہود اور نصاری کی مخالفت پسند تہی اور مسجدون کی آرایش بدعت ہے ظالم بادشاہون کی ایجاد ہے اہل علم نے اوسکی اجازت نہین دی اور علماء نے بنظر حفظ جان اور عزت ان ظالمون کے مقابلہ مین سکوت کیا بطور تقیہ کے اور یہ دعوی کہ وہ بدعت حسنہ ہی باطل ہے انتہی مختصراً حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعَمَدُهُ خُشُبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمَدَهُ خُشُبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عَمَدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد نبوی کچی اینٹ سے بنی تہی اور اوسکا چہت کہجور کی ڈالیون کا تہا اور اوسکی ستون کہجور کی لکڑیون کے تہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی نے (اپنی خلافت مین) مسجد مین کچہ نہین بڑہایا (بلکہ ویسا ہی رکہا جیسا مسجد حضرت صلعم کی زمانے مین تہی) اور حضرت عمر رضی نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بڑہایا طول اور عرض مین اور عمارت وہی رکہی جیسے حضرت صلعم کے زمانے مین تہی کچی اینٹون اور کہجور کے ڈالیون کی اور ستونون کی جگہہ اور لکڑیان لگائین کہجور کی پہر حضرت عثمان رضی نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بدل ڈالا اور اوسکو بہت بڑہایا اور اوسکی دیوار نقشی پتہرون سے طیار کی اور گچ سے اور ستون نقشی پتہر کے لگائے اور چہت ساگوان کی بنائی **ف** حدیث مین ساج ہے حافظ نے کہا وہ ایک لکڑی ہی جو ہندوستان سے آتی ہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ مسجد کی عمارت مین میانہ روی بہتر ہے اور آراستگی مین غلو کرنا بہتر نہین کیونکہ حضرت عمر رضی نے باوجود وسعت مال اور کثرت فتوحات کے مسجد کو اوسی حال مین رکہا اور مرمت اوسکی کی کہ کہجور کی ڈالیاں اوسکی گل گئین تہین پہر حضرت عثمان کا زمانہ ہوا اوسوقت روپیہ بہت تہا اونہون نے مسجد کو آراستہ کیا لیکن نہ اوسطرح سے کہ بیکار آراستگی اور باوجود اسکے بہی بعض صحابہ نے اون کے فعل پر انکار کیا اور سب سے پہلے جسنے مسجدون کو آراستہ کیا وہ ولید بن عبد الملک بن مروان تہا اسوقت

صحابہ کا زمانہ اخیر ہو چکا تہا اور جو اہل علم اوسوقت تہے اونہون نے سکوت اختیار کیا فتنہ اور فساد کے ڈر سے اور بعض اہل علم نے اس امر کی رخصت بہی دی ہے بشرطیکہ مسجد کی تعظیم کے لیے ایسا کیا جاوے ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور بیت المال پر اوسکا خرچ نہ پڑے اور انس کی حدیث مین جو اوپر گذری حضرت کی نشانی ہے نبوت کی کیونکہ آپ نے جیسا بیان فرمایا تہا ویسا ہی واقع ہوا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداؤد نے صلوٰۃ مین نکالا

باب التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ مسجد بنانے مین مدد کرنا ایک دوسرے کی وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ **ترجمہ**

اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے نہین منزاوار ہے مشرکون کو اللہ کی مسجدون کی مرمت اور آبادی کرنا جس حال مین کہ اونکے دل مین کفر ہے (اللہ کے ساتہہ شرک کرتے مین اور اوس کے رسول کو جہٹلاتے ہین) وہ تو وہ لوگ ہین جن کے اعمال بیکار ہو گئے اور وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اللہ کی مسجدون کی وہ لوگ مرمت اور آبادی کرتے مین جو یقین لائے اللہ پر اور پچہلے دن پر اور قائم کیا اونہون نے نماز کو اور دیا زکوۃ کو اور نہین ڈرے کسیسے مگر خدا سے یہ لوگ قریب ہین کہ راہ پاوین **ف** قسطلانی نے کہا جب بدر کے دن حضرت عباس قید ہوئے تو مسلمانون نے انکو ملامت کی شرک اور قطع رحم پر اور حضرت علی نے انکو سخت کہا اونہون نے جواب دیا کہ تم ہماری عیب بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیان بیان نہین کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکہتے ہین اور کعبہ پر پردہ ڈالتے ہین اور قیدی کو چہڑاتے ہین تب یہ آیت اوتری اور مطلب یہ ہے کہ مسجد کی آبادی مشرکون اور کافرون سے نا ممکن ہے بڑی آبادی مسجد کی یہ ہے کہ اوس مین نماز اور ذکر الہی ہو اور مشرکین اس سے بے نصیب ہین اور آبادی سے مراد اوسکی تعمیر اور آراستگی ہے اور روشنی کرنا اور عبادت اور ذکر الہی اور درس و تدریس کرنا عبد بن حمید نے اپنی مسند مین روایت کیا کہ مسجدون کے آباد کرنے والے اہل اللہ ہین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا میرے گہر زمین مین مسجدین ہین اور میری زیارت کرنیوالے وہ لوگ ہین جو اون کو آباد رکہتے ہین مبارک ہو اوس بندے کو جو طہارت کرے اپنے گہر مین پہر زیارت کرے میری میرے گہر مین اور جسکی زیارت کیجاتی ہے اوسپر حق ہے زیارت کرنیوالے کی خاطرداری کرنا اور یہ جو فرمایا قریب ہین کہ راہ پاوین اور قطعی طور پر نہ فرمایا وہ راہ پانیوالے ہین اس مین اشارہ ہے کہ مومن کو اپنے اعمال اور ایمان پر مغرور ہو جانا

رجا ہے شاید اسکا خاتمہ برا ہو اور جب مومن اپنی ہدایت کا یقین نہیں کر سکتے تو کافر کس طرح پر ہدایت اور خیر کا دعوی کر سکتے ہیں حافظ نے کہا اس آیت کو ذکر کرنے سے مولف کی غرض یہ ہے کہ مسجدون سے مراد اس آیت میں عرفی مسجدین ہیں یعنے وہ مکانات جو نماز کے لیے طیار کیے گئے اور یہی راجح ہے اور آبادی سے اوسکی بنا اور درستی مراد ہے یا ذکر الہی اور نماز اون میں قائم رکھنا انتہی حدثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن مختار قال حدثنا خالد الحذاء عن عكرمة قال لي ابن عباس و لابنه علي انطلقا الى ابي سعيد فاسمعا من حديثه فانطلقنا فاذا هو في حائط يصلحه فاخذ رداءه فاحتبى ثم انشا يحدثنا حتى اتى على ذكر بناء المسجد فقال كنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فراه النبي صلى الله عليه وسلم فينفض التراب عنه و يقول ويح عمار يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار قال يقول عمار اعوذ بالله من الفتن **ترجمہ** عکرمہ سے روایت ہے جو مولی تھے ابن عباس کے اونہوں نے کہا ابن عباس نے فرمایا مجھ سے اور اپنے بیٹے علی سے دونوں جاؤ ابو سعید خدری کے پاس اور اونکی حدیث سنو تو ہم دونوں گئے وہ ایک باغ میں تھے اوسکو درست کر رہے تھے پھر اونہوں نے اپنی چادر لی اور گوٹ مار کر بیٹھے (یعنے چادر پیٹھ اور پنڈلیوں لپیٹ لی) اور حدیث بیان کرنا شروع کی ہم سے یہانتک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا اونہوں نے کہا (جب مسجد بننے لگی) ہم ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں اوٹھاتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار کو دیکھا اور انکے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے ہائے عمار بلاویگا لوگون کو جنت کیطرف اور لوگ اوسکو بلاوینگے دوزخ کیطرف عمار کہتے تھے پناہ مانگتا ہون میں اللہ کی فتنون سے **ف** عبد اللہ بن عباس کے بیٹے علی تھے جنکی کنیت ابو الحسن تھی یہ بڑے عابد اور زاہد تھے ایک سو بیس ہجری کے بعد اون کا انتقال ہوا اور جس روز جناب امیر شہید ہوئے اوسی دن یہ پیدا ہوئے اس لیے انکا نام علی رکھا گیا یہ تمام قریش کے لوگون میں زیادہ حسین تھے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ دین کا علم کوئی شخص گھیر نہیں سکتا کیونکہ ابن عباس نے باوجود وسعت علم کے ابو سعید سے حدیث سننے کا حکم دیا اور اسکی وجہ یہی تھی کہ ابو سعید کو وہ حدیثیں معلوم ہونگی جو ابن عباس کو نہ پہونچی ہونگی اور شاید یہ وجہ بھی ہو کہ ابو سعید ابن عباس سے اقدم تھے اور سماع حدیث میں اونسے زیادہ تھے تو ابن عباس نے علو اسناد حاصل کرنا چاہا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلف کے لوگون میں کس درجہ تواضع اور انکسار تھا اور اپنی

معاش کا کام اپنی ذات سے کرتے تھے اور اہل فضل کی فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور طلبہ علم کی خاطر داری اور دلجوئی کرتے تھے معمر نے اپنی جامع میں یہ بڑھایا کہ عمار جو دو دو اینٹیں اوٹھاتے تھے اوسکی وجہ یہ تھی کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اوٹھاتے تھے اور ایک آنحضرت صلعم کیطرف سے آپ سے یہ نکلا کہ نیک کام میں زیادہ مشقت اٹھانا زیادہ ثواب ہے اور رئیس کی توقیر کرنا بہتر ہے اور اُسکے کاموں کا کر دینا باعث اجر ہے اور یہ جو فرمایا کہ عمار لوگوں کو جنت کیطرف بلاوینگے اور وہ اُنکو دوزخ کیطرف اس سے مراد وہ فتنہ ہے جس میں حضرت عمار شہید ہوئے اور وہ لڑائی تھی صفین کی درمیان حضرت علی اور معاویہ کی عمار حضرت علی کیطرف سے لڑے اور شہید ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ معاویہ کے ساتھ بھی ایک جماعت تھی صحابہ کی تو یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ لوگ مجتہد تھے اگر اون سے اجتہاد میں خطا ہوئی تو انپر ملامت نہیں ہے اور جنت اور دوزخ کیطرف بلانے سے یہ مطلب ہے کہ جنت کی سبب اور دوزخ کے سبب کیطرف بلاوینگے اور عمار لوگوں کو بلاتے تھے امام اور خلیفہ رشید کی اطاعت کی طرف جو سبب ہے جنت میں جانیکا کیونکہ حضرت علی اسوقت میں امام برحق واجب الاطاعت تھے اور اون کے مخالفین لوگوں کو بلاتے تھے امام کی نافرمانی اور بغاوت کی طرف اور وہ سبب ہے دوزخ میں جانے کا پر وے لوگ معذور تھے بوجہ اس کے کہ اونہوں نے اجتہاد کیا اور رای میں غلطی واقع ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالی ایسی غلطی کو معاف کرے ابن بطال نے یہ جواب دیا کہ اس حدیث میں وہ خوارج مراد ہیں جنکی طرف عمار گئے تھے حضرت علی کیطرف سے اون کو سمجھانے کے لیے اور جماعت میں شریک کرنے کے لیے اور یہ حدیث صحابہ میں سے کسی کے حق میں صحیح نہیں ہوسکتی حافظ نے کہا کہ ابن بطال کے اس جواب پر کئی اعتراض ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ خوارج اُس وقت پیدا ہوئے جب عمار شہید ہو چکے تھے اسپر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کیونکہ خوارج تحکیم کے بعد پیدا ہوئے اور تحکیم اوس وقت ہوئی جب صفین کی لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور عمار یقیناً اوس سے پہلے شہید ہو گئے تھے تو وہ خوارج کے پاس کیونکر گئے دوسرے یہ کہ عمار جن لوگوں کی طرف گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے تھے وہ اہل کوفہ تھے اونکو مستعد کرنے گئے تھے جنگ جمل کے لیے اور اون میں کئی صحابہ تھے بلکہ اون صحابہ سے افضل بھی تھے جو معاویہ رضہ کے ساتھ تھے اس صورت میں ابن بطال نے اور خرابی کی کہ ان صحابہ کو خوارج قرار دیا اور ممکن ہے

کہ عمار کو دوزخ کی طرف بلانیوالے قریش کے کافر ہوں لیکن یہ توجیہ رد ہوتی ہے اوس عبارت سے جو صغانی کے نسخہ میں ہے ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم کیونکہ اس عبارت سے صاف یہ نکلتا ہی کہ دوزخ کی طرف بلانے والے وہی اہل شام تھے جنہوں نے عمار کو قتل کیا اور بزار کی روایت میں یوں ہے کہ ابو سعید نے کہا میرے یاروں نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے خود نہیں سُنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے تجھکو باغی گروہ قتل کرے گا اور سمیہ عمار کی والدہ کا نام تھا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور دوسری روایت میں ابو سعید نے راوی کا نام ابو قتادہ بیان کیا اور کہا وہ مجھ سے بہتر تھے اور اسماعیلی اور ابو نعیم نے مستخرج میں اس روایت میں یوں بڑھایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار تم اپنے یاروں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اوٹھاتے اونہوں نے کہا میں اللہ پاک سے اجر چاہتا ہوں حافظ نے کہا یہ حدیث کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا ایک جماعت صحابہ نے روایت کی اون میں سے ہیں قتادہ بن النعمان اور ام سلمہ اون سے مسلم نے نکالا اور ابو ہریرہ اون سے ترمذی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اون سے نسائی نے اور عثمان بن عفان اور حذیفہ اور ابو ایوب اور ابو رافع اور خزیمہ بن ثابت اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابو الیسر اور خود عمار ان سب سے طبرانی نے نکالا اور اسکے اکثر طریق صحیح ہیں یا حسن اور ان کے سوا اور صحابہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا جن کے شمار کرنے میں طول چاہیے اور اس حدیث میں صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانی ہے اور فضیلت ہے حضرت علی کی اور عمار کی اور رد ہے ناصبیوں اور خارجیوں کا جو کہتے ہیں کہ حضرت علی اپنی لڑائیوں میں صواب پر نہ تھے معاذ اللہ اور دلیل ہے اس حدیث میں کہ فتنوں سے پناہ مانگنا چاہیے اور یہ حدیث جو منقول ہے کہ مت پناہ مانگو اللہ کی فتنوں سے کیونکہ اون میں تباہی ہوتی ہے سو فتنوں کی باطل ہے اور تفصیل فتن کی خدا چاہے تو کتاب الفتن میں آوے گی (فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو جہاد اور فتن میں بھی نکالا

باب الاستعانۃ بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد

یعنی بڑھئی اور کاریگروں سے مدد لینا مسجد اور منبر کے بنانے میں ف حدیث میں بڑھئی سے مدد لینا مذکور ہے اور کاریگروں کو بھی اس پر قیاس کرسکتے ہیں اور شاید مؤلف

نے اشارہ کیا طلق بن علی کی حدیث کی طرف کہ میں نے مسجد بنائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ فرماتے تھے طلق کو مٹی کے پاس کہو وہ تم سب میں مٹی اچھی طرح ملاتا ہے زیادتی سے اور خوب سوندتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے پھاوڑا لیا اور مٹی اوس کے ملائی یہ امر شاید حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آیا آپ نے فرمایا طلق کو مٹی جاننے دو وہ تم سے مٹی اچھی جانتا ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اوس میں یہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں بھی سامان ڈھوؤں جیسے لوگ ڈھوتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں تو مٹی ملا اون کے لیے کیونکہ تو اوسکو خوب جانتا ہے (ف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ترجمہ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو (اوس کا نام عائشہ تھا جیسے اوپر گذر چکا) کہلا بھیجا کہ تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے حکم کر وہ میرے لیے کچھ لکڑیاں بنا دے جن پر میں بیٹھوں (خطبہ اور وعظ کے لیے یعنے منبر بنا دے) حافظ نے کہا یہ حدیث مؤلف نے یہاں مختصر بیان کی اور پوری حدیث بیوع میں ذکر کی اور ہم اس کے فائدے کتاب الجمعہ میں خدا چاہے تو بیان کریں گے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ میں اور ایسا ہی مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز طیار نکروں (یعنے وعظ کیوقت) کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی آپ نے فرمایا اچھا اگر تو چاہے پھر اوس عورت نے منبر طیار کیا ف یہ بیان اگلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت سے منبر طیار کرنے کے لیے فرمایا کیونکہ احتمال ہے کہ پہلے عورت نے خود اسکی تحریک آپ سے کی پھر منبر کے طیار کرنے میں دیر کی تو آپ نے اوسکے پاس کہلا بھیجا اور مصنف نے جو روایت علامات نبوت میں نکالی اوس میں صاف ہے کیا میں آپ کے لیے ایک منبر بنا دوں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدیہ اگر بغیر سوال کے آوے تو قبول کرلے اور وعدہ کی الفا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے اور اہل فضل کے ساتھ تقرب

حاصل کرنا خدمت بجا لا کر عمدہ بات ہے اور باقی فائدے علامات النبوۃ میں خدا چاہے تو مذکور ہونگے
اور مؤلف نے اوسکو ہیچ اور علامات نبوت میں نکالا باب من بنی مسجدا مسجد بنانے کی
فضیلت حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب اخبرنی عمرو ان بکیرا
حدثہ ان عاصم بن عمر بن قتادۃ حدثہ انہ سمع عبید اللہ الخولانی انہ سمع
عثمان بن عفان رض یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد الرسول صلے
اللہ علیہ والہ وسلم انکم اکثرتم وانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
بنی مسجدا قال بکیر حسبت انہ قال یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ ترجمہ
عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے جب لوگوں نے اونپر طعن کیا جس وقت اونھوں نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا (یعنی
اور چونے سے) تو اونھوں نے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں اور میں نے سنا جناب رسالت مآب سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد بناوے اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے (نہ
نام اور شہرت کے لیے) تو اللہ تعالی ویسا ہی گھر اوسکے لیے جنت میں بنا دے گا ف مسلم کی روایت
میں ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو از سر نو پختہ بنانا چاہا تو لوگوں نے اوسکو برا جانا اور پسند
کیا کہ مسجد اوسی حال میں رہے جیسے حضرتؐ کے وقت میں تھی بغوی نے کہا شاید صحابہ نے مسجد میں نقشی
پتھر لگانا برا جانا نہ اوسکو کشادہ کرنا اور یہ بنا حضرت عثمان کی ۲۹ سنہ ہجری میں تھی اور بعضوں نے کہا
انکی خلافت کے آخری سال میں اور کعب الاحبار سے منقول ہے جب حضرت عثمان مسجد کو بنانے لگے تو کعب
نے کہا کاش یہ مسجد نہ بنتی کیونکہ عثمان جب اوسکے بنانے سے فارغ ہونگے قتل کیے جاوینگے
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایسا ہی ہوا اور احتمال ہے کہ بنا ۲۹ سنہ میں شروع ہوئی ہو اور
خلافت کے اخیر سال میں ختم ہوئی ہو اور یہ جو فرمایا جو شخص مسجد بناوے تو یہ عام ہے شامل
ہے چھوٹی اور بڑی مسجد کو اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے نکالا اوس میں صاف
یہ ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی اور ابن ابی شیبہ نے اسی حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
اتنا زیادہ کیا کہ اگرچہ وہ مسجد چڑیا کے انڈے دینے کی جگہہ کے برابر ہو اور یہ زیادت ابن حبان اور بزار نے
بھی ابوذر سے نکالی اور ابو مسلم کجی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت انسؓ

اور ابن عمر سے اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابوبکر صدیق سے اور ابن خزیمہ نے جابر سے اوس میں یہ ہے چڑیا کے انڈے دینے کی
جگہہ کے برابر یا اوس سے بھی چھوٹی بعضوں نے کہا یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا کیونکہ اتنی چھوٹی جگہہ میں تو نماز بھی نہیں
ہو سکتی اور بعضوں نے کہا مبالغہ نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ مسجد میں اگر اتنی ذری سی جگہ بھی زیادہ کرے تو بھی ثواب ہے
یا مراد وہ صورت ہے کہ کئی آدمی ایک مسجد کے بنانے میں شریک ہوں تو ہر ایک کے حصے میں اتنی جگہ آوے اور احمد
کی روایت میں ہے جو کوئی اللہ کے لیے گھر بناوے اوسکو بیہقی نے نکالا فوائد میں باسناد حسن ابی ذر کی روایت میں ہے جو کوئی
مسجد بناوے ایسی جسمیں اسکی یاد کیجاوے نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور نسائی نے عمرو بن عبسہ سے ایسا ہی
نکالا اور طبرانی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے اوسکی نیت ریا اور شہرت کی نہو حافظ نے کہا میں نے بہت ایسی
مسجدیں دیکھی ہیں مسافروں کے رستوں میں جن میں صرف قبلہ کی دیوار اوٹھا دیتے ہیں اور بعضی نہایت چھوٹی ہوتی
ہیں اونمیں مقام سجدہ سے زیادہ جگہہ نہیں ہوتی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا ہے
یہ زیادہ ہے میں نے کہا اور یہ مسجدیں جو رستوں میں ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور طبرانی نے ابو قرصافہ سے ایسا ہی نکالا اون
دونوں کا اسناد حسن ہے ابن جوزی نے کہا جس نے اپنا نام مسجد پر کندہ کرایا وہ مخلص نہیں اور جس نے مزدوری لیکر
مسجد بنائی اوسکو بھی یہ ثواب نہیں اگرچہ کچھ اجر ہوگا اور صحاح ستہ میں اور ابن خزیمہ اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے نکالا
مرفوعًا کہ اللہ تعالی ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں لیجاویگا اوسکو بنانیوالے کو جو جہاد کرنیکے واسطے بناوے اور اوسکو
مارنے والیکو اور اوسکی مدد کرنیوالے کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر اجرت پر بھی بناوے تب بھی ثواب ہے لیکن اخلاص اوسی
میں ہے جو بلا اجرت یہ کام کرے اور یہ جو فرمایا ایسا ہی گھر اوسکے لیے بناویگا جنت میں یعنی ایک گھر یا دس گھر کیونکہ
ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے اور یہ غرض نہیں کہ وہ گھر مسجد ہی کے برابر ہوگا یا مسجد ہی کے برابر ہو لیکن جنت میں ایک بالشت جگہ
ساری دنیا سے بہتر ہے امام احمد نے واثلہ سے نکالا کہ اللہ اوسکے لیے جنت میں اوس سے افضل بناویگا اور طبرانی
نے ابو امامہ سے اوس سے زیادہ کشادہ اور طبرانی اور احمد نے نکالا ابن عمر سے اوس سے زیادہ کشادہ گھر
اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی نکالا (فتح وقسطلانی) بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي
الْمَسْجِدِ جب تیر لیکر مسجد میں گذرے تو اوسکی پیکان یعنی بھال تھام لے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ
لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا ترجمہ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے میں نے عمرو بن
دینار سے کہا کیا تم نے جابر بن عبد اللہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے ایک شخص مسجد میں سے گذرا اور اوسکے پاس تیر تھے

خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا تیرون کی نوکین تھام لے ف تاکہ کسی مسلمان کو زخم نہ لگے یہ آپ کی کمال شفقت
تھی اپنی غریب امت پر اور قتیبہ نے اس حدیث مین عمرو کا جواب بیان نہین کیا حمیدی کی روایت مین ہے کہ عمرو نے کہا
ہان مین نے جابر سے یہ سنا ہے حافظ نے کہا حمیدی کی روایت مین مین نے یہ جواب نہین پایا البتہ مولف نے اوسکو دوسرے
طریق سے نکالا کتاب الفتن مین اوسکے اخیر مین یہ ہے کہ عمرو نے کہا ہان اور مسلم کی روایت مین نہ سوال ہے نہ جواب اور
بخاری اور مسلم نے عمرو سے نکالا کہ ایک شخص مسجد مین گذرا تیر لیے ہوے اوسکی نوکین سامنے تھین آپ نے حکم کیا نوکین
تھامنے کا تا کسی مسلمان کو کونچا نہ لگے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ شخص تیر صدقہ دیا کرتا مسجد مین اور مجھے اوسکا نام
معلوم نہین ہوا اور حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمان کی حرمت کرنا ضرور ہے اور تھوڑا باعث خون مسلمان کا بہانا برا ہے
اور مسجد مین ہتیار لیکر جانا درست ہے اور طبرانی نے اوسط مین ابو سعید سے نکالا کہ حضرت نے منع کیا ہتیار پہرانے سے
مسجد مین اور اس حدیث کو مولف نے فتن مین اور مسلم نے ادب مین اور نسائی نے صلاۃ مین اور ابوداؤد نے جہاد مین
اور ابن ماجہ نے ادب مین نکالا (ف ق) **بَابُ الْمُرُورِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین گذرنا تیر وغیرہ لیکر
درست ہے جب انکی نوکین تھام لیوے **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ
فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلَى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا ترجمہ ابو بردہ
عامر نے اپنے باپ ابو موسی اشعری سے روایت کی اونہون نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو کوئی ہماری مسجدون یا بازارون مین تیر لیکر گذرے وہ اونکی پیکان تھامے رہے ایسا نہ ہو کسی مسلمان
کو زخمی کرے ف یہ مضمون اول حدیث سے بھی نکلتا تھا مگر اس روایت مین بازار کا ذکر زیادہ تھا اس وجہ سے مولف
نے یہ روایت بیان کی اور اسکی روایت مین ہے اپنے ہتیلی سے تیرون کی پیکانین تھام لیوے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کو
لگ جاوین اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے اونکی پیکانین تھام لیوے اور مولف نے اوسکو فتن مین اور مسلم
نے ادب مین اور ابوداؤد نے جہاد مین اور ابن ماجہ نے ادب مین نکالا (ف ق) **بَابُ الشِّعْرِ فِي
الْمَسْجِدِ** مسجد مین اشعار پڑھنا کیسا ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ
يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ
عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ ترجمہ

اور سلمہ نے حسان بن ثابت سے جو شاعر تھے حضرت کے وہ گواہی چاہتے تھے ابوہریرہ کی تو کہتے تھے میں اسکا نام لیکر تم
سے پوچھتا ہوں کیا تم نے سنا ہے جناب رسالت مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اے حسان تو جواب
دے کافروں اور مشرکوں کو اللہ کے رسول کیطرف سے یا اللہ مدد کر حسان کی روح القدس سے ابوہریرہ نے کہا ہاں
میں نے سنا ہے **ف** دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر مسجد میں گذرے حسان کو دیکھا شعر پڑھ رہے ہیں
حسان نے کہا میں تو مسجد میں انکے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے پھر ابوہریرہ کیطرف دیکھا اور ان سے
کہا میں اللہ کا نام لیکر تجھسے پوچھتا ہوں اخیر تک اور روح القدس سے مراد جبرئیل ہیں جیسے براء کی روایت میں ہے جو مولف
نے نکالی کہ جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور جواب دینے سے مراد کافروں کا رد کرنا ہے جو اللہ کے رسول کی اور آپکے اصحاب
کی ہجو کرتے اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آنحضرت حسان کے لیے مسجد میں منبر کھڑا کرتے حسان اوسپر کھڑے
ہوکر کافروں کی ہجو کرتے اور باب کی حدیث میں گو یہ نہیں ہے کہ حسان نے مسجد میں حضرت کے سامنے شعر پڑھے ہیں
لیکن جو روایت مؤلف نے بدء الخلق میں نکالی اوس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے حسان سے مسجد میں فرمایا کہ میری طرف
سے جواب دو اور انہوں نے مسجد میں مشرکوں کا جواب دیا تو پھر یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں
ہے بعضوں نے کہا باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ عمدہ شعر حق کے سبب تو حضرت نے حسان کے لیے دعا کی اور حق بات مسجد میں
کرنا درست ہے جیسے نماز پڑھنی اور لغو کلام مسجد میں منع ہے اب جو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ترمذی نے عبد اللہ بن
عمرو سے نکالا کہ حضرت نے منع کیا شعر پڑھنے سے مسجد میں اوسکے اسناد میں گفتگو ہے اور دونو حدیثوں میں تطبیق
یوں ہو سکتی ہے کہ جاہلیت اور لغو کلام کی شعر پڑھنا منع ہے اور جن شعروں میں یہ بات نہو انکا پڑھنا جائز ہے اور
بعضوں نے کہا ممانعت اس سبب سے ہے کہ اکثر مسجد میں شعر ہی پڑھتا رہے اور بعضی نے ممانعت کی حدیث کو ناسخ قرار
دیا ہے اور یہ بعید ہے اور مؤلف نے یہ حدیث کو بدء الخلق میں اور ابوداؤد نے ادب میں اور نسائی نے صلوٰۃ اور عمل
الیوم واللیلۃ میں نکالا (ف ورق) **باب** اصحاب الحراب فی المسجد برچھیاں والوں کا مسجد میں جانا حدثنا
عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرني عروة
ابن الزبير ان عائشة قالت لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما في باب حجرتي والحبشة
يلعبون في المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم يسترني بردائه انظر الى لعبهم وزاد ابراهيم
ابن المنذر حدثنا ابن وهب اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت رأيت النبي
صلى الله عليه وسلم والحبشة يلعبون بحرابهم ترجمہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول

خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اسوقت حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے اپنے ہتیاروں
سے جنگ کی طیاری ملکے لییا اور اسی سبب سے یہ فعل مسجد میں جائز ہوا کیونکہ دین کا کام ہے (قسطلانی) اور جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھکو ڈھانپے تھے مین انکی کھیل کو دیکھتی تھی دوسری روایت مین ہے حبشی اپنی ہتیاروں
سے کھیل رہے تھے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین ہتیاروں سے کھیلنا درست ہے اور ابن تین
نے ابو الحسن لخمی سے نقل کیا ہے کہ ہتیاروں سے کھیلنا مسجد مین پہلے جائز تھا پہر منسوخ ہو گیا قرآن اور حدیث سے قرآن مین
یہ آیت اوتری فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اور حدیث یہ ہے جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ
وَمَجَانِينَكُمْ یعنے بچاؤ اپنی مسجدون کو دیوانون سے اور بچون سے اخیر تک اسکا رد یون ہوا ہے کہ حدیث ضعیف ہے
اور آیت مین دعوی کی دلیل نہین علاوہ اسکے نسخ کے لیے تاریخ معلوم ہونا ضرور ہے اور بعض مالکیہ نے نقل کیا کہ حبشیون
کا کھیل مسجد کے باہر تھا اور حضرت عائشہ مسجد مین تھین اور یہ امام مالک سے ثابت نہین ہوا بلکہ یہ قول خلاف ہے اس
طریق کے جس مین تصریح ہے کہ حضرت عمر نے انکار کیا حبشیون پر مسجد کے اندر کھیلتے پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انکو چہوڑ دے اور ہتیاروں سے کھیلنا نرا کھیل نہین ہے بلکہ اسمین تعلیم اور مشق ہوتی ہے جنگ کی جس مین تمام
مسلمانون کا فائدہ ہے اور ایسے کام مسجد مین درست ہین اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ مباح کھیل کا دیکھنا درست ہے اور
آپکا حسن خلق اپنے اہل وعیال کے ساتھ معلوم ہوا خصوصًا حضرت عائشہ کی فضیلت اور آپکی محبت انکے ساتھ اور
یہ جو فرمایا حضرت صلعم اپنی چادر سے مجھکو ڈھانپے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حجاب کا حکم اوترنے کے بعد کا ہے اور اس سے
یہ بہی نکلا کہ عورت کو غیر مردون کیطرف دیکھنا درست ہے اور جن لوگون نے اسکے منع کیا ہے انہون نے یہ جواب دیا
ہے کہ اسوقت حضرت عائشہ کم سن تہین اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حجاب کا حکم اوترنے کے وقت حضرت عائشہ جوان
ہو چکی تہین اور بعضون نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اس حدیث سے جس مین حضرت صلعم نے فرمایا تم تو اندھی نہین ہو لیکن یہ حدیث
ایسی ہے جسکے صحت مین اختلاف ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل خدا چاہے تو اپنے مقام مین آویگی (فتح) قسطلانی نے کہا
عائشہ حبشیون کے ہتیارون کو دیکھتی تہین نہ خود حبشیون کو کیونکہ عورت کو اجنبی مردون کا دیکھنا جائز نہین مین کہتا
ہون یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے کیونکہ محال ہے کہ کوئی شخص کھیل کو دیکھے اور کھیلنے والون پر نظر نہ پڑے قسطلانی
نے کہا مولف نے اس حدیث کو عیدین اور مناقب قریش مین نکالا اور مسلم نے عیدین مین **باب ذِكْرِ الْبَيْعِ
وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین منبر پر خرید اور فروخت کا ذکر کرنا **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ

اِن شئتِ اعطیتُ اَھلَکِ ویکونُ الولاءُ لی وقال اھلُھا اِن شئتِ اعطیتِھا ما بقی وقال سفیانُ
مَرَّۃً اِن شئتِ اعتقیھا ویکونُ الولاءُ لنا فلمّا جاءَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّم ذکرتہُ ذٰلکَ
فقالَ النبیُّ صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّم ابتاعیھا فاعتقیھا فاِنَّ الولاءَ لمن اعتقَ ثمَّ قامَ رسولُ اللّٰہِ
صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّم علی المنبرِ وقالَ سفیانُ مرّۃً فصعدَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّم علی
المنبرِ فقالَ ما بالُ اقوامٍ یشترطونَ شروطًا لیسَ فی کتابِ اللّٰہِ من اشترطَ شرطًا لیسَ فی کتابِ اللّٰہِ
فلیسَ لہٗ واِن اشترطَ مائۃَ مرّۃٍ ورواہُ مالکٌ عن یحییٰ عن عمرۃَ اَنَّ بریرۃَ ولم یذکر فصعدَ
المنبرَ قالَ علیٌّ قالَ یحییٰ وعبدُ الوھّابِ عن یحییٰ عن عمرۃَ نحوَہٗ وقالَ جعفرُ بنُ عونٍ عن یحییٰ
قالَ سمعتُ عمرۃَ قالت سمعتُ عائشۃَ رضی اللّٰہُ عنھا ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا بریرہ رضی
ان کے پاس آئی اور ان سے مدد چاہتی تھی بدل کتابت ادا کرنے میں (بریرہ کے مالکوں نے اوسکو مکاتب کر دیا
تھا مکاتب اوس بردے کو کہتے ہیں جس سے مالک نے کچھ مال ٹھیرا کر اقرار کیا ہو کہ تو اوسکو ادا کر دے تو آزاد ہے) حضرت عائشہؓ نے
اوس سے کہا اگر تجھ کو منظور ہو تو میں تیرے مالکوں کو دے دیتی ہوں (اوتنا روپیہ جو تجھ پر باقی ہے) اور تیری ولا میں لونگی (ولا
کا بیان انشاء اللہ آگے آویگا ولا وہ حق ہے جو آزاد کرنیوالے کا آزاد کیے ہوئے بردے پر پہنچتا ہے کہ اگر وہ مر جاوے اور اوس کا
کوئی وارث عصبہ نہو تو آزاد کرنے والا اوسکا عصبہ ہوگا) اور بریرہ کے مالکوں نے حضرت عائشہ سے کہا اگر تم کو منظور ہو تو بریرہ پر
جتنا روپیہ باقی ہے وہ اوسکو دیدو (سفیان بن عیینہ جو اس حدیث کے راوی ہیں اونہوں نے ایک بار یوں کہا کہ اگر تم چاہتی
ہو تو اوسکو آزاد کر دو) لیکن ولا ہم لینگے جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ
سے یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید کر لے (یا پچھلا وقیہ دیکر جو اوس پر باقی تھے) اور اوسکو آزاد کر دے اور ولا
اوسی کو ملیگی جو آزاد کریگا پھر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے (اور ایک بار سفیان نے یوں کہا کہ
منبر پر چڑھے) اور فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا (یہ آپکا کمال خلق تھا کہ نام نہیں لیتے تھے) وہ شرطیں کرتے ہیں جو
اللہ کی کتاب میں (یعنے شریعت میں) نہیں ہیں جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو اوسکا حق نہوگا
گو سو بار وہ شرط لگاوے ف حافظ نے کہا ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کیا حال ہے لوگوں کا اخیر تک کیونکہ
اس میں آپنے اشارہ کیا بریرہ کے قصے کی طرف جس میں بیع اور شرا اور عتق اور ولا سب تھے اور مقصود امام بخاری
کا باب سے یہی ہے کہ بیع اور شرا کا ذکر یعنے اوسکی خبر بیان کرنا منبر پر درست ہے نہ یہ کہ بیع اور شرا منبر پر کرنا مازری
نے کہا اگر کوئی مسجد میں بیع اور شرا کا عقد کرے تو وہ صحیح ہے لیکن اوسکے جواز میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا جو شرط

اور ایک بار یوں کہا

اللہ کی کتاب میں نہیں ہے اوسکا حق نہ رکہیگا اس سے یہ غرض ہے کہ جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل اور لغو ہے نہ یہ کہ جو بات اللہ کی کتاب میں صراحتًا مذکور نہیں وہ لغو ہے کیونکہ بہت سے مسائل حدیث سے ثابت ہوئے ہین اور ولا کا مسئلہ بہی اونہی مین سے ہے تو اللہ کی کتاب سے یا قرآن مراد ہے یا اللہ کا حکم خواہ قرآن مین ہو یا حدیث مین ہو یا لوح محفوظ اور امام بخاری نے اس حدیث کو بیوع اور عتق کئی مقامون مین نکالا اور ہم اسکے فائدے کتاب العتق مین اگر خدا چاہے تو بیان کرینگے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو زکوٰۃ اور عتق اور بیوع اور ہبہ اور فرائض اور طلاق اور شروط اور اطعمہ اور کفارۃ الایمان مین نکالا اور ابوداؤد نے عتق مین اور ترمذی نے وصایا مین اور نسائی نے بیوع اور عتق اور فرائض اور شروط مین اور ابن ماجہ نے عتق مین انتہے **ف** اور امام مالک نے اس حدیث کو روایت کیا یحییٰ سے اونہون نے عمرہ سے کہ بریرہ نے اخیر تک اوسمین یہ ذکر نہین ہے کہ آپ منبر پر چڑہے علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبد الوہاب نے روایت کیا یحییٰ بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے اس حدیث کو اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے اونہون نے کہا مینے سنا عمرہ سے اونہون نے کہا مینے سنا عائشہ سے تو اس طریق مین تصریح ہے یحییٰ اور عمرہ کے سماع کی **باب**

التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ قرضدار پر تقاضا کرنا مسجد مین اور اسکا پیچہا کرنا مسجد مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهٗ تَقَاضَى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمٰى اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ **ترجمہ** کعب بن مالک انصاری رضی سے روایت ہے اونہون نے اپنے قرض کا تقاضا کیا ابن ابی حدرد پر اور انکا نام عبد اللہ بن سلامہ تہا مسجد نبوی مین تو دونو کی آوازین بلند ہوئین یہانتک کہ سنین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی آوازین اپنے گہر مین سے آپ باہر نکلے یہانتک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کہولا پہر پکارا اے کعب اونہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کچہ معاف کردے اپنے قرض مین سے اور اشارہ کیا آدہا معاف کردینے کو فرمایا کعب نے کہا مینے معاف کیا یا رسول اللہ **ف** سبحان اللہ صحابہ سے کوئی اطاعت اور فرمانبرداری سیکہے حکم ہونے دیر نہین کہ اوسپر عمل کیا تو حبیب کا حکم آدہا قرض معاف کرنیکے لیے ہوا اگر سارا قرض معاف کردینے کے لیے حکم ہوتا تو اوسیوقت معاف کردیتے قرض کیا حقیقت جان اور مال اور اولاد اور عزت سب تصدق ہی حبیب پر حبیب کی جوتیون کی خاک ساری دنیا کی حکومت اور بادشاہت اور ساری دنیا کی

مال اور اسباب سے زیادہ قیمتی ہے آسمان اور زمین سب قربان اور تصدق اپنے حبیب کے اللھم صل وسلم وبارک علیہ (ف) آپنے ارشاد فرمایا ابن ابی حدرد سے آدھا اور کعب کا قرض ادا کر (ف) یعنی اب فورًا ادا کر دے کیونکہ آدھا اوس نے چھوڑ دیا معافی اور مہلت دونوں نہیں ہو سکتی حافظ نے کہا حدیث سے تقاضا تو ثابت ہے مسجد میں لیکن پیچھا لینا کہاں ثابت ہے بعضوں نے یہ جواب دیا کہ کعب نے حضرت کے بر آمد ہونے تک ابن ابی حدرد کا پیچھا بھی لیا تھا میں کہتا ہوں شاید امام بخاری نے اشارہ کیا دوسرے طریق کی طرف جسکو نکالا باب الصلح میں اس میں یہ ہے کہ کعب نے ابن ابی حدرد کا پیچھا لیا اور دونو نے باتیں کیں اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا درست ہے جب بہت نہ بلند کرے اور امام مالک نے اسکو مطلقًا منع کہا ہے مہلب نے کہا اگر یہ ناجائز ہوتا تو حضرت ان دونوں سے بیان کر دیتے اور اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شاید پہلے آپ اس سے منع کر چکے ہوں اسپر اکتفا کیا اور یہ بھی نکلا کہ صاحب حق سے سفارش کرنا درست ہے اور حاکم کو صلح کے لیے اشارہ کرنا جائز ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور دروازے پر پردہ لٹکانا (فتح) اور مؤلف نے اس حدیث کو صلح اور ملازمت میں نکالا اور مسلم نے بیوع میں اور ابوداؤد اور نسائی نے قضا میں اور ابن ماجہ نے احکام میں (ق)

باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان مسجد میں جھاڑو دینا وہاں کے چیتھڑے اور کوڑا اور لکڑیاں چننا

حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زید عن ثابت عن ابی رافع عن ابی ھریرۃ ان رجلا اسود او امرأۃ سوداء کان یقم المسجد فمات فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فقالوا مات قال افلا کنتم اذنتمونی بہ دلونی علی قبرہ او قال قبرھا فاتی قبرہ فصلی علیھا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت (یہ شک ثابت کو ہوا جو راوی ہے) مسجد کا (مسجد نبوی) میں جھاڑو دیا کرتا تھا یا دیتی تھی وہ مر گیا یا مر گئی تو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال پوچھا لوگوں نے کہا وہ مر گیا یا مر گئی آپنے فرمایا تمنے مجھکو خبر نہ کی تبلاؤ مجھے قبر اوسکی پھر آپ آئے اوسکی قبر پر اور نماز پڑھی اوس پر (ف) حافظ نے کہا دوسری روایت میں جو مؤلف نے آگے نکالی یہ ہے کہ میں اوسکو عورت سمجھتا ہوں اور ابن خزیمہ کی روایت میں کالی عورت ہے اور شک نہیں اور بیہقی نے اوسکو روایت کیا باسناد حسن بریدہ سے اوس میں عورت کا نام ام محجن مذکور ہے اور ابوالشیخ نے کتاب الصلوۃ میں بسند مرسل جزم کیا کہ وہ عورت تھی اور حضرت کو جواب ابوبکر صدیق نے دیا تھا اور ابن مندہ نے صحابہ میں خرقا کو ذکر کیا ہے کہ وہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد کو جھاڑتی تھی اور ابن حبان نے اسکو صحابہ میں لکھا تو شاید خرقا اوسکا نام ہوگا اور ام محجن کنیت ہوگی اگر کوئی کہے کہ حدیث سے مسجد کا جھاڑنا نکلتا ہے لیکن اور باتیں جو باب میں مذکور ہیں کہاں نکلتی ہیں اوسکا جواب یہ ہے کہ مؤلف نے اون کو قیاس کیا جھاڑنے پر

مین کہتا ہون امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا حدیث کی اور طریقون کیطرف علماء کی طریق مین ہے کہ وہ چھیتھڑے اور لکڑیان مسجد مین سے چنتی تہی نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور بریدہ کی روایت مین ہے کہ اوسکو حرص تہی مسجد کے کوڑا نکالنے کی اور مصنف نے جنازہ مین زیادہ کیا کہ صحابہ نے حقیر جانا اوسکو اور ابن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ اونہون نے کہا وہ رات کو مرگئی ہمنے برا جانا آپکو بیدار کرنا مسلم کی روایت مین ہے اخیر مین کہ حضرت نے فرمایا قبرین تاریکی سے بہری ہین قبر والون پر اور اللہ تعالی اوسکو روشن کر دیتا ہے میری نماز پڑہنے سے اور ابوداؤد طیالسی کی روایت مین یہ ہے کہ اوسوقت ایک انصاری بولا میرا باپ یا بہائی مر گیا ہے یا دفن ہو گیا ہے آپ اوسپر نماز پڑہ دیجیے یہ سنکر آپ اوسکے ساتھہ گئے اس حدیث سے مسجد کا پاک صاف رکھنا خادم کا حال پوچھنا دوست کا جب وہ غائب ہو جاوے دوستی کا بدلہ کرنا دعا اور نماز جنازہ سے نیک لوگون کے جنازے مین حاضر ہونا قبر پر نماز جنازہ پڑہنا موت کی خبر کرنا یہ سب باتین نکلتی ہین طبرانی کی روایت مین ابن عباس سے یہ ہے کہ ایک عورت مسجد سے کوڑا چنا کرتی وہ مرگئی حضرت کو اوسکے گڑنے کی خبر ندی آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مر جاوے تو مجھکو خبر دیا کرو اور نماز پڑہی آپنے اوس عورت پر اور حضرت نے فرمایا مین نے اس عورت کو جنت مین دیکہا وہ مسجد مین سے کوڑا چن رہی ہے اور یہ حدیث حجت ہے مالکیہ پر جنہون نے قبر پر جنازے کی نماز پڑہنے سے منع کیا ہے اور مؤلف نے اسحدیثکو صلوۃ اور جنائز مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے ابو سعید سے نکالا کہ ایک کالی عورت مسجد جہاڑتی تہی وہ رات کو مرگئی صبحکو حضرت کو خبر دی اوسکے مرنیکی آپنے فرمایا تمنے مجھکو خبر کیون ندی پھر آپ اپنے اصحاب کے ساتھہ نکلے اور اوسکی قبر پر کہڑے ہوے اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچہے تہے اور دعا کی اوسکے لیے پھر لوٹے

(ف وق) **باب** تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین شراب کی سوداگری کا حرام ہونا۔

ف گو شراب کی سوداگری مطلقاً حرام ہے خواہ کہین ہو مگر مؤلف نے مسجد کی قید اسواسطے بڑہائی کہ یہ حکم آپنے مسجد مین دیا تہا **حدثنا** عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے جب سورہ بقر کی وہ آیتین اوتریں جو سود کے باب مین ہین (یعنے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا اخیر تک) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے (یعنے حجرے سے مسجد مین) پھر اون آیتون کو پڑہا لوگون پر پھر آپنے حرام کیا شراب کی سوداگری کو **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث تفسیر سورہ بقر مین آویگی انشاء اللہ تعالی قاضی عیاض نے کہا شراب سود کی آیت اوترنے سے

پہلے حرام ہو چکا تھا بہت پہلے تو احتمال ہو کہ آپنے اوسکی حرمت دوبارہ بیان کی تاکید کے لیے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ شراب حرام ہو چکا ہو لیکن اوسکی سود اگری حرام نہوئی ہو اور اسکو حرب جانتا ہی (فتح) اور اسحدیث کو مولف نے بیوع میں نکالا اور تفسیر میں اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے **بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ** مسجد کے لیے خادموں کا ہونا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهُ ابن عباس رضی نے کہا یہ جو عمران کی بی بی کا قول کلام اللہ میں ہے کہ میں نے نذر کیا تیرے لیے اوس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد اقصے کی خدمت کریگا **ف** اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور یہ کہنے والی حنہ بنت فاقوذ تھیں جو بی بی تھیں عمران کی وہ بانجھ تھیں ایک روز اونہوں نے ایک پرند کو دیکھا جو اپنے بچہ کو بھر ا رہا تھا انکو بھی بچے کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالی سے دعا کی یا اللہ مجھکو بھی بچہ عنایت فرما اللہ تعالی نے انکی دعا قبول کی اور عمران نے انسے صحبت کی وہ حاملہ ہوگئیں جب انکو حمل کا یقین ہوا تو اونہوں نے کہا میں نے اس بچے کو تیرے نذر کیا وہ مسجد اقصے کی خدمت کیا کریگا اور کوئی کام نکریگا ابوذر کی روایت میں ہے وہ خدمت کریگا مسجدوں کی یا صخرہ کی یا مقدس زمین کی اور یہ نذر اونکے مذہب میں مشروع تھی لڑکوں کے لیے اونہوں نے یہی خیال کیا کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے یا اونہوں نے لڑکے ہی کے لیے دعا کی ہوگی جب جنی ہوئی تو حضرت مریم پیدا ہوئیں اوسوقت انہوں نے کہا ای مالک میں تو لڑکی جنی اونہوں نے یہ رنج سے کہا اللہ تعالی نے لڑکی ہی کو قبول فرمایا اور حضرت مریم کو تمام جہان کی عورتوں پر شرف دیا اور انکی پیٹ سے حضرت عیسی روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے اور امام بخاری یہ قصہ اسلیے لائے کہ مسجد کیخدمت اگلی امتوں میں بھی مشروع تھی یہانتک کے بعض لوگ اپنے لڑکوں کو نذر کر دیتے تھے اسکام کے لیے (ق و ف) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی ایک عورت یا ایک مرد جھاڑتی تھی مسجد کو ابورافع نے کہا میں تو اوسکو عورت سمجھتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو کہ آپنے نماز پڑھی اوسکی قبر پر **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی **بَابُ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ** قیدی یا قرضدار کا مسجد میں باندھنا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى

تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ایک دیو بگر اجن گذشتہ رات کو میرے مقابل ہوا یا آپ نے ایسا ہی کوئی کلمہ ارشاد فرمایا **ف** دوسری روایت میں مؤلف کے یہ ہے کہ وہ میرے سامنے آیا اور مجھ پر سخت ہوا اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ بلی کی صورت میں میرے سامنے آیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا میرا منہ جلانے کے لیے اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے میں نے اوسکو پکڑا اور دے مارا پھر اوسکا گلا گھونٹا یہانتک کہ اوسکی زبان کی سردی میرے ہاتھ پر لگی اور باقی فائدے اس حدیث کے باب ذکر الجن اور تفسیر سورۂ ص میں خدا چاہے تو مذکور ہونگے (فتح) **ف** وہ اسلیے آیا تھا کہ میری نماز توڑ ڈالے پھر اللہ تعالی نے مجھکو قدرت دی اور میں نے چاہا اوسکو باندھ دوں مسجد کے ایک ستون سے تاکہ صبح ہو اور تم سب اوسکو دیکھو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا اونہوں نے دعا کی تھی اے مالک بخشدے مجھکو اور ایسی سلطنت مجھکو دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو **ف** یعنے آدمیوں میں کسی آدمی کو میرے بعد ایسی حکومت نملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قدرت کے اوس شریر جن کو چھوڑ دیا اس خیال سے کہ اللہ تعالی حضرت سلیمان کی دعا قبول کرے اور یہ حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور تفسیر اور احادیث انبیا اور صفت ابلیس میں نکالا اور مسلم نے صلوٰۃ میں اور نسائی نے تفسیر میں (قسطلانی) **ف** روح بن عبادہ کہا رجہ اسحدیث کا راوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ذلیل کرکے چھوڑ دیا **ف** مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو پھیر دیا ذلیل کرکے اور حدیث سے یہ نکلا کہ قیدی کو مسجد میں باندھنا درست ہے اور مدیون کا باندھنا اوس پر قیاس کیا

باب الاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ اسلام لانیکے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا **ف** حافظ نے کہا اکثر روایتوں میں ترجمہ باب اسیطرح مذکور ہے اور اصیلی اور کریمہ کی روایت میں قیدی کو باندھنے کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں صرف باب مذکور ہے بلا ترجمہ کے گویا یہ فصل ہے پہلے باب کی اور احتمال ہے کہ امام بخاری نے یہاں ترجمہ قائم کرنے کے لیے خالی جا چھوڑی ہو اور لوگوں نے یہ ترجمہ لگا دیا ہو اور اسماعیلی نے یہ ترجمہ کیا ہے باب مشرک کا جانا مسجد میں اور امام بخاری کی یہ عادت نہیں کہ ایک ترجمہ کو دو بار بیان کریں اور اسلام کے غسل کو مساجد کے ابواب سے کوئی تعلق نہیں البتہ یہ تاویل کر سکتے ہیں کہ کافر اکثر جنب ہوتے ہیں اور جنب کو مسجد میں جانا درست نہیں مگر ضرورت سے پھر جب کافر مسلمان ہوجاوے تو اب اوسکو جنابت کی حالت میں مسجد میں رہنا نہ چاہیے بلکہ غسل کرے پھر مسجد میں رہے اگر کوئی کہے کہ مؤلف کو یہ حدیث جو اس باب میں ہے اگلے باب

مین بیان کرنا بہتر تہا اوس کا جواب یہ ہے کہ جن کا قصہ اس باب کیلیے زیادہ مفید ہی کیونکہ اوسکے باندہنے کا مسجد مین حود حضرتؐ نے قصد کیا تہا اور ثمامہ کو اور دونون باندہا تہا اور آپ نے جب اوسکو بندہا دیکہا تو فرمایا چہوڑ دو اوسکو یہ تقریر ابن منیر نے کی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود امام بخاری نے اوخر مغازی مین یون روایت کی ہی کہ حضرتؐ ثمامہ پر تین بار گذرے وہ بندہا ہوا تہا اور تیسرے دن آپنے اوسکے چہوڑ دینے کا حکم کیا اور ایسا ہی امام مسلم نے نکالا اور ابن اسحاق نے مغازی مین تصریح کی کہ آنحضرتؐ ہی نے ثمامہ کے باندہنے کا صحابہ کو حکم کیا تہا تو باطل ہوئی تقریر ابن منیر کی اور شاید اونہون نے یہ حدیث پوری نہین دیکہی صحیح بخاری مین نہ اور کتابون مین اور مجہے اونسے یہ تعجب ہوتا ہے کہ اونہون نے یہ کیسے جائز رکہا کہ صحابہ کوئی کام مسجد مین حضرتؐ کی مرضی کے خلاف کرتے تہے تو سارا کلام اونکا فاسد ہے (فتح مختصرا) وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيْمَ اَنْ يُّحْبَسَ اِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ اور شریح بن حارث کندی نخعی قاضی کوفی کے جو حضرتؐ کے زمانے مین تہے لیکن آپ سے ملے نہین، حکم کرتے تہے کہ قرضدار مسجد کے ستون کے پاس قید رہے **ف** اس روایت کو وصل کیا معمر نے ایوب سے اونہون نے ابن سیرین سے کہ شریح جب فیصلہ کرتے کسی شخص پر کسی حق کا تو حکم کرتے وہ مسجد مین قید رہے یہانتک کہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے پہر اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ حکم کرتے اوسکو قیدخانے مین لیجانے کا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ سواروں کو نجد کیطرف بہیجا دسوین محرم سنہ ۶ ہجری مین تیس سوارون کو قرطا کی طرف جو ایک شاخ تہی بنی کلاب کی تو سوار بنی حنیفہ مین سے ایک شخص کو لیکر آئے جسکو ثمامہ بن اثال کہتے تہے اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونون مین سے ایک ستون سے پہر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی طرف برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو چہوڑ دو (تصدق آپکے رحم اور کرم اور اخلاق کے) **ف** قسطلانی نے کہا آپنے منت احسان رکہکر اوسکو چہوڑ دینے کا حکم کیا یا اسوجہ سے کہ آپنے اوسکے دل کی رغبت ایمان کی طرف پہچان لی یا اسوجہ سے کہ اوس نے اسلام قبول کیا جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت مین ہی ابوہریرہ سے **ف** پہر ثمامہ مسجد کے قریب ایک کہجور کے درخت پاس گیا اور غسل کیا پہر مسجد مین آیا اور کہنے لگا مین گواہی دیتا ہون کہ بجز خدا کے کوئی سچا

معبود نہیں اور محمد اوسکے رسول ہیں ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافر جب مسلمان ہونا چاہے تو غسل کرے امام احمد کے نزدیک واجب ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی میں نکالا اور مسلم نے مغازی میں اور ابوداؤد نے جہاد میں اور نسائی نے طہارت میں اور صلوٰۃ میں (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگے

باب الخیمۃ فی المسجد للمرضٰی وغیرھم مسجد میں بیمار وغیرہ کے لیے خیمہ لگانا حدثنا زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت اُصیب سعد یوم الخندق فی الاکحل فضرب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعھم وفی المسجد خیمۃ من بنی غفار الا الدم یسیل الیھم فقالوا یا اھل الخیمۃ ما ھذا الذی یاتینا من قبلکم فاذا سعد یغذو جرحہ دما فمات فیھا ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے سعد بن معاذ کو (جو سردار تھے قبیلہ اوس کے اور جنکی لیے عرش جھوم گیا) خندق کی لڑائی میں (جو ذیقعدہ ۵ھ میں ہوئی) اکحل کی رگ میں (جسکو سر دورح یعنی رگ حیات کی رگ بھی کہتے ہیں) زخم لگا (ابن عرقہ نے تیر مارا تھا) تو جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے مسجد میں خیمہ لگا دیا تاکہ انکی بیمار پرسی نزدیک سے کرلیں تو لوگوں کو ڈر نہ ہوا مگر اوسوقت جب اونکے خیمہ سے خون بہنے لگا بنی غفار کے خیمہ کیطرف جو مسجد میں تھا اونہوں نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے آتا ہے ہماری طرف دیکھا تو سعد کے زخم میں سے خون بہ رہا ہے پھر سعد مر گئے اوسی زخم سے ف یا اوسی خیمہ میں اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی اور ہجرت میں نکالا اور ابوداؤد نے جنائز میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں اور اس حدیث کے باقی فائدے کتاب المغازی میں مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ (ف و ق)

باب ادخال البعیر فی المسجد للعلۃ ضرورت سے اونٹ کا مسجد میں لیجانا درست ہے وقال ابن عباس طاف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بعیرہ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اپنے اونٹ پر اس روایت کو خود مؤلف نے وصل کیا کتاب الحج میں حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروۃ عن زینب بنت ابی سلمۃ عن ام سلمۃ قالت شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشتکی قال طوفی من وراء الناس وانت راکبۃ فطفت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الی جنب البیت یقرء بالطور وکتاب مسطور ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

شکایت کی مین بیمار ہون آپ نے ارشاد فرمایا تو طواف کر لوگون کے اس پار یعنے اونکے پیچھے سے سوار ہو کر یعنے طواف
کیا اونٹ پر سوار ہو کر اوسوقت آپ بیت اللہ کے بازو نماز پڑھ رہے تھے اور نماز مین سورۂ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ پڑھ
رہے تھے **ف** بعضون نے کہا کہ ترجمہ باب مین جو امام بخاری نے للعلۃ کہا اس سے ضعف اور بیماری مراد ہے اور
ابوداود نے نکالا کہ حضرت مکہ مین تشریف لائے آپ بیمار تھے تو طواف کیا اپنی اونٹنی پر اور جابر نے کہا کہ آپ نے طواف
کیا اونٹ پر اسلیے کہ لوگ آپکو دیکھین آپ سے پوچھین اور اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین اگر خدا نے چاہا تو آویگی
ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو جانور حلال ہین انکو مسجد مین لیجانا درست ہے اگر ضرورت ہو کیونکہ اون
کا پیشاب نجس نہین ہے برخلاف حرام جانورون کے حافظ نے کہا جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر ہو تو لیجانا درست نہین اور
لوگون نے کہا ہے کہ آپ کی اونٹنی تعلیم یافتہ تھی وہ جب تک چلتی رہتی تو پیشاب اور پائخانہ نہ کرتی اور احتمال ہے
کہ ام المومنین ام سلمہ کا بھی اونٹ ایسا ہی ہو (فتح) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ مینے حضرت کی سب سنتون کو ادا کیا
مگر طواف اونٹ پر سوار ہو کر نہ کر سکا کس لیے کہ لوگ اس زمانہ مین اونٹ کو مسجد کے اندر نہین لیجانے دیتے اس سے
یہ نکلا کہ اولیا اللہ وہی ہین جو بہ نسبت اورون کے سنت پر زیادہ چلتے ہین بلکہ جہانتک ہو سکتا ہے اقوال اور
افعال اور عادات ہر ایک امر مین حضرت رسول کریم کے طریق پر چلتے ہین اور جس فعل کو ہماری حضرت نے ایک بار بھی
کیا وہ سنت ہو چکا اب اگر سارا زمانہ اوسکو برا جانے یا اوسکا عیب کرے تو وہ لغو ہے بلکہ حضرت کی کسی ادنے
سے ادنی سنت یا فعل کی تحقیر کرنا یا اوسکا عیب کرنا کفر ہے معاذ اللہ **بَابٌ** یہ اصل کتاب مین ایسا ہی ہے
کوئی ترجمہ مذکور نہین اور شاید امام بخاری نے ترجمہ لکھنے کے لیے یہان جا خالی چھوڑی پھر وہ جا ویسی ہی خالی
رہی اور ابن رشید نے جو کہا کہ ایسے مقامون مین باب پہلے باب کی فصل ہوتا ہے تو یہ وہان ہے جہان دوسرے باب کو
پہلے باب سے مناسبت ہو اور یہان یہ بات نہین ہے اب یہی ابواب مساجد سے مناسبت وہ یہ ہے کہ اس حدیث مین
جن دو شخصون کا ذکر ہے انہون نے دیر کی حضرت کے ساتھ مسجد مین بلکہ وہ عشا کی نماز کا انتظار کرتے تھے صورت
مین اس باب کا یہ ترجمہ مناسب ہے کہ مسجد کو جانا اندھیری رات مین اور اشارہ ہو اس حدیث کی طرف جسکو ابوداود نے
نکالا بریدہ سے خوشخبری دے مسجد کیطرف جانیوالون کو اندھیرون مین پوری نور کی قیامت کے دن اور باقی فوائد اس
حدیث کی خدا نے چاہا تو کتاب المناقب مین مذکور ہونگے وہان مولف نے بیان کیا ہے کہ یہ دو نو شخص اسید بن حضیر اور
عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما (فتح الباری) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ
قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ وَّمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ **ترجمہ** انس بن مالک رض سے روایت ہے دو شخص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آپکے پاس سے نکلے اندھیری رات میں اُن دونوں کے ساتھ دو چراغوں کی مانند تھے جو اون کے سامنے روشنی دیتے تھے جب وہ دونوں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا یہانتک کہ وہ اپنے گھر کو پہنچے **ف** یہ اللہ تعالی نے اون دونوں صحابیوں کو روشنی بھیجی ببرکت صحبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی عزت بڑہائی اللہ انکو دنیا میں یہ نور دیا جو اندھیرے میں مسجد جانے والوں کو آخرت میں ملیگا اس حدیث کو مؤلف نے علامات نبوت میں نکالا اور مناقب میں (قسط)

بَابُ الْخَوْخَۃِ وَالْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں کھڑکی رکھنا اور مسجد میں سے گذرنا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ ابْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ هٰذَا الشَّیْخَ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَبْكِ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَّلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک بندے کو اختیار دیا دنیا میں رہو یا اسکے پاس جو ہے (آخرت میں) اوسکو اختیار کرے تو اوس بندے نے اختیار کیا وہ جو اللہ کے پاس ہے (اور دنیا میں زیادہ رہنا منظور نکیا) یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رض رو دیئے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑہا کیوں روتا ہے اگر اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا دنیا میں رہنے میں یا اسکے پاس جو ہے اوسکو اختیار کرنے میں پھر جو اللہ کے پاس ہے وہ اوسنے اختیار کیا (یعنی بظاہر ابوبکر کے رونیکی کوئی وجہ نہیں اور یہ نسمجھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندے تھے (جنکو اختیار ملا تھا) اور تھا ابوبکر صدیق رض ہم سب میں یعنی صحابہ میں زیادہ عالم تھے (اور حضرت کے اشاروں کو خوب سمجھتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تو ابوبکر رض نے عرض کیا ہم تصدق کرتے ہیں آپ پر سے اپنے مالوں کو اور اپنی اولاد کو اور رونے لگے حضرت نے اونکو تسلی اور تشفی دی

وا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکر مت رو کسی کی صحبت اور مال کا احسان اتنا مجھپر نہین ہی جتنا ابوبکر کا
ہے **ف** حدیث مین امن الناس ہی قرطبی نے کہا وہ امتنان سے ہے یعنے ابوبکر کے حقوق مجھپر اتنے ہین کہ اگر
اور کسی کے اتنے حقوق ہوتے تو وہ مجھپر احسان جتاتا نووی نے کہا علما نے کہا ہے کہ امن الناس سے یہ مراد ہے کہ
ابوبکر کی سخاوت ہمارے اوپر بہت ہے مال اور جان دونون سے اور احسان رکھنے کے معنے صحیح نہین کیونکہ احسان
کسی کا آپ پر نہین ہے بلکہ آپ کا احسان تمام مخلوقات پر ہے اور ابوبکر صدیق کے بڑے حقوق یہ تہے کہ اونہون نے
اورون سے پہلے آپکی تصدیق کی آپکے اوپر اپنا روپیہ خرچ کیا آپکے ساتھہ ہر مصیبت اور زحمت مین یہانتک
کہ اپنی جان جانیکا بہی اندیشہ نہ کیا گو حضرت کا احسان اونکے اوپر بہت بڑا تہا کہ آپ کی بدولت آخرت مین انکو
بڑے بڑے مرتبہ ملے جنکے مقابلہ مین دنیا کے مال اور دولت کی کچھ حقیقت نہین ہے اسپر بہی حضرت نے انکا شکریہ
ادا کیا اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا کسیکا احسان ہمپر ایسا نہین ہے جسکا بدلہ ہم نے
نہ کیا ہو مگر ابوبکر کا اونکا احسان ہمارے اوپر ہے جسکا بدلہ اللہ تعالی انکو قیامت کے دن دیگا (فتح وقسط) **ت**
اور جو مین کسیکو اپنے امت مین سے جانی دوست بنانیوالا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا جانی دوست بناتا **ف** حدیث
مین خلیل کا لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر خلت کے لائق تہے مگر خلت کرنیسے آپ کو ایک امر مانع تہا وہ یہ کہ آپ
پروردگار کی خلت اور محبت مین ایسا غرق تہے کہ دوسرے کی خلت ممکن نہ تہی کیونکہ خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا
ہے اور خلیل سے اوپر حبیب ہے اور اسیواسطے حضرت نے ابوبکر اور عائشہ کی نسبت فرمایا کہ وہ سب لوگون سے زیادہ مجھکو
محبوب ہین اور انکو خلیل نہین فرمایا (قسط) اور وہ جو خطیب نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا ہر ایک نبی
کا ایک خلیل ہوتا ہے اوسکی امت مین سے اور میرے خلیل عثمان ہین تو یہ حدیث موضوع اور باطل ہے اوسکی اسناد
مین اسحاق بن نجیح اور یزید بن مروان دونو کذاب ہین البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضے کو اپنا
حبیب فرمایا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور بیان اوسکا مفصلا کتاب المناقب مین آویگا انشاء اللہ تعالی
ت لیکن اونسے بہائی چارہ ہے اسلام کا اور دوستی ہے اسلام کی **ف**
تو نفی خلت کی اور اعتبار سے کی اور اثبات اور اعتبار سے کیا اس صورت مین شروع حدیثکا آخر کے خلاف ہوگا
حافظ نے کہا اس اشکال کا جواب خدا چاہے تو کتاب المناقب مین آویگا اور دوسری روایت مین ہے کہ اسلام
کی دوستی افضل ہے کیونکہ اوسکے درجے ہین اور ابوبکر کا درجہ سب صحابہ مین زائد تہا **ت** مسجد مین کوئی دروازہ
نرہے مگر بند کر دیا جاوے مگر ابوبکر کا دروازہ **ف** ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپنے مرض موت

مین فرمایا جب ابوبکر صدیق کو نماز پڑہانیکے لیے حکم دیا بعضون نے کہا اس مین اشارہ ہی انکی خلافت کی طرف
کیونکہ فضیلت دی انکو اور صحابہ پر اون کا دروازہ مسجد کیطرف کہلا رکہکر اور سبکے دروازے بند کرادیے اور اس
کا معارضہ ہوا ہے اوس روایت سی جسکو ترمذی نے نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بند کردو سب دروازونکو
مگر علی کے دروازے کو اور جواب دیا ہی اسطرح سے کہ ترمذی نے اسحدیث کو غریب کہا اور ابن عساکر نے کہا وہ وہم ہے
لیکن اسحدیث کی کئی طریقے ہین اور ہر ایک دوسرے کو قوی کرتا ہی حافظ ابن حجر نے کہا بعض طریقون کا اسناد قوی
ہے اور بعضون کے راوی ثقہ ہین اور حدیث سی یہ نکلا کہ مسجد کو راہ کر لینے سے بچانا چاہیے اور بلا ضرورت جو دروازے
لوگون کے مسجد کیطرف ہون انکو بند کر دینا چاہیے اور اسحدیث کو مؤلف نے فضائل مین نکالا مترجم کہتا ہے جو
فضیلت حضرت ابوبکر صدیق کی اسحدیث مین مروی ہی وہ حضرت ابوبکر سے خاص نہین ہی جیسے بعضون نے خیال
کیا اور تعصب کی وجہ سے احادیث ثابتہ کو موضوع اور باطل قرار دیا اسحدیث مین حضرت ابوبکر کی دو فضیلتین
مذکور ہین جو اون سی خاص نہین ہین ایک تو اخوت و مودت اسلامی دوسرے انکا دروازہ بند نکیا جانا پہلی فضیلت
دوسری صحیح حدیث مین حضرت علی مرتضے کے لیے بہی وارد ہی کہ آپ نے فرمایا اَنْتَ اَخِیْ فِے الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے تو میرا
بہائی ہی دنیا اور آخرت مین اور دوسری فضیلت بہی حضرت علی کے لیے ترمذی کیحدیث مین موجود ہے جو
ابہی بیان ہوئی اور نکالا اوسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اور ابو نعیم نے اور خطیب نے مختلف
طریقون سے اور ابن جوزی نی تشدد کیا اس مقام مین اور کہا کہ اس حدیث کو رافضیون نے بنایا ہے صحیح حدیث کا
جو ابوبکر کے باب مین وارد ہی مقابلہ کرنے کو اور رد کیا ابن جوزی پر حافظ ابن حجر نے القول المسدد فی الذب عن مسند
احمد مین اور کہا کہ یہ وہم ہے ابن جوزی کا کہ اونہون نے نافہمی سی احادیث صحیحہ کو باطل خیال کیا اور یہ حدیث مشہور
ہے اوسکی کئی طریقے ہین اور ہر ایک طریق حسن کے درجے سے کم نہین اور سب طریق ملاکر حدیث یقیناً صحیح ہے
پہر رد کیا حافظ ابن حجر نے بڑے طول کے ساتھ ابن جوزی پر اور بیان کیا حدیث کی سب طریقون کو اور پہر کہا کہ
یہ معارض نہین ابوبکر کیحدیث کی کیونکہ اوس مین موکہون اور جہروکون کے بند کرنے کا حکم تہا اور حضرت علی کا
گہر تو مسجد کے اندر تہا حضرت صلعم کے گہرون سی ملا ہوا اور حافظ سیوطی نے بیان کیا اور کئی طریقون کو اسحدیث کی
جنکو حافظ ابن حجر نے نہین ذکر کیا اور ہم اس بحث کو انشاء اللہ تعالی کتاب المناقب مین تفصیل سے بیان کرینگے
البتہ ایک فضیلت اسحدیث مین ہی کہ اگر وہ خاص کیجاوے ابوبکر صدیق سے تو ممکن ہے وہ یہ کہ حضرت صلعم نے
فرمایا اون کا احسان مال اور صحبت مین اورون سی زیادہ ہی راضی ہووے اللہ تعالی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور حضرت علی مرتضیٰ سے اور ہدایت کرے رافضیوں اور خارجیوں کو جو ایسے بزرگوں کے حق میں بدگوئی کرتے ہیں

حدثنا عبد الله بن محمد الجعفی قال حدثنا وهب بن جریر قال حدثنا ابی قال سمعت یعلی بن حکیم عن عکرمة عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه عاصبا راسه بخرقة فقعد علی المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال انه لیس من الناس احد امن علی فی نفسه وماله من ابی بکر بن ابی قحافة ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن خلة الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر

ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اوس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا باہر آئے اپنے سر پر ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے اور منبر پر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور اوسکی ثنا کی بعد اوسکے فرمایا کسی نے اپنے مال اور جان کو مجھ پر ابوبکر سے زیادہ خرچ نہیں کیا اور جو میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بناتا (یعنے جانی دوست) تو ابوبکرؓ کو بناتا البتہ اسلام کی دوستی فضیلت رکھتی ہے (یعنے یہ بھی فضیلت رکھتی ہے گو جانی دوستی کے برابر نہیں) بند کردو میری طرف سے ہر ہر کھڑکی کو (حدیث میں خوخہ ہے حافظ نے کہا خوخہ چھوٹا دروازہ اوسمیں چوکھٹ ہو یا نہو) صرف ابوبکرؓ کا موکھہ رہنے دو (اس حدیث کو مؤلف نے فرائض میں بھی نکالا اور نسائی نے مناقب میں)

باب الابواب والغلق للکعبة والمساجد

مسجد میں دروازہ اور زنجیر لگانا

قال ابو عبد الله وقال لی عبد الله بن محمد حدثنا سفیان عن ابن جریج قال قال لی ابن ابی ملیکة یا عبد الملک لو رایت مساجد ابن عباس وابوابها

امام ابوعبداللہ بخاری نے کہا مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے اونہوں نے ابن جریج سے روایت کی اونہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمان ابن ابی ملیکہ نے کہا اے عبدالملک اگر تو ابن عباس کی مسجدیں اور اونکے دروازے دیکھتا (تو تجھکو معلوم ہوتا وہ کیسی عمدہ اور صاف اور پاک تھیں اور دروازے کیسے مضبوط تھے)

حدثنا ابو النعمان وقتیبة بن سعید قالا حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قدم مکة فدعا عثمان بن طلحة ففتح الباب فدخل النبی صلی الله علیه وسلم وبلال واسامة بن زید وعثمان بن طلحة ثم اغلق الباب فلبث فیه ساعة ثم خرجوا قال ابن عمر فبدرت فسالت بلالا فقال صلی فیه فقلت فی ای قال بین الاسطوانتین قال ابن عمر فذهب

عَلٰی اَنْ اَسْئَلَہٗ کَمْ صَلّٰی ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے (جس سال مکہ فتح ہوا) تو عثمان بن طلحہ حجبی کو بلایا اونہوں نے کعبہ کا دروازہ کھولا پھر آپ اندر گئے اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ بھی اندر گئے پھر دروازہ بند کر دیا گیا (تاکہ زیادہ ہجوم نہ ہو) آپ ایک ساعت تک کعبہ کے اندر رہے پھر سب لوگ باہر نکلے ابن عمرؓ نے کہا میں لپکا اور میں نے بلال سے پوچھا کیا آپ نے کعبے کے اندر نماز پڑھی اونہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کون سی جگہہ نماز پڑھی اونہوں نے کہا دو نوں ستونوں کے بیچ میں ابن عمرؓ نے کہا مجھے خیال نہیں رہا یہ پوچھنے کا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑہیں **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی ابن بطال نے کہا دروازہ بند کر لینے میں حکمت تھی کہ لوگ کعبے کے اندر نماز پڑہنا سنت نہ سمجھیں اور اسکو لازم نہ کریں اور یہ کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ جب حضرتؐ نے کعبے کے اندر نماز پڑھی تو یہ فعل سنت ہو گیا البتہ یہ صحیح ہے کہ کعبے کے اندر جانا جسکو اس زمانے میں عوام داخلی کہتے ہیں ضرور اور واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا حکمت یہ تھی کہ لوگ ہجوم نکریں اور ہجوم کی وجہ سے پریشانی نہ ہو اور آپ عثمان کو اسلیے ساتھہ لے گئے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ کعبے کی ولایت جو اُنکی خاندانی تھی جاتی رہی اور بعضوں نے کہا حکمت یہ تھی کہ آپ کعبے کے اندر چاروں طرف نماز پڑہ سکیں اور جو دروازہ کہلا ہوتا تو اُسطرف نماز صحیح نہوتی (فتح) اس حدیث کو مؤلف نے مغازی اور جہاد میں نکالا اور مسلم نے حج میں اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے

بَابُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ فِی الْمَسْجِدِ مشرک کا مسجد میں جانا حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ہُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِیْفَۃَ یُقَالُ لَہٗ ثُمَامَۃُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْہُ بِسَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کیطرف بھیجے وہ ایک شخص کو پکڑ لائے جو بنی حنیفہ میں سے تہا اوسکا نام ثمامہ بن اثال تہا پھر صحابہ نے اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونوں میں ایک ستون سے **ف** تاکہ وہ مسلمانوں کی نماز اور جماعت کو دیکھے اور اُسکے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہو حافظ نے کہا یہ حدیث مغازی میں پوری طور سے مذکور ہوگی اور اوپر جو مؤلف نے اس حدیث کو مسجد میں قیدی باندہنے کے باب میں ذکر کیا اور یہاں پھر دوبارہ ذکر کیا تو یہ تکرار نہیں ہے کیونکہ پہلا ترجمہ باب خاص تہا اور یہ عام ہے اور اس مسئلہ میں کئی مذہب ہیں حنفیہ کے نزدیک مشرک کا مطلقاً مسجد میں جانا جائز ہے اور مالکیہ اور مزنی کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور شافعیہ کے نزدیک مسجد حرام میں جانا درست نہیں

اور مسجدون مین درست ہے اور بعضون نے کہا اہل کتاب کو مسلمانون کی اجازت سے مسجد کے اندر جانا درست ہے
(فتح) شوکانی نے کہا دوسری ایک حدیث موجود ہے کہ حضرت صلعم نے ثقیف کے قاصدون کو مسجد مین اوتارا وہ بھی مشرک
تھے اور ان دونو حدیثون سے مشرکون کا مسجد مین رکھنا درست ہوتا ہے واللہ اعلم **بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ**
فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین آواز بلند کرنا کیسا ہے **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اشارہ کیا کہ اس
مسئلہ مین اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک مسجد مین آواز بلند کرنا مطلقاً منع ہے گو تعلیم علم مین ہو اور اورون نے
کہا کہ دینی غرض سے درست ہے دنیاوی غرض سے درست نہین اور امام بخاری نے اس باب مین حضرت عمرؓ کی
حدیث بیان کی جس سے ممانعت نکلتی ہے اور کعبؓ کی حدیث بیان کی جس سے جواز نکلتا ہے اور اسکا یہ مطلب
ہے کہ ضرورت سے جائز ہے اور بلا ضرورت منع ہے اور مسجد مین آواز بلند کرنے کی ممانعت مین اور حدیثین بھی
وارد ہین لیکن وہ ضعیف ہین۔ اُن مین سے بعض کو ابن ماجہ نے نکالا (فتح) **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ**
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ
خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ
ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا
مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے (یہ صحابی تھے) کہ مین کھڑا تھا مسجد (نبوی)
مین اتنے مین ایک شخص نے میرے اوپر کنکریان پھینکین مینے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے اونہون نے کہا جا اور ان
دونون شخصون کو (جو ثقیف کے تھے) میرے پاس لے آ مین اون کو لیکر آیا حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو یا کہان سے
آئے اونہون نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہین حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم اس شہر کے (یعنے مدینہ منورہ کے) رہنے
والے ہوتے تو مین تم کو مارتا کوڑون سے) تم اپنی آواز بلند کرتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
مسجد مین **ف** عبد الرزاق کی روایت مین ہے نافع سے حضرت عمرؓ کہتے تھے مسجد مین غل مت کرو پھر وہ مسجد مین
گئے اونہون نے دو شخصون کو دیکھا چلا رہے ہین حضرت عمرؓ نے کہا ہماری اس مسجد مین آواز بلند نہ کیجاوے
اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ نافع نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہین پایا (فتح) قسطلانی نے کہا حضرت عمرؓ نے اون سے
پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو جب اونہون نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہین تو انکو معذور رکھا
کیونکہ وہ پردیسی تھے اونکو یہ مسئلہ معلوم نہ ہوگا کہ مسجد مین شور وغل کرنا منع ہے انتہے شوکانی نے کہا امام مالک

اور ایک جماعت علما نے مسجد میں آواز بلند کرنا منع کہا ہے گو تعلیم علم کے لیے ہو اور ابو حنیفہ اور محمد بن مسلمہ نے تعلیم علم اور فیصلہ خصومت میں اور جس کی احتیاج ہے جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ نے مسجد میں لڑکوں کا پڑھانا مکروہ کہا ہے یہ سبب ہے کہ تعلیم اجرت پر ہو اور جو بلا اجرت ہو جب بھی مکروہ ہے اسلیے کہ بچے نجاست سے پرہیز نہیں کرتے انتہے مختصرا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَاقْضِهِ **ترجمہ** کعب بن مالک سے روایت ہو انہوں نے ابن ابی حدرد (عبداللہ بن سلامہ) پر اپنے قرض کا تقاضا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں تو دونو کی آواز بلند ہوئیں (یہیں سے باب کا مضمون نکلتا ہے کیونکہ آپ نے انکو منع کیا آواز کرنے سے) یہانتک کہ آپ نے سنا انکو اپنے گھر میں سے آپ نکل پڑے یہانتک کہ اپنے حجرے کے پردے کا ایک کونہ اوٹھایا اور پکارا اے کعب کعب نے کہا حاضر ہوں آپ کی خدمت میں یا رسول اللہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کر دے کعب نے کہا میں نے معاف کیا یا رسول اللہ تب آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا اوٹھ اوسکا قرض ادا کر **ف** یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی (ف) **بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد میں حلقے باندھ کر بیٹھنا (تعلیم علم یا قرات قرآن کے لیے) اور مسجد میں بیٹھنا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرَى فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے (اوسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ منبر پر تھے آپ کیا فرماتے ہیں رات کی نماز میں حضرت نے ارشاد فرمایا دو دو رکعتیں پڑھ (یعنی ہر دوگانے کے بعد سلام پھیر) جب صبح ہونیکا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے یہ وہ ساری نماز کو طاق کر دیگی نافع نے کہا ابن عمر کہتے

تھے وتر کو رات کی نماز کا آخر کرو (یعنے تہجد کے بعد وتر پڑھو) کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا **ف** اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب آپ منبر پر تھے تو لوگ مسجد میں بیٹھے ہونگے اون میں سے یہ شخص بھی تھا جس نے سوال کیا تو مسجد میں بیٹھنا جائز نکلا (ق) **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اوس نے کہا رات کی نماز کیونکر ہے آپ نے فرمایا دو دو رکعتیں جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ طاق کر دیگی تیری نماز کو دوسری روایت میں یوں ہے ایک شخص نے پکارا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ مسجد میں تھے **ف** حافظ نے کہا وتر کا بیان تفصیل سے آگے آویگا اور مؤلف نے جو دوسری روایت ولید بن کثیر کی بیان کی یہ تعلیق ہے اوسکو وصل کیا امام مسلم نے اور اسکے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ ترجمہ باب کا مطلب ثابت ہو جاوے ۔ اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ ان حدیثوں سے تو مسجد میں بیٹھنا نکلتا ہے نہ حلقہ کرنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ تعلیق سے صاف مسجد میں بیٹھنے کا ثبوت ہوتا ہے اور حلقہ کرنا امام بخاری نے اسطرح نکالا کہ جب لوگ مسجد میں آپکے گرد بیٹھے اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایسا ہی شاگردوں کا حلقہ کرنا عالم کے گرد جائز ہو کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جب آپ منبر پر مسجد میں خطبہ پڑھتے ہونگے تو لوگ آپکے گرد بیٹھے ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ ابن عمر کی حدیث ترجمہ باب کی ایک جز سے متعلق ہے یعنے مسجد میں بیٹھنے سے اور ابو واقد کی حدیث جو آگی آتی ہے وہ حلقہ کرنے سے متعلق ہے اور وہ جو مسلم نے روایت کیا جابر بن سمرہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کیا ہوا تمکو جو میں تم کو جث جث دیکھتا ہوں (یعنے الگ الگ جھنڈ جھنڈ) تو یہ معارض نہیں ہے ابو واقد کی حدیث کو کس لیے کہ آپ نے مکروہ جانا لوگوں کا بلا ضرورت حلقہ باندھنا اور بیکار لیکن اگر علم حاصل کرنے کے لیے ہوتا تو آپ برا نہ جانتے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَرَاٰی فُرْجَۃً فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَھُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاھِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ الثَّلَاثَۃِ اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَی اللّٰہُ مِنْہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ ترجمہ ابو واقد لیثی (حارث بن عوف) سے روایت ہے ایک بار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپکے ساتھ تھے آپ لوگوں کو دین کی باتیں تعلیم کر رہے تھے اتنے میں تین آدمی آئے (اور مسجد میں گھسے) اون میں سے دو تو حضرت کے پاس آئے اور ایک چلدیا اون دونوں میں سے ایک نے حلقہ میں تھوڑی خالی جگہہ پائی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا چلا ہی دیا تھا جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم سے تینوں آدمیوں کا حال نہ کہوں اون میں سے ایک نے تو پناہ لی اللہ کی اللہ نے اسکو جگہہ دی اور دوسرے نے شرم کی (لوگوں میں گھسنے سے) اللہ نے بھی اوس سے شرم کی اور تیسرے نے تو منھ پھیر لیا (اللہ کے کام سے) اللہ نے بھی اسکی طرف سے مونھ پھیر لیا۔ ف قسطلانی نے یہاں تاویل کی کہ جگہہ دینا شرم کرنا منھ پھیر لینا یہ باتیں اللہ جل جلالہ کے حق میں محال ہیں تو مراد اوسکے لوازم ہیں یعنے خیر پہونچانے کا ارادہ کرنا عذاب نہ کرنا اور یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے اور خلاف ہے طریقہ سلف کے سلف کا طریقہ احادیث اور آیات صفات میں یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری معانی پر محمول ہیں لیکن اونکی حقیقت پروردگار ہی خوب جانتا ہے جیسے پروردگار کی ذات اوسکی حقیقت بھی وہی جانتا ہے اور یہی طریقہ اسلم اور احکم ہے اور یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں گذر چکی ہے

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں چت لیٹنا صغانی اور ابوذر اور ابن عساکر کے نسخوں میں اتنا زیادہ ہے وَمَدِّ الرِّجْلِ اور پاؤں پھیلانا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی ترجمہ عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی سے روایت ہے اونہوں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے ف خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں اس طرح لیٹنے سے ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے یا ممانعت اس حالت میں ہے جب ستر کھلنے کا ڈر ہو اور اجازت اوس حالت میں ہے جب ڈر نہ ہو میں کہتا ہوں دوسری توجیہ اچھی ہے

کیونکہ نسخ صرف احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا اور بیہقی اور بغوی اور ابن بطال وغیرہم نے جزم کیا ہے نسخ کا مازری نے کہا ابوداؤد وغیرہ کی کتاب میں ایک حدیث مروی ہو جس میں ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کی ممانعت مذکور ہے اور یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے پر یہ حدیث قولی ہو اور عام ہے اور امام بخاری نے جو حدیث ذکر کی وہ فعلی ہے تو احتمال ہے کہ جواز خاص ہو حضرتؐ سے لیکن بعد جو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ سے نقل کیا اوس سے نکلتا ہو کہ جواز عام ہے حضرتؐ سے خاص نہ تھا پس تعارض ہوگا اور تعارض کا جواب وہی ہوگا جو خطابی نے دیا حافظؒ نے کہا مازری نے جو کہا کہ یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہو یہ انکی غفلت ہو کیونکہ امام مسلم نے اوسکو روایت کیا جابرؓ سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرتؐ کا فعل جواز ظاہر کرنے کے لیے تھا اور شاید آپؐ نے استراحت کیوقت میں ایسا کیا نہ لوگوں کے مجمع میں کیونکہ مجمع میں جو حضرتؐ بیٹھتے تھے وقار سے بیٹھتے تھے خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں تکیہ لگانا لیٹنا اور استراحت کرنا درست ہے اور داؤدی نے کہا کہ مسجد میں ٹھہرنے والے کو جو ثواب ہے وہ اسکو بھی حاصل ہوگا جو لیٹا رہے مسجد میں اور بیٹھنے والے سے خاص نہیں (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اوسکو لباس اور استیذان میں نکالا اور مسلم نے لباس میں اور ابوداؤد نے ادب میں اور ترمذی نے استیذان میں اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی نے صلوۃ میں **وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ** ترجمہ سعید بن المسیب نے کہا حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں ایسا کرتے تھے **ف** یعنی مسجد میں چت لیٹتے تھے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر یہ تعلیق نہیں ہو بلکہ وعن ابن شہاب عطف ہے پہلے اسناد پر اور جس نے تعلیق سمجھا اوس نے غفلت کی قسطلانی نے کہا حمیدی نے ابن مسعودؓ سے زیادہ کیا کہ حضرت ابوبکرؓ بھی ایسا کرتے تھے اور اس سے رد ہوتا اسکا جو کہتا ہے انکا جواز حضرتؐ سے خاص تھا **بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ** اگر راہ میں مسجد بنا دی بشرطیکہ لوگوں کو نقصان نہ پہونچے تو جائز ہے **وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَاَيُّوْبُ وَمَالِكٌ** اور یہی قول ہے حسن اور ایوب اور مالکؒ کا **ف** مسجد کا بنانا اپنی ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ملک میں ممنوع ہے بالاجماع اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو نقصان نہ پہونچے اور بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا اور یہ قول مروی ہے ربیعہ سے اور عبد الرزاق نے اوسکو نقل کیا علیؓ اور ابن عمرؓ سے لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہو (فتح) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَيَّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ**

وَلَقَدْ يَمُرُّ عَلَيْنَا يَوْمٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ **ترجمہ** اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین نے تو اپنے ماں باپ اور ماں کو (یعنے ابوبکر اور اُم رومان کو) جب سے پہچانا (یعنے جب سے مجھکو ہوش آیا) وہ مسلمان ہی تھے اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ہمارے پاس نہ آوین پھر ابوبکر کے دل مین آیا (جب وہ ابن دغنہ کی پناہ مین دوبارہ مکہ مین لوٹ کر آگئے اور ابن دغنہ نے یہ شرط کی تھی کہ ابوبکر علانیہ خدا کی عبادت نکرین) اُنھون نے اپنے گھر کے سامنے جو زمین خالی ہوتی ہے اوس مین ایک مسجد بنائی وہان نماز پڑھا کرتے اور قرآن پڑھتے تو مشرکون کی عورتین اور بچے تعجب سے کھڑے ہوجاتے اور انکو دیکھتے اور ابوبکر بڑے رونیوالے آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنسوون روک نہ سکتے اس بات نے قریش کے اشراف لوگون کو جو مشرک تھے گھبرا دیا **ف** انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہین ہماری عورتین بچے قرآن سنکر مسلمان نہ ہوجاوین اور اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یون ہے کہ حضرتؐ نے ابوبکر کی مسجد کا حال سنا اور انکو راہ مین مسجد بنانے سے منع نہ کیا حافظ نے کہا مؤلف نے یہ حدیث کتاب الہجرۃ مین طول کے ساتھہ بیان کی ہے اور ہم اسکی شرح خدا چاہے تو وہین بیان کرینگے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو اجارہ اور کفالہ اور ادب اور ہجرت مین بیان کیا اور کچھ غزوہ رجیع مین **بَابُ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ السُّوْقِ** بازار کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہے **ف** مؤلف نے اشارہ کیا کہ یہ جو حدیث وارد ہے کہ بازارین سب مقامون مین بُری ہین اور مسجدین سب مقامون مین بہتر ہین روایت کیا اوسکو بزار وغیرہ نے اسکا اسناد صحیح نہین ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو بازار مین مسجد بنانا روا نہوتا (فتح) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ابوہریرہ سے اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا اور جبیر بن مطعم اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور حاکم نے کہا کہ جبیر کی حدیث صحیح الاسناد ہے پھر حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے صحیح نہین ہے وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ اور عبداللہ بن عون نے نماز پڑھی ایک مسجد مین جو گھر کے اندر تھی اور اسکا دروازہ بند کیا جاتا تھا اون کے اوپر **ف** اس حدیث سے مؤلف نے یہ استدلال کیا کہ جب گھر کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہوا تو بازار کی مسجد مین بھی جائز ہوگا اور دکیا

حنفیہ کا جنہوں نے کہا کہ گھر میں جہاں لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو مسجد بنانا جائز نہیں اور حنفیہ کی کتابوں
میں یہ امر مکروہ لکہا ہے نہ حرام رفیع ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى
صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ
وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً
حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ
مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ﴾ ترجمہ ابو ہریرہؓ
سے روایت ہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز گہر کی اور بازار کی نماز سے اکیلے
پڑہے ہے پچیس درجے زیادہ ثواب رکہتی کیونکہ تم میں سے جب کوئی وضو کرے اچھی طرح اور مسجد میں آوے
صرف نماز ہی کی نیت سی تو ہر ایک قدم پر جو وہ اوٹہاوے گا اوسکا ایک درجہ اللہ تعالی بلند کریگا اور ایک
گناہ اوسکا مٹ جاویگا مسجد میں گہسنے تک پہر جب مسجد کے اندر گیا تو اوسکو نماز کا ثواب ملتا رہیگا جب
تک وہ رکا رہے نماز کیلیے اور فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہیں گے جبتک وہ اوسی جگہ بیٹہا رہے
جہاں نماز پڑہی ہے وہ کہتے رہیں گے یا اللہ بخشدے اوسکو رحم کر اوسپر جبتک وہ تکلیف نہ دے فرشتوں کو
وضو ٹوٹنے سے ف گذر چکا اور کوئی حدث اس حدیث سی بازار میں اکیلے نماز پڑہنے کا جواز نکلا اور
جب اکیلے نماز وہاں جائز ہوئی تو جماعت سی بطریق اولی ہوگی اور یہ حدیث باب الجماعت میں مع فوائد مذکور ہوگی
انشاء اللہ تعالی اور راوی یہی حدیث گذر چکی ہے باب الحدث فی المسجد میں اور نکالا اوسکو مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (ف ق) **بَابُ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ** اونگلیاں ایک
ہاتہ کی دوسرے ہاتہ کی اونگلیوں کے اندر ڈالنا مسجد میں ہو یا اور کہیں جائز ہے ﴿حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ
عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ
شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ﴾ ترجمہ ابن عمر یا ابن عمرو بن عاص سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتہ کی اونگلیوں کو دوسرے ہاتہ کی اونگلیوں میں ڈالا عربی میں اسکو
تشبیک کہتے ہیں قسطلانی نے کہا صحابی کے نام میں واقد نے شک کیا جو راوی ہے اس حدیث کا ﴿وَقَالَ
عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ فَلَمْ اَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ

واقدٌ عن ابیہ قال سمعتُ ابی وھو یقول قال عبدُ اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبدَ اللہ بنَ عمرٍو کیف بک اذا بقیتَ فی حُثالۃٍ من الناس بھٰذا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو چند کمینے لوگون مین رہجاویگا **ف** اس حدیث کو امام بخاری نے عاصم بن علی سے روایت کیا معلقاً اونھون نے عاصم بن محمد سے انہون نے کہا مین نے اس حدیث کو اپنے باپ محمد بن زید سے سُنا لیکن مجھکو یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اسکو درست کردیا اپنے باپ سے اُنہون نے کہا مینے سُنا اپنے باپ محمد بن زید سے وہ کہتے تھے عبد اللہ بن عمرو نے کہا اخیر تک یہ وہی حدیث ہے جسکا ایک ٹکڑا امام بخاری نے اوپر دوسری سند سے ذکر کیا حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابرہیم حربی نے وصل کیا غریب الحدیث مین اور بیان کیا اوسکو حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین ابو مسعود سے اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ اونکے عہد اور امانتین بگڑجاوینگی اور وہ اختلاف کرینگے اور اسطرح ہوجاوینگے اور آپنے تشبیک کی اونگلیون کی اخیر حدیث تک (فتح) حدثنا خلاد بن یحیی قال حدثنا سفیان عن ابی بردۃ بن عبد اللہ بن ابی بردۃ عن جدہ عن ابی موسی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کےلیے دیوار کی طرح ہے جیسے دیوار کا ایک ٹکڑا مضبوط رہتا ہے دوسرے ٹکڑے کی وجہ سے اسیطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کو قوت ہوتی ہے) اور تشبیک کی آپنے اپنی انگلیون کی **ف** اس حدیث کو مؤلف نے ادب اور مظالم مین بھی نکالا اور ترمذی نے بر مین اور نسائی نے (ق)

حدثنا اسحاق قال حدثنا ابن شمیل قال اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احدی صلوتی العشی قال ابن سیرین قد سمّاھا ابو ھریرۃ ولکن نسیتُ انا قال فصلی بنا رکعتین ثم سلم فقام الی خشبۃ معروضۃ فی المسجد فاتکأ علیھا کانہ غضبان ووضع یدہ الیمنی علی الیسری وشبک بین اصابعہ ووضع خدہ الایمن علی ظھر کفہ الیسری وخرجت السرعان من ابواب المسجد فقالوا اقصرت الصلوۃ وفی القوم ابوبکر وعمر فھابا ان یکلماہ وفی القوم رجل فی یدیہ طول یقال لہ ذو الیدین قال یا رسول اللہ انسیت ام قصرت الصلوۃ قال لم انس ولم تقصر

فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ ۔ ترجمہ ابوہریرہؓ

سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں میں سے (یعنے ظہر یا عصر کی نماز) ایک نماز پڑھائی - ابن سیرین نے کہا ابوہریرہؓ نے اوس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا ابوہریرہؓ نے کہا تو آپنے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور ایک لکڑی کی طرف تشریف لے گئے جو آڑی پڑی تھی مسجد کے کونے میں آپنے اوس پر ٹیکا دیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ غصے میں ہیں آپنے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں میں تشبیک کی (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور اپنا داہنا گال اپنے بائیں پہونچے پر رکھا اور جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد کے دروازوں میں سے باہر چلدیے تب لوگوں نے (آپس میں) کہا کیا نماز قصر ہوگئی (یعنے پروردگار کی طرف سے چار رکعتوں کے بدل دو رکعتیں رہ گئیں) اون لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے لیکن وہ دونو ڈرے آپسے بات کرنے میں (اسلیے کہ بادشاہ کا رعب مقرب لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کا ایمان اور صحابہ کی نسبت زیادہ قوی تھا اور جتنا ایمان زیادہ ہوگا اتنا ہی خدا اور رسول کی عظمت اور بزرگی دل میں زیادہ ہوگی) اور لوگومیں ایک شخص تھا جسکے دونوں ہاتھ لمبے تھے اوسکو ذوالیدین کہتے تھے (یعنے دو ہاتھ والا) اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے یا نماز قصر ہوگئی آپنے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز قصر ہوئی (یہ آپنے اپنے گمان کے موافق فرمایا اور یہ کذب نہیں ہے) پھر آپنے (لوگوں سے) فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتا ہے اونہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ سنکر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوٹ گئی تھی اوسکو ادا کیا پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدہ کی طرح یا اوس سے لمبا پھر سر اوٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدہ کے برابر یا اوس سے لمبا پھر سر اوٹھایا اور اللہ اکبر کہا - لوگوں نے ابن سیرین سے (جو راوی ہیں اس حدیث کے) کبھی پوچھا پھر سلام پھیرا (یعنے دونوں سجدوں کے بعد) اونہوں نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ عمران بن حصین نے کہا پھر سلام پھیرا ف یعنی سجدہ سہو کے بعد دوبارہ سلام پھیرا جیسے حنفیہ کا قول ہے - حافظ نے کہا ابن سیرین کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونہوں نے یہ مضمون خود عمران سے نہیں سنا اور ابوداؤد اور ترمذی نے اشعث کی طریق سے نکالا اونہوں نے ابن سیرین سے اونہوں نے خالد حذا سے اونہوں نے ابوقلابہ سے اونہوں نے اپنے چچا ابوالمہلب سے اونہوں نے عمران بن حصین

سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی پہر سہو کیا تو دو سجدے کیے پہر تشہد پڑہا پہر سلام پہیرا اس
اسناد میں ابن سیرین اور عمران بن حصین کے واسطے میں جنکو ابن سیرین نے اس روایت میں مبہم رکہا اور اس
حدیث کو مولف نے سہو میں نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ حافظ نے کہا ابوموسیٰ
کی حدیث سے مطلق تشبیک کا جواز نکلتا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث سے مسجد میں تشبیک کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جب
مسجد میں جائز ہوئی تو اور مقاموں میں بطریق اولیٰ جائز ہوگی ابن بطال نے کہا امام بخاری اس مسئلہ کو اسلیے
لائے کہ تشبیک کی ممانعت میں مسجد کے اندر کچہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں تو انہوں نے اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت
نہیں ہیں اون میں سے بعض مرسل ہیں اور بعض مسند اور مسند سے مراد انکی شاید کعب بن عجرہ کی حدیث ہے کہ
حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے پہر مسجد جانے کے قصد سے نکلے تو تشبیک نہ کرے کیونکہ وہ نماز
میں ہے نکالا اسکو ابوداؤد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور اس حدیث کے اسناد میں اختلاف
ہے اور اسی وجہ سے بعضوں نے ضعیف کہا اسکو اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا جب کوئی تم میں سے
نماز پڑہتا ہے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک نہ کرے اسلیے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور تم میں سے ایک نماز ہی میں ہے
جبتک وہ مسجد میں ہے یہانتک کہ مسجد سے باہر نکلے اور اسکی اسناد میں ایک ضعیف اور مجہول ہے اسماعیلی
نے دونوں روایتوں میں جمع کیا اس طور سے کہ ممانعت جبتک ہے کہ نماز پڑہ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو بعضوں نے
کہا تشبیک منع ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوس سے نیند آتی ہے اور بعضوں نے کہا وہ صورت ہے اختلاف کی اسلیے
آپ نے اوسکو برا جانا اور باقی بحث ابن عمر کی حدیث کی کتاب الفتن میں اور ابوموسیٰ کی حدیث کی کتاب الادب
میں اور ابوہریرہ کی حدیث کی سجدہ سہو میں آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ (فتح مختصراً) مترجم کہتا ہے اس حدیث سے
یہ نکلا کہ سہواً بات کر لینے سے یا مسجد سے نکل جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی گو حنفیہ اسکے خلاف ہیں ۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اون مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہیں اور اون مقاموں کا ذکر جہاں حضرت
نے نماز پڑہی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا
مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَاَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرَّى اَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ
اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَاَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ
وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ وَسَاَلْتُ سَالِمًا فَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا وَافَقَ

نَافِعًا فِی الْاَمْكِنَةِ كُلِّهَا اِلَّا اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِیْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ ترجمہ موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے اونہون نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ راہ میں چند مقاموں کو ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ اون کے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) اون مقاموں میں نماز پڑھتے تھے اور اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اون مقاموں میں نماز پڑھتے دیکھا اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی نافع نے اونہون نے روایت کی ابن عمر سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے اُن مقاموں میں اور میں نے پوچھا سالم سے تو اونہون نے بھی موافقت کی نافع کی سب مقاموں میں البتہ اون دونون نے اختلاف کیا اوس مسجد میں جو شرف الروحا میں ہے ف شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس ۳۶ میل پر جیسے مسلم نے اذان میں نکالا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں تیس میل پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مقام کے حق میں فرمایا کہ یہ ایک وادی ہے جنت کی وادیوں میں سے اور مجھ سے پہلے یہاں ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے اور یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرے کی نیت سے گذرے تھے حافظ نے کہا ان حدیثوں کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر برکت کے لیے اُن مقاموں میں نماز پڑھتے تھے اور اتباع سنت میں اون کا تشدد مشہور ہے اور یہ معارض نہیں اوس روایت کو جو حضرت عمر سے مروی ہے کہ اونہون نے سفر میں لوگوں کو دیکھا ایک جگہ کیطرف جلدی جاتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ میں نماز پڑھی تھی حضرت عمر رض نے کہا جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے نہیں تو آگے چلا جاوے کیونکہ اہل کتاب ہلاک ہوگئے اسوجہ سے کہ اونہون نے اپنے پیغمبرون کے آثار کو ڈھونڈھا اون کے پیچھے پڑے اونکو گرجا اور چرچ کر لیا کیونکہ مراد حضرت عمر کی یہ تھی کہ خالی اس قسم کے آثار کی زیارت کرنا بغیر نماز کی نیت کے بیفائدہ ہے اور اونہون نے اوسکو مکروہ جانا یا اونہون نے یہ خیال کیا کہ بعض جاہل بیوقوف لوگ اس امر کو واجب سمجھنے لگیں گے اور ابن عمر ان دونون امروں سے محفوظ تھے اور اوپر عتبان کی حدیث گذر چکی ہے کہ اونہون نے حضرت صلعم سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیجیے تاکہ میں اوسکو مصلے بنالوں اور حضرت صلعم نے انکی درخواست کو منظور کیا پس وہ حجت ہے اس امر کی کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے (فتح الباری) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهِ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي

فاذا ظهر من بطن واد

الحليفة وكان اذا رجع من غزو وكان في تلك الطريق او في حج او عمرة هبط من بطن واد اناخ
بالبطحاء التي على شفير الوادي الشرقية فعرس ثم حتى يصبح ليس عند المسجد الذي بحجارة
ولا على الاكمة التي عليها المسجد كان ثم خليج يصلي عبد الله عنده في بطنه كثب كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يصلي فدحا فيه السيل بالبطحاء حتى دفن ذلك المكان
الذي كان عبد الله يصلي فيه وان عبد الله بن عمر حدثه ان النبي صلى الله عليه وسلم
صلى حيث المسجد الصغير الذي دون المسجد الذي بشرف الروحاء وقد كان عبد الله يعلم
المكان الذي كان فيه النبي صلى الله عليه وسلم يقول ثم عن يمينك حين تقوم في المسجد
تصلي وذلك المسجد على حافة الطريق اليمنى وانت ذاهب الى مكة بينه وبين المسجد الاكبر
رمية بحجر او نحو ذلك وان ابن عمر كان يصلي الى العرق الذي عند منصرف الروحاء وذلك
العرق انتهاء طرفه على حافة الطريق دون المسجد الذي بينه وبين المنصرف وانت ذاهب
الى مكة وقد ابتني ثم مسجد فلم يكن عبد الله يصلي في ذلك المسجد كان يتركه عن
يساره ووراءه ويصلي امامه الى العرق نفسه وكان عبد الله يروح من الروحاء فلا يصلي
الظهر حتى ياتي ذلك المكان فيصلي فيه الظهر واذا اقبل من مكة فان مر به قبل الصبح
بساعة او من اخر السحر عرس حتى يصلي بها الصبح وان عبد الله حدثه ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان ينزل تحت سرحة ضخمة دون الرويثة عن يمين الطريق ووجاه الطريق في
مكان بطح سهل حتى يفضي من اكمة دوين بريد الرويثة بميلين وقد انكسر اعلاها فانثنى
في جوفها وهي قائمة على ساق وفي ساقها كثب كثيرة وان عبد الله بن عمر حدثه ان
النبي صلى الله عليه واله وسلم صلى في طرف تلعة من وراء العرج وانت ذاهب الى هضبة
عند ذلك المسجد قبران او ثلاثة على القبور رضم من حجارة عن يمين الطريق عند سلمات
الطريق بين اولئك السلمات كان عبد الله يروح من العرج بعد ان تميل الشمس بالهاجرة
فيصلي الظهر في ذلك المسجد وان عبد الله بن عمر حدثه ان رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم نزل عند سرحات عن يسار الطريق في مسيل دون هرشى ذلك المسيل لاصق بكراع
هرشى بينه وبين الطريق قريب من غلوة وكان عبد الله يصلي الى سرحة هي اقرب السرحات

إِلَى الطَّرِيقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيلِ الَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذَلِكَ الْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ حَتَّى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ

ترجمہ نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر نے اون سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں اترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور جہان سے مدینہ والے احرام باندھتے ہین) جب عمرہ کرتے تھے اور حج میں جب آپ نے حج کیا تھا (یعنے حجۃ الوداع) ببول کے درخت کے تلے اوس جگہہ مین جہان اب مسجد ہے ذوالحلیفہ کی اور آپ جب اوس جہاد سے لوٹتے جو اس رستے مین (یعنے ذوالحلیفہ کی راہ مین) ہوتا یا حج اور عمرہ سے تو وادی کے نشیب سے اوترتے (یعنے وادی عقیق کے) جب نشیب سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحا مین بٹھاتے (بطحا رکہتے ہین پانی بہنے کی جگہہ کو جو کشادہ ہو اور وہان باریک باریک کنکریان پانی کے بہنے سے اکٹھا ہون) وہ بطحا جو وادی کے کنارے پر پورب کیطرف ہے رات کو وہین آرام فرماتے صبح تک یہ مقام اوس مسجد کے پاس نہین ہے جو پتھر سے بنی ہے نہ اوس ٹیلے کے پاس جس پر مسجد ہے اوس جگہہ ایک گہرا نالہ تھا عبداللہ بن عمر اوس کے پاس نماز پڑھتے اوسکی پیٹ مین چند ٹیلے تھے یہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہان نماز پڑھتے تھے پھر پانی وہان کنکریان بہا کر لے گیا یہانتک کہ وہ جگہہ پاٹ دی جہان عبداللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے ۔ ۱۳ ۔ اور عبداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اوس جگہہ پر جہان اب چھوٹی مسجد ہے اوس مسجد سے ورے جو شرف روحا میں ہے اور عبداللہ اوس جگہہ کو پہچانتے تھے جہان حضرت نے نماز پڑھی تھی یا اوس جگہہ کی نشانی بتلاتے تھے تو کہتے تھے وہ اس مقام پر ہے تیرے داہنی طرف جب

تو مسجد مین نماز پڑہنے کو کہڑا ہوا اور یہ مسجد راہ کے داہنے کنارے پر ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس مسجد اور بڑی مسجد مین ایک پتھر کی مار کا یا کچہ ایسا ہی فاصلہ ہے اور عبد اللہ بن عمر عرق کی طرف نماز پڑہتے تہے (عرق چہوٹا پہاڑ یا عرق الظبیہ جو ایک وادی ہے) جو روحا کے آخر مین ہے اور یہ عرق کا کنارہ راہ کے کنارے پر ختم ہوا ہے اوس مسجد سے قریب جو اُسکے یعنی عرق کے اور روحا کے آخر کے بیچ مین ہے مکہ کو جاتے ہوئے وہان پر ایک مسجد بنگئی ہے عبد اللہ اوس مسجد مین نماز نہین پڑہتے تہے بلکہ اوسکو بائین طرف اور پیچہے چہوڑ دیتے تہے اور مسجد کے آگے نماز پڑہتے تہے خود عرق کی طرف اور عبد اللہ روحا سے چلتے دوپہر ڈہلنے کے بعد تو ظہر نہ پڑہتے جبتک اُس مقام پر نہ آتے وہان آکر ظہر پڑہتے اور جب مکہ سے آتے اور فجر کے وقت سے ایک ساعت پہلے وہان پہونچتے یا آخر سحر کو (یعنی جب صبح صادق مین ایک ساعت سے کم باقی رہتا) تو وہان اوترتے صبح کی نماز پڑہنے تک۔

۳ - اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے تلے اوترتے جو رویثہ کے پاس ہے (وہ ایک گاوُن ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر) راہ کی داہنی جانب اوسکی سامنے کشادہ نرم ہموار جگہہ مین یہانتک کہ نکلتے اوس ٹیلے سے جو رویثہ کے راہ سے دو میل پر ہے یا رویثہ کے اوس مقام سے جہان قاصد اوترتے ہین دو میل پر ہے اوس درخت کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ مین دوہرا ہوگیا ہے اور ایک شاخ پر کہڑا ہے اوسکی جڑ مین ڈہیرے مین ریتی کے ۴ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی پہاڑ کے کنارے مین جو اوپر سے نیچے کو بہتی ہے عرج کے پیچہے (وہ ایک گاوُن ہے رویثہ سے تیرہ یا چودہ میل پر) ہضبہ کو جاتے ہوئے (ہضبہ وہ پہاڑ ہے جو زمین پر پہیلا ہو بعضون نے کہا لنبا) ایک پتھر اوس مسجد کے پاس دو یا تین قبرین ہین اور قبرون پر پتھر تلے اوپر رکہے ہین رستہ سے داہنی طرف اُن گنڈون کے پاس جو راہ پر ہین یا اون درختون کے پاس جو راہ پر ہین اون کے بیچ مین عبد اللہ عرج سے چلتے تہے دوپہر ڈہلنے کے بعد تو ظہر کی نماز اوس مسجد مین پڑہتے ۵ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم درختون کے پاس اوترے بائین جانب راہ کے پہاڑ ہرشا کے پاس (ہرشا ایک پہاڑ ہے مدینہ اور شام کی راہون کے ملاپ پر جحفہ کے قریب) یہ پہاڑ ہرشا کے کنارے سے لگی ہوئی ہے اوس مین اور راہ مین ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے یا گہوڑے کی دوڑ کا اور عبد اللہ بن عمر اوس درخت کی طرف نماز پڑہتے تہے جو سب درختون مین راہ سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لنبا ہے ۶ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پہاڑ مین اوترتے تہے اسکے نالی

میں (اعنی مر الظہران کی نشیب میں ہے جسکو اب بطن مر کہتے ہیں) مدینہ کے سامنے پڑتا ہے اوسکے بیچ جو صفروات
سے اوتری (صفروات وہ نالی اور پہاڑ جو مر الظہران کے بعد آتے ہیں) آپ اوس نالے کے نشیب میں اترتے تھے
راہ کے بائیں طرف مکہ کو جاتے ہوئے آپکے اوترنے کے مقام میں اور راہ میں ایک پتھر کی مار سے زیادہ فاصلہ نہ تھا

۷ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں اترتے تھے
(وہ ایک مقام ہے مکہ میں) اور رات کو وہیں رہتے صبح تک صبح کی نماز پڑھکر مکہ میں آتے اور آپکی نماز کیجگہ
ذی طوی میں ایک سخت ٹیکری پر ہے اوس جگہ نہیں جہاں اب مسجد بن گئی ہے بلکہ اوس سے نیچے سخت ٹیکری پر

۸ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منہ کیا پہاڑ کے دونوں
کونوں کیطرف جن میں سے اندر گھستے ہیں اور یہ پہاڑ آپکے اور لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبہ کیطرف تو عبد اللہ
نے اوس مسجد کو جو وہاں بنی ہے بائیں طرف کیا اوس مسجد کے جو ٹیکری کے کنارے پر ہے اور جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مقام اوس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر ٹیکری سے دس ہاتھ چھوڑکر یا اوس سے کچھ زیادہ وہاں
تو نماز پڑھے تو تیرا منہ پہاڑ کے درے کے دونو کونوں کیطرف ہوگا یعنے اوس پہاڑ کے جو تیرے اور کعبے کے بیچ
میں ہے ف قسطلانی نے کہا ابن عمر کا نماز پڑھنا ان مقاموں میں بطور تبرک کے تھا اور یہ اوسکے خلاف
نہیں جو حضرت عمر سے مروی ہے کیونکہ حضرت عمر رض نے اوس حال میں اسکو مکروہ رکھا جب کوئی واجب اور ضروری
سمجھکر ایسا کرے اور عبد اللہ بن عمر ایسے خیال سے محفوظ تھے بلکہ بغوی نے کہا جو شافعیہ میں سے ہیں کہ جن
مسجدوں میں حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے اگر کوئی اون میں سے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکا
ایفا لازم آویگا جیسے مسجد حرام یا مسجد نبوی یا مسجد اقصے میں نماز پڑھنے کی نذر کرے غرض یہ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا ڈھونڈھنا اس میں تبرک ہے اور آپکی تعظیم ہے اور خلاف عبد اللہ کا اپنے
باپ سے ترا اختلاف ہے اور حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ اتباع بہتر ہے ابتداع سے اور حضرت عمر نے یہ جتلایا کہ
سوا ان تین مسجدوں کے اور مسجدیں جن میں حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے شعائر میں داخل نہیں ہیں نہ اون کا حکم
ان تین مسجدوں کے مثل ہے عظمت اور بزرگی میں اور اس زمانہ میں ان مسجدوں سے جنکا ذکر اس حدیث
میں ہے کوئی پہچانی نہیں جاتی سوا ذو الحلیفہ کی مسجد کے اور روحا کی مسجدوں کے انکو وہاں والے
پہچانتے ہیں اس حدیث میں نو حدیثیں مذکور ہیں اونکو حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نکالا متفرق طور پر لیکن
تیسری حدیث کو نہیں نکالا اور مسلم نے آخری حدیث کو نکالا کتاب الحج میں انتہی حافظ نے کہا مسلم نے اخیر کی

دونون حدیثون کو نکالا اور ترمذی نے عمرو بن عوف سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑھی وادی روحا مین اور
فرمایا کہ یہان ستر نبیون نے نماز پڑھی ہی اور امام بخاری نے اون مسجدون کا ذکر کیا جو مدینہ کی راہ مین ہین اور
جو مسجدین خاص مدینہ مین تہین جنمین حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہی اونکا ذکر نہین کیا اسلیے کہ اونکا اسناد اون کی
شرط پر نہوگا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ مین اون سب مقامون اور مسجدون کا ذکر کیا ہے جن مین حضرت صلعم نے
نماز پڑھی ہی مدینہ مین اور ابو غسان نے کئی علما سے نقل کیا کہ مدینہ اور مدینہ کے اطراف مین جتنی مسجدین نقشی
پتھرون سے بنی ہوئی ہین اون سبمین آپنے نماز پڑھی ہے اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے اپنے زمانے مین لوگون
سے ایسے مقام دریافت کرکے وہان مسجدین بنادی تہین نقشی پتھر کی اور عمر بن شبہ نے اون مین سے اکثر
مقامون کو معین کیا ہی مگر اس زمانے مین وہ اکثر مقام مٹ گئے اور مشہور مسجدین جو اس زمانے تک باقی ہین
وہ مسجد قبا ہی اور مسجد فضیخ جو مسجد قبا سے مشرق کیطرف ہی اور مسجد بنی قریظہ اور مشربہ ام ابراہیم اور وہ مسجد قریظہ
کے شمال مین ہی اور مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کیطرف اوسکو مسجد البغلہ کہتے ہین اور مسجد بنی معاویہ اوسکو مسجد
الاجابت کہتے ہین اور مسجد فتح جو سلع پہاڑ کے پاس ہے اور مسجد قبلتین جو بنی سلمہ مین ہے ہمارے بعض مشائخ
نے ایسا ہی بیان کیا اور فائدہ اون مسجدون کے پہچاننے کا وہی ہے جو بغوی نے ذکر کیا البغوی کا قول اوپر
گذرا قسطلانی کے نقل سے حافظ صاحب نے بہی وہی قول بغوی کا نقل کیا اور اسکو تسلیم رکہا) واللہ اعلم تمام
ہوئے ابواب ساجد کے اسرج جلال الدین کے فضل سے مساجد کے متعلق وہ حدیثین جو امام بخاری
نے نہین نکالین ملے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے یعلے بن مرہ سے کہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ایک تنگ جگہہ مین پہونچے آپ اونٹ پر سوار تہے اور آسمان سے پانی برس رہا تہا اور
نیچے زمین تر تہی اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپنے حکم دیا موذن کو اوسنے اذان کہی اور تکبیر کہی پہر آپ آگے
بڑہے اور نماز پڑہی اپنے اونٹ پر سوار رہکر اشارے سے اور سجدے کو آپ نیچا کرتے رکوع سے اور ایسا ہی ثابت ہی
انس سے صحیح کہا اوسکو عبد الحق نے اور ترمذی نے حسن کہا اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا شوکانی نے کہا اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز بہی اونٹ پر درست ہے جیسے بعض علما کا مذہب ہے اور کشتی مین تو بالاجماع
نماز جائز ہے اور ظاہر یہ ہی کہ سفر مین اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر بہی فرض درست ہوگا اسلیے کہ کوئی امر
اس سے مانع نہین سوا اجماع کے اور اجماع نہین ہی سواری پر فرض نہ جائز ہونے پر ترمذی نے امام احمد اور اسحاق
سے نقل کیا کہ وہ دونو کہتے ہین فرض نماز اونٹ پر جائز ہے جب کیچڑ ہو نماز پڑہنے کے لیے جگہہ نہ پاوے اور عراقی

فرض نماز عذر سے سواری پر

لے شرح ترمذی مین امام شافعی سے بہی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر مین جانور پر قافلے
مین ہو اور فرض کے لیے اوترنے مین کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہکر نماز پڑہ لیوے لیکن اوسکا
اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۲) ابوداؤد اور ترمذی
نے انس سے حضرت نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہانتک کہ اوس کچری کا ثواب بہی جسکو آدمی
مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بہی میرے سامنے لائے گئے تو مین نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکہا کہ آدمی
کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پہر اوسکو بہولجاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا
ابن رسلان نے کہا مین نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد مین سے کوڑا نکالے یا راہ مین سے ایذا دینے والی چیز
ہٹادے تو اوسوقت لا اله الا الله کہے تاکہ ایمان کی اعلی اور ادنی دونون شاخین اوسکو حاصل ہوجاوین اور
اس حدیث مین ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکہنے کی (۳) پانچون عالمون نے سوا نسائی کے حضرت عائشہ رض
سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گہرون مین مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکہنے کا اور
امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت نے اپنے گہرون مین مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو
صاف رکہنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابوداؤد کی روایت مین ہے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسجدین بنانے
کا گہرون مین اور اونکو اچہی طرح طیار کرنے کا اور پاک کرنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح
ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردون کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور بہتر
یہ ہے کہ جہان نماز پڑہنے کی جگہہ ہے یا سجدہ کی جگہہ وہان خوشبو لگائی جاوے اور بعضون نے کہا خوشبو سے
دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابوداؤد نے ابو حمید اور
ابو اسید سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین جاوے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب
باہر نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرت جب مسجد مین جاتے
تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد مین جاوے تو سلام کرے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے یون کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم
اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت مین ہے یون کہے اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت مین یون ہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ

ف مسجد سے کوڑا نکالنے کا ثواب

ف گھروں میں مسجد بنانا

ف مسجد میں جاتے وقت اور نکلتے وقت کیا دعا پڑھے ۱۲

لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا یوں کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا انہی سے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن سنی نے انس سے نکالا کہ حضرت جب مسجد میں جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰہُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ اوسکی اسناد میں سالم بن عبد الاعلی ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے مسجد ہے جب تو مسجد میں جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ جب مسجد سے نکلو تو سلام بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہے اَللّٰہُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا سے یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ زہرا کو نہیں پایا اور لیث اگر ابوسلیم کا بیٹا ہے تو اس میں بھی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا جب مسجد سے نکلے تو یوں کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یوں کہے اللہ تعالی نہ دلاوے تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدیں اسلیے نہیں بنیں اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ سے کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا تو کہا کون بلا دیگا مجھکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت نے فرمایا خدا کرے تو نہ پاوے مسجدیں جس کام کے لیے بنی ہیں اوسی کے لیے بنی ہیں (مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکھانے میں بھی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد میں آوے نیک بات سیکھنے کیلیے یا سکھانے کیلیے اسکی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

نے شرح ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر میں جانور پر قافلے
میں ہو اور فرض کے لیے اوترنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہکر نماز پڑھ لیوے لیکن اوسکا
اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۳) ابو داؤد اور ترمذی
نے انس سے حضرتؐ نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہانتک کہ اوس کچری کا ثواب بھی جسکو آدمی
مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے لائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ آدمی
کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پھر اوسکو بھول جاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا
ابن رسلان نے کہا میں نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد میں سے کوڑا نکالے یا راہ میں کو ایذا دینے والی چیز
ہٹا دے تو اوس وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہو جاویں اور
اس حدیث میں ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکھنے کی (۴) پانچوں عالموں نے سوا نسائی کے حضرت عائشہؓ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گھروں میں مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا اور
امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرتؐ نے اپنے گھروں میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو
صاف رکھنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسجدیں بنانے
کا گھروں میں اور اونکو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح
ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردوں کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور معتبر
یہی ہے کہ جہاں نماز پڑھنے کی جگہہ ہے یا مسجد ہی کی جگہہ وہاں خوشبو لگائی جاوے اور بعضوں نے کہا خوشبو سے
دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۵) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابوداؤد نے ابو حمید اور
ابو اسید سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب
باہر نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرتؐ جب مسجد میں جاتے
تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے یوں کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم
اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت میں یہی یوں ہے کہے اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ الخ ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت میں یوں ہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ

ف مسجد سے کوڑا نکالنے کا ثواب

ف گھروں میں مسجد بنانا

ف مسجد میں جاتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھے

لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ ہو۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں یون ہی بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت مین بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا یون کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا اونہی سے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن سنی نے انس سے نکالا کہ حضرت جب مسجد مین جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ اوسکی اسناد مین سالم بن عبد الاعلی ہے اور حاکم نے مستدرک مین نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر مین کہ مراد اس سے مسجد ہی جب تم مسجد مین جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ جب مسجد سے نکلے تو سلام بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت مین ہے یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اخیر۔ ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت مین حضرت فاطمہ زہرا سے یون ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ زہرا کو نہین پایا اور لیث اگر ابو سلیم کا بیٹا ہے تو اس مین بھی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا جب مسجد سے نکلے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی روایت مین ہی یون کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد مین گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یون کہے اللہ تعالی نہ دلاوے تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدین اسلیے نہین بنین اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ سے کہ ایک شخص نے مسجد مین پکارا اور کہا کون بلا دیگا مجھکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت نے فرمایا خدا کرے تو نہ پاوے مسجدین جس کام کے لیے بنی ہین اوسی کے لیے بنی ہین (مسجد مین آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکھانے مین بھی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد مین آوے نیک بات سیکھنے کیلیے یا سکھانے کیلیے وہ اوسکی طرح ہے جو اللہ کی راہ مین جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہی جیسے اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

شوکانی نے کہا اوسکی اسناد میں سبب ضعف یہ ہے ہیں سوا حاتم بن اسماعیل کے اوسکو بھی ابن سعد نے سچا کہا اور کہا کہ وہ وہم کرتا تھا اور نکالا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور مراد حضرتؐ کی اور مطلب ہے وہ کام ہے جو تعلیم اور تعلم کے سوا ہو یعنی اگر خیر نہ ہو تو نماز اور ذکر اور اعتکاف اور تمام عبادات تعلیم اور تعلم کے مثل ہیں (۷) امام احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی نے حکیم بن حزام سے کہ حضرتؐ نے فرمایا مسجدوں میں حدیں قائم نہ کیجاویں نہ قصاص لیا جاوے اور اسکو نکالا حاکم اور ابن سکن اور بیہقی نے بھی حافظ نے کہا تلخیص میں اوسکی اسناد میں کچھ برائی نہیں اور بلوغ المرام میں کہا کہ اوسکا اسناد ضعیف ہے اور اس باب میں ابن عباس سے ترمذی نے نکالا اور ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں اسمٰعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے اور بزار نے جبیر بن مطعم سے نکالا اوسکی سند میں واقدی ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اوسکی سند میں ابن لہیعہ ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں حد قائم کرنا یا قصاص لینا حرام ہے (نیل) (۸) ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب تم دیکھو اوسکو جو بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں فائدہ نہ دیوے اور جب تم دیکھو اوسکو جو مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے چلاتا ہے تو کہو اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھکو نہ پھیرے شوکانی نے کہا نسائی نے اس حدیث کو عمل الیوم واللیلہ میں نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور پانچوں اماموں اور ابن خزیمہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید نے اور بیچنے سے اور اس میں شعر پڑھنے سے اور گمی ہوئی چیز کے لیے چلانے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلی حلقہ باندھکر بیٹھنے سے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید نے کہا عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے اور اس باب میں بریدہؓ سے روایت کیا مسلم اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور جابر سے نسائی نے اور انس سے طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ابوہریرہؓ سے اور طریق سے مسلم نے اور سعد بن ابی وقاص سے بزار نے اوسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور ابن مسعود سے بزار نے اور طبرانی نے اور ثوبان سے طبرانی نے اور یہ ثوبان وہ نہیں ہیں جو مولی تھے حضرتؐ کے انکو ابن حبان اور ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا البتہ ابن مندہ نے انکو ذکر کیا اور معاذ بن جبل سے طبرانی نے اور ابن عمر سے ابن ماجہ نے اور واثلہ بن اسقع سے ابن ماجہ نے اور عصمہ سے طبرانی نے اور ابو سعید سے ابن ابی حاتم نے علل میں اور دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت حرام ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حق یہ ہے کہ حرام ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ

ف مسجدوں میں حد یا قصاص جاری کرنا

ف مسجد میں خرید و فروخت کرنا

ف مسجد میں گمی ہوئی چیز ڈھونڈنا

ف مسجد میں شعر پڑھنا

ف مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنا

مسجد میں بیع اور شرا مکروہ نہیں لیکن یہ قول مردود ہے احادیث سے اور حنفیہ نے کہا اگر کثرت سے بیع اور شرا کرے مسجد میں تو مکروہ ہے اور جو کمتر کرے تو مکروہ نہیں اور یہ فرق بیدلیل ہے لیکن شعر پڑھنا تو حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں جائز نہیں اور معارض ہے اوسکے عمر اور حسان کا قصہ (جو اوپر گذرا) اور امام احمد نے جابر بن سمرہ سے نکالا اونہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سو بار سے زیادہ مسجد میں حاضر ہوا آپ کے اصحاب شعر پڑھتے تھے اور جاہلیت کی باتیں بیان کرتے تھے کبھی آپ اونکے ساتھ تبسم کر دیتے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اوس میں یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا سو بار سے زیادہ آپکے اصحاب شعر پڑھتے تھے اور جاہلیت کی کچھ باتوں کا تذکرہ کرتے تھے آپ خاموش رہتے کبھی تبسم فرماتے اون کے ساتھ اور ان حدیثوں میں دو طرح سے جمع ہوا ہے ایک یہ کہ ممانعت تنزیہا ہے اور جواز رخصت ہے دوسرے یہ کہ رخصت عمدہ شعر پڑھنے کے لیے ہے جیسے وہ شعر جن میں مشرکوں کی ہجو ہو یا آنحضرت کی مدح ہو اور ممانعت اون شعروں سے ہے جن میں تفاخر ہو یا ہجو ہو اور امام نسائی نے یہ باب بنایا ہے کہ شعر پڑھنے کا جواز مسجد میں اور ذکر کیا قصہ حسان کا حضرت عمر کے ساتھ اور امام شافعی نے کہا کہ شعر کلام ہے تو اچھا اوس میں کا اچھا ہے اور برا برا ہے اور یہ مضمون مرفوعًا وارد ہوا ہے کئی حدیثوں میں ابو یعلے نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال ہوا شعر سے آپ نے فرمایا وہ کلام ہے اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا ہے عراقی نے کہا اوسکا اسناد حسن ہے اور نکالا اوسکو بیہقی نے اپنی سنن میں ابو یعلی کے طریق سے پھر کہا کہ وصل کیا اوسکو ایک جماعت نے اور صحیح اوسکا ارسال ہے اور طبرانی نے اوسط میں نکالا عبد اللہ بن عمر سے کہ حضرت نے فرمایا شعر بمنزل کلام کے ہے اوسکا اچھا اچھی کلام کیطرح ہے اور برا برے کلام کیطرح ہے ابن عربی نے کہا مسجد میں شعر پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ اوس میں دین کی تعریف ہو اور شرع کی پیروی کی ترغیب ہو اگرچہ اوس میں شراب کی تعریف ہو اوسکی بو یا رنگ کی کیونکہ کعب بن زہیر نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی شعر پڑھے مسجد میں اور اون میں شراب کا ذکر تھا مطلع اونکے شعروں کا یہ ہے بانت سعاد فقلبی الیوم متبول بیان تک کہ سعاد کی تھوک کی تعریف میں اونہوں نے کہا کانہ منھل بالراح معلول یعنی شراب گویا اوس میں ملا ہوا ہے عراقی نے کہا اس قصیدے کو ہمنے کئی طریقوں سے روایت کیا لیکن کوئی طریقہ صحیح نہیں ہے اور ابن اسحاق نے اوسکو بسند منقطع نقل کیا ہے اور جو یہ قصیدہ کعب کا ثابت ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ اونہوں نے

آنحضرتؐ کے سامنے مسجد میں پڑہا تہا تو کہینگے کہ اوس مین شراب کی تعریف نہین ہے بلکہ سعاد کی تہوک کی تعریف
ہے کہ اوسکو تشابہت دی ہے شراب سے مترجم کہتا ہے اس قصیدہ مین شاعر نے سعاد کے ہونٹون کی تعریف
کی ہے چنانچہ اول مصرع سے صاف عیان ہے تجلو عوارض ذی ظلم اذا ابتسمت کانہ منہل بالراح معلول
یعنی وہ ظاہر کرتی ہے اپنے چمکدار باآب وتاب دانتون کو جن مین تہوک ہے ہنسی کیوقت گویا وہ پہلے اور دوبارہ شراب
پلایا گیا ہے اور دانتون مین تہوک پایا جاتا ہے تو گویا اوسکی تہوک کو شراب سے تشبیہ دی ہے عراقی نے کہا مسجد مین
شعر پڑہنے مین کچہ قباحت نہین بشرطیکہ آواز اتنی بلند نکرے کہ نمازی کو یا قرآن پڑہنے والے کو تکلیف ہو یا اون
لوگون کو جو نماز کا انتظار کرتے ہون اور اگر آواز بلند کرے اور لوگون کو تکلیف پہونچے تو مکروہ ہے بلکہ حرام بہی
کہہ سکتے ہین اب رہا مسجد مین حلقہ باندہکر بیٹہنا جمعہ کے دن نماز سے پہلے تو جمہور کے نزدیک وہ مکروہ ہے اور طحاوی
نے کہا یہ اوسوقت منع ہے جب ساری یا اکثر مسجد مین حلقہ ہو اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے بعد یہ جائز ہے
اسیطرح جمعہ کے سوا اور دن مین اور اسباب مین ابو واقد لیثی کیحدیث صحیحین مین آ چکی اور یہ گذری لیکن
دنیاوی کامون کے لیے مسجد مین حلقہ کرنا تو وہ جائز نہین ابن مسعودؓ کی حدیث مین ہے کہ اخیر زمانے مین ایسے
لوگ پیدا ہونگے جو مسجدون مین حلقہ باندہکر بیٹہینگے اور انکی غرض دنیا ہوگی اون کے ساتہہ مت بیٹہنا بہر
کو اونکی حاجت نہین ہے عراقی نے شرح ترمذی مین کہا اسکا اسناد ضعیف ہے بزیغ ابو الخلیل اسکے اسناد مین
بہت ضعیف ہے (نیل مختصرا) (۹) ابوداؤد نے عبدالرحمان بن ابی بکر سے حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے
کسی نے آج کے دن کسی مسکین کو کہانا کہلایا ہے ابوبکر نے کہا مین مسجد مین آیا تو مینے ایک سائل کو دیکہا جو سوال
کر رہا تہا مینے ایک ٹکڑا روٹی کا عبدالرحمان کے سامنے پایا وہ اوس سے لیکر سائل کو دیدیا آپ نے کہا یہ
حدیث عبدالرحمن سے اسی سند سے مروی ہے اور مرسلاً بہی مروی ہے منذری نے کہا یہ حدیث کو امام مسلم نے اپنی
صحیح مین نکالا اور نسائی نے سنن مین ابو حازم سلمان اشجعی سے ایسا ہی اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ
مسجد مین تصدق کرنا جائز ہے اسیطرح حاجت کیوقت سوال کرنا اور ابوداؤد نے اپنی سنن مین باب بنایا
ہے اس حدیث کے لیے تو کہا باب مسجد مین سوال کرنے مین (۱۰) ابن ماجہ نے عبداللہ بن حارث سے جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد مین روٹی اور گوشت کہاتے تہے شوکانی نے کہا اس حدیث
سے یہ ثابت ہے کہ مسجد مین کہانا درست ہے اور اہل صفہ مسجد مین رہتے تہے اور جب اون کا کوئی گہر نہ تہا تو مسجد مین
کہاتے ہونگے اور آپ نے ثمامہ بن اثال کو تین دن مسجد مین قید رکہا اور سعد بن معاذ کے لیے خیمہ مسجد مین لگایا

ف: مسجد میں سوال

ف: مسجد میں کھانا کھانا

اور وفد ثقیف کو مسجد ہی میں اوتارا اور کالی عورت جو مسجد جہاڑتی تھی وہ بھی مسجد ہی میں رہتی تھی یہ سب حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں اور ان سب سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں کہانا درست ہے (۱۱) امام احمد اور ابوداؤد نے عثمان بن طلحہ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اون کو بلایا اوسکے بعد اور فرمایا میں نے کعبہ میں گہستے وقت مینڈہے کے دو سینگ دیکھے تو میں بہول گیا تجہ سے یہ کہنا کہ انکو ڈہانک دے کیونکہ نمازی کے سامنے قبلے کی طرف کوئی ایسی چیز نہ ہونا چاہیے جو اوسکو غافل کرے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ محراب وغیرہ کی آرایش کرنا نقش و تصویر وغیرہ سے مکروہ ہے اسیطرح نمازی کے قبلہ کی جانب کو اور یہ بھی نکلا کہ اگر تصویر کو ڈہانپ دیوے تو پہر نماز اوس مقام میں مکروہ نہیں کیونکہ کراہت کی علت جاتی رہی اور علت یہہ تھی کہ نمازی کا دل اوس سے بٹیگا اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا (۱۲) امام احمد نے ابوہریرہ رضؓ سے حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد میں ہو پہر اذان ہو نماز کی تو کوئی تم میں سے مسجد سے نہ نکلے جبتک نماز نہ پڑہ لیوے اور جماعت نے سوا بخاری کے روایت کیا ابوالشعثاء سے کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے چلدیا ابوہریرہ نے کہا اوس نے نافرمانی کی جناب ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ابن حزم اور زبیدونی نے احکام میں اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں روایت کیا حضرت عثمان رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسجد میں اذان کو پاوے پہر نکلے بغیر ضرورت کے اور لوٹنے کا ارادہ نہ رکہتا ہو تو وہ منافق ہے حجم کہتا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے نکالا اور طبرانی نے اوسط میں نکالا ابوہریرہ رضؓ سے کہ حضرت م نے فرمایا جو کوئی بہی اس مسجد میں اذان سنے پہر وہاں سے بغیر حاجت کے نکل جاوے پہر لوٹے نہیں تو وہ منافق ہے منذری نے کہا اوسکے سب راوی صحیح میں حجت لی ہے ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ اذان سننے کی بعد مسجد سے بغیر نماز پڑہے نکلنا حرام ہے مگر وضو کو حاجت کے لیے یا اور کسی ضرورت سے اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ جب تک تکبیر نہ ہو تو نکلنا درست ہے ترمذی نے کہا ہمارے نزدیک اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اوسکو کوئی عذر نہو تو نکل سکتا ہے (نیل مختصرا) (۱۳) امام مسلم نے جابر رضؓ سے روایت کیا مسجد کے گرد زمینیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ کے لوگوں نے چاہا مسجد کے پاس آرہنے کا یہ خبر آنحضرت صؐ کو پہونچی آپ نے فرمایا اون سے مجھکو خبر پہونچی ہے تم مسجد کے پاس آکر رہنا چاہتے ہو اونہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہمارا ارادہ ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے گہروں میں رہو تمہاری قدم لکھے جاتے ہیں تم اپنے گہروں میں رہو تمہاری قدم لکھے جاتے ہیں اونہوں نے کہا ہم خوش نہیں ہیں کہ اپنے گہروں سے چلے آتے اور ایک روایت میں ہے تمکو ہر قدم پر ایک درجہ ہے

ف قبلے کیطرف دل بٹانے والی چیز رکھنا

ف اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

ف مسجد سے دور رہنے میں ثواب

(۱۴) ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بریدہ اور سہل بن سعد اور انسؓ سے فرمایا حضرتؐ نے خوشخبری دو
ان لوگون کو جو اندھیرون مین مسجدون کو جاتے ہین پوری روشنی کی قیامت کے دن (۱۵) ترمذی اور
ابن ماجہ اور دارمی نے ابوسعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو مسجد مین حاضر باش ہے اور اسکی حفاظت
کرے تو گواہی دو اسکے مومن ہونے کی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کی مسجدون کو وہ آباد کرتے ہین جو ایمان لائے
اللہ پر اور پچھلے دن پر منذری نے کہا اوسکو نکالا ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحون مین اور حاکم نے ترمذی
نے کہا حسن ہے غریب ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے (۱۶) امام بغوی نے شرح السنۃ مین عثمان بن مظعونؓ سے
اونھون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہم کو خصی ہوجانے کی آپنے فرمایا وہ ہم مین سے نہین ہے جو خصی کرے یا خصی
ہووے میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے پھر اونھون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہمکو سیر اور سیاحت کرنیکی
آپنے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد ہے اللہ کی راہ مین پھر اونھون نے کہا اجازت دیجیے ہم کو درویشی کی آپنے
فرمایا میری امت کی درویشی مسجدون مین بیٹھنا ہے نماز کی انتظار مین (۱۷) دارمی نے عبدالرحمان بن
عائش سے حضرتؐ نے فرمایا مینے اپنے پروردگار کو اچھی صورت مین دیکھا اوس نے فرمایا اوپر والے کس بات مین
جھگڑتے ہین مینے کہا تو خوب جانتا ہے پھر اوس نے اپنی ہتھیلی میرے دونون مونڈھون کے بیچ مین رکھدی اوسکی ٹھنڈک
میرے دونون چھاتیون کے بیچ مین معلوم ہوئی اُسوقت مین نے جان لیا جو آسمانون اور زمین مین تھا اور
آپنے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور ترمذی نے ایسا
ہی نکالا عبدالرحمان سے اور ابن عباس اور معاذ بن جبل سے اور اسمین یہ زیادہ ہے کہ اے محمدؐ تم جانتے ہو اوپر والے
کس بات مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان کفارون مین اور وہ یہ ہین مسجدون مین ٹھیرنا نماز کے بعد اور جماعت
کے لیے پیدل جانا اور وضو کا پورا کرنا تکلیفون مین (جیسے سردی یا بیماری مین) سو جس نے ایسا کیا وہ زندہ
رہا بہتری کے ساتھ اور مریگا بہتری کے ساتھ اور گناہون سے ایسا صاف ہوجاویگا جیسا اوس دن تھا
جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا اور فرمایا مالک نے اے محمدؐ جب تو نماز پڑھے تو یون کہہ یا اللہ مین تجھ سے
مانگتا ہون نیکیون کا بجا لانا اور برائیون کو چھوڑنا اور مسکینون کی محبت اور جب تو اپنے بندون پر کوئی
عذاب بھیجنا چاہے تو مجھکو اوس سے پہلے اوٹھالے اور کہا کہ درجے یہ ہین سلام پکار کر کہنا اور کھانا کھلانا
اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہون (۱۸) ابوداؤد نے ابوامامہ سے حضرتؐ نے فرمایا تین شخصون
کی ضمانت اللہ پر ہے ایک وہ تو جو نکلا جہاد کے لیے اوسکی راہ مین اللہ اوسکا ضامن ہے اوسکے مرنے تک یا تو

اوسکو جنت مین لیجاویگا یا اوسکو ثواب اور رزق کیساتھ لوٹا دیگا دوسرا وہ شخص جو مسجد کو جاوے اوسکا ضامن اللہ ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اپنے گہر مین سلام کرکے جاوے اسکا بہی ضامن اللہ ہے ابن حبان نے بہی اوسکو نکالا اور اوسمین یہ زیادہ ہے اگر جیتا رہیگا تو روزی دیا جاویگا اور اللہ اوسکا کفیل ہوگا اور جو مرجاویگا تو اللہ اوسکو جنت مین لیجاویگا (۱۹) امام احمد اور ابو داؤد نے ابوامامہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص اپنے گہر سے نکلے وضو اور طہارت کرکے فرض نماز کے لیے اوسکو اتنا ثواب ملیگا جیسے احرام باندہے ہوے حاجی کو اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور کوئی غرض اوسکو نہو تو اوسکو عمرہ کرنیوالے کا ثواب ہے اور جو نماز دوسری نماز کے بعد پڑہی جاوے بیچ مین فضول بات نکرے تو وہ علیین مین لکہی جاویگی (۲۰) ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضرتؐ نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریون پر گذرو تو چرو لوگون نے کہا یا رسول اللہ جنت کی کیاریان کیا ہین آپؐ نے فرمایا مسجدین لوگون نے کہا چرنا کیا ہے آپؐ نے فرمایا سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ نکالا اوسکو ترمذی نے (۲۱) ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص مسجد مین کسی کام کے لیے آوے وہی اوسکا حصہ ہے (۲۲) قرہ بن ایاس سے ابوداؤد نے نکالا کہ حضرتؐ نے منع کیا ان دونو درختون کے کہانے سے یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا جو کوئی اوسکو کہاوے وہ ہماری مسجد مین نہ آوے اور فرمایا اگر تم ضرور ہی انکو کہانے والے ہو تو پکا کر اون کو مار ڈالو (۲۳) ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابن عمرؓ سے ایک یہود کے عالم نے حضرتؐ سے پوچہا کون سا مقام زمین کا بہتر ہے آپ خاموش ہو رہے اور جبرئیل علیہ السلام آئے آپؐ نے اون سے پوچہا اونہون نے کہا جس سے پوچہتے ہو وہ پوچہنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اپنے مالک سے پوچہتا ہون پہر جبرئیل نے کہا اے محمدؐ مین اللہ جل جلالہ سے نزدیک ہوا اتنا کہ ویسا نزدیک کبہی نہین ہوا تہا حضرتؐ نے فرمایا کیسے اونہون نے کہا میرے اور مالک کے بیچ مین ستر ہزار پردے تہے نور کے تب فرمایا مالک نے کہ سب مقامون مین برے مقام بازارون مین اور بہتر مقام مسجدین ہین (۲۴) امام مالک نے مؤطا مین کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے کونے مین ایک جگہہ بنا دی جسکو بطیحا کہتے تہے اور اونہون نے کہا جو شخص فضول باتین کرنا چاہے یا شعر پڑہنا یا آواز بلند کرنا وہ اس جگہہ مین چلا جاوے (۲۵) ابوداؤد نے سائب بن خلادؓ سے ایک شخص نے امامت کی لوگون کی تو تہوکا قبلہ مین اور حضرتؐ دیکہتے تہے آپؐ نے اوسکی قوم سے فرمایا جب وہ نماز سے فارغ ہوا اب یہ نماز نہ پڑہاوے تم لوگون کی پہر اوسنے نماز پڑہانا چاہا تو لوگون نے اوسے روکا اور جو حضرتؐ نے فرمایا تہا اوسکی خبر دی اوسنے حضرتؐ سے ذکر کیا آپؐ نے فرمایا ہان مین نے منع کیا ہے راوی نے

ف مسجد مین بازارون کی گلیون کی فضیلت
ف پیاز اور لہسن کہا کر مسجد مین نہ آنا
ف مسجد مین شعر پڑہنے اور فضول باتین کرنے کی ممانعت

کہا مین سمجھتا ہون آپنے فرمایا تونے اندا دی اللہ اور اوسکے رسول کو (۲۶) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبلؓ سے ایکدن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد نہ ہوئے یہانتک کہ قریب تہا ہم آفتاب کو دیکہین بعد اوسکے آپ جلدی سے نکلے پہر آپنے نماز پڑہائی اور ہلکی نماز پڑہی جب سلام پہیرا آواز سے بلایا اور فرمایا اپنی صفون مین رہو جیسے تم ہو پہر ہماری طرف مڑے اور فرمایا مین تم سے بیان کرتا ہون دیر مین نکلنے کی وجہ مین رات کو اوٹہا تو وضو کیا اور نماز پڑہی جو تقدیر مین تہی پہر مین اونگہہ گیا اپنی نماز مین یہانتک کہ سست ہوگیا کیا دیکہتا ہون کہ میرا مالک جل جلالہ اچہی صورت مین ہے اوسنے فرمایا اے محمدؐ مینے عرض کیا حاضر ہون تیری خدمت مین اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا بحث کرتے مین اوپر والے (یعنے فرشتے) مینے کہا مین نہین جانتا تین بار مالک نے یہی ارشاد فرمایا پہر مینے دیکہا مالک نے اپنی تہیلی میرے دونون مونڈہون کے بیچ مین رکہدی یہانتک کہ مین نے اپنے مالک کے پورون کی ٹہنڈک اپنے دونون چہاتیون کے درمیان پائی اوسوقت ہر چیز میرے اوپر کہل گئی اور مینے پہچان لی پہر مالک نے فرمایا اے محمدؐ مینے کہا حاضر ہون اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا جہگڑتے ہین اوپر والے مین نے عرض کیا کفارون مین مالک نے فرمایا وہ کیا ہین مینے کہا پاؤن سے چلکر مسجدون مین جانا اور مسجدون مین بیٹہنا نمازون کے بعد اور تکلیف کی حالتون مین وضو کا پورا کرنا پہر مالک نے فرمایا اور کاہے مین جہگڑتے ہین مینے عرض کیا درجون مین ارشاد ہوا وہ کیا ہین مینے کہا کہانا کہلانا نرمی سے بات کرنا نماز پڑہنا جب لوگ سوتے ہون پہر مالک نے فرمایا مانگ مین نے عرض کیا یا اللہ مین تجہہ سے چاہتا ہون بہلائیان کرنا بری باتین چہوڑنا مسکینون کو دوست رکہنا اپنی مغفرت اور تیری رحمت اور جب تو کسی قوم پر عذاب کرنا چاہے تو مجہکو بے عذاب اوٹہالے اور مین تجہہ سے مانگتا ہون تیری محبت اور جو تجہہ سے محبت کرے اوسکی محبت اور جو عمل مجہکو تیرے نزدیک کرے اوسکی محبت پہر حضرت نے فرمایا یہ واقعہ سچ ہے اسکو یاد رکہو اور لوگون کو سکہلاؤ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مینے بخاری سے پوچہا اس حدیث کو اونہون نے کہا صحیح ہے (۲۷) ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین جاتے تو فرماتے پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی جو عظمت والا ہے اور اوسکی بزرگی والے منہ کی اور اوسکی پرانی بادشاہت کی مردود شیطان سے آپنے فرمایا جب مسلمان ایسا کہے تو شیطان کہتا ہے سارے دن اوسنے بچاؤ کر لیا اپنا مجہہ سے (۲۸) امام مالک نے عطا بن یسار سے حضرت نے فرمایا الٰہی میری قبر کو بت مت بنائیو جسکو لوگ پوجین بڑا غصہ اللہ کا اون لوگون پر ہے جنہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو

مسجد بنایا (۲۹) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبل رضؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستحب جانتے تھے نماز پڑھنا باغون مین اور بعضون نے کہا دیوار کے پاس تاکہ گذرنے والون کو تکلیف نہ ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہین پہچانتے ہم اوسکو مگر حسن بن ابی جعفر کی روایت سے اور ضعیف کیا اوسکو یحیی بن سعید نے (۳۰) ابن ماجہ نے انس بن مالک رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا مرد کا نماز پڑھنا اپنے گھر مین اوس پر ایک نماز کا ثواب ہے اور اپنی محلے کی مسجد مین پچیس نمازون کا ثواب ہے اور جامع مسجد مین پانسو نمازون کا ثواب ہے اور بیت المقدس کی مسجد مین پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے اور میری مسجد مین (یعنے مسجد نبوی مدینہ مین) پچاس ہزار نمازون کا ثواب ہے اور مسجد حرام مین (یعنے کعبہ مین) ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے (۳۱) امام مسلم نے جابر رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین نماز ادا کرے تو ایک حصہ نماز کا اپنے گھر کو بھی دیوے کیونکہ اللہ تعالی نماز کی وجہ سے اوسکے گھر مین بہتری کریگا (۳۲) ابوداؤد نے ابوالولید سے کہ مینے ابن عمر رضؓ سے پوچھا مسجد کی کنکریون کو اونھون نے کہا ایک رات پانی پڑا صبح کو زمین تر تھی تو ایک شخص اپنے کپڑے مین کنکریان لاکر اپنے تلے بچھانے لگا جب حضرت صلعم نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا اچھا کیا اوس نے (۳۳) ابوداؤد نے ابوہریرہ رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا کنکری اللہ کی قسم دیتی ہے اوس شخص کو جو اوسکو مسجد سے باہر نکالتا ہے اسواسطے کہ رہنے دے اسکو منذری نے کہا اسکا اسناد جید ہے اور دارقطنی نے کہا صحیح اوسکا وقف ہے ابوہریرہ پر اور رفع وہم ہے ابوبدر کا جو راوی ہے اس حدیث کا (۳۴) ابوداؤد نے ابن مسعود رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کوٹھری مین افضل ہے حجرے مین نماز پڑھنے سے اور کوٹھری کے اندر چھوٹی کوٹھری مین افضل ہے کوٹھری مین پڑھنے سے (۳۵) ابوداؤد نے ابن عمر رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا کاش اس دروازے کو ہم عورتون کے لیے چھوڑ دین نافع نے کہا ابن عمر پھر اوس دروازے سے نہ گئے یہانتک کہ مر گئے (۳۶) ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا پھیر دو ان گھرون کو مسجد کی طرف سے کیونکہ مین درست نہین کرتا مسجد حائضہ اور جنب کے لیے (۳۷) ابوداؤد نے ابن عمر رضؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین اونگھے تو جہان بیٹھا ہو وہان سے اوٹھکر دوسری جگہہ چلا جاوے (۳۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین جابر بن عبداللہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص نے کنوان کھودا پانی کا تو اوس مین سے جس لائق کلیجے مین پانی جاویگا جن کے یا آدمی کے یا پرندے کے اللہ تعالی اوسکا ثواب اوسکو دیگا قیامت کے دن اور جس نے مسجد بنائی قطا جانور کے انڈے دینے کی جگہہ برابر یا اس سے بھی چھوٹی اللہ اوسکے لیے جنت مین گھر بناویگا منذری نے کہا

جڑیا ۱۲

(ف) نماز کا [illegible] حصہ گھر مین پڑھنا [illegible] افضل [illegible]

ابن ماجہ نے فقط مسجد کا ذکر کیا اور اوسکی سند صحیح ہے اور نکالا اوسکو احمد اور بزار نے ابن عباس سے (۳۹)
امام احمد اور طبرانی نے بشر بن حیان سے کہ واثلہ بن اسقع آئے اور ہم مسجد بنا رہے تھے وہ کھڑے ہوئے
ہمپر اور سلام کیا ہم کو پھر کہا میں نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایسی مسجد بنا دے جسمیں نماز پڑھی
جاوے تو اللہ پاک اوس سے افضل گھر اوسکے لیے جنت میں بنا دیگا (۴۰) طبرانی نے اوسط میں اور بزار
نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا گھر بنا دے جس میں اللہ کی عبادت کیجاوے
حلال مال سے تو اللہ تعالیٰ اوسکے لیے ایک گھر بنا دیگا جنت میں موتی اور یاقوت کا (۴۱) ابن ماجہ اور
ابن خزیمہ اور بیہقی نے باسناد حسن ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب ہوتا رہتا
ہے اون میں سے ایک علم ہے جسکو وہ سکھلاوے اور پھیلاوے (مثلاً شاگرد دین کو پڑھاوے کتابیں تالیف کرکر
اونکو لکھا کر یا چھپوا کر مشہور کرے دین کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرے یا کرا دے اونکو چھپا یا
چھپوا دے یا شرح یا حاشیہ لکھے) دوسری نیک اولاد ہے جسکو وہ چھوڑ جاوے تیسری مصحف ہے جو اوسکے ترکے میں
آوے (یعنی وارثوں کے وہ اوس میں پڑھیں یا اور لوگ پڑھیں) چوتھی مسجد ہے جسکو بنا دے پانچویں سرا ہے
مسافروں کے لیے جسکو بنا دے چھٹی نہر ہے جسکو جاری کرے ساتویں صدقہ ہے جسکو صحت کی حالت میں اور
زندگی میں اپنے مال سے نکالے وہ اس سے ملجاویگا اوسکے مرنے کے بعد (۴۲) ابوالشیخ اصبہانی نے عبید
بن مرزوق سے ایک عورت تھی مدینہ میں جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی حضرتؐ کو اوسکے مرنے کی خبر نہیں ہوئی آپ
اسکی قبر پر سے گذرے تو فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے کہا ام محجن کی قبر ہے آپ نے فرمایا ام محجن کی جو مسجد کو جھاڑا
کرتی لوگوں نے عرض کیا جی ہاں پھر لوگوں نے صف باندھی آپ نے اوسپر نماز پڑھی پھر فرمایا (صاحب قبر کی
طرف خطاب کرکے) تو نے کونسا کام افضل پایا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ عورت سنتی ہے آپ نے
فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر اوس عورت نے حضرتؐ کو جواب دیا کہ میں نے افضل کام مسجد کا جھاڑنا پایا
منذری نے کہا یہ حدیث مرسل ہے (مترجم کہتا ہے اس حدیث سے سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے اور ایسا ہی مضمون اس صحیح
حدیث میں ہے جو مقتولین بدر کے باب میں آپ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْ هٰؤُلَاءِ اور محققین اہلحدیث کا یہی
قول ہے گو معتزلہ اور حنفیہ اوسکے خلاف ہیں) (۴۳) طبرانی نے معجم کبیر میں ابو قرصافہ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا مسجدیں بناؤ اور کوڑا اون میں سے نکالا کرو جو کوئی اللہ کے لیے مسجد بناویگا اللہ اوسکے لیے ایک
گھر بنا دیگا جنت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مسجدیں جو راہ میں ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں

اور مسجد میں سے کوڑا نکالنا یہ مہر ہے بڑی آنکھ والی حوروں کا (۴۴۴) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے حضرت ص
نے فرمایا جو کوئی مسجد سے کوڑا نکالے اللہ اوس کے لیے جنت میں ایک گھر بناویگا منذری نے کہا اوسکا اسناد
شاید حسن ہو (۴۴۵) ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بچاؤ اپنی مسجدوں کو بچوں سے اپنے اور
دیوانوں سے اپنے اور خریدنے اور بیچنے سے اور جھگڑوں سے اور آوازیں بلند کرنے سے اور حدیں قائم کرنے
سے اور تلواریں سونتنے سے اور مسجدوں کے دروازوں پر طہارت کے برتن رکھو اور جمعہ کے دن اون میں دہونی دیا
کرو خوشبو کی منذری نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے نکالا ذکر کیا
اوس کو شوکانی نے موضوعات میں اور سخاوی نے مقاصد میں کہا اس حدیث کے شاہد میں طبرانی اور عقیلی کے
پاس اور ابن عدی کے پاس ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے اور معاذ سے اور عبد الرزاق نے اور اسحاق
نے معاذ کی حدیث کو نکالا اور ابن عدی نے ابو ہریرہ سے اور بزار نے ابن مسعود سے نقل کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا
اوسکی اصل نہیں ہے (۴۴۶) طبرانی نے کبیر میں ابن مسعودؓ سے اونہوں نے سنا ایک شخص مسجد میں گمی ہوئی
چیز کے لیے چلا رہا تھا تو انہوں نے اوسکو خاموش کیا اور جھڑکا اور کہا ہم منع کیے گئے اس سے منذری نے
کہا یہ روایت منقطع ہے ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہیں سنا (۴۴۷) امام احمد نے باسناد حسن ابو سعید کے
مولی سے اونہوں نے کہا میں ابو سعید کے ساتھ تھا وہ حضرتؐ کے ساتھ تھے اتنے میں ہم مسجد میں گئے ایک شخص کو
دیکھا مسجد کے بیچ میں گوٹ مار کر بیٹھا ہے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اونگلیوں میں ڈالے ہوئے
آں حضرتؐ نے اوسکی طرف اشارہ کیا وہ آپکے اشارے کو نہ سمجھا آپ نے ابو سعید کی طرف دیکھا اور فرمایا جب
کوئی تم میں سے مسجد میں ہووے تو اونگلیاں اونگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور تم میں
سے ایک نماز ہی میں رہتا ہے جبتک مسجد میں رہیا تاک کہ مسجد سے نکلے (۴۴۸) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں
اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے اپنے گھر میں پھر مسجد میں آوے تو وہ
نماز ہی میں ہے جبتک لوٹے تو ایسا نکرے اور آپ نے اونگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا حاکم نے کہا یہ صحیح ہے
بخاری اور مسلم کی شرط پر اور منذری نے کہا حاکم کے صحیح کہنے پر اعتراض ہے (۴۴۹) احمد اور ابوداؤد
نے باسناد جید کعب بن عجرہ سے اونہوں نے کہا میں نے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے وضو کرکے
پھر نماز کے قصد سے نکلے تو وہ انگلیوں کو اونگلیوں میں نہ ڈالے یعنے تشبیک کرے اسلیے کہ وہ نماز میں
ہے اسکی اسناد میں سعید مقبری ہے ایک شخص سے اوسکا نام مجہول ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں سعید نے

کعب سے روایت کی ہے اس شخص کا واسطہ نہیں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے حضرت مسجد میں تشریف لائے
اور میں نے تشبیک کی تھی اونگلیوں میں آپ نے فرمایا اے کعب جب تو مسجد میں ہووے تو مت تشبیک کر اپنی انگلیوں
میں کیونکہ تو نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرے اور ابن حبان نے صحیح میں ایسی ہی روایت کی (۵۰) ابن
ماجہ نے ابن عمر رضہ سے حضرت نے فرمایا چند باتیں ہیں جو مسجد میں نہ کرنا چاہیں ایک تو مسجد کو رستہ نکرنا دوسرے اوس
میں ہتیار نہ کہینچنا تیسرے کمان کے چلے کو نہ کہینچنا اور چھوڑنا کہ اوسمیں سے آواز نکلی جب تھے تیر نہ پھیلانا پانچویں
کچا گوشت لیکر اوس میں سے نہ گذرنا چھٹی اوسکے اندر حد نہ مارنا ساتویں اوسکے اندر کسی سے قصاص نہ لینا آٹھویں
اوسکو بازار نہ بنانا اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوس میں یہ ہے مسجدوں کو رستہ مت بنانا مگر ذکر الٰہی کے لیے
یا نماز کے لیے اور طبرانی کے اسناد میں کوئی برائی نہیں (۵۱) ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن مسعود
سے حضرت نے فرمایا اخیر زمانے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسجد میں اپنی باتیں کرینگے اللہ تعالیٰ کو انکی احتیاج
نہیں (۵۲) امام احمد اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں عقبہ بن عامر سے حضرت نے فرمایا جب انسان طہارت کرے پھر مسجد میں آوے نماز کا انتظار کرے تو اسکے
لکھنے والے ہر قدم پر مسجد تک اوسکے لیے دس نیکیاں لکھتے ہیں اور جو شخص بیٹھا ہوا نماز کا انتظار کرتا ہو وہ
مثل عبادت کرنیوالے کے ہے اور وہ نمازیوں میں لکھا جاویگا جس وقت سے اپنے گھر سے نکلے لوٹنے کے وقت
تک (۵۳) امام احمد نے باسناد حسن اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رض سے
حضرت نے فرمایا جو جماعت کی مسجد کو جاوے تو اوسکا ہر قدم ایک گناہ مٹاویگا اور دوسرا قدم ایک نیکی لکھیگا آتے
اور جاتے ہوئے (۵۴) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رض سے کہ حضرت نے فرمایا انسان کے ہر عضو پر جسکا
نام انگ ہے یا ہر جوڑ پر یا ہر ہڈی پر ہر دن ایک صدقہ ہے ایک شخص بولا لوگوں میں سے یہ بہت سخت حکم ہے جو آپ لائے
ہماری اوپر آپ نے فرمایا اچھی بات کا حکم کرنا بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے ضعیف ناتوان کا بار اوٹھانا صدقہ ہے
راہ سے کچرا اوٹھا دینا صدقہ ہے جو قدم تو نماز کے لیے رکھے وہ صدقہ ہے (۵۵) ابن خزیمہ نے حضرت عثمان رض سے
میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے چلے اور امام کے ساتھ اوسکو
ادا کرے تو اوسکا گناہ بخشدیا جاویگا (۵۶) ابو داؤد نے سعید بن المسیب سے ایک انصاری مرنے لگا اوس نے
کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور نہیں بیان کرتا اوسکو مگر خدا کے واسطے ثواب کی نیت سے میں نے
سنا حضرت سے فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پھر نماز کے لیے نکلے تو داہنا قدم نہ اوٹھاویگا

کہ اللہ تعالیٰ اسکے لیے ایک نیکی لکھیگا اور بایان قدم نہ اوٹھاویگا کہ اللہ تعالیٰ ایک برائی اسکی محو کریگا اب چاہے مسجد دور رہے یا نزدیک پہر اگر مسجد مین آیا اور جماعت سے نماز پڑہی تو وہ بخشدیا جاویگا پہر اگر مسجد مین آوے اور لوگ تہوڑی نماز پڑہ چکے ہون تہوڑی سی باقی ہو تو جتنی پاوے وہ پڑہے اور جو رہ گئی ہو اوسکو پورا کرے پہر اگر مسجد مین آوے اور لوگ نماز پڑہ چکے ہون اور نماز پوری کرے تو بہی ویہی ثواب پاویگا (۵۷) ترمذی نے ابن عباسؓ سے حضرتؐ نے فرمایا رات کو ایک آنیوالا میرے مالک کے پاس سے مجھ پاس آیا پہر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہ کہا اے محمدؐ تم جانتے ہو اوپر والے کاہے مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان درجون مین اور کفارون مین اور جماعت کے لیے قدم اوٹھانے مین اور وضو پورا کرنے مین ٹھنڈی اور سرد فجرون مین اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو کوئی محافظت کریگا نماز و نپر وہ بہتری کے ساتھ زندہ رہیگا اور مریگا بہتری کے ساتھ اور اپنے گناہون سے ایسا صاف ہوگا جیسے اوسدن تہا جسدن مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تہا (۵۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کوئی تم مین سے اچہی طرح وضو نہین کرتا اوسکو پورا کرکے پہر مسجد مین آتا ہے صرف نماز کی نیت سے مگر اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے غائب شخص کے گہر والے اوسکے نظر آنے سے خوش ہوتے ہین (۵۹)

ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے کہ انصار کے گہر مسجد سے دور تہے اونہون نے نزدیک رہنا چاہا تب آیت اوتری وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ پہر وہ لوگ اپنے گہرون مین رہے (۶۰) امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جتنا مسجد سے دور زیادہ ہے اوتنا ہی زیادہ ثواب ہے (۶۱) طبرانی نے کبیر مین مرفوعًا اور موقوفًا زید بن ثابت سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تہا نماز کے لیے آپ چہوٹے چہوٹے قدم رکہ رہے تہے آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو مین چہوٹے چہوٹے قدم کیون رکہتا ہون مینے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا بندہ ہمیشہ نماز مین رہتا ہے جبتک نماز کی طلب مین ہو ایک روایت مین یون ہے مینے چہوٹے چہوٹے قدم اسلیے رکہے کہ قدم زیادہ ہون نماز کی طلب مین (۶۲) امام مسلم اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اونہون نے کہا انصار مین ایک شخص تہا مین نہین جانتا کہ مسجد سے دور اوس سے زیادہ کسی کا مکان ہو اوسکی کوئی نماز (جماعت) ناغہ نہین ہوتی لوگون نے اوس سے کہا کاش تو ایک گدہا خرید لے اور سوار ہوا کرے اندہیری اور جلتی زمین مین وہ بولا مین اس سے خوش نہین کہ میرا مکان مسجد کے پڑوس مین ہو مین چاہتا ہون کہ مجہے مسجد تک پیدل چلنے اور وہان سے اپنے گہر کو لوٹنے کا ثواب ملے تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تجہے یہ سب دیا ایک روایت مین یون ہے

مجہے اوس پر درد ہوا مین نے کہا اے فلانی کاش تو ایک گدہا خرید لی جو تجہہ کو بچا دی جلتی زمین سے اور زمین کے کیڑون سی وہ بولا قسم خدا کی مجہے یہ پسند نہین کہ میرا گہر حضرت کے گہر سے ملا ہوا ہو یہ بات اوسکی مجہکو گران گذری یہانتک کہ مین حضرت کی پاس آیا آپ سے بیان کیا آپنے اوسکو بلا بہیجا اوس نے پہر یہی بات کہی اور بولا کہ مجہے اُمید ہے قدمون کا ثواب ملنے کی آپنے فرمایا تجہے ملیگا جو تو اللہ کے واسطے کرے (۶۳) ابو ہریرہ کی حدیث اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا کتاب الوضو مین گزر چکی اوس مین یہ ہے وَکَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ یعنے بہت قدم اوٹہانا مسجدون کیطرف رباط مین داخل ہے (۶۴) ابو یعلیٰ اور بزار نے باسناد صحیح حضرت علی سے روایت کی حضرت نے فرمایا وضو کا پورا کرنا سختیون مین اور قدمون کا چلنا مسجدون کیطرف اور نماز کا انتظار کرنا ایک نماز کے بعد گناہون کو دہو ڈالتے ہین (۶۵) طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اللہ تعالی روشنی دیگا قیامت کے دن چمکتے نور سے اون لوگون کو جو اندہیری مین مسجدون کیطرف نکلتے ہین (۶۶) طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن ابو الدردا سے حضرت نے فرمایا جو کوئی رات کو اندہیرے مین مسجد کو پیدل جاوے وہ اللہ تعالی سے ملیگا قیامت کے دن نور کے ساتھہ ابن حبان نے صحیح مین اوسکو نکالا اوس مین یہ ہے جو کوئی رات کے اندہیرے مین مسجدون کو پیدل چلے اللہ تعالی قیامت کے دن اوسکو نور عطا فرماویگا (۶۷) طبرانی نے کبیر مین ابو امامہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ سویرے مسجدون کیطرف جاتے ہین اندہیرون مین انکو خوشخبری دے قیامت کے دن نور کے منبرون کی لوگ گہبراوینگے اور وہ نہ گہبراوینگے۔ منذری نے کہا اسکی اسناد پر اعتراض ہے (۶۸) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے سہل بن سعد سے حضرت نے فرمایا جو لوگ اندہیرون مین مسجدون کو جاتے ہین پیدل انکو خوشخبری دی جاوے پوری روشنی کی قیامت کے دن حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر منذری نے کہا یہ حدیث ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید خدری اور زید بن حارثہ اور عائشہ وغیرہم سے مروی ہے (۶۹) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت نے فرمایا مسجدون کی طرف پیدل جانیوالے اندہیرون مین وہ غوطہ مارنیوالے ہین اللہ کی رحمت مین اوسکی اسناد مین اسماعیل بن رافع ہے لوگون نے اوس مین کلام کیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ ثقہ ہے مقارب الحدیث (۷۰) طبرانی نے کبیر مین دو اسنادون سے اون مین سے ایک جید ہے سلمان سے کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی اپنے گہر مین اچہی طرح وضو کرے پہر مسجد کو آوے تو وہ اللہ پاک کی زیارت کو آیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاوے تو اوسپر حق ہے زیارت کرنے والے کی عزت کرنا اور ایک لا اوسکو پہیجتے

سوقوفاً باسناد صحیح (۷۱) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نماز کو نکلے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَۃً وَّخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تو اللہ اوسکی طرف متوجہ ہوگا اپنا منہ سامنے کرکے اور ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے استغفار کرینگے (۷۲) امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے جبیر بن مطعمؓ سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا شہر اللہ کو بہت پسند ہے اور کون سا ناپسند ہے آپنے فرمایا میں نہیں جانتا یہانتک کہ پوچھوں جبرئیل علیہ السلام سے پھر جبرئیل آپکے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا کہ بہت پسند مقاموں میں اللہ کو مسجدیں ہیں اور بہت ناپسند مقاموں میں اللہ کو بازار ہیں (۷۳) طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا مقاموں میں کونسا مقام بہتر ہے اور کونسا برا ہے آپنے فرمایا میں نہیں جانتا یہانتک کے پوچھوں جبرئیل علیہ السلام سے پھر آپنے اون سے پوچھا اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا یہانتک کہ پوچھوں میکائیل علیہ السلام سے پھر حضرت جبرئیل گئے اور کہا کہ بہتر مقاموں میں مسجدیں ہیں اور برے مقاموں میں بازار ہیں (۷۴) طبرانی نے اوسط میں انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا حضرت جبرئیل سے کونسا مقام بہتر ہے انہوں نے کہا میں نہیں جانتا آپنے فرمایا پوچھو اوسکو اپنے مالک عزت اور بزرگی والے سے یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ رو دیے اور کہنے لگے اے محمدؐ کیا ہم اللہ جل جلالہ سے پوچھنے کے لائق ہیں وہ جو چاہتا ہے ہمکو بتلاتا ہے پھر آسمان پر چڑھے بعد اوسکے حضرتؐ پاس لوٹ کر آئے اور کہا بہتر مقاموں میں اللہ کے گھر ہیں زمین میں آپنے فرمایا برے مقاموں میں کون ہیں پھر وہ آسمان پر چڑھے بعد اوسکے آئے آپ پاس اور کہا برے مقاموں میں بازار ہیں (۷۵) ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا نماز اور ذکر الٰہی کے لیے تو اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوگا جیسے کوئی شخص غائب کے آنے سے اوسکے گھر والے خوش ہوتے ہیں ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کوئی شخص ایسا نہیں جسنے مسجد کو ٹھکانا بنالیا ہو پھر وہ کسی بیماری یا ضرورت کیوجہ سے نہ آسکے بعد اوسکی آوے تو اللہ تعالیٰ ایسا خوش ہوتا ہے اوس سے جیسے غائب شخص کے گھر والے اوس کے آنے سے (۷۶) طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے عبد اللہ بن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مومن کی خیمہ مجلسیں ہیں جب تک اون میں ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکا ضامن ہے ایک تو جماعت کی مسجد میں دوسرے بیمار کے پاس تیسرے جنازے میں

چوتھی اپنے گھر مین پانچوین عادل حاکم کے پاس جسکی تعظیم اور تکریم کرتا ہے چھٹی جہاد مین لڑائی منذری نے کہا اِ
سکا اسناد قوی نہین لیکن معاذ سے باسناد صحیح مروی ہے اور اسکا بیان جہاد مین آویگا (۷۷) طبرانی نے
اوسط مین انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا اللہ کے گھرون کو آباد رکھنے والے وہی اللہ والے ہین (یعنے
اولیاء اللہ) (۷۸) طبرانی نے اوسط مین ابو سعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جو مسجد سے الفت رکھے اللہ
تعالی اوس سے الفت رکھیگا (۷۹) امام احمد نے معاذ بن جبلؓ سے حضرتؐ نے فرمایا شیطان بھیڑیا ہے
آدمی کا اور بھیڑیے کا قاعدہ ہے کہ ریوڑ سے دور اور علیحدہ بکری کو لیجاتا ہے تو تم بچو پھوٹ سے اور لازم کرلو اپنے
اوپر جماعت کو اور عامہ خلائق کے ساتھ رہو اور مسجد کو لازم کرلو (۸۰) امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے فرمایا
حضرتؐ نے مسجد کے کچھ لوگ اوتاد ہوتے ہین فرشتے اونکے ساتھ بیٹھنے والے ہین اگر وہ غائب ہون تو فرشتے
انکو ڈھونڈھتے ہین اور جو بیمار ہون تو فرشتے انکی عیادت کرجاتے ہین اور جو وہ کسی کام مین ہون تو فرشتے
انکی مدد کرتے ہین پھر فرمایا مسجد مین بیٹھنے والے تین مین سے کوئی فائدہ کماتا ہے یا تو ایک بھائی ملتا ہے یا حکمت
کی بات معلوم ہوتی ہے یا رحمت جسکا انتظار ہو وہ ملتی ہے اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور حاکم نے اوسکو عبد اللہ
بن سلام سے نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر (۸۱) طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور بزار
نے باسناد حسن ابو الدرداؓ سے مین نے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تھے مسجد گھر ہے ہر پرہیزگار کا اور جو مسجد کو گھر بناوے
اللہ اوسکا ضامن ہے اوس پر مہربانی اور رحمت کا اور پلصراط سے گذار دینے کا اور اپنی رضامندی دینے کا جنت مین
داخل ہونے تک (۸۲) مسلم نے جابرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی پیاز یا لہسن یا گندنا کھاوے وہ ہماری مسجد کے
نزدیک نہ آوے کیونکہ فرشتون کو ایذا ہوتی ہے اوس سے جس سے آدمیون کو ایذا ہوتی ہے ایک روایت مین ہے
منع کیا حضرتؐ نے پیاز اور گندنا کھانے سے پھر ہمکو حاجت غالب ہوئی تو ہمنے کھایا انکو آپ نے فرمایا جو کوئی
اس خبیث درخت مین سے کھاوے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ ہو اسلیے کہ فرشتون کو ایذا ہوتی ہے اوس چیز سے
جس سے آدمی کو ایذا ہوتی ہے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر مین اور اوس مین یہ ہے کہ جو شخص ان
سبزیون مین سے کھاوے یعنے لہسن اور پیاز اور گندنا اور مولی مین سے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ ہو
اسلیے کہ فرشتون کو تکلیف ہوتی ہے اون چیزون سے جن سے آدمیون کو تکلیف ہوتی ہے منذری نے کہا
سب راوی ثقہ ہین مگر یحیی بن راشد بصری (۸۳) ابن خزیمہ نے صحیح مین ابو سعید خدریؓ سے کہا حضرتؐ
کے پاس ذکر آیا لہسن اور پیاز اور گندنا کا اور کہا گیا یا رسول اللہ ان سب مین لہسن زیادہ سخت ہے کیا آپ

اوسکو حرام فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہاؤ اوسکو لیکن جو کہاوے وہ مسجد کے پاس نہ آوے جبتک اوسکی بو اوسکی مونہہ سے نہ جاوے (۸۴) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے اونہون نے خطبہ پڑہا جمعہ کے دن اور خطبہ مین فرمایا ای لوگو تم دو درختون مین سے کہاتے ہو مین تو انکو خبیث سمجہتا ہون پیاز اور لہسن اور مین نے دیکہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص مین انکی بو پاتے تو حکم کرتے وہ بقیع کی طرف نکالدیا جاتا پہر جو کوئی اون کو کہاوے تو پکاکر اونکو مارڈالے (یعنے انکی بو کہودے) (۸۵) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس درخت مین سے لہسن کے کہاوے وہ ہم کو ہماری مسجد مین ایذا نہ دے (۸۶) طبرانی نے باسناد حسن ابو ثعلبہ سے اونہون نے جہاد کیا حضرتؐ کے ساتھ خیبر کا وہان ایک کہیت مین پیاز اور لہسن پائے تو لوگون نے انکو کہالیا وہ بہوکے تہے جب مسجد مین گئے تو ساری مسجد مین پیاز اور لہسن کی بو ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس خبیث درخت مین سے کہاوے وہ ہمارے نزدیک نہ ہو منذری نے کہا مسلم نے اوسکو ابوسعید سے نکالا اوس مین پیاز کا ذکر نہین ہے (۸۷) ابن خزیمہ نے صحیح مین حذیفہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جس نے قبلہ کیطرف تہوکا وہ قیامت کے دن آویگا اوسکا تہوک دونو آنکہون کے بیچ مین ہوگا اور جو شخص اس خبیث درخت مین سے کہاوے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ آوے تین بار یہ ارشاد فرمایا (۸۸) امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ام حمید سے جو بی بی تہین ابوحمید ساعدی کی وہ حضرتؐ کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ مین چاہتی ہون آپکے ساتھ نماز پڑہنا آپ نے فرمایا مین جانتا ہون کہ تو میرے ساتھ نماز پڑہنا چاہتی ہے لیکن تیری نماز تیری کوٹہری مین بہتر ہے تیری نماز سے تیرے حجرے مین اور حجرے مین بہتر ہے گہر سے اور گہر مین بہتر ہے محلہ کی مسجد سے اور محلہ کی مسجد مین بہتر ہے میری مسجد سے پہر اونہون نے حکم کیا تو اون کے لیے ایک مسجد بنائی گئی اونکی کوٹہری کے اخیر مین اندہیری جگہہ مین وہ وہین نماز پڑہتی تہین یہانتک کہ اللہ تعالی سے ملگئین ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد نبوی مین جو ایک نماز کا ثواب ہزار نمازون سے زیادہ ہے یہ حکم مردون کے لیے ہے نہ عورتون کے لیے (۸۹) امام احمد اور طبرانی نے کبیر مین ام سلمہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا بہتر مسجدین عورتون کی انکے گہرون کے قعر ہین اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے حاکم نے اوسکو دوسرے طریق کر نکالا اور کہا صحیح الاسناد ہے (۹۰) طبرانی نے اوسط مین ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عورت کی نماز اوسکی کوٹہری مین بہتر ہے حجرے مین نماز پڑہنے سے اور حجرے مین بہتر ہے گہر مین پڑہنے سے اور گہر مین بہتر ہے گہر کے باہر پڑہنے سے منذری نے کہا اوسکا اسناد جید ہے (۹۱) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مت

منع کرو اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے اور گھر اونکے بہتر ہیں اونکے لیے دوسری روایت میں یوں ہے مت منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے عبداللہ کے بیٹے نے کہا ہم تو منع کرینگے عبداللہ یہ سنکر غصہ ہوئے اور پھر تمام عمر اوس سے بات نہ کی (۹۲) طبرانی نے اوسط میں ابن عمرؓ سے آپنے فرمایا عورت عورت ہے (یعنے ستر) اور وہ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہے اور وہ کہیں اللہ سے اتنی قریب نہیں ہوتی جتنی اپنے گھر میں ہوتی ہے ترمذی کی روایت میں ابن مسعودؓ سے یوں ہے عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اپنے رب سے زیادہ قریب اپنے گھر کے قعر میں ہوتی ہے (۹۳) طبرانی نے کبیر میں ابن مسعودؓ سے اونہوں نے کہا کسی عورت نے اللہ کے نزدیک زیادہ پسند نماز نہیں پڑھی اوس نماز سے جو اوسکی زیادہ اندھیرے گھر میں پڑھی جاوے اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے مرفوعًا کہ بہتر نماز عورت کی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اوسکی بہت اندھیری جگہ میں ہو اوسکے مکان میں سے اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ عورتیں عورت (ستر) ہیں اور عورت گھر سے نکلتی ہے اور اوس میں کوئی برائی نہیں ہوتی پھر شیطان اوسکو تکتا ہے اور اوس سے کہتا ہے تو جس کے پاس سے گذرتی ہے وہ تجھ کو پسند کرتا ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے اوس سے کہا جاتا ہے کہاں جاتی ہے وہ کہتی ہے ایک بیمار کو پوچھنے کو یا جنازے کی نماز میں شریک ہونے کو یا مسجد میں نماز پڑھنے کو حالانکہ عورت کی عبادت کوئی اسکی مثل نہیں ہے جو اپنے گھر میں کرے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے (۹۴) ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جسکے پڑوس میں مسجد ہو اوسکی نماز نہیں (یعنے جائز نہیں) مگر مسجد میں اوسکی اسناد میں عمر بن راشد ہے ابن حبان نے کہا اسکا ذکر درست نہیں مگر قدح کے ساتھ سیوطی نے کہا عمر بن راشد کو ثقہ کہا عجلی وغیرہ نے اور روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور یہ حدیث کئی اور طریق میں جابر اور ابوہریرہ اور علی سے اور نکالا اوسکو حاکم نے ابوہریرہؓ سے دارقطنی نے جابرؓ سے نکالا مرفوعًا کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں مگر مسجد میں اور ابوہریرہ سے ایسا ہی بیہقی نے معرفہ میں کہا اسکا اسناد ضعیف ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں ثوری سے نکالا اونہوں نے ابن حبان سے اونہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت علیؓ سے اونہوں نے کہا مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں ثوری نے کہا حضرت علیؓ سے پوچھا گیا مسجد کے ہمسایہ کون ہے اونہوں نے کہا جو اذان کی آواز سنے اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں شافعی کے طریق سے نکالا ابن حیان تیمی سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت علی سے یہی مضمون اُن میں ہے

ہے ہمسایہ مسجد کا وہ ہی جسکو سنے اذان اذان بے سناد کے پھر نکالا دوسرے طریق سے بھی ایسا ہی انتہی شوکانی نے کہا صغانی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اور فیروزآبادی نے مختصر میں کہا ضعیف ہے اور سخاوی نے مقاصد میں کہا اوسکی سندیں ضعیف ہیں اور کوئی اسناد ثابت نہیں البتہ حضرت علی کے قول سے صحیح ہے (مترجم کہتا ہے حضرت علی کا قول بھی اس قسم کے احکام میں مثل حدیث مرفوع کے ہے) اور سخاوی نے مقاصد میں کہا کہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے اور دارقطنی نے جابر سے اور علی سے اور ابن حبان نے ضعفا میں حضرت عائشہ سے اور اسکی سندیں ضعیف ہیں اور ہمارے شیخ نے جو کہا اوسکا اسناد ثابت ہے صحیح نہیں گو یہ حدیث لوگوں میں مشہور ہے اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور شافعی اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے سنن میں اوسکو موقوف نکالا حضرت علی پر (۹۵) طبرانی حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو جگہہ قریب ہوتی گھر میں وہیں نماز پڑھ لیتے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کبھی ایسی جگہہ میں نماز پڑھتے ہیں جہاں حائضہ گذرتی ہے کاش آپ ایک مسجد بنا لیجیے (گھر میں) وہیں نماز پڑھا کیجیے آپنے فرمایا تعجب ہے تجھ سے ای عائشہ مومن کا سجدہ اس مقام کو پاک کر دیتا ہے سات زمینوں تک طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث کے ساتھ لیث اور سعید نے حضرت عائشہ سے اس حدیث کی اور کوئی حدیث روایت نہیں کی شوکانی نے کہا طبرانی نے اس حدیث کو ضعیف کیا سیوطی نے کہا ابن عدی نے ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے یہ نکالا کہ آپ اُس جگہہ میں نماز پڑھتے جہاں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیشاب کر دیتے میں نے کہا کیا سبب آپکے لیے حجرے میں ایک جگہہ خاص نہ کر دیں جو اس جگہہ سے زیادہ پاکیزہ ہو آپنے فرمایا ای حمیرا تو نہیں جانتی بندہ جب اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے سجدے کے مقام کو سات زمینوں تک پاک کر دیتا ہے متفرد ہوا اس روایت کے ساتھ بزیع بن الخلیل اور وہ متروک ہے ابن حبان نے کہا ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے (۹۶) یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد میں دنیا کی بات کرے اوسکی عمل حبط ہو جاوینگے صغانی نے کہا موضوع ہے اسیطرح یہ حدیث کہ قیامت کے دن ساری زمینیں فنا ہو جاوینگی مگر مسجدیں سب ملکر ایک ہو جاوینگی موضوع ہے اوسکو نکالا ابن عدی نے اوسکی اسناد میں اصرم بن حوشب کذاب ہے اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد میں بات کرنا نیکیوں کو کہا تا ہے جیسے جانور گھانس کہاتا ہے اسکا پتہ نہیں ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد بلغم تھوکنے سے سمٹ جاتی ہے اسکا بھی پتہ نہیں ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ ہر رات کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے ای قبر والو تم کن سے رشک کرتے ہو وہ کہتے ہیں مسجد والوں سے اسکا

بھی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ جب تم مسجدون کو آراستہ کروگے اور قرآن شریف پر زیور چڑہاؤگے تو وہاں تمہارا ادبار ہوگا اسکا رفع صحیح نہین ہے اسیطرح یہ حدیث کہ جب حضرت صلعم نے مدینہ کی مسجد بنانا چاہی تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا اسکو سات ہاتھ لنبی بناؤ یعنے اونچی آسمان کی طرف اور نہ آراستہ کرو نہ نقش اسکا بھی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجدون کو اپنے بچون سے بچاؤ سخاوی نے کہا مقاصد مین ضعیف ہے البتہ اسکے شاہد کئی ہین وہ بھی ضعف سے خالی نہین ہین اسیطرح یہ حدیث کہ اللہ تعالی کا غضب اپنے بندون پر یہ ہے کہ مسجدون مین لوگون پر بچون کو مسلط کرے انکو منع کرین وہ نہ مانین اسکی اسناد مین ایک متروک ہے اسیطرح یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین چراغ لگادے تو فرشتے اور عرش اوٹہانے والے اسکے لیے استغفار کرینگے جب تک مسجد مین اس چراغ کی روشنی رہیگی مقاصد مین کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اسی طرح یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین قندیل لٹکادے اوسپر ستر ہزار فرشتے درود بھیجین گے یہانتک کہ وہ قندیل بجھ جاوے اور جو مسجد مین بوریا بچھاوے اوسکے لیے ستر ہزار فرشتے دعا کرین گے یہانتک کہ وہ بوریا پھٹ جاوے موضوع ہے اسکی اسناد مین عمر بن صبیح کذاب ہے اسی طرح یہ حدیث کہ جو کوئی پورا وضو کرے پھر اپنے گہر سے نکلے مسجد جانے کی نیت سے اور کہے بسم اللہ الذی خلقنی فھو یھدین تو اللہ اسکو دیگا جو کچھ اس آیت مین مذکور ہے صحیح نہین ہے اوسکے اسناد مین سلم بن مسلم ہے وہ کچھ نہین اسیطرح یہ حدیث جب بندہ مسجد مین تہوکنے کا ارادہ کرتا ہے تو مسجد کے درو دیوار ہل جاتے ہین اخیر تک طول کے ساتھ موضوع ہے اوسکے اسناد مین حسین بن علوان وضاع ہے اسیطرح یہ حدیث تا ایک ریزہ مسجد پر کپڑا اور ہا جمعرات کے دن اور جو کوئی جمعرات کے دن مسجد سے کوڑا نکالے آنکھ مین جو کچھ اڑ جاتا ہے اوسکے برابر تو وہ ایک بردہ آزاد کرنیکے برابر ہے موضوع ہے اوسکی اسناد مین حسین بن علوان حدیث بنانیوالا ہے ان سب کو شوکانی نے اپنی مختصر مین بیان کیا (۹۷)

حاکم نے انس سے جو حضرت صلعم نے فرمایا خدمت کرو ان مسجدون کی گچ کاری سے اور قندیلون سے اور چراغون سے اور خوشبو سے اور اپنے گہر والون پر رمضان مین کشادگی کرو کہانے اور کپڑے سے سیوطی نے کہا اسکے اسناد مین حسین بن علوان ہے جو حدیث بناتا ہے اور ابان ہے وہ متروک ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے (۹۸)

دیلمی نے انس سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص اللہ سے محبت رکھیگا وہ قرآن سے محبت رکھیگا اور جو قرآن سے محبت رکھیگا وہ مجھ سے محبت رکھیگا اور جو مجھ سے محبت رکھیگا وہ میرے اصحاب سے محبت رکھیگا اور میرے ماننے والون سے اور جو اللہ سے محبت رکھیگا وہ مسجدون سے محبت رکھیگا اخیر تک ذکر کیا اوسکو سیوطی نے موضوعات مین (۹۹)

دیلمی نے انس سے جو شخص اللہ کے گہرون مین سے ایک گہر جہاڑے اوس نے گویا چار سو حج کیے اور چار سو جہاد کیے اور چار سو بردے

آزاد کیے اور چار سو زرہیں رکھیے ذکر کیا اوس کو سیوطی نے موضوعات میں اور کہا اوسکی اسناد میں ابو سلمہ محمد بن عبد اللہ ہے جو ثقات سے وہ حدیثیں روایت کرتا ہے جو اونکی حدیثیں نہیں ہیں (۱۰۰) ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے حضرتؐ نے فرمایا میں دیکھتا ہون تم لوگ میرے بعد اپنی مسجدون کو اونچا کرو گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں اور چرچون کو اونچا کیا اوسکی سند میں جبارہ بن مغلس ضعیف ہے (۱۰۱) ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے حضرتؐ نے انکو حکم دیا طائف میں مسجد بنانے کا جہان پہلے اونکا بت تھا (۱۰۲) ابن ماجہ نے ابن عمر سے پوچھا گیا باغون میں جہان نجاستیں (کھاد کے لیے) ڈالی جاتی ہے (وہان نماز پڑھنا کیسا ہے) اونہون نے کہا جب کئی بار پانی وہان سینچا جاوے تو نماز پڑھ ہو اون میں (کیونکہ پانی بار بار وہان بہنے سے نجاست کا اثر جاتا رہیگا) ابن عمر اوسکو مرفوع کرتے تھے حضرتؐ تک (۱۰۳) ابن ماجہ نے قیس بن طخفہ سے وہ اصحاب صفہ میں سے تھے انہون نے کہا حضرتؐ نے ہم سے فرمایا چلو تو ہم حضرت عائشہؓ کے گھر گئے وہان کھایا پیا پھر آپنے فرمایا اگر تم چاہو تو یہیں سو رہو چاہے مسجد میں جاؤ (سونیکو) اونہون نے کہا نہیں ہم مسجد میں جاتے ہیں (۱۰۴) ابن ماجہ نے ابوذر سے مین نے کہا یا رسول اللہ پہلے مسجد کون سی بنی ہے آپنے فرمایا مسجد الحرام مین نے کہا پھر کون سی آپنے فرمایا مسجد اقصے (یعنے بیت المقدس) مینے کہا ان دونون مین کتنا فاصلہ تھا آپنے فرمایا چالیس برس کا اب ساری زمین تیری نماز کی جگہ ہے جہان نماز کا وقت آجاوے وہان نماز پڑھ لے (۱۰۵) ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے ایک انصاری نے کہلا بھیجا حضرتؐ کے پاس کہ آپ تشریف لایے اور مسجد کی لکیر کر دیجیے میرے گھر میں وہان نماز پڑھا کرون آپنے ایسا ہی کیا وہ انصاری اندھا ہو گیا تھا (۱۰۶) ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے سب سے پہلے مسجدون مین جس نے چراغ لگایا وہ تمیم داری تھے (۱۰۷) ابن ماجہ نے انسؓ سے حضرتؐ نے مسجد کے قبلے مین بلغم دیکھا تو آپ غصے ہوئے یہانتک کہ آپ کی گال سرخ ہو گئی ایک انصاری عورت آئی اوس نے اسکو کھرچ دیا اور اوس جگہہ خوشبو لگا دی آپنے فرمایا کیا اچھا کام کیا (۱۰۸) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا جس شخص کو خوشی ہو اللہ سے ملنے کی مسلمان رہکر کل کے روز وہ محافظت کرے پانچون نمازون کی جہان اذان دیجاوے کیونکہ وہ ہدایت کی راہین ہین اور اللہ تعالی نے تمہارے نبی سے بیان کر دیا ہدایت کی راہون کو اور قسم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گھر مین نماز پڑھ لے تو تمنے چھوڑ دیا اپنے پیغمبر کی سنت کو اور اگر تم اپنے پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے اور ہم نے دیکھا اپنے تئین جماعت سے وہی شخص جدا رہتا جو منافق ہوتا جسکا نفاق معلوم ہوتا اور مینے دیکھا ایک شخص کو وہ دو آدمیون پر ٹیکا دیے لایا جاتا یہانتک کہ صف مین داخل کر دیا جاتا اور کوئی شخص

ایسا نہین جو وضو کرے اچھی طرح پہر مسجد کا قصد کرے وہان جاکر نماز پڑہے وہ جتنے قدم رکہیگا اللہ ہر قدم پر اوسکا ایک درجہ بڑہا دیگا اور ایک گناہ اوسکا مٹیگا (۱۰۹) دارمی نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میری مسجد مین نماز پڑہنا اور مسجدون مین ہزار نماز کے برابر ہی سوا مسجد حرام کے اور ایسا ہی نکالا ابن عمرؓ سے (۱۱۰) دارمی نے ابو الدرداؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی رات کے اندہیرے مین نماز کے لیے جاوے قیامت کے دن اللہ تعالی اوسکو نور دیگا (۱۱۱) دارمی نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا نہ باندہے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کیطرف اسکی کیونکہ اور سب مسجدین برابر ہین فضیلت مین مسجد کعبہ اور مسجد نبوی اور مسجد اقصے کی طرف (۱۱۲) ابو داؤد نے ابن عمرؓ سے مسجد نبوی کے ستون حضرتؐ کے زمانے مین کہجور کی لکڑی کے تہے اور چہت پر سایہ کر دیا تہا کہجور کی شاخون سے پہر وہ گل گئین ابو بکرؓ کی خلافت مین اونہون نے اور لکڑیان کہجور کی نئی لگائین اور شاخین بہی نئی لگائین پہر وہ بہی گل گئین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین اونہون نے مسجد کو پکی اینٹون سے بنایا وہ اب تک قائم ہے (۱۱۳) ابو داؤد نے میمونہؓ سے انہون نے کہا یا رسول اللہ بیت المقدس مین آپ کیا حکم دیتے ہین ہمکو آپنے فرمایا وہان جاؤ اوس مین نماز پڑہو اور اوس ملک کے شہرون مین لڑائی پہیلی ہوئی تہی آپنے فرمایا اگر وہان نہ جا سکو اور نماز نہ پڑہ سکو تو تیل بہیجدو اوسکی قندیلون مین جلایا جاوے (۱۱۴) ابو داؤد نے نافع سے حضرت عمرؓ منع کرتے تہے مردون کو باب النسا مین ہوکر جانے سے (۱۱۵) امام نسائی نے عبد اللہ بن عمروؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کو بنایا تو اللہ جل جلالہ سے تین باتون کے لیے دعا کی ایک تو یہ کہ اپنی سی حکومت انکو عطا فرماوے دوسرے ایسی سلطنت دے جو اون کے بعد کسی کو نہ ملے تیسرے جب مسجد بنانے سے فارغ ہوئے تو دعا کی یا اللہ جو کوئی اس مسجد مین نماز ہی کے لیے آوے تو اوسکو گناہون سے ایسا پاک کر دے جیسے وہ پاک تہا مان کے پیٹ سے پیدا ہو تیوقت (۱۱۶) امام نسائی نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مین سب پیغمبرون کے اخیر مین ہون اور میری مسجد بہی سب کے اخیر مین ہے (۱۱۷) امام نسائی نے عبد اللہ بن زید سے حضرتؐ نے فرمایا میرے گہر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے جنت کی کیاریون مین سے ایک روایت مین ہے میری قبر اور منبر کے درمیان (۱۱۸) نسائی نے ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے منبر کے پائے جنت مین گڑے ہوئے ہین (۱۱۹) امام نسائی نے ابو سعید خدریؓ سے دو آدمیون نے جہگڑا کیا کہ قرآن مین جو آیا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى یہ کون سی مسجد ہے ایک نے کہا مسجد قبا ہے دوسرے نے کہا حضرتؐ کی مسجد ہے آپنے فرمایا وہ میری مسجد ہے یہ (۱۲۰) امام نسائی نے یہ باب باندہا مسجد مین بچون کا لانا پہر ذکر کیا امامہ بنت زینب کی حدیث کا کہ حضرتؐ اون کو

نماز میں اوٹھا لیتے جب کھڑے ہوتے اور بٹھا دیتے جب رکوع کرتے (۱۲۱) امام نسائی نے ابوسعید بن معلی سے
اونھوں نے کہا ہم صبح کو بازار جایا کرتے حضرت کے زمانے میں پھر مسجد پر سے گذرتے تو وہان نماز پڑھتے۔ اس حدیث
سے یہ نکلا ہے کہ اگر راہ چلنے والے کا گذر مسجد پر سے ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لینا مستحب ہے **اَبْوَابُ**
سُتْرَةِ الْمُصَلِّي باب نمازی کے سترے کے بیان میں (سترہ وہ شی جو نمازی کے سامنے ہو جسکے پرے گذرنے
والے نمازی کے سامنے سے جا سکتے ہیں) **بَابٌ** سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ امام کا سترہ اسکو
پیچھے نماز پڑھنے والوں کو بھی کافی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا
عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ
تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ **ترجمہ** عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے میں ایک مادہ گدہی
پر سوار ہو کر آیا اون دنوں میں جوانی کے قریب تہا (یعنے احتلام کے) اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں
سمیت نماز پڑہا رہے تہے منا میں (یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور مسلم کی روایت میں ابن عیینہ سے بجائے منا کے عرفات
ہے نووی نے کہا شاید دو واقعے ہوں حافظ نے کہا اصل یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور ابن عیینہ کا قول شاذ ہے)
سامنے آپکے دیوار نہ تہی تو میں صف میں سے بعض لوگوں کے سامنے سے گذرا پہر اوترا اور گدہی کو چہوڑ دیا
وہ چرتی تہی اور میں صف میں شریک ہو گیا کسینے مجہپر اعتراض نہیں کیا **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی مطابقت
ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپنے سترے کے طرف نماز پڑہی اور بیہقی نے اس حدیث کے
لیے یہ باب کیا ہے کہ بغیر سترے کے نماز پڑہنا اور اوپر یہ حدیث گذر چکی ہے اور شافعی نے کہا کہ سامنے آپکے
دیوار نہ تہی اس کا یہ مطلب ہے کہ سترہ نہ تہا اور بزار کی روایت سے بہی یہی مطلب نکلتا ہے اور بعض متاخرین نے
یہ کہا ہے کہ دیوار سامنے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ اور کوئی سترہ بہی نہ ہو مگر اگر کوئی سترہ ہوتا تو ابن عباسؓ
یہ کیوں بیان کرتے کہ میرے سامنے سے گذرنے پر کسینے انکار نہیں کیا اسلیے کہ حالت سترے میں سامنے سے گذرنا
بالاتفاق جائز ہے اور شاید مطلب امام بخاری کا یہ ہو کہ آنحضرتؐ کی عادت شریف یہ تہی کہ آپ میدان میں نماز
نہ پڑہتے جب تک برچھی سامنے نہ گاڑتے اور اس عادت کو اونہوں نے آگے کی دو حدیثوں یعنے ابن عمرؓ اور ابوجحیفہ
کی حدیثوں سے ثابت کیا اور ابن عمرؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ سفر میں ہمیشہ ایسا کرتے پس اوس عادت کے موافق

یہان بہی آپکے سامنے سترہ ہوگا اور جب ابن عباسؓ صف کے سامنے سے نکلے اور کسی نے انکار نہ کیا تو مطلب باب کا ثابت ہوگیا کہ امام کا سترہ مقتدیون کو بہی کفایت کرتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث مین جو اِلیٰ غَیرِ جِدارٍ کا لفظ ہے اسکا معنے یہ ہے اِلیٰ شَیٍٔ غَیرِ جِدارٍ یعنی آپ نماز پڑہتے تہے ایک چیز کی طرف جو دیوار نہ تہی یعنے لکڑی تہی یا اور کوئی شے اس صورت مین حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوجاویگی مترجم کہتا ہے رد کرتا ہے اس معنی کو وہ جو بزار نے نکالا اپنی مسند مین ابن عباسؓ سے کہ مین اور فضل ایک گدہی پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے عرفات مین آپ فرض پڑہ رہے تہے اور کوئی چیز ہم مین اور آپ مین پردہ اور آڑ نہ تہی اسی روایت سے وہ جو حافظ صاحب نے کہا کہ ابن عیینہ کا قول کہ یہ عرفات مین تہا شاذ ہے غلط ہوتا ہے کیونکہ بزار کی روایت ابن جریج کے طریق سے ہے اور اوس مین بہی عرفات مذکور ہے شوکانی نے نیل مین بزار کی روایت کا یہ جواب دیا کہ اوس مین مطلق سترے کی نفی نہین ہے بلکہ اوس سترے کی جو مثل دیوار کے حائل ہو حافظ نے کہا ابن دقیق العید نے کہا ابن عباسؓ نے جو اس حدیث مین بیان کیا کہ میرے اوپر کسی نے اعتراض نہین کیا اس سے اونہون نے دلیل لی سامنے سے گذرنے کی جواز پر اور یہ بیان نہین کیا کہ اون لوگون نے نماز کا اعادہ نہین کیا اسلیے کہ اعتراض نکرنا زیادہ فائدہ رکہتا ہے مین کہتا ہون نماز کا اعادہ نکرنا اس سے صرف یہ نکلتا کہ نماز جائز ہوگئی لیکن یہ نہ نکلتا کہ سامنے سے گذرنا جائز ہے برخلاف اسکے ہے اعتراض نکرنا اوس سے دونون باتین نکلتی ہین سامنے سے گذرنے کا جواز اور نماز کی صحت اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید حضرتؐ کو ابن عباسؓ کے سامنے گذرنے کی خبر نہ ہوئی ہو اسوجہ سے آپنے انکار نہ کیا پس گذرنے کا جواز ثابت نہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز مین پیچہے بہی ایسی ہی دکہلائی دیتا جیسے سامنے اور یہ مضمون اوپر گذر چکا پس ممکن نہین کہ آپنے نہ دیکہا ہو صف اول حائل ہونیکے باعث اور مولف نے حج مین جو روایت نکالی اوس مین صاف یہ مذکور ہے کہ ابن عباس اول صف کے بعض لوگون کے سامنے سے گذرے اس صورت مین آپکے دیکہنے کا کوئی مانع نہ رہا اور اگر یہ کوئی بات نہ ہوتی جب بہی صحابہ کی حرص مسائل دریافت کرنے مین اس بات کو مقتضی ہوتی ہے کہ آپ کو ضرور اس امر کی اطلاع ہوئی ہوگی اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدہا نکل جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس صورت مین یہ حدیث ناسخ ہوگی ابوذرؓ کی حدیث کی جسکو امام مسلم نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ گدہی اور عورت اور کالے کتے کے سامنے گذرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ گدہی جسوقت سامنے سے نکلی تہی جب ابن عباس رضی اللہ عنہما

سوار تھے اور یہ مضر نہین کسلیے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے البتہ ابن عباس جب گدہی سے اترے تو
اوسکے بعد اگر گدہی کا گذرنا مذکور ہوتا تو اس استدلال کی گنجایش تہی اور وہ محتاج ہے نقل کا شوکانی نے کہا اس
حدیث سے ان لوگون کا استدلال جو گدہے کا نمازی کے سامنے سے گذرنا مضر نہین جانتے پورا نہین ہوتا کس
لیے کہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے کہ امام کے سامنے سترہ تہا اور امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور اسیواسطے امام بخاری
اس حدیث کو اس باب مین لائے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور یہ قرینہ ہے سترہ ہونیکا اور دیوار کی نفی سے
اور کسی شے کی نفی لازم نہین آتی علاوہ اسکے ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ مجہپر کسی نے انکار نہ کیا اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ حضرتؐ نے بہی انکار نہ کیا کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو اور جو آپ کو خبر ہوئی ہو تو شاید آپنے
سترہ ہونیکی وجہ سے انکار نہ کیا ہو اور غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ گدہے کے سامنے جانے سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن
کالا کتا اور حائضہ عورت کے سامنے جانے سے نماز ضرور ٹوٹ جاویگی انتہی حافظ نے کہا ابن عبد البر نے کہا یہ
حدیث ابن عباس کی خاص کرتی ہے ابو سعیدؓ کی حدیث کو کہ جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو کسی کو اپنے سامنے
سے نہ گذرنے دے امام سے اور اوس شخص سے جو اکیلے نماز پڑہ رہا ہو لیکن مقتدی کو ضرر نہین سامنے کسی شے
کے گذرنے سے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ان سب باتون مین علماء کا اختلاف نہین ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا
ہے کہ عبد الرزاق نے حکم بن عمرو غفاری صحابی سے نقل کیا انہون نے اپنے یارون کو نماز پڑہائی سفر مین اور
امام کے سامنے سترہ تہا پہر گدہے یارون کے سامنے سے گذرے تو انہون نے نماز لوٹائی اپنے یارون کے
ساتہہ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ انہون نے کہا میری نماز تو نہین ٹوٹی لیکن تمہاری نماز ٹوٹ گئی اس روایت
سے یہ نکلتا ہے کہ اس مسئلہ پر کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے سب کا اتفاق نہین ہے اور امام بخاریؒ
نے جو ترجمہ باب بیان لکہا ہے وہ ایک مرفوع حدیث مین وارد ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین انس
سے مرفوعاً کہ امام کا سترہ اوسکے پیچہے والون کا سترہ ہے اور کہا متفرد ہوا اس حدیث کے ساتہہ سوید عاصم سے اور
سوید ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک اور یہ مضمون موقوفاً بہی مروی ہے ابن عمر سے نکالا اوسکو عبد الرزاق
نے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اسپر اتفاق ہے کہ مقتدی سترہ کی طرف نماز پڑہتے ہین لیکن اس مین اختلاف
ہے کہ ان کا سترہ خود امام ہے یا امام کا سترہ اور اس اختلاف کا نتیجہ اوس صورت مین ظاہر ہوگا جب امام کے
سامنے سے نماز مین کوئی چیز گذر جاوے جو نماز کو توڑتی ہے تو جو لوگ امام کے سترے کو مقتدیون کا سترہ کہتے
ہین ان کے نزدیک امام اور مقتدی دونون کی نماز کو ضرر ہوگا اور جو کہتے ہین امام خود مقتدیون کی نماز کا

سترہ ہے انکے نزدیک امام کی نماز کو ضرر ہوگا اور مقتدیونکی نماز کا ضرر نہوگا اور باقی بحثیں ابن عباسؓ کی حدیث کی اوپر گذر چکی ہیں کتاب العلم میں اور میں نے ابن عباسؓ کی عمر میں جو اختلاف ہے اوسکو باب تعلیم الصبیان میں اور باب الاختتان میں بیان کیا ہے (فتح الباری) نیل میں ہے کہ جب حضرتؐ کی وفات ہوئی تو اختلاف ہے کہ ابن عباسؓ کی اسوقت کیا عمر تھی بعض کہتے ہیں تیرہ برس کی تھی بعض دس برس کی بعض پندرہ برس کی امام احمد نے کہا اخیر قول حق ہے اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا اون سے پوچھا گیا حضرتؐ کے وفات کیوقت تم کس کے برابر تھے اونہوں نے کہا اُن دنوں میرا ختنہ ہوا تھا اور عربوں کی عادت تھی کہ وہ ختنہ بلوغ کے وقت کرتے انتہے مختصرا

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهٗ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَاءُ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نکلتے تو حکم کرتے (اپنے خادم کو) برچھہ لیکر چلنے کا وہ آپکے سامنے گاڑا جاتا آپ اوسکی سامنے نماز پڑہتے اور لوگ آپکے پیچھے ہوتے اور سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے (یعنے برچھی سامنے لگا کر نماز پڑہتے) اسیوجہ سے امیروں نے برچھہ ساتھ رکھنے کی عادت کر لی ہے ف کہ عید کی نماز میں اوسکے ساتھ برچھہ رہتا ہے اور مؤلف نے عیدین میں نکالا اوزاعی کے طریق سے نافع سے کہ آپ سویرے عیدگاہ کو جاتے اور برچھی آپکے سامنے نصب کی جاتی آپ اُسطرف نماز پڑہتے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ عیدگاہ ایک میدان تھا اوس میں کچھ سترہ نہ تھا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے لیے احتیاط کرنا اور دشمنوں کے دفع کے لیے ہتیار ساتھ رکھنا خاص کر سفر میں اور خادم سے خدمت لینا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں روایت کی سعد قرظی سے کہ نجاشی (بادشاہ حبش) نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہتیار (یعنے برچھہ) بھیجا آپ نے اوسکو اپنی وفات کے پیچھے چھوڑا وہ وہی برچھہ ہے جو امام کے ساتھ عید کے دن جاتا اور لیث کے طریق سے نکالا کہ وہ برچھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی وہ ایک مشرک کی تھی اوسکو زبیرؓ نے احد کے دن قتل کیا تھا آپ نے وہ برچھی اُس سے لے لی اور آپ اوسکو گاڑا کرتے اپنے سامنے نماز میں اور احتمال ہے کہ پہلے آپ زبیر کی برچھی لگایا کرتے ہوں پھر بعد وہ لگاتے ہوں جو نجاشی نے بھیجی تھی تو دونوں روایتوں میں جمع ہو جاویگا (فتح الباری)

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ

قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمْ بِالْبَطْحَآءِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ اَلظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ تَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ الْمَرْاَۃُ وَالْحِمَارُ ترجمہ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی لوگون کو بطحا مین (جو ایک میدان ہے مکہ سے باہر اوسکو ابطح بہی کہتے ہین) اور آپکے سامنے برچہی تہی (یہ ترجمہ ہے عنزہ کا قسطلانی نے کہا عنزہ آدہے نیزے کے برابر ہوتی ہے مگر نیزے کی سنان اوپر ہوتی ہے اور عنزہ کی نیچے یعنے گانسی دار لکڑی) ظہر کی دو رکعتین پڑہین اور عصر کی دو رکعتین آپکے سامنے سے عورت نکلتی تہی گدہا گذرتا تہا **ف** حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپنے جمع کیا دونون نمازون مین یعنے ظہر اور عصر مین تو دونون کو ظہر کیوقت مین پڑہا جیسے دوسری روایت مین ہے کہ دوپہر کے وقت ایسا کیا اور ابوالعمیس کی روایت مین ہے کہ بلال آئے اونہون نے آپکو جتا یا نماز کے لیے پہر عنزہ لیکر نکلے اوسکو گاڑا آپکے سامنے اور نماز کی تکبیر کہی اور ابن ابی زائدہ نے عون سے نکالا اونہون نے اپنے باپ سے یعنے حضرت کو دیکہا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکہا اونہون نے آپکے وضو کا پانی لیا اور مین نے لوگون کو دیکہا وہ اوس پانی پر لپکتے تہے پہر جسکو کچہ مل گیا اوس نے منہ پر مل لیا اور جسکو کچہ نہ ملا اوس نے اپنے ساتہی کے ہاتہہ سے تری لی اور اوسی روایت مین ہے کہ آپ برآمد ہوے سرخ جوڑی مین کپڑے اوٹہائے ہوے اور مالک بن مغول نے عون سے روایت کیا گویا مین آپکی پنڈلیون کی چمک کو دیکہہ رہا ہون اور اوسی روایت مین یہ ہے کہ یہ پانی وہ تہا جو آپکے وضو سے بچ رہا تہا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ پہر آپ دو رکعتین پڑہتے رہے یعنے قصر کیے یہانتک کہ مدینہ کو لوٹ کر آئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ سے نکلنے کا ہے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ آپکے سامنے عورت اور گدہا گذرتا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ برچہی کے اوس پار یعنے برچہی اور قبلہ کے بیچ مین سے نہ برچہی اور آپکے بیچ مین سے اور ابن ابی زائدہ کی روایت مین صاف یون ہے کہ مینے دیکہا لوگون کو اور جانورون کو وہ برچہی کے سامنے سے گذرتے تہے اور اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوے ہین صاحبین جسکو جیو مین اوسکا مشہور ہونا نمازی کے لیے سترہ لگانا جہان لوگون کے سامنے سے جانیکا ڈر ہو سترہ کا سوٹا یا بقدر برچہی کے کافی ہونا سفر مین قصر افضل ہونا اتمام سے قصر کا شروع ہونا شہر سے باہر نکلتے ہی صحابہ کی تعظیم کا بیان جو وہ حضرت کی کرتے تہے کپڑو لکا اوٹہانا خصوصًا سفر مین برچہی کا ساتہہ رکہنا سفر مین اذان مشروع ہونا پنڈلی کیطرف نظر جائز ہونا اسپر اجماع ہے یعنے مرد کی پنڈلی کیطرف جب فتنے کا ڈر نہ ہو سرخ لباس کا پہننا درست ہونا اور اس مین اختلاف ہے اوسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب

اللباس میں آویگا (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا ایک طائفہ علماء کا مذہب ابوذر کی ظاہر حدیث کے موافق ہے جسکو مسلم نے نکالا کہ عورت اور گدہے اور کتے کے سامنے گذرنے سے نماز فاسد ہوجاویگی اور امام احمد نے کہا کالے کتے کے سامنے گذرنے سے تو بیشک نماز فاسد ہوجاویگی لیکن عورت اور گدہے میں مجھکو شک ہے اور شافعی کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے گذرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی خواہ کتا ہو یا عورت یا گدہا اور ابن عباس کی روایت دلیل ہے امام شافعی کی اور وہ حضرت کی وفات سے اتنی دن پہلے کی حدیث ہے تو ناسخ ہوگی ابوذر رضہ کی حدیث کی اور مؤلف نے اسحدیث کو صلوٰۃ اور ستر عورت اور اذان اور صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور لباس اور باب السترۃ بمکۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے صلوٰۃ میں انتہے مترجم کہتا ہے جس مسئلہ کو قسطلانی نے یہاں بیان کیا اوسکی تفصیل خدا چاہے تو ہم آگے بیان کرینگے **بَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْمُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ** نمازی اور سترے کے بیچ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے (یعنے کتنے ہاتھ) **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ **ترجمہ** سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ میں نماز پڑھتے تھے اوس میں اور دیوار میں اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری گذر جاوے (دیوار سے مراد مسجد کی دیوار ہے جو قبلہ کی طرف ہوتی ہے) اور اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد نے بھی نکالا **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ مسجد کی دیوار منبر کے پاس تھی دیوار اور منبر میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جاوے

ف یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات میں سے دوسری ثلاثی ہے حافظ نے کہا اسماعیلی نے روایت کیا یزید سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منبر تھا اوس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جاوے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق کیونکر ہوگی تو اوسکا جواب کرمانی نے یوں دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بازو کھڑے ہوتے تھے اور آپ کی مسجد میں محراب نہ تھی تو آپکے اور قبلے کی دیوار میں بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا منبر اور دیوار میں تھا تو گویا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ نمازی اور سترے میں اتنا فاصلہ ہونا چاہیے جتنا آپکے منبر اور قبلے کی دیوار میں تھا اور اس سے زیادہ صاف وہ جواب ہے جو ابن رشید نے بیان کیا کہ امام بخاری نے اس ترجمہ سے سہل کی اوس روایت کی طرف اشارہ کیا جو باب الصلوٰۃ علی المنبر

مین گذری کیونکہ اوس مین یہ ہی کہ آپ منبر پر کہڑے ہوے جب وہ بنایا گیا اور نماز پڑہی اوسپر اس سی یہ نکلا کہ منبر ہی گویا نماز کی جگہ ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث مین یہ نہین ہی کہ آپنے منبر پر سجدہ کیا بلکہ آپنے منبر پر سے اوتر کر نیچے سجدہ کیا منبر کی جڑ مین اور اوس مین اور دیوار مین بکری کے گذرنے سے زیادہ فاصلہ ہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ سجدہ کی سوا اکثر ارکان نماز کے منبر پر ادا کیے اور سجدے کے لیے بہی منبر پر سی صرف اسلیے اوترے کہ اوسکی سیڑہی مین سجدے کے لیے کافی جگہہ نہ تہی اور دوسرے یہ کہ جب منبر کے جڑ مین سجدہ کیا تو اوپر کی سیڑہی مثل سترے کے ٹہیری اور اسکا فاصلہ اوسی قدر ہے ابن بطال نے کہا یہ کم سے کم فاصلہ ہے نمازی اور سترے کا یعنی ایک بکری نکل جانے کے موافق اور بعضون نے کہا کم سے کم تین ہاتہ کا فاصلہ چاہیے کیونکہ بلال کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے کعبہ مین نماز پڑہی آپکے اور دیوار کے بیچ مین تین ہاتہ سی کم فاصلہ تہا اور یہ حدیث آگے آویگی اور داؤدی نے دونون مین جمع کیا ہے اس طرح سے کہ کم سے کم فاصلہ بکری کے گذرنے کے موافق ہی اور زیادہ سی زیادہ تین ہاتہ مین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ قیام اور قعود کی حالت مین تین ہاتہ کے موافق فاصلہ چاہیے اور رکوع اور سجود مین بقدر بکری کے گذر جانے کے اور ابن الصلاح نے کہا کہ بکری گذرنے کا اندازہ تین ہاتہ مقرر کیا ہے مین کہتا ہون کہ اسپر اعتراض ہوتا ہے اور بغوی نے کہا اہل علم نے مستحب رکہا ہے سترے سے نزدیک ہونیکو اتنا کہ نمازی اور سترے مین صرف سجدے کی جا باقی رہے اور اتنا ہی فاصلہ ایک صف کو دوسری صف سے چاہیے اور سترے کے نزدیک کہڑے ہونیکے لیے حکم ہے حدیث مین اور اوس مین حکمت بہی بیان ہوئی ہے روایت کیا اوسکو ابوداؤد وغیرہ نے سہل بن ابی حثمہ سے مرفوعًا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے سترے کی طرف تو اوسکے نزدیک رہے تاکہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین مترجم کہتا ہی اوپر کی تقریر سے دو باتین اور معلوم ہوئین جنکو یاد رکہنا چاہیے ایک یہ کہ مسجد مین محراب بنانا جسکا رواج مدت سی چلا آتا ہے سنت نہین بلکہ سنت یہ ہی کہ محراب نہ ہو اور قبلہ کی دیوار صاف برابر ہو جیسے مکان کی دیوار ہوتی ہے اور محراب بنانے مین کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ سنت نہین دوسرے یہ کہ منبر مسجد کا مسجد سی علاحدہ رکہنا مسنون ہی اور جب خطبہ ہو جاوے تو منبر اوٹہا دیا جاوے منبر کو مسجد سی لگا ہوا بنانے مین ایک تو مخالفت ہی سنت کی دوسرے اوسکے بنانے مین ایک قباحت ہے وہ یہ کہ منبر بنانے سے اوسکی داہنی بائین بازو جو جگہہ خالی رہتی ہے اوس مین جگہ کے خالی رہنے کی وجہ سے بعض وقت لوگ کہڑے ہو جاتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ یہ اول صف ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہی اول صف وہ ہی جو امام کے پیچہے سب صفون سے پہلے ہو

دوسری قباحت یہ ہے کہ منبر کے سامنے نکلے رہنے کی وجہ سے ایک صف کا نقصان ہوتا ہے اگر منبر علاحدہ ہو تو ایک صف کی گنجائش مسجد میں بخوبی نکل سکتی ہے افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو سنت کی پیروی مرغوب نہیں صرف رسم و رواج کے پابند ہیں میں نے کسی شہر میں یہ نہیں دیکھا کہ مسجد بغیر محراب کے ہو اور منبر مسجد سے علیحدہ ہو البتہ بنگلور میں بعض برادران موحدین نے ایک مسجد بنائی ہے اوس میں محراب نہیں ہے اور منبر بھی لکڑی کا بنا کر علاحدہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ اون لوگوں کو اس سنت پر چلنے کا اجر دیوے اور خاک پڑے اون جاہلوں کے منہ پر جو حضرت صلعم کی اس سنت کو برا جانتے ہیں اور محراب اور منبر نہ بنانے والوں کو مطعون کرتے ہیں قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے بھی نکالا اور امام شافعی اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ نمازی اور سترے میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے نیل میں ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو سترے کی طرف پڑھے اور اس سے نزدیک ہو۔ اس کے اسناد میں محمد بن عجلان ہے اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور ابو داؤد نے سہل بن ابی حثمہ سے ایسا ہی نکالا اور نسائی نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے سترہ کی طرف تو اس سے نزدیک ہو شیطان اوسکی نماز نہ توڑے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ابو داؤد نے کہا اسکی اسناد میں اختلاف ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ کرنا واجب ہے اور مؤید ہے اسکی ابو ہریرہ کی حدیث جو آگے مذکور ہوگی اور حاکم نے سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر کہ تم میں سے ایک نماز میں سترہ کرے اگرچہ ایک تیر ہی کا ہو اور یہ جو ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑ دے تو شیطان سے مراد وہ شخص ہے جو نمازی کے سامنے سے گذرے جیسے دوسری حدیث میں ہے اگر گذرنے والا نہ مانے تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تبوک کی لڑائی میں نمازی کا سترہ آپ نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر جیسے سوار ٹیکا دیتا ہے اونٹ کی سواری میں نووی نے کہا جو چیز چاہے سامنے کھڑی کر لیوے اور پالان کی پچھلی لکڑی ہاتھ کی ہڈی کے برابر ہوتی ہے یعنے ہاتھ کی دو تہائی اور علما نے کہا ہے کہ حکمت سترے میں یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ اوسکے پرے نہ جاوے اور جو کوئی قریب سے گذرنے وہ سترہ دیکھ کر اوسکے پرے سے گذرے اور امام احمد اور نسائی نے بلال سے نکالا کہ حضرت کعبہ کے اندر گئے پھر نماز پڑھی آپ کے اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کے قریب تھا اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا کہ ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گذرتے

تھے تو ہم نے اسکا ذکر کیا حضرتؐ سے آپ نے فرمایا جب تم میں ہر کسی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی
شے ہو تو سامنے ہو کر کسی کا گذرنا ضرر نہ کریگا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر سترہ نہ ہو تو بعضی چیزوں کے سامنے
گذرنے سے نمازی کے نماز کو نقصان پہونچیگا اور عبدالرزاق نے حضرت عمرؓ سے فرق روایت کیا ہے سترے اور
بے سترے والے میں کیونکہ جس نے سترہ نہ لگایا اوس نے قصور کیا خصوصاً جب شارع عام میں نماز پڑھے اور امام احمد
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز
پڑھے تو اپنے مونھ کے سامنے کوئی چیز کر لیوے اگر کچھ نہ پاوے تو ایک لکڑی کھڑی کرے اگر لکڑی بھی نہ ہو
تو زمین پر لکیر ہی کر لیوے اب جو چیز اوسکے پرے گذرے گی وہ اوسکو ضرر نہ کریگی - اس حدیث کو ابن حبان نے بھی
نکالا اور صحیح کہا اور بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو امام احمد اور ابن مدینی نے نقل کیا اوسکو ابن عبدالبر نے اشد کا
میں اور سفیان بن عیینہ اور شافعی اور بغوی وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف کہا حافظ نے کہا ابن الصلاح نے مضطرب
کی مثال اس حدیث سے دی اور اس پر اعتراض ہوا ہے اور بلوغ المرام میں کہا کہ جس نے اس حدیث کو مضطرب قرار
دیا اوس نے غلطی کی اور یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد نے سنن میں کہا میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے سنا انسے
کئی بار پوچھا گیا لکیر کیونکر کرے اونہوں نے کہا اسطرح عرض میں ہلال کی طرح اور مسدد سے میں نے سنا وہ
کہتے تھے لنبی لکیر کرے تو امام احمد نے یہ اختیار کیا کہ لکیر کمان دار ہو محراب کیطرح اور آدمی اسطرح نماز پڑھے جیسے کہ
محراب میں پڑھتا ہے اور مسدد نے یہ اختیار کیا کہ سیدھی لکیر کرے اپنے سامنے قبلے کیطرف تہذیب میں ہے
کہ یہ لکیر مشرق سے مغرب تک ہے اور امام مالک اور اکثر فقہا جیسے حنفیہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ لکیر کرنا کافی نہیں سترے کے
لیے اور انکا عذر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور شافعی کے اصحاب میں دو قول ہیں اور جمہور
شافعیہ اوسکے استحباب کے قائل ہیں اور امام احمد اور ابوداؤد نے مقداد بن الاسود سے روایت کیا انہوں نے
کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف مگر اسکو
اپنی بائیں یا داہنے ابرو کے مقابل کیا اور ٹھیک اوسکی طرف توجہ نہیں کی یعنے اوسکو مقصود نہیں بنایا (تاکہ بتوں
سے مشابہت نہو) اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے میدان میں نماز پڑھی آپکے سامنے کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا مقداد کی حدیث کی اسناد میں ابوعبیدہ ولید
بن کامل ہے منذری نے کہا اوس میں گفتگو ہے اور تقریب میں ہے کہ وہ لین الحدیث ہے اور ابن عباس کی حدیث
کے اسناد میں بھی منذری نے کہا گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانا واجب نہیں تو حکم سترہ لگانیکا

استحبابی ہوگا لیکن علم اصول مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فعل آپکا قول کے معارض نہین ہوتا پس وجوب ثابت
رہیگا اب ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانیکا حکم عام ہے صحرا ہو یا بستی اور حضرتؐ سے ایسا ہی ثابت ہے
اور کوئی وجہ نہین اسکی کہ سترہ صحرا اور جنگل سے مخصوص کیا جاوے تمام ہوا کلام شوکانی کا نیل مین زیلعی نے کہا
ہدایہ مین جو یہ حدیث نقل کی کہ جب تم مین سے کوئی جنگل مین نماز پڑہے تو اپنے سامنے سترہ لگاوے اسکا پتہ نہین ملا
اور ابوداؤد کی حدیث ابوہریرہؓ سے (جو اوپر گذری) اوسکی قریب ہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ سے
نکالا حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو سترے کیطرف پڑہے اور اوس سے نزدیک رہے اور کسی کو اپنے سامنے
سے (یعنی سترے کے اندر) نہ گذرنے دے اگر کوئی آدمی گذرنے کو تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے اور ابن حبان نے اپنی
صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین ابن عمرؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو سترے کی طرف
پڑہے اور کسیکو اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے حاکم نے کہا یہ صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اوسکو دونو
نے اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور احمد اور بزار اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندون مین ابن ماجہ اور ابن حبان
نے زیادہ کیا اگر گذرنے والا نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے یعنی ساتھی اوسکا بیان ہوا
برا قرین ہے یعنی شیطان (ابن ماجہ کی ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکے ساتھ عزّیٰ ہے یعنی بڑا دشمن مراد شیطان
ہے اور بخاری نے تاریخ کبیر مین سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے ایک آڑ کرے اپنی نماز
مین اگرچہ ایک تیر ہی کی ہو اور حاکم نے مستدرک مین سہل بن ابی حثمہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین
سے نماز پڑہے تو سترے سے نزدیک رہے اور اوسکی طرف نماز پڑہے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور
نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اوس مین اتنا زیادہ ہے نہ توڑے شیطان نماز اوسکی اور زیلعی
نے کہا کہ ہدایہ مین جو یہ حدیث لکھی ہے کہ کیا تم مین سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ جب جنگل مین نماز پڑہے تو اوسکے
سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو یہ بھی غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی اور امام مسلم نے طلحہ سے نکالا وہ
جو اوپر گذر چکا اور ابوذرؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہنے کو کھڑا ہو تو آڑ کر لیگا اوس کا
وہ جو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو اور ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا توڑ دیتا ہے نماز کو گدہا اور
کتا اور عورت کا سامنے سے نکل جانا اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر بچاو ہے اوس کا اور ابن حبان نے صحیح
مین ابوسعید خدریؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سترے کی طرف نماز پڑہے تو اوس سے نزدیک ہو
کیونکہ شیطان اوسکے اور سترے کے بیچ مین سے ہو کر گزرتا ہے اور کسیکو اپنے سامنے نہ گذرنے دے اور نکالا اوسکو ابوداؤد

نے نصیبو اوپر گذرا نووی نے خلاصہ میں کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور طبرانی نے معجم میں جبیر بن مطعم سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سترے کی طرف نماز پڑھے تو اوس سے نزدیک ہو اور شیطان اوسکو اور سترے کے درمیان نہ گذرے اور بزار نے مسند میں ایسا ہی نکالا اور کہا یہ حدیث جبیر سے اسی طریق سے مروی ہے اور طبرانی نے سہل بن سعد سے ایسا ہی نکالا اوسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور نکالا اوسکو دوسری سند سے بھی اور ابو نعیم نے حلیہ میں صفوان بن سلیم کے ترجمہ میں اوسکو نکالا اور بزار نے مسند میں بریدہ سے ایسا ہی نکالا اور کہا ہم نہیں جانتے یہ حدیث بریدہ سے مگر اسی طریق سے اور ابوداؤد نے سنن میں نکالا علی بن عیاش سے اونہوں نے ولید بن کامل سے اونہوں نے مہلب بن حجر سے اونہوں نے ضباعہ بنت مقداد بن اسود سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو نہیں دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے کسی لکڑی یا ستون یا درخت کیطرف مگر اوسکو اپنی داہنے یا بائیں ابرو کے مقابل کرتے اور اوسکو مقصود نہ بناتے اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے معجم میں اور ابن عدی نے کامل میں اور علت کی اوسمیں ولید بن کامل سے اور بخاری سے نقل کیا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثیں ہیں اور ابن القطان نے اس حدیث میں دو علتیں نکالیں ایک یہ کہ اسناد میں تین مجہول ہیں ضباعہ اور مہلب اور ولید بن کامل اور ولید اون لوگوں میں سے ہے جنکی عدالت ثابت نہیں ہوئی دوسرے یہ کہ ابن السکن نے اپنی سنن میں اس حدیث کو یوں نکالا ولید بن کامل سے اونہوں نے مہلب سے اونہوں نے ضبیعہ بنت مقدام بن معدیکرب سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے ستون یا تھم کی طرف یا اور کسی چیز کیطرف تو اوسکو اپنی دونوں آنکھوں کے بیچ میں نہ کرے بلکہ اوسکو بائیں ابرو کے مقابل کرنے اور یہ مخالف ہے ابوداؤد کی روایت کے اسناداً اور متناً اور ابن السکن کے اسناد میں بقیہ ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصر

باب الصلوٰۃ الی الحربۃ بھالے کی طرف نماز پڑھنا (جو نمازی اور قبلے کے درمیان گڑا ہو)

حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ قال اخبرنی نافع عن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرکز لہ الحربۃ فیصلی الیہا ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بھالا گاڑا جاتا پھر آپ نماز پڑھتے اوسکی طرف

باب الصلوٰۃ الی العنزۃ برچھی کیطرف نماز پڑھنا یہ عنزہ کا ترجمہ ہے بعضوں نے کہا عنزہ اور حربہ ایک ہے تو یہ تکرار ہوئی اور شاید عنزہ حربہ سے چھوٹا ہوتا ہے پس تکرار نہ ہوگی حدثنا آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا عون ابن ابی جحیفۃ قال سمعت ابی قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ

يَأْتِي بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّونَ مِنْ وَرَائِهَا ترجمہ۔ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے پھر پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے ایک برچھی گڑی تھی اور عورت اور گدھے اوسکے پیچھے سے گذرتے تھے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ ترجمہ۔ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو آپکے پیچھے میں جاتا اور ایک لڑکا اور ہماری ساتھ عکازہ ہوتی (عکازہ وہ لکڑی جسکے نیچے لوہا لگا ہوتا ہے) یا عصا یا عنزہ (یہ شک ہے راوی کا) اور ایک ڈول ہوتا پھر جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم آپ کو ڈول دیتے

باب السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا مکہ میں اور اور مقاموں میں سترہ لگانا

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ ترجمہ۔ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے تو مکہ کے میدان میں نماز پڑھی ظہر اور عصر کی (ملاکر) ہر ایک کی دو دو رکعتیں پڑھیں (یعنے قصر کیا) اور اپنے سامنے ایک برچھی کھڑی کی اور وضو کیا آپ نے تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی اپنے بدن پر ملنے لگے **ف** ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس باب میں مکہ کی تخصیص اسلیے کی کہ کوئی یہ وہم نکرے کہ سترہ قبلہ ہے اور مکہ میں تو کعبہ کے سوا اور کچھ قبلہ نہیں ہو سکتا تو وہاں سترے کی احتیاج نہیں ہے حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ امام بخاری نے عبدالرزاق کے ترجمہ باب پر رد کیا اونہوں نے یہ باب قائم کیا کہ مکہ میں نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی پھر نکالا کثیر بن کثیر بن مطلب سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ مسجد حرام میں نماز پڑھتے اور آپکے اور لوگوں کے بیچ میں سترہ نہ تھا اور نکالا اوسکو اصحاب سنن نے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں مگر یہ حدیث معلول ہے تو امام بخاری نے اشارہ کیا اوسکی ضعف کی طرف اور یہ بیان کیا کہ سترہ لگانا جیسے اور مقاموں میں چاہیے ویسے ہی مکہ میں بھی چاہیے اور دلیل لی اسپر ابوجحیفہ کی حدیث سے اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہی ہے اور انکے نزدیک مکہ میں بھی نمازی کے

سامنے سے گذرنا منع ہے اور بعض فقہا نے طواف کرنیوالوں کیلیے اسکو معاف کیا ہے بوجہ ضرورت کے اور بعض حنابلہ کا یہ قول ہے کہ تمام مکہ میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو چیز صالحین کے جسم سے لگی اوس سے برکت لے سکتے ہیں **بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ** تھم اور ستون کیطرف نماز پڑہنا وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِيْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ اِلَيْهَا اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑہنے والے زیادہ حقدار ہیں ستونوں کے بات کرنے والوں سے جو ٹیکا دیے ہوں اوپر اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے وصل کیا ہمدان کے طریق سے جو قاصد تھا حضرت عمرؓ کا یمن والوں کیطرف اور نماز پڑہنے والوں کا حق ستونوں پر اسوجہ سے زائد ہوا کہ اون کو عبادت کے لیے اسکی آڑ درکار ہے اور بات کرنے والے بھی گو ٹیک کے لیے اون کے محتاج ہیں مگر باتیں کرنا کوئی عبادت نہیں (فتح الباری) وَرَاٰى عُمَرُ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَيْنَ اُسْطُوَانَتَيْنِ فَاَدْنَاهُ اِلَى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَيْهَا اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑہتے ہوئے تو اوسکو نزدیک کر دیا ایک ستون کے اور کہا نماز پڑہ اوسکیطرف **ف** حافظ نے کہا ابوذر اور اصیلی وغیرہ کی روایتوں میں ابن عمرؓ ہے اور بعض راویوں نے عمر کہا ہے اور وہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اس قصے کو نکالا معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی سے اونہوں نے اپنے باپ سے وہ صحابی تھے اونہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے مجھکو دیکھا پھر بیان کیا یہی قصہ اوس میں یہ زیادہ ہے کہ اونہوں نے میری گدی تھامی اور امام بخاری یہ تعلیق اسلیے لائے کہ آگے کی حدیثوں میں جو ستون کے پاس نماز پڑہنے کا یا ستونوں کیطرف لوگوں کے لپکنے کا ذکر ہے اوس سے یہی مراد ہے کہ ستون کی طرف نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا **ترجمہ** یزید بن ابی عبید نے کہا میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آیا کرتا (مسجد نبوی میں) وہ نماز پڑہتے اوس ستون کے پاس جو مصحف کے پاس ہے میں نے کہا اے ابو مسلم (یہ کنیت ہے سلمہ کی) میں تم کو دیکھتا ہوں تم قصد کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑہتے ہو اونہوں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ قصد کر کے اوسکے پاس نماز پڑہتے تھے **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث تیسری ثلاثی ہے امام بخاری کی اور اس سند میں

امام بخاری اپنے استاذ امام احمد بن حنبل کے برابر ہو گئے کیونکہ امام احمد نے بھی مسند میں اس حدیث کو مکی بن ابراہیم سے نکالا اور یہ جو کہا وہ ستون جو مصحف کے پاس ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ مصحف کا مقام ایک خاص مقام تہا مسجد نبوی میں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ صندوق کے پیچھے نماز پڑہتے تھے اور شاید یہ صندوق اوسی مصحف کا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے اس ستون کی تحقیق کی ہے اونہوں نے کہا وہ بیچ کا ستون ہے روضہ مکرمہ میں اب اوسکو مہاجرین کا ستون کہتے ہیں اور حضرت عائشہ سے منقول ہے اونہوں نے کہا اگر لوگ اس ستون کو پہچانتے تو اوس پر قرعے ڈالتے اور انہوں نے چپکے سے وہ ستون عبداللہ بن زبیر کو بتلا دیا تہا تو عبداللہ اکثر وہیں نماز پڑہتے پہر میں نے یہ مطلب ابن بخار کی تاریخ مدینہ میں پایا اونہوں نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ قریش کے مہاجرین اوس ستون کے پاس اکٹھے ہوتے اور ان سے پہلے محمد بن حسن نے تاریخ مدینہ میں اوسکو بیان کیا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ مصحف وہ ہے جو حضرت عثمان کے عہد سے مسجد نبوی میں رکہا تہا اور یہ حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بہی نکالا صلوۃ میں حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابہ کو دیکہا وہ لپکتے تہے مغرب کی (اذان) کیوقت ستونوں کی طرف شعبہ نے اتنا اور بڑہایا یہانتک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے **ف** ہر وقت آپکے ساتہ فرض پڑہتے اور یہ لپکنا آپکے برآمد ہونے سے پہلی ستونوں کیطرف اسواسطے ہوتا کہ مغرب کی سنتیں ادا کریں چنانچہ مولف نے شعبہ کی روایت کو کتاب الاذان میں نکالا اوس میں یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑہتے مغرب سے پہلے حافظ نے کہا خدا چاہے تو اس حدیث کی مباحث وہیں ذکر کرینگے اور یہ بہی بیان کرینگے کہ یہ بڑے صحابہ کرام کون تہے

بَابُ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ جب جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑہنا جائز ہے **ف** لیکن اگر جماعت ہو تو ستونوں کے بیچ میں کہڑا ہونا مکروہ ہے کس لیے کہ ایسا کرنے سے صف قطع ہو جاویگی اور جماعت میں صفوں کا برابر کرنا ضرور ہے اور رافعی نے شرح مسند میں کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث سے اسپر دلیل لی کہ اگر جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑہنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن اولے یہ ہے کہ منفرد بہی ستون کو سامنے کرکے نماز پڑہے اسپر بہی

اگر کوئی جماعت مین دو ستون کے بیچ مین کھڑا ہو تو وہ ایسا ہی نہ ہے جیسے ستون کو سامنے کرکے کھڑا ہو مین
کہتا ہون اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ستونون کے بیچ مین نماز پڑھنے سے تو ممانعت آئی ہے حاکم نے
اسکو انس رضی اللہ عنہ سے نکالا باسناد صحیح اور یہ حدیث تینون سنن مین موجود ہے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا محب
طبری نے کہا ایک جماعت نے ستونون کے درمیان صف کرنیکو مکروہ رکہا ہی کیونکہ اس سی ممانعت وارد
ہوئی اور یہ کراہت اوسی موقع پر ہے جب جگہہ کی تنگی نہ ہو اور حکمت اوس مین یہ ہی کہ صف قطع نہو یا یہ ہی کہ
ستونون کے بیچ مین جوتے رکہی جاتے ہین اور قرطبی نے کہا بعضون نے نقل کیا کہ سبب کراہت کا یہ ہے
کہ مسلمان جن وہان نماز پڑھتے ہین (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا
جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ
وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى اَثَرِهٖ فَسَاَلْتُ
بِلَالًا اَيْنَ صَلّٰى قَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال
اور آپ دیر تک وہان ٹہیرے پہر باہر نکلے اور مین سب لوگون سے پہلے آپکے بعد اندر گیا تو مین نے
بلال سے پوچہا آپنے کہان نماز پڑہی اونہون نے کہا آگے کے دو ستونون کے بیچ مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ
وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا
عَنْ يَسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ
اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ قَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ ترجمہ عبد اللہ بن عمر
سے روایت ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اندر گئے اور اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان
بن طلحہ حجبی (یہ عثمان کلیددار تہے کعبہ کے حجبی نسبت ہی حجاب کعبہ کی طرف اب تک کلید خانہ کعبہ کی
اونہی کے خاندان مین ہے) پہر آپنے بند کر لیا کعبہ کو (یعنے اندر سے دروازہ) اپنے اوپر اور وہان دیر کی
جب آپ برآمد ہوئے تو مین نے بلال سے پوچہا آپنے (اندر) کیا کیا بلال نے کہا آپنے ایک ستون
بائین طرف کیا اور دو داہنی طرف اور تین ستون اپنے پیچہے کیے اوس زمانے مین خانہ کعبہ چہہ ستونون پر تہا

پہر نماز پڑہی اسمعیل بن ابی اویس کی روایت میں مالک سے یون ہی کہ دو ستونون کو داہنی طرف کیا
ف حافظ نے کہا جبکہ چہ ستونون پر تہا تو پہلی روایت مین جو ہے کہ ایک ستون بائین طرف
کیا ایک داہنی طرف اسمین اشکال ہوتا ہے بلکہ ایک طرف دو ستون ہوتا ہے اور اسیواسطی امام بخاری
نے اسماعیل کی روایت بیان کی اوس مین یہ ہے کہ داہنی طرف دو ستون کیے اور بعضون نے دونون
روایتون مین اسطرح تطبیق کی ہے کہ حضرت کے بعد پانچ ستون ہوگئے تہے اور آپ کے عہد مین چہہ ستون
تہے پہر ایک ایک ستون داہنے اور بائین جس روایت مین ہی وہ محمول ہے بعد کیحالت پر اور دوسری روایت
محمول ہے حضرت کے عہد کی حالت پر اور کرمانی نے یون جواب دیا کہ عمود کا لفظ جنس ہے اوسکا اطلاق
ایک اور متعدد پر بہی ہو سکتا ہے اور احتمال ہے کہ تین ستون اخیر کے برابر برابر نہ ہون بلکہ دو اون مین
سے برابر ہون اور ایک ہٹا ہوا اور اگلی حدیث مین جو ہے کہ آگے کے دو ستونون کے بیچ مین یہ مؤید ہے
اس احتمال کو اور مجاہد کی روایت جو اوپر گذری اوس سے بہی یہی نکلتا ہے اور اسمعیل کی مطابق روایت
کیا ابن قاسم اور قعنبی اور ابو مصعب اور محمد بن الحسن اور ابو حذافہ اور شافعی اور ابن مہدی نے ایک
روایت مین امام مالک سے اور جمہور نے عبد اللہ بن یوسف کی طرح ایک ستون داہنی طرف اور ایک ستون
بائین طرف روایت کیا ہے اور یحیے بن یحیے نیشاپوری نے مسلم کی روایت مین امام مالک سے اولٹا
روایت کیا ہے یعنے دو ستون بائین طرف اور ایک ستون داہنی طرف (فتح مختصرًا) نیل مین ہے
کہ احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا عبد الحمید بن محمود سے اونہون نے کہا ہمنے امیرون
مین سے ایک امیر کے پیچہے نماز پڑہی تو لوگون نے ہم کو لاچار کر دیا آخر ہمنے نماز پڑہی دو ستونون کے
بیچ مین جب ہم نماز پڑہ چکے تو انس نے کہا ہم تو اس بات سے بچتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ عبد الحمید ایک شیخ تہا اور دار قطنی نے کہا وہ
کوفہ والا تہا ثقہ تہا اوس سے حجت لیجاویگی عبد الحق نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ عبد الحمید کے اور
کہا حجت نہ لیجاویگی اوسکی حدیث سے ابن قطان نے انکار کیا اور کہا کہ عبد الحمید کا ضعف انکو کہان
سے معلوم ہوا کسینے اوسکو ضعیفون مین ذکر نہین کیا اور ابو حاتم کے شیخ کہنے سے اوسکا ضعف لازم
نہین آتا بلکہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مشہور علما مین سے نہ تہا اور نسائی نے عبد الحمید کا ذکر کیا اور کہا وہ ثقہ تہا
اور ابن ماجہ نے روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ ہم منع کیے جاتے تہے ستونون

کے درمیان صف کرنے سے آنحضرت صلعم کے زمانے مین اور ہنکائے جاتے تھے ستونون کے بیچ مین سے
اسکے اسناد مین ہارون بن مسلم بصری ہی ابوحاتم نے کہا وہ مجہول تھا اور شاہد ہے اسکے وہ جو نکالا
حاکم نے اور کہا صحیح ہے انس رضی سے کہ ہم منع کیے جاتے تھے ستونون کے بیچ مین نماز پڑھنے سے اور ہٹائے جاتے
تھے وہان سے اور انس رضی نے کہا مت نماز پڑہو ستونون کے بیچ مین اور پورا کرو صفون کو اور ان حدیثون سے
بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنا حرام ہے اور بعض اہل علم نے اوسکو مکروہ کہا ہے ترمذی
نے کہا بعض علما نے مکروہ جانا ہے ستونون کے درمیان صف باندہنے کو اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق
کا اور بعض علما نے اسکی اجازت دی ہی اور نخعی نے اوسکو مکروہ رکھا ہی اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین
اسکی کراہت نقل کی ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ سے ابن سید الناس نے کہا ان صحابہ کے
خلاف کسی صحابی کا قول معلوم نہین ہوتا اور ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور ابن منذر نے اوسکی
اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ حضرت سے ثابت ہے کعبہ کے اندر ستونون کے درمیان نماز پڑہنا ابن رسلان
نے کہا حسن اور ابن سیرین نے بہی اوسکو جائز رکھا ہے اور سعید بن جبیر اور ابراہیم تیمی اور سوید بن غفلہ
اپنے لوگون کی امامت کرتے تھے دو ستونون کے درمیان اور اہل کوفہ کا یہی قول ہی ابن عربی نے کہا
تنگی اور ہجوم کے وقت تو یہ امر بالاجماع جائز ہے اور گنجایش کے وقت مکروہ ہے جماعت کے لیے لیکن اکیلے
شخص کے لیے درست ہے اور حضرت صلعم نے کعبہ کے اندر ستونون کے درمیان نماز پڑہی ہے شوکانی نے کہا اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انس کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی اور ہجوم کے وقت بہی ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ
اوس مین یہ ہے کہ لاچار کر دیا ہم کو لوگون نے اور قرہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ستونون کے درمیان صف
کرنا منع ہے نہ وہان نماز پڑہنا تو اس سے فرق نکلتا ہے جماعت اور منفرد کا پر انس رضی کی دوسری حدیث
مین نماز کی ممانعت وہان مذکور ہے اور ممکن ہے کہ اُس سے جماعت کی نماز مراد ہو کیونکہ مطلق محمول کیا
جاتا ہے مقید پر علاوہ اسکے کعبے کے اندر حضرت صلعم نے دو ستونون کے بیچ مین نماز پڑہی یہ بہی دلالت کرتا
ہے کہ ممانعت جماعت کی ہے نہ بالانفراد پڑہنے کی اس صورت مین ممانعت خاص ہوگی اُن مقتدیون کی نماز سے
جو ستونون کے درمیان کھڑے ہون نہ امام اور منفرد کی نماز سے اور یہ قول سب سے زیادہ اچھا ہے اور
جن لوگون نے مقتدیون کو امام یا منفرد پر قیاس کیا ہے انکا قیاس فاسد ہی کیونکہ مخالف ہے احادیث
مذکورہ بالا کے انتہی ما قال الشوکانی مترجم کہتا ہی اوپر کی تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ امام احمد اور اسحٰق

کا مذہب حق ہے کہ ستونوں کے بیچ میں صف باندھنا مکروہ ہے البتہ امام یا اکیلے نماز پڑھنے والا وہاں پڑھ سکتا
ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ کا مذہب اس مسئلہ میں خطا ہے اور شاید اونکے اماموں کو یہ حدیثیں صحت
کے ساتھہ نہیں پہونچیں ورنہ وہ ہرگز مخالفت نکرتے انکی اور ہمارا گمان تمام ائمہ مجتہدین کے ساتھہ ایسا ہی
ہے اللہ اونپر رحم کرے اور انکی خطائیں معاف فرماوے **باب** اصیلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں
ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی لیکن اس میں ستونوں کے درمیان نماز کا ذکر نہیں ہے البتہ قبلہ کی دیوار
کا فاصلہ مذکور ہے (فتح) **حدثنا** ابراهيم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسى
بن عقبة عن نافع ان عبد الله كان اذا دخل الكعبة مشى قبل وجهه حين يدخل وجعل الباب
قبل ظهره فمشى حتى يكون بينه وبين الجدار الذي قبل وجهه قريبا من ثلاث اذرع صلى
يتوخى المكان الذي اخبره به بلال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه قال وليس على
احد بأس ان يصلي في اي نواحي البيت شاء **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر جاتے تو سامنے
چلے جاتے اپنے مونہہ کیطرف جب اندر گھستے اور کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کیطرف کرتے پہر چلتے یہاں تک کہ
اون میں اور دیوار میں جو اونکے مونہہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھہ کے قریب فاصلہ رہ جاتا کعبہ کے اندر عبد اللہ
نماز پڑہتے اور اس مقام کو ڈہونڈہتے جہاں بلال نے اونسے بیان کیا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑہی ابن عمر نے کہا کچہہ قباحت نہیں اگر کوئی شخص کعبہ کی جس کونے میں چاہے نماز پڑہے **ف**
یعنے کعبہ کے اندر ہر جگہہ اور ہر طرف نماز جائز ہے پر عبد اللہ حضرتؐ کی پیروی کا بہت خیال رکہتے اسطرح
جہاں اور جدہر حضرتؐ نے نماز پڑہی تہی وہیں اور اودہر ہی وہ نماز پڑہتے تو غرض عبد اللہ کی یہہ کہ کعبہ میں
نماز جائز ہونیکی یہ شرط نہیں کہ اوسی جگہہ نماز پڑہے جہاں حضرتؐ نے نماز پڑہی تہی گو اوسکے اولیٰ ہونے میں
شک نہیں **باب** الصلوة الى الراحلة والبعير والشجر والرحل اونٹنی اور اونٹ اور درخت
اور اونٹ کی پالان کیطرف نماز پڑہنا **حدثنا** محمد بن ابي بكر المقدمي البصري قال حدثنا
معتمر عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يعرض
راحلته فيصلي اليها قلت افرأيت اذا هبت الركاب قال كان يأخذ الرحل فيعدله
فيصلي الى اخرته او قال مؤخره وكان ابن عمر يفعله **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو عرض میں بٹہاتے پہر اوسکی طرف نماز پڑہتے عبید اللہ نے کہا میں

نافع نے کہا بھلا جسوقت اونٹ بگڑتے (تو اوسوقت حضرت کیا کرتے) نافع نے کہا آپ پالان کو لیتے اور اسکو اپنے سامنے کہڑا کرتے پہر اوسکی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑہتے (پچھلی لکڑی وہ جسپر سوار ٹیکا دیتا ہے) اور ابن عمر بہی ایسا کرتے **ف** یعنے جب اونٹ بگڑے ہوتے تو پالان کو سیدہا کرکے اوسکی طرف نماز پڑہتے حافظ نے کہا حدیث مین اونٹنی اور پالان کا ذکر ہے تو امام بخاری نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا یا اشارہ کیا اس حدیث کی دوسرے طریق کیطرف جسکو روایت کیا ابو خالد نے عبید اللہ بن عمر سے اونہون نے نافع سے اس مین یہ ہے کہ آپ اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑہتے اور عبد الرزاق نے نکالا کہ ابن عمرؓ اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مکروہ جانتے مگر جسوقت اوسکے اوپر پالان ہو اور درخت کو پالان پر قیاس کیا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو حضرت علیؓ کی حدیث کی طرف کہ تو نے ہمکو دیکہا ہوتا بدر کے دن ہم مین کوئی آدمی ایسا نہ تہا جو سو نہ گیا ہو سوا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ ایک درخت کی طرف نماز پڑہتے رہے دعا کرتے رہے صبح تک نکالا اوسکو نسائی نے باسناد حسن اور اس حدیث مین یہ قول قلت فاذا ہبت الرکاب اخیر تک ظاہر مین نافع کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن اسماعیلی کی روایت سے نکلتا ہے کہ وہ عبید اللہ کا قول ہے اونہون نے پوچہا نافع سے اس صورت مین نافع کا بیان حدیث مرسل ہوگا کس لیے کہ اونہون نے حضرتؐ کو نہین پایا قرطبی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے کہ جانور تہما ہوا ہووے تو اوسکو نماز کے لیے سترہ کر سکتے ہین اور یہ حدیث اوس حدیث کے خلاف نہین جس مین اونٹون کے ٹہانیکی جگہہ مین نماز پڑہنے کی ممانعت ہے کیونکہ ممانعت اوس جگہہ مین ہے جہان اونٹون کو پانی کے پاس ٹہاتے ہین عربی مین انکو معاطن کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ شاید اس حدیث مین جو مذکور ہے وہ آپنے سفر مین کیا ضرورت کیوقت اور نظیر اوسکی یہ ہے کہ نماز پڑہی آپنے اوس تخت کی طرف جسپر عورت تہی یہ بہی ضرورت سے کیا کہ گہر تنگ تہا اور شافعی نے جو کہا ہے کہ عورت اور جانور کو سترہ نکرے اسکا یہ مطلب ہے کہ بے ضرورت ایسا نکرے اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے نکالا اونہون نے عبید اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر مکروہ جانتے تہے اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مگر جب اوسکے اوپر زین ہو اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ زین جب اونٹ کی پیٹہ پر ہوتا ہے تو وہ تہما اور خاموش رہتا ہے اور فقہانے پالان کی پچھلی لکڑی کا اندازہ ایک ہاتہہ یا دو تہائی ہاتہہ کا کیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے لیکن عبد الرزاق نے مصنف مین نافع سے نکالا کہ ابن عمر کے پالان کی پچھلی لکڑی ایک ہاتہہ کے برابر تہی انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا اسکا کہ اگر

کوئی آدمی نماز پڑھے اللہ کے سامنے آدمی ہو یا چوپایہ ہو اور ذکر کیا اوس میں حضرت عائشہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا جماعت نے سوا ترمذی کے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھتے اور میں آپکے اور قبلہ کے بیچ میں آڑی پڑی ہوتی جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے پھر جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے میں وتر پڑھ لیتی اور ذکر کیا میمونہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا بخاری اور مسلم نے کہ وہ حائضہ ہوتیں اور آپکے نماز کی جگہہ کے برابر سوتی رہتیں آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو میمونہؓ کا کچھ کپڑا آپکے لگ جاتا اور ذکر کیا فضل بن عباس کی حدیث کا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس کی زیارت کی ایک جنگل میں وہاں ہماری ایک کتیا تھی ایک گدھی تھی جو چرتی تھی تو حضرتؐ نے عصر کی نماز پڑھی اور یہ دو نو جانور آپکے سامنے تھے نہ ہٹائے گئے نہ ڈانٹے گئے نکالا اوسکو احمد اور نسائی اور ابو داؤد نے بھی ایسا ہی نکالا اشوکانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونے والے کیطرف نماز پڑھنا جائز ہے بلا کراہت اور مجاہد اور طاؤس اور مالک اور ہادویہ کا یہ قول ہے کہ مکروہ ہے اور انہوں نے دلیل لی ابن عباسؓ کی حدیث سے جسکو نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کہ مت نماز پڑھو سونیوالے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے ابو داؤد نے کہا اس حدیث کے سب طریق ضعیف ہیں اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حافظین اور اس باب میں طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے نکالا اور ابن عدی نے ابن عمرؓ سے لیکن یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور میمونہؓ کی حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ آپکے سامنے تھیں نماز میں اور بعضوں نے اس سے یہی دلیل لی ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے سے نکل جانا نماز کو نہیں توڑتا ابن بطال نے کہا یہ حدیث اور اسکی مشابہ دوسری حدیثیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت نمازی اور قبلے کے بیچ میں بیٹھی رہ سکتی ہے لیکن یہ نہیں نکلتا کہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا عورت کا جائز ہے اور فضل بن عباس کی حدیث کے اسناد میں محمد بن عمر بن علی اور عباس بن عبید اللہ بن عباس ہیں یہ دو نوں سچے ہیں منذری نے کہا بعضوں نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ کتا اور گدھا نماز کو نہیں توڑتا اور اسکی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آویگی لیکن اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ وہ کتیا کالے رنگ کی تھی نہ یہ کہ گدھی اور کتیا نماز میں آپکے سامنے سے گذرے اور صرف سامنے ہونا محل نزاع سے متعلق نہیں ہے انتہے مختصراً

باب الصَّلٰوۃِ اِلَی السَّرِیْرِ

تخت کی طرف نماز پڑھنا

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ

فَیَجِیءُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطُ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّی فَاَکْرَہُ اَنْ اُسَنِّحَہٗ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰی اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہی اونہون نے کہا تم نے ہمکو برابر کر دیا کتّو کے اور گدہے کے
دیکہو کر کہ عورت اور کتی اور گدہے کو سامنے نکلجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ؟ اور مین نے تو اپنے تئین تخت پر لیٹا ہوا
دیکہا ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لاتے بیچ تخت پر اور نماز پڑہتے مجہکو برا معلوم ہوتا کہ مین آپکے سامنے سیدہی
ہون تو مین آہستہ سے تخت کے دونو پاؤن کیطرف سے کہسک جاتی یہانتک کہ اپنی لحاف سے باہر نکلجاتی ف اسماعیلی نے
اعتراض کیا کہ باب کیحدیث سے تخت پر نماز پڑہنا نکلتا ہے نہ تخت کیطرف نماز پڑہنا مگر مولف نے جو روایت ستیذان میں
نکالی مسروق سے اونہون نے عائشہ سے اوسمین یہ ہے کہ آپ نماز پڑہتے اور تخت آپکے اور قبلہ کے بیچمین ہوتا تو اس روایت کو
اس باب مین ذکر کرنا تہا اور کرمانی نے یہ جواب دیا کہ ترجمہ باب بمعنی الٰی علے کے معنون ہی ہے مین کہتا ہون اس تاویل کی
ضرورت نہین فیتوسط السریر کا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ تخت کو اپنے اور قبلے کے بیچ مین کر لیتے تیسیر القاری میں
ہے کہ بعض نسخون مین فیتوسّطُ السّریرَ ہے اور یہ صاف ہے اس مطلب مین حافظ نے کہا مسروق کی روایت سے یہ نکلتا ہی کہ
فیتوسط السریر سے یہان دوسرا ترجمہ مراد ہے اور وہ موافق ہی ترجمہ باب کے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو سامنے نکالا
صلوۃ مین باب یَرُدُّ الْمُصَلِّیْ مَنْ مَرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ جو شخص نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے اوسکو منع کرے
(خواہ آدمی ہو یا جانور) وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ الْمَارَّ بَیْنَ یَدَیْہِ فِی التَّشَہُّدِ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے روکا اپنے سامنے سے
گذرنے والے کو تشہد مین ف اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور عبد الرزاق نے اور انکی روایتون مین یہ ہے
کہ گذرنیوالے عمرو بن دینار تہے وَفِی الْکَعْبَۃِ اور کعبہ مین ف ابن قرقول نے کہا بعض روایتون مین وفی الرکعۃ ہے یعنے
رکوع مین اور یہ زیادہ مناسب ہے مین کہتا ہون جمہور کی روایت فی الکعبۃ ہی اور کعبہ کی تخصیص سے یہ غرض ہے کہ کوئی
ایسا خیال نہ کرے کہ مکہ مین نمازی کے سامنے سے گذرنا معاف ہے اور اس اثر کو وصل کیا ابو نعیم نے جو بخاری کے شیخ
مین کتاب الصلوۃ مین صالح بن کیسان کے طریق سے اونہون نے کہا مین نے ابن عمر کو دیکہا وہ نماز پڑہتے تہے کعبہ مین
تو کسی کو اپنے سامنے سے گذرنے نہین دیتے تہے بلکہ اوسکو پہیر دیتے تہے وَقَالَ اِنْ اَبٰی اِلَّا اَنْ تُقَاتِلَہٗ قَاتِلْہُ
اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا اگر سامنے سے گذرنیوالا نہ مانے بغیر لڑے تو لڑ اوس سے ف یہ جملہ ابن عمر کا اوسکو
نکالا عبد الرزاق نے اوس مین یہ ہے کہ تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے نماز پڑہتے مین اگر وہ نہ مانے بغیر لڑے
تو لڑ اوس سے تیسیر القاری مین یہ ترجمہ کیا ہے کہ اگر وہ نہ مانے اور سامنے سے گذرنا نہ چہوڑے بغیر مار ڈالے تو مار ڈال اسکو اور اس
مسئلہ کی تحقیق آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا

یونس عن حمید بن هلال عن ابی صالح ان ابا سعید قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ح وحدثنا آدم قال حدثنا سلیمان بن المغیرة قال حدثنا حمید بن هلال العدوی قال حدثنا ابو صالح السمان قال رایت ابا سعید الخدری فی یوم جمعة یصلی الی شیء یستره من الناس فاراد شاب من بنی ابی معیط ان یجتاز بین یدیه فدفع ابو سعید فی صدره فنظر الشاب فلم یجد مساغا الا بین یدیه فعاد لیجتاز فدفعه ابو سعید اشد من الاولی فنال من ابی سعید ثم دخل علی مروان فشکا الیه ما لقی من ابی سعید ودخل ابو سعید خلفه علی مروان فقال مالک ولابن اخیک یا ابا سعید قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا صلی احدکم الی شیء یستره من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان ۔ ترجمہ ابو صالح سمان ذکوان سے روایت ہے اونھوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا جمعہ کے دن وہ نماز پڑھتے تھے ایک شے کی آڑ میں تو بنی ابی معیط کا ایک جوان نے اونکے سامنے سے گذرنا چاہا (ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے) ابو سعید نے ایک مار لگائی اوسکے سینہ میں اوس جوان نے دیکھا اور جانیکی راہ نپائی مگر ابو سعید کے سامنے سے پھر وہ لوٹا اونکے سامنے سے گذرنے کیلیے ابو سعید نے ایک اور مار پہلے سے زیادہ سخت لگائی اوس نے ابو سعید کو برا کہا پھر وہ جوان مروان کے پاس گیا اور ابو سعید سے جو کچھ ہوا اوسکی شکایت کی ابو سعید بھی اوسکے پیچھے ہی مروان پاس گئے مروان نے کہا تو نے کیا کیا اپنے بھتیجے کے ساتھ (اس سے یہ نکلتا ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ نہ تھا کیونکہ اوسکا باپ عقبہ کفر کیحالت میں مارا گیا) ابو سعید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے ستر کیطرف جو آڑ کرے اوسکی لوگوں سے پھر کوئی چاہے کہ اوسکے سامنے سے گذرے تو چاہیے اوسکے اور ستر کے بیچ میں ہوکر تو دفع کرے اوسکو اگر نمانے تو لڑے اس سے کیونکہ وہ شیطان ہے ف حافظ نے کہا ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں نکالا زید بن اسلم سے کہ ابو سعید کھڑے ہوئی نماز پڑھ رہے تھے مسجد میں تو ولید بن عقبہ بن ابی معیط آیا اور اوس نے چاہا اونکے سامنے سے گذرنا ابو سعید نے اوسکو دفع کیا اوس نے نمانا اور سامنے گذرجانا چاہا ابو سعید نے اوسکو دفع کیا اخیر تک اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ تھا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ مروان اون دنوں مدینہ کا حاکم تھا حالانکہ مروان معاویہ کی خلافت میں مدینہ کا حاکم ہوا تھا اوس زمانے میں ولید مدینہ میں نہ تھا کیونکہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو ولید جزیرے میں چلا گیا پھر وہیں رہا یہانتک کے معاویہ کی خلافت میں مرگیا اور جو لڑائیاں حضرت علی اور اونکے مخالفین میں ہوئیں اون میں ولید شریک نہیں ہوا اسکے علاوہ جب مروان مدینہ کا حاکم

تہا تو ولید اوسوقت جوان نہ تہا اور حدیث مین جوان کا لفظ ہی ولید کا سن اوسوقت پچاس کے قریب ہوگا تو شاید یہ گذرنے والا ولید کا لڑکا ہوگا اور عبد الرزاق نے اس حدیث کو نکالا اوس مین بہی یون ہی ہے کہ ایک جوان آیا اور اسکا نام نہین لیا اور دوسرے طریق مین یہ ہی کہ مروان کا ایک رشتہ دار جانے لگا اور تیسرے طریق مین یون ہی کہ ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا بنی مروان مین سے اور نسائی کی روایت مین یون ہی کہ مروان کا ایک بیٹا گذرا اور عبد الرزاق نے سلیمان بن موسی کے طریق سے نکالا اوسمین گذرنے والیکا نام داؤد بن مروان مذکور ہے کہ اوسنے گذرنا چاہا ابو سعید کے سامنے سے اور مروان اون دنون امیر تہا مدینہ کا پہر ذکر کیا حدیث کو اخیر تک اور اسپر یقین کیا ابن جوزی اور اونکے تابعین نے کہ یہ شخص داؤد بن مروان تہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ داؤد بن مروان بنی ابی معیط مین سے ہی کیونکر ہوسکتا ہے اسلیے کہ مروان ابو معیط کا بیٹا نہ تہا بلکہ ابو معیط مروان کے باپ کا چچازاد بہائی تہا اسلیے کہ ابو معیط ابو عمرو بن امیہ کا بیٹا تہا اور مروان کا باپ حکم تہا اور حکم ابو العاص بن امیہ کا بیٹا تہا اور داؤد کی مان نہ مروان کی مان نہ حکم کی مان ابو معیط کی اولاد مین سے تہی تو احتمال ہی کہ داؤد کی نسبت ابو معیط کیطرف رضاعی رشتے سے ہو یا اسوجہ سے کہ داؤد کے نانا عثمان بن عفان ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے مادری بہائی تہے مگر یہ نسبت بعید معلوم ہوتی ہی اور گمان غالب یہ ہے کہ ابو سعید کو یہ واقعہ متعدد بار ہوا کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین دوسرے طریق سے ابو سعید سے اسی قصے مین یہ مذکور ہے کہ عبد الرحمان بن حارث بن ہشام نے اونکے سامنے سے گذرنا چاہا اور عبد الرحمن مخزومی تہے انکو ابو معیط سے کچہ نسبت نہ تہی اور رافعی نے اسحدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ نمازی کو ہٹانے اور روکنے کا حق ہے گو گذرنے والے کو اور کوئی راہ نہ ہو اسلیے کہ حدیث مین یہ ہی کہ اوس جوان نے دیکہا اور جانیکی راہ نہ پائی اور اس مین خلاف ہے امام الحرمین اور ابن رفعہ کا مسلم کی روایت مین یون ہی کہ مارے اوسکے سینے مین قرطبی نے کہا مراد دفع سے یہ ہے کہ اشارے سے روکے اور عمدگی سے منع کرے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ اوس سے لڑے یعنی دوبارہ اور شدت سے منع کرے پہلی دفعہ سے زیادہ سختی سے اونہون نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ ہتیار سے لڑنا لازم نہین کیونکہ ایسی لڑائی نماز کے قاعدے کے اور خشوع کے خلاف ہی اور ایک جماعت شافعیہ نے کہا ہے کہ حقیقۃً لڑنا مراد ہے اور ابن عربی نے اسکو بعید جانا ہے اور کہا ہے کہ مقاتلہ سے مدافعہ یعنے اوسکو ہٹانا اور روکنا مراد ہے اور باجی نے ایک عجیب بات لکہی اونہون نے کہا احتمال ہی کہ مقاتلہ سے لعنت مراد ہو یا سخت گوئی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مستلزم ہے نماز مین بات کرنیکو اور وہ باطل کرتا ہے نماز کو برخلاف فعل قلیل کے اور ممکن ہے کہ دعا کے طور پر لعنت کرنا مراد ہو نہ خطاب کے ساتہ لیکن فعل صحابی کا اس معنے کے خلاف ہی اور صحابی زیادہ واقف ہین مراد سے اسماعیلی کی روایت

میں یون ہو اگر وہ انکار کرے تو اوسکے سینے میں مارو اور اسکو دفع کرے اور اسمین صراحتاً لکھا ہے کہ ہاتھ
سے دفع کرنا مراد ہو اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا کہ مقاتلہ سے دفع مراد ہے جو پہلے سے زیادہ سخت ہو اور ہمارے
اصحاب نے کہا کہ پہلے اوسکو رد کرے نرمی سے اگر وہ انکار کرے تو سختی سے رد کرے اگرچہ اوسکی نوبت قتل تک
پہونچے پھر اگر قتل کر ڈالے تو اوس پر کچھ سزا نہیں کیونکہ شارع نے اوسکا قتل جائز کر دیا اور جائز قتل میں ضمان نہیں
ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر نمازی گذرنے والے کو قتل کر ڈالے تو اوس پر دیت واجب
ہوگی یا نہیں اور ابن بطال نے نقل کیا کہ نمازی کو بالاتفاق اپنی جگہہ سے چلنا درست نہیں اور نہ عمل کثیر کرنا اسکو
دفع کے لیے کیونکہ یہ فعل سامنے گذرنے سے بہی زیادہ ہے اور جمہور علما نے کہا کہ اگر گذرنے والا سامنے سے گذر گیا
اور اوس نے دفع نکیا تو اب دفع نکرے کیلیے کہ دفع سے اسکو دوبارہ گذرنا پڑیگا اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود
وغیرہ سے نقل کیا کہ دفع کر سکتا ہے اور نووی نے کہا میں کسی فقیہ کو نہیں جانتا جسنے دفع کرنے کو واجب کہا
ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے تصریح کی کہ وہ مستحب ہے حالانکہ اہل ظاہر کے نزدیک دفع کرنا واجب ہے تو شاید نووی نے
انکے مذہب پر خیال نہیں کیا یا اون کے اختلاف کا اعتبار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا وہ شیطان ہے اسکا مطلب
ہے کہ فعل اوسکا شیطان کا فعل ہے کیونکہ منع کیے سے بہی بری کام سے باز نہیں آتا اور نمازی کی نماز کو خراب
کرنا چاہتا ہے اور شیطان کا اطلاق شریر آدمی پر شائع اور مشہور ہے اور قرآن میں آیا ہے شیاطین الانس و
الجن اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی دین میں فساد ڈالے وہ شیطان ہے اور اسماعیلی کی
روایت میں ہے کہ اوسکے ساتھ شیطان ہو اور مسلم کی روایت میں ابن عمر سے ہے کہ اوسکے ساتھ ہمزاد ہے
اور ابن ابی جمرہ نے یہ باریکی نکالی ہے کہ اوسکو شیطان فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے سے حقیقۃً لڑنا مراد نہیں
ہے بلکہ شیطان سے لڑائی یہی ہے کہ اعوذ باللہ پڑہے یا اللہ کا نام لیوے اور نماز میں ضرورت سے فعل قلیل جائز
ہے پھر اگر حقیقۃً لڑائی مراد ہو تو فعل کثیر کی اوسمین حاجت ہوگی اور وہ گذرنے سے زیادہ سخت ہو جاویگا
اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے نقل کیا کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا اوسکی آدہی نماز خراب کر دیتا ہے اور
ابو نعیم نے عمر سے روایت کیا کہ اگر نمازی کو معلوم ہو وہ نقصان جو سامنے گذرنے سے اسکی نماز میں ہوتا ہے تو
وہ نماز نہ پڑہے مگر ستر کیطرف انتہی ما فی فتح الباری مختصراً قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صفت
ابلیس میں بہی نکالا اور مسلم اور ابو داؤد نے صلوٰۃ میں نیل میں ہے کہ ابن مسعود اور عمر کے اثر اگرچہ موقوف
ہیں مگر حکماً مرفوع ہیں اور انسے یہ نکلتا ہے کہ دفع سے غرض یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو باب

اِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا گناہ ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهُ اِلَى اَبِي جُهَيْمٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ اَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِي قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً ترجمہ بسر بن سعید سے روایت ہے زید بن خالد نے انکو ابوجہیم (عبداللہ انصاری) کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اوس شخص کے باب مین جو گذرے نمازی کے سامنے ابوجہیم نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنیوالا جانتا جو گناہ اسپر ہے البتہ اگر چالیس تک کہڑا رہتا تو اوسکے لیے بہتر ہوتا اوسکے سامنے گذرنے سے۔ ابوالنضر (سالم بن ابی امیہ) نے کہا مین نہین جانتا بسر نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس ف حافظ نے کہا سامنے گذرنے سے یہ مراد ہے کہ نمازی کے قریب گذرے اور اسکی حد مین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ سجدہ کے مقام اور نمازی کے بیچ مین سے گذرے اور بعضون نے کہا تین ہاتھ کے اندر نمازی سے اور بعضون نے کہا پتھر کی مار کے اندر اور کشمیہنی کی روایت مین گناہ کی تصریح ہے اور روایتون مین گناہ کا لفظ نہین اور موطا مین بھی گناہ کا لفظ نہین ہے البتہ ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے یعنے من الاثم اور نووی نے کہا عبدالقادر رہاوی کی اربعین حدیث مین بھی یون ہے مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ اور ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت مین ابوہریرہ سے یون ہے البتہ اگر وہ سو برس تک ٹہیرا رہتا تو بہتر تہا اوسکے لیے ایک قدم چلنے سے جو چلا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ چالیس کی قید اس روایت مین محض مبالغہ کے لیے ہے اور طحاوی نے کہا کہ پہلے چالیس فرمایا پہر سو کر دیے اس امر کو بڑا کرنے کے لیے اور بزار کی روایت مین چالیس خریف مین (خریف بہی سال کو کہتے ہین) نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا حرام ہے اور شاید وہ کبیرہ گناہ ہو اور اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اپنے ساتھی سے علم کی بات دریافت کرنا تحقیق کرنا خبر واحد پر اعتماد کرنا اور ابن بطال نے اوس سے یہ نکالا ہے کہ گناہ اوسی پر ہے جو جان بوجھکر یہ کام کرے اور یہ بہی نکلا کہ گناہ اوسی پر ہے جو نمازی کے سامنے سے گذر جاوے نہ اوسپر جو نمازی کے سامنے عمداً کہڑا رہے یا بیٹھ جاوے یا سو جاوے اور بعض مالکیہ نے اوسکو خاص کیا ہے امام اور منفرد سے کیونکہ مقتدی کے سامنے گذرنے سے قباحت نہین جب امام کے سامنے سترہ ہو اسلیے کہ امام کا سترہ مقتدی کو بہی کفایت کرتا ہے اور یہ وجہ درست

نہیں کیونکہ سترہ کافی ہونا مقتدی کے لیے اسکا اثر یہ ہو کہ امام کے سترہ سے مقتدی کی نماز میں خلل نہیں آتا
نہ یہ کہ سامنے گذرنیوالے پر حرج نہ ہو پس امام اور مقتدی اور منفرد سب اس میں برابر ہیں اور ابن دقیق العید نے
کہا کہ بعض فقہاء مالکیہ نے اس مسئلہ میں گذرنیوالے اور نمازی کے لیے چار صورتیں کی ہیں ایک یہ کہ نمازی سترہ
کی آڑ میں نماز پڑھے اور جہاں نماز پڑھتا ہے وہ رستہ نہ ہو اور گذرنے والے کو دوسرا رستہ موجود ہو اس صورت
میں گذرنیوالا گنہگار ہوگا اور نمازی گنہگار نہ ہوگا دوسرے یہ کہ نمازی رستہ میں نماز پڑھے بغیر سترہ کے یا سترہ سے
فاصلہ پر اور گذرنے والے کو دوسری راہ نہ ہو اس صورت میں نمازی گنہگار ہوگا نہ گذرنے والا تیسری مثل دوسری
صورت کے لیکن اتنا فرق ہو کہ گذرنے والے کیلیے دوسری راہ بھی ہو اس صورت میں دونوں گنہگار ہونگے چوتھی مثل
پہلی صورت کے لیکن فرق اتنا ہے کہ گذرنے والے کو دوسرا رستہ نہ ہو اس صورت میں دونو گنہگار نہ ہونگے
اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے ہر حال میں گذرنا منع ہے گو دوسرا رستہ نہ ملے ایسی حالت
میں ٹھیر جانا چاہیے یہانتک کہ نمازی نماز سے فارغ ہو اور مؤید ہے اسکے ابو سعید کا قصہ جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے
کہ جوان نے جانیکی دوسری راہ نہ پائی اور ابو العباس سراج کی روایت میں ہے ابو النضر سے لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ
الْمُصَلِّي وَالْمُصَلِّي یعنی اگر گذرنے والا اور نمازی دونو جانتے اخیر حدیث تک بعضوں نے اسکا مطلب یہ کہا ہے کہ جس
حالت میں نمازی گذرنے والے کے دفع میں کوتاہی کرے یا شارع عام میں نماز پڑھے ایسی حالت میں نمازی
پر بھی گناہ ہوگا اور احتمال ہے کہ اس روایت میں وَالْمُصَلَّى بفتح لام ہو اس صورت میں مطلب صاف ہے یعنی نمازی کے
سامنے سترہ کے اندر ہو کر گذرے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو پانچوں اور عالموں نے نکالا اور یہ حدیث
صحاح ستہ میں ہے انتہی نیل میں ہے کہ نووی نے کہا دفع اور مقاتلہ اوسی وقت جائز ہے جب سترہ کی آڑ میں نماز
پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں کسی کے گذرنیکا ڈر نہ ہو اور پہلے ہلکا دفع کرے جسکی نوبت قتل تک پہونچے پھر اس سے
سخت پھر اس سے سخت یہانتک کہ قتل تک پہنچ جاوے اور امام احمد اور ابو داؤد نے مطلب ابی وداعہ سے نکالا
انہوں نے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بنی سہم کے دروازے کے پاس نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپ کے سامنے
سے گذرتے تھے اور آپکے اون کے بیچ میں سترہ نہ تھا اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور نسائی نے اونکی روایت میں یوں ہے
میں نے حضرت کو دیکھا آپ جب طواف کے سات پھیروں سے فارغ ہوئے تو رکن کے برابر آئے پھر طواف کے ایک کنارے
میں دو رکعتیں پڑھیں اور طواف کرنیوالوں کے بیچ میں کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں ایک مجہول
ہے اور قطع نظر اسکے یہ حدیث فعلی ہے تو قولی کے معارض نہ ہوگی اور قولی کو ترجیح ہوگی انتہی مختصراً (غیث)

ہے کہ ابن ماجہ نے باسناد صحیح ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جانتا جو اوسکے لیے ہے اپنے بھائی کے سامنے سے گذر جانے میں (یعنے جب وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے یعنے نماز کی حالت میں) البتہ اگر وہ ٹھیرا رہے اس مقام میں سو برس تک تو بہتر ہوتا اوسکے نزدیک اوس قدم سے جسکو وہ چلا اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمرؓ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ وہ سامنے سے گذرے اگر وہ نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے (یعنے بساتھی شیطان) اور ابن عبدالبر نے تمہید میں موقوفاً عبداللہ بن عمرؓ سے نکالا اونہوں نے کہا اگر آدمی راکھ ہوجاوے جو اوڑتی ہے تو بہتر ہے اوسکے لیے کہ قصداً کسی کے سامنے گذرے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو انتہی

باب اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے منہ کرے اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیا ہے **ف** صغانی کے نسخہ میں یون ہے کہ مرد اپنے ساتھی کے سامنے ہو یا کسی اور کے نماز میں اور مطابقت یہ کہ یہ امر مکروہ ہے یا نہیں اور بعضوں نے کہا نمازی کے خشوع میں خلل آنیکا ڈر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور امام بخاری اسی طرف مائل ہوئے اور اسی طرح سے اونہوں نے تطبیق دی دو مختلف اثروں میں عثمان اور زید بن ثابت کے جو آگے بیان کیے گئے (فتح) شیخ الاسلام نے کہا مقصود باب کا یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے منہ کیے نماز پڑھے یعنے وہ مرد اوسکے سامنے ہو مثلاً بیٹھا ہو یا کھڑا ہو بغیر مرور اور عبور کے اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مرد دوسرے مرد کا سترہ بن سکتا ہے نماز میں اور حسن اور قتادہ نے کہا اوس حالت میں جب وہ بیٹھا ہو اور ایک روایت حسن سے ہے مطلق ہے یعنے بیٹھنے کی یا نمازی کی طرف پیٹھ کرنے کی شرط نہیں اور اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ اگر نمازی کی طرف اوسکا مونہہ ہو تو مکروہ ہے نافع نے کہا ابن عمرؓ کو جب مسجد کا ستون نہ ملتا سترے کے لیے تو مجھ سے کہتے اپنی پیٹھ موڑ لے اور ابن سیرین نے کہا کہ مرد سترہ نہیں ہو سکتا نمازی کے لیے اور اہل کوفہ اور ثوری اور اوزاعی نے اجازت دی ہے باتیں کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنے کی اور ابن مسعود نے اوسکو مکروہ رکھا ہے اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ مارتے اون دو شخصوں کو جنکا مونہہ آمنے سامنے ہوتا اور اون میں سے ایک نماز پڑھتا اور سعید بن جبیر سے منقول ہے انہوں نے مکروہ رکھا نماز کو اوس شخص کے سامنے جو باتیں کر رہا ہو البتہ اگر ذکر الٰہی کرے تو قباحت نہیں اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ بات کرنے والے کی پیٹھ کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ ڈر نہیں البتہ اوسکے پہلو میں درست نہیں انتہی

وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَإِنَّمَا هَذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهِ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهِ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

ترجمہ اور حضرت عثمان بن عفان نے مکروہ رکھا اوس مرد کے سامنے منہ کرنا جو نماز پڑھتا ہو ف حافظ نے کہا اثر
مجھکو اب تک حضرت عثمان کا نہیں ملا البتہ مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کے مصنفون میں ہلال بن یساف
سے انہوں نے حضرت عمر سے یہ پایا کہ انہوں نے جھڑکا اس امر سے اور حضرت عثمان سے تو ان دونوں نے ایسی روایت کی
جس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ امر مکروہ نہیں ہے اب تامل کرنا چاہیے کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عثمان کا نام تصحیف ہے اور صحیح
عمر ہوا تھا ت امام بخاری نے کہا یہ اوس حالت میں ہے جب منہ کرنے والا نمازی کا دل بٹاوے اور خشوع
میں اوسکے خلل ڈالے لیکن اگر دل نہ بٹاوے تو زید بن ثابت انصاری کاتب الوحی نے کہا ہے مجھے ایسے مونہہ
کرنیکی پرواہ نہیں یعنے اوس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ مرد نماز نہیں توڑتا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ
حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ
الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ قَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَ
اَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهٗ فَاَنْسَلُّ انْسِلَالًا ترجمہ حضرت بی بی عائشہ کے پاس ذکر آیا ان چیزوں کا جو نماز توڑ
دیتی ہیں (یعنے اونکا سامنے سے گذرنا نمازی کے) لوگوں نے کہا توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا اور عورت کا سامنے
سے گذرنا انہوں نے کہا تم نے ہمکو کتوں کے برابر کر دیا بیشک میں نے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز
پڑھتے ہوتے اور میں آپکے اور قبلہ کے درمیان ہوتی تخت پر لیٹی ہوئی پھر مجھے کچھ کام ہوتا تو میں برا جانتی آپکے سامنے
رہنا (یعنی منہ کرنا یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کھسک کر چپکے سے نکل جاتی ف عورت اور گدہا اور کتے
کے سامنے نکلجانے کا بیان خدا چاہے تو نقضُ آوےگا ابن منیر نے اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے یہ
وہ دلالت کرتی ہے مقصود پر بطریق اولے اسلیے کہ جب عورت کا سامنے رہنا نماز میں منع نہ ہوا تو مرد کا سامنے
ہونا کیونکر منع ہوگا البتہ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ بی بی عائشہ کا مونہہ حضرت کیطرف تھا شاید اور طرف ہو
یا پیٹھ آپ کیطرف ہو ابن رشید نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ عورت جب نمازی کے سامنے ہو قبلہ کیطرف
تو وہ زیادہ سخت ہے مرد کے ہونے سے پھر جب عورت کا سامنے ہونا نماز کو مضر نہ ہوا تو مرد کا سامنے ہونا کیا ضرر کریگا
اور کرمانی نے یہ توجیہ کی کہ مرد اور عورت کا ایک حکم ہے احکام میں اور اسپر جو اعتراض ہوتا ہے وہ پوشیدہ
نہیں (فتح) وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ ترجمہ دوسری روایت بھی حضرت
عائشہ سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری ف مطلب یہ ہے کہ علی بن مسہر نے یہ حدیث کو اعمش سے دو اسنادوں سے روایت

کیا ہے ایک تو اعمش سے اونہوں نے مسلم سے اُنہوں نے مسروق سے اُنہوں نے عائشہؓ سے دوسری اعمش سے اُنہوں نے ابراہیم سے اُنہوں نے اسود سے اونہوں نے حضرت عائشہؓ سے حافظ نے کہا یہ مسلم ابو الضحیٰ ہیں اور کرمانی نے جو گمان کیا کہ وہ مسلم بطین ہیں یہ ٹھیک نہیں (فتح) **باب** الصَّلٰوۃِ خَلْفَ النَّائِمِ سوتے کے پیچھے نماز پڑہنا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِىْ فَاَوْتَرْتُ ترجمہ حضرت عائشہؓ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تھے اور میں آڑی سوتی رہتی آپکے بچھونے پر جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے میں بھی (آپکے ساتھہ) وتر پڑہتی **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اس حدیث کی ضعف کیطرف جسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ مت نماز پڑہو سونیوالے اور باتیں کرنیوالے کے پیچھے ابو داؤد نے کہا اوسکی سب طریق ضعیف ہیں اور اس باب میں ابن عمر سے نکالا ابن عدی نے اور ابو ہریرہ سے طبرانی نے اوسط میں اور یہ دونوں روایتیں بھی ضعیف ہیں اور مجاہد اور طاؤس اور مالک نے سوتے شخص کے پیچھے نماز مکروہ رکھی ہے اس خیال سے کہ ایسا نہو اوسکا بدن کچہ کھلے اور نمازی کا دل اودہر لگ جاوے اور مؤلف کے نزدیک یہ عدم کراہت موقوف ہے جب ڈر نہو (فتح) قسطلانی نے کہا باب میں مرد کا ذکر ہے اور حدیث میں عورت کا لیکن مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے شرع کی باتوں میں جبتک کوئی دلیل تخصیص نکرے تو حدیث باب کے مطابق ہو جاویگی ابن بطال نے کہا صحیح اوسیکا قول ہے جس نے سونیوالے کے پیچھے نماز جائز رکھی ہے کیونکہ حدیث صحیح اسپر دلالت کرتی ہے اور ابو داؤد نے جو حدیث ابن عباس سے نکالی اوسکے اسناد میں ایک راوی ہے جسکا نام نہیں لیا گیا اور ہشام بن زیاد بصری ضعیف ہے اور اس حدیث کے سب طریقے ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور طبرانی کے پاس ضعیف ہیں حجت لینے کے لائق نہیں ہیں انتہے **باب** التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْاَةِ عورت کے پیچھے نفل نماز پڑہنا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَاىَ فِىْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِىْ فَقَبَضْتُ رِجْلَىَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَّيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ ترجمہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلے میں ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو ہاتھہ سے دبا دیتے مجھکو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے

ہوتے تو مین پاؤن پھیلا لیتی حضرت عائشہؓ نے کہا اون دنون گھرون مین چراغ نہ تہے **ف** اگر چراغ ہوتے تو حضرت عائشہؓ حضرؐ کا سجدہ کا ارادہ دیکھکر خود پاؤن سمیٹ لیتین اور حضرتؐ کو انکا پاؤن دبانیکی ضرورت نہوتی حافظ نے کہا چونکہ یہ گھر کی نماز کا ذکر ہے رات مین تو معلوم ہوا کہ نفل نماز تہی جیسے باب مین مولف نے ذکر کیا اسلیے کہ فرض نماز آپ مسجد مین ادا کرتے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہی نکلا کہ عورت نماز کو فاسد نہین کرتی اور امام مالک نے جو عورت کی طرف نماز پڑہنا مکروہ رکہا ہے وہ فتنے کے ڈر سے اور حضرتؐ اس سے محفوظ تہے اس صورت مین یہ آپ کا خاصہ ہوگا مگر تخصیص کی کوئی دلیل نہین انتہی مختصراً **باب** مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ جو شخص کہتا ہے نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی **ف** یعنی نمازی کے سوا اور کسی کا فعل نماز کو نہین توڑتا حافظ نے کہا ترجمہ باب زہری کا قول ہے جسکو مولف نے آگے نقل کیا اور امام مالک نے موطا مین اسکو عبد اللہ بن عمرؓ کا قول نقل کیا اور دار قطنی نے اسکو مرفوعاً نکالا ابن عمرؓ کے طریق سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داؤد نے ابو سعیدؓ سے اور دار قطنی نے انسؓ اور ابو امامہؓ سے اور طبرانی نے اوسط مین جابرؓ سے مرفوعاً اور سب کی سندین ضعیف ہین البتہ سعید بن منصور نے باسناد صحیح حضرت علیؓ اور عثمانؓ وغیرہما سے موقوفاً یہ روایت کیا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے ذکر آیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے کتے اور گدہے اور عورت سے اونہون نے کہا تم نے ہم کو (یعنے عورتون کو) مشابہ کر دیا گدہون اور کتون کے قسم خدا کی مین نے تو جناب رسالت مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا نماز پڑہتے ہوے اور مین تخت پر تہی آپکے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوئی پہر مجہکو کام ہوتا تو مین بیٹہنا (آپکیطرف مونہہ کرکے) اور آپ کو تکلیف دینا برا جانتی مین آپکے پاؤن کے پاس سے کہسک جاتی تہی **ف** علی بن مسہر کی روایت مین یون ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر ہوا اون چیزون کا جو توڑ دیتی ہین نماز کو لوگون نے کہا توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدہا اور کتا اخیر تک اور مسلم کی روایت مین ہے عروہ سے کہ عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز توڑ دیتی ہے مین نے کہا عورت اور گدہا اور سعید بن منصور کی روایت مین ہے اونہون نے یعنے

حضرت عائشہؓ نے کہا ای عراق والو تم نے ہمکو برابر کر دیا اخیر تک اور شاید اُنہوں نے اشارہ کیا اوس روایت کی طرف جو عراق والون نے ابوذرؓ سے کی مرفوعًا اور اسکو نکالا امام مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن صامت سے اونہون نے ابوذر سے اور عبید بن عمیر نے قاسم سے نکالا اونہون نے عائشہؓ سے اونہون نے کہا برا ہے یہ جو برابر کیا تمنے ہم کو کتے اور گدہے کے اور شاید اونہون نے یہ خطاب اپنے بہانجے عروہ کیطرف کیا یا ابو ہریرہ کی طرف عروہ کا ذکر تو مسلم کی روایت مین ہے جو اوپر گذری اور ابو ہریرہ کا ذکر ابن عبد البر نے نکالا قاسم کی روایت سے کہ حضرت عائشہؓ کو خبر پہونچی کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت عائشہؓ نے اون لوگون پر کیونکر انکار کیا حالانکہ امام احمد نے خود اون سے نکالا کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کوئی نہین توڑتا مگر گدہا اور کافر اور کتا اور عورت حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم برون کے ساتھ رکہے گئی اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حدیث کا انکار نہین کیا نہ ابو ہریرہ کو جہوٹا سمجہا بلکہ اونہون نے انکار کیا اس حکم کے قائم رہنے پر کیونکہ وہ اسکو منسوخ سمجہتی ہونگی اور کتے کی قید کی گئی ہے ابوذر کی روایت مین کہ وہ کالا ہو اور ابن ماجہ کی روایت مین حسن بصری سے اونہون نے عبد اللہ بن مغفل سے اور طبرانی کی روایت مین حکم بن عمرو سے یہ قید نہین ہے اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی نکالا لیکن ابن عباسؓ کی روایت مین عورت کی قید ہے کہ وہ حائضہ ہو اور ابن ماجہ نے بہی اوسکو ایسا ہی نکالا اوس مین کتے کی قید ہے کہ وہ سیاہ ہو اور علما نے اختلاف کیا ہے ان حدیثون پر عمل کرنے مین تو طحاوی وغیرہ اسطرف گئے ہین کہ ابوذر کی حدیث اور جو حدیثین اوسکے موافق ہین وہ منسوخ ہین حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ نسخ بغیر تاریخ معلوم ہوئے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے جب جمع نہ ہو سکے تو نسخ کیطرف جاتے ہین اور یہان جمع ممکن ہے اور امام شافعی وغیرہ اس طرف گئے ہین کہ ابوذر کی حدیث مین نماز کے توٹنے سے اوسکے خشوع کا ٹوٹنا مراد ہے نہ نماز کا باطل ہونا اور موید ہے اسکی کہ جو صحابی راوی ہے حدیث کا اوس سے پوچہا کالے کتے کی قید کی حکمت کیا تو اوسکو جواب ملا کہ وہ شیطان ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ اگر شیطان نمازی کے سامنے سے گذر جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ آگے صحیح حدیث مین آوے گا کہ جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو شیطان پیٹہ موڑ کر چلدیتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پہر آتا ہے اور آدمی کے دل مین خطرہ ڈالتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ شیطان میرے سامنے آیا نماز مین اوس نے سختی کی اور نسائی کی روایت مین ہے حضرت عائشہؓ سے مین نے اوسکو پکڑا اور گرایا اور اُسکا گلا گہونٹا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث مین یہ مذکور ہے کہ شیطان آپ کی نماز توڑنے آیا تہا اسکا جواب یہ ہے کہ مسلم کی روایت مین نماز توڑنیکا سبب مذکور ہے کہ وہ انگار کا ایک شعلہ لیکر آیا تہا آپ کے

سو نہین لگانیگا تو صرف اوسکے گذرنے سے نماز نہ ٹوٹیگی اور یہی مطلب ہے اور بعضون نے کہا ابوذر کی حدیث مقدم ہے
کیونکہ حضرت عائشہ رض کی حدیث اپنی اصل اباحت پر ہے اور یہ مبنی ہے دونون حدیثون کے تعارض پر اور جب جمع ممکن ہے
تو تعارض ہی نہوا امام احمد نے کہا کہ کالے کتے کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت اور گدہے مین مجھکو
شبہ ہے ابن دقیق العید نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ امام احمد کو کالے کتے کے معارضہ مین کوئی حدیث نہین ملی
اور گدہے کے باب مین ابن عباس کی حدیث ملی جو اوپر گذری اور عورت کے باب مین حضرت عائشہ کی یہ حدیث جو باب
مین مذکور ہے (فتح الباری) زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ مُرُوْرُ شَیْءٍ یعنے نماز کو نہین توڑتا کسی
چیز کا سامنے سے گذرنا مروی ہے ابو سعید خدری اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے لیکن ابو سعید کی حدیث
تو نکالا اوسکو ابو داؤد نے سنن مین کہ فرمایا حضرت نے نماز کو نہین توڑتی کوئی چیز اور دفع کرو تم جہانتک ہوسکے
کیونکہ وہ شیطان ہے اسکی سند مین مجالد بن سعید ہے اوسمین گفتگو ہے اور امام مسلم نے اور لوگون کے ساتھ ملاکر
اوس سے روایت کی ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے بھی اور ابن عمر سے نکالا دارقطنی نے سنن
مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور دفع کرو
تم جہانتک ہوسکے امام مالک نے موطا مین اسکو موقوفاً نکالا ابن عمر سے انہون نے کہا نمازی کے سامنے سے
کوئی چیز جو گذرے اوسکی نماز نہین توڑتی اور بخاری نے اپنی صحیح مین اوسکو زہری کا قول نقل کیا اور ابو امامہ سے
دارقطنی نے نکالا کہ فرمایا حضرت نے نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور انس کی حدیث کو بھی دارقطنی نے نکالا کہ جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی لوگون کے ساتھ انکے سامنے سے ایک گدہا نکلا عیاش بن ابی ربیعہ نے کہا سبحان اللہ
سبحان اللہ جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا کس نے ابھی تسبیح کہی عیاش نے کہا مینے یا رسول اللہ کیونکہ مینے سنا تھا کہ گدہا
نماز کو توڑ دیتا ہے آپنے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین ان تینون حدیثون کو دارقطنی
کے طریق سے نکالا اور کہا کہ اون مین سے کوئی صحیح نہین ہے تحقیق مین کہا کہ ابن عمر کی حدیث مین ابراہیم بن یزید خوزی ہے
احمد اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہین اور ابو امامہ کی حدیث مین عفیر بن معدان ہے احمد نے
کہا وہ ضعیف ہے منکر الحدیث اور یحیی اور ابو حاتم نے کہا وہ ثقہ نہین اور نکالا اسکو طبرانی نے بھی کبیر مین اور انس کی حدیث مین صخر بن عبد اللہ
ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے باطل روایتین نقل کرتا ہے اور اکثر روایتین اوسکی منکر اور موضوع ہین ابن حبان نے کہا اوس
سے روایت کرنا درست نہین ہے صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن جوزی نے وہم کیا صخر مین یہ صخر جو انس کی حدیث مین ہے عبد اللہ بن حسن
کا بیٹا ہے جو عمر بن عبد العزیز سے روایت کرتا ہے اوسمین ابن عدی اور ابن حبان نے کلام نہین کیا بلکہ ابن حبان نے اسکو

ثقات مین ذکر کیا اور نسائی نے کہا وہ صالح ہے اور جس صخر کو ابن عدی نے ضعیف کیا وہ عبد اللہ کوفی کا بیٹا ہے حاجبی اوسکا لقب ہے اور یہ متاخر ہے اول صخر سے اُسنے روایت کی ہے مالک اور لیث وغیرہ سے اور جابر کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط مین نکالا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اتنے مین ایک بکری نے آپکے سامنے سے نکلنا چاہا اخیر تک اوس مین یہ ہے کہ پھر فرمایا آپنے نماز کو نہین توڑتی کوئی چیز اور تم دفع کرو جہانتک ہوسکے طبرانی نے کہا منفرد ہوا اس حدیث کیساتھ عیسی بن میمون ابن حبان نے کہا کتاب الضعفا مین عیسی بن میمون ابو سلمہ خواص سے واسطی عجائب روایتین کرتا ہے اوس سے حجت لینا درست نہین جب وہ منفرد ہو نووی نے شرح مسلم مین کہا یہ حدیث لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ ضعیف ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا نیل مین ہے کہ دار قطنی نے باسناد صحیح ابن عمرؓ سے نکالا اونہون نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور دار قطنی نے ابو ہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا آدمی کی نماز کو نہین توڑتی عورت اور نہ کتا اور نہ گدہا اور دفع کر تو جہانتک ہوسکے اوسکے اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو کہہ سکتے تہے کہ ناسخ ہے نماز ٹوٹ جانیکی حدیثون کی بشرطیکہ اوسکی تاریخ بعد ثابت ہوتی اور باقی حدیثین جو اوپر گذرین انمین کوئی نسخ کے لائق نہین کیونکہ ذرا ضعیف ہین زیلعی نے کہا ہمارے مذہب کے موافق وہ حدیث ہے جو صحیحین مین ہے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تہے اور مین آپکے سامنے آڑی پڑی ہوتی جنازے کیطرح مسلم کی ایک روایت مین عروہ سے یون ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے ہمنے کہا عورت اور گدہا اونہون نے کہا تو عورت ایک برا جانور ہے مینے تو اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آڑا پڑے دیکہا جیسے جنازہ آڑا رکہا جاتا ہے اور آپ نماز پڑہتے تہے زیلعی نے کہا حنابلہ کا یہ قول ہے کہ سیاہ کتا اگر نمازی کے سامنے سے نکلجاوے تو اوسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا مسلم نے زیادہ کیا اور بچاتی ہے اس سے کوئی چیز پالان کی پچہلی لکڑی کے برابر اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مغفل سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین جمیل بن حسن ہے وہ ضعیف ہے باقی راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے عبد اللہ بن صامت سے اونہون نے ابوذر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب تم مین سے کوئی کہڑے ہو کر نماز پڑہے تو اوسکی آڑ کر لیتی ہے کوئی چیز جو اوسکے سامنے ہو پالان کی پچہلی لکڑی کے برابر اگر ایسی کوئی چیز اوسکے سامنے نہو تو توڑ دیگی اوسکی نماز کو عورت اور گدہا اور کالا کتا مینے کہا اے ابوذر یہ کالے کتے کی تخصیص کیا ہے اگر لال کتا ہو یا زرد کتا ہو اونہون نے کہا اے بہتیجے میرے مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی پوچہا جیسے

تونے مجھسے پوچھا آپنے فرمایا کالا کتا شیطان ہے زیلعی نے کہا عبد اللہ بن صامت بھتیجا تھا ابوذر کا اوس مین ضعف ہے اور اسی
واسطے امام بخاری نے اوس روایت کو نہین نکالا ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکہی جاویگی مین کہتا ہون اس حدیث کو امام مسلم نے
نکالا اپنی صحیح مین اور ذہبی نے میزان مین کہا کہ وہ سچا ہے بڑی شان والا اور حجت لی اس سے مسلم نے اور بخاری نے
اس سے حجت نہین لی اور ثقہ کہا اسکو نسائی نے اور روایت کی طبرانی نے معجم کبیر مین حکم غفاری سے اسکی عبارت ستدی
ہے جو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کی ہے اور روایت کی بزار نے انسؓ سے اوس مین یہ ہے کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا
اور عورت عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور اشارہ کیا ترمذی نے ابو سعید کی حدیث کی طرف اور ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت حائضہ اور کتا ابن ماجہ کی روایت مین
کالا کتا ہے یحییٰ بن سعید نے کہا اس حدیث کو رفع نہین کیا کسی نے سوا شعبہ کے اور ابو داؤد نے کہا وقف کیا اوسکو
سعید اور ہشام اور ہمام نے قتادہ سے ابن عباسؓ پر اور ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے ایک اور مرفوع حدیث نکالی اوس مین
زیادہ کیا سور اور یہودی اور مجوسی کو ابو داؤد نے کہا یہ سور اور مجوسی کی زیادتی منکر ہے اور مینے نہین سنا یہ
حدیث کو مگر محمد بن اسمعیل سے اور مین سمجھتا ہون اونہون نے وہم کیا کیونکہ وہ بیان کرتے تہے ہم سے حدیثین اپنی
یاد سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمروؓ سے نکالا کہ ایکبار ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے وادی کے
بلند جانب مین آپ نماز کے ارادے سے کہڑے ہو گئے ہم بہی کہڑے ہوے اتنے مین گہاٹی سے ایک گدہا نمود ہوا تو آپ ٹہر
گئے اور آپنے تکبیر نہین کہی اور یعقوب بن زمعہ کو اوسکے طرف بہیجا اونہون نے اوس گدہے کو لوٹا دیا عراقی نے کہا
اوسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین
توڑتی مگر گدہا اور کافر اور کتا اور ہم لوگ نزدیک کئے گئے برے جانورون کے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور
اوپر کی حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ کتے اور عورت اور گدہے کے سامنے جانیسے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنے باطل ہوجاتی
ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے اون مین سے ہین ابو ہریرہؓ اور انسؓ اور ابن عباسؓ ایک روایت مین اور ایسا
ہی منقول ہے ابوذرؓ اور ابن عمرؓ سے اور ایک روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے کہ وہ کتے کو نماز توڑنے والا جانتے تہے اور حکم
بن عمرو غفاری گدہے کو اور تابعین مین سے جو کہتے ہین کہ ان تینون سے نماز ٹوٹ جاتی ہے حسن بصری ہین اور ابو الاحوص
ابن مسعود کے صاحب اور امامون مین سے امام احمد بن حنبل سے حکایت کی گئی ہے ابن حزم ظاہری نے انسے ایسا ہی نقل کیا
ہے اور ترمذی نے نقل کیا اونسے کہ وہ صرف کالے کتے کو نماز کا توڑنے والا سمجھتے تہے اور گدہے اور عورت مین توقف
کرتے تہے اور اثرم نے امام احمد سے یہی ثابت کیا ہے کہ عورت اور گدہے سے وہ نماز ٹوٹنے کے قائل تہے اور اہل ظاہر کا یہ قول

کہ ان تینوں چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے خواہ ان میں سے کوئی چیز نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا نمازی کے سامنے ہو جاوے خواہ گدہا اور کتا چھوٹا ہو یا بڑا زندہ ہو یا مردہ البتہ اگر عورت سامنے نمازی کی آڑی لیٹی ہو تو وہ مستثنیٰ ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے اور ابن عباسؓ اور عطا ابن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ کالے کتے اور حائضہ عورت سے نماز ٹوٹ جاویگی اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کالا کتا اور حائضہ عورت اور جمہور فقہا جو کہتے ہیں کہ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے وہ کوئی عذر اسکا نہیں کر سکتے البتہ حنفیہ اور اہل ظاہر جو مطلق پر عمل کرتے ہیں انپر کچھ الزام نہ ہوگا ابن عربی نے کہا جس نے عورت میں قید لگائی حائضہ کی اوسکی دلیل تمام نہیں ہوئی کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور عورت کا حیض اوسکے ہاتھ اور پیٹ اور پاؤں میں نہیں ہے عراقی نے کہا اگر ضعف سے مراد راویوں کا ضعف ہو تو یہ صحیح نہیں کیونکہ راوی اوسکے سب ثقہ ہیں اور جو یہ مقصود ہے کہ اکثر راویوں نے اسکو وقف کیا ابن عباس پر تو یہ صحیح ہے مگر رفع کیا اوسکو شعبہ نے اور رفع ثقہ کا مقدم ہے وقف پر اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ کتا اور گدہا اور بلی سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت سے نہ ٹوٹیگی اور شاید دلیل انکی وہی ہے جو اونہوں نے روایت کی کہ وہ حضرت کے سامنے آڑی پڑی رہتی تہیں اور یہ جاننا چاہیے کہ آڑا پڑا رہنا اور ہے اور سامنے سے گذر جانا اور ہے اور اوپر یہ روایت بہی حضرت عائشہؓ سے گذری کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے تو خود اونہی کی روایت اونپر دلیل ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ دلیل لیجاوے حضرت عائشہ کی قول پر ام سلمہ کی حدیث سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکے حجرے میں نماز پڑہتے تہے اتنے میں سامنے سے عبداللہ گذرے یا عمر آپنے ہاتہ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گئے پہر ام سلمہ کی ایک بیٹی گذرنے لگی آپنے اوسیطرح اشارہ کیا لیکن وہ گذر ہی گئی جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا عورتیں نہیں مانتیں یعنے جہالت کیوجہ سے نکالا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور اسکا اسناد قوی نہیں اور اوسکی سند میں ایسا مجہول ہے قیس مدنی جو باپ ہے محمد بن قیس کا باقی راوی اوسکے ثقہ ہیں علاوہ اوسکے اسحدیث سے استدلال جب پورا ہوگا کہ یہ معلوم ہو جاوے اوس وقت آپکے سامنے سترہ نہ تہا دوسری یہ کہ آپنے اوس نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ اوسکو قائم رکہا اور اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ کالا کتا فقط نماز کو توڑ ڈالتا ہے اور ابن منذر نے اسکو حضرت عائشہؓ سے بہی نقل کیا ہے اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث نے گدہے کو خارج کر دیا یعنے ان چیزوں میں سے جنکے سامنے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے بموجب دوسری حدیث کی) اور ام سلمہ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث نے جو اوپر گذریں عورت کو خارج کر دیا اور کالی کتے کی قید نے اور رنگ کے کتون کو خارج کر دیا اب رہی یہ حدیث کہ سور اور مجوسی اور یہودی کا گذرنا نماز کو توڑ دیتا ہے تو وہ حجت لینے کے لائق نہیں اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ

کہ حدیث مین کافر کا ذکر ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین جیسے اوپر گذرا اور امام مالک اور شافعی اور جمہور علمار سلف اور خلف
(اور امام ابو حنیفہ) کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کا سامنے سے گذرنا نماز کو نہین توڑتا اور مہدی نے بحر مین روایت کیا کہ عترت
کا قول بھی یہی ہے ذکر کیا امام شوکانی نے وہی مضمون جو اوپر فتح الباری سے نقل ہوا اور رد ہوا ان مذہب والون کا اور
ثابت کیا یہ امر کہ کالے کتے اور حائضہ عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسیطرح سور اور مجوسی اور یہودی کے
سامنے گذرنے سے بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جن مین انکا ذکر ہے البتہ گدہے مین شبہ ہے اب جو عورت حائضہ نہو یا
جو کتا سیاہ نہو اوسکے سامنے گذرنے سے نماز کا نہ ٹوٹنا قوی ہے مترجم کہتا ہے حائضہ عورت اور کالے کتے کے سامنے
گذرنے سے بھی نماز اوسوقت ٹوٹیگی جب وہ سترے اور نمازی کے بیچ مین سے گذرے لیکن اگر نمازی کے سامنے سترہ ہو اور
یہ چیزین سترے کے پرے گذرین تو نماز نہ ٹوٹیگی اور یہی مذہب حق ہے اور قوی ہے از روئے دلائل کے اور امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین پہلے بیان کیا عبد اللہ بن صامت کی حدیث کو ابوذر سے جو اوپر گذری پھر سہل بن ابی حثمہ کی
حدیث کو یہ بھی اوپر گذر چکی پھر ابن عباسؓ کی حدیث کو مرفوعًا کہ توڑ دیتا ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتے کا گذرنا دوسری
روایت ابن عباسؓ اور عکرمہ کی طریق سے نکالی اوس مین یہ ہے مین سمجھتا ہون کہ ابن عباسؓ نے اوسکو مسند کیا آنحضرتؐ
تک کہ فرمایا آپ نے توڑ دیتی ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتا اور گدہا اور یہودی اور نصرانی اور سور اور اگر تجھسے یہ
چیزین ایک تیر کی مار کے فاصلے پر سے گذرین تو تیری نماز نہ توڑینگی ابو داؤد نے بھی اسحدیث کو بھی نکالا اوسمین یہ
ہے کہ جب تم مین سے کسی نے بغیر سترہ کے نماز پڑھی تو توڑ دیتا ہے اوسکی نماز کو گدہا اور سور اور یہودی اور مجوسی اور
عورت اور اگر ایک پتھر کی مار کے پرے یہ چیزین گذرین تو نماز کافی ہو جاویگی پھر عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کو جو
اوپر گذری پھر کہا کہ بعضون نے ان حدیثون سے دلیل لی ہے اور بعضون نے انکا خلاف کیا ہے اونہون نے دلیل
لی ابن عباس کی حدیث سے کہ مین اور فضل ایک مادیان گدہی پر آئے اور حضرتؐ عرفات مین نماز پڑھا رہے تھے لوگون
کے ساتھ تو ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے چلے گئے پھر اوترے اور مادیان کو چھوڑ دیا چرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمین کچھ نفرمایا دوسری روایت مین یہ ہے کہ آپ منا مین نماز پڑھ رہے تھے تیسرے روایت مین یون ہے
کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے گذرا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور مین ایک گدہی پر سوار تھا اور میرے ساتھ
ایک لڑکا تھا بنی ہاشم مین کا آپ نہین پھرے تو پہلی روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس صف پر سے گذرے اس مین احتمال
ہے شاید وہ مقتدیون کے سامنے سے گذرے ہون نہ امام کے سامنے سے اور ایسی حالت مین انسے دلیل لینا درست نہ
ہوگا لیکن اخیر روایت مین یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کے

سامنے سے بھی گدہے کا نکلنا نماز کو نہیں توڑتا اور راوی ابن عباس سے یہ روایت گذری کہ گدہے کے سامنے نکلنے سے
نماز ٹوٹ جاتی ہے اب ضرور ہے کہ دونوں میں سے کوئی حکم منسوخ ہو جب اسمین غور کیا گیا تو ابو بکرہ نے ہم سے حدیث بیان کی ہو ل
سے انھوں نے سفیان سے اونھوں نے سماک سے اونھوں نے عکرمہ سے کہ ابن عباس پاس ذکر آیا ان چیزوں کا جو نماز کو توڑ لی
ہیں تو لوگوں نے کہا اور کتا نماز توڑ دیتے ہیں ابن عباس نے کہا الله کیطرف چڑہتے ہیں پاک کلمے اور یہ چیزیں نماز کو توڑتی نہیں
ہیں البتہ نماز مکروہ ہو جاتی ہے ان کے سامنے گذرنے سے اور فضل بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت ہماری ملاقات کو
آئے ایک جنگل میں اور ہمارے پاس ایک کتیا تھی اور گدہا تھا دونوں چر رہے تھے پھر آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور وہ دونوں آپکے
سامنے تھیں نہ ڈانٹی گئیں نہ ہٹائی گئیں پھر ذکر کیا اور روایات کو اور انکا مطلب ہے کہ میں نے حضرت کو دیکھا
باب بنی سہم کے پاس نماز پڑہتے ہوئے لوگ آپکے سامنے سے گذر رہے تھے اور آپکے اور قبلے کے بیچ میں کوئی چیز نہ تھی
اور انکا ابو سلمہ سے اونھوں نے حضرت عائشہؓ سے اونھوں نے کہا میں اپنے پاؤں پھیلاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قبلے میں آپ نماز پڑہتے ہوتے جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤں دبا دیتے میں انکو سمیٹ لیتی پھر آپ جب کھڑے ہوتے تو میں
پھیلا دیتی اور انکا حضرت عائشہؓ سے کہ حضرتؐ نماز پڑہتے اور وہ آڑی پڑی ہوتیں آپکے سامنے قبلہ کیجانب میں
جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو اپنے پاؤں سے انکو دبا دیتے اور فرماتے سرک جا اور انکا حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رات کو نفل پڑہتے اور حضرت عائشہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں آڑی پڑی ہوتیں اور انکا ام سلمہ سے
کہ میرا بچھونا حضرتؐ کے مصلے کے بازو بچھایا جاتا آپ نماز پڑہتے اور میں آپکے بازو ہوتی اور انکا میمونہ سے کہ میرا بچھونا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو ہوتا کبھی آپ کا کپڑا مجھپر پڑ جاتا اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور انکا سالم
سے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا ابن عمر نے کہا مسلمان
کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور انکا سعید بن المسیب سے کہ حضرت علی اور عثمانؓ نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں
توڑتی اور دفع کرو تم اوسکو جہاں تک ہو سکے اور انکا حارث سے انھوں نے حضرت علی سے اونھوں نے کہا مسلمان کی نماز کو
نہ کتا اور گدہا اور عورت اور نہ اور کوئی جانور توڑتا ہے اور دفع کرو تم جہاں تک ہو سکے اور انکا سعید بن ابراہیم
سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ وہ نماز پڑہتے تھے انکے سامنے سے ایک شخص گذرا اونھوں نے روکا اونھوں نے کہا وہ شخص
مجھپر غالب آیا تو میں نے اوسکا ذکر حضرت عثمان سے کیا وہ اونکے باپ کے ماموں تھے اونھوں نے کہا تیرا کچھ نقصان نہیں
اور انکا بکیر سے کہ بسر بن سعید اور سلیمان بن یسار نے اون سے بیان کیا کہ ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف نماز پڑہ
رہے تھے اونکے سامنے سے سلیط بن ابی سلیط نکلا ابراہیم نے اوسکو کھینچا وہ گرا اوسکے سر میں چوٹ لگی وہ حضرت

عثمان کے پاس گیا انہوں نے مجھکو بلا بھیجا اور کہا یہ کیا ہے بیٹے کہا وہ سیر سامنے سے گذرا اپنے اوسکو ہٹایا کہ میری نماز نہ ٹوٹ اونہوں نے کہا تیری نماز ٹوٹ جاتی بیٹے کہا ہم خوب جانتے ہو اونہوں نے کہا تیری نماز نہ ٹوٹے گی اور نکالا حذیفہ سے وہ کہتے تھے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی پہر امام حمادی نے کہا کہ ہم نے جو قیاس کیا تو کالے کتے کیطرح اور کتون کو بہی پایا حرمت میں اسیطرح اور درندوں اور گدہوں کو حالانکہ اونکے سامنے نکلجانے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور گدہے کے باب مین تو اختلاف ہے بعض لوگون نے بستی کا گدہا حلال کہا ہے بعضوں نے مکروہ جانا ہے اور جب حرام جانور کے نکلجانے سے نماز فاسد نہ ہوئی تو مختلف فیہ جانور کے نکلجانے سے کیونکر فاسد ہوگی **مترجم** کہتا ہے یہ تقریر بالکل فاسد ہے صحیح حدیث میں سیاہ کتے کی تخصیص کیوجہ مذکور ہے پہر اور کتے پر اوسکو قیاس کرنا یا گدہے کو اور جانوروں پر قیاس ہے بمقابلہ نص کے اور وہ باطل ہے بالاجماع اور ایسے امورات قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتی واللہ اعلم حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَاِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ

ترجمہ محمد بن عبداللہ بن مسلم نے اپنے چچا محمد بن مسلم ابن شہاب سے پوچھا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے اونہوں نے کہا کوئی چیز نہیں توڑتی مجھ سے بیان کیا عروہ بن زبیر نے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور رات کو نماز پڑھتے میں آپکے قبلے کے بیچ میں آڑی پڑی ہوتی آپ کی نماز اپنے گھر والوں کے بستر پر ہوتی **ف** اس ترجمہ پر کلمہ فراش اہلہ متعلق ہوگا یصلی سے اور بعض نسخوں میں عن فراش اہلہ ہے تو متعلق ہوگا معترضۃ سے اول عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ بچھونے کے بچھونے پر نماز پڑھ لیتے حافظ نے کہا ابن شہاب نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح کہ جب عورت نمازی کے سامنے لیٹی ہو اور اوسکی نماز فاسد نہ ہو تو اسی طرح اگر عورت نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا اوسکے سامنے بیٹھی یا کھڑی ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ گذرنیکا قیاس سامنے لیٹے رہنے پر نہیں ہو سکتا اور مخالف اوسکو کیوں تسلیم کریگا علاوہ اسکے دلیل خاص ہے اور دعویٰ عام ہے غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ عورت کا سامنے گذرنا نماز کو نہ توڑے گا مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ اور بھی کسی چیز کا گذرنا جیسے کتے یا گدہے کا نماز کو نہیں توڑتا علاوہ اسکے عورت کا گذرنا ناقض ہے اس صورت میں جب نمازی کو اوس سے تشویش ہو اور یہاں تشویش کا اندیشہ نہ تھا کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ گھروں میں اون دنوں چراغ نہ تھے دوسرے احتمال ہے کہ اجنبی عورت کا گذرنا ناقض ہو نہ اپنی بی بی کا اور حنابلہ نے کہا کہ ابوذر کی حدیث صریح ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث

محتمل ہے تو ابوذر کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور گذرنے والی مین اور سونے والی مین یہ فرق ہو کہ گذرنا حرام ہے بخلاف نمازی کے سامنے ٹہیر رہنے کے خواہ نائم ہو یا غیر نائم پس اسیطرح عورت کا بہی حکم ہوگا کہ اُسکا گذرنا نماز کو توڑ دیگا نہ ٹہیر رہنا انتہے مختصرا

باب اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَىٰ عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ اگر چہوٹی بچی کو نماز مین اپنی گردن پر اوٹہا لیوے **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی کو چہوٹی بچی کے اوٹہا لینے مین کچہ ضرر نہ ہوا تو اُسکی سامنے گذرنے سے کیا ضرر ہوگا کیونکہ گذرنا اوٹہا لینے سے کم ہے اور امام شافعی نے بہی اسی مطلب کیطرف اشارہ کیا ہے مگر چہوٹی کی قید سے یہ نکلتا ہے کہ بڑی کا حکم ایسا نہین ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا ترجمہ ابو قتادہ (حارث بن ربعی) سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے امامہ کو اوٹہائے ہوئے جو بیٹی تہین علیا حضرت زینب رضی آپ کی عالیشان صاحبزادی کی ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس سے **ف** یہ آپکے داماد تہے اُن کا نام مقسم تہا یا لقیط یا قاسم یا مہشم یا ہشیم یا یاسر یہ بدر کے دن حالت کفر مین قید ہوئے تہے پہر اسلام سے مشرف ہوئے اور ہجرت کی اور آپنے علیا حضرت زینب کا نکاح اونسے باقی رکہا اور اُنہی کے نکاح مین اُنکا انتقال ہوا اُنہون نے وفات پائی حضرت ابوبکر کی خلافت مین (قسطلانی) حافظ نے کہا ترجمہ مین جو گردن پر اُٹہانیکا ذکر ہے سو اس روایت مین مذکور نہین البتہ مسلم اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ آپ اپنے دوش مبارک پر امامہ کو اوٹہائے ہوئے تہے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر اور امامہ آنحضرت کی عالی شان نواسی آپکے زمانے مین کمسن تہین پہر حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے اونسے نکاح کر لیا تہا لیکن اُنکے پیٹ سے کوئی اولاد نہین رہی **ف** پہر جب آپ سجدہ کرتے تو اُنکو بٹہا دیتے (زمین پر) اور جب کہڑے ہوتے تو اُنکو اٹہا لیتے **ف** مسلم اور نسائی اور ابن حبان کی روایت مین یہ ہے کہ جب آپ رکوع کرتے تو اُنکو اتار دیتے اور ابو داؤد کی روایت مین یون ہے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو اُنکو پکڑتے اور اتار دیتے پہر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کہڑے ہوتے تو پہر اُنکو لیکر اپنی جگہہ بٹہا لیتے ان روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ اوٹہانا اور اوتارنا دونو آپکے فعل تہے اور وہ تاویل صحیح نہ ہوگی جو خطابی نے کی ہے کہ وہ لڑکی آپ سے ہلی ہوئی ہوگی جب آپ سجدہ کرتے ہونگے تو آپکے ہاتہہ پاؤن سے لٹک جاتی ہوگی یا آپکے بدن سے چمٹ جاتی ہوگی اور رد کرتی ہے اس تاویل کو مسلم کی روایت

اوس مین ہے کہ آپ جب کہڑے ہوتے تو اوسکو اوٹہا لیتے اپنی جگہہ مین قرطبی نے کہا علمانے اختلاف کیا ہے اس حدیث کی تاویل مین اور تاویل کی ضرورت اسلیے واقع ہوئی کہ یہ عمل کثیر ہے تو ابن القاسم نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ واقعہ نفل نماز مین تہا اور یہ تاویل بعید ہے ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز مین تہا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ مینے دیکہا حضرت کو آپ امامت کرتے تہے لوگون کی اور امامہ آپکے کاندہے پر تہین مازری نے کہا نفل مین امامت معہود نہین ہے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تہے ظہر یا عصر کی نماز مین اور بلال نے آپکو نماز کے لیے بلایا تہا اتنے مین آپ برآمد ہوے اور امامہ آپکے کاندہے پر تہین پہر آپ کہڑے ہوئے اپنی نماز کی جگہہ مین ہم بہی آپکے پیچہے کہڑے ہوے آپنے تکبیر کہی ہمنے بہی تکبیر کہی اور امامہ اوسی جگہہ تہین اور زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ یہ واقعہ صبح کی نماز مین ہوا اور اشہب اور ابن نافع نے امام مالک سے نقل کیا کہ ضرورت کی وجہ سے یہ جائز ہے جب بچے کا اور کوئی خبر لینے والا نہو اور بعض نے کہا کہ اگر آپ امامہ کو نہ اوٹہاتے تو وہ روتین اور رونے مین زیادہ دل بٹتا نماز مین نسبت اوٹہانے کے اور بعض نے نفل اور فرض مین فرق کیا اور باجی نے کہا کہ اگر بچہ کا کوئی خبر لینے والا ہو تو نفل مین ایسا جائز ہے فرض مین نہین ورنہ دونون مین جائز ہے اور عبد اللہ بن یوسف نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بیان کیا اوسکو اسماعیلی نے اور کہا کہ امام مالک نے کہا حضرت کی بعض حدیثین ناسخ ہین اور بعض منسوخ اور اس حدیث پر عمل نہین ہے ابن عبد البر نے کہا شاید یہ حدیث منسوخ ہے اوس حدیث سے جسکے رو سے نماز مین عمل منع ہوا اور اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ یہ حدیث اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا جس سے عمل حرام ہوا ہے ہجرت کی پہلے کی ہے اور یہ حدیث امامہ کی ہجرت کی ایک مدت بعد کی ہے اور قاضی عیاض نے بعض علما سے نقل کیا کہ یہ امر حضرت کے خصائص مین تہا کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ امامہ آپ پر پیشاب نکرینگی جب تک آپ اونکو اوٹہائے رہینگے اور یہ قول رد کیا گیا ہے اس طرح سے کہ تخصیص پر دلیل کیا ہے اور اصل خاص ہونا ہے اور قیاس سے تخصیص ثابت نہین ہو سکتی نووی نے کہا یہ سب دعوی باطل ہین انپر کوئی دلیل نہین اور یہ حدیث قواعد شرعی کے خلاف نہین ہے کسلیے کہ آدمی طاہر ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک نجاست ظاہر نہو اور اعمال اگر قلیل ہون یا متفرق ہون تو اون سے نماز باطل نہین ہوتی اور شرع سے اسپر بہت سی دلیلین ہین اور حضرت کا یہ فعل بیان جواز کے لیے تہا اور فاکہانی نے کہا کہ آپ نے امامہ کو نماز مین اوٹہایا عرب کا خیال رد کرنے کو وہ بیٹیون سے نفرت کرتے تہے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ بچون کا مسجد مین لانا درست ہے اور چہوٹی بچی کا چہونا طہارت کو ضرر نہین کرتا اور جو شخص کسی آدمی کو اوٹہائے

ہوئی ہو یا پاک جانور کو تو اوسکی نماز صحیح ہے اور آپکا تواضع اور کرم اور شفقت اطفال پر صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ مختصر
قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو ادب میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوٰۃ میں انتہیٰ مترجم
کہتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے با سند صحیح ثابت ہو کہ آپ فرض نماز میں حضرت امامہ کو اوٹھا لیتے اور
بٹھا دیتے تو اسکے جواز میں شبہ کرنا اور تاویلیں کرنا خوب نہیں ہے جو فعل نماز میں حضرت سے ثابت ہوا وہ جائز ہے
اسلیے کہ افعال نماز کے توقیفی ہیں انمیں رای اور قیاس کو دخل نہیں اور مثل اسکے ہے وہ حدیث جسکو پانچون
عالمون نے نکالا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت نے فرمایا قتل کرو سانپ اور بچھو کو نماز میں صحیح کہا اسکو ترمذی نے اور ابن حبان
نے اور ابن تیمیہ نے نقل کیا اور ترمذی اپنی کتاب میں اسکو حسن کہا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے
اور کہا صحیح ہے اور اس باب میں مروی ہے ابن عباس سے نکالا اوسکو حاکم نے باسناد ضعیف اور ابورافع سے
نکالا اوسکو ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں مندل ہے وہ ضعیف ہے اسی طرح اسکا شیخ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
اور ابن عمر سے اونھون نے ایک بی بی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
سے نکالا اوسکو ابو یعلے موصلی نے اسکے اسناد میں محمد بن یحییٰ صدفی ضعیف ہے اور بنی عدی کے ایک شخص سے
روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے باسناد منقطع شوکانی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ نماز میں سانپ اور بچھو کا
مارنا روا ہے بغیر کراہت کے اور جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے عراقی نے کہا اور ترمذی نے ایک جماعت سے اسکی کراہت
نقل کی ہے اون میں سے ہیں ابراہیم نخعی اور ایسا ہی مروی ہے ابراہیم بن ابی شیبہ سے مصنف میں اور ابن ابی شیبہ
نے قتادہ سے نکالا اونھون نے کہا جب سانپ اور بچھو تیرے سامنے نہ آوے تو مت قتل کر اوسکو نماز میں عراقی
نے کہا جن لوگون نے اوسکو قتل کیا نماز کے اندر یا قصد کیا اوسکے قتل کا اون میں سے ہیں حضرت علی بن
ابی طالب اور ابن عمر ابن ابی شیبہ نے ان سے نقل کیا باسناد صحیح کہ اونھون نے ایک پر دیکھا وہ اسکو بچھو سمجھے
تو اوسکو مارا اپنی جوتی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور کہا کہ مارا اسکو اپنے پاؤن سے اور کہا میں سمجھا کہ
یہ بچھو ہے اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابو العالیہ اور عطا اور مورق عجلی اسیطرف گئے ہیں اور جو لوگ اس سے
منع کرتے ہیں یا مکروہ جانتے ہیں بشرطیکہ اوسکے قتل میں فعل کثیر کی ضرورت پڑے وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث
سے ان فی الصلوٰۃ لشغلا اور ابوداؤد کی اس حدیث سے اسکنوا فی الصلوٰۃ اور جواب یہ ہے کہ قتل کی حدیث خاص ہے
تو یہ حدیثیں اسکے معارض نہ ہونگی اسیطرح جس فعل کثیر کی اجازت ثابت ہو وہ نماز میں جائز ہے جیسے حضرت کا امامہ
کا اٹھانا اور آپکا جوتے اوتارنا اور منبر پر نماز پڑھنا اور سجدہ کے لیے نیچے اوترنا پھر منبر پر چڑھ جانا اور گدنیوالے

کو روکنا گو قتال کی نوبت پہونچے اور دروازہ کھولنے کے لیے آنا جیسے آگے مذکور ہوگا اب یہ قتل سانپ اور بچھو کا ہر طرح جائز ہے خواہ ایک ضرب سے ہو یا دو ضربون سے یا زیادہ سے اور بیہقی نے جو ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے بچھو تجھکو مارنا کے لیے ایک مار پڑے یا نہ پڑے اس سے یہ نہین نکلتا کہ ایک مار سے زیادہ منع ہے اور امام بیہقی نے اسپر دلیل لی دوسری حدیث سے جسکو مسلم نے نکالا کہ جو کوئی چھپکلی کو مارے پہلی مار مین اوسکے لیے اتنی نیکیان ہین جو دوسری مین مارے اوسکے لیے اتنی نیکیان ہین جو تیسری مین مارے اوسکے لیے اتنی ہین شرح سنہ مین ہے کہ سانپ اور بچھو کے مثل ہین اور موذی جانور جیسے شیر زنبور وغیرہ اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد نے نکالا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین نماز پڑھتے تھے اور دروازہ بند ہوتا پھر مین آتی تو آپ چلتے (نماز کے اندر) یہانتک کہ دروازہ کھولدیتے میرے لیے پھر لوٹ جاتے اپنی جگہہ پر اور دروازہ قبلہ کی طرف تھا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نسائی نے کہا کہ نفل نماز پڑھتے تھے ابن رسلان نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ ایک قدم یا دو قدم چلتے یا اس سے زیادہ متفرق طور پر اور یہ تاویل فاسد ہے اور مبنی ہے اپنے مذہب کی رعایت پر اور حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ نفل نماز مین ضرورت سے چلنا درست ہے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا ہے ہمارا سب مین اور ایک حدیث اوپر امام احمد کی روایت سے گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سجدے مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کود کر چڑہ گئے آپ جب سر اوٹھاتے تو آہستہ سے انکو پکڑ کر زمین پر بٹھادیتے امام ابن قیم زاد المعاد مین فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو لنبا کرنا چاہتے پھر بچے کا رونا سنتے تو نماز کو ہلکا کردیتے اس خیال سے کہ بچے کی ماں پر گران نہو اور ایک بار آپنے ایک سوار کو خبر لانے کے لیے بھیجا پھر آپ نماز پڑھتے رہے اور نماز مین بار بار اوس گھاٹی کیطرف التفات فرماتے تھے جدہر سے سوار آنے والا تھا اور آپنے فرض پڑھی امامہ کو اپنے دوش پر اوٹھا کر جب رکوع اور سجدہ کرتے تو انکو بٹھا دیتے اور نماز پڑھتے مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپ کی پیٹھ پر سوار ہوجاتے تو آپ سجدے سے سر اوٹھانے مین دیر کرتے اس خیال سے کہ وہ گر نہ پڑین اور مکان کا دروازہ بند ہوتا تو آپ حضرت عائشہ کے لیے نماز مین دروازہ کھولدیتے اور نماز کے اندر سلام کا جواب اشارے سے دیتے اور منبر پر نماز پڑھتے اوسی پر رکوع کرتے جب سجدہ آتا تو اولٹے پاؤن نیچے اوتر آتے پھر سجدہ کرتے زمین پر پھر منبر پر چڑہ جاتے اور آپ نماز پڑہ رہے تھے اتنے مین شیطان آیا آپ کی نماز توڑنے کو آپنے اوسکو پکڑا اور اوسکا گلا گھونٹا یہانتک کہ اوسکا لعاب آپکے ہاتھہ پر بہا اور آپ دیوار کی طرف نماز پڑھ رہے تھے پھر ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے نکلنے لگا آپنے اوسکو ہٹایا یہانتک کہ اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا آخر

وہ پیچھے سے نکل گیا اور نماز پڑھتے میں بنی عبد المطلب کی دو لڑکیاں لڑتی ہوئیں آپنے اپنے ہاتھ سے انکو پکڑا اور چھڑا لیا اور نماز پڑھتے میں ایک لڑکا آپکے سامنے سے گذرنے لگا آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گیا ایک لڑکی آپکے سامنے سے گذرنے لگی اوسکو بھی ہاتھ سے اشارہ کیا وہ چلی گئی اور نہ مانا آپنے۔ فرمایا کہ عورتیں غلبہ کر لیتی ہیں روایت کیا اس کو امام احمد نے سنن میں اور آپ نماز میں کھنکارتے تھے اور روتے تھے حضرت علی نے کہا میں آپکے پاس آتا پھر اگر آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے میں اندر چلا جاتا روایت کیا اوسکو نسائی اور احمد نے غرض کھنکارنے کو آپ مفسد نماز نہیں جانتے تھے امام احمد کی روایت میں ہے کہ میں رات اور دن میں دوبار حضرتؐ کے پاس جاتا جب آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے پس جو افعال حضرتؐ سے ثابت ہیں نماز میں جیسے کھنکارنا سلام کا جواب اشارے سے دینا بچے کو اوٹھا لینا ہاتھ سے کسی کو چھڑا دینا ایسی چیز پر نماز پڑھنا اور سجدے کے لیے نیچے اوترنا آگے بڑھنا پیچھے ہٹنا سانپ یا بچھو یا اور کوئی موذی جانور مارنا اگر دوسرا کوئی دروازہ کھولنے والا نہ ہو تو دروازہ کھولدینا ان سب کے کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی گو انمیں عمل کثیر کی حاجت پڑے اور جس نے ہر عمل کثیر کو مفسد صلوۃ کہا ہے اسکو ان صحیح حدیثوں کی تاویل کرنا پڑیگی اور ہمارے نزدیک تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ جو رائ اور تجویز حدیث کے خلاف واقع ہو وہ رائ اور تجویز ہی غلط ہے اور حدیث شریف ہر طرح واجب العمل ہے قربان حدیث شریف کے اور قربان اوسکے فرمانے والے کے

باب إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ جب کوئی شخص ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھے جسپر حائضہ عورت ہو تو نماز مکروہ ہے یا نہیں اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ بحث ابواب ستر العورت میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي **ترجمہ** ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے میرا بچھونا (جسپر میں سوتی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو تھا کبھی آپکا کپڑا مجھپر پڑ جاتا اور میں اپنے بچھونے پر ہوتی **ف** حالت حیض میں جیسے دوسری روایت سے نکلتا ہے جو آگے آتی ہے (قسطلانی)

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپکے بازو سوئی ہوتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپکا کپڑا مجھے

لگ جاتا اور میں حائضہ ہوتی **ف** باب کی دونوں حدیثوں سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حائضہ عورت کے چھونے سے بھی نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنے چھونے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچھونا اس سے ہو یا بازو داہنی طرف یا بائیں طرف بعض نسخوں میں اس حدیث کی بعد اتنی عبارت اور زیادہ ہے وزاد مسدد عن خالد قال حدثنا سلیمان الشیبانی وانا حائض **باب** ہل یغمز الرجل امرأته عند السجود لکی یسجد اگر مرد اپنی عورت کا بدن دبا دے سجدہ کے وقت تاکہ سجدہ کرے اگلا باب میں یہ بیان تھا کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت سے لگ جاوے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس میں یہ بیان ہے کہ اگر اسکا بدن بھی عورت سے لگ جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا عبید اللہ قال حدثنا القاسم عن عائشة رضی قالت بئسما عدلتمونا بالکلب والحمار لقد رأیتنی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا مضطجعة بینه وبین القبلة فاذا اراد ان یسجد غمز رجلی فقبضتهما **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا برا کیا تم نے جو برابر کر دیا ہم کو کتے اور گدھے کے بیشک میں نے دیکھا اپنے تئیں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے میں کروٹ پر لیٹی ہوتی آپ کے اور قبلے کے بیچ میں پھر آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرا پاؤں دبا دیتے میں اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لیتی **ف** اس حدیث کی بحث اوپر گذر چکی ہے باب التطوع خلف المرأة میں **باب** المرأة تطرح عن المصلی شیئا من الاذی عورت اگر نمازی پر سے کچھ نجاست اٹھا کر پھینک دیوے **ف** ابن بطال نے کہا یہ ترجمہ باب اگلے ترجموں کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اس وجہ سے کہ جب عورت نجاست اوٹھانے کے لیے نمازی کے پاس آویگی تو ضرور کسی طرف سے آویگی اور وہ بھی مثل سامنے سے گذرنے کے ہے (فتح) حدثنا احمد بن اسحاق السورماری قال حدثنا عبید اللہ بن موسی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عمرو بن میمون عن عبد اللہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم یصلی عند الکعبة وجمع من قریش فی مجالسهم اذ قال قائل منهم الا تنظرون الی هذا المرائی ایکم یقوم الی جزور آل فلان فیعمد الی فرثها ودمها وسلاها فیجیء به ثم یمهله حتی اذا سجد وضعه بین کتفیه فانبعث اشقاهم فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعه بین کتفیه وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا حتی مال بعضهم الی بعض من الضحک فانطلق منطلق الی فاطمة وهی جویریة فاقبلت

تَسْعٰی وَثَبَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ ثُمَّ سَمّٰی اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَیَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُهُمْ صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِیْبِ لَعْنَةً ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ایک بار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کعبہ کے پاس اور قریش کی ایک جماعت اپنی اپنی مجلسون میں بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں اونمین سے ایک کہنے والے نے کہا کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے (رسول اللہ حضرت کو مردود نے ریاکار بنایا اسوجہ سے کہ علانیہ عبادت کرتے تھے) تم میں سے کون جاتا ہے فلان لوگون کی قربانی کی طرف جو اونٹنی کی ہے پھر اوسکے لید اور خون اور بچہ دان کو لیکر آوے اور اس شخص کو (یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) مہلت دیوے جب وہ سجدہ کرے تو اوسکے دونون مونڈھون کے بیچ مین رکھدیوے یہ سنکر اون مین کا زیادہ بدبخت (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اوٹھا اور یہ نجاست لیکر آیا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اوس نے اوسکو رکھدیا آپکے دونون مونڈھون کے بیچ مین اور آپ اسیطرح سجدے مین پڑے رہے وہ ہنسا کیے یہانتک کہ ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے پھر ایک جانے والا (شاید وہ ابن مسعود ہون ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے) حضرت فاطمہ زہرا کے پاس گیا وہ اون دنون چھوٹی لڑکی تھین (یہ سنکر) وہ دوڑتی آئین اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدے ہی مین تھے یہانتک کہ حضرت فاطمہ زہرا نے وہ نجاست آپکی پیٹھ پر سے پھینکدی اور پھر اون کافرون کی طرف گئین اون کو برا کہا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو بعد اوسکے آپنے نام لیکر فرمایا یا اللہ تو تباہ کر عمرو بن ہشام (ابو جہل مردود) کو اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا تو قسم خدا کی مینے ان ساتون کو دیکھا پڑے ہوئے بدر کے دن (سوا عمارہ کے وہ حبش مین مرا) پھر انکی لاشین کھینچکر کنوے مین ڈالی گئین یعنے بدر کے کنوے مین بعد اوسکے فرمایا حضرتؐ نے اور پیچھے سے ان کنوے والون پر لعنت اتاری گئی **ف** یعنے دنیا کے قتل کے سوا اور

ذلت کی سوا آخرت مین بہی اون پر خدا کی لعنت اور پھٹکار او تری اس حدیث کی بحث اوپر کتاب الطہارت مین گذر چکی **خاتمہ** استقبال قبلہ اور اسکے متعلقات کے ابواب مین ۸۶ مرفوع حدیثین ہین اون مین سے مکرر ۳۱ حدیثین ہین اور بحذف تکرار خالص ۵۰ حدیثین ہین مسلم نے ان سبھون کو نکالا سوا حدیث انس من استقبل قبلتنا اور حدیث ابن عباس کی صلوۃ فی الکعبہ مین لیکن مسلم نے اسکو نکالا ابن عباس سے انہون نے اسامہ سے اور حدیث جابر کی صلوۃ علی الراحلہ مین اور حدیث عائشہ کی قصہ وشاح مین اور حدیث ابوہریرہ کی ستر اصحاب صفہ مین اور حدیث ابن عمر کے کان المسجد مبنیا باللبن اور حدیث عمار کی قصہ بناء مسجد مین اور حدیث انکی خوخہ ابوبکر مین اور حدیث عمر کی رفع الصوت فی المسجد مین اور حدیث ابن عمر کی مساجد طرق مدینہ مین اوس مین دس حدیثین ہین اور حدیث عائشہ کی لم اعقل ابوی الا وہما یدینان الدین اور اس باب مین معلق حدیثین ۱۸ ہین کل مکرر مین سوا حدیث انس کے قصہ عباس اور مال بحرین مین یہ بہی امام بخاری کے افراد مین سے ہے مسلم نے اوسکو نہین نکالا تو سب حدیثین ایک سو چار ہین اور آثار ۲۳ ہین سب آثار معلق ہین سوا اثر مساجد ابن عباس کے اور اثر عمر اور عثمان کے کہ وہ دونون مسجد مین چت لیٹتے تھے اور اس اثر کے کہ اون دونون نے مسجد نبوی کو بڑہایا یہ موصول ہین۔ تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا پارہ دوسرا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پارون مین سے اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور اسیطرح تیسرے پارے کو بہی تمام کرا دے اپنے فضل اور کرم سے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ **اس باب مین وہ حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین** اکثر تو اپنے اپنے مقام مین اوپر گذر چکین اور باقی یہ ہین (۱) ابوداؤد نے یزید بن نمران سے مین نے دیکھا ایک لنجے کو تبوک مین اوس نے بیان کیا کہ وہ گذرا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک گدہے پر اور آپ نماز پڑہ رہے تہے آپنے فرمایا یا اللہ اوسکا اثر کاٹ دے اوس نے کہا اوس دن سے مین پاؤن سے چل نہ سکا ایک روایت مین یون ہے اوس نے ہماری نماز کاٹی اللہ اوسکا قدم (اثر) کاٹے (۲) ابوداؤد نے ابن عباس سے حضرتؐ نے فرمایا مت نماز پڑہو سونیوالون اور بات کرنے والون اور حلقہ باندہنے والون کے پیچہے (۳) امام مالک نے کعب احبار سے اونہون نے کہا اگر نمازی کے سامنے گذرنے والا جانتا جو گناہ اوسپر ہے البتہ اگر زمین مین دہنس جاتا تو بہتر ہوتا یا آسان ہوتا اوسپر اوسکے سامنے گذرنے سے (۴) ابوداؤد نے سفیان سے مین نے شریک کو دیکھا اونہون نے ہمارے ساتھ ایک جنازہ مین

عصر کی نماز پڑہی تو اپنی ٹوپی سامنے رکہہ لی (۵) ابوداؤد نے غزوان سے وہ اوترے تبوک مین حج
کے ارادے سے اونہون نے ایک اپاہج آدمی دیکہا اوس سے حال پوچہا وہ بولا مین تم سے ایک بات کہتا
ہون بشرطیکہ جب تک مین زندہ ہون تم اوس کو کسی سے بیان نہ کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک مین
اوترے تہے ایک درخت کی آڑ مین اور آپ نے فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے پہر نماز شروع کی اوس طرف اور
مین آیا دوڑتا ہوا اور نکل گیا آپ کے اور درخت کے بیچ مین سے آپ نے فرمایا توڑ دی اس نے نماز ہماری
کاٹ دی اللہ نشان اوسکا اوس روز سے مین کہڑا نہ ہو سکا اپنے پاؤن پر آج کے دن تک (۶)
ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اوترے اذاخر کی
گہاٹی سے اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپ نے ایک دیوار کی طرف نماز پڑہی اور ہم آپ کے پیچہے کہڑے
ہوئے ایک چارپایہ آیا سامنے سے جانے کو آپ اسکو روکتے رہے یہانتک کہ آپ نے اپنا پیٹ دیوار سے
لگا دیا تاکہ وہ سامنے سے نہ جا سکے آخر وہ آپ کے پیچہے سے چلا گیا (۷) ابوداؤد نے ابن عباس
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تہے ایک بکری کا بچہ سامنے سے جانے لگا آپ اوسکو روکتے
رہے (۸) نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرے گہر مین ایک کپڑا تہا جس مین صورتین تہین
مینے اوسکو اوٹہا کر طاق مین رکہدیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اودہر نماز پڑہا کرتے تہے پہر آپ نے فرمایا
اے عائشہ ہٹا دے اس کپڑے کو مین نے اوسکو اوتار کر اوسکے تکیے بنا ڈالے (۹) نسائی نے حضرت
عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوریا تہا آپ دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوس کی
آڑ کر لیتے اور نماز پڑہا کرتے لوگون کو معلوم ہوا تو وہ آپکے پیچہے نماز پڑہنے لگے اور انکے اور آپ کے
درمیان بوریا تہا آپ نے فرمایا اوتنا عمل کرو جتنے کی تم طاقت رکہتے ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے
سے نہین تہکتا اور تم تنگ جاتے ہو بیشک اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جاوے اگرچہ تہوڑا
ہو پہر آپ نے وہان نماز پڑہنا چہوڑ دی اور کبہی نہ پڑہی یہانتک کہ اللہ تعالی نے آپ کو دنیا سے اوٹہا لیا
اور آپ جب کوئی کام کرتے تو استقلال سے کرتے (یعنے ہمیشہ یہ نہین کہ چار دن کیا پہر چہوڑ دیا) ابن ماجہ
کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ آپکے پاس ایک بوریا تہا دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوسکی آڑ کرکے
اوسکی طرف نماز پڑہتے (۱۰) ابن ماجہ نے حسن عرنی سے ابن عباس پاس ذکر ہوا کون سی چیزین
نماز توڑ دیتی ہین لوگون نے ذکر کیا کتے اور گدہے اور عورت کا ابن عباس نے کہا تم بکری کے بچہ

کے باب مین کیا کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز پڑھ رہے تھے تو ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے گذرنے کو ہوا آپ اس سے پہلے قبلے کیطرف بڑھ گئے (اور اوسکی راہ بند کردی) یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ تو نے مجھ ضعیف ناتوان روسیاہ گنہگار کے ہاتھ سے اپنے رسول اکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا دوسرا پارہ بھی تمام کرایا یا اللہ اسیطرح سے تمام کرادے ساری کتاب کو اور قبول فرمالے اسکو اور بخشدے اسکی وجہ سے مجھکو اور میرے والدین اور میرے تینون بھائیون مولوی حاجی بدیع الزمان اور مولوی فرید الزمان اور مولوی سعید الزمان مرحومین کو اور میرے تمام اوستادون اور مشائخین اور میرے تمام عزیزون کو اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصاً اوسکو جو باعث ہوا اس کتاب عظیم النصاب کے پارۂ اول اور پارۂ دوم کے ترجمہ کرانے کا یا اللہ معاف کر گناہ اسکے اور بخشدے اسکو اور رحمت کر اسپر اور کر مہمانی اسکی جنت مین یا اللہ بخشدے اسکو جسنے چھاپا اسکو اور جس نے لکھا اور جس نے پڑھا اور پڑھایا اسکو آمین یا رب العالمین ۔ تمام ہوا مسودہ اس پارے کا ۱۲ جمادی الاخرے سنہ ۱۳۰۳ھ روز چہارشنبہ چاشت کے وقت شہر حیدرآباد دکن مین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت

خاتمة الطبع

اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ تسہیل القاری شرح اردو صحیح البخاری معہ شرحین فتح الباری و قسطلانی و نیل الاوطار کا دوسرا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ دوران مولوی وحید الزمان صاحب کا پروردگار انکی عمر مین برکت دے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنے حفظ و امان مین رکھے ۔ اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کے پورا کرنے کی انکو توفیق بخشے اس مسکین شیخ محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ صفر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین نئے طبع سے مزین ہوکر عاملان حدیث کے لیے مژدۂ جان و ایمان ہوا اللہ تبارک و تعالے اسکو قبول فرمادے اور اسکے تیسرے پارہ کے تمام کرنیکی توفیق بخشے

صحت نامہ پارہ دوم

تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	موہون	موہنون	۵۴	۲۲	ثمودنے	محمودنے	۱۰۴	۶	آتا	آتا ہے	۱۴۸	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے
״	۱۳	موہنوت	موہوت	۵۵	״	سناکچہ سُنا	کچہ سُنا	۱۱۲	۲۳	بوداؤد	ابوداؤد	۱۵۰	۱۴	رہیہے	رہے
۴	۲۱	نکمالا	نکالا	۵۶	۵	اونہون	انہون نے	۱۱۵	۱۵	مصرمی	مصری	۱۵۱	۴	کرسلے	کرسے
۹	۱۵	اتعال	افعال	۶۲	۱۵	والمنوح	والمنوخ	۱۲۷	۶	انہون	انہون نے	۱۵۴	۱	ذکرکرتے	ذکرکرتے تہے
۱۴	۲۱	روایت ایسے	روایت ہے سیمین	۶۵	۶	نے بنی	نے نبی	״	۲۱	تمہ	تمنہ	״	۴	گنتی تہین	گنتے تہے
۱۵	۲۲	کے لی تہا	کے لیے تہا	۶۷	۷	[illegible]	[illegible]	۱۲۸	۶	شحتص	شخص	۱۵۶	۱۹	ہوتین	ہوتے
۱۷	״	ماپ مین	باب مین					۱۳۰	۹	گلی ہو	لگی ہو	״	״	״	״
۱۸	۱۴	کرتا	کرنا	۶۹	۱	زرامنہ	نذرمسند	۱۳۱	۱۸	اوزکوبے	اوراوسکو لے	״	۲۰	ہوجاتین	ہوجاتے
۱۹	۵	کئی اقوال	کبی اقوال	״	۲	ابوجیفہ	ابوحنیفہ	۱۳۴	۵	روایت مین	روایت مین ہے	۱۵۷	۱۵	لگاتی تہین	لگاتے تہے
״	۱۳	رگڑمیہر	رگڑاپہیر	۷۲	۱۶	سرے	میرے	״	۱۴	جاتا	جاتا ہے	۱۶۰	۱۷	تہین	تہے
״	۲۱	نجاست ہے	نجاست سے	۷۳	۴	روایش	روایت	۱۳۹	۲۲	سالم عبداللہ	سالم بن عبداللہ	״	״	کرتی تہین	کرتے تہے
۲۱	۲۲	ابن المسبب	ابن المسیب	۷۵	۶	ابو ذرعہ	ابوزرعہ	۱۴۱	۲	منعکرتین	منع کرتے	۱۶۱	۸	مولا	مولیٰ
۲۴	۲	[illegible]	[illegible]	۸۰	۲۱	ایک	ایک دن مین	״	۱۴	کرتی تہین	کرتے تہے	״	۱۷	ضعیف	صفت
				۸۲	۱۹	بہیجا	کہلا بہیجا	״	۱۵	کرتی تہینز	کرتے تہے	۱۶۲	۱۹	رویت	روایت
۲۶	۹	رلت کا	رات کا	۸۳	״	یہانتک	یہانتک کہ	۱۴۲	۱۱	اولیا	اور ایسا	״	۲۴	لسنحوں	لسنخون
۲۷	۲۰	وضوکرے	وضوکر	۹۵	۱۷	بائی	باقی	״	۷	ادوسرے	اور دوسرے	۱۶۵	۲	مغسطائی	مغلطائی
۲۹	۵	مؤالف	مؤلف	۹۸	۸	وصو	وضو	۱۴۶	۲۳	ابوالطیب	ابوالطیب	״	۱۳	یپٹی	بیٹی
״	۷	کاازر	کااثر	״	۲۰	اس اثرکے	اس اثر کے	۱۴۰	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۶۶	۸	ببن	بین
۳۵	۲۴	موادبر	سوادبر	۱۰۱	۲۳	ابی الاسود کی	ابی الاسودی سے انکی	״	۲۴	جانتی تہین	جانتے تہے	״	۲۳	گمان اور	گما اور
۳۶	۱۵	کاتی تہا	کافی تہا	۱۰۲	۱۳	ایہام	ابہام	۱۴۸	۱	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	۱۶۷	۲	معازی	مغازی
				״	۲۴	ہوااپنے	ہوا اپنے	״	۲	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	״	۴	عزوہ	غزوہ
۵۴	۵	تشرم	تو شرم	۱۰۳	۱۲	باقی۔	باقی	״	۹	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۷۱	۹	توسب	توسب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۱	م کنجیان	تمام کنجیان	۲۱۵	۱۵	سعید	صعید	۲۳۴	۱۸	یدلہ	بدلہ	۲۵۷	۱۴	ہوحاوین	ہوجاوین
۱۷۵	۲	نمار	نماز	۲۱۷	۱	مین تہا اور سعر بحر خوابا مین تہا	مین تہا	۲۳۶	۵	کردینا تہیں	کردینا تہین	،،	۱۵	دلیل لی	دلیل لی
۱۷۶	۱۱	[illegible]	ابو طالب اور طاؤس	۲۲۰	۵	ملا اعلے	ملأ اعلے	۲۳۷	۲	ہمزہ لمزۃ	ہمزۃ لمزۃ	۲۵۸	۱	ہاٹہہ	ہاتہہ
۱۸۳	۱۸	خباب	خیابت	،،	۸	رنیک	زنیک	۲۴۰	۱۱	مین	مین سے	،،	۶	گفتکو	گفتگو
۱۸۹	۱۲	اسکی	اسکے سوا	،،	۱۵	وہ ہی	وہ یہی	۲۴۲	۱	چاہے	چاہیے	۲۵۹	۱۹	سحیان	سحبان
۱۹۳	۳	اگر بہ	اگر یہ	۲۲۱	۱۵	نوحکہا	یہ تہکہا	۲۴۴	۱۱	چہڑ رسے	جہر رہے	۲۶۲	۲۲	خاوندکسی	خاوندکے
۱۹۴	۱۴	چہوڑدینی	چہوڑدیتے	،،	۲۱	اور اکہ	اور ایک	۲۴۵	۱۶	نسانی	لنسائی	،،	۲۳	یہ دونو	یہ دونون
۱۹۶	۹	چڈون	چڈہون	۲۲۲	ہندسہ	۱۲۲	۲۲۲	۲۴۸	۲	ٹہٹی	ٹہنی	۲۶۴	۱	اور صحیح کہا اسکو	اور صحیح کہا اسکو
،،	۱۳	مؤلف	مؤلف نے	،،	۲	تاثیبر	تاثیر	،،	۶	کرے	گرے	۲۸۴	۱۴	بیٹھے	لیٹے
،،	۶	بیان	بیان کیا	،،	۱۲	پاپا	پایا	،،	۱۶	پاتی	پانی	۲۸۶	۱۷	سامنی آتی	سامنے آتی
،،	۲۳	رخصنت	رخصت	۲۲۳	۶	اور آسکے	اور آرام کے	،،	۱۸	ہوجاویگی	ہوجاوینگے	۲۸۷	۱۱	یانسے	پانسے
۱۹۸	۳	تحزیج	تخریج	،،	۱۹	تحیفت	تخفیف	۲۴۹	۳	پہر فرادیگا	پہر فرماویگا	۲۸۸	۹	تمہارسے	تمہاری بابر
۱۹۹	۱	مکرجب	مگرجب	۲۲۴	۱۷	کاوی	کوئی	۲۵۰	۲۳	پہردیگا	پہردینگا	،،	۱۴	پرہ	پردہ
۲۰۱	۱۳	بہونکا	پہونکا	۲۲۵	۱۶	ثابت ہیے	ثابت ہے	۲۵۱	۱	عیادہ	عبادہ	۲۹۱	۱	آتے	آئی
۲۰۲	۱۵	بار	مار	۲۲۷	۱۳	کردن	گردن	،،	۱۴	چاہتاہے	چاہتا ہی	۲۹۵	۱۲	[illegible]	[illegible]
		نافع اوسنے	نافع سے انہون نے	،،	۱۷	قتل اسمین	قتل ہوا اسمین	۲۵۲	۲	گناہون کا	گناہونکے	۲۹۹	۱	کہرے	کہڑے
،،	۱۲	انہون	انہون نے	۲۲۸	۱۳	بیٹہیہ	بیٹہہ	۲۵۳	۹	بیبیے	بیٹہیے	،،	۹	ملیکہ	ملیکہ نے
[illegible]	[illegible]	نقیم باکرے	اور تقسیم کرلیے	۲۲۹	۲۳	نسبت	نسبت اسے	،،	۱۴	اصحاب سے	اصحاب پر سے	،،	۲	متعد ہو	مستعد ہو
۲۱۳	۲	المعرفت	المعرفۃ	۲۳۰	۲	فبول	قبول	،،	۲۲	کپڑ	کپڑا	۳۰۲	۳	ہوتی ہے	ہوتی تہی
،،	۹	جنازسے	جنازے	۲۳۱	۱	دمہ	ذمہ	۲۵۴	۶	البوبہ	البواب	۳۰۴	۷	زنیت	زینت
،،	۱۶	اگر سے دفعۃ	اگر دفعۃ	۲۳۲	۱	شاکرد	شاگرد	۲۵۵	۹	اونہون	اونہون نے	،،	۲۱	بوریے	بوریے پر
۲۱۴	۱۳	گہرجایا	گہرجا	۲۳۳	۱۵	جیاسے	چاہیے	۲۵۶	۲۳	عورت	عورت کو	،،	۲۲	میں سے	مین سے ہیز
۲۱۵	۱۱	نوتہ	خوفتہ	۲۳۴	۱۱	کرلیتا	کرلینگے	۲۵۷	۱	جوان	جوجوان	۳۰۷	۱۳	مین سے	مین سے ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۸	۲	تکلفت	تکلیف	۲۵۲	۲۲	یلتعہ	بلتعہ	۴۰۰	۵	ئین	مین	۴۵۵	۶	جاتی ہے	جاتی ہین
〃	۱۴	باوجو	باوجود	۲۵۳	۱۸	اد مسجدون	اور مسجدون	〃	۱۳	اوسکو	اوسکے	۴۵۶	۲	تیری	میری
〃	حاشیہ	ٹبکا	ٹپکا	۲۵۴	۳۰	ہوسکتا ہی	ہوسکتا ہے	〃	۲۰	پیکان	پیکان	۴۵۷	۱۴	دیوارنہ تھی	دیوار نہ تھی
〃	۱۳	لٹکا	لٹکانا	۲۵۷	۱۳	بتاتے	بناتے	〃	۲۲	کہاکیا	کہاکیا	〃	۱۹	عباس رض	عباس رض
〃	۲۰	مین امام احمد نے	مین ابو امام احمد نے	۲۵۹	۴	ہین	ہین ہے	۴۰۱	۶	تنا ہنے کا	تنہا منے کا	۴۵۸	سند	۱۵۸	۴۵۸
〃	۶	کپڑا	کتڑا	〃	۱۰	مہاجرن	مہاجرین	۴۰۲	۱۸	والیلتہ	واللیلۃ	۴۶۰	۱۳	اوسکے	اونکے
〃	۱۲	ہان	ہان ہے	۲۶۳	۲۰	نمازے	نماز سے	۴۰۳	۱	دروازے پر	دروازے پر	۴۶۱	۹	عنزدہ	عنزہ
〃	۱۷	حذوا	خذوا	۲۶۵	۱۳	لیشبی	پشتی	۴۱۳	۴	دچراغون	دو چراغون	〃	۱۲	بتری	تری
۲۱۷		السدیہ ہے	السدیہی	۳۲۱	۱	اتفاقا	اتفاقاً	۴۱۹	۱۰	بی حدرد	ابی حدرد	۴۷۱	۱۱	اورا سامہ	اور اسامہ
۲۲۳	۱۳	قول	اول	〃	۳	ہمن	مین	〃	۱۲	بہین	یہین	۴۷۲	۳	ہوتا ہے	ہوتی ہین
۲۲۴	۳	تمار	نماز	۳۲۳	۱۲	فیہ ابدًا	فیہ ابدًا	۴۲۶	۱۳	اوتنا ہی	اوتنی ہی	۴۸۱	۸	گذرنیوالا	گذرنیوالا
۲۲۷	۲۰	انتظام	انتظام	۳۲۷	۵	خوف نے	خوف سے	۴۴۲	۱	صفروات	صفراوات	۴۸۶	۱۹	آیپ	آپ
۲۲۹	۱۲	اومرد	اور مرد	〃	۲۳	قسطلاتی	قسطلانی	〃	۲۲	ورسحدیث	اور سحدیث	۴۸۸	۲۲	بن حرملہ	بن حرملہ
〃	۱۶	گہوین	گہومین	۳۸۴	۱۰	پیداہوا	پیداہو	۴۴۳	۱۳	گہرون سن	گہرون مین	۴۹۱	۱۰	کتا اور گدا	کتے اور گدہ
۲۴۲	۱۹	سسجد	مسجد	۳۸۵	۵	الیساہی	السیاکوئی	۴۳۵	۲۲	کیلیے	کیلیے	۴۹۲	۳	روہوا	رد کیا
۲۴۳	۱۳	انتہی فی	انتہائی	۳۸۷		د د بولے	وہ بولے	۴۳۹	۱۶	زنیین	زمینین	۴۹۰	۷	ترمذی	ترمذی نے
۲۴۴	۶	ہی مرجب	ہے جیب	۳۹۱	۵	اسی کو	اسی کو بھی	۴۴۰	۱	خوشخبر دی	خوشخبری دی	۴۹۸	۱۴	بٹھادیے	بٹھادیتے
〃	۱۹	بعد اسکے	بعد اوسکے	〃	۱۱	اعتقاف	اعتکاف	〃	۱۱	بینے	بین نے	[illegible]			
۲۴۸	۱۸	دقن	دفن	۳۹۳	۱۶	ڈال	ڈالا	۴۴۱	۳	اگرجلیگا	اگر جیئیگا				
۲۴۳	۷	آپنے	آپنے	۳۹۶	۴	)جرہے	اجرہے	۴۴۶	۱۳	طبرانی ہے	طبرانی نے				
۲۴۵	۸	کہجور	کہجور	〃	۲۱	[illegible]	[illegible]	۴۴۷	۱	مسجد سے	مسجد سے				
۲۴۷	۱	دفتری	دوسری	۳۹۷	۱۷	تاجیبیون	تا حبیبون	۴۵۰	۶	فاعدہ	قاعدہ				
۲۵۱	۲۱	کزا	کوتا	۳۹۹	۱۹	خلاقت	خلافت	۴۵۲	۲۲	مسجدکے	مسجد کا				

اعلان

شائقین حدیث نبویہ طالبان طریق محمدیہ کیخدمت مین التماس ہے
کہ کتاب تسہیل القاری شرح اردو صحیح البخاری کا تیسرا پارہ تالیف کیا
ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ دوران جناب مولوی وحید الزمان صاحب
کا اللہ تعالی انکی عمر دراز کرے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنی حفظ و امان
مین انکو رکھے اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کی پورا کرنے کی توفیق بخشے مطبع
صدیقی لاہور مین بہت جلد چھپنا شروع ہونیوالا ہے اور نیز مژدہ ہو کہ کتاب
ہدایت مآب غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب دونو کتابین تصنیف لطیف
مقبول بارگاہ ربانی محبوب سبحانی ولی کامل حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز علیہ الرحمۃ والغفران کی اصل کتاب عربی اعراب
لگائی گئی متن میں اور ترجمہ اردو اسکا بین السطور میں اور فتوح الغیب اصل کتاب
عربی اعراب لگائی گئی ہے ترجمہ اسکے حاشیہ پر بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ
مطبع صدیقی لاہور مین چھپ رہی ہے بھائی مسلمانون کو بنظر
خیر خواہی اطلاع دی گئی ہے فقط